

برق و شرر

اُردو زبان کی پہلی کالم نگار خاتون





بیگم محمودہ سلطانہ

مقدمہ و ترتیب

آیت اللہ ڈاکٹر عمران لیاقت حسین

ISBN 969-449-024-3

برق وشرر

اردو زبان کی پہلی کالم نگار خاتون

بیگم محمودہ سلطانہ

مقدمہ وترتیب

آیت اللہ ڈاکٹر عمران لیاقت حسین

ISBN : 969-449-024-3

اہتمامِ اشاعت: ہولی فاطمہؑ آرگنائزیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

برق و شرر

اشاعت..................بار اول

تعداد..................ایک ہزار

قیمت..................900روپے

ناشر..................مکتبہ حامدیہ

کمپوزنگ اور ڈیزائننگ........سید سکندر مسعود نقوی

ای میل ایڈریس.........hujjat2000@yahoo.com

ملنے کا پتہ.......مکتبہ حامدیہ C/47

طارق روڈ پی ای سی ایچ ایس نزد کے ایف سی

کراچی پاکستان

فون نمبر.........0300-2177497

www.drimranliaquat.com

انتساب

برصغیر پاک و ہند کے نامور صحافی اور مرد عارف

سردار علی صابریؒ

کے نام

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	1955ء سے 1960 تک انجام اخبار میں شائع ہونے والے کچھ کالم	
	مقدمہ	
1	مسلم لیگ کا خدائی اصول	157
2	حدیث دیگراں	159
3	غصہ ناک پر	163
4	مری کی سیاسی محفل	166
5	دل میں شرماؤ!	168
6	پیروں کی کرامات	172
7	ناز والے نیاز کیا جانیں	176
8	ہمارے انتخابی ادارے	181
9	کشمیر کا فیصلہ	184
10	اسوہ شبیریہ ہے	187
11	خاک ہو جاؤ در شبیر پہ اکسیر ہے یہ	190
12	صادق الوعد حسین	193
13	اقتدار پر اصول قربان	198
14	وزارت کے گر	200
15	تصویر کا دوسرا رخ	203
16	محلوں کی سیاست	206
17	حدیث دیگراں قاضی اختر جونا گڑھی کی وفات	208
18	کشمیر کا پُر امن مجاہد	210
19	کراچی میں سیلاب	213
20	بارش کے چند چھینٹے	216
21	لفظ "مسلم" سے بیزاری	220

مقدمہ

بیگم محمودہ سلطانہ بروز اتوار ۱۳ اگست ۱۹۳۹ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ گلی قاسم جان دہلی کے اس تاریخی مکان میں پیدا ہوئیں جسے کبھی مرزا غالب کے دیوان خانہ ہونے کا شرف حاصل تھا.... خاندانی اعتبار سے پٹھان ہیں ان کے مورث اعلیٰ سردار عبداللہ خاں غزنی سے چترال آئے اور وہاں برطانیہ کے خلاف جنگ میں گرفتار کر کے کلکتہ بھیج دیئے گئے. ان کے پردادا نواب مشرف علی خاں اور دادا شہزاد علی خاں عرف پیارے صاحب کلکتہ ہی میں پیدا ہوئے. بعد میں ان کے بزرگوں نے دہلی اور یوپی میں زمینیں خریدیں اور مستقل سکونت اختیار کی..........!!

محکومی و باطل کے خلاف جنگ محمودہ سلطانہ کی فطرت میں داخل ہے۔ بنگال کے نامور مجاہد اور تحریک فرائض کے بانی قاضی القضاۃ مولانا شریعت اللہ کی پوتی محترمہ امتہ الاحد بنت مولوی محمد عظیم عرف اجو میاں سے ان کے پردادا نوب مشرف علی خاں سے شادی ہوئی تھی موصوفہ کے والد ماجد سردار علی صابری ملک کے ایک مشہور صحافی اور تحریک موالات، خلافت اور مسلم لیگ کے بہت پرانے کارکن تھے ایک مرتبہ کانگریس اور دوسری مرتبہ مسلم لیگ کی تحریکات کے سلسلے میں قید ہوئے خود محترمہ محمودہ سلطانہ بھی قید ہوئیں اور آنسو گیس کے گولے اور لاٹھی چارج سے زخمی بھی ہوئیں ان کے والد کی نانی دہلی کے مشہور و نامور عالم مولانا نوازش علی کی پوتی تھیں جو سر سید مرحوم اور خواجہ حالی مرحوم کے استاد تھے اور جن کے خاندان کے اٹھارہ آدمیوں کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شہید کیا گیا تھا سیاست کے علاوہ ادبی ذوق بھی انہیں ورثے میں ملا ہے... ان کے والد نے اپنے خالو مورخ اسلام مولانا عبدالرزاق کانپوری

مصنف البراکہ اور دادا کے خالو نواب عبداللطیف خاں سی آئی (بنگال) نے علم وادب کے میدان میں نمایاں شہرت حاصل کی سر مولوی محمد یعقوب مراد آباد (مولوی محمد عظیم) مولانا شریعت اللہ بانی تحریک فرائض بنگال کے پوتے موصوفہ کے رشتہ کے چچا ہوتے تھے موصوفہ کے شوہر شیخ لیاقت حسین کا ملک کے نامور سیاست دانوں میں شمار ہوتا ہے.........

سچ پوچھے تو سیاست ان کی گھٹی میں پڑی ہے کیونکہ ان کی آنکھ مشہور صحافی اور تحریک موالات، خلافت اور مسلم لیگ کے ممتاز کارکن اور مشہور صحافی سردار علی صابری کی آغوش میں کھلی ہے اور انہوں نے سید الاحرار مولانا حسرت موہانی کی گود میں پرورش پائی اس طرح انہیں سیاست اور صحافت دونوں ہی ورثہ میں ملے ہیں..

اردو زبان کی پہلی کالم نگار خاتون بیگم محمودہ سلطانہ کا قلمی سفر ۱۹۵۵ سے شروع ہوتا ہے یہ قلمی سفر اپنے اندر مثبت سیاسی پہلو بھی رکھتا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف بقاء پاکستان ہے بیگم محمودہ سلطانہ کی شخصیت کے چار زوایے سامنے آتے ہیں صحافی. سیاستدان. وفادار بیوی اور ماں. اور ان کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو صحافت اور سیاست کے نفیس امتزاج میں صرف عشق پاکستان کی خوشبو نمایاں نظر آتی ہے لہذا ان کی قلمی اور سیاسی جدوجہد کا محور ہی صرف مسلم لیگ اور پاکستان رہا ہے اور کیوں نہ ہو..وہ اھل قلم قافلہ کے سالار اعلیٰ مرشد کامل، عارف اور بالخصوص تحریک پاکستان میں ان کی کاٹھ کی تلوار نے وہ کام کر دکھایا جو آہنی تلوار سے ممکن نہیں تھا واقعی جناب سردار علی صابری بانیان پاکستان کی فہرست میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کی فکری تربیت ان کے والد کی آغوش میں ہوئی لہذا برق و شرر کا قلم ظلم استبدادیت اور غداران وطن کے خلاف بجلی بن کر گرا.. پاکستان اور اس کی عوام کے خلاف منفی تفکرات کو خاکستر کر دیا...کیوں کہ بیگم محمودہ سلطانہ نے سرمایا دارانہ سوچ، دہشت گردی، منافقانہ رویوں پر مبنی سیاست کو سیاست نہیں سمجھا بلکہ اسے نفس امارہ کے شر سے تعبیر کیا...شاید یہی وجہ ہے کہ آج کے ملکی سیاسی نظام میں ان کی جگہ نظر نہیں آ رہی ہے اور جب یہ مثبت فکر قلم کی روشنائی میں تبدیل ہو کر برق و شرر کی حیثیت میں سامنے آتی ہے تو وہاں ایجنسیوں کے اخبارات جو صرف فیوڈل لارڈ اور

دہشت گردوں کو مظلوم ثابت کر کے انہیں قوم کے رہبر بنانے پر کمربستہ ہیں.... ایسے اخبارات کو برق و شرر کی سیاہی جلا کر راکھ کر دے دیتی ہے اس لئے اپنی دنیاوی بقا کے ڈر سے برق و شرر کی آج کے ان اخبارات میں ضرورت نہیں ہے. لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ جس کالم نگار کی تربیت سردار علی صابریؒ نے کی ہو اور اس کے معاصرین میں میر خلیل الرحمن، سید محمد تقی، رئیس امروہوی، نازش حیدری، شورش کاشمیری، احمد ندیم قاسمی، ارشاد احمد خان، ابراہیم جلیس، ابن انشاء جیسے نامور صحافی ہوں وہاں آج کی ضمیر فروش صحافت میں ان کی جگہ بنانا ناممکن نظر آ رہی ہے.. اب ہم ان کی صحافتی اور سیاسی زندگی کا ایک مختصر تجزیہ پیش کرتے ہیں جو خود ان کی زبانی میں نے قلم بند کیا...

میں نے اپنے باپ سردار علی صابریؒ کی چھاؤں میں صحافت اور سیاست میں پہلا قدم رکھا میرا اصل نام غوثیہ ہے لیکن میرے باوا نے میرا قلمی نام محمودہ سلطانہ رکھا. سیاسی، صحافتی طور پر میرے باوا نے میری تربیت کی. کیونکہ باوا خود ایک بہت بڑے صحافی اور سیاستداں تھے پھر اس زمانے کے سیاسی لوگوں کی کیا بات تھی.... مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں ۹ سال کی تھی تو ۱۹۴۶ میں مسلم لیگ کا آخری اجلاس دہلی میں ہوا. اس اجلاس سے قائداعظم کو خطاب کرنا تھا. پورے پنڈال کو ہری جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا.... یہ بات بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت کارکنوں کے لئے جو بیج بنوائے گئے تھے وہ ہرے رنگ کے تھے اور ان کے کنارے سنہری رنگ تھے. ہرے رنگ پر سنہری الفاظ میں "P" لکھا ہوا تھا جس کے معنی تھے پاکستان .. چند چھوٹی بچیوں کو ہرے رنگ کے فراک پہنا کر اور سینے پر "P" کے سنہری اور ہرے بیج لگا کر اور ہاتھوں میں مسلم لیگ کی چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں دے کر کھڑا کر دیا گیا تھا جیسے ہی قائداعظم تشریف لائے خوشی کے مارے لوگوں کا برا حال تھا سارا پنڈال اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا..... اور پھر قائداعظم زندہ باد اور لے کے رہیں گے پاکستان کے نعروں سے فضا گونج اٹھی.... لوگ قائد کی آواز سننے کے لئے بیتاب تھے جیسے ہی قائداعظمؒ مائیک پر تشریف لائے لوگوں کا جوش خروش دیکھنے کے قابل تھا خوشی کے مارے لوگوں کی تالیاں اور آنسو رکتے ہی نہ تھے... سجی سجائی بچیوں کو قائداعظم کے اطراف کھڑا کر دیا گیا تھا اور ان بچیوں کے پیچھے نیشنل گارڈ کا پورا دستہ چاق

وچو بند کھڑا تھا..جب قائداعظمؒ نے تقریر انگریزی میں کی لیکن عوام کی زیادہ تعداد انگریزی نہیں جانتی تھی پھر بھی سب کی زبانوں پر یہی الفاظ تھے دیکھو ہمارا قائد کیسی اچھی تقریر کرتا ہے...جب قائداعظمؒ تقریر ختم کر کے واپس اپنی جگہ پر آئے تو انہوں نے پانی پینے کی خواہش ظاہر کی......یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں بالکل قائداعظم کی کرسی کے ساتھ ہی کھڑی تھی.....ایک نیشنل گارڈ نے مجھے پانی کا گلاس دے کر کہا کہ قائداعظمؒ کو دے دو.....جس وقت میں نے قائداعظمؒ کی خدمت میں پانی کا گلاس پیش کیا.....میری خوشی دیکھنے کے قابل تھی پانی لیکر قائداعظمؒ نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا پھر ادھر اُدھر دیکھ کر اپنے کوٹ کی جیب سے ہرے رنگ کا پارکر پین نکال کر مجھے دیا....میری خوش نصیبی پر سب ہی رشک کر رہے تھے میں نے قلم لے کر قائداعظمؒ کا شکریہ ادا کیا اور میاں عمران تم کو حیرت ہوگی کہ وہ قلم میرے باوا نے بڑی عقیدت سے مجھ سے لے لیا اور سنبھال کر رکھا....اور میرے بڑے ہونے پر یا مجھ میں شعور آنے کے بعد وہ قلم مجھے واپس کر دیا..جو آج تک میرے پاس محفوظ ہے......

آخر مسلمانوں کا خواب پورا ہوا اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی نفرتوں نے جنم لیا اور ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے جگہ جگہ کیمپ لگ گئے اور مسلمان اپنے وطن پاکستان کے لئے سب کچھ قربان کر کے بے سہارا عورتیں، بچے اور بزرگ لٹ لٹا کر کیمپوں میں پناہ لینے لگے اس موقع پر میرے باوا سردار علی صابری کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی گئی شہر کے معزز نمائندے اس کمیٹی کے ممبر تھے جو لٹے پٹے لوگوں کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرتے تھے. مجھے اچھی طرح یاد ہے ہماری والدہ جنہیں ہم بھابھی کہتے تھے رات دن باورچی خانہ میں ہی رہتی تھیں کبھی دال پکا رہی ہیں تو کبھی گرم گرم روٹیاں بنا کر کیمپوں میں بھیج رہی ہیں میں بھی اپنے پیارے باوا کے ساتھ ساتھ رہتی تھی اور ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بہت ہی بڑے بڑے اور نامور زعماء سے ملاقات رہی اور ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا...دہلی میں فسادات بڑے پیمانے پر پھوٹ پڑے تھے ہر طرف خون ہی خون اور لاشیں بکھری پڑی تھیں.....ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جب مسلمانوں کے قافلے لٹ لٹا کر جامع مسجد میں آتے تھے تو عورتیں اور بچوں کی دردناک چیخیں عرش ہلا دیتی تھیں پھر زخمی عورتوں کا بین کرنا کہ اے خدا

تیرے گھر میں تیری ہی دہائی ہے........اتنی سی عمر میں ایسے دردناک مناظر دیکھے کہ ان کو یاد کر کے دل خون کے آنسو روتا ہے اور سرزمین پاک پر سر عقیدت اور محبت سے جھک جاتا ہے.....
قیامت صغریٰ کا منظر دیکھتے دیکھتے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے لوگ اپنے گھربار چھوڑ کر پاکستان پہنچنے کے لئے بے چین تھے.....ادھر بھارت سے قافلے کے قافلے جانا شروع ہو گئے اسی شدت سے مسلمانوں کے خون سے ٹرینیں بھر گئیں لوگوں کو سکھوں اور ہندوؤں نے گاجر مولی کی طرح کاٹا اور ننھے بچوں کے سینوں میں تلوار کی نوک اتار کر اور اچھال کر کہتے تھے دیکھو یہ ہے تمہارا پاکستان کا جھنڈا........
باوا چونکہ گاندھی جی کی آشرم میں زیادہ رہتے تھے اور گاندھی جی بھی ان کو بیٹوں کی طرح سے پیار کرتے تھے ایک رات گاندھی جی کا پیغام آیا کہ سردار علی اب تم بھی پاکستان چلے جاؤ۔اور جتنی جلدی ہو سکے نکل جاؤ تمہارے لئے بڑا خطرہ ہے باوا اسی وقت رات کو جہاز میں بیٹھ کر پاکستان روانہ ہو گئے ہمارے بھائی جان راشد علی صابری مرحوم جو ہم سے بہن بھائیوں میں بڑے تھے ہم سب کو ٹرین کے ذریعہ بمبئی اور پھر بمبئی سے جہاز کے ذریعہ پاکستان پہنچے....ہمارے باوا بھی لاہور سے کراچی آچکے تھے ہندوستان سے لٹے پٹے قافلے آرہے تھے اس وقت سندھیوں نے مہاجروں کا بڑا ساتھ دیا اپنے گھر تک خالی کردیئے محترم سائیں جی ایم سید مرحوم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ان کے کیمپ لگوائے۔اور دونوں وقت کے کھانے کا انتظام کیا غرضیکہ ہر قسم کی دیکھ بھال سائیں نے خود کی ہمارے باوا بھی سائیں کے ساتھ پیش پیش تھے عثمان آزاد مرحوم نے کراچی سے اپنا اخبار انجام دوبارہ شائع کرنا شروع کر دیا ہم نے یہاں جیکب لائن کے اسکول میں داخلہ لے لیا اور اپنی پڑھائی شروع کر دی۔اس وقت برصغیر میں کوئی کالم نگار خاتون نہیں تھی...باوا کے حکم پر میں نے اخبار انجام میں "برق وشرر" کے عنوان سے کالم لکھنا شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی تعلیم دیتے رہے کہ کالم کس طرح لکھتے ہیں پہلوئے ضم کیا ہوتا ہے....لفظوں کی تکرار کیسے کی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ......ہر کالم اتنا مشہور ہوا ہے کہ لوگ .ناشتہ بعد میں کرتے تھے پہلے اخبار انجام کا انتظار کرتے تھے کہ محمودہ سلطانہ کا برق وشرر پڑھتے

تھے کراچی میں اس وقت چیف کمشنر اے. ٹی نقوی صاحب تھے ان کی بیگم ملنا چاہتی تھیں کہ محمودہ سلطانہ کون ہیں باوا نے مجھے ملنے بھیجا اور جب میں ملکر آئی تو کہنے لگے تھے کہ اب تم لکھو کہ ان سے ملاقات کیسی رہی اور کن موضوعات پر گفتگو رہی پہلے تو میں پریشان ہوئی لیکن پھر میں نے اس موضوع پر لکھا... کالم دیکھ کر باوا بہت خوش ہوئے تھوڑی بہت غلطیاں نکال کر کہتے تھے اب تم تعارف کی محتاج نہیں رہیں. ۱۹۵۸ء میں کراچی میونسپل کمیٹی کے انتخابات ہوئے میں نے الیکشن میں کھڑے ہونے کی ضد کی باوا نے بہت منع کیا کہ ابھی تمہاری عمر نہیں ہے میں نے کہا میری عمر اٹھارہ سال کی ہو چکی ہو کیونکہ ووٹر لسٹ میں پہلے ہی میں نے اپنی عمر ۵ سال بڑھا کر لکھوائی ہے. اس طرح میری سیاسی زندگی کا آغاز ہوا.... میونسپل کارپوریشن کے الیکشن ہوئے اور میں بلا مقابلہ منتخب ہوگئی... چونکہ پیدائشی مسلم لیگی ہوں اس وقت مسلم لیگ ٹکڑوں میں نہیں بٹی تھی ایک ہی مسلم لیگ تھی جس کے صدر تھے خان عبدالقیوم خان مرحوم جنہیں بعد میں خان اعظم کا خطاب دیا گیا..

ایک دن معلوم ہوا کہ خان اعظم بذریعہ ٹرین کراچی تشریف لا رہے ہیں ایک جم غفیر ان کے استقبال کے لئے جمع ہوا اور خان اعظم کے لئے ایک کھلی جیپ سجائی میں پہلے ہی سے یوسف ہارون صاحب، مسٹر کمین، نیشنل گارڈ کے سالار اور ہم سب جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی خان عبدالقیوم صاحب اسٹیشن سے باہر تشریف لائے تو فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی اور جب خان اعظم جیپ میں سوار ہوئے اور کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ اس وقت کے ڈی آئی جی مسٹر توانہ نے شیلنگ کا حکم دے دیا پھر کیا تھا ایک بھگدڑ مچی اور خان اعظم کو دوبارہ اسٹیشن کے اندر لے گئے شیلنگ اتنی زبردست تھی کہ آنکھوں میں اتنی جلن تھی کہ کچھ نہ پوچھو........

بہر حال اس طرح ہم نے سیاست میں قدم رکھا پھر ہمارے باوا نے ہم کو مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے حوالے کر دیا اس طرح ہم مادر ملت کی سرپرستی میں سیاسی تربیت حاصل کرتے رہے مادر ملت ہم سے اخبارات کے تراشے کٹواتی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ باتیں بھی کرتی جاتی تھیں ایک دن میں نے کہا کہ آپ سیاست میں دوبارہ کیوں نہیں آجاتیں فرمانے لگیں اس ملک میں سیاست کروں جہاں لوٹے

لنگڑے اور اپاہج کو گورنر جنرل بنا دیا جاتا ہو اور عوام کچھ بول بھی نہیں سکتے ان کا اشارہ غلام محمد گورنر جنرل کی طرف تھا پھر کہنے لگیں تم کیوں سیاست میں نہیں آتیں تم میں وہ تمام صلاحتیں موجود ہیں جو ایک سیاستدان میں ہونی چاہئیں ان ہی کی مدد اور حوصلہ افزائی سے میں نے سیاسی تقریریں کرنا شروع کردیں اور عملی سیاست میں بھرپور حصہ لیا.....

ایوب خان کا مارشل لا آچکا تھا ایوب خان نے مسلم لیگ پر قبضہ کرلیا.....جو حضرات ڈکٹیٹرشپ کے خلاف اور جمہوریت کے حامی تھے انہوں نے الگ مسلم لیگ بنا کر کونسل مسلم لیگ اس کا نام رکھا جس کے صدر خواجہ ناظم الدین مرحوم ہوئے اور کراچی کے صدر جسٹس لاری مرحوم بنے ایوب خاں کا مارشل لا کا دور بہت کٹھن دور تھا.نا معلوم کتنے ہی افراد کا تو ہارٹ فیل ہو چکا تھا اس دور میں ایوب خان نے عائلی قوانین کا آرڈیننس نافذ کردیا...

محمودہ سلطانہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے ایوب خان کے مارشل لا کو توڑ کر عائلی قوانین کے خلاف زبردست پریس کانفرنس کی اور بیگم شبیر احمد عثمانی کی صدارت میں ایک بہت بڑا جلسہ خالق دینا ہال میں منعقد کیا...جس کی صدارت کے فرائض بیگم شبیر احمد عثمانی (مرحوم) نے انجام دیئے اس جلسہ کی پاداش میں انہیں اور انکے والد کو بہت نقصانات اٹھانا پڑے لیکن وہ حق بولنے سے پیچھے نہ ہٹیں...بدقسمتی کہہ کر نہیں آتی...ایوب خاں کا زوال شروع ہوگیا اور ایوب خان کو اقتدار سے محروم ہونا اور چلتے چلتے وہ اقتدار یحیٰی خان کے سپرد کر گئے.....

یحیٰی خان نے بھی مارشل لا لگا دیا اور اس دور میں فلسطینوں پر اتنے مظالم ڈھائے گئے اور حتیٰ کی مسجد اقصےٰ کو آگ لگا دی..اس کے بعد انہوں نے یحیٰی خان کے مارشل لا کو توڑ کر خواتین کا ایک جلوس نکالا یحیٰی خاں نے انکو مجرم ٹھہراتے ہوئے دو گھنٹہ کی سزا سنائی بیگم محمودہ سلطانہ کی جن اہم شخصیات سے ملاقات رہی ان میں چند قابل احترام شخصیات کے نام یہ ہیں مشرقی پاکستان کے مولانا اکرام خاں، ابوالقاسم، مولانا بھاشانی، حسین شہید سہروردی، عبدالقیوم خان.مغربی پاکستان میں ایوب خاں...خان عبدالقیوم خاں ،جسٹس ظہیر الحسن لاری..پیر صاحب پگارا .بیگم اختر سلمان، بیگم شائستہ اکرام

اللہ، شہزادی عابدہ سلطانہ، معروف لیبر لیڈر کنیز فاطمہ، شمیم کاظمی، ملک قاسم، صاحبزادی محمودہ بیگم، حکیم محمد سعید مرحوم، ایس ایم ظفر، نواب یامین خاں مرحوم، نواب مظفر خان، حکیم جمشید، علی کوثر، غازی انعام نبی پردیسی، میر خلیل الرحمن، میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، مخدوم سید حسن محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، ڈاکٹر فریدہ احمد، خاں بہادر، اے. کے. گبول، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا ابن حسن جارچوی، پروفیسر کرار حسین، شائستہ زیدی، محمد حسین محضہ، سردار شوکت حیات، ریاض الدین احمد اکبر آبادی، رئیس امروہوی، سید محمد تقی، پیر علی محمد راشدی، ممتاز راشدی، علامہ عباس حیدر عابدی، علامہ سید محمد رضی، علامہ نصیر الاجتہادی، مولانا ذکریا، مولانا شفیع اکاڑوی، عظمیٰ ظفر، سلیم احمد، عفیفہ ممدوٹ، یوسف قریشی، بیگم سروری عرفان اللہ، بیگم اصغری رحیم، اے. ایم قریشی، ایس ایم توفیق صاحب جو کراچی کے میئر تھے خان بہادر حبیب اللہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور سب سے بڑھ کر ان کے روحانی باپ سائیں جی۔ ایم۔ سید جنہوں نے انکو اپنی بیٹی کی طرح پیار کیا اور بہت ہی عزت دی ان کے ساتھ ہی ایک واقعہ یاد آ گیا.... سائیں اخبار نویسوں کے ہمراہ گھر میں بیٹھے تھے ایک اخبار نویس نے سوال کیا.....

کہ آپ کو غدار کیوں کہا جاتا ہے........؟

فرمانے لگے کہ غور سے سنو... ایک مالی باغ بناتا ہے رات دن اس کی رکھوالی کرتا ہے ننھے ننھے پودوں کو اپنے خون جگر سے سینچتا ہے اور جب پودے ذرا بڑے ہو جاتے ہیں کہ اچانک کوئی آ کر اس مالی کو باغ سے دھکے دے کر نکال دیتا ہے تو پھر مالی کا دل چاہتا ہے کہ جو باغ میں نے اتنی محنت سے لگایا تھا اور مجھے نکال دیا گیا سارے پودوں کو اپنے ہاتھوں سے مسل ڈالوں یہی کچھ میرے ساتھ ہوا.... ان کی زندگی کا یہ تھا مختصر سیاسی جائزہ جو میں نے اپنی والدہ کی زبانی قلم بند کیا........

آخر میں اس کتاب کے سلسلے میں جن لوگوں نے کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائنگ و ٹائٹل وغیرہ میں میری مدد کی اس میں ام کلثوم (بینا)، مرزا اخلاق بیگ، سید سکندر مسعود نقوی اور ایم آر خورشید کا میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں....

عمران لیاقت حسین



ایوانِ صدر اسلام آباد میں بیگم محمودہ سلطانہ عفیفہ ممدوٹ اور بیگم سلمیٰ تصدق حسین کے ہمراہ



سائیں جی۔ایم۔سید، بیگم محمودہ سلطانہ اور شیخ لیاقت حسین



بیگم محمودہ سلطانہ سائیں جی۔ ایم۔ سید کو پکڑ کر اپنے گھر لا رہی ہیں



مولانا حسرت موہانی کی صاحبزادی نعیمہ بیگم اور بیگم محمودہ سلطانہ



ایک تقریب کے موقع پر شیخ لیاقت حسین، غوث علی شاہ، پیر صاحب پگارا، عبدالصبور خاں، محمد خاں جونیجو
چودہری ظہور الٰہی، نواب یامین خاں، بوستان علی ہوتی، سلمٰی احمد اور بیگم محمودہ سلطانہ نمایاں ہیں



قائداعظم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے موقع پر سید سعید حسن اور بیگم محمودہ سلطانہ نمایاں ہیں



سائیں جی۔ایم۔سید، بیگم محمودہ سلطانہ اور شیخ لیاقت حسین



فلم سنسر بورڈ کے ممبر کی حیثیت سے بیگم محمودہ سلطانہ نامور ایکٹر ندیم کے ساتھ



جناح اسپتال میں بیگم محمودہ سلطانہ جی ایم سید کی عیادت کرتے ہوئے



بیگم محمودہ سلطانہ بھارت کے قونصل جنرل منی شنکرائر کے ساتھ



ایوانِ صدر کی ایک تقریب میں بیگم قمر اصفہانی، بیگم سلمیٰ تصدق، بیگم اقبال، بیگم فرخ مختار اور بیگم محمودہ سلطانہ



صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق خواتین کے ایک وفد سے ملاقات کر رہے ہیں ان کے ساتھ بیگم محمودہ سلطانہ کھڑی ہیں



پی ای سی ایچ سوسائٹی کے غیر ممبر باشندگان کی انجمن کے وفد کا بیگم محمودہ سلطانہ کی قیادت میں پیر صاحب پگارا کے ہمراہ گروپ فوٹو



ایوان صدر میں مجلس شوریٰ کی خواتین کا ایک وفد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کر رہا ہے بیگم محمودہ سلطانہ نمایاں ہیں



قونصل جنرل بھارت منی شنکر آئر اور بیگم محمودہ سلطانہ نقشہ دیکھ کر بتا رہی ہیں کہ مسلمانوں کا قتل عام کہاں ہو رہا ہے



بیگم محمودہ سلطانہ اور بیگم نسیم ولی خاں



بیگم محمودہ سلطانہ جیکب لائن کے دورہ کے موقع پر



مسلم لیگ کے ایک جلسہ میں شیخ لیاقت حسین، آزاد بن حیدر، محمودہ سلطانہ نمایاں ہیں اور خواجہ خیر الدین نمایاں ہیں



ایڈمنسٹریٹر بلدیہ پیر بادشاہ جیلانی اور بیگم محمودہ سلطانہ شہر کا دورہ کر رہے ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ اور اسمبلی کے ممبران صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ



مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ بیگم محمودہ سلطانہ قائداعظم کے مزار پر پھولوں پر چادر چڑھا رہی ہیں



خان عبدالقیوم خاں صدر مسلم لیگ بیگم سروری، عرفان اللہ، بیگم محمودہ سلطانہ
اور بیگم اصغری رحیم ایک خصوصی ملاقات کے موقع پر



ایرانی قونصل جنرل علی سقیان امام خمینی کے لئے پیغام وصول کر رہے ہیں جس میں انہوں نے سلمان رشدی کے خلاف فتویٰ لگایا تھا جس کا خیر مقدم بیگم محمودہ سلطانہ نے کیا



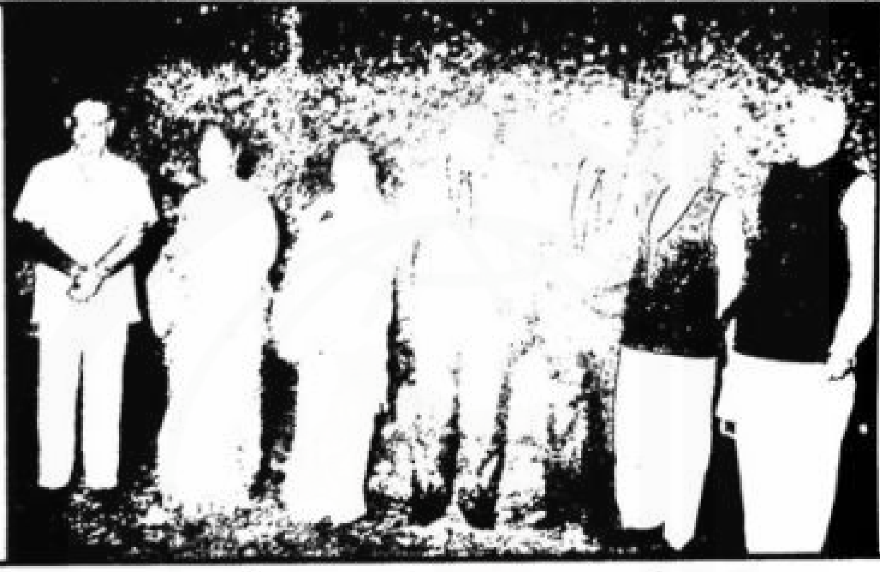
قومی اتحاد کی تحریک میں محمودہ سلطانہ جلوس کی قیادت کر رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ پولیس کے گھیرے میں تقریر کر رہی ہیں



فاطمہ ثریا بجیا کو ایوارڈ ملنے کی خوشی میں محمودہ سلطانہ نے ایک تقریب منعقد کی، اس میں شریک خواتین، بیگم جوناگڑھ،
محمودہ سلطانہ، فاطمہ ثریا بجیا، بیگم صلاح الدین، فرزانہ فاروق اور نجمہ صابری موجود ہیں



بھارت کے قونصل خانہ کی ایک تقریب میں بیگم محمودہ سلطانہ، شیخ لیاقت حسین
قونصل جنرل مسٹر ترپاٹھی اور مسز ترپاٹھی کے ساتھ



جنرل آصف نواز اور بیگم محمودہ سلطانہ کسی اہم موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ تقریر کرتے ہوئے جبکہ درمیان میں سعید ہارون، بوستان علی ہوتی، غازی انعام، پردیسی، ہارون احمد، اکرم کلہوڑی اور ایم عثمانی ایڈووکیٹ واضح نظر آرہے ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ اپنے شوہر شیخ لیاقت حسین کے ساتھ پیر صاحب مانکی شریف سے ملاقات کررہی ہیں



مسلم لیگ کے صدر پیر صاحب پگارا مسلم لیگی عہدیداران کے ساتھ بیگم محمود سلطانہ، شیخ لیاقت حسین، سلمہ احمد
شیخ سراج الدین، عبدالسمیع خان، کمال احمد صدیقی اور سعید ہارون نمایاں ہیں



شیخ لیاقت حسین، پیر صاحب مانکی شریف اور بیگم محمودہ سلطانہ



مشرقی پاکستان کی بیگم اختر جہاں، ڈاکٹر سرور سلطانہ، بیگم محمودہ سلطانہ،
سلمہ احمد اور سکینہ کاظمی صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ



مولانا حسرت موہانی کی صاحبزادی نعیمہ بیگم، نواسے رضوان احمد موہانی، سردار علی صابری اور بیگم محمودہ سلطانہ



بیگم محمودہ سلطانہ پولیس افسران کے ساتھ



ایک تقریب میں عشرت فاطمہ، بیگم محمودہ سلطانہ، فاطمہ ثریا بجیا، نور الصباح ظفر،
رشیدہ عابدی، ممتاز قریشی اور بیگم صلاح الدین



عمرہ پر جانے کے موقع پر علامہ عباس حیدر عابدی (مرحوم) بیگم محمودہ سلطانہ کے امام ضامن باندھ رہے ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ کا وزیر اطلاعات ونشریات ارباب نیاز محمد، الیاس رشیدی
اور شیخ لیاقت حسین کے ساتھ گروپ فوٹو



اصغر خاں، شیخ لیاقت حسین اور بیگم محمودہ سلطانہ



اسمبلی میں تقریر کرنے کے بعد بیگم محمودہ سلطانہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ



جنرل محمد ضیاء الحق اور بیگم محمودہ سلطانہ کسی بات پر ہنس رہے ہیں



پیر پگارا نے خواتین کے ایک وفد سے ملاقات کی، سلمیٰ احمد، محمودہ سلطانہ اور بیگم مجیب النساء اکرم نمایاں ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ کی قیادت میں خواتین کا ایک وفد قائداعظم کے مزار پر فاتحہ خوانی کر رہی ہیں جس میں سلمیٰ احمد بھی نمایاں ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ کا شیخ مجیب الرحمن، جی ایم سید، پیر علی محمد راشدی، عبدالمجید سندھی اور شیخ لیاقت حسین کے ساتھ گروپ فوٹو



بیگم محمودہ سلطانہ،
ریڈیو آرٹسٹ منی باجی کے ساتھ



مجلس شوریٰ کی رکن بیگم محمودہ سلطانہ
لیاقت آباد میں تقریر کر رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ کی قیادت میں مسلم لیگ خواتین مادر ملت کے مزار پر پھول چڑھا رہی ہیں۔ سلمیٰ احمد، حسینہ کاگی اور زاہدہ زیدی نمایاں ہیں



بیگم نسیم ولی خاں اور بیگم محمودہ سلطانہ قومی اتحاد کی خواتین کے ہمراہ



روحانی پیشوا پرنس کریم آغا خان کے ساتھ بیگم محمودہ سلطانہ اور شیخ لیاقت حسین



شیخ لیاقت حسین اور بیگم محمودہ سلطانہ سائیں جی۔ ایم۔ سید کو گاڑی سے اُتار رہے ہیں



سائیں جی۔ ایم۔ سید بیگم محمودہ سلطانہ کے گھر تشریف لا رہے ہیں شیخ لیاقت حسین پکڑے ہوئے ہیں



[illegible]



[illegible]





بھارتی سفارت خانہ میں منعقدہ تقریب میں قونصل جنرل مسز ترپاٹھی اور بیگم محمودہ سلطانہ



اصغر خان، لیاقت حسین اور محمودہ سلطانہ محوِ گفتگو ہیں



ایک تقریب کے موقع پر حسن اے شیخ (مرحوم) سے کسی اہم موضوع پر محوِ گفتگو ہیں کمال احمد صدیقی بھی موجود ہیں



شیخ لیاقت حسین کو پیپلز پارٹی کے رہنما جناب خمیس صدیقی نے انہیں بیگم نصرت بھٹو کی جانب سے عشائیے کی دعوت دی، بیگم محمودہ سلطانہ بھی موجود ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ اور سلمیٰ احمد وگل کے ساتھ



ایک تقریب میں بیگم زیدا سے نظامی، نجمہ صابری مرحومہ، محمودہ سلطانہ، عشرت فاطمہ، ممتاز قریشی، اور نور الصباح نمایاں ہیں



ایک تقریب میں محمودہ سلطانہ، شیخ لیاقت حسین، میاں اختر اور فرانس ایکس موبو



پاکستان مسلم لیگ خواتین کا ایک وفد صدر بیگم محمودہ سلطانہ، بیگم عالمگیر، بیگم طلعت فتح منیر اور ڈاکٹر سرور سلطانہ نمایاں ہیں

چند اہم خطوط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان

غلام اسحاق خان

اسلام آباد

۸ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ

۱۹ دسمبر ۱۹۸۸ء

محترمہ سلطانہ صاحبہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

صدرِ مملکت کے عہدہ کے انتخاب پر آپ کی مبارک باد میرے لیے باعثِ عزت ہے۔ میں خدائے عزّوجل کا شکر بجا لاتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے ملک و قوم کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ضمن میں مجھے آپ کی دعاؤں اور عملی تعاون کی اشد ضرورت رہے گی۔

خدا تعالیٰ پاکستان میں اسلامی جمہوری اقدار کو مزید فروغ دے اور اس مملکتِ خداداد کو رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔ آمین!

آپ کا مخلص،

غلام اسحاق خان

محترمہ سلطانہ

۲۱ خداداد کالونی

کراچی۔

Cables : MUSLIMLEAG

Phones { Office :
{ President's Res : 6544

PAKISTAN MUSLIM LEAGUE

280, New Eskaton, Ramna,
D A C C A—2.

Ref. No.......... .....

Dated 15.5.......................196 3

محترم بیگم صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا مورخہ مارچ کا خط ملا جو آپ نے بیگم سید احمد کے متعلق لکھا ہے۔ آپ ہی اسکو لایا اور تعارف کرایا جس کی بنا پر اسکو خواتین مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا اور اب پھر آپ ہی اسکی نا اہلیت کی شکایت کر رہی ہیں۔ بہرحال اس قضیہ کا ہم یہاں بیٹھکر کچھ فیصلہ نہیں کر سکتے۔ آپ اسکے متعلق جناب لاری صاحب اور زین نورانی صاحب سے مل کر جو مصلحت سمجھیں کیجئے۔

والسلام

آپکا مخلص

خالد

ناظم الدین

دفتر کراچی صوبہ مسلم لیگ   مورخہ ۱۲/ مئی ۱۹۵۸ء

میری ویدر ٹاور بندر روڈ کراچی

PROVINCIAL MUSLIM LEAGUE-KARACHI
Merewether Tower
Bunder Road,
KARACHI

مکرمی السلام علیکم۔

محترم صدر آل پاکستان مسلم لیگ خان عبدالقیوم خان صاحب

کراچی صوبائی لیگ پارلیمنٹری کے منتخب شدہ مسلم لیگی کونسلر صاحبان سے ملاقات علیحدہ علیحدہ فرمانا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ مورخہ ۱۶/ مئی بروز جمعہ (۹) بجے صبح دفتر صوبہ مسلم لیگ کراچی میری ویدر ٹاور بندر روڈ کراچی پر تشریف لائیں۔

نیاز مند

(محمد [illegible] صدیقی)

جنرل سیکریٹری و سیکریٹری پارلیمنٹری بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلف عہدہ

برائے

نائب چیئرمین وفاقی کونسل

[وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ) کے فرمان مجریہ ۱۹۸۱ء کی دفعہ ۴(۳) کے تحت]

میں، بیگم محمودہ سلطانہ ،

صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہونگا۔

کہ جب کبھی مجھے بحیثیت چیئرمین وفاقی کونسل کام کرنے کے لئے کہا جائے گا، میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، فرمان عارضی دستور، ۱۹۸۱ء قانون اور کونسل کے قواعد کے مطابق، اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری، سالمیت، بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دونگا۔

اور میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہونگا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

اور میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دونگا۔

اور یہ کہ میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق انصاف کرونگا۔

• اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ (آمین)

• کسی غیر مسلم کی صورت میں، وہ ان الفاظ کی بجائے اپنے مذہب کے مطابق الفاظ استعمال کر سکے گا۔

11 JUL 1984

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Mr. Firdaus Alam, Director (Admn)
PRESIDENT'S SECRETARIAT (PUBLIC)
Aiwan-e-Sadr
ISLAMABAD
Tele 813034

NO. 1194/Dir (A)/90
2? Safar 1411 A.H.
2? September, 1990

Dear Begum Mehmooda Sultana Saheba

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

I am desired by the President to thank you for your message of felicitations on promulgation of the Presidential Order dissolving the National Assembly on August 6, 1990.

2. It has indeed been very thoughtful of you to convey your sincere feelings which the President has deeply appreciated.

3. A copy of the President's speech of August 6, 1990 is enclosed for your information.

With regards

Yours sincerely,

Begum Mehmooda Sultana,
A/21, Khudadad Colony,
P O Box No. 11414,
Karachi, 74800.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان

Lieut Colonel Muhammad Aziz Khan
Dy Military Secretary to The Presiden
The Presidency
Rawalpindi
57/2/MS(P)/85
30 April 1985

Mrs Mehmood Sultana
Ex-Member
Federal Council
41-A, Khudadad Colony
Karachi

Dear Madam,

السلام علیکم

I am desired by The President to thank you, on his behalf, for felicitating him on the assumption of office as the elected President.

It is The President's earnest hope and prayer that may Allah give us all the strength and steadfastness to endeavour to fulfil the trust and expectations of the people, and to raise the edifice of democratic institutions on the firm foundations of Islamic tenets and traditions.

The President wishes to take this opportunity to express his appreciation and gratitude to you for the confidence you placed in his policies, and which you expressed categorically through the elections.

With best regards,

Yours sincerely,

عید مبارک

خواجہ ناظم الدین

۲۷ - نیو اسکاٹن -

رمنا۔ ڈھاکہ - ۲

عید مبارک

بیگم ناظم الدین

خواجہ ناظم الدین

KEDUTAAN BESAR
REPUBLIK INDONESIA
KARACHI.

دفتر اطلاعات، شعبۂ اردو،
سفارتخانۂ جمہوریہ انڈونیشیا،
ای، ۱-۵، پرتاب سنگھ سیٹھی روڈ،
کلفٹن، کراچی، (پاکستان)

نمبر۔ ۵۸-۳-سی ای ایس۔ 518ھ

تاریخ ۰-۳ مارچ ۱۹۵۸ء

عالی قدر تسلیم،

خدمت عالی میں ایک نسخۂ کتاب موسومہ "تاریخ تمدن انڈونیشیا" جلد اوّل مصنفہ جناب نور احمد صاحب قادری ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ بطور ارمغان مودّت ارسال ہے۔ مصنف نے یہ علمی خدمت بلا کسی معاوضہ کے پانچ سال کی طویل مدت میں انجام دیکر تہدیہ کی ہے۔ امید ہے کہ اس کا مطالعہ باعث انبساط ہوگا۔ کرم ہوگا اگر جناب بعد از وصولیابی رسید شعبۂ ہذا کو ارسال فرمادیں۔ والسلام، شکریہ۔ اپنے اخبار کی [illegible] خاص اشاعت میں، اگر اسکو علمی خدمت [illegible] خیال فرمائیں تو تبصرہ فرمادیں شکریہ

مسلکہ۔ تاریخ تمدن انڈونیشیا
جلد اوّل

بشرف ملاحظہ

عالیقدر محترمہ محمودہ سلطانہ
صاحبہ بالقابہ معرفت
اخبار "انجام" میکلوڈ روڈ کراچی

KEDUTAAN BESAR REPUBLIK INDONESIA

ارنا پراجا
سیکنڈ سکریٹری برائے پریس و تعلقات عامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

General Mirza Aslam Beg
Chief of the Army Staff
General Headquarters
RAWALPINDI.

3 September 88

Mst Mahmooda Sultana
Ex Member of Federal Council (Majlis-e-Shura)
21-A Khuda Dad Colony
Karachi

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

Dear Mahmooda Soheba

I am grateful for your letter of condolence on the tragic air crash of 17 August 1988 in which our esteemed President and Chief of Army Staff General M. Zia-ul-Haq and other distinguished colleagues lost their lives. It is a great loss but we accept it as the will of God Almighty and bow our heads before Him. We hope and pray that we will emerge stronger as a nation out of this tragedy.

In this hour of grief your message of condolence has been a source of great solace and comfort for us.

Thank you once again for sharing our loss.

With best regards,

Yours Sincerely,

Aslam Beg

GOVERNMENT OF SIND
HOME DEPARTMENT

KARACHI, dated May 23, 1977.

O R D E R

No. 3613 : WHEREAS the Provincial Government of Sind is of the opinion with respect to Mrs. Mahmooda Sultana that for the purpose of preventing her from acting in a manner prejudicial to the public safety and maintenance of peaceful conditions in Karachi, it is necessary to require her to reside and remain in her house and impose restrictions on her in respect of her association and communication with other persons and in respect of her political activities, such as issuing press statements or indulging in political activities in any manner;

NOW, THEREFORE, in exercise of the powers conferred on it under Rule 32 read with Rule 213 of the Defence of Pakistan Rules, theGovernment of Sind is pleased to direct that the said Mahmooda Sultana shall proceed to her house immediately and shall reside and remain there for a period of three months;

That during this period of three months, she shall not associate herself or communicate with any person in respect of her political activities, such as giving any directions, press statements or indulging in any other manner in political activities.

This order shall come in force with immediate effect.

(BY ORDER OFTHE GOVERNOR OF SIND.

HOME DEPARTMENT GOVERNMENT OF SIND

Mumtaz M. Baig
23.5.77

(MUMTAZ MUHAMMAD BAIG)
Deputy Secretary,
for Secretary to Government of Sind.

Three copies of this order are forwarded to the SHO Artillary Maidan Police Station Karachi for service on Mrs. Mahmooda Sultana. Theserved copy duly signed by her may be returned to this department and the third copy may be retained by the SHO for his record.

Mumtaz M. Baig
23.5.77

(MUMTAZ MUHAMMAD BAIG)
Deputy Secretary,
for Secretary to Government ofSind.

۵۸۶

[illegible]
[illegible],
Karachi: 23
Jan. 1, 1958.

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ ، السلام علیکم:

آپ نے جاپان سے جو خط لکھا تھا وہ وصول ہو گیا۔ ایک تو

ایک تو ذرا سمجھ میں آگیا۔ دوسرے کی شناخت میں

پریشانی ہوئی کہ آیا وہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کا ہے یا بچوں کا

ہے۔ بہرحال اس یاد آوری کا بہت بہت شکریہ

اور آپ بڑے صاحبان کی خدمت میں میری طرف سے

دلی عید مبارک۔

بہت دنوں سے آپ سے اردو گفتگو کرکے مجھے

بڑی مسرت ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ پھر کبھی

دنیا گردش کے وقت تک کہ ہم یہاں آئیں ان کی رفاقت ضرور

فرمائیں۔ والسلام۔ فقط۔

خاکسار

[signature]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mrs. Salima R. Ahmed,
Additional Secretary Incharge.
Phone : 21145

GOVERNMENT OF PAKISTAN
CABINET SECRETARIAT
WOMEN'S DIVISION

No. PS/AS/WD/82. *Islamabad, the* 19th June, 1982.

My dear Begum Mehmooda Sultana Sahiba,

You are kindly requested to attend a meeting on Wednesday the 23rd June, 1982 at 5.00 P.M., in the Women's Division, Cabinet Secretariat, House No. 2, Street No. 60, F-7/4, Islamabad, to discuss problems on women and to draw up a programme of action for 1982-83.

Yours sincerely,

(MRS. SALIMA R. AHMED)

Begum Mehmooda Sultana,
Member Federal Council,
Federal Council Secretariat,
ISLAMABAD.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

General K M Arif
2, Akbar Road,
Rawalpindi

21 June 1989

محترمہ بیگم محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم۔

آپکا خط ملا۔ بہت بہت شکریہ۔

حالاتِ حاضرہ پر آپکا تجزیہ درست ہے۔ جب سیاست تجارت بن جائے تو ضمیر بکنے میں دیر نہیں لگتی۔ انسانوں نے روزِ ازل سے چڑھتے سورج کی پوجا کی ہے۔ یہ سلسلہ کل بھی جاری تھا اور آج بھی جاری ہے۔ لیکن اکثر اوقات ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ سورج کو بالآخر ڈھلنا ہے۔ زندہ تو وہ لوگ ہی رہتے ہیں جو نامساعد حالات کے باوجود شبِ تار میں چراغ روشن کرتے ہیں۔

پاکستان کی سلامتی کیلئے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اصولوں پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہماری نگاہیں اُن راستوں کو تلاش کرتی رہیں جو انسان کو لغزشوں کے خارزار سے نکال کر سچائی پسندی کے گلستانوں میں لے جاتے ہیں۔ ہم سب یہ کوشش جاری رکھیں۔

خالدہ آپکو سلام کہتی ہیں۔

عارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشیر مذہبی امور

وزیر اعظم سیکرٹریٹ (پبلک)

راولپنڈی

۳ - اگست ۱۹۸۶ء

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ!

السلام علیکم!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا - جس کے لیے مشکور ہوں۔ جب کبھی کراچی آنا ہوا تو انشا و اللہ ملاقات ہوگی - آپ کی دعاؤں پر میرا پورا بھروسہ ہے - گھر میں تمام کی خدمت میں میرا سلام عرض فرما دیں- خصوصاً اپنے انتہائی قابل بیٹے کو -

والسلام

(محمد ظفر الحق)

بیگم محمودہ سلطانہ ،
اے/۲۱ گلزار و کالونی ،
کراچی - ۵

From: Abul Quasem,Esqr.,
Deputy Speaker,
National Assembly of Pakistan.

Rawalpindi, May 29th,1963.

My dear Sister,

Your kind letter of the 7th reached me at Rawalpindi on my return from home. It would have been a fit subject to discuss this matter personally with Khwaja Sahib but unfortunately for me I could not go to Dacca to attend the Working Committee meeting to discuss a matter of such great importance. I am sending your letter to Khwaja Sb. to take into consideration the valuable points you have raised in the letter. I shall let you know his decision in the matter on receipt of a reply from him.

In the meantime, I would request you to kindly continue in your position till a decision is taken by him. I can assure that I have got full confidence in your sincerity and loyalty to the national organisation and I am in no manner of doubt that you could raise such an issue if you would not have faced actual difficulties in organising the women section of the Muslim League.

With best wishes,

Sincerely yours,

(ABUL QUASEM)

Miss Mahmooda Sultana,
Secretary,
Muslim Women's League
Social Organisation,
C/o. Daily ' ANJAM',
Karachi.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ڈی ۸/ ڈی ایم/ ۸۲
MINISTER FOR DEFENCE
GOVERNMENT OF PAKISTAN
RAWALPINDI

۲۷ ستمبر ۱۹۸۲

محترمہ بیگم محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم ۔ اما بعد امید ہے خدا کے فضل و کرم سے آپ مع تمام اہل خاندان اور احباب کے بخیریت ہونگی ۔ آپنے کراچی میں غریب خانے پر تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا ۔ تین چار دن انتظار کیا مگر آپ تشریف نہ لائیں یقیناً کوئی ناگزیر وجوہ ہونگی ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپکو اور آپکے اہل خاندان کو بخیر و عافیت رکھے (آمین) ۔

والسلام
خاکسار
علی احمد
(میر علی احمد خان تالپور)

بیگم محمودہ سلطانہ ،
اے / ۲۱ خدا داد کالونی ،
کراچی ۔

M Ishaq Hafiz
(JOURNALIST)
Faiz Ali Road, SAHARANPUR.

محمد اسحاق "حافظ"
(صحافی)
فیض علی روڈ - سہارنپور

ہمشیرۂ محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ

آج عرصہ کے بعد خط لکھ رہا ہوں۔ ارادہ کر رہا تھا کہ

میونسپل کونسلر منتخب ہونے یا کارپوریشن کی ممبری کیلئے مبارکباد کا

خط لکھوں گا۔ لیکن جی چاہتا ہے کہ اس سے پہلے

آپ کی گرفتاری پر آپ کو مبارکباد دوں کہ

اس طرح آپ نے بھی سنت یوسفی کو تازہ کر لیا ہے

بحمد اللہ مجھے بھی حکومت یوپی کی مہمان نوازی کا شرف

حاصل ہو چکا ہے۔ بہرحال میں آپ کو خلوص دل سے

مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو!

آمین

والسلام آپ کا بھائی!

محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

۱۹ دسمبر

General
Khalid Mahmud Arif
NI(M), S.Bt.

2 Akbar Road
Rawalpindi
Tels : 581-34973
581900
Fax : 92-51-581900

۲۲ اگست ۹۶

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم :-

آپکا خط ملا - شکریہ - کافی عرصہ سے
جناب لیاقت صاحب اور آپ سے ملاقات نہیں ہوئی - میں کراچی نہیں
آسکا اور شاید آپ دونوں اسلام آباد نہیں تشریف لائے -
کراچی کے نامساعد حالات کا آپ نے ذکر کیا ہے - ہم سبکو بلکہ پورے ملک
کو بڑا فکر ہے - اللہ کرے یہ درست ہو جائیں اور ملک ترقی کی راہ پر
گامزن ہو جائے - ہم اپنے آپ کو اندر سے کھوکھلا کر رہے ہیں - دعا ہے
کہ خدا تعالیٰ ہر پاکستانی کے دل میں محبت اور خلوص کے بیج
بو دے - خدا ہمارے ملک کو اپنے امان میں رکھے - آمین
لیاقت صاحب کو میری طرف سے سلام دیں - خالدہ آداب بھیج
رہی ہے - آپکا بھائی

عارف

بسم الله الرحمن الرحيم

Advisor to the President
for Foreign Trade

Government of Pakistan
Export Promotion Bureau

Karachi January 2, 1982

My dear Begum Sahiba,

I am very much pleased to know of your nomination by the President of Pakistan as a Member of the Majlis-e-Shoora.

Please accept my heartiest congratulations. May Almighty Allah help you in your endeavours to guide the nation in the lighty of the Islamic values.

With regards,

Yours sincerely

(HAMID D.HABIB)

Begum Mehmooda Sultana
21-Khudad Colony,
Karachi.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان

جنرل محمد ضیاء الحق
اسلام آباد

۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ
۲ مارچ ۱۹۸۵ء

محترمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حالیہ انتخابات سے پہلے عوام کے منتخب نمائندوں کی عدم موجودگی میں ملک کا نظم ونسق چلانے کی ذمہ داری صرف مجھ پر اور میرے رفقاء پر تھی۔ ہم نے اس دور میں اللہ تعالیٰ کے حکم "وشاورھم فی الامر" کے مطابق امورِ مملکت مشاورت کے ذریعے چلانے کی کوشش کی۔ اسی سلسلے میں چند سال پیشتر مجلس شوریٰ قائم کی گئی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری دعوت پر اس آڑے وقت میں اس مجلس کی رکنیت قبول فرمائی تھی۔

خواتین ہماری آبادی کا نصف حصہ ہیں جن کی شرکت اور معاونت کے بغیر ملکی اہمیت کا کوئی کام سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مجلس شوریٰ میں خواتین کو خاص جگہ دی تاکہ وہ نہ صرف خود ملکی امور میں اپنی شرکت محسوس کر سکیں بلکہ ہمیں بھی اپنی سوچ اور آراء سے مستفید کر سکیں۔ آپ نے مجلسِ شوریٰ کی ایک خاتون رکن کی حیثیت سے جس طرح اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہیں وہ ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ میں آپکی ذاتی کارکردگی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

اب نئے حالات کے تقاضوں کے مطابق یکم مارچ ۱۹۸۵ء سے نامزد مجلسِ شوریٰ، تاریخ پاکستان کے ایک نازک دور میں اپنا کام مکمل کرنے کے بعد برخاست ہو چکی ہے اور میں جب اس مجلس کی تین سالہ کارگزاری پر نظر ڈالتا ہوں تو بڑا اطمینان ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں مجلس کے دس اجلاس ہوئے جن میں سماجی، قانونی، دینی، معاشی اور قومی نوعیت کے کئی دوسرے اہم معاملات زیرِ بحث آئے۔ آپ نے ان امور پر بحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی دانست اور تجربے کے مطابق حکومتِ وقت کو اپنی دیانتدارانہ اور مخلصانہ رائے سے بھی نوازا جس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

آپ کا خیر اندیش

محمد ضیاء الحق

8, Durand Road,

Lahore,

14th August, 1970.

My dear Begum Sahiba,

Thank you very much for your kind letter. I think there is a misunderstanding about the Ladies Committee of the Karachi Zonal Muslim League. Some time ago Begum Mahmud Ahmad Minto who was taking interest in the Woman's Organization for West Pakistan had set up a sub committee and on the request of Begum Rashida Patel I had asked Begum Minto to consider her name for inclusion in that sub committee. I had taken no further step.

I shall now feel that proper arrangements are made for Karachi in consultation with you and other prominent leaders which I would prefer to do when I am next in Karachi. But if my coming to Karachi is long delayed I shall get in touch with you in the matter.

With best wishes,

Yours sincerely,

(Mian Mumtaz Muhammad Khan Daulatana)

No.CK/GMS/ 247 /82
Karachi, the 3rd March, 1982

To

Begum Mahmooda Sultana
D/o Sardar Ali Sabri
21 Khudadad Colony,
Karachi.

Subject :-VISIT OF THEIR ROYAL HIGHNESSES CROWN PRINCE HASSAN AND PRINCESS SARVATH OF JORDAN.

I am directed to request you to kindly make it convenient to be present at the Civil Airport, Karachi on 4.3.1982 at 9.40 A.M. to see off Their Royal Highnesses Crown Prince Hassan and Princess Sarvath.

(M.H. USMANI)
COMMISSIONER, KARACHI.

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

SPEAKER

Speaker's House,
Rawalpindi, the 1-10- '63.

My dear *Sister*

Insha-Allah, I am arriving Karachi on 3.10.63 by Air at 10.20 P.M. and shall leave Karachi at 6.30 A.M. on 6.10.63. Very likely I shall stay in the State Guest House (Qasr-e-Naz), opposite P.I.A. office at Club road near Central Hotel.

Thanking you,

Yours sincerely,

[signature]

(Abul Qasem)

Miss. Mahmuda Sultana

ہنزہ
۳ر اکتوبر ۴۹ء

مکرمہ محترمہ محمد سلطانہ صاحبہ دام توقیرہا —

سلام مسنونہ - گذشتہ ہفتہ یہاں کے آتے تھے ہم وفادار لوگوں کی انسداد
حاجت فرمائی والا آپ کی نیک دلی کہ حقیقت ان آبائی ترقی
اور خوشی کا اتنا ساتھ دیا آپ نے اور نیک ہو - بہ حقیقت آپ نے شاہ کی
حوصلہ دشمنوں کو دیتے تکمیل رہے ہیں بس شکریہ ادا کرتے ہیں دونوں
اور آگے ہم کو بھی ہر ریاست ملتا ہے —

میرے اپنا لیاقت لکھ رکھیں اور کو حکومت نے خوب ادا کی
ترقی لطف اندوز ہے حقیقت کرتا تاکہ دیکھو حالات ہم کیا رہے ہو —
ہم ملک کی خوشی ارشاد ہو تو لیاقت لکھ رکھیں —

آپ کا خیر اندیش و شکر گزار

میر آف ہنزہ

۲۷، نیو اسکاٹن روڈ۔ ڈھاکہ
۲۵ ۱۱/۴۲

السلام علیکم

محترمہ!

آپکا خط ملا۔ آپ اور آپکی انجمن جو میرے ساتھ ہمدردی کی تہنیت دی ہیں اسکے لیے میں بہت بہت سرفراز ہوں۔ آپکے والد صاحب کو میرا سلام کہنا۔ انجام کے روزنامہ کا کٹنگ دیکھا۔ خدا انکو خدمت کر قوم کیلیے دیر پا بنائیں۔ انشاءاللہ کراچی میں ملاقات ہوگی۔ جواب میں تاخیر ہوگئی اسلئے معافی چاہتا ہوں۔

نیازمند
خواجہ
ناظم الدین

To
Begum Mahmooda Sultana.
c/o Sardar Ali Sabery.
The Daily Anjam.
Karachi.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

General K M Arif
2, Akbar Road,
Rawalpindi

22 June 1990

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم:-

آپ کا خط ملا۔ مجھے یہ جان کر دلی دکھ ہوا ہے کہ آپکی والدہ صاحبہ اس فانی دنیا سے گذر کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنتِ فردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

میری ہمدردی اور دعا آپ کے ساتھ ہے۔ اس سانحے میں میں برابر کا شریک ہوں۔ علاوہ ازیں میری جانب سے بھائی صاحب کو بھی میرے احساسات سے مطلع کریں۔

مخلص

کے ایم عارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

General K M. Arif
2, Akbar Road,
Rawalpindi

۷ جون ۱۹۹۰

محمودہ بہن

السلام علیکم:۔

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔

کافی عرصہ سے موصوف سے ملاقات نہیں ہوئی۔ جب بھی وہ ملے آپ کا پیغام اپنی سفارش کے ساتھ پہنچا دوں گا۔

کراچی اور حیدر آباد کے حالات کے بارہ میں بہت تشویش رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف سب کا نگہبان ہو بلکہ انہیں عقل بھی عطا فرمائے۔ اگر مسلمان مسلمان سے لڑتا رہا تو دشمن سے کون لڑے گا۔

امید ہے بھائی صاحب خیریت سے ہوں گے۔ انہیں میری طرف سے سلام دیجئے۔

کے ایم عارف

Abul Quasem, M.A., LL.B.

Deputy Speaker & Leader of the Muslim League
Parliamentary Party, National Assembly of Pakistan
Joint Secretary : Pakistan Muslim League.
President : East Pakistan Muslim League
Organising Committee

Phone R'Pindi { Res : 4374
Office : 5716

P.O. Ulipur Distt. Rangpur
East Pakistan

151, South Dhanmandi,
Galbag Road, Dacca - 2

14-A, Satellite Town
Rawalpindi

Rawalpindi,
Dated, 5-2-63.

Dear Miss Mahmooda,

I am so sorry that before my departure from Karachi I ~~did~~ could not pay my respect to you and other friends over there. I tried on both the phone numbers but unfortunately for me you were not available any where. I trust you would not mind for it and I shall make it a point to see you when I visit to Karachi next time. I am glad that you have been progressing very satisfactorily in the enrolment work of Muslim League.

Thanking you,

Sincerely yours,

(Abul Quasem)

Begum Mahmooda Sultana,
C/o. Daily Anjam,
Karachi.

Abul Quasem, M.A., LL.B.
Deputy Speaker & Leader of the Muslim League
Parliamentary Party, National Assembly of Pakistan
Joint Secretary : Pakistan Muslim League.
President : East Pakistan Muslim League
Organising Committee

Phone R'Pindi { Res : 4374
Office : 5716

P.O. Ulipur Distt. Rangpur
East Pakistan

151, South Dhanmondi,
Gulbag Road, Dacca - 2

14 - A, Satellite Town
Rawalpindi

Dated. 4-1-63.

My dear Miss Mahmuda Sultana

Inshaw-Allah, I am arriving Cantt Rly. Station on the 7th by Karachi Express at 18.15 hrs. I shall be staying at Garden Hostel, near Gandhi Garden.

Thanking you.

Sincerely yours,

(Abul Quasem)

Miss Mahmuda Sultana,
C/o. Daily Anjam,
Karachi.

MEMBER
National Assembly
of Pakistan

Chaudhry Shujat Hussain

۱۱ جون ۱۹۹۰

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم - آپ کا خط اور آپ کے ارسال کردہ روزنامہ "ندائے ملت" کے چار شمارے مجھے مل گئے ہیں جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ "ندائے ملت" کے ذریعے آپ نے جس مشن کا آغاز کیا ہے میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس میں آپ کو کامیابی عطا فرمائے آجکل اخبار نکالنا ایک بھاری ذمہ داری ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس ذمہ داری کو بااحسن خوبی پورا کر سکیں گی۔ معاشرے سے برائیوں اور ناانصافیوں کا خاتمہ کرنا ایک طرح کا جہاد ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ شہریوں کے اندر احساس ذمہ داری پیدا کرنا بھی اشد ضروری ہے جب تک ہر شہری اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرے گا صرف اپنے حقوق کی بات کرتا رہے گا معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ "ندائے ملت" اس سلسلے میں مناسب کردار ادا کرے گا۔

میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں۔

آپ کا دعاگو

والسلام

شجاعت حسین

(چودھری شجاعت حسین)

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ
ایڈیٹر روزنامہ "ندائے ملت"
A-21 خداداد کالونی، پی او بکس 11414
کراچی 74800

30-C, Ch. Zahoor Elahi Road,
Gulberg-II, Lahore-11.
Tel : 873097-871112

House-42, St. 1, F-6/3,
Islamabad.
Tel : 814106

فون نمبر ۶۳۴۹۵ ۴۸۶

دفتر مرکزی
انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان
وکٹوریہ روڈ کراچی
معرفت - پو بی - ٹی

صدر بیگم محمد شریف

معتمدہ عمومی بیگم سید عبدالحفیظ

۲۶ جولائی

محترمہ محمودہ سلطانہ صاحبہ

السلام علیکم

آپکے ہر دلعزیز دفتر سے ہم لوگ بے حد متاثر ہیں - جس خلوص اور ہمدردی کے ساتھ آپ قوم کی ترجمانی کر رہی ہیں - قابل مبارکباد ہیں - آپ کے خیالات اتنے بلند اور قابل تحسین ہیں کہ انکی پر اثر خیال ہو کہ آپ اردو کے خاص طور پر دلچسپی رکھتی ہیں - اس وجہ سے آپکی بلا اجازت ہی آپکو انجمن ترقی اردو کا پروپگنڈا سکریٹری منتخب کر لیا ہے اُمید ہے کہ آپ اسکو قبول فرما کر اپنی قومی زبان اردو کی خدمت کریں گی

خیر اندیش

مسز محمد ... جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان

نوٹ) ۳۱ جولائی آخری جمعہ دن گاندھی گارڈن میں ۴ بجے شام انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کی میٹنگ ہے اس میں گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں استقبالیہ قائم کرنے کے لئے آپکا آنا ضروری ہے

اہم اخباری تراشے

عائلی قوانین کی حمایت کرنیوالی خواتین غیر ملکی ایجنٹ ہیں

بقیہ ... مسماۃ خواتین کی پریس کانفرنس



اسلام و علماء اسلام کیخلاف مغرب زدہ عورتوں کی شرانگیز مہم کیخلاف احتجاج

۱۸ جولائی کو حامئی اسلام خواتین کا جلسہ

جیون ساتھیوں کی داستان !

یوسف علی خان

شیخ لیاقت حسین اور بیگم محمودہ سلطانہ

شیخ لیاقت حسین نے ایم اے "بی کام" کرنے کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۶ء سے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن میں شمولیت اختیار کر کے تحریک پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ناموس رسولؐ کے سلسلے میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں متحدہ حزب اختلاف نے انہیں علاقائی کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا۔ ادوار ملت کے تحت بنیادی جمہوریت کے رکن منتخب ہوئے۔ کراچی میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے جلسے کے انتظامات اور سیکورٹی کی ذمہ داری بحیثیت چیف آرگنائزر مسلم لیگ نیشنل گارڈز انجام دی۔ ۱۹۷۰ء میں مسلم لیگیوں کے اتحاد کے بعد کراچی زونل مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری، شعبہ زون کے کنوینر منتخب ہوئے۔ بھٹو دور میں ڈی پی آر کے تحت نظر بند کئے گئے۔ ۱۹۷۵ء میں پاکستان مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کا قیام عمل میں آنے کے بعد قومی اتحاد کراچی کے صدر منتخب کئے گئے۔ قومی اتحاد نے انہیں صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا۔ الیکشن کے بائیکاٹ کے اعلان کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کے دوران گرفتار ہوئے۔ پیر پگارا کی مسلم لیگ کی صدارت سے دستبرداری کے بعد بحیثیت نائب صدر پیر پگارا مسلم لیگ کے صدر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سرکاری مسلم لیگ کو غیر آئینی سمجھتے ہیں۔ [illegible] مسلم لیگ کے غیر سرکاری دھڑے میں متحد ہوئے ہیں۔

بیگم محمودہ سلطانہ پاکستان کے مشہور مرحوم صحافی سید سردار علی صابری کی صاحبزادی ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں ان کی شادی مسلم لیگی رہنما شیخ لیاقت حسین سے ہوئی۔ زمانہ طالب علمی ہی سے وہ سیاست میں حصہ لیتی رہیں۔ ۱۹۵۸ء میں صدر اسکندر مرزا کے خلاف جلوس میں وہ گرفتار ہوئیں تھیں۔ خان عبدالقیوم خان کے کراچی کے زبردست جلوس کو منتشر کرنے کے لئے جب آنسو گیس وغیرہ کی کارروائی کی تو یہ اس میں زخمی ہوئیں۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء سے قبل میونسپل کونسلر منتخب ہوئیں۔ ۱۹۵۹ء میں الطاف خواجہ ناظم نے انہیں کراچی مسلم لیگ کا صدر مقرر کیا۔ ۱۹۶۲ء میں بحیثیت صدر خواتین مسلم لیگ عائلی قوانین کے خلاف جلوس نکالا۔ ۱۹۷۷ء کی قومی اتحاد کی تحریک میں انہوں نے ... خواتین کی چیئرمین کی حیثیت سے جلوس کی قیادت کی اور بھرپور حصہ لیا۔ اس وقت شیخ لیاقت بھی جیل میں تھے۔ اور محمودہ سلطانہ جیل میں نظر بند رہیں۔ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں ۱۹۸۱ء میں مجلس شوریٰ کی رکن نامزد ہوئیں۔ [illegible] سردار یوسف [illegible] مصطفیٰ [illegible] حنیف [illegible]

مسلم لیگ میں شمولیت کی اس وقت مخالفت کی جب ان کے شوہر شیخ لیاقت حسین کی صدارت میں ایک جلسے میں ان کی شمولیت کی حمایت کی جا رہی تھی۔ وہ سیاست میں شوہر سے اختلاف بھی کرتی ہیں۔ دونوں مسلم لیگی ہیں۔

1-1



یہ کرسیاں بچھانے اور بیان بازی کا وقت نہیں خلوص دل سے کام کرنے کی ضرورت ہے

ایک عام پڑھنے والے مسلمان کسی کی حق تلفی برداشت نہیں کریں گے۔ تحسین سلطانہ

(نوائے وقت)

یہ کرسیاں بچھانے اور بیان بازی کا وقت نہیں ہے: بیگم محمودہ سلطانہ

لیاقت آباد کے حریت پسند [illegible] تنظیموں پر بجلی بن کر گر گئے

[illegible]



[illegible]

بنگلہ دیش اور پاکستان [illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

DAWN

'Junejo-led ML' opposed

By Our Staff Reporter

KARACHI, July 10: Shaikh Liaquat Husain, President of a PML group, has said that Gen Zia ul Haq has not transferred power to the people and, instead, is sharing power with the Prime Minister of his choice.

Addressing his party's Karachi zone convention here on Friday, he recalled how the Convention Muslim League came into being at the bidding of former President Ayub Khan and said that similarly the Junejo-led PML had been formed in the power corridors to the "dismay of genuine Muslim Leaguers".

Mr Husain said certain parties in the MRD were not loyal to Pakistan, and, besides, were indulging in unlawful activities. That was why the MRD had failed in its struggle for democracy, he added.

Among those who spoke at the convention were Begum Mahmooda Sultana, Sardar Miskin Khan, Dr A.R. Awan and Malik Mohammad Ayub.

The resolutions, passed at the convention, inter alia, questioned the veracity of registration of the Junejo-led PML, called for severe punishment of those uttering anti-Pakistan views in foreign countries, condemned lawlessness and acts of subversion and called for the induction of a national government composed of all the political parties.

روزنامہ جنگ کراچی

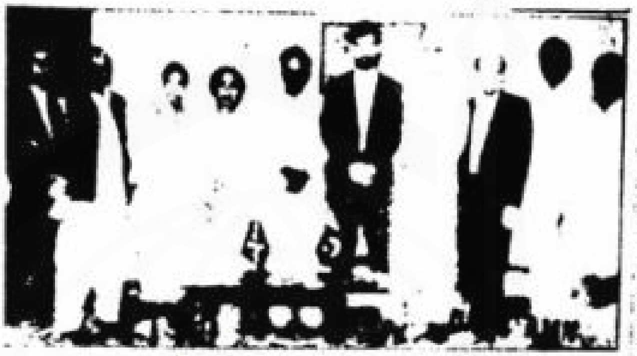


قوم کے غصب شدہ حقوق کی بحالی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا، شیخ لیاقت حسین

شیخ لیاقت حسین

PUBLISHED ON 17 MAR 1989

N. WAQT KAR.









JANG KAR.





جسارت

ہفتہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ ۳ مئی ۱۹۸۶ء

پاکستانی عوام کی یادداشت اتنی کمزور نہیں کہ وہ جابر حکومت کے مظالم بھول جائیں: محمودہ سلطانہ

مہاجروں کو پانچویں قومیت تسلیم کیا جائے



کراچی میں بے نظیر کی مقبولیت کا بھرم کھل گیا: بیگم محمودہ سلطانہ

شاہراہ قائدین پر بے نظیر کی جلسہ گاہ بیشتر مہاجر آبادیوں کی تعداد میں [illegible]

کراچی ۲ مئی (پ پ آئی) پاکستان مسلم لیگ (شعبہ خواتین) کی صدر بیگم محمودہ سلطانہ نے گزشتہ روز جلسہ عام میں کی گئی بے نظیر بھٹو کی تقریر کو [illegible] انتہائی [illegible] قرار دیا۔ آج یہاں ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ بے نظیر بھٹو نے [illegible] پاکستان کے [illegible] عوام کو [illegible] برصغیر کے ان کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں کو یکسر نظر انداز کیا جنہوں نے تحریک پاکستان کے [illegible] آگ اور خون کے دریا عبور کئے بلکہ پاکستان کی خاطر [illegible] اور املاک چھوڑ کر [illegible] حالت میں نقل مکانی کر کے کراچی آ گئے۔ انہوں نے کہا بے نظیر بھٹو نے ایوب خان کے خلاف چلنے والی تحریک میں اہالیان کراچی کے کردار کا تذکرہ کیا لیکن خود اپنے والد مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی آمریت کے خلاف چلائی گئی مشہور تحریک جس میں پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کے عوام کی بھرپور شرکت کا ذکر سرے سے گول کر گئیں۔ بے نظیر بھٹو کے جلوس اور جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے بیگم محمودہ سلطانہ نے کہا کہ اس میں کراچی کے عوام کی نمائندگی نہیں تھی اور بیرونی لوگ جلسہ اور جلوس میں شریک تھے جنہیں سندھ، پنجاب اور دیگر صوبوں کے علاقوں سے بسوں اور ٹرکوں میں بھر بھر کر لایا گیا تھا اور اس طرح کراچی میں بے نظیر بھٹو کی مقبولیت کا بھرم کھل گیا۔

روزنامہ جنگ کراچی

جمعہ ۴ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ ۔ ۲ مئی ۱۹۸۶ء

بے نظیر غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ محمودہ سلطانہ

کراچی (پ پ آئی) پاکستان مسلم لیگ شعبہ خواتین کی صدر بیگم محمودہ سلطانہ نے [illegible]

روزنامہ حریت کراچی

مہاجروں کو بھی پانچویں قومیت تسلیم کرنا پڑے گا ـــــ محمودہ سلطانہ

کراچی ۲ مئی (سٹاف رپورٹر) مسلم لیگ [illegible] کی صدر بیگم محمودہ سلطانہ نے کراچی اور حیدرآباد [illegible] مہاجروں کی [illegible] اکثریت [illegible] کہا کہ پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا لیکن اب بعض حلقوں کی جانب سے قومیتوں کا سوال اٹھایا جا رہا ہے تو انہیں مہاجرین کو بھی پانچویں قومیت کے طور پر تسلیم کرنا پڑے گا۔ [illegible] بیگم محمودہ سلطانہ نے [illegible] کیا۔

Daily AMN Karachi

MONDAY, MAY, 05, 1986.

بے نظیر کے جلسہ پر محمودہ کا تبصرہ

کراچی ۴ مئی [illegible] پاکستان مسلم لیگ شعبہ خواتین کی صدر بیگم محمودہ سلطانہ نے گزشتہ روز جلسہ عام میں بے نظیر کی تقریر کو [illegible] قرار دیا [illegible] انہوں نے کہا کہ بے نظیر نے تحریک پاکستان [illegible] برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں کو نظر انداز کر دیا [illegible] کراچی کے عوام کی جانب سے استقبال قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ کراچی کے عوام کی نمائندگی نہیں تھی۔

SATURDAY, MAY, 03, 1986.

بے نظیر کو غلط فہمی ہے ان کو دختر پاکستان کا خطاب کس نے دیا: بیگم محمودہ سلطانہ

کراچی ۲ مئی (پ پ) پاکستان مسلم لیگ خواتین شعبہ کی صدر بیگم محمودہ سلطانہ نے کہا ہے کہ [illegible] بے نظیر [illegible] انہیں غلط فہمی ہو گئی ہے کہ پاکستان کے عوام ان کے ساتھ ہیں۔ بیگم محمودہ سلطانہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کے عوام کا [illegible] انہوں نے کہا کہ ان کے والد [illegible] پاکستان توڑنے کے ذمہ دار تھے [illegible] انہوں نے کہا کہ بے نظیر کو "دختر پاکستان" کا خطاب کس نے دیا [illegible]

نوائے وقت

کراچی • لاہور • راولپنڈی • ملتان

اتوار ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۶ء

شیخ لیاقت حسین نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا

کراچی ۲۷ دسمبر (پ ر) پاکستان مسلم لیگ ضلع جنوبی کے ناظم اعلیٰ شیخ لیاقت حسین نے آج علی گڑھ کالونی اور قصبہ کالونی کا دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ سردار سکین خان، بیگم محمودہ سلطانہ، مولانا محمد یوسف حسن اور حافظ فاروق ناصر بھی تھے۔ انہوں نے متاثرہ افراد سے اظہار ہمدردی کیا اور حالیہ ہنگامی واقعات میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر موجود افراد کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ لیاقت حسین نے کہا کہ ظالمانہ کارروائی کے نتیجے میں شہید ہونے والے افراد کا خون رائیگاں نہیں جائیگا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ متاثرہ خاندانوں کو معاوضہ کے طور پر جاں بحق ہونے والے افراد کے لئے ایک لاکھ روپے فی فرد اور مکانات و دکانوں کی تعمیر کیلئے ایک لاکھ روپے فی خاندان فوری ادائیگی کی جائے۔



پاکستان مسلم لیگ کے ناظم اعلیٰ شیخ لیاقت حسین نے قصبہ کالونی اور علی گڑھ کالونی کا دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ بیگم محمودہ سلطانہ، مولانا محمد یوسف حسن اور سردار سکین خان بھی تھے۔ تصویر میں وہ تباہ شدہ مکانوں کے متاثرین سے بات چیت کر رہے ہیں

روزنامہ جنگ کراچی





سندھ نے ہمیشہ مہاجروں کو گلے لگایا ہم سب پاکستانی ہیں حمید کھوڑو


انجام دہلی
آزاد ہند فوج کے کیپٹن برہان الدین
جنہیں کمانڈر انچیف نے سات سال قید سخت کی سزا دی ہے







ہمیں پاکستان کے اندر آزادی کی تعبیر ملے گی: حمید کھوڑو





عائلی قوانین کا کھلونا دیکر مغرب زدہ عورتوں کو بیوقوف بنایا گیا ہے

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں ان کی حفاظت عائلی قوانین نہیں کر سکتا

[illegible]

روزنامہ جنگ کراچی

MASHRIQ

روزنامہ جنگ کراچی





advice

کراچی میں کئی جلوس نکالے گئے، دو مقامات پر آنسو گیس کا استعمال



خواتین مجلس عمل کا انتخاب

روزنامہ
جنگ کراچی
[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

روزنامہ حریت کراچی ۸ ۲۳؍جنوری ۱۹۷۰ء



کراچی صوبہ محاذ کے زیر اہتمام نشتر پارک کے جلسہ میں جس کی صدارت بیگم محمود وسعت نے کی، ملک شریف الدین اور علامہ ابن حسن جارچوی تقریر کر رہے ہیں (فوٹو حریت)

وزیر داخلہ جلال بابا کی ضمانت پر آٹھ گرفتار خواتین کی رہائی

پولیس نے خواتین کے خلاف بلوہ اور سرکاری کام میں مداخلت کا مقدمہ قائم کر دیا

کراچی ... کل شام پولیس نے بغیر اجازت جلوس نکالنے کے الزام میں جہانگیر پارک کے سامنے خواتین کو گرفتار کیا تھا ... دفعہ ... ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ کے تحت مقامی عدالت میں پیش کیا گیا ... پولیس نے ... [illegible] ... سلطانہ ... طلعت قریشی ... ایس ... [illegible] ... جہانگیر پارک ... گرفتاری اور ... [illegible] ... احتجاج کرنے کے سلسلے میں ... جلسے کے بعد جلوس کی شکل میں ... کی کوشش کی مگر ... جلوس نکالنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ... خواتین کو گرفتار کر کے ... خواتین میں ... ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا ... [illegible] ... خواتین نے پولیس کے رویے کے خلاف ... ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا تھا ... رات ... وزیر داخلہ ... خود ... [illegible] ... ضمانت ... مسلم لیگ ... انکار کر دیا ... جلال بابا ... رات ... برداشت نہیں کر سکتے ... خواتین ... جلال بابا ... [illegible] ... کے خلاف زیر دفعہ ... اور ... سرکاری کام میں مزاحمت کرنے ... مقدمہ ... [illegible] ... زخمی ہوگئی ہیں۔



آج مولانا مودودی جلسہ عام میں تقریر کریں گے

کراچی ... [illegible] ... مولانا ... مودودی امیر جماعت اسلامی ... کل ... بعد ... شب ... جہانگیر پارک میں تقریر کریں گے ... [illegible] ... کی حفاظت کا ... خطاب ہوگا۔

خواتین پر پولیس کے لاٹھی چارج کی مذمت

کراچی ... [illegible] ... مسلم لیگ ... [illegible] ... کی پولیس ... [illegible] ... جلوس ... [illegible] ... لاٹھی چارج ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... کی جانب سے ... [illegible] ... خواتین ... [illegible] ... جلوس ... [illegible] ... مظاہرہ ... [illegible] ... کر دی گئی۔

DAWN

Saturday, May 3, 1986

'People still remember the misdeeds of Bhutto era'

KARACHI, May 2: President of Pakistan Muslim League, Women's Wing, Begum Mohamooda Sultana has expressed surprise that Ms Benazir Bhutto has been misled into belief by thousands of spectators turning up at her meetings, that people of Pakistan are with her.

In a statement issued here on Friday Begum Mahmooda Sultana said the memory of people of Pakistan is not so short as to make them forget the atrocities committed by PPP regime during the rule of Ms Bhutto's father, Mr Zulfikar Ali Bhutto, who was also responsible for breaking up the country.

She said that no one has given Ms Bhutto the so-called title of Dukhtar-i-Pakistan' and it does not suit her to assume this title herself.

She pointed out that in 1977 her father shed the blood of innocent people in the same streets of Karachi where she is now organising her procession.

Begum Mahmooda Sultana said that no one can forget the black deeds of Mr Bhutto's rule in which women were kidnapped and molested, eminent political leaders like Mian Tufail Mohammad and Maulana Noorani were given shameful treatment, and many political assassinations were committed, Dalai camp and other torture houses were established and poor people were deprived of their bread and homes.

She said when Ms Bhutto raises slogan of Bhuttoism, people can only visualise the reign of terror let loose on them by Mr Zulfikar Ali Bhutto.

Under these circumstances, how can the people of Pakistan be misled into supporting the case of Bhuttoism, to get rid of which hundreds of people laid down their lives in 1977 PNA movement? she asked. —PPI

DAWN

Karachi, Monday, May 5, 1986

'Benazir disappoints people of Karachi'

KARACHI, May 4: The President Pakistan Muslim League (Women-wing), Begum Mahmuda Sultana, has termed Ms Benazir's speech in the public meeting here on Saturday as most disappointing and insulting to people of Karachi and Sind.

In a statement Begum Mahmuda Sultana said Ms Benazir Bhutto mentioned the sacrifices given by people of the four provinces for Pakistan Movement but totally ignored the sacrifices of crores of Muslims of the Sub-continent.

The Muslims of the Sub-continent had given unprecedented sacrifices during Pakistan Movement. They came to Karachi as Mohajirs leaving behind properties worth billion of rupees for the sake of Pakistan, she addeed.

She said Ms Banazir could recall the role of people of Karachi in the movement launched against Ayub Khan and even lauded it, but she outright omitted the participation of people of Karachi along with people of Punjab, NWFP, Baluchistan and Sind in the popular movement against the dictatorship of her father, late Mr. Z.A. Bhutto.—PPI

روزنامہ کراچی



PNA WOMAN LEADER ILL

Release or house arrest plea to Govt.

KARACHI, May 13: Mr. Sardar Ali Sabri, a veteran journalist, and father of jailed PNA Woman leader Begum Mahmuda Sultana has appealed to the government to either release or keep her under house arrest in her own house as she is a serious patient of thrombosis and needs constant medical care. He said she also has infant children whom there is nobody to look after.

محمودہ سلطانہ اور شاہدہ نفیس گرفتار

[illegible]

خواتین رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ

[illegible]

Mahmuda, Shahida Arrested

THE police have arrested two prominent women leaders of Karachi. According to a report the two leaders Begum Mahmuda Sultana and Shahida Nafees Siddiqi were arrested under DPR from their houses early morning yesterday. No reasons for their arrests were given.

محمودہ سلطانہ گرفتار کرلی گئیں

[illegible]

محمودہ ... نفیس

[illegible]

محمودہ سلطانہ کی نظربندی پر اظہار تشویش



[illegible]

دردمندانہ اپیل

انتخابات کے بعد شروع ہونے والی سیاسی و احتجاجی سرگرمیوں میں خواتین بھی تحریک پاکستان اور اس کے بعد آگے نکل گئیں چنانچہ ملک کے مختلف حصوں میں متعدد خواتین گرفتار کی گئیں۔ بعض جیلوں میں ہیں اور بعض کی صحت اس قدر خراب ہوگئی کہ انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ یہ پہلو نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ پاکستان میں کسی سیاسی تحریک کے دوران خواتین کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ ساری صورت حال جہاں ہمارے لئے فکر کا سبب بنی ہے۔ بلاشبہ مردوں کی طرح خواتین کو بھی سیاست میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے لیکن انہیں ایک حد تک محدود رہنا چاہیئے۔ وہ حکام کی طرف سے بھی ہر حال میں احترام و وقار سلوک کی مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ یہ رعایت برتی جا سکتی ہے کہ انہیں قید و بند کی مصیبت میں نہ ڈالا جائے اور اگر ان کی سرگرمیوں پر سخت پابندیاں عائد کرنا ضروری بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ انہیں گھروں میں نظر بند کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک خاتون خانہ کی گرفتاری سے اس کے معصوم بچوں کو بھی سخت مشکلات سے دوچار کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم ارباب اختیار سے بڑی دردمندی کے ساتھ یہ اپیل کرتے ہیں کہ جو خواتین گرفتار ہیں انہیں رہا کر دیا جائے یا زیادہ سے زیادہ ان کے گھروں میں نظر بند کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم خاص طور پر بیگم شاہدہ نفیس صدیقی کے معاملے کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو دل کی مریض اور زیر علاج ہیں ان کے شوہر بھی گرفتار ہیں۔ اسی طرح بیگم محمودہ سلطانہ کا معاملہ ہے۔ حکام کو ان کی فوری رہائی کے مسئلے پر غور کرنا چاہیئے



[illegible]

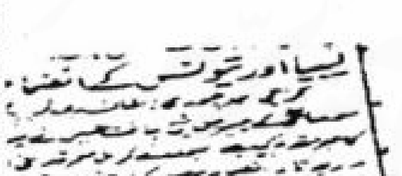
روزنامہ جنگ

[illegible]

[illegible]







لیبیا اور تیونس کے





جسارت

مہاجروں کو پانچویں قومیت تسلیم کیا جائے



مادر ملت کو مشورہ دینے والے خود راہ راست پر آجائیں

خواتین مسلم لیگ کی جنرل سیکرٹری کا بیان

4.18-1-64

مادر ملت نے پاکستان مسلم لیگ کی قانونی حیثیت تسلیم کر لی ہے

مسٹر عبدالوحید خاں کی تردید میں خواتین مسلم لیگ کی جنرل سیکرٹری کا بیان

Daily Dawn

Waheed's statement criticised

The General Secretary of the Women's Pakistan Muslim League (Councillors), Miss Mahmooda Sultana, yesterday criticised the statement of the Provincial Railway Minister Mr Abdul Waheed Khan, in which he had advised Mohtarama Miss Fatima Jinnah to remain above politics.

In a statement to the PPA she said the people giving advice to Miss Jinnah should first reform themselves.

She further said that the people had not made sacrifices for Pakistan and the Muslim League for those vested interests that have usurped power in the country.

She appealed to the people to rally round the Pakistan Muslim League and take active part in its enrolment campaign.—PPA.

Daily Morning News

Woman ML Chief Criticises Wahid

(From PPA)

The General-Secretary of the Women's Pakistan Muslim League (Councillors), Miss Mahmooda Sultana yesterday criticised the statement of the Provincial Railway Minister, Mr. Abdul Wahid Khan, in which he had advised Miss Fatima Jinnah to remain above politics.

In a statement she said that the people who advise Miss Jinnah should first reform themselves.

She further said that the sacrifices for the achievement of Pakistan and for the Muslim League were not made for people with vested interests, who have usurped power in the country.

She appealed to the people to rally round the Pakistan Muslim League (Councillors) and take an active part in the enrolment campaign.

Libya Thanks Pakistan





Libya-Tunisia merger hailed

جلسہ عام

جلسہ عام



SUF executive ponders Hyderabad disturbance

3-man team of ex-Minister sent to investigate

The Sind United Front, a body composed of prominent Sindhi politicians, spent almost the whole day yesterday considering the last week's Hyderabad disturbances and deputed a team of three former Ministers to make a thorough probe into their causes and submit a report to it. [illegible]

(Continued on page [illegible])

SUF executive

(Continued from page 1)

[illegible]

Hyderabad Riots: Sind Front Sets Up Probe Body

[illegible]

City Zonal ML meeting

Abdus Sattar's statement

[illegible]

CML MEETING CANCELLED

[illegible]

WOMEN RELEASED ON BAIL

Jalal Baba stands surety

STAR REPORT

The two women Municipal Councillors and three other women who were arrested by the police yesterday for taking out a procession without a valid permit were released on bail in the early hours of this morning.

Their bail was furnished by the State Minister for Interior, Khan Jalaluddin Khan, who personally visited the police lock-up at 3 a.m.

They are: Begum Arshad Sabir and Miss Mahmooda Sultana, Municipal Councillors, Miss Tilat Qureshi, Miss Nagma Sabri and Miss Anis Sarfraz. The other three women had already been released on bail furnished by Mr A. M. Qureshi yesterday.

All the eight accused have been challaned under Sections 147 and 188 PPC and are being produced before the Sub-Divisional Magistrate, Saddar area, this afternoon who will conduct the hearings of the case.

Arrest of 2 lady Councillors

KMC ML PARTY'S STRONG PROTEST

The Karachi Municipal Corporation Muslim League Party [illegible] adjourned without transacting any business after strongly protesting against the arrest of two women Municipal Councillors and others who were trying to take out a procession on Monday to express their resentment on the arrest of [illegible] in occupied Kashmir.

In a resolution unanimously passed at the meeting, the Muslim League Corporation Party condemned the police [illegible] and the alleged treatment of the women demonstrators, and strongly criticised the undemocratic and authoritarian attitude of the authorities in [illegible] the [illegible] of women.

The resolution demanded the immediate withdrawal of all cases against the arrested women demonstrators and the institution of a judicial inquiry into the incident.

The ML Corporation Party was to have discussed its draft resolution and elect its remaining office-bearers today. The party will now meet in the ML House on Burnes Road at 3.30 p.m. tomorrow (May 14).—UPP.

علماء کو عیاش کہنے والی خواتین خود بے غیرت اور کئی کئی شوہر رکھتی ہیں

[illegible]

7 A W R 0 0 2

13 · 7 · 83


N. WAQT KAR.
JASARAT
JANG KAR.

ون یونٹ کے خاتمہ کے بعد کراچی کو عوام کی مرضی کے مطابق علیحدہ صوبہ بنایا جائے

صوبہ کراچی کا گورنر کسی مہاجر کو مقرر کیا جانا چاہئے

[illegible]



محمود سلطان



آزاد بن حیدر

مشرق

۱۱ جنوری ۱۹۷۰

[illegible]



[illegible]

ون یونٹ کی منسوخی کے بعد کراچی کو علیحدہ خود مختار صوبہ بنایا جائے

اردو برصغیر کے مسلمانوں کی زبان ہے۔ کراچی صوبہ محاذ کا جلسہ عام

کراچی [illegible] کراچی صوبہ محاذ نے اپنے جلسہ عام میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ [illegible] ون یونٹ کی منسوخی [illegible] کراچی کو علیحدہ خود مختار صوبے کی حیثیت دی جائے۔ قرارداد میں زندگی کے مختلف شعبوں، صنعت، تجارت، تعلیم [illegible]

[illegible] خود مختار صوبے کی حیثیت دی جائے [illegible] کراچی صوبہ محاذ [illegible] جلسہ عام سے علامہ ابن حسن جارچوی [illegible] حبیب اللہ [illegible] سید محمود [illegible] نے تقریریں کیں۔

علامہ ابن حسن جارچوی

علامہ ابن حسن جارچوی نے جو تقریر کی [illegible] قیام پاکستان کے بعد [illegible]

[illegible] اقدام کو عملی جامہ پہنانے سے قبل اس بات کی ضمانت دی جائے کہ اردو زبان کو تحفظ دیا جائے گا۔

کراچی کو الگ صوبہ بنا کر کسی مہاجر کو گورنر بنایا جائے

کراچی کے مستقبل کا فیصلہ ریفرنڈم کے ذریعہ ہونا چاہئے۔ کراچی صوبہ محاذ کے صدر حبیب اللہ کا بیان



کراچی کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے ریفرنڈم کرایا جائے

زیر اہتمام

کراچی صوبہ محاذ

بروز اتوار بتاریخ ۱۱ جنوری

جلسہ عام

بمقام نشتر پارک

بوقت ۴ بجے شام

مقررین:

آپ سے شرکت کی استدعا کی جاتی ہے







میں غدار تھا نہ ہوں — جی ایم سید



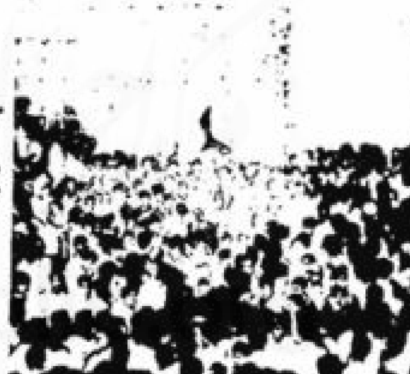
WOMAN LEADER RESENTS CONDEMNATION OF ULEMA

KARACHI, July 12—Miss [illegible] Muslim Women's League [illegible] defeated candidate for the Provincial Assembly from Karachi yesterday severely condemned all those women leaders who have passed derogatory remarks against the ulema and religious leaders during their speeches against the Bill for Repeal of Family Laws.

[illegible]







PROTEST NOTE

Attempt on the part of Israel to destroy the Masjid Al-Aqsa is a greatest possible challenge to the Muslim and Christian worlds.

The United States of America, the Union of Soviet Socialist Republics and the United Kingdom who are responsible for the establishment of Jewish State, must share the blame of all acts committed by the Jewish people.

I, on behalf of the [illegible] of Pakistan demand that these powers must compel the Jewish people to withdraw to the old frontiers immediately. They should also join Muslim States in restoring the old position and structure of Masjid Al-Aqsa.

Karachi, the [illegible] day of August, [illegible].

Begum [illegible]

اسرائیلی جارحیت کے خلاف امریکی، روسی، برطانوی قنصل خانوں پر انفرادی مظاہرہ





بجٹ اور مہنگائی

محمودہ سلطانہ

خاتون خانہ کے بجٹ کا انحصار ملک کے بجٹ پر ہوتا ہے۔

بجٹ ہر سال جون کے مہینے میں آتا ہے ویسے بھی مثل مشہور ہے کہ جون کا مہینہ بھاپ چولی سے اڑی تک بھیجے۔ موجودہ حکومت بھی خالص عوامی حکومت ہے اس میں کسی قسم کی ملاوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے اب تک جتنی بھی حکومتیں آئیں خالص بناسپتی تھیں۔ کسی نہ کسی کے گٹھ جوڑ سے وجود میں آئیں تھیں اور ہر سال بجٹ پیش کرکے عوام کو آٹھ آٹھ آنسو رلاتی تھیں پھر تسلیوں کے بجائے زخموں پر نمک چھڑک کر کہتی تھیں کہ ملک کی ترقی کی خاطر عوام کو کچھ نہ کچھ قربانی دینا ہی پڑے گی۔ بھی روایات آتے کہ پاکستانی عوام "گھاس" کھالیں گے لیکن ملک کا دفاع کریں گے۔ یہ تو سنا تھا کہ عقل گھاس چرنے جاتی ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ عوام کو بھی گھاس چرنے کی بار بار تلقین کیوں کی جاتی ہے؟ اب نہ کسی بار کی یاد دہانی سے بھی تو وہ دن آئے گا کہ عوام اور گھوڑے ایک ساتھ گھاس کھائیں گے۔ جس طرح کسی بادشاہ کے زمانے میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔

اب تو ہر طرف جمہوریت کا ڈنکا بج رہا ہے کہاں کے بادشاہ کہاں کی مطلق العنانی؟ اس دور میں وہ ہوتا ہے جو عوام چاہتے ہیں گیا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عوام کا چاہا پورا ہو جائے گا اس وقت تو ایسا ہی ہوا ہے عوام نے آنکھیں بند کرکے دعا مانگی۔ اے اللہ پی پی بینظیر ملک کی تقدیر بن جائیں اب جو آنکھیں کھولیں تو محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ وزارت عظمیٰ کی کرسی پر براجمان تھیں۔ بولتی ہیں تو بڑے عزم اور حوصلے کے ساتھ عوام کی لیڈر ہیں اسی لئے تقریر کرنے کا انداز بھی خالص عوامی ہے۔ عوام کے دل بھی بڑی جلدی موہ لیتی ہیں عوام کی فلاح و بہبود کیلئے پیپلز پروگرام بھی شروع کیا ہوا ہے۔ اس بات پر بھی لوگوں کو اعتراض ہے کہ قوم کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ پارٹی کے لوگوں کو اسی بہانے نوازا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ گئی کہاں گیا بھیجا میں اور کچھ جن کہاں گئی بیچارہ ان کی جیب میں اللہ اللہ خیر صلا

اب بجٹ جو آیا تو اس پر تنقید و تبصرے ہو رہے ہیں حالانکہ انہوں نے تو بہت پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ بجٹ ذرا سخت آئے گا ان کے اس بیان سے اتنا ضرور ہوا تھا کہ ذخیرہ اندوزوں نے سرمایہ کاری کرکے اپنے اپنے گودام بھر لئے تھے۔ کسی نے گودام سیمنٹ کی بوریوں سے بھرے تو کسی نے لوہا سریا ٹنوں کے حساب سے خرید لیا۔ گھی اور تیل بازار سے غائب ہو گیا تھا۔ دالوں اور آٹے کی قیمتوں میں تو بجٹ آنے سے بہت پہلے ہی اضافہ ہو گیا تھا غرضیکہ روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی قیمتیں اب اتنی بڑھ چکی ہیں کہ عوام کی دسترس سے باہر ہیں بجٹ آنے سے پہلے یہ حال تھا تو آئندہ کے بس کی ہوگا ؟ عوام [illegible] تھے۔

آخر خدا خدا کرکے بجٹ آیا تو اب ساٹھ کروڑ روپے کے نئے ٹیکس لگائے گئے اور اٹھارہ ارب روپے کا خسارہ دکھایا گیا اور کہا گیا کہ عام آدمی اس سے متاثر نہیں ہوگا کچھ نے بجٹ سن کر بغلیں بجائیں اور کچھ نے تالیاں لیکن دوسرے روز جب بازار میں خریداری کیلئے گئے تو ڈھول کا پول کھل گیا۔ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ عام مشروب کی بوتلوں پر قیمتیں بڑھ چکی ہیں حالانکہ بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے بظاہر آٹے کی قیمت نہیں بڑھی لیکن ڈبل روٹی کی قیمت میں اضافہ ہو چکا ہے۔ ہوٹل میں جو روٹی آٹھ آنے میں ملتی تھی اب سکڑ کر اتنی چھوٹی ہو گئی ہے کہ روٹی کو روٹی کہنا روٹی کی توہین ہے وہ تو ٹکیہ ہو گئی ہے۔ ماچس، ادرک، پھٹکری روزمرہ کی دواؤں پر سے سرچارج ہٹنے کے باوجود بھی دواؤں کی وہی قیمتیں ہیں بلکہ بعض دواؤں پر تو اضافہ ہو گیا ہے۔ رکشہ اور ٹیکسی والوں نے کرائے نہیں بڑھائے بلکہ اپنے اپنے میٹر بڑھا دیئے ہیں کیونکہ "بس کی ہے پرسہ" زیادہ تر ٹیکسیاں آن کی ہیں جن کیلئے کہا جاتا ہے کہ میاں بھی تو تال اب زر کا ہے کا "جو دل چاہے کرو۔ ایسا کون ہے جو تنگ سرچ نہیں چھڑا تا عموں پر نہیں لیکن وفاقی بجٹ میں تمام مصالحہ جات کی درآمدی ڈیوٹیوں میں اضافہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے ابھی ہری مرچیں، کالی مرچیں، بڑی اور چھوٹی الائچی، کھوپرا، چھالیہ اور لونگ وغیرہ کی قیمتیں سابقہ قیمتوں سے چالیس فیصد بڑھ گئی ہیں۔ ٹوٹا چاول سات روپے سے آٹھ روپے سیر، آٹے کی دس سیر کی چھوٹی بوری چھتیس روپے سے بڑھ کر اکتالیس روپے کی ہو گئی ہے۔ ٹیلیفون کال، پارسل اور لفافے کی شرح میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ان میں بھی اضافہ نا گزیر تھا۔

اگر اسی طرح بجٹ آتے اور جاتے رہے تو آئندہ چند برسوں میں غریب عوام کے کھانے کیلئے صرف "ہوا" رہ جائے گی بشرطیکہ "ہواؤں" پر بھی ٹیکس نہ لگے۔ پانی پہلے ہی نایاب ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ جس آدمی کی تنخواہ ہزار بارہ سو ہے اس کے چار یا پانچ بچے بھی ہیں وہ خاتون خانہ پورے ماہ کس طرح اپنا توازن برقرار رکھ سکے گی۔ وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے ببانگ دہل اعلان فرما دیا ہے کہ سیلز ٹیکس برقرار رہے گا۔ تاجروں کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ وفاقی بجٹ میں جتنے ٹیکس لگائے گئے ہیں واپس نہیں لئے جائیں گے۔ اب اس اعلان کے بعد آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ اب تو بس مالکان نے بھی ہڑتال کی دھمکی دے دی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ بسوں پر چھتیس روپے فی سیٹ انکم ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹائروں پر ڈیوٹی اور [illegible] نہیں سے ہمارے مسائل میں اضافہ ہوا ہے جبکہ بسوں کے کرایہ میں اضافہ کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی دھمکی دی ہے کہ اگر ہمارے مسائل پر توجہ نہ دی گئی تو ہم مکمل ہڑتال کریں گے اور اس ہڑتال میں منی بس ٹیکسی رکشہ ٹرک اور سوزوکی سمیت تمام اقسام کی ٹرانسپورٹ کو ہڑتال میں شامل کیا جائے گا۔ ہم وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ملک کو مزید بحران سے بچانے کیلئے ان مسائل پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور جن اشیاء کی قیمتیں بالواسطہ یا بلاواسطہ بڑھ گئی ہیں اور عوام کی قوت خرید سے باہر ہیں ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔



کراچی صوبہ محاذ کے زیرِ اہتمام

جلسۂ عام

بروز اتوار

مورخہ ۱۱ر جنوری سنہ ۷۰ء

بمقام ——— نشتر پارک

بوقت ——— ۴ بجے شام

حسبِ ذیل مقررین کراچی کی ہمہ گیر حیثیت، قومی مسائل اور حالاتِ حاضرہ پر اظہارِ خیال فرمائیں گے۔

مقررین:- علامہ ابنِ حسن جارچوی۔ مولانا احمد احمد ناظمی

حافظ محمد حبیب اللہ۔ شیخ لیاقت حسین۔ ملک شریف الدین

محمد عارف۔ بیگم محمودہ سلطانہ۔ آزاد بن حیدر

اور طلباء کے نمائندے و دیگر زعمائے کراچی۔

باشندگانِ کراچی سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرمائیں۔

المشتہر:- کراچی صوبہ محاذ۔ بہادر شاہ مارکیٹ۔ بندر روڈ کراچی

PNA WOMAN LEADER ILL

Release or house arrest plea to Govt.

KARACHI, May 13: Mr. Sardar Ali Sabri, a veteran journalist, and father of jailed PNA Woman leader Begum Mahmuda Sultana has appealed to the government to either release or keep her under house arrest in her own house as she is a serious patient of thrombosis and needs constant medical care. He said she also has infant children whom there is nobody to look after.

محمودہ سلطانہ گرفتار کرلی گئیں

[illegible]

محمودہ سلطانہ اور شاہدہ نفیس گرفتار

[illegible]

خواتین رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ

[illegible]

محمودہ سلطانہ اور شاہدہ نفیس

[illegible]

Mahmuda, Shahida Arrested

THE police have arrested two prominent women leaders of Karachi. According to a report the two leaders Begum Mahmuda Sultana and Shahida Nafees Siddiqi were arrested under DPR from their houses early morning yesterday. No reasons for their arrests were given.

محمودہ سلطانہ کی نظربندی پر اظہار تشویش



[illegible]

دردمندانہ اپیل

انتخابات کے بعد شروع ہونے والی سیاسی و احتجاجی سرگرمیوں میں خواتین بھی [illegible] آگے نکل گئیں چنانچہ ملک کے مختلف حصوں میں متعدد خواتین گرفتار کی گئیں۔ بعض جیلوں میں ہیں اور بعض کی صحت اس قدر خراب ہو گئی کہ انھیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ پاکستان میں کسی سیاسی تحریک کے دوران خواتین کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ ساری صورت حال ہمارے لئے بڑے دکھ کا سبب بنی ہے۔ بلاشبہ مردوں کی طرح خواتین کو بھی سیاست میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے لیکن انھیں ایک حد تک محدود رہنا چاہیے۔ وہ حکام کی طرف سے بھی ہر حال میں باوقار سلوک کی مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ یہ رعایت برتی جاسکتی ہے کہ انھیں قید و بند کی مصیبت میں نہ ڈالا جائے اور اگر ان کی سرگرمیوں پر سخت پابندیاں عائد کرنا ضروری بھی ہوں تو زیادہ سے زیادہ انھیں گھروں میں نظر بند کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ایک خاتون خانہ کی گرفتاری اس کے معصوم بچوں کو بھی سخت مشکلات سے دوچار کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم ارباب اختیار سے بڑی دردمندی کے ساتھ یہ اپیل کرتے ہیں کہ جو خواتین گرفتار ہیں انھیں رہا کر دیا جائے یا زیادہ سے زیادہ ان کے گھروں میں نظر بند کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم خاص طور پر بیگم شاہدہ نفیس صدیقی کے معاملے کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو دل کی مریض اور زیر علاج ہیں۔ ان کے شوہر بھی گرفتار ہیں۔ اسی طرح بیگم محمودہ سلطانہ کا معاملہ ہے۔ حکام کو ان کی فوری رہائی کے مسئلے پر غور کرنا چاہیے۔

Jalal Baba Ordering Inquiry Against Police

THE DAILY COMMENT
VOICE OF THE PEOPLE
EDITOR: H.M.ABBASI

Regd No S 1671
Phone: 71317
VOL. VI NO 317

Price ONE ANNA

Alleged excesses against lady processionists

5 Ladies Released On Minister's Surety

KHAN JALALUDDIN KHAN is ordering an inquiry into alleged police excesses on the lady processionists yesterday.

The inquiry will take into account all allegations relating to police excesses.

PPA adds:

The five women, including two Municipal Councillors, who were arrested by police yesterday, were released on bail in the early hours of this morning. The Minister of State for Interior, Khan Jalaluddin Khan, stood surety.

The Minister approached the Preedy police and conveyed to the women in the police lock up that he had come to get them bailed out. The women [illegible] to be released.

Jalal Baba then pleaded saying if they did not he would remain in the police station the rest of [illegible]

Continued on page [illegible]

Shah leaves for Dacca

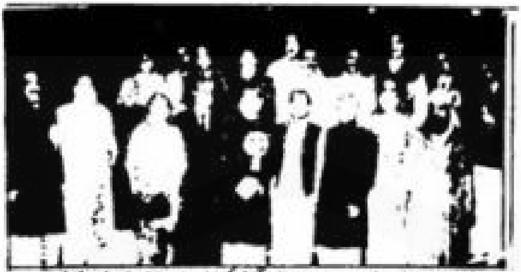
KARACHI May 13. The Shahinshah of Iran left here this morning for Dacca enroute to Formosa.

The Shah was seen off at the Airport by President Iskander Mirza, Prime Minister Malik Feroz Khan Noon and

Two Cases against women demonstrators

Challans presented

KARACHI Police today instituted two separate cases against [illegible] Women, including two Municipal Councillors, who were yesterday arrested from





خواتین کا حوصلہ لائق ستائش ہے: ایکشن کمیٹی کی چیئرمین محمودہ سلطانہ کا خراج تحسین

[illegible]



[illegible]

بھٹو کی تجویز جمہوریت کے تقاضوں کے مطابق ہے

غلام مصطفیٰ کھر کا مشورہ

حکومت کی طرف سے ثالث کا کردار ادا کرنے دیے جائیں

[illegible]

ضرورت مندوں کی امداد

[illegible]

فتح عوام کی ہی ہوگی

[illegible]

گرفتاریوں پر اظہار تشویش

[illegible]

خواتین اور صحافیوں کی گرفتاری کی مذمت

[illegible]

محمودہ سلطانہ کی نظر بندی کے احکامات

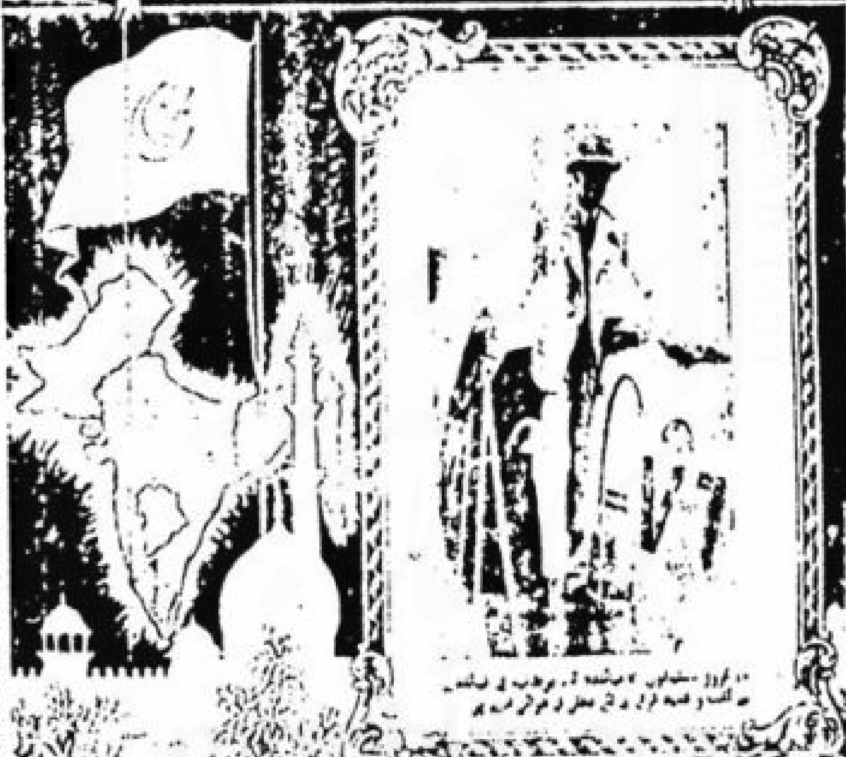
[illegible]

سردار علی صابری کا بیان

[illegible]

انجام دہلی

15th SEP. 1946 — ایڈیٹر: سردار علی صابری — Vol. 15 No. 39



Anjam Delhi

شاہدہ نفیس صدیقی کو ہسپتال میں ...

[illegible]

کراچی طلبا اتحاد کا اجلاس اور قرارداد

[illegible]

گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ

[illegible]

والدہ ظہور بھوپالی کا بیان

[illegible]

نظر بندی کے احکامات واپس لینے کی اپیل

[illegible]

والد کی گرفتاری ...

[illegible]

مجھے اپنے داماد پر فخر ہے

بیگم سردار علی صابری

[illegible]

... کا بیان

[illegible]

فوری رہائی کا مطالبہ

[illegible]

طلبا کے وفد کی واپسی

[illegible]

خواتین ایکشن کمیٹی کا جلسہ

[illegible]

خواتین کی گرفتاریوں پر بیگم ... کا بیان

[illegible]



ملک کے سیاستداں عوام کو انتخابات کے سبز باغ دکھا رہے ہیں

حکومت اور عوام کے درمیان مفاہمت کی فضا پیدا کی جائیگی، بیگم محمودہ سلطانہ



Heads of Diplomatic Missions and senior Civil and Military officials.

Before emplaning the Shah inspected a guard of honour furnished by a detachment of defence forces while the military band played the National Anthems of Pakistan and Iran.

The Shah will depart Dacca for a couple of hours.—APP

they were trying to take out a procession to the [illegible] trate against the arrest of Sheikh Mohammad Abdullah.

Two separate challans one in the court of Mr. Amjad Ali, Additional City Magistrate, under section 147 (riot) and 332 (Assault on public servant, and the other in the court of Mr. Minnala Additional City Magistrate, under section 68 of the Bombay District Police Act. (causing obstruction on a throughfare) were this morning presented against Begum Aghari Rahim, Mahmooda Sultana Najma Saiza, Anis Sarfaraz Siddiqi, Talat Ishrat, Afroza Begum, Hussain Bibi, and

Continued on back page

Jafar Shah reaches Dacca

DACCA May 13.—Pakistan Minister for Food and Agriculture Mian Jaffar Shah arrived here this morning by air from Karachi.

The minister was accompanied by the Food Secretary, Pir Ahsanuddin.—A.P.P.

Distribution of Water Supply In City

KDA WANTS TO TAKE OVER

THE Karachi Development Authority may move the Central Government to hand over to it the water supply distribution in the Capital. It is now being done by at least ten different authorities in different areas; the Karachi Municipal Corporation is only one of them.

The Karachi Joint Water Board supplies the water to the mains of the different water distributing authorities at certain specified points outside the City.

The Karachi Municipal Corporation takes the supply in bulk and distributes it to a major part in the City. In the housing societies, The authorities of the societies, likewise, take the supply at specified points bulk distribute it to their consumers. In short the KJWB is the wholesaler of water while the retailers are many. They supply it to their respective consumers at their houses or in the streets.

The Major distributor, KMC has a water department under an Assistant Engineer with a limited staff and cannot give adequate attention to the problems of water distribution. Its mains system is at places as old as years. They have not known replacement on any large scale since long. The KMC has a scheme of reconditioning the mains at a cost of over a crore. The scheme is ready for over a year. But the engineers of the KJWB have not been able to approve it till so far. They have suggested modifications. The scheme has, how, reached a stage when its technical approval by the water experts cannot be long delayed.

Not technical men

Continued On Page 2

Release Women Demonstrators Demand By Muslim League

—0:—

M.L. Party In KMC Resents Police Action

KARACHI, May 13:—

THE Karachi Municipal Corporation Muslim League party today adjourned without transacting any business after strongly protesting against the arrest of two woman Municipal Councillors and others who were trying to take out a procession yesterday to express their resentment on the arrest of Sheikh Abdullah in occupied Kashmir.

In a resolution unanimously passed at the meeting, the Muslim League corporation party condemned the police behaviour and its alleged excesses on the women demonstrators, and strongly criticised the undemocratic and authoritarian attitude of the authorities in lathi-charging the peaceful procession of women.

The meeting demand the immediate withdrawal of all cases against the arrested women demonstrators and the institution of a judicial inquiry into the incident.

The ML corporation party was to have discussed its draft constitution and elect its remaining office bearers today. The party will now meet in the ML House on Bunder Road at 3-30 p.m. tomorrow (May 14). UPP

1 Killed 2 Injured In Accidents

KARACHI, May 13:—

A young pedestrain was killed and two others injured in three road mishaps in the Federal Capital on Monday.

The deceased has not been indentified so far.

Police said, he was knocked down by a fast driven bus near KMC on Bunder Road and died instantaneously.

Ahmed Ali the bus driver has been arrested on man-laughter charge.

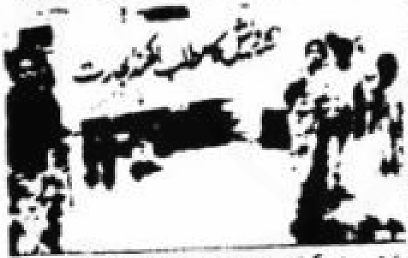
The other two accidents occured on Outram Road near Arambagh and at Grass Bunder, Harbour Area in which a teenage girl and a young man were injured.

In another accident two cars were damaged when they rammed into each other at the junction of Ingle Road and Court Road. No one was injured,



آج خواتین صدر میں سیاہ پٹیاں تقسیم کریں گی





خواتین موجودہ حکومت کو مسترد کر چکی ہیں

JALAL BABA BAILS OUT ARRESTED WOMEN

Promises Probe Into Police High-handedness

(By A Staff Reporter)

Five women political workers including two municipal councillors, arrested by the police on Monday were released on bail in the early hours of yesterday. The Minister of State for Interior, 55-year-old Khan Jalaluddin Khan himself stood surety of Rs. 500 for each one of them.

The five women are Begum Asghari Rahim, Miss Mahmooda Sultana, Talat Qureshi, Anis Sarfaraz Siddiqi and Najma Sabri.

Jalal Baba kept awake the whole of Monday night. He told newsmen yesterday that immediately after the arrests of the women, several leaders including Mr. Mazhar-e-Alam, Mr. Yusuf Haroon, and Mr. A. M. Qureshi approached him to intervene to get the women "released unconditionally".

The Minister is stated to have asked the Chief Commissioner to release the women. Mr. Khan declined to do any such thing.

Jalal Baba later explained to the leaders that the offences for which the women were charged were bailable. Three of the arrested women in fact, were already bailed out.

Five women, however had refused to be bailed out, complaining of police high-handedness.

They said one of the women was dragged by the hair by a policeman. Others were beaten up by batons and called names.

GOES TO THANA

Jalal Baba thereupon went to the Preedy Street police station where the five women were in the lock-up, at 3 a.m. yesterday and appealed to them to get themselves released on bail.

THEY SAY NO

The five women refused.

Jalal Baba pleaded with the women not to be unreasonable. If they did not come out of the lock-up, he would spend the rest of the night at the police station. He did not want his "daughters and daughters-in-law" to remain in the lock-up, he said.

After a good deal of persuasion, the women agreed to be bailed out if Jalal Baba himself stood their surety.

The Minister then signed the bonds at about 4 a.m. to secure the women's release.

PROBE WILL BE HELD

Jalal Baba last night told "Morning News" that his action

(Continued on back page col 6)

JALAL BABA

(Continued from page 1)

averted a threatened strike by the sponsors of the meeting yesterday.

The Minister also said he would order an inquiry into the alleged police highhandedness on the demonstrators. Stern action would be taken against those found guilty, he said.

ATTACKS CC

Jalal Baba made a frontal attack on the Chief Commissioner and the Inspector-General of Police in his speech at the rickshaw-drivers' union meeting on Sunday quietly reported yesterday creating hinderances in his way to improve the law and order situation in the federal capital.

He accused Chief Commissioner of putting spoke in the wheels where the efforts to improve the law and order situation in the city were concerned.

DON'T CARRY ORDERS

Jalal Baba said that the Chief Commissioner had ordered police officers not to carry out the orders of the minister.

In fact, some of the Karachi police officials had personally expressed their inability to carry out his orders, as they said, they had been forbidden by Chief Commissioner to do so.

The Chief Commissioner the Minister complained had written letters "over his head" to the Prime Minister complaining against him and sent copies of the letter to him.

In the letter the Chief Commissioner complained that the Minister was "unduly interfering with the day-to-day administration of the city".

"Oh N. M. Khan, I warn you not to write such letters in future, or you will come to grief", Jalal Baba said.

PRODUCED IN COURT

The eight women workers were yesterday challaned before Mr. B. R. Minwalla, Additional City Magistrate for trial under Section 68 of the Bombay District Police Act.

The challans were, however, later withdrawn by the police as the court observed that the "accused could not be tried jointly and the police should submit separate charge-sheet against each accused person".

The police is likely to submit separate charge-sheets today.

'MURDABAD'

The women workers then raised slogans, outside courtroom condemning the police action.

They cried 'Nizamat-e-Karachi Murdabad', 'Coward Government hai hai' and 'Kashmir bol ker rahain ge'.

وہ عورتیں اور یہ عورتیں

محمودہ سلطانہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]



جمہوریت کی بقاء کیلئے ایک جلوس جس کی قیادت شہزادی عابدہ سلطانہ اور بیگم محمودہ سلطانہ قیادت کررہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ پیرپگارا کالونی کا افتتاح کررہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ، بیگم سلمان اختر اور نجمہ صابری کے ساتھ



بیگم نسیم ولی خاں اور بیگم محمودہ سلطانہ قومی اتحاد کی خواتین کے ہمراہ



بیگم محمودہ سلطانہ بھارت کی ڈپٹی جنرل بیگم ششی ترپاٹھی سے گلے مل کر دیوالی کی مبارکباد دے رہی ہیں



علامہ اقبال کے بڑے صاحبزادے آفتاب اقبال اور بیگم محمودہ سلطانہ



بیگم محمودہ سلطانہ بھارت کی ڈپٹی جنرل بیگم ششی ترپاٹھی کے ساتھ دیوالی کے موقع پر



بیگم محمودہ سلطانہ اور شیخ لیاقت حسین کارکنوں کے ساتھ



خواتین مسلم لیگ صدر محمودہ سلطانہ اور نائب صدر سلمیٰ احمد کا ایک پوز



بیگم محمودہ سلطانہ سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب غوث علی شاہ کے ساتھ



1977ء کی تحریک میں بیگم محمودہ سلطانہ اور بیگم پروفیسر غفور ایک جلوس کی قیادت کر رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ لیاقت آباد کے ایک جلسہ میں تقریر کر رہی ہیں شیخ لیاقت حسین اور میر نواز خاں مروت نمایاں ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ، علامہ مصطفٰے ازہری، میاں اختر پکانول اور ظہور الحسن بھوپالی کے ساتھ



بیگم محمودہ سلطانہ اور بیگم جنرل ضیاء الحق دوستی کا ایک انداز



عمران خان، بیگم محمودہ سلطانہ اور شیخ لیاقت حسین



بیگم محمودہ سلطانہ کی قیادت میں مسلم لیگی خواتین



بیگم محمودہ سلطانہ نے بھٹو کے خلاف تحریک کے دوران میجر محمود کی جیپ پر قبضہ کر کے انہی کے مائیک سے تقریر کر رہی ہیں

نیوز ویک میں اس تصویر کے نیچے لکھا تھا The Brave Lady of Pakistan



بیگم محمودہ سلطانہ بھارت کے قونصل جنرل مسٹر پانڈے کے ساتھ



بیگم محمودہ سلطانہ بھارت کے قونصل جنرل مسٹر پانڈے کے ہاتھ میں راکھی باندھ کر بھائی بہن کی رسم ادا کر رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ بیگم تزئین فریدی کے ساتھ



بیگم محمودہ سلطانہ ایس ایم ظفر سے سیاسی تبادلہ خیال کر رہی ہیں



ایک تقریب میں خان عبدالصبور خان محمودہ سلطانہ اور بوستان علی ہوتی نمایاں ہیں



جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان خواتین سے خطاب کر رہے ہیں، بیگم قمر اصفہانی، بیگم محمودہ سلطانہ اور محمود ہارون نمایاں ہیں



گورنر عباسی، رسول بخش تالپور، غوث علی شاہ اور بیگم محمودہ سلطانہ عمان کے شہزادے اور شہزادی ثروت کو الوداع کہہ رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ سائیں جی۔ ایم سید کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا رہی ہیں



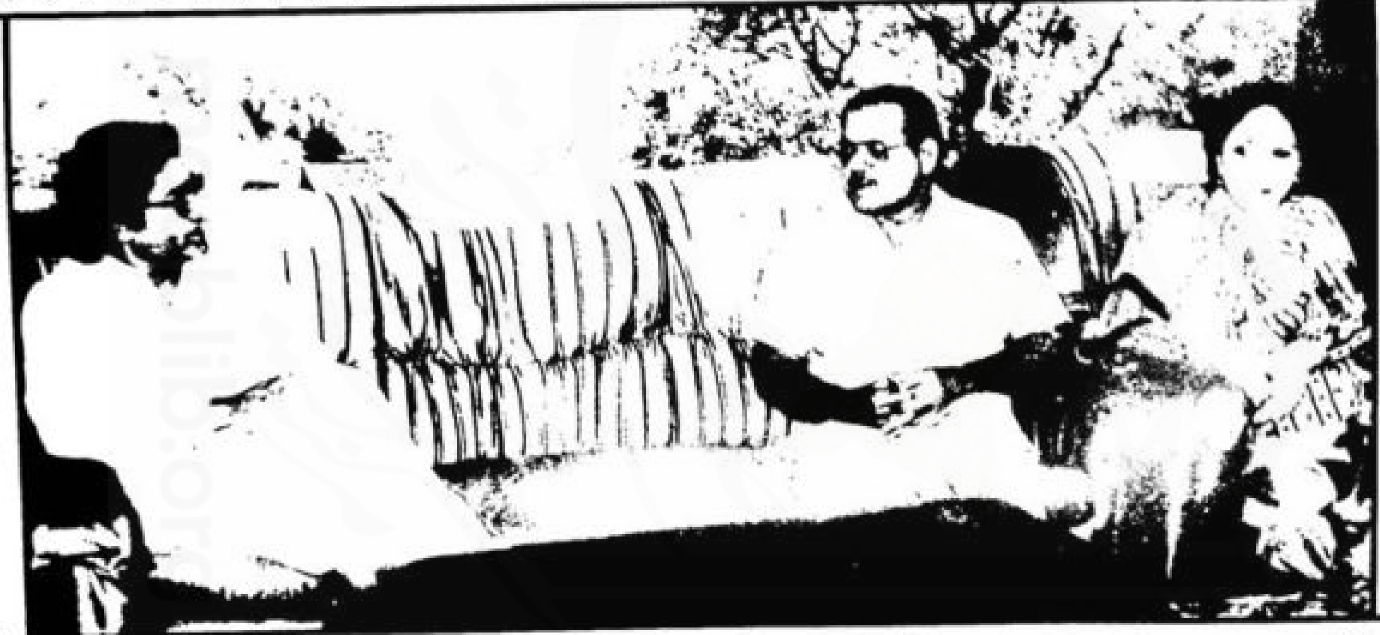
بیگم محمودہ سلطانہ غیر ملکی طلباء کے ہمراہ جب وہ 1958ء میں بلامقابلہ میونسپل کارپوریشن کراچی کی کونسلر منتخب ہوئیں



1977ء میں قومی اتحاد کی تحریک میں بیگم محمودہ سلطانہ جلوس کی قیادت کر رہی ہیں



بیگم محمودہ سلطانہ، ممتاز دولتانہ اور نواب مظفر علی خاں ایک تقریب میں



وزیر اعظم پاکستان کے مشیر پروفیسر این ڈی خان نے پاکستان مسلم لیگ کے صدر شیخ لیاقت حسین سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اس موقع پر بیگم محمودہ سلطان بھی موجود ہیں



محمودہ سلطانہ کی تقریر کا ایک انداز



بیگم محمودہ سلطان خواتین مسلم لیگ کی صدر کی حیثیت سے
1977ء کی تحریک میں جلسہ سے خطاب کر رہی ہیں



ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے انعام نبی پردیسی، بیگم محمودہ سلطانہ اور بوستان علی ہوتی



بیگم محمودہ سلطانہ ایک تقریب میں ہاشم رضا کے ساتھ



بلدیہ کالونی میں سپاسنامہ مسز جنجوعہ پیش کر رہے ہیں



صدر پاکستان سے جن خواتین نے ملاقات کی ڈاکٹر سرور سلطانہ، بیگم محمودہ سلطانہ، سلمیٰ احمد، سکینہ کاظمی اور عظمیٰ ظفر نمایاں ہیں



خواتین کمیٹی پاکستان مسلم لیگ (کراچی زون) کے اجلاس سے بیگم محمودہ سلطانہ اور بیگم سلمیٰ احمد خطاب کر رہی ہیں

مسلم لیگ کا خدائی اصول

مردے کا سوگ تین دن منایا جاتا ہے اور یہاں دستور ساز اسمبلی کے لئے مسلم لیگ کے ٹکٹوں کی تقسیم کو.......

مدتیں گذریں زمانہ ہو گیا.......

آندھی کے یہ آم یا اندھے کی ریوڑیاں جس کے مقدر میں تھیں لے بھاگا اور جسے محروم رہنا تھا رہ گیا... انتخابات بھی ختم ہو چکے اور پارٹی لیڈر منتخب کرنے کے لئے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ ہونے والا ہے لیکن قوم کے وہ بہت سے کرم فرما جنہوں نے محض ملک وقوم کی خدمت کے شوق میں مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور پھر بھی اس ''نعمت غیر مترقبہ'' سے محروم رہے اب تک سینہ کوبی میں مصروف ہیں اور لطف یہ کہ وہ اپنی پھوٹی قسمت سے زیادہ مسلم لیگ کی ''غلط بخشی'' اور قوم کی ''بدبختی'' کا ماتم کر رہے ہیں...وہی مثل

سینہ کوبی میں رہے جب تک کو دم میں دم رہا

ہم رہے اور قوم کے اقبال کا ماتم رہا

فارسی میں ایک مثل ہے کہ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد جو گھونسہ یاد آئے اسے چناخ سے اپنے ہی کلے پر دھمک دینا چاہیے.... مگر یہ ''زعمائے قوم'' ٹکٹوں کی لوٹ سے محروم رہنے اور جنگ میں پٹ جانے کے بعد مسلم لیگ کا گھونسے دکھا رہے ہیں کہ تم نے ٹکٹوں کی تقسیم میں سخت غلطی کی......نالائقوں کو دستور ساز اسمبلی کی کرسی پر بٹھا دیا اور جو لوگ ''دستوری علم و دریاؤ'' کے مادرزاد ماہر تھے انہیں محروم رکھا لہذا اب بھی خیر ہے کہ ملک کا عمدہ آئین بنانے کے لئے اپنی غلطی مان لو اور.......

نامرادوں کو شاد کام کرو کرم اپنا کبھی تو عام کرو

محترم ''کوہ پیما'' نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے آپ بھی سن لیجئے.......

پنجاب کے مشہور صدق شاعر بابا بلھے شاہ کے پیرو مرشد حضرت سائیں عنایت شاہ کے متعلق مشہور ہے کہ ان کی خدمت میں کسی عقیدت مند نے شیرینی کی دو طشتریاں پیش کیں سائیں عنایت شاہ نے مٹھائی

بانٹنے کے خدمت بلھے شاہ کے سپرد کی چنانچہ بلھے شاہ نے پیرو مرشد سے پوچھا کہ خدائی اصولوں کے مطابق بانٹوں یا مصطفائی اصولوں کے مطابق؟

عنایت شاہ صاحب نے فرمایا کہ خدائی اصولوں کے مطابق بانٹو۔ چنانچہ بلھے شاہ نے کسی کی جھولی بھر دی کسی کو ایک تول اور کسی کو ایک ماشہ دیدی اور کسی کو بالکل محروم رکھا...

حضرت عنایت شاہ نے پوچھا یہ کیا؟ بلھے شاہ نے عرض کی خدائی اصول ایسے ہی ہیں کوئی محلوں میں سوتا اور کسی کو بوریا بھی نصیب نہیں۔۔

دوسری طشتری حضرت بلھے شاہ نے مصطفائی اصولوں کے مطابق بانٹنی شروع کی.... ہر ایک کو برابر حصہ دیا اور خود کچھ بھی نہ لیا.... اور فرمایا کہ رحمت عالم کی بانٹ ایسی ہی ہے جہاں رحمت سے فیضیاب تھا اور خود کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے.......

لوگ ٹکٹوں کی تقسیم کے سلسلے میں مسلم لیگ پر اعتراض کر رہے ہیں لیکن ہمارے نزدیک مسلم لیگ کا دامن ہر طرح سے پاک ہے بات صرف اتنی ہے کہ مسلم لیگ پکی "موحد" سے خدائی اصولوں کے مطابق بانٹنے کی قائل ہے کارخانوں، فیکٹریوں، برف خانوں اور مربعوں کی تقسیم میں بھی اس نے "خدائی اصول" کو ملحوظ رکھا ہے اور دستور یہ کے ٹکٹ بانٹنے کے وقت بھی اسی اصول کی پابندی کی ہے مسلم لیگ کا تصور صرف اتنا ہے کہ اس نے آج تک یہ راز فاش نہیں کیا کہ وہ تقسیم کے سلسلے میں خدائی اصول کی پیروکار ہے اگر یہ بات واضح ہو جاتی تو کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملتا.......

....

حدیث دیگراں

مظفر گڑھ سے خواجہ ظہیر حسن صاحب لکھتے ہیں......

قائد ملت جناب لیاقت علی خاں مرحوم کی المناک شہادت کی متعلق انگریز سراغ رساں مسٹر یورین کی رپورٹ پر میں نے آپ کا "برق وشرر" پڑھا جس کا عنوان تھا "صلہ شہید کیا ہے"......

پڑھ کر بہت اثر ہوا آپ نے طنزیہ انداز میں اچھی جرح کی ہے۔ اس افسوسناک رپورٹ میں چند باتیں میری سمجھ میں نہ آسکیں کیا میں امید کروں کہ آپ برق وشرر میں روشنی ڈالنے کی کوشش فرمائیں گی.....

سب سے پہلی بات دل میں کھٹکتی ہے کہ مسٹر یورین ہمارے محبوب قائد ملت کے قتل کی سازش کا پتہ لگانے کے لئے مقرر کیے گئے تھے نہ کہ پرانے زمانے کے بھاٹوں کی طرح قاتل سید اکبر کا شجرہ بیان کرنے اور اس کی خاندانی عظمت کے گیت گانے کے لئے.... انہوں نے بد بخت قاتل کو ایک مجاہد اور اسلام کا شیدائی ظاہر کرنے کے لئے اس قدر زور کیوں لگایا... حالانکہ اسلامی تعلیمات سے قاتل کی روگردانی اور ملت اسلامیہ کے مفاد سے کھلی غداری صرف اسی ایک بات سے ثابت ہے کہ اس نے ۱۰ کروڑ مسلمانان پاکستان و ہند کے محبوب ترین رہنما کو جس کے دم سے دنیا میں مسلمانوں کی عزت تھی شہید کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول گیا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا.....

دوسری یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ قائدِ ملت کے قتل کی تحقیقات کے لئے جو پہلے کمیشن مقرر کیا گیا تھا اس کی رپورٹ کے دو حصے اب تک کیوں شائع نہیں کیے گئے جن میں ایک چھوٹی کئی سازشوں کے امکان کا ذکر تھا اگر قائد ملت کا قتل کسی سازش کا نتیجہ نہیں تھا تو اب تحقیقاتی کمیشن کی بتائی ہوئی امکانی سازشوں کی تفصیلات شائع کر دینے میں کیا قباحت ہے......

تیسری بات بہت کچھ غور کرنے کے بعد بھی میری سمجھ میں نہ آئی کہ خود مسٹر یورین کی رپورٹ کے مطابق قاتل اکبر برطانوی حکومت کا ایک "ممتاز" سیاسی نظر بند اور وظیفہ خوار تھا اس کی نقل و حرکت پ

کوئی نگرانی رکھی جاتی تھی اور اسے حکام کی اجازت کے بغیر اپنی نظر بندی کے شہر سے کسی دوسرے مقام پر جانے کی اجازت نہیں تھی اس کے علاوہ پولیس کے اعلیٰ حکام کو یہ اطلاعات بھی پہنچ چکی تھیں کہ کچھ لوگ مسلمانوں کے محبوب رہنما خاں لیاقت علی خاں کو شہید کرنے کی گھات میں ہیں پھر یہ راز کیا ہے کہ قاتل اکبر لاہور، مری اور راولپنڈی میں کھلے بندوں گھومتا پھرتا رہا.....

کسی افسر کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اعلیٰ حکام کی اس ہدایت کے باوجود کہ ایک خاص ملک (افغانستان) کے باشندوں کو قائد ملت کے قریب کسی جلسے میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی جائے قاتل کو جو کہ یورین صاحب کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کے ایک مشہور جنگ جو قبیلے کے سردار کا بیٹا اور حکومت کا ایک ممتاز سیاسی نظر بند تھا راولپنڈی کے جلسہ عام میں قائد ملت کے قریب پہلی صف میں بیٹھنے کے لئے جگہ کس طرح مل گئی......؟ کیا اس تلخ حقیقت کے باوجود مسٹر یورین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پولیس نے قائد ملت کی حفاظت کے انتظامات میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا....

کراچی سے محترمہ قدسیہ ضیا شمسی ملتان سے مسٹر نامن عباس بی ایس سی. بھاول پور سے مولوی معین الحق .حیدرآباد سے مسٹر نسیم میتھرادی کے خطوط آتے ہیں انہوں نے بھی مسٹر یورین کی رپورٹ پر جرح کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ رپورٹ قوم کے زخموں پر نمک پاشی سے کم نہیں سبھی نے مطالبہ کیا ہے کہ یورین رپورٹ کی اشاعت کے بعد تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ کے دو حصے بھی اب شائع کر دیے جائیں جن کی اشاعت خواجہ ناظم الدین کی سابقہ حکمت نے مناسب نہیں سمجھی تھی محترمہ قدسیہ ضیا شمسی صاحبہ نے پر درد الفاظ میں قائد ملت بیش قیمت خون کے رائیگاں جانے کا افسوس کیا ہے....

حیدرآباد سے ادریس احمد صاحب لکھتے ہیں..............

سندھ کے شہروں میں عصمت فروشی کے اڈوں اور قمار خانوں کی وبا عام ہے، عورتوں کی خرید و فروخت کا بازار گرم ہے. عدالتوں میں جھوٹے مقدمات دائر ہوتے رہتے ہیں اور ملزموں کے لئے دو دو سال تک قید خانوں میں سڑتے رہنا معمولی بات ہو گئی ہے. بے دردی، خویش پروری اور رشوت خوری کی وجہ سے پولیس کا محکمہ کافی بدنام ہو چکا ہے کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ...... اور پھر لطف یہ ہے کہ پولیس والے

ملزموں کی تلاش ہے وہ روپوش بھی نہیں بلکہ کھلے بندوں دندناتے پھرتے ہیں....

ادریس احمد صاحب پولیس کے ڈسپلین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں.........

میں مبالغہ آرائی اور بہتان تراشی کو گناہ سمجھتا ہوں یہ روزانہ کا مشاہدہ ہے اور میری طرح بہت سے لوگ دیکھتے ہیں کہ کسی چوراہے پر کھڑا ہوا کانسٹیبل ٹریفک کنٹرول کرنے کے بجائے بیڑی پیتا رہتا ہے یا کسی دوست کو قریب بلا کر اس سے گپ شروع کر دیتا ہے یا پھر تھوڑی دیر اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر سامنے کے ہوٹل میں جا گھسا یہ تماشا خصوصاً لاڑکانہ میں زیادہ دیکھا ہے وردی کی یہ حالت ہے کہ کسی نے قمیض کا دامن نیکر کے اندر کر رکھا ہے تو کسی نے پولیس والوں کی طرح صحیح طور پر باہر کر رکھا ہے کسی نے چتلون پہن رکھی ہے تو کسی نے نیکر چڑھا رکھا ہے کسی نے چتلون پہن رکھی ہے تو کسی نے نیکر چڑھا رکھا ہے کسی کے پیروں میں بوٹ ہے تو کوئی چپل ہی گھسیٹ پھر رہا ہے کسی کے پاس لال پیٹی اور کالی چپل ہے تو کسی کے کمر میں کالی پیٹی اور پیروں میں لال چپل ہے کسی کے ہاتھ میں رول ہے تو کوئی قمچی چمکاتا پھر رہا ہے عرصہ ہوا پچھلے جاڑے میں جب میں لاڑکانہ گیا تھا تو مسلسل ایک ہفتہ تک ایسا کانسٹیبل بھی ڈیوٹی پر نظر آتا رہا جس کے ایک پیر میں کالا بوٹ تھا اور دوسرے پیر میں لال بوٹ تھا علاوہ ازیں سفید شلوار پر خاکی قمیض اور کاندھے پر بندوق تو عام رواج ہے.......

لاہور سے نفیسہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں......

سچ کہتی ہوں کہ میں تو اخباروں میں یہ خبر پڑھ کر حیران رہ گئی کہ ایران کے وزیر اعظم مسٹر حسین عطا کی بیماری کی وجہ سے اعلیٰحضرت شہنشاہ کو ایک وزیر اعظم کی تلاش ہے وہ سارے ملک پر نظر دوڑانے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں لیکن اعلیٰحضرت شہنشاہ کو ایک وزیر اعظم بھی دستیاب نہیں ہوتا... اللہ اللہ ایک ملک ایران بھی جہاں ڈھونڈھے بھی کوئی وزیر اعظم نہیں ملتا ایک ہمارا خوش نصیب ملک پاکستان ہے جہاں وزیر اعظم کے عہدے کے امیدوار ایک ڈھونڈو ملتے ہزار ملے ہیں......

ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں جو دن رات وزارت عظمیٰ کے خواب دیکھتے رہتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ جوڑ توڑ بھی کرتے رہتے ہیں رہا قابلیت کا سوال.... سو پاکستان ان وزارتِ عظمیٰ کا

ہر امیدوار چاہے وہ میٹرک فیل ہی کیوں نہ ہو خود کو عقل ودانش کے لحاظ سے حکیم لقمان کا استاد اور ارسطو کا چچا اور سیاست دانی کے اعتبار سے گلیڈ اسٹون کا تایا اور بسمارک کا نانا نیاز سمجھتا ہے... شہنشاہ ایران کو اگر اپنے ملک میں کوئی وزیر نہیں ملتا تو ہمارے پاکستان سے نو رجنوں وزیر درآمد کر سکتے ہیں......

لاہور سے مسٹر قمر علی بی. اے. ایل. ایل. بی لکھتے ہیں....

دستور ساز اسمبلی کے الیکشن پر میں نے آپ کا برق وشرر شوق سے پڑھا محترمہ معاف کیجئے... میں آپ کے اس خیال سے ہرگز متفق نہیں کہ مرکزی مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے ٹکٹوں کی تقسیم میں جانبداری سے کام لیا یا قابل لوگ تو میں دیکھتے رہے اور ایسے لوگوں نے جو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل کے مصداق ہیں دستور یہ کہ کرسیوں پر قبضہ جما لیا محترمہ آپ کس دنیا میں بستی ہیں اور بیسویں صدی کے بجائے کس صدی کے ماحول میں سانس لیتی ہیں یاد رکھئے کی موجودہ دور میں اعلیٰ عہدے اور مناسب حاصل کرنے کے لئے قابلیت کوئی چیز نہیں اگر قابلیت پر عہدوں کا مار ہوتا تو چوہدری نذیر احمد پاکستان کے وزیر صنعت اور مسٹر فضل الرحمٰن وزیر تعلیم وتجارت قیامت تک نہیں بن سکتے تھے اگر مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے بہت سے قابل لوگوں کو ٹکٹ نہیں دیئے یا جسٹس دین محمد جیسے ناموں پر قانون اور بیگم شاہنواز جیسی پاکستانی سروجنی نیڈو کو مسلم لیگ کا ٹکٹ مل جانے کے بعد بھی دستور ساز اسمبلی کی کرسیوں تک پہنچنا نصیب نہ ہوسکا تو اس کے معنی یہ نہیں کہ پنجاب اسمبلی کے ممبروں یا مسلم لیگی لیڈروں نے بے انصافی سے کام لیا بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان قابل احترام ہستیوں کو قابلیت تو ضرورت سے کہیں زیادہ حاصل ہے لیکن انہیں قدرت نے ان دو زبردست صفات حسنہ سے محروم رکھا کہ جو موجودہ دور میں اعلیٰ عہدے اور منصب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں یعنی....

۱) برسر اقتدار طبقہ کی جھوٹی خوشامد

۲) اور عہدے حاصل کرنے کے لئے جوڑ توڑ اور سازش...

....

غصہ ناک پر

حضرت فکر تونسوی نے ایک دلچسپ مضمون لکھا ہے، جس کا عنوان ہے....... غصہ ناک پر....... آج اس کے اقتباس ملاحظہ فرمایئے.....

بظاہر غصہ اور ناک کا آپس میں کوئی تعلق نہیں

...غصہ آنکھوں میں ہوتا ہے

...پیشانی پر تھر کتا ہے

...ہونٹوں پر پھڑ کتا ہے

...مٹھیوں اور گھونسوں سے ابھرتا ہے

...مگر........ کہا ہمیشہ یہی جاتا ہے کہ صاحب! غصہ جو آپ کی ناک پر رہتا ہے.....

یہ ٹھیک ہے کہ ناک کا غصہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں اور بظاہر ناک بہت غیر جانبدار معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ اصل مرکز ہی ناک ہے اور دنیا میں آج تک غصے کی جتنی شاخیں بھی پھیلی ہیں وہ اس ناک کی جڑ سے پھوٹتی ہیں جو شخص اپنی ناک رکھنا چاہے اسے غصہ ضرور کرنا پڑے گا اگر غصہ نہیں کرے گا تو اس کی ناک کٹ جائے گی...اور مارکیٹ میں جتنی بھی عزت ہوگی خاک میں مل جائے گی شاید یہی وجہ ہے کہ ہر آدمی جس مقدار میں عزت لئے پھرتا ہے بالکل اسی مقدار میں غصہ بھی ساتھ رکھتا ہے تاکہ جہاں کہیں اور جب بھی ناک پر حرف آتا دیکھے غصے کی ترولی مخالف کے سینے میں پیوست کردے.....

غصہ کوئی ایسی چیز نہیں جسے آب حیات سمجھ کر تلاش کیا جائے.. یا اس کی زیارت کے لئے چلے گھسیٹے جائیں نہیں بلکہ غصہ تو آپ کو ہر شہر، ہر سڑک، ہر گلی، ہر مکان، ہر دفتر اور ہر دکان غرضیکہ ہر جگہ آپ کی تلاش میں سرگرداں نظر آئے گا آپ یوں ہی ادھر سے گزرے اور غصے نے آپ کو چھ فٹ لمبی آداب عرض کھینچ ماری..........

..........دیکھئے صاحب..... آپ نے راہ چلتے مجھے کہنی ماری...

..........جی نہیں..میں نے نہیں بلکہ آپ نے کہنی ماری ہے.........

..........آپ جھوٹ بولتے ہیں..

..........تم خود جھوٹ بولتے ہو....

..........ابے تو اندھا ہے...

..........اندھا ہوگا تو اور تیرا باپ.....زبان سنبھال کر بات کر.....

..........ابے یہ..........

..........ابے وہ..........

..........شٹ اپ..........

..........شٹ اپ یو..........

بس غصہ آخری منزل پر پہنچ گیا اس کے بعد مار پیٹ کی سرحد آگئی چند بھلے آدمی صلح صفائی کے لئے بڑھے دونوں کو پیار محبت سے سمجھایا.....اجی آپ ہی غصہ تھوک دیجئے.چلئے تھوک دیا گیا غصہ..مگر.......تھوکے ہوئے غصے کے زہریلے جراثیم اڑ کر سڑک کے دوسرے موڑ پر جمع ہو جاتے ہیں غرضیکہ غصے کا خیر-سگالی مشن آپ کے استقبال کے لئے ہر جگہ موجود ہوگا اسے ڈھونڈنے کی نہیں بلکہ اس سے بچنے کی ضرورت ہے...

غصے کی اقسام گنوانا انتہائی حماقت ہے.....

ستاروں کی شمار ہوسکتا ہے..لیکن اگر شمار نہیں ہوسکتا تو غصے کی قسموں کا...کیونکہ غصہ لامحدود اور وقت و مقام کی قید سے بے نیاز ہے یہ کائنات کے ذرے ذرے میں سمایا ہوا ہے.آپ صرف انسانوں پر ہی نہیں حیوانوں پر اینٹ، پتھر پر، پانی پر، کاغذ اور قلم پر آسمان اور زمین پر غرضیکہ ہر چیز پر غصہ کر سکتے ہیں آپ کو اجازت ہے ہندو لیڈر ہو کر مظلوم مسلمانوں پر غصہ کیجئے یا ماسٹر تارا سنگھ بن کر ہندوؤں کو غصہ دکھایئے غرضیکہ غصہ کے متعلق صرف یہی فارمولا یاد رکھئے کہ بس یہ آجاتا ہے اور بغیر دیکھے بھالے سوچے سمجھے آجاتا ہے.....

غصہ کسی قسم کو بھی ہو مگر اس میں ایک یہ خوبی ضرور ہوتی ہے کہ سامراج کی طرح پھیکا اور بیرنگ نہیں ہوتا بلکہ اس میں جان ہوتی ہے اور اس کا ایک رنگ ہوتا ہے غصہ نیلا بھی ہوتا ہے اور سرخ بھی گلابی بھی اور زرد بھی ہر رنگ کی اپنی اپنی خاصیت اور تاثیر ہوتی ہے سرخ غصہ صرف اس شخص کو آتا ہے جو صبح سے شام تک سیب کھاتا رہتا ہے لیکن مزدور کلرک اور ٹیچر ٹائپ کے لوگوں کا غصہ عام طور پر زرد ہوتا ہے نوکری کے چھوٹ جانے اور بال بچوں کے بھوکے مرنے کا خوف ان پر اس حد تک سوار ہو جاتا ہے کہ ان کا غصہ بالکل پیلا پڑ جاتا ہے اور جب تک اس میں کسی دوسرے شوخ رنگ کی آمیزش نہ ہو پیلا ہی رہتا ہے......

....

مری کی سیاسی محفل

مری کلب کے ناچ گھر میں اس وقت مخلوط وزارت کے ساز پر قیامت کی شوخ وشنگ محبوبہ کا ناچ ہو رہا ہے اس کی دلچسپ تفصیل کاروان ہاشی کی زبان سے سنیئے.....

یک خبر میں بتایا گیا ہے کہ مری میں دستور یہ کے ۶ بنگالی ممبر اچانک بیمار ہو گئے ہیں جن میں متحدہ محاذ کے لیڈر مسٹر فضل الحق بھی ہیں ان کے خون کا دباؤ بڑھ گیا ہے اور ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق مری کی بلندی انہیں راس نہیں آئی.... مسٹر فضل الحق جب کراچی سے روانہ ہوئے تھے تو ایک بیان میں انہوں نے کہا تھا کہ وہ مری میں صحت بنانے جا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مری کی بلندی تو نہیں البتہ مری کی سیاسی فضا انہیں راس نہیں آئی اور مخلوط وزارت کی سرد ہوائیں ان کی ناسازی طبع کا باعث بن گئی ہیں...

فضل الحق اور ابو حسین سرکار مسلم لیگ کے ساتھ مخلوط وزارت بنانے کے حق میں تھے اور انہوں نے بنگال سے مسلم لیگ کے وحدہ لاشریک رکن مسٹر محمد علی کو تعاون کا یقین دلایا تھا لیکن مشرقی بنگالی میں مسلم لیگ چونکہ "غفرلہ" ہو چکی ہے اسلئے جب تک متحدہ محاذ کو کم سے کم پنجاب کے لیگی ارکان کی حمایت حاصل نہ ہو اس وقت تک متحدہ محاذ سے کوالی شن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پنجاب کے نمائندے (ملک فیروز خان نون کو چھوڑ کر) فضل الحق کی ذات والا صفات سے خوب آگاہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متحدہ محاذ سے کوالی شن کے مسئلہ پر وزیر اعظم کو پنجابی ارکان دستور یہ کی حمایت حاصل نہیں ہو سکی ہمارے خیال میں تو مسٹر فضل الحق کے ساتھ مری میں ان کی طبیعت بھی ناساز ہو جانے کا ۱۰۰ فیصدی خطرہ تھا لیکن ان کے متعلق ابھی تک ڈاکٹری رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے....

ادھر عوامی لیگ کے رہنما مسٹر حسین شہید سہروردی بھی نئی وزارت کے امیدوار ہیں اور انہوں نے مسلم لیگ کو غیر مشروط تعاون کا یقین دلایا ہے دوسرے معنوں میں اس وقت مری کلب ہوٹل میں بیک وقت دو براتیں دلہن کے حصول کی خاطر جوڑ توڑ میں مصروف ہیں جہاں دو براتیں اکٹھی ہوں وہاں ہمو ماد نگا

فساد ہو جاتا ہے بلکہ لاٹھیاں بھی چل جاتی ہیں خطرہ ہے کہ کہیں مری بھی جنگ کا اکھاڑہ نہ بن جائے......

مسٹر فضل الرحمٰن سابق وزیر تجارت (جن کے جگر کا فعل آجکل حیرت انگیز طور پر بیدار ہو چکا ہے) اچانک ناصح مشفق بنکر نمودار ہوئے ہیں چنانچہ انہوں نے مسلم لیگ کو مشورہ دیا ہے کہ متحدہ محاذ یا عوامی لیگ میں سے کسی ایک کو ساتھ مخلوط بنانے کی بجائے دونوں جماعتوں کو خوش رکھنا چاہئے اور اس کا طریق یہ ہے کہ دو جماعتوں کی بجائے تین جماعتوں کی مخلوط وزارت بنائی جائے ہمیں افسوس ہے کہ مسٹر فضل الرحمٰن کی کوئی سیاسی جماعت نہیں ورنہ مری میں وہ بھی سہرا باندھ کر آتے بہر حال یہ وزارتی گندم کچھ بری نہیں جہاں ستیاناس وہاں سوا ستیاناس سہی لیکن شاید عوامی لیگ سوا ستیاناس پر رضامند نہ ہو سکے......

....

دل میں شرماؤ

ہندوستان کے سب سے بڑے چھوٹے سب سے زیادہ خبیث سب سے بازی لے جانے والے فتنہ طراز اور سب سے بڑھ کر کمینے دشمن اسلام. فرقہ پرست اخبار "پرتاپ" کی تازہ اشاعت میں نکلنے ماموں نیپالی نے غریب محمودہ کو پھر گندی شرمناک گالیاں دی ہیں.......

محمودہ کی خطا کیا ہے........؟ اس نے سیدھے سبھاؤ بس اتنی ہی سی بات تو لکھی تھی کہ برطانوی دور حکومت کے آخری دنوں میں جب کہ ہندو قوم اور ہندو کانگریس کی طاقت پورے شباب پر تھی. کسی بھی ہندو لیڈر کسی بھی ہندو اخبار اور کسی بھی ہندو ادارے کو چھوڑ کے ان جرائم پیشہ گاڑی والے لوہاروں کا خیال نہ آیا جو لگ بھگ ساڑھے چار سو برس سے خانہ بدوشی کی زندگی گزار رہے تھے....

مرکزی اسمبلی میں کسی ہندو ممبر کو ان لوہاروں کی اخلاقی اور سماجی حالت سدھارنے کے لئے کبھی کوئی مسودہ قانون پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی..

کانگریس نے اپنی پینسٹھ ستر برس کی زندگی میں کبھی ان کی حمایت میں کوئی ریزولیوشن منظور نہ کیا....

ہندوستان کے کسی بھولا نے ان جرائم پیشہ لوہاروں کے بچوں کی تعلیم کے لئے کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا اسکول بھی قائم نہ کیا...

گاندھی جی نے کبھی اپنے سابرمتی آشرم یا سیوا گرام آشرام میں کسی گاؤں والے لوہار کو داخل نہیں کیا اور نہ کبھی اپنی پرارتھنا سبھا میں ان لوگوں کی ہمدردی میں ایک لفظ زبان سے نہ نکالا.....

اب ہندوستان میں.....

سیکولرازم کے جھوٹے نام پر خالص ہندو راج قائم ہو جانے کے بعد اچانک بھارتی ہندوؤں کے پیٹ میں چتوڑ کے گاڑی والے لوہاروں کا درد پوری شدت سے اٹھا....

انہیں چتوڑ کے قلعہ میں دوبارہ بسانے کی زبردست اسکیم بنائی گئی....

ان صدیوں کے جرائم پیشہ چوروں کو لوہاروں کو قومی ہیرو اور آزادی کے پروانوں کے خطابات دیئے گئے.....

اور چند لوہاروں کو اِدھر اُدھر سے.......
گھیر کر اس شاہانہ طمطراق اور شاندار جلوس کے ساتھ چتوڑ میں لایا گیا کہ ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو اور بڑے بڑے ارکان حکومت ان جرائم پیشہ لوہاروں کی پیشوائی کے لئے حاضر ہوئے اور مسلمان بادشاہوں کے خلاف نعرے لگائے گئے اس کی وجہ اور کچھ نہیں کہ ہندوستان کے مظلوم و بیکس مسلمانوں کو منہ چڑایا جائے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب تم نے چتوڑ کو فتح کیا تھا اور تمہاری تیغ بران کی ہیبت سے رانا پرتاب اور اس کے اسلحہ ساز لوہار چتوڑ سے جان بچا کر بھاگے تھے آج ہندوستان میں دوبارہ ہندوؤں کا راج قائم ہو گیا اور ہم جرائم پیشہ لوہاروں کو آزادی کے سورماؤں کا خطاب دے کر اور قومی تقریب منا کر چتوڑ میں دوبارہ بسا رہے ہیں.......
بھلا بتایئے تو سہی.......یہ بھی کوئی ایسی بات تھی کہ محمودہ کو گندی گالیاں دی جائیں اور اس کے ساتھ پاکستان اور مسلمانوں کو کتو موتر پی پی کر کوسا جائے......؟ خیر مجھے نکٹے ماموں نیپالی کی گالیاں کی پرواہ نہیں وہ غریب اپنے باپ دادا کی ریت اور اشتریہ شعار سے مجبور ہے جس قوم کی نظر میں بیٹیوں، بھانجیوں اور بھتیجیوں کا ننگ و ناموس شیشے کے ایک ٹکڑے سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو اور ان کے ''عورت پن'' کا مذاق اڑانا ہی ستیہ دھرم سمجھا جاتا ہو اس قوم کے کسی فرد سے گالیوں کا شکوہ لا حاصل ہے......

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر ہو کے کیوں پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

لیکن محمودہ اپنے نکٹے بے شرم ''ماموں'' شری نیپالی سے بس اتنی سی بات پوچھنی ہے کہ اگر آپ نے چتوڑ کے جرائم پیشہ خانہ بدوش چورڈاکو لوہاروں کو مسلمانوں کا منہ چڑانے کے لئے نہیں بلکہ اپنا قومی فرض سمجھ کر قلعہ چتوڑ میں دوبارہ بسایا تو اس تقریب پر جس میں ''سیکولر'' ہندوستان کے خود وزیر اعظم شریک تھے پرانے مسلمان بادشاہوں اور عام مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز نعرے کیوں لگائے گئے اور خاص پرتاپ نے اس موقع پر جو چتوڑ نمبر بہت دھوم دھام کے ساتھ شائع کیا تھا اس میں مسلمان

فرمانبردار کو پیٹ بھر کر گالیاں کیوں دی گئیں......؟ کیا بھی "قوم پرستی"، "وطن پرستی" اور "سیکورازم" کا کوئی ایسا جزو لاینفک تھا جس کے بغیر چتوڑ میں لوہاروں کو دوبارہ بسانے کا "قومی تہوار" نامکمل رہ جاتا......!

ہندوستان کے نام نہاد پانچ اصولوں کو دنیا مانے یا نہ مانے لیکن انسانیت و شرافت کے اس اصول کو بھی مانتے ہیں کہ جو لوگ اس جہان فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اور ان کا معاملہ اب خدا کے ہاتھ میں ہے انہیں مرنے کے بعد گالیاں نہ دی جائیں لیکن اگر بھارتی ہندوؤں کی نظر میں انسانیت و شرافت کا یہ مسلمہ اصول کوئی اصول نہیں اور وہ اسی بات کے قائل ہیں کہ زندگی میں تو کسی شخص کے چرنوں کی دھول کو ماتھے لگائیں اور اس کی خدمت میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ڈولے پیش کریں لیکن اس کے مرجانے کے بعد اسے گالیاں دیں تو انہیں بزدلی اور کمینگی کا یہ شیوہ مبارک ہو......

پرتاپ کے چتوڑ نمبر میں امیر المجاہدین حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ ہندوستان کے سب سے زیادہ نیک دل اور خدا پرست بادشاہ حضرت علاؤالدین خلجی نور اللہ مرقدہ کو بھارتی ہندوؤں کی راشٹریہ ریت کے مطابق غلیظ گالیاں دی گئیں اس کا بھی شکوہ نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس خاص نمبر میں شہنشاہ جلال الدین اکبر اعظم کو کس جرم میں گالیوں سے نوازا گیا......؟ اس نے ہندو غلاموں کو خاک سے پاک کر کے انہیں رشتہ داری کا شرف عطا کیا تھا......

اس نے تو اپنی سلطنت کے بڑے بڑے عہدے ہندوؤں کے لئے وقف کر دیئے تھے..

اس نے تو نیپالی ہی کے الفاظ کے مطابق قلعہ آگرہ کے باہر جے مل اور فتح چند کے بت نصب کرائے تھے...

......اس نے تو ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ سچے مذہب اسلام کے مقابلے میں اپنا ایک نیا جھوٹا مذہب دین الٰہی کے نام سے رائج کیا تھا......اس نے تو اپنی ہندو رانیوں کے لئے محلوں میں مندر بنوائے تھے

اس نے تو ہندوؤں کی طرح ماتھے پر تلک لگانا اور ہندوؤں کی رسمیں ادا کرنا اپنے لئے لازمی سمجھا تھا......

پھر ہندوستان میں سیکولر ازم اور مشترکہ قومیت کے جنم داتا شہنشاہ اکبر کو گالیاں کیوں دی گئیں......؟

صرف اس لئے کہ وہ اپنی تمام ہندو نوازیوں کے باوجود مسلمان تھا اور بھارتی ہندوؤں کی نظر میں "قوم پرستی کا معیار پہلے بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان چاہے وہ کتنا ہی بڑا نیشنلسٹ ہندو نواز گاندھی بھگت اور کانگریس کیوں نہ ہو بہر حال مسلمان ہے مسلم لیگی ہے پاکستان کا جاسوس ہے اس کی وفاداری پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور اسے گالیاں دینا صرف اسی کو نہیں بلکہ اس کے تمام ہم مذہبوں کو برا کہنا اس کی تاریخ.....

اس کے مذہب اور تہذیب کا مذاق اڑانا اور سینکڑوں برس کے گڑے مردے اکھیڑ کر اس کے زخموں پر برابر نمک چھڑکتے رہنا سب سے بڑا کار ثواب سب سے بڑی دیش بھگتی اور سب سے بڑی قوم پرستی ہے......

....

پیروں کی کرامات

ہماری قومی بدنصیبی کہیے یا عام جہالت کا نتیجہ کہ جھاڑ پھونک کرنے والے عاملوں اور پیروں فقیروں کا جس قدر زور پاکستان میں ہے اتنا شاید کسی بھی دوسرے ملک میں نہ ہوگا..

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ولیوں کی تعریف یہ کی ہے کہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور دنیا کا رنج وغم ان کے پاس نہیں پھٹکتا بزرگوں نے مرشدان طریقت کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ رسول کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور جب تک کوئی شخص ان کی خدمت میں حاضر رہے اس کا دل دنیا کے وسوسوں سے پاک اور خدا کی یاد میں محو رہتا ہے......

..................لیکن..................

ہمارے پاکستان میں ہر وہ شخص جو

اللہ ورسول کی تعلیمات سے بالکل بے گانہ ہو.......

جو پرانی قبر پر دھونی رما کر بیٹھ جائے

گیروے کپڑے پہنے

جٹا دھاری جوگیوں کی طرح بال بڑھائے

پاگلوں کی طرح اول فول بکے

اپنے تعویذوں کے ایٹم بم سے خدا کی خدائی کو تہہ وبالا کردینے کا دعویٰ کرے

وظائف وعملیات کی طاقت سے تپ دق کے بیماروں کو بھولو پہلوان، بانجھ عورتوں کو بامراد اور کاکے ماروں کو نگر یا سیٹھ بنا دینے کا مدعی ہو.....وہ ولی برحق یا مجذوب کامل ہے اور ہزاروں لاکھوں انسان اس کے ان میلے کچیلے قدموں کا چومنا اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہیں جو پنجگانہ وضو تو درکنار رہا بھتوں پانی کے استعمال سے ناآشنا رہتے ہیں اور جن پر میل کی تہیں مسلسل چڑھتی رہتی ہیں......

شہروں کا حال نہ پوچھیے پاکستان میں شاید ہی کوئی اب قصبہ یا گاؤں ہوگا...جوان، بابرکت، ہستیوں کے وجود سے پاک ہو۔ان شعبدہ باز پیروں فقیروں کے ہاتھوں غریب عوام آئے دن لٹتے رہتے ہیں

مگر اللہ رے جوش عقیدت جس قدر لٹتے ہیں اسی قدر ان کے دام فریب میں زیادہ گرفتار ہوتے ہیں
اور اس بات کو بھول کر بھی محسوس نہیں کرتے کہ جو پیران طریقت.......
اللہ ورسول کی تعلیمات سے بیگانہ و منحرف ہوں.
جنہوں نے دنیا کو خود ترک نہ کیا ہو بلکہ دنیا نے انہیں ٹھکرا دیا ہو...
جو خود اپنی زندگی کی حقیر ضروریات بھی پوری نہ کر سکے ہوں..
جو اپنی شکم پرستی کے لئے مریدوں سے نذرانوں کے نام پر خیرات مانگتے ہوں وہ دوسروں کو خدا کی راہ کس طرح دکھا سکتے ہیں.........؟ دوسروں کے ''مشکل کشا'' اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں......؟ اور اپنے عملیات اور تعویذوں کی طاقت سے غریبوں کے گھروں میں سونے چاندی کا مینہ کس طرح برسا سکتے ہیں......؟ آسمان کے تاروں کو اپنے حرام عمار فانہ سے پامال کرنے والے پیروں کی زیادہ تر دو کرامتیں آئے دن اخباروں میں چھپتی رہتی ہیں.......
حضرت صاحب نے کسی مرید باصفا کے ہاں ازراہ کرم نزول اجلال فرمایا...مرید فرط مسرت سے نہال ہو گیا سمجھا کہ پیر جی کے قدموں کی برکت سے اب اس کے دن پھرے اور قسمت کا ڈوبا ہوا ستارا دوبارہ طلوع ہو کر چمک دمک میں رشک زہرہ بن گیا غریب نے اپنی بساط حیثیت سے زیادہ پیر جی کی خاطر و مدارات کی اور ان کی خدمت کو اپنے لئے (نعوذ باللہ) نماز اور روزے سے بڑھ کر فرض سمجھا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ پیر جی جب مرغن دعوتیں اڑانے کے بعد مرید کے گھر سے رخصت ہوئے تو نذرانے کی رقم کے ساتھ مرید کی نوجوان بیوی، بہن یا بیٹی کو بھی ساتھ لے اڑے اور بیچارہ مرید تا پتا رہ گیا..
پیر و مرشد نے سادہ لوح غریب مرید کو اپنے روحانی تصرفات سے ''سیٹھ برلا'' بنا دینے کے سبز باغ دکھائے اور کوئی نہ کوئی داؤں گانٹھ کی غریب کی ساری پونجی ہتھیا لی
افسوس ہے کہ ان واقعات کے باوجود...جو آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں......مریدان خوش اعتقاد کی آنکھیں نہیں کھلتیں. اور وہ نام نہاد پیروں کے دام غریب میں بدستور گرفتار رہتے ہیں...
پاک پتن شریف ضلع منٹگمری جیسے متبرک مقام سے جہاں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید گنج شکر

قدس اللہ سرہ العزیز آرام فرما ہیں. اطلاع آئی ہے کہ اس کے نواحی گاؤں بنل گنج میں ایک پیر جی رونق افروز ہوئے اور اپنے قدموں کی برکت سے بندہ عقیدت بنو کے مکان کو جواب قصر سلیمان بنانے کا فیصلہ فرمادیا بنو کی اس خوبی قسمت پر گاؤں والے رشک کرتے تھے اور خود بنو کو بھی یقین تھا کہ پیر جی قدوم میمنت لزوم سے اس کے دلدر دور ہو جائیگے.....

بنو کی بیوی دن رات پیر جی کی خدمت میں لگی رہتی تھی ایک دن پیر جی اس پر مہربان ہو گئے اس سے ایک روپیہ لے کر مٹھی میں دبالیا اور چار انچھر پڑھ کر جو پھونک ماری تو ایک روپیہ کے دو روپے ہو گئے بنو کی بیوی نے حضرت صاحب کی جو یہ کرامت دیکھی تو بے تحاشہ قدموں پر گر پڑی اور لگی رو رو کر اپنی بپتا سنانے کہ اس بندی کی جوان لڑکی بیٹھی ہے اور شادی کا انتظام نہیں ہو سکتا گھر میں صرف پانچ سو روپے ہیں اگر پیر جی اپنی مہربانی سے یہ رقم دوگنی کر دیں تو غریب کنواری کنیا کے ہاتھ پیلے ہو جائیں گے اور وہ اپنے گھر کی ہو جائے گی.....

پیر جی کو اس کی غریبی پر ترس آ گیا بولے آج تو نہیں پھر کسی دن استخارہ دیکھ کر رقم دوگنی کروں گا پیر جی اس موقع کی تلاش میں تھے کہ بنو کہیں جائے تو میں روپے لے کر چلتا بنوں مریدنی روپے دوگنے ہونے کے لئے بیقرار تھی کہ کب پانچ سو کے ہزار روپے بنتے ہیں آخر دونوں کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئیں اور بنوں سودا سلف خریدنے کے لئے پاک پتن چلا گیا پیر جی نے مریدنی سے کہا کہ آج موقعہ ہے روپے دوگنے کرالو اور مریدنی روپے دگنے ہونے کی توقع میں پانچ سو روپے لے کر آئی اور روپے پیر جی کے حوالے کر دیے.....

پیر جی نے مریدنی سے کہا کہ میں مکان میں داخل ہو کر روپے دگنے کرنے کا عمل کرتا ہوں اور تم دوسرے کمرے میں خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ جب میں عمل کرلوں گا تو آواز دوں گا مریدنی اپنے بچوں کو لے کر دوسرے کمرے میں چلی گئی اور پیر جی موقعہ پا کر پانچ سو روپے کر لے رفو چکر ہو گئے شام تک سادہ لوح مریدنی پیر جی کی آواز پر کان رکھے ہوئے حتی آخر مایوس ہو کر پیر جی کا دروازہ کھٹکھٹایا جواب نہ پانے پر مریدنی نے جو دروازہ کھولا تو پیر جی کو نہ پایا اور غش کھا کر گر پڑی.....

اتنے میں بنو بھی سودا سلف لے کر پہونچ گیا وہ بڑی مشکل سے اپنی بیوی کو ہوش میں لایا بیوی نے ہوش میں آنے کے بعد پیر جی کی کرامت کا ذکر کیا اور اپنے لٹنے کی داستان کہی بنو پیر جی کی تلاش میں نکلا مگر پیر جی کہیں نہ ملے اور دونوں میاں بیوی سر پیٹ کر رہ گئے....

....

نازوالے نیاز کیا جانیں

ایک بات کہوں..................؟

.....ہنسی میں نہ ٹالئے گا..............ذرا پاس آیئے........

وہ دیکھئے میری انگلی کی سیدھ پر مری کی طرف............

....کہیئے کچھ دکھائی دیا.... پہاڑ پر ایک ہوٹل کے بجے سجائے ناچ گھر میں کچھ لوگ جمع تو ہیں......اچھی طرح آنکھوں کو مل کر دیکھئے......ہوں گے کوئی سو کے لگ بھگ آدمی......صاف ستھرے زرق برق پوشاکیں......اعلیٰ تراش خراش کے سوٹ...شادی بیاہ کے موقعوں پر پہننے کے قابل عمدہ شیروانیاں.....بعض کے سروں پر اعلیٰ قسم کی جناح کیپ کچھ لوگ ننگے سر بابو جی بعض کے سروں پر نفیس باریک ململ کی طرہ دار پگڑیاں......کہاں سے لے آئے ہیں یہ لوگ اتنے اچھے کپڑے......؟ غریب محمودہ کو تو دوپٹہ کے لئے کھدری تنزیب بھی نہیں جڑتی......؟ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو.....ذرا کان لگا کر سنیئے......کیسی گرما گرم بحث ہو رہی ہے.....کیسے زوردار نعرے لگائے جا رہے ہیں......!!

یہ منجھولے قد کے گندمی رنگ سوٹ پوش صاحب کون ہیں.....؟ ایک آنکھ بند کر لیجئے.....دوسرے آنکھ کے سامنے مٹھی لگا کر سوراخ سے دیکھئے.....ارے یہ تو ہمارے وزیر اعظم ہیں.....اطمینان کے ساتھ فرما رہے ہیں......گورنر جنرل یحییٰ کوئی کابینہ بنانے کی دعوت دیں گے مرکز میں مسٹر فضل الحق کے جگنو فرنٹ عرف متحدہ محاذ کے اشتراک سے مخلوط وزارت بنائی جائے گی.....اور یہ بڑے میاں کون ہیں.....؟ صورت تو جانی پہچانی سی معلوم ہوتی ہے ہیں تو بیاسی چھیاسی برس کے بوڑھے پھونس مگر آواز بڑی پاٹ دار ہے بڑھاپے میں جوانی کا جوش دکھا کر کہتے ہیں میں نے مرکز میں مخلوط وزارت کی کوئی بات چیت نہیں کی جب تک مسلم لیگ میرے اکیس نکاتی پروگرام کے آسمانی صحیفے پر ایمان نہ لائے میں مسلم لیگ سے اشتراک نہیں کروں گا......

.....اور یہ بنگالی بابو.....؟ ذرا عینک کے شیشے اچھی طرح صاف کر کے ناک کی سیدھ پر غور سے دیکھئے......

.....اچھا مشرقی پاکستان کے وزیر اعلیٰ سرکار بابو ہیں

.....ذرا ان کا نعرہ سنئے.....ارشاد ہوتا ہے

.....مرکز میں مسلم لیگ، متحدہ محاذ اور عوامی لیگ کی مخلوط وزارت مجھے منظور نہیں.......

.....ارے یہ ہمارے سہروردی صاحب ہیں......

انھیں تو آپ نے آسانی سے پہچان لیا ہوگا کچھ دنوں پہلے تک آرام باغ کے عام جلسوں میں تقریریں کرتے تھے.....ان کے نعرے بہت زوردار ہیں......

.....وزارت کی کرسیاں چھوڑ دو.....

.....مسلم لیگ کو توڑ دو

.....وزارت عظمیٰ کے رشتے کو میرے دامن سے جوڑ دو......

آپ تو محمود کی باتوں پر ہنستے ہیں.....جایئے میں نہیں بولتی......ادھر والی ادھر بھات بیچ میں.....نہیں نہیں آپ کو میری جان کی قسم......ذرا دیکھئے تو میری انگلی کی سیدھ پر......وہ مری کی طرف......سچ کہتی ہوں بڑا لطف آرہا ہے......کیسے دیکھی وہ طرے دار پگڑی....؟ پہچانا ان کو آپ نے......؟ ارے یہ تو ملک فیروز خان نون ہیں مسلم لیگ کے پرانے لیڈر.....جو تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کے ہر عام جلسے اپنی تقریر ان الفاظ سے شروع کرتے تھے.....بھائی مسلمانوں پڑھو درود شریف.....آج ارشاد فرمارہے ہیں........

.....مرکز میں وزیر اعظم اور صوبوں میں وزرائے اعلیٰ کے عہدے توڑ دو.....

.....گورنر جنرل کو وزیر اعظم اور صوبائی گورنر کو وزیر اعلیٰ بنادو.

.....مرکزی پارلیمنٹ کو گورنر جنرل اور صوبائی اسمبلیوں کو گورنروں کی برطرفی کا اختیار دو......

لیجئے.....فضل الرحمن صاحب بھی تشریف لے آئے چند روز پہلے تک مسلم لیگ کے لیڈر تھے.....لیڈر بھی اتنے زوردار کہ مسٹر نورالامین سے مل کر مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کا بیڑا ہی غرق کردیا.....اب مسلم لیگ پر تین حرف بھیج کر ہندوؤں کے ووٹ سے دستور ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں

.....شاید اسی لئے کچھ زندہ دل آدمی انھیں...... بابو کر پارم کہتے ہیں یعنی فضل الرحمٰن کا ہندی ترجمہ........! آپ عوام کی خدمت کا حق ان نعروں سے ادا فرما رہے ہیں.......

..... مسلم لیگ نے ملک کو تباہ کر دیا...

.... موجودہ حکومت غیر نمائندہ ہے

.... گورنر جنرل کے اختیارات کم کرو......

....دستور ساز اسمبلی کو خود مختار ادارہ بناؤ....

کہاں تک ایک ایک کو بتائے کہاں تک ایک ایک کے نعرے گنائے محمودہ سب کچھ آپ خود دیکھ لیجئے آپ خود سن لیجئے.... مری کی پہاڑیاں گونج رہی ہیں اس قسم کے نعروں سے....

سب سے پہلے دستور بناؤ...

دستور بنانے سے پہلے نئی وزارت بناؤ..

نئی وزارت بنانے سے پہلے دستور ساز اسمبلی کے بقیہ ارکان منتخب کرو..

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۲۲۳ الف کو بحال کرو..

دفعہ ۲۲۳ الف کو بحال مت کرو

عدالتوں کو حکومت کے خلاف امتناعی احکام صادر کرنے کا اختیار دو..

عدالتوں کے اس اختیار کو سلب رکھو

دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کے لئے مری بہترین جگہ ہے

مری کے نام پر حقے کا پانی دستوریہ کے اجلاس کراچی اور ڈھاکہ میں منعقد کرو...

مسٹر گورمانی کو دستور ساز اسمبلی سے خارج کرو

مسٹر گورمانی ایک یونٹ منصوبہ کے پروڈیوسر ہیں ان کے بغیر دستور ساز اسمبلی کی گاڑی نہیں چلے گی

ڈاکٹر خانصاحب کو ایک یونٹ کا وزیر اعلیٰ نہ بناؤ

ڈاکٹر خانصاحب مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ضرور بنائے جائیں گے.......!

اللہ میری توبہ...... پاکستان میں آٹھ کروڑ ننگے بھوکے انسانوں کی زبان سے صبح وشام، دن رات اس قسم کے انسانیت اور شرافت سے گرے ہوئے نعرے سنتے سنتے محمودہ کے کان پک گئے تھے.....

ہم بھوکے ہیں روٹی کا انتظام کرو

ہم ننگے ہیں کپڑا دلاؤ

ہم بیروزگار ہیں روزی کی سبیل نکالو

ہم بے گھر ہیں سر چھپانے کو جھونپڑیاں دو

ہم غریب ہیں گرانی کو دور کرو

ہم بے دوا مر رہے ہیں دواؤں کا انتظام کرو

ہمارے بچے آوارہ پھر رہے ہیں اسکول اور کالج قائم کرو

اور نعرے اس حد سے آگے بڑھے تو وہی....

کشمیر جوناگڑھ، نہری پانی اور متروکہ جائداد کا رونا......!!

قربان جاؤں.... مری میں کیسی نکھری محفل آراستہ ہے کیسی عمدہ بحثیں ہو رہی ہیں کیسے اچھے نعرے لگائے جارہے ہیں سچ کہتی ہے محمودہ دل خوش ہو گیا معلوم ہوا کہ پاکستان میں محض روٹی اور روزی کا شور مچانے والے فاقہ مست ہی نہیں بلکہ اللہ فضل سے کچھ کھاتے پیتے خوش پوش انسان بھی بستے ہیں...

جو روٹی اور روزی کے ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم نہیں کرتے..

جن کی زبانیں گرانی کے شکوے سے آلودہ نہیں ہوتیں

جنہیں سر چھپانے کے لئے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں کی تلاش نہیں

جن کے صحت مند توانا قلوب بلیک مارکیٹ کے خوف سے نہیں دھڑکتے

جو ہسپتالوں اور اسکولوں کی کمی کا رونا نہیں روتے

جو دواؤں اور دوسری ضروری چیزوں کے غم میں چیخ چیخ کر سارے ملک کو سر پر نہیں اٹھا لیتے بلکہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بے نیاز ہو کر دستور سازی اور وزارت سازی کی اونچی باتیں کرتے ہیں

قانون کے بال کی کھال کھینچتے ہیں پارٹیاں بنانے اور توڑنے کے شریفانہ مشاغل میں حصہ لیتے ہیں اور فکر ہر کس بقدر ہمت اوست کے اصول کے مطابق ٹوٹی جھونپڑیوں کا غم پالنے کے بجائے ایوان حکومت پر چھا جانے اور اقتدار کی کرسیوں پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں......

....

ہمارے انتخابی ادارے

آپ محمودہ کا نازی کہنا چاہتے ہیں....شوق سے کہئے......فاشی کہنا چاہتے ہیں....بخوشی کہئے آپ کو اختیار ہے لیکن اگر سچ پوچھئے تو وہ نازی ہے نہ فاشی ایک سیدھی سادی مسلمان عورت ہے جو نازیت یا فاشیت کی الف بے بھی نہیں جانتی اس نے مسلمان کی حیثیت سے ایک بار نہیں کئی بار کہا اور آج میں کہتی ہے کہ مغرب کی نام نہاد ڈیموکریسی مسلمانوں کے لئے مضر ہے تباہ کن ہے عذاب ہے لعنت ہے جس انگریزی مکسچر کو مقوی دوا سمجھ کر زبردستی قوم کے حلق میں انڈیلا جا رہا ہے وہ ملت اسلامیہ کے مزاج کے موافق نہیں اور اس سے مریض کی حالت سدھرنے کی جگہ اور بھی بگڑتی جائے گی....

اسلامی جمہوریت اور مغربی ڈیموکریسی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسلامی جمہوریت کی بنیاد نیک اعمال خدا کے خوف اور تقوے پر قائم ہے اللہ تعالی صرف انہی لوگوں کو قوموں کا امام، زمین کا وارث اور اپنا خلیفہ قرار دیتا ہے........

جن کی خوشی اور غم محبت اور نفرت جینا اور مرنا سب کچھ اللہ تعالی کے لئے ہے.....

.......جو اپنی ذات اپنے فائدے اور اپنے آرام و آسائش پر غریب بندگان خدا کی ذات، ان کے فائدے اور آرام و آسائش کو ترجیح دیتے ہیں...

......جو چند سنہری روپہلی ٹھیکریوں چند عہدوں اور کرسیوں پر اپنا ایمان نہیں بیچتے....

......جو خود بھوکے رہتے ہیں دوسروں کو کھلاتے ہیں خود ننگے رہتے ہیں دوسروں کی ستر پوشی کرتے ہیں خود دھوپ میں بیٹھتے ہیں دوسروں کو سایہ میں بٹھاتے ہیں.....

......وہ کسی عہدے اور منصب کے طلبگار نہیں ہوتے اور جب انہیں طلب و خواہش کے بغیر کوئی عہدہ ملتا ہے تو وہ اسے حصول اقتدار کا ذریعہ سمجھنے کے بجائے غریب بندگان خدا کی خدمت کا ذریعہ سمجھتے ہیں...

.....ان کی خدمات بے لوث ہوتی ہیں روپیہ کی تھیلیاں یا پھولوں کے گجرے زندہ باد کے نعرے یا جلوس اخباروں میں فوٹو یا تعریفی مضامین......وہ قوم سے اپنی کسی خدمت کا کوئی صلہ نہیں چاہتے اور ہمیشہ

یہی کہتے ہیں کہ ہمارا اجر ہمارے پروردگار کے پاس ہے.....

لیکن .... مغربی ڈیموکریسی کا معاملہ برعکس ہے اسکی بنیاد نیک اعمال، بلند کردار، پاکیزہ طبیعت اور تقویٰ پر نہیں بلکہ ہاتھوں اور سروں کی گنتی پر قائم ہے مغربی ڈیموکریسی کی نظر میں ایک محبّ وطن اور غدار، غدار پرست اور خدا دشمن، غریب نواز اور غریب آزاد، دیانت دار اور بے ایمان، عابد اور فاسق، ہمدرد خلائق اور خونی ڈاکو سب برابر ہیں، ہیرے اور پتھر، سونے اور پیتل کا ایک ہی بھاؤ ہے کوئی بھی شخص چاہے وہ پرلے سرے کا چور بے ایمان بدمعاش، غدار، رشوت خور، بلیک مارکیٹ ہی کیوں نہ ہو اگر اسکے ووٹوں کی گنتی زیادہ ہے اور اسکی پنڈال چوکڑی کو دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں...... اکثریت حاصل ہے تو وہ قوموں کا امام، زمین کا وارث اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بن جانے کا مستحق ہے........

اس زبردست بنیادی خرابی کے باوجود مغربی ڈیموکریسی میں چند خوبیاں بھی ہیں مثلاً یہ کہ اگر عوام میں سیاسی بیداری ہو تو وہ صرف یہی نہیں کہ اپنے صحیح نمائندے منتخب کرسکتے ہیں بلکہ انہیں اپنی رائے پر چلنے اور مفاد عامہ کی اسکیموں کو عملی جامہ پہنانے پر مجبور بھی کرسکتے اور چونکہ انگریزوں میں تعلیمی اور سیاسی بیداری بہت زیادہ ہے اس لئے وہ اپنی ڈیموکریسی سے خاطر خواہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کسی لیڈر کو ان کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرات نہیں ہوتی....

پاکستان میں تعلیم کا چراغ اور جہالت کا بازار گرم ہے. یہاں معمولی حروف عام میں لوگوں کی تعداد بھی چند فیصدی سے زیادہ نہیں جب عوام میں ایک سرے سے تعلیم ہی نہیں تو سیاسی بیداری کس طرح پیدا ہو......؟ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ملک میں بیروزگاری عام ہے لوگوں کا معیار زندگی ناقابل بیان حد تک گرا ہوا ہے لاکھوں بندگان خدا بھوکے مر رہے ہیں پیٹ کو روٹی تن کو کپڑا اور سر چھپانے کو جھونپڑی نصیب نہیں کھانے پینے کی خالص چیزیں بھی دستیاب نہیں ہوتیں خوفناک گرانی نے عوام کے دل و دماغ کو ماؤف کر رکھا ہے اور حال یہ ہے کہ بال بچوں کو فاقہ کشی کے عذاب سے بچانے کی کوشش ہی اسوقت عوام کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین بنکر رہ گئی ہے..........

ان صبر آزما حالات میں پاکستان کے جاہل بیروزگار ننگے بھوکے...... بے گھر پریشان حال عوام کے دلوں میں خدمت وطن کا قومی جذبہ پیدا ہو تو کیونکر......؟ وہ اپنے ووٹوں کی صحیح قدر و قیمت کو سمجھیں تو کیسے......؟ اور ڈیموکریسی کے اصولوں سے فائدہ اٹھائیں تو کس طرح......؟

نتیجہ یہ ہے کہ ملکی و قومی سیاست چند سرمایہ داروں اور خود غرض پیشہ ور لیڈروں کی جاگیر بنکر رہ گئی ہے جس میں عوام کی مرضی و خواہش کو کوئی دخل نہیں......ووٹ...... جنہیں آزاد ملکوں میں قوم کا بیش قیمت اثاثہ سمجھا جاتا ہے گدڑی بازار کی پرانی ناکارہ چیزوں کی طرح کوڑیوں کے مول فروخت ہوتے ہیں......امریکہ کے پرانے کوٹوں کی قیمت بھی پاکستانی ووٹوں سے زیادہ ہوتی ہے......چند یاران شاطر سرمایہ کی طاقت سے اپنے لئے اور اپنے اشاروں پر ناچنے والے پیشہ ور نام نہاد لیڈروں کے لئے ووٹ خریدتے ہیں اور میونسپل کمیٹیوں ڈسٹرکٹ بورڈوں اور اسمبلیوں میں زبردستی عوام کی قسمت کی مالک بن جاتے ہیں.....

یہی وجہ ہے کہ ہمارے سبھی نام نہاد انتخابی ادارے ایسی قربان گاہیں بنے ہوئے ہیں جہاں چند بااثر دولتمند افراد کے ذاتی اغراض و مفاد پر مفاد عامہ کو بھینٹ چڑھایا جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ عوام کی تکالیف دور کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا جائے ہمارے نام نہاد یہ نمائندے ذاتی اقتدار کی جنگ میں الجھے رہتے ہیں.......

....

کشمیر کا فیصلہ

لیجئے کشمیر کا جھگڑا بھی ختم ہوا اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں استصواب رائے کا جو ننھا سا دیا مفلس کے چراغ کی طرح ٹمٹما رہا تھا اور جسکے متعلق ہم بڑے زور شور سے کہتے تھے کہ

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اسے ہندوستان کے وزیر داخلہ اور پنڈت نہرو کے نفس ناطقہ پنڈت گوبند بلبھ پنت نے ایک پھونک سے بجھا دیا اب وہی مثل ہوئی......

دل ہی نہ رہا امید کیسی جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

سرینگر کی پریس کانفرنس میں ہٹ دھرمی کی بین نے نئی دھن چھیڑی اور پنڈت پنت نے شیش ناگ کی طرح لہرا کر پھنکار ماری کہ اب ہم استصواب رائے کو اپنے منہ کی چھچھوندر نہیں بنا سکتے کوئی برا مانے یا بھلا ہمیں ایماندار کہے یا بے ایمان ہم کشمیر کے چالیس لاکھ مظلوم مسلمانوں کے کلیجے اپنے فوجی بوٹ سے اس طرح کچلتے رہیں گے اور انہیں استصواب رائے کے ذریعہ اپنی قسمت کے فیصلے کا اختیار نہیں دیں گے....

کیوں صاحب.......! کھلی ہوئی بددیانتی اور وعدہ شکنی کیسی.......؟ ہندوستان تو تقریباً ساڑے سات برس سے یہی کہہ رہا تھا.....ساری دنیا میں یہی سنکھ پھونک رہا تھا کہ....

........ہم امن عالم کے حامی ہیں

........ہم کمزوروں کی آزادی کے محافظ ہیں

........ہم کشمیر پر زبردستی قبضہ کرنا نہیں چاہتے

........ہم کشمیر کے چالیس لاکھ مسلمانوں کو حق خودارادی سے محروم نہیں کر سکتے......

........ہم آزاد استصواب رائے کے ذریعہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ منظور کریں گے

........پاکستان نے بھی آزاد استصواب رائے کے ذریعے کشمیر کی قسمت کا فیصلہ منظور کر لیا تھا دونوں ملک اس معاملہ میں متفق تھے اور اختلاف صرف اتنی سی بات پر تھا کہ کشمیر میں ناظم استصواب کے

مقرر کیا جائے اور استصواب رائے کے دوران آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں پاکستان و ہندوستان کی کتنی کتنی فوجیں رہیں...... اب لگ بھگ ساڑھے سات برس کے بعد استصواب رائے کے قطعی اور حتمی وعدے سے انحراف کیسا......؟ اور آپ کس منہ سے استصواب رائے کے منظور شدہ اصول کو دفتر بے معنی بتا کر اپنے سیکولر ازم کی "ے تاب" میں غرق کر رہے ہیں....؟ ستیہ اور ہنسا کے پجاریوں کی زبان سے یہ بات کچھ اچھی تو نہیں معلوم ہوتی کہ......

لگا نہ رہنے دے، جھگڑے کو یار تو باقی رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

ہندوستان کے وزیر داخلہ نے سرینگر کی پریس کانفرنس میں اس اعتراض کا جواب بھی مرحمت فرمادیا کہ ہم نے استصواب رائے کے ذریعہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ ضرور منظور کیا تھا مگر......

یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

اب زمانہ بدل چکا حالات نہ جانے کتنے پلٹے کھا چکے دریائے ستلج مغرب سے مشرق کی طرف بہنے لگا بزرگوں نے تو یہ کہا ہے کہ..

بیک لحظہ، بیک ساعت، بیک دم دگرگوں می شود احوال عالم!

اور آپ اب تک تقریباً آٹھ برس یعنی دو ہزار تو سو بیس دنوں کے پرانے سڑے گلے وعدے کو صحیفہ آسمانی سمجھ کر کلیجے سے لگائے بیٹھے ہیں یہ وقیانوسی ذہنیت آپ کو مبارک ہو آپ شوق سے لکیر کے فقیر بنے رہئے پرانے وعدے پرانے زمانے کے ساتھ ختم ہوئے ہم نے ساری گلستان بوستان ہیں شیخ سعدی سے ایک ہی بات تو سیکھی ہے۔

بکن وعدہ نو تو در ہمہ بہار کہ تقویم پارینہ نیاید بکار

ہم ترقی پسند ہیں زمانے کے ساتھ چلیں گے اور حضرت اقبال کے اس شعر پر عمل کریں گے......

اب غلام تازہ پیدا ہوگیا کشمیر میں
آسمان ٹوٹے ہوئے فائدوں کا ماتم کب تلک

اگر آپ ہندوستان کے مشہور پرانے اصول، قبضہ سچا دعویٰ جھوٹا سے متفق نہیں اور استصواب رائے کے

سڑے گلے بھارتی وعدے کو شہد لگا کر چاٹتے رہنا چاہتے ہیں تو شوق سے چاٹتے رہئے اور ساتھ ہی اپنے مسدس والے خواجہ حالی کا یہ شعر پڑھ پڑھ کر دل کو تسکین دیتے رہئے......

وہ امید کیا جس کی ہو انتہا　　　وہ وعدہ نہیں جو وفا ہو گیا

پنڈت گوبند بلبھ پنت محض خانہ پری اور پارٹی بندی کے لئے نشان انگوٹھا قسم کے وزیر نہیں کہ ان کے اس واضح اعلان کو وقتی جوش و خروش کا نتیجہ یا گرمی سخن، کے لئے ذاتی رائے سمجھ کر نظر انداز کیا جا سکے بلکہ وہ نہرو کا.....میں سب سے زیادہ با اثر وزیر ہیں ان کی زبان پنڈت نہرو کی زبان ہے ان کا فیصلہ حکومت ہند کا فیصلہ ہے استصواب رائے سے پنڈت کا انحراف ہندوستان کا انحراف اور اس بات کا اشارہ ہے کہ پاکستان و ہندوستان کے وزرائے اعظم کی آئندہ ملاقات میں مسٹر محمد علی سے صاف الفاظ میں کہہ دیا جائے گا کہ حضرت سلامت آپ دہلی تشریف لائے......چشم ما روشن دل ما شا آپ کے لئے دیدہ دل فرش راہ......

قدم حضور کیا آئے مرے نصیب کھلے　　　جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

لیکن اب مسئلہ کشمیر پر کسی گفتگو کی ضرورت نہیں ہم چالیس لاکھ مسلمانوں کی قسمت کا ایک طرفہ فیصلہ کر چکے ہیں کشمیر اب ہندوستان کا جز ولاینفک ہے آپ کا جو کچھ کرنا ہے کر لیجئے ہمیں استصواب رائے منظور نہیں ۔آپ دھمکیاں دینا چاہتے ہیں......؟ دھمکیاں دیجئے...جہاں بہت سے شاعرانہ استعارے ملے ہیں وہاں چند استعارے اور سہی.....! احتجاج کرنا چاہتے ہیں.......شوق سے احتجاج کیجئے....ہمارے فائل بھرے پڑے ہیں آپ کے احتجاج مراسلوں سے........

رائے عامہ کو ہمارے خلاف کرنا چاہتے ہیں......؟ شوق سے کیجئے دنیا اب تک مسئلہ کشمیر میں ہماری پالیسی کی مذمت کرنے میں کسر اٹھا رکھی ہے......! آپ ہمیں برا کہنا چاہتے ہیں......؟ شوق سے کہئے ہم اس معاملے میں پکے بے حیا اور چکنے گھڑے واقع ہوئے ہیں......

ناروا کہئے ناسزا کہئے　　　کہئے کہئے ہمیں برا کہئے

....

اسوۂ شبیرؑ یہ ہے

ملت حجازی کی ترکیب دنیا کی تمام قوموں سے مختلف ہے.......................

کبھی قومیں......فانی دنیا کی رنگینیوں پر مرمٹنے والی قومیں چندروزہ زندگی کو اپنی ابتدا اور انتہا سمجھنے والی قومیں دنیا پر آخر کو قربان کر دینے والی قومیں..سال نو کے آغاز میں خوشیاں مناتی ہیں مبارک و سلامت کی دھوم مچاتی ہیں عیش ونشاط کی محفلیں سجاتی ہیں اور کیف وسرور کی فضاؤں میں گم ہو جاتی ہیں..

......................لیکن

محرم الحرام......مسلمانوں کا سال نو.توحید کے علمبرداروں کا سال نو.شمع رسالتؐ کے پروانوں کا سال نو.دنیا اور اس کی رنگینیوں کو آخرت پر قربان کر دینے والوں کا سال نو.حیات مستعار کو خدا کی امانت سمجھنے والوں کا سال نو.موت کو حیات ابدی کی پہلی منزل سمجھنے والوں کا سال نو.سکون وآسائش سے منہ موڑنے والوں کا سال نو.کاہش پیہم کو مدارِ زندگی سمجھنے والوں کا سال نو.مشیتِ ازادی کے سامنے سر جھکا دینے والوں کا سال نو.اللہ کی راہ میں ہنس ہنس کر گھر بار لٹا دینے والوں کا سال نو.ناموس رسولؐ پر اپنے بچے قربان کر دینے والوں کا سال نو.اسلام کی سربلندی کے لئے سجدے میں تشنہ لب سر کٹا دینے والوں کا سال نو......ہمارے دلوں میں بستان نبوتؐ کی تاراجی کا غم تازہ کرتا ہے......اس عظیم الشان اس، بے مثال، اس عدیم النظیر، اس لاجواب، اس محیر العقول، اس کبھی فراموش نہ ہونے والی قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے جو اسلام کی سربلندی کے لئے، اسلام کی حیات تازہ کے لئے..........عشق حقیقی کے مظہر کامل حسن مجرد کے شیدائے جانباز، آیۂ ذبح عظیم کی تفسیر، خواب خلیلؑ کی تعبیر، باغ رسالتؐ کے ریحان، دوش نبیؐ کے شہسوار، قاسم کوثرؓ کے وارث، علی المرتضیٰؓ کے پیارے فاطمہؓ زہراؓ کے راج دلارے.....سید شہدا امام حسین علیہ السلام نے پیش فرمائی.........

امام برحق اہل رضا سلام علیک　　　　شہید معرکہ کربلا سلام علیک

نینوا کا تپتا ہوا ریگستان......شدید گرمی کا موسم......دوپہر کا وقت......آسمان آگ برسا رہا ہے.زمین شعلے اگل رہی ہے.....اہل بیتِ رسولؐ کے خیموں میں کہرام بپا ہے......

وہ جن کے نانا جان کا دامن کونین کے لئے آخری ملجا و مامن ہے ان کے لئے دنیا میں کہیں پناہ نہیں...

وہ جن کی میراث حوضِ کوثر ہے پانی کی ایک بوند کے لئے ترس رہے ہیں....

تین دن گزر گئے..............

دریائے فرات کے کنارے فوج یزید کا پہرہ ہے آلِ رسولؐ پر پانی بند ہے......

ننھے ننھے بچے پیاس کی شدت سے تڑپ رہے ہیں ضعف و نقاہت سے بیمار منکا ڈھل گیا ہے......

مدینہ کے بہتر مسافروں پر سلطنتِ شام کے ہزاروں سپاہیوں کا نرغہ ہے...

میدانِ کارزار گرم ہے..............

خاک کربلا کے تپتے ہوئے ذرے تشنہ لب مسافروں کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں......

لشکر یزید سے آوازیں بلند ہوتی ہیں..........

حسینؑ ضد سے باز آجاؤ.....خاندان کی تباہی پر نظر کرو........اپنے عزیزوں اور دوستوں کی جانوں کا خیال کرو......کیسا اسلام......؟ کیسی اسلامی جمہوریت........؟ محمدؐ عربی کی سنت سے منہ موڑ لو.......قیصر و کسریٰ کی سنت کو مشعل راہ سمجھو.......یزید کی بیعت قبول کرلو.......ملوکیت کے پرچم کو سلامی دو.......پھر پانی کیا چیز ہے...دنیا کی تمام نعمتیں، دنیا کی تمام آسائشیں، دنیا کی تمام الذتیں تمہارے قدموں پر نثار ہوں گی اور تم دربار یزید کے سب سے بڑے سردار ہوگے.......

حسینؑ.......پیکر تسلیم ورضا حسینؑ کی شان کے قربان................

شہادت کی چلمن سے محبوب حقیقی کے جلوؤں کی جھلک دیکھنے کا شوق بے پایاں دل میں چٹکیاں لے رہا ہے.....

دنیا کی ہر نعمت ہر آسائش ہر عزت ہیچ ہے

تین دن کی بھوک پیاس....تن زخموں سے چور...نظروں کے سامنے دوستوں کی لاشیں...عزیزوں کی لاشیں..بھانجوں کی لاشیں...بھتیجوں کی لاشیں...بھائیوں کی لاشیں..نوجوان اور بے شیر فرزندوں کی لاشیں..سبھی نے جام شہادت نوش کرلیا..کوئی بھی جاں نثار باقی نہ رہا..!

لیکن..........حسینؑ.........صبر و استقامت کے پیکر جمیل حسینؑ کے چتون پر میل نہیں.....

میدانِ جنگ میں وہی دبدبہ

چہرے پر وہی جلال

دل میں دردِ اسلام کی وہی تڑپ

آنکھوں میں نورِ سرمدی کی وہی چمک

سر میں وہی خیال دیں پناہی

بازوؤں میں وہی زورِ ید اللہی.........!!

حسینؑ.........اسلام کا بانکا سپاہی. حسینؑ اپنی پیشانی، مبارک پیشانی، مطلع سعادت پیشانی، مرکز عقیدت پیشانی، بوسہ گاہ مصطفےٰ پیشانی سے بہنے والے خون کے ہر قطرے کو گواہ کر کے کہتا ہے.........

حسینؑ قاسم کوثر و تسنیم، حسین تشنہ لبی کی حالت میں سر قلم کرا سکتا ہے....

خاندان رسالتؐ بے نشان ہو سکتا ہے

زہرا کا ہرا بھرا گلشن تاراج ہو سکتا ہے

چادر تطہیر والی بیبیاں...سیدۃ النساء کی بہو....شہنشاہ دوعالم کی بیٹیاں بلوے میں بے ردا ہو سکتی ہیں.....

اکبرؑ نوجوان کا کلیجہ برچھی کو نوک پر سربلندی کی نشان دکھا سکتا ہے

طوق آہن عابدؑ بیمار کی گردن کو چوم سکتا ہے

اصغرِ بے شیر باپ کی گود میں سسک کر دم توڑ سکتا ہے

..............لیکن..............

کعبہ کے رب کی قسم اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں ہو سکتا

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

....

خاک جاؤ در شبیرؑ پہ اکسیر ہے یہ

فرزند رسولؐ سے اسلامی ملک میں روح اسلام کی پامالی نہ دیکھی گئی...... فرمایا یہ جمہوری ریاست یہ عوامی مملکت یزید اور اسکے چند حواریوں کی میراث نہیں اسے پیشوائے اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابؓ بدر کی تلواروں اور شہدائے احدؓ کے مقدس خون کی دھاروں سے چند افراد کی سربلندی کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے مشترکہ وطن کی حیثیت سے قائم کیا ہے یہاں قریشی سردار اور حبشی غلام کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے یہاں خاندانی وصوبائی عصبیت اور خویش پروری کا جھوٹا سکہ نہیں چلے گا.. یہاں چند زمیندار، چند جاگیردار، چند نفع خور تاجر دولت کے ناگ نہیں بن سکیں گے یہاں جغرافیائی حدود کی بنیادوں پہ جھوٹی قومیت قائم نہیں کی جاسکے گی جس آزاد اسلامی مملکت کی تعمیر میں شہیدوں کا خون اور بیواؤں کا اجڑا ہوا سہاگ شامل ہے وہاں اللہ کے چند سرکش بندوں کی خدائی قائم نہیں ہو سکتی... یہ غریبوں کا ملک ہے خاک نشینوں کا مامن ہے یہاں قیصر وکسریٰ کی سنت کو خاک میں ملا دیا جائے گا. یہاں کتاب وسنت کے مطابق حکومت الٰہیہ قائم ہوگی یہاں اللہ کی حاکمیت کا مظہر کوئی امیر نہیں وزیر نہیں بلکہ ایک غریب بدو ہی ہوگا. جو بھرے دربار میں خلیفہ وقت کا گریبان تھام کر اسکے اعمال کا محاسبہ کر سکے گا......

یزید نے اقتدار حکومت کے نشہ میں جھوم کر کہا........

حسینؑ! کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو کتاب وسنت کی قرارداد کیا چیز ہے. اسلامی قانون کسے کہتے ہیں. قانون ہماری زبان ہے حلال وحرام کا فیصلہ کرنے والا مفتی ہمارا خنجر ہے غریبوں کی ٹوٹی ہوئی جھونپڑیاں ہمارے عالیشان محلوں کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتیں، ہم اللہ کے منتخب بندے ہیں، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں، ہم نے ننگے بھوکے اور جاہل عوام کی مہربانی سے نہیں بلکہ اپنی دولت قابلیت سیاسی بصیرت اور طاقت سے اقتدار حاصل کیا ہے، ہم عزت وحکمرانی کے مستحق ہیں ہم پیدا کئے گئے ہیں بھوکے عوام پر حکومت کرنے کے لئے جو روکھی سوکھی روٹی کھانے والوں کو حاکمیت کا مظہر قرار دیا جائے.. اروشن خیالی کے دور میں کس قدر رجعت پسند نظریہ ہے ایک غریب بدو خلیفہ وقت سے جواب

طلب کرے.... اقسم ہے اس خنجر براں کی یہ ناقابل برداشت گستاخی اور کھلی ہوئی بغاوت ہے جسے پوری قوت سے کچل دیا جائے گا.....

سبط رسولؐ سیدنا امام حسینؑ کی قیادت میں بہتر ۷۲ نفوس قدسیہ کے وفد نے یزید سے اسلام کے جمہوری نظام حکومت کا مطالبہ کیا یزید کی نظر میں حق وصداقت کے یہ پرستار باغی تھے اور ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا گیا جو مادی طاقت کے نشہ میں خدا اور انصاف کے بھول جانے والی مطلق انسان حکومتیں اپنے مقدس باغیوں کے ساتھ روا رکھتی ہیں. سرکاری فوجوں نے ان ۷۲ نفوس کو جن میں عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی کربلا کے بھیانک ریگستان میں گھیر لیا ننھے ننھے بچوں کو بھی جاں بلب بیماروں کو بھی تین دن تک پانی کے ایک ایک قطرے کے لئے ترسایا گیا. امام مظلومؑ اور ساتھیوں کو اعلیٰ عہدوں کی رشوتیں پیش کی گئیں حکومت کی قہرائی طاقت سے ٹکرانے کے خوفناک نتائج سے ڈرایا گیا لیکن پرستاران حق کے مقدس قدموں کو راہ ثبات سے لغزش نہ ہوئی انھوں نے سرکاری رشوتوں کو ٹھکرا دیا خوف ماسوا کو دل سے نکال دیا اور غیر اسلامی سامراج کے مقابلے میں اسلامی جمہوریت کے پرچم کو سربلند رکھنے کے لئے جانوں کی بازیاں لگادیں.......

شدید گرمی کا موسم، نینوا کی تپتی ہوئی سرزمین دھوپ کی خوفناک تیزی، ظالم حکومت میں حق کی آواز بلند کرنے والوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، خاک وخون میں تڑپا دینے والی تلواروں اور کلیجوں میں پیوست ہونے والے تیروں سے، مظلوموں پر پانی بھی بند کر دیا جاتا ہے، جوان اور بوڑھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہیں عورتیں رونا چاہتی ہیں کہ آنسوؤں سے ہونٹوں کی خشکی کچھ کم ہو مگر سوزش قلب سے آنکھوں کے آنسو بھی خشک ہو گئے ننھے ننھے بچے پیاس کی شدت سے بلکتے ہیں، میدان کربلا میں زہراؑ کا بھرا گھر لٹ گیا، جاں نثاران حسینؑ نے ایک ایک کر کے اپنی تین دن کی پیاس جام شہادت سے بجھائی.... امام مظلومؑ نے قوت بازو بھائی کو اپنی آنکھوں کے سامنے دم توڑتے دیکھا.......

نوجوان فرزند کے کلیجے میں نوک سناں کو پیوست ہوتے دیکھا اصغرؑ نے شیر کی ننھی سی گردن سے خون کے دھار بلند ہونے کا منظر دیکھا لیکن وہ ہونٹوں پر خشک زبان پھیر کر اب بھی لشکر اعدا سے یہی

فرمار ہے تھے

"جاؤ یزید سے کہہ دو کہ اسلامی

ملک میں اسلام کا جمہوری نظام

حکومت قائم ہو کر رہے گا....."

امام حسینؑ نے بھی جام شہادت نوش فرمالیا یزید ہنسا..... یزیدیت مسکرائی ۔دیکھا حسینؑ نے ہماری حکومت سے ٹکرانے کا نتیجہ.....سارا گھر تہہ تیغ ہو گیا.....لاشیں بے گور و کفن جنگل میں پڑی ہیں ہم کہتے تھے حکومت سے مقابلہ کرنے کے سودائے خام سے باز آو۔ہماری مجلس شوریٰ کے رکن بن جاؤ کسی صوبہ کی گورنری لے لو کابینہ میں شامل ہو جاؤ نہ مانے۔وہی اسلامی نظام حکومت اور جمہوری حقوق کی رٹ مل گیا عوام کی حمایت کا ثمرہ مصیبت میں ساتھ نہ دیا عوام نے..........!!! لیکن..........

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را　　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

اہلبیت رسولؐ کی تباہی کا مذاق اڑانے والے یزید کی آنکھوں پر غرور کی پٹی بند ہو چکی تھی وہ شان قہاری کی پیشانی کے بل نہیں دیکھ سکتا تھا تین ہی سال گزرے تھے کہ یزید عذاب الیم میں مبتلا ہو کر اس دنیا میں چلا گیا جہاں بہت سے فرعون بہت سے نمرود اس کی پیشوائی کے لئے بہت پہلے سے موجود تھے جس تخت کو موروثی ملکیت بنانے کے لئے اس نے دنیا کے گناہ اپنے سر لئے تھے وہ اس کی اولاد کو نصیب نہ ہو سکا کربلا میں امام حسینؑ کا ایک فرزند زندہ بچا تھا اور اس سے اس طرح نسل چلی کہ دنیا کے ہر گوشہ میں خاندان حسینیؑ کے افراد موجود ہیں.....

لیکن یزید کا نام لیوا دنیا کے پردے پر موجود نہیں دنیا میں آج بھی حسینیتؑ زندہ اور سر بلند ہے اسلامی معاشے میں "حسینیت" روحانیت کا عکس جمیل ہے اور "یزیدیت" شیطنت کا دوسرا نام ہے جب بھی یزیدیت کسی بھی شکل میں سر اٹھاتی ہے "حسینیت" بھی کسی نہ کسی روپ میں جلوہ گر ہو کر یزیدیت کا سر کچلتی ہے اور اس کی سسکتی ہوئی لاش پر نیچے ٹیک کر کہتی ہے.....

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

صادق الوعد حسینؑ

سیدہ شہر بانو کا اوج قسمت........!

اللہ اللہ...... شہنشاہ ایران نوشیروان عادل کی پوتی تھیں مدینے تشریف لائیں تو خوبی تقدیر نے غریب الوطنی میں بھی قدم چومے...... شہنشاہ کونین محمد رسول اللہ کی بہو بننے کا شرف حاصل ہوا سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے حبالہ عقد میں آئیں اور نوشیرواں کی پوتی کے پاک بطن سے نو ائمہ معصومین کا سلسلہ نسب جاری ہو........!

عدل کا نوشیرواں کو حق سے یہ ثمرہ ملا بنت کسریٰ حضرت سجاد کی ماں ہو گئیں

ایران سے سیدہ معصومہ شہر بانو کے ساتھ ایک کنیز آئی تھیں شیریںؓ نام، بہت وفادار اور خوش جمال ایک دن امام مظلوم علیہ السلام نے کہیں حضرت شیریںؓ کے حسن سیرت و حسن صورت کی تعریف فرمائی. سیدہ شہر بانو یہ سمجھیں کہ شاید فرزند رسول کی نظر التفات شیریں کی جانب مبذول ہوئی ہے نامور شوہر کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ موجزن ہوا ملول و کبیدہ خاطر ہونے کے بجائے خوشی خوشی انھیں حضرت شیریں کو خوبی قسمت پر مبارکباد دی اور انھیں اپنے ہاتھوں سے دولھن بنا کر بارگاہ امامت میں پیش کر دیا............

امام حسینؑ علیہ السلام مسکرائے فرمایا بانو تمہیں مغالطہ ہوا. اگر میں نے شیریں کے حسن خداداد کی تعریف کی تو اس سے میرا مقصد فانی دنیا کے فانی حسن کی تعریف نہیں بلکہ اس ذات پاک کی حمد و ستائش تھی جس نے خاک کے پتلے کو اس قدر حسن عطا فرمایا ہے.....

فتبارك الله احسن الخالقين

امام مظلومؑ نے اسی وقت شیریںؓ کو اللہ کی راہ میں آزاد فرما دیا اور ایک عرب سردار کے ساتھ انکی شادی بھی کر دی.........

حضرت شیریںؓ جب بیش بہا زیورات قیمتی جوڑے اور ساز و سامان جہیز میں لیکر ایوان امامت سے رخصت ہونے لگیں تو حضرت سید مظلومؑ کے قدموں سے لپٹ گئیں روئیں بہت روئیں روتے روتے

ہچکیاں بندھ گئیں دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو گیا آہ وزاری سنکر کلیجہ منہ کو آتا تھا پاک قدموں پر مرغ بسمل کی طرح لوٹ کر کہتی تھیں......

یا فرزند رسولؐ اللہ........ کہنے والے کہتے ہیں ...... شیریں خوش نصیب ہے وہ آزاد ہو گئی ایک معزز سردار کے ساتھ اسکی شادی ہو گئی....... لاکھوں روپیہ کا جہیز لیکر اپنے گھر جا رہی ہے........ لیکن .... میرا دل خون کے آنسو بہا رہا ہے...... میرے دل کی ہر دھڑکن سے آواز آرہی ہے....... شیریںؑ ..تو بدنصیب ہے........ فرزند رسولؐ کے در کی ناصیہ فرمائی پر ہفت اقلیم کی بادشاہی قربان ہے..... تو اس گھر سے رخصت ہو رہی ہے جو مہبط وحی و سکینہ ہے تو اس آقائے جلیل کے قدموں سے جدا ہو رہی ہے جس کی گہوارہ جنبانی کے لئے جبریل امین حاضر ہوتے تھے.......

یا سبط رسولؐ...... اب میں آپ کی پابوسی کا شرف کس طرح حاصل کرسکوں گی اپنی بی بی شہر بانوؑ کی مانگ صندل سے بھرنے کا فخر کس طرح حاصل کرسکوں گی اپنے عابد معصوم کو کلیجے سے لگانے کی مسرت مجھے کس طرح نصیب ہو سکے گی؟.....

شیریںؑ کی آہ وزاری سے امام دو عالم بھی متاثر ہوئے دلاسا دیا، سر پر ہاتھ....... دین و دنیا کی نعمتیں لٹانے والا ہاتھ...... کوثر کے جام بانٹنے والا ہاتھ...... دوزخ کی آگ بجھانے والا ہاتھ...... جنت کا دروازہ کھولنے والا ہاتھ پھیر کر فرمایا...... شیریںؑ ملول نہ ہو........ میں تمہیں فراموش نہیں کروں گا...... بانو تمہارے حق خدمت کو فراموش نہیں کریں گی.... ہم دونوں تمہارے خیال سے غافل نہیں رہیں گے خدا کو منظور ہے تو تم مجھے بھی دوبارہ دیکھو گی اپنی بی بی شہر بانوؑ کا بھی دیدار کرو گی. اپنے عابدؑ اور سکینہؑ کو بھی کلیجہ سے لگاؤ گی........

حضرت شیریںؑ نے زمین کو بوسہ دیکر عرض کیا....... یا ابن رسولؐ اللہ! آپ دین و دنیا کے سردار ہیں اور میں ایک ادنیٰ کنیز...... کہاں سورج کہاں ذرہ... چھوٹا منہ بڑی بات کچھ عرض کرنا گستاخی ہے..... بہت بڑی گستاخی لیکن آپ رحمت اللعالمین کے نواسے ہیں شان رحمت کا واسطہ دیکر غلامانہ بارگاہ امامت سے ایک وعدہ چاہتی ہوں؟...... فرمایا.... کہو کیا چاہتی ہو تمہاری ہر درخواست منظور کی

جائے گی.....

شیریں نے دستہ بستہ عرض کیا...... سرکار یہ وعدہ فرما لیجئے کہ آپ ایک مرتبہ اہلبیتؑ کے ساتھ اپنی کنیز کے گھر پر قدم رنجہ فرمائیں گے تاکہ لونڈی کی عزت افزائی ہو اور وہ فخر و مسرت سے جھوم کر کہہ سکے.....

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے

جواب قصر سلیماں غریب خانہ ہوا

مصحف ناطق کا راج دلارا...... سب کچھ نظروں کے سامنے تھا. لوح محفوظ اسکے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب تھی...... کچھ دیر تامل فرمایا کچھ مسکرائے کچھ آبدیدہ ہوئے فرمایا...... شیریں! تمہاری درخواست منظور ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ حسین تمہارے گھر آئے گا محبوب شان سربلندی کے ساتھ آئے گا.. امت کے سہاگ پر اپنا سہاگ قربان کرنے والی بانوؑ کے ساتھ آئے گا......

اپنے سر کی ردا سے مسلمانوں کے گناہ ڈھانپنے والی زینبؑ کے ساتھ آئے گا...

نیزے کی نوک پر معراج حاصل کرنے والے اکبرؑ کے ساتھ آئے گا..

ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو شان تقدیس عطا کرنے والے عابدؑ کے ساتھ آئے گا......

تشنہ لبی کی ٹھوکروں سے فرات کی لہروں کو ٹھکرانے والے عباسؑ دلاور کے ساتھ آئے گا..

اپنے خون سے کشت اسلام کو سینچنے والے قاسمؑ گلگوں قبا کے ساتھ آئے گا...

ننھے ننھے نیچوں سے دشمنوں کی صفیں الٹ دینے والے عونؑ و محمدؑ کے ساتھ آئے گا..

زخمی کانوں کے گہر کی ضیا باریوں سے چاند سورج کو شرما دینے والی سکینہؑ کے ساتھ آئے گا

ننھی سی گردن سے ابلنے والے خون میں کفر کا سفینہ غرق کر دینے والے اصغرؑ بے شیر کے ساتھ آئے گا.........

شیریں یہ وعدہ سن کر باغ باغ ہو گئیں. عرض کیا...... "یا فرزند رسولؐ اللہ کیا آپ بی بی فاطمہ صغراؑ کو میرے ہاں نہ لائیں گے"..

آبدیدہ ہو کر فرمایا. شیریں زیادہ اصرار نہ کرو فاطمہ صغراؑ کے لئے وعدہ نہیں کرتا. ممکن ہے کہ وہ اس سفر

میں میرے ساتھ نہ ہو.......دن گذرنے لگے...........

حضرت شیریں کوفہ کے قریب اپنے شوہر کے قلعہ میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتی تھیں خدا کا دیا گھر میں سب کچھ موجود تھا. کوئی غم نہ کوئی فکر.......ہاں اگر کوئی غم تھا کوئی فکر تھا تو صرف یہ کہ امام عالی مقام میرے گھر کب تشریف لائیں گے.......شوہر کہتا تھا.........شیریں کس خیال میں ہو امام حسینؑ بڑے آدمی ہیں............بہت بڑے آدمی.......

بنی ہاشم کے سردار ہیں قوم کے بے تاج بادشاہ ہیں امام وقت ہیں فرزند رسولؐ ہیں انہیں اپنا وعدہ کیسے یاد رہے گا وہ ہم جیسے غریبوں کے گھر کس طرح قدم رنجہ فرمائیں گے.......

شیریں جواب دیتی تھیں......نہیں نہیں میرا آقا حسینؑ صادق الوعد ہے. صادق الوعد کا فرزند ہے مشرق سے طلوع ہونے والا سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ حسینؑ کا عہد پورا نہ ہو. میرا آقاؑ اپنا وعدہ پورا کرے گا....زبان سے جو کہا ہے کر کے دکھادے گا....وہ میرے گھر آئے گا. ضرور آئے گا...نئی شان سربلندی کے ساتھ آئے گا اور حضرت بی بی فاطمہ صغرٰا کے سوا سارے اہلبیت کو ساتھ لے کر آئے گا.......

چند روز بعد خبر گرم ہوئی...........

امام عالی مقامؑ نے کوفیوں کی دعوت قبول فرمائی اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے جوار رسولؐ سے جدا ہو کر اہلبیت کے ساتھ عراق تشریف لا رہے ہیں......

شیریں کے دل کی کلی کھل گئی برسوں کے بعد کشت تمنا بار آور ہوئی ان کی مسرتوں کا کیا پوچھنا صبح ہو یا شام، دوپہر ہو یا رات، امام مظلوم کی تشریف آوری کا انتظار تھا اور پر تکلف دعوتوں کا اہتمام......لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا امام مظلوم کوفے تک نہ پہنچ سکے راستہ ہی میں یزید کی فوجوں نے فاطمہ زہرا کے لہلہاتے گلشن کو اجاڑ دیا اور ریگستان نینوا کے تپتے ہوئے ذروں نے تشنہ لب آل رسولؐ کے پاک خون سے اپنی پیاس بجھائی...

یزید پلید کے سپاہی فتح کے نقارے بجاتے ہوئے کربلا سے کوفے روانہ ہوئے آگے آگے نیزہ پر حسینؑ

کا سر تھا...وہ سر جس کا تکیہ مسندِ رسول تھا.....وہ سر جس کے خون آلودہ ہونٹ بوسہ گاہ رسولؐ تھے... پیچھے نیزوں پر دوسرے شہیدانِ کرام کے سر نصب تھے....زنجیروں میں جکڑے ہوئے عابدؑ بیمار....شرم سے سر نیوڑھائے ہوئے شہنشاہ کونین کی بہو گیسوؤں سے رخ چھپائے ہوئے خاتوں جنت کی بیٹیاں......

اہلبیت کا اجڑا ہوا قافلہ لٹا ہوا قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا قلعہ شیریں کے برابر پہنچا........

قرآن ناطق کے فرزند کا معجزہ متحیر نگاہوں نے دیکھا دنیا نے دیکھا کائنات کے ذرے ذرے نے دیکھا شفق خونیں سے منہ چھپا کر رونے والے چاند نے دیکھا زینبؑ کے کھلے سر کو دیکھ کر بادلوں کی اوٹ میں جھلملانے والے تاروں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر مبارک قلعہ شیریں کے پھاٹک کے سامنے رک گیا سر کیا رکا کہ پوری سپاہ یزید پابستہ ہوگئی اشقیاء قدم اٹھانا چاہتے تھے قدم نہیں اٹھتے تھے آگے بڑھنا چاہتے تھے نہیں بڑھ سکتے تھے زمین نے پیر پکڑ لے ساری فوج پتھر بن کر رہ گئی لوگ حیران تھے یہ معاملہ کیا ہے....

دفعتاً شور بلند ہوا.......ارے لعینو..........!یہ قول کے دھنی حسینؑ کا سر ہے امام مظلومؑ نے شیریںؒ سے ان کے گھر آنے کا وعدہ کیا تھا آج حسینؑ صادق الوعد حسینؑ اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں جب تک شیریں کو خبر نہ ہوگی اور وہ سر مبارک کی زیارت نہ کرلیں گی سر حسینؑ قیامت تک اس جگہ سے آگے نہ بڑھے گا.....

شیریںؒ کو خبر ہوئی........روتی پیٹتی، گرتی پڑتی قلعہ سے باہر آئیں نیزے پر سر حسینؑ دیکھ کر بیتابی کے عالم میں دونوں ہاتھ پھیلا دیئے نیزہ خود بخود ان کی جانب جھکا اور امام مظلوم کا سر حضرت شیریںؒ کی گود میں آ گیا......!

حسینؑ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا.....دنیا کے سامنے مسلمانوں کے ایفائے عہد کا نیا ریکارڈ قائم کر دیا......شیریں کا آقا اس کے گھر آیا.....ایک نئی شان سر بلندی کے ساتھ آیا....سیدہ فاطمہ صغریٰ کے سوا سارے اہلبیت کو ساتھ لے کر آیا........

اللھم صلی علیٰ محمد وال محمد

اقتدار پر اصول قربان

میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی لکھا تھا اور آج پھر لکھتی ہوں........ مسٹر حسین شہید سہروردی کی زندگی کی ایک دلچسپ یا افسوسناک "خصوصیت" یہ ہے کہ جب وہ سینکڑوں جتن کر کے اقتدار و کامیابی کی منزل کے قریب پہنچتے ہیں تو فرط مسرت یا نشہ پندار سے مدہوش ہو جاتے ہیں جذبات پر قابو حاصل رہتا ہے نہ زبان پر سر چکراتا ہے. دماغ ماؤف ہو جاتا ہے زمین پیروں تلے سے کھسک جاتی ہے اور وہ منہ کے بل گر پڑتے ہیں...... جب آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتے ہیں..............

پھر آ گئے وہیں پہ جہاں سے چلے تھے ہم

مشرقی پاکستان اسمبلی کے گذشتہ انتخابات کے موقع پر مسٹر سہروردی نے مسلم لیگ کی مخالفت کی پردہ میں صوبائی تعصب کی جو افسوسناک آگ بھڑکائی اور انکی غیر ذمہ دارانہ اشتعال انگیز تقریروں سے وہاں زبان اردو اور غریب الوطن مہاجروں کے خلاف تشدد محاذ قائم ہوا اس سے مسٹر سہروردی کی اس قدر ہوا خیزی ہوئی تھی کہ وہ عوام کے سامنے آنے کی جرات بھی نہ کر سکے تھے لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد مسٹر سہروردی کے سیاسی جوڑ توڑ پھر بارآور ہوئے وہ وزیر قانون کی حیثیت سے مرکزی کابینہ میں شامل کر لئے گئے تو می احتساب کا ان پر خاطر خواہ اثر ہوا ان کی تقریروں میں اعتدال پیدا ہو گیا. اور قوم کے دل میں ان کی عزت پھر آہستہ آہستہ بڑھنے لگی.....

مسٹر سہروردی کے دل میں جو کچھ بھی ہو لیکن جہاں تک ظاہری حالات کا تعلق ہے انہوں نے وزیر قانون کی حیثیت سے عوام کے جذبات کا کافی حد تک لحاظ رکھا اور صوبائی تعصب کے کانٹوں سے بھی دامن بچانے کی کوشش کی. انہوں نے مغربی پاکستان کو ایک یونٹ بنانے کا وہ مسودہ قانون مرتب کیا جسے ہم صوبائی تعصب کا سر کچلنے کے لئے ایک موثر حربہ سمجھتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایک یونٹ کے مسودہ قانون کو منظور کرانے اور اس منصوبے کو عوام میں مقبول بنانے کے لئے اپنی کوششیں بھی صرف کیا اور اثر و رسوخ بھی. اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں ازسرنو عوام کا اعتماد حاصل ہونے لگا اور وہ اس حد تک عروج واقتدار کی منزل کے قریب پہنچ گئے کہ پاکستان میں سب سے بڑی عزت کے

مستحق قرار دیئے جانے لگے اور وزارت عظمیٰ کی کرسی ان کی پیشوائی کے لئے خود آگے بڑھی....
لیکن.... مسٹر سہروردی کی زندگی کی وہی دلچسپ یا افسوسناک خصوصیت جس کی جانب محمود اشارہ کر چکی ہے........ جب کامیابی کی منزل سامنے آئی مسٹر سہروردی فرط مسرت یا نشہ پندار سے بہکے قدم لڑکھڑانے سر چکرایا زمین پیروں تلے سے کھسک گئی وہ منہ کے بل گرے اور جب آنکھ کھلی تو خود کو دوبارہ اس مقام پر پایا جہاں سے ان کی قیادت کا کارواں سرگرم سفر ہوا تھا اور مخالفتوں کے "دشت و جبل" کو عبور کرتا ہوا بڑی مشکلوں سے منزل مقصود کے سامنے پہنچا تھا....
وزارت عظمیٰ کی کرسی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر مسٹر سہروردی کی پرانی سرشت....... پارٹی بندیوں اور سیاسی ریشہ دوانیوں کی سرشت پھر بروئے کار آئی اور وزارت عظمیٰ کی کرسی یہ رنگ دیکھ کر پیچھے کھسک گئی...... خیر اونچی کرسی کا کھسک جانا تو کوئی بڑی بات نہ تھی جمہوریت کی گود میں اس قسم کے کرشمے کھیلتے ہی رہتے ہیں.....
لیکن کس قدر افسوس ہے کہ پاکستان کی وزارت عظمیٰ نہ ملنے کے صدمے نے مسٹر سہروردی کو اس قدر متاثر کیا کہ ان کے تمام خیالات و نظریات ہی بدل گئے اور وہ تمام باتیں جو وزیر اعظم بن جانے کی امید تک یا وزیر اعظم بن جانے کی صورت میں بالکل جائز صحیح اور درست تھیں وہ وزارت عظمیٰ نہ ملنے صورت میں ناجائز اور غلط ہو گئیں.....
وہی مسٹر سہروردی جنہوں نے صوبائی عصبیت کو ختم کرنے کے لئے ایک یونٹ کا مسودہ قانون مرتب کیا تھا اور اسی منصوبے کو وہ پاکستان کی سالمیت و استحکام کے لئے بہت مفید سمجھتے تھے آج اس کی مخالفت کر رہے ہیں محض ذاتی اقتدار کے لئے بنگالیوں میں صوبائی تعصب کی آگ بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں مغربی و مشرقی پاکستان میں مساویانہ نمائندگی کے اصول کو مسترد کرنا چاہتے ہیں غرض کہ وہی سب کچھ کر رہے ہیں جو کوئی بھی محب وطن با اصول اور ذمہ دار لیڈر نہیں کر سکتا ہاں اگر ان باتوں کا مرتکب ہو سکتا ہے تو کوئی ایسا ہی شخص جو ملک و قوم کے مفاد پر اپنے مفاد کو ترجیح دیتا ہو اور جسے ذاتی اقتدار کی بے پناہ بھوک ہو.....

وزارت کے گر

دلی کے ایک اخبار میں وزارتیں یا چڑیا گھر کے زیر عنوان ایک دلچسپ مضمون چھپا ہے جس میں وزیروں کی بعض دلچسپ خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ساتھ ہی چند اہم مشورات بھی دیئے گئے آپ یہ مضمون پڑھیئے بھارتی اور پاکستانی لیڈروں میں بہت کچھ مماثلت نظر آئے گی.......

پنڈت نہرو کی کیبنٹ میں کیسے کیسے رتن بھرے اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہوگا مثلاً وزارت خوراک کے چھوٹے وزیر سے زیادہ سے زیادہ یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ گندم کے درخت اور آم کے پودے میں امتیاز کر سکتا ہو یہ جانتا ہو کہ چنے کس کان سے برآمد ہوتے ہیں اور اس راز سے واقف ہو کر مکئی پکائی روٹی کھیت میں بونے کا طریقہ کیا ہے لیکن ہماری بھوجن شالہ کے نائب وزیر کرشن صاحب جانوروں کی طبیعتوں اور خصلتوں کے بارے میں بھی اتنی معلومات رکھتے ہیں جیسے وہ کسی سرکس کے رنگ ماسٹر یا چڑیا گھر کے منتظم رہ چکے ہیں اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم سنسکرت کے پنچ منتر کا مطالعہ انہوں نے بڑے غور سے کیا ہے.....

سادھو اور جانور خوراک کا اسٹاک جمع نہیں کرتے اس فہرست میں وزیروں کا نام بھی لکھ لیجئے کیونکہ جب احمد آباد کے ایک گاؤں میں لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ٹفن کیرر میں کھانا یہاں سے لے جائیں اگلے گاؤں میں کھانے کو کچھ نہیں ملے گا تو چھوٹے وزیر صاحب نے غالباً اس ڈر سے انکار کر دیا کہ ان پر روٹیوں کی ذخیرہ اندوزی کا الزام عائد نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ہی ایک لیکچر بھی دے ڈالا انہوں نے کہا ایک وزیر میں چار جانوروں کی خصلتیں ہونی چاہئیں یعنی وہ اونٹ کی طرح کھائے گدھے کی طرح کام کرے کتے کی طرح سوئے اور اپنی کھال کو بھینس کے چمڑے کی طرح سخت بنائے گویا وزیر نہ ہوا اچھا خاصا چڑیا گھر ہو گیا......

اونٹ کی طرح کھانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں اتنا کھا جائے کہ پھر کئی ہفتے کھانے کی ضرورت نہ رہے صرف جگالی سے ہی کام چلتا رہے جب پیاس لگی کوہان سے پانی نکال کر پیاس بجھائی اس اصول پر کئی سابق وزیروں نے عمل کیا ہے یعنی چند سالوں میں عمر بھر کی روٹیاں پیدا کر لی ہیں

گدھوں کی طرح کام کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن وزیروں نے جسم کے ساتھ ساتھ دماغ بھی گدھے سے ادھار لے لیا تو ملک کی لٹیا ہی ڈوب جائے گی کتے کی طرح سونا اچھا ہے کوئی آہٹ ہوئی کہ وزیر صاحب کی آنکھیں کھول دیں لیکن وزیر کا چمڑا بھینس کے چمڑے کی مانند ہو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر جوں تک نہ رینگے لوگ نکتہ چینی کرتے رہیں اور وزیروں کی موٹی کھال میں ان کا کوئی نشتر داخل ہی نہ ہو سکے ویسے تو بھینس کے چمڑے کی جوتیاں بھی بنتی ہیں غالباً چھوٹے وزیر کی کھال جوتے بنانے والی کمپنیوں کو کچا مال سپلائی کرنے کی نہیں ہے......

لیکن وزیروں میں ان چاروں کے علاوہ دوسرے جانوروں کی خصلتیں بھی ہونی چاہئیں مہرشی دتاترے نے ۲۴ گرو بنائے تھے وزیر صاحبان صرف ۴ پر قناعت کیوں کریں مثلاً وزیروں کے ہدایت نامے میں مندرجہ ذیل باتیں بھی شامل کی جاسکتی ہیں.....

۱) وہ بیٹر کی طرح لڑے (اقتدار حاصل کرنے کیلئے)

۲) شیر کی طرح اکڑے (اپنے ساتھیوں عوام کے سامنے)

۳) گیدڑ کی طرح دم دبا کر بیٹھ جائے (ہائی کمانڈ کی ایک گھڑکی کے سامنے)

۴) خرگوش کی طرح دوڑے (یعنی دورے کرتا پھرے)

۵) کوئل کی طرح بولے (شہد کی سی میٹھی باتیں کرے)

۶) عقاب کی طرح جھپٹے (موقعہ پاتے ہی)

۷) بلی کی طرح بندر بانٹ کے قواعد سے واقف ہو (ٹھیکوں میں اپنا یا اپنے عزیزوں کا حصہ رکھنے کے معاملہ میں)

۸) بہت کم کھائے مگر پھر بھی ہاتھی کی طرح موٹا ہوتا چلا جائے

اپنی اپنی پسند ہے مجھے وزیروں کا جانوروں کے نقش قدم پر چلنا ایک آنکھ نہیں بھاتا یہ خیال ہے کہ وزیر کو چاہئے کہ:

۱) گونگے کی طرح باتیں کرے (اشاروں میں کیونکہ سیاسی زبان یہی ہے)

۲) لنگڑے کی طرح سہارا ڈھونڈے (اپنے گروپ کے ممبروں کا)

۳) کانے کی طرح آنکھ چرائے (اپنے ووٹروں سے)

۴) اور اندھے کی طرح ریوڑیاں بانٹے (اپنوں میں)

عمل کرنا ہو تو اتنا ہی بہت ہے ورنہ تھیوریاں تو بہت ہیں اور ذاتی علم آرٹ اور سائنسی علم کو دریا ڈ ہے...

....

تصویر کا دوسرا رخ

بھارتیوں نے گوا اور دیو وغیرہ کے پرتگیزی علاقوں پر دھاوا بولنے کے بعد بمبئی میں پرتگال، پاکستان، برطانیہ اور دیگر غیر ممالک کے سفارتخانوں پر جو افسوسناک حملے کئے اور بین الاقوامی قانون کے ساتھ ہی تہذیب و شرافت کی بھی جو دھجیاں اڑائیں اسکے خلاف میں کل "برق و شرر" میں لکھ چکی ہوں لیکن...... ہر تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں گوا وغیرہ کے پرتگیزی علاقوں پر بھارتیوں نے جو حملے کئے اس کا بھی دوسرا رخ ہے جس پر ہم پاکستانیوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے.... اور وہ رخ ہے ....ہندوستانیوں کے دلوں میں سارے برعظیم پاک و ہند پر چھا جانے کا جذبہ......

واقعات بتا رہے ہیں کہ آزادی کے بعد ہندوستانیوں میں وہی جذبہ پیدا ہو رہا ہے جسے موجودہ اصطلاح میں جارحانہ قوم پرستی کہا جاتا ہے یعنی مفتوح اور محکوم قوموں میں اپنے وطن کی گزشتہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے اور گردوپیش کے دوسرے ملکوں پر فاتحانہ حیثیت سے چھا جانے کا خطرناک جذبہ جو ہٹلر نے جرمنی اور مسولینی نے اٹلی میں پیدا کر دیا تھا انصاف کا تقاضہ تو یہی تھا کہ بھارتی قوم اپنے اس ملک بھارت کی حدود پر قناعت کرتی جو اسے ۱۵ اگست ۴۷ء کو انگریزوں سے ملا تھا لیکن یہ بھارتیوں کی جارحانہ قوم پرستی کا کرشمہ ہے کہ وہ اپنے تقسیم شدہ ملک پر قناعت کرنے کے بجائے پاکستان و ہند کے سارے براعظیم کو ہندوستان اور خود کو اپنے تخیلات کے اس عظیم تر ہندوستان کا مالک سمجھتی ہے...

بھارتیوں نے جارحانہ قوم پرستی کے اس جذبے سے مغلوب ہو کر فرانس سے پانڈیچری اور چندر نگر وغیرہ کی پرانی بستیاں چھین لیں حالانکہ ان علاقوں کا برطانیہ کے غیر منقسم ہندوستان سے کوئی تعلق نہ تھا فرانس کی کمزوری سے بھارتیوں کو جو فتح حاصل ہوئی اس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے اور اب وہ پرتگال کو ان علاقوں سے نکالنا چاہتے ہیں جو کئی سو برس سے پرتگال کے قبضے میں ہیں اور جو بحیرہ عرب کے مغربی سواحل پر انڈو پاکستان برعظیم میں تو ضرور ہیں لیکن جن کا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں......

اگر ہندوستانیوں کی جارحانہ قوم پرستی نے پرتگال کو مغلوب کر کے ان علاقوں پر قبضہ جما لیا جو چار یا پانچ

سو برس سے پرتگال کے قبضے میں ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس منحوس جارحانہ قوم پرستی کا اگلا قدم پاکستان کی جانب نہیں اٹھے گا جو صرف آٹھ سال پہلے ہندوستان ہی سے کاٹ کر جدا کیا گیا ہے جس کا وجود ہندوستانیوں کی نظر میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے اور جس کے قیام کو خود کانگرس کے ذمہ دار لیڈروں نے بھی دل میں کھوٹ رکھکر منظور کیا ہے....

یہ ایک ایسی خطرناک صورت حال ہے جس پر ہمارے لیڈروں نے اب تک غور نہیں کیا... اور وہ غور کریں تو کس طرح.......؟ انھیں اپنے ذاتی جھگڑوں ہی سے فرصت نہیں ایک طرف تو ہندوؤں کی یہ جارحانہ قوم پرستی اور عظیم تر ہندوستان کا وہ تخیل ہے جس کے تحت وہ اپنی جانوں کی بازیاں لگا کر پورے برعظیم پر چھا جانا چاہتے ہیں دوسری طرف ہماری یہ دردناک بے حس ہے کہ ہم اپنے ذاتی جھگڑوں میں اس کشمیر کو بھی بھول بیٹھے ہیں جسے ہمارے شہ رگ کی حیثیت حاصل ہے اور اس جوناگڑھ کو ہم نے طاق نسیاں کا گلدستہ بنا رکھا ہے جو پاکستان کا ایک جزو لاینفک ہے..

ہلال پاکستان کے الفاظ ہیں

بھارت کے لئے گواہ دمن اور دیو کی پرتگالی بستیاں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں اس کے برعکس پاکستان کے لئے کشمیر اور جوناگڑھ کی ریاستیں زندگی اور موت کا درجہ رکھتی ہیں ہمارے لئے مقام عبرت ہے کہ پچھلے آٹھ برس میں بھارت کا ہندوان چھوٹی بستیوں کو ایک دن بھی نہیں بھول سکا لیکن ہم اپنے ان علاقوں کو فراموش کئے بیٹھے ہیں جن پر پاکستان کی خوشحالی اور ترقی کو دارومدار ہے پرتگالی بستیوں کو آزاد کروانے کے لئے ہندو کی جدوجہد بے نقطہ عروج کو پہونچ رہی ہے لیکن ہم جھوٹی اور بے وقار زندگی میں کچھ اس طرح محو ہوئے ہیں کہ اب ہمارے ذہین سے احساس زیاں ہی جاتا رہا ہے آزادی کے آٹھویں برس میں ہی یہ حالت ہو چکی ہے کہ ہمیں کشمیر اور جوناگڑھ کے نام تک بھی یاد نہیں رہے ہیں سرحد کے ایک طرف حب الوطنی کا یہ معراج اور دوسری جانب پستی بھارت والوں کی زندگی اور ہماری بے حسی کی آئینہ دار ہے...

گوا پر قبضہ جمانے کے لئے بھارتی رضاکاروں کا اپنی جانوں کی بازیاں لگا دینا بین الاقوامی اخلاق کے

لحاظ سے مذموم ہی سہی لیکن ہم پاکستانیوں کی غیرت کے لئے ایک زبردست چیلنج ضرور ہے ہلال پاکستان کے الفاظ میں....

بلاشبہ ہمیں بھی اپنے وطن سے والہانہ عشق ہے غلط کار قائدین نے قوم کے بے حس بنادیا تھا لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنا ہلالی پرچم اڑانے عمل کے میدان میں نکل آئیں اور کشمیر اور جونا گڑھ کو آزاد کروانے کے لئے خون کی ندیاں بہادیں اگر گوا کے لئے بھارت کے پچاس رضا کار جان دے سکتے ہیں تو یقیناً کشمیر اور جونا گڑھ کے لئے پاکستان کے آٹھ کروڑ عوام اپنی جان کی بازی لگا سکتے ہمیں اب ہم زیادہ دیر وطن سے اپنی محبت کو امتحان میں نہ ڈالیں گے اور جب تک پاکستان کا چپہ چپہ دشمن کے چنگل سے آزاد نہیں کروالیا جاتا چین سے نہ بیٹھیں گے۔

....

محلوں کی سیاست

اللہ اللہ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ مسلم لیگ میں ملک فیروز خاں نون کا طوطی بولتا تھا اور بہت سے وہ لوگ جو آج برسرِ اقتدار ہیں انہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ واقعہ ہے کہ ملک فیروز خاں نون نے پاکستان کی جنگ آزادی میں نمایاں حصہ لیا انہوں نے اپنا "سر" کا خطاب واپس کیا.... مسلمانوں کو جنگ آزادی پر کمربستہ کرنے کے لئے سارے ہندوستان کے دورے کئے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی قید ہوئیں.....لیکن......آج وہی ملک فیروز خاں نون مسلم لیگ یا اس کے موجودہ لیڈروں کی پُرعظمت بارگاہ میں معتوب ہیں...

مسلم لیگ کہنے کے لئے آج بھی برسرِ اقتدار جماعت ہے مگر بالکل اسی طرح جیسے ملک میں غریب عوام کی حکومت ہے اور انہیں کوئی پوچھتا نہیں...... مسلم لیگ عملی طور پر اربابِ اختیار کی کنیز بے دام بنی ہوئی ہے اور اس کی صدارت وزارت کے ساتھ نتھی ہوگئی ہے ہر وہ شخص جو وزیراعظم مقرر ہو...... "بااعتبار عہدہ" پاکستان مسلم لیگ کا صدر بن جاتا ہے اور صوبائی وزیراعلیٰ کو صوبائی مسلم لیگ کی صدارت کا واحد جائز حقدار تسلیم کیا جاتا ہے جب تک کوئی شخص منصب وزارت پر فائز رہتا ہے اس کی صدارت بھی تمام "آفات و بلیات" سے محفوظ رہتی ہے اور جب وزارت ختم ہوتی ہے تو مسلم لیگ کی صدارت بھی "داغِ مفارقت" دے جاتی ہے......

عروج و زوال کا یہ اسٹیم رولر جو اب تک کئی بزرگوں کے اقتدار کی ہڈیاں پسلیاں توڑ چکا ہے... اور نہ جانے ابھی کتنے "زعمائے کرام" پر ہاتھ صاف کرے گا......ملک فیروز خاں نون کو کس طرح نظر انداز کرسکتا تھا پنجاب کی وزارت ہاتھ سے نکلتے ہی ملک صاحب کو نہ صرف صوبائی مسلم لیگ کی صدارت بلکہ اس کی عام رکنیت کا بھی ماتم کرنا پڑا اور تازہ اطلاعات کے مطابق آل انڈیا مسلم کے بہادر سپاہی۔ پاکستان مسلم لیگ کے مقتدر رہنما اور پنجاب مسلم لیگ کے سابق صدر ملک فیروز خاں نون اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ مسلم لیگ سے مستعفی ہوگئے......

اس سے پیشتر پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کی تحریک پر ملک فیروز خاں

نون، نواب مظفر علی قزلباش، چودھری علی اکبر اور راجہ احمد علی کو پانچ سال کے لئے مسلم لیگ سے خارج کر دیا تھا.....

"کوہ پیما" صاحب اس واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمیں ان حضرات کے ساتھ دلی ھمدردی ہے اس لئے کہ نون صاحب ابھی چند ہفتے پیشتر پنجاب مسلم لیگ کے صدر، پنجاب لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر اور پنجاب کی مسلم لیگی وزارت کے سربراہ تھے اور راجہ احمد علی جنرل سیکریٹری اس کو کہتے ہیں انقلاب زمانہ لیکن جرم بھی ملاحظہ فرمایئے..... اس سے سنگین جرم اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ کی اس مثالی ڈسپلن کی ان چہار درویشوں نے خلاف ورزی کی تھی جس کے چرچے نیویارک اور لندن تک ہو رہے ہیں.........

پہلے یہ ہوا کرتا تھا کہ وزرا مسلم لیگ کے عہدیداروں سے ڈرا کرتے تھے کیونکہ مسلم جمہوری روایات کے تحت وہ مسلم لیگ کے سامنے جواب دہ ہوتے تھے اس خوف سے چھٹکارا پانے کے لئے انہوں نے وزارتی عہدوں کے ساتھ پارٹی کے عہدوں پر بھی ہاتھ صاف کئے......

لیکن اب یہ رواج چل نکلا ہے کہ وزارتیں کھو جانے کے بعد جماعتی عہدے بھی دغا دے جاتے ہیں نون صاحب کے ساتھ یہی ہوا پہلے حکومت اور اقتدار چھنا اور اس کے بعد مسلم لیگ کی صدارت. یہی حشر خواجہ ناظم الدین صاحب کا ہوا اور شائد ایک دن مسٹر محمد علی بھی اسی انجام سے دوچار ہوں گے اس لئے! مسلم لیگ کی محلاتی سیاست کی ریت یہی ہے...

لیکن پنجاب اسمبلی کے ارکان کو آنکھیں پھیر لینے میں جو مہارت حاصل ہے اس کی داد نہ دینا ظلم ہوگا ان کی سیاست دیکھنے کے بعد دنیا کی بے ثباتی اور اقتدار کی بے وفائی کا جو نقشہ ذہن میں قائم ہوتا ہے اور اتنا مکمل ہے کہ اگر اس سے کوئی اہل اقتدار عبرت حاصل نہ کرے تو ان کو بلا تکلف اندھا اور بہرا انسان کہا جا سکتا ہے....

ہم نے اپنی آنکھوں سے اسی پنجاب میں شوکت، دولتانہ اور نون کا اقبال بلند بام بھی دیکھا ہے اور تہہ بام بھی لیکن اس کے باوجود لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے.....

حدیث دیگراں

قاضی اختر جونا گڑھی کی وفات

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کی مفارقت کا زخم ابھی بھرنے بھی نہ پایا تھا کہ آج قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کی خبر وفات سن کر دل پر بجلی گر پڑی افسوس ہے کہ ہمارے وہ ارباب علم جن پر ہمیں ناز تھا اور جن کا کوئی جانشین آج نظر بھی نہیں آتا ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جا رہے ہیں خاص کر اسلام تاریخ کو حضرت مولانا اختر جونا گڑھی کی وفات سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کی تلافی بہت دشوار ہے تقسیم ہند کے بعد سب سے پہلے ۱۹۴۷ء میں مورخ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالرزاق مصنف البرامکہ ونظام الملک طوسی نے بھوپال میں داعی اجل کو لبیک کہا جن کی تحقیق وتدقین کا اعتراف یورپ کے مشہور مستشرقین بھی کرتے تھے اس کے بعد حضرت علامہ سید سلیمان ندوی جیسے بلند پایہ مورخ نے کراچی میں آسودہ خواب ہو کر علم وتحقیق کی محفل سونی کر دی تاریخ اسلام کے پرانے ارباب تحقیق میں لے دے کر صرف قاضی اختر جونا گڑھی رہ گئے تھے سو وہ بھی اللہ کو پیارے ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہندوستان میں بھی مولانا مسعود علی ندوی کا دم غنیمت ہے لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے دنیائے اسلام کی اس عظیم مملکت کا دامن تاریخ اسلام کے محققوں سے خالی ہو گیا.... خداوند کریم قاضی اختر صاحب جونا گڑھی کو نوید مغفرت سنائے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے..... جناب سید تامن عباس پی.ایس.پی ملتان. خواجہ ظہیر حسین صاحب مظفر گڑھی، مولانا عبدالاحد دیوبندی پشاور، رقیہ بیگم صاحبہ لاہور، نسیم متھرادی صاحب حیدرآباد، مولانا معین الحق صاحب بھاولپور نے اپنے خطوط میں حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی وفات پر اپنے تاثرات غم ظاہر کیے ہیں اور مرحوم کی ادبی سیاسی اور مذہبی خدمات کا اعتراف کیا ہے کراچی سے حضرت ذہین نظامی دہلوی نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات پر چار پر درد رباعیاں ارسال فرمائی تھیں افسوس ہے کہ وہ گم ہو گئیں اگر محترم نظامی صاحب دوبارہ ارسال فرمادیں تو ممنون ہوں گی..... انہوں نے اپنے خط میں میرے

متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی میں مستحق نہیں بہر حال ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کرتی ہوں.......

الحاج حضرت نیاز محمد خاں نیاز شیرانی (عرف نانا نیاز) سابق وکیل عدالت عالیہ ٹونک نے لاڑکانہ سے شدید علالت ونقاہت کی حالت میں حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ الرحمتہ کی وفات پر ایک ارسال فرمائی ہے جو ان کے حکم کی تعمیل میں کسی ترمیم کے بغیر بجنسہ درج ذیل ہے...

انجام نے خبر یہ دنیا کو اب سنائی — خلد بریں میں پہنچے خواجہ حسن نظامی
خواجہ فرید گنج کی اولاد میں ہی تھے وہ — شیریں تھی اس وجہ سے خواجہ کی نوش کلامی
ڈھونڈیں چراغ لے کر یا مشعلیں جلا کر — ہم کو نہیں ملے گا دنیا میں ایسا نامی
ظاہر میں تھی فقیری باطن میں شاہ تھی وہ — ماتم منا رہے ہیں دنیا کے سب عوامی
عید الضحٰے کی شب میں قربان ہو گئے وہ — حوروں نے لی بلائیں دی ان کو پھر سلامی
ورثا کو ان کے یا رب توفیق صبر دے تو — جنت میں اب مکیں ہیں بابا حسن نظامی
جنت انہیں عطا کر پروردگار عالم — سرکار دو جہاںؐ کی ان کو ملے غلامی
اوصاف ان کے لکھے کیسے نیاز غمگین — لکنت زبان میں ہے خامے میں اس کے خامی

نانا نیاز صاحب اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں

"ویسے تو میں عرصہ سے ناتوانی میں مبتلا ہوں عرفے کے دن نماز عصر کے بعد درد کمر نے سخت بے چین کر دیا نماز مغرب وعشا بمشکل تمام تکیہ پر سجدہ کر کے ادا کی دوسرے دن نماز فجر دوگانہ عید اور نماز ظہر شدت بیماری کی وجہ سے قضا ہوئی اب خدا خدا کر کے بڑی ہمت کے بعد نمازیں بیٹھ کر ادا کر رہا ہوں نشست وبرخاست میں بہت تکلیف ہے دعا کرو کہ یہ تکلیف عبدل جو راحت ہو جائے..."

نانا نیاز صاحب کی علالت کا حال سن کر بہت افسوس ہے خداوند کریم انہیں جان کی سلامی میں صحت عطا فرمائے نہ صرف مجھے بلکہ میرے والدین بھائیوں اور بہنوں کو بھی نانا نیاز صاحب سے قلبی لگاؤ ہے اور ہم سب ان کی صحت کے لئے دست بدعا ہیں امید ہے کہ برق وشرر کے ناظرین بھی نانا نیاز کی صحت کیلئے دعا کریں گے.....

کشمیر کے پرامن مجاہد

انجام نے کشمیر میں سینہ گرہ شروع کرنے کے لئے جو آواز اٹھائی تھی وہ رنگ قبول حاصل کے بغیر نہ رہی قوم میں جوش وخروش کی نئی لہر دوڑ گئی اور آزادی کشمیر کا وہ جذبہ جسے حکومت اور لیڈروں نے جھوٹے وعدوں اور بہانوں کی تھپکیاں دیکر سلادیا تھا پھر پوری طاقت سے بیدار ہورہا ہے....

تازہ اطلاعات کے مطابق کشمیر ہمارا پارٹی کے رضا کاروں کا ایک دستہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی پرامن جنگ لڑنے کے لئے حیدرآباد سے پیدل روانہ ہوگیا دوسرے دستے روانگی کے لئے بالکل تیار ہیں ملک میں جابجا رضاکاروں کی بھرتی کے مراکز قائم ہوچکے ہیں جہاں روزانہ بے شمار نوجوان کشمیر میں سینہ گرہ کرنے اور سینوں پر گولیاں کھانے کے لئے اپنے نام لکھارہے ہیں کراچی میں بھارتی ہائی کمشنر اور حیدرآباد میں ڈپٹی ہائی کمشنر کے دفتروں کے سامنے بھوک ہڑتال کے طویل مظاہرے ہوئے کراچی میں متحدہ اقوام کے دفتر کے سامنے ہمارے بہادر نوجوانوں نے جس مستقل مزاجی کے ساتھ مسلسل کئی کئی دن تک بھوک ہڑتال کرکے دنیا کی رائے عامہ کو بیدار کیا ہے وہ ہمارے لئے کچھ کم قابل فخر نہیں چند نوجوانوں نے کراچی میں روزنامہ "ڈان" "انجام" اور بعض دیگر اخبارات کے دفتروں میں اس مقصد سے بھوک ہڑتال کی ہے کہ آزادی کشمیر کی جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے اخبارات زیادہ جوش وخروش سے حصہ لیں.....

ہزاروں تعریفوں کے مستحق ہیں ہمارے یہ غریب سرفروش نوجوان.........

.........ان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں

.........ان کی پشت پر کسی بڑی جماعت کا ہاتھ نہیں

.........ان کی اب تک کوئی خاص تنظیم نہیں

.........ان کی رہنمائی کے لئے کوئی نام نہاد بڑا آدمی نہیں..

.....................لیکن.....................

.........ان کی سینوں میں اللہ اور رسولؐ کے عشق کی آگ بھڑک رہی ہے

.......ان کے دلوں میں آزادی وطن کا بے پناہ جذبہ رہتا ہے

.......ان کی بازوؤں میں زور ید اللہی کی نمود ہے

.......ان کی جانبازیوں میں جانبازی خالد کی جھلک ہے

.......ان کی شوق جہاد میں دلولہ محمود کا رنگ ہے

.......ان کی کفر سوزیوں میں شہاب الدین غوری کی شان ہے

.......ان کی تیوروں میں اورنگ زیب غازی کے تیور نہاں ہیں

.......ان کی رگوں میں کشمیر اور ہندوستان کے الوالعزم فاتحوں کا مقدس خون ہے

.......ہمارے یہ نوجوان..........

وزارتوں کے طلبگار نہیں، سفارتوں کے پرستار نہیں عہدوں کے پجاری نہیں، کرسیوں کے بھکاری نہیں انہیں نام و نمود سے نفرت ہے وہ شہرت سے بیزار ہیں وہ شاندار بنگلوں میں نہیں ٹوٹی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں وہ فانی دنیا کی کوئی ذاتی عزت نہیں چاہتے، لیڈری نہیں چاہتے الاٹمنٹ نہیں چاہتے، کسی کارپوریشن یا اسمبلی کی ممبری نہیں چاہتے.... ہاں چاہتے کیا ہیں......؟

- اسلام کی عزت اور سربلندی چاہتے ہیں
- اپنے وطن کی آزادی چاہتے ہیں
- اپنے پاکستان کی شہ رگ کشمیر کو ظالم ہندوستان کے خنجر سے بچانا چاہتے ہیں
- کشمیر کے چالیس لاکھ مظلوم و بیکس مسلمانوں کا ان کا جائز خود ارادی دلانا چاہتے ہیں

.......کشمیر کے یہ پر امن مجاہد................

اسلام کے سچے مجاہد ہیں، پاکستان کے سرفروش سپاہی ہیں کہنے کے لئے وہ غریب ہیں، ان کے پاس دولت نہیں، ان کی کوئی خاص تنظیم نہیں، ان کا لیڈر کوئی بڑا آدمی نہیں مگر اللہ رے اسلام کے عشق، اللہ رے خمخانہ حجاز کی سرمستیاں وہ میدان جہاد میں کفن بردوش اترے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے پرچم پھر سربلند کرنے کے لئے.... دنیا میں ایثار و شجاعت کی پھر ایک نئی مثال قائم کرنے کے لئے

.....کفر کو پھر ایک مرتبہ ایمان کی طاقت دکھانے کے لئے

.....اپنی قربانیوں کے ماحصل پاکستان پر پھر ایک مرتبہ مرمٹنے کے لئے

.....اسلام کی مقدس سرزمین کشمیر کو پھر اسلام کے زیر نگین لانے کے لئے

.....دوران بے عمل، ناہندہ خود ساختہ لیڈروں کو جھنجھوڑ کر خواب غفلت سے جگانے کے لئے جو اپنی کرسیوں کی جنگ میں الجھے ہوئے ہیں اور جنہیں کشمیر کے چالیس لاکھ مظلوم مسلمانوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی فرصت نہیں...

مبارک ہیں یہ بہادر نوجوان جو کشمیر کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کی بازیاں لگا رہے ہیں مبارک ہیں وہ مائیں جن کی کوکھ سے ایسے بہادر نوجوان پیدا ہوئے...

مبارک ہے پاکستان جو ایسے سرفروش مجاہدوں کا گھر ہے

کراچی میں سیلاب

آج میں ناظرین کو اسمبلی ہال میں لیڈروں کے "برساتی" مشاعرے کی کاروائی سنانا چاہتی تھی........لیکن رات کراچی میں "سیلاب آ گیا"..خوفناک سیلاب..لہذا مشاعرے کی روئداد کل سنئے گا.....آج اپنے ان ہزاروں غریب بھائیوں، بوڑھوں اور جوانوں، عورتوں اور بچوں کی گردش قسمت پر چار آنسو بہایئے جو رات کراچی کے سیلاب میں تباہ و برباد ہو گئے......

بنگال، پنجاب اور سندھ میں بڑے بڑے دریا ہیں ان میں ہر سال طغیانی آتی ہے اور سیلاب سے لوگوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے کراچی میں کوئی دریا بھی تو نہیں ایک چھوٹی سے لیاری ندی ہے وہ بھی غریب مہاجروں کی طرح تہی دامن اور خاک بسر رہتی ہے یہاں پھر سیلاب آیا تو کیسے......؟ کراچی میں زمین نے پانی نہیں اگلا. بلکہ یہ سیلاب آسمان سے نازل ہوا چار گھنٹے میں تین انچ بارش......دلی میں کئی کئی دن برسات کی جھڑی لگی تھی بارش بھی کیسی......؟ آسمان کہتا تھا آج برس کر پھر نہ برسوں بادل کہتا تھا آج گرج کہ پھر نہ گرجوں......لیکن لوگ اس موسلا دھار بارش سے بارش کو نہ ٹوٹنے والے تارے گھبراتے نہ تھے بلکہ اسے اللہ کی رحمت سمجھتے تھے بہار آخر میں ہواؤں سے مردہ رگوں میں بھی زندگی کا نیا خون دوڑتا تھا قطب صاحب کے جھرنے پر امداد گان بہار کے جمگھٹ لگتے تھے امریوں میں جھولے پڑتے تھے گھروں میں پکوان پکتے تھے شمسی تالاب اور حضرت محبوب الٰہی کے باولی کے کنارے جشن منائے جاتے تھے مقبرہ ہمایوں میں میلے لگتے تھے او کھلے کی سیل ہوتی تھی.....

لیکن ہل بے قسمت کی نیرنگی........کراچی میں صرف چار گھنٹوں کی تین انچ بارش اور غریب مہاجروں پر قیامت ٹوٹ پڑی. انھوں نے رات ہی رات وہ تمام خوفناک مصائب اور نقصانات برداشت کر لئے جو بنگال، پنجاب اور سندھ کے قہار دریاؤں کی طغیانی سے بھی لوگوں نے کم جھیلے ہوں گے مہاجروں کی پانچ نشیبی بستیاں........یا یوں سمجھئے کہ غریب بندگان خدا کے پانچ چھوٹے بڑے شہر غرق ہو گئے. ہزاروں جھونپڑیاں سیلاب میں بہہ گئیں......اگر کوئی سخت جان جھونپڑی یا کچا مکان پانی کی موجوں میں غرق ہونے سے بچا تو اس کی لوہے کی چھت گر گئی چھت سلامت رہی تو چٹائی کی دیواریں نذر

سیلاب ہوئیں..... بے سروسامان غریبوں کا سامان..... اگر اسے سامان کہنا لفظ سامان کی توہین نہ ہو..... بہہ گیا اور بہنے سے محفوظ رہا تو بھیگ کر بالکل برباد ہو گیا.....

قدرت نے چند گھنٹوں کے اندر کراچی میں کئی جزیرے سے پیدا کر دیئے آج حال یہ ہے کہ مہاجروں کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیاں انکا بچا کھچا سامان کھانے کی چیزیں، ستر پوشی کے چیتھڑے بچھانے کے بوریئے، اوڑھنے کی گدڑیاں.....اور سب کے ساتھ ان کی کچلی ہوئی تمنائیں، پامال کی ہوئی آرزوئیں، ٹھکرائی ہوئی التجائیں اور کبھی پوری نہ ہونے والی مرادیں سیلاب میں تیر رہی ہیں.....

آج حال یہ ہے کہ جن مہاجروں کی قربانیوں سے دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک قائم ہوا ان کے لئے پاکستان کی زمین تنگ ہے خدا کی خدائی تنگ ہے. دجائے ماندن نہ پائے رفتن.....جو جھونپڑیاں گرنے سے بچیں ان میں گھٹنوں گھٹنوں پانی بھرا ہے. چارپائیوں پر پانی میں تر سامان ہے اس پر بوڑھے اور جوان، عورتیں اور بچے بھیگے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں کھانے پکانے کا نہ کوئی سامان نہ انتظام، بچوں کی فاقہ شکنی کے لئے بازار سے کچھ منگانے کی کوشش کی جائے تو کچی سڑکیں اور پگڈنڈیاں ندی نالے کا سماں پیش کر رہی ہیں باہر جانے کے تمام راستے بند پیٹ کی آگ بجھانے کا انتظام کیا جائے تو کس طرح.....؟ کسب معاش کی کوئی صورت نکالی جائے تو کیسے.........؟ رات بھر بارش میں بھیگنا، دن بھر بھیگے کپڑوں میں فاقہ کشی کا عذاب جھیلنا، نمونیہ ہو جائے تو پانی سے شرابور، انہی کپڑوں میں بیماری اور بھوک سے کراہنا، دوا کی ایک ایک بوند ایک ایک چٹکی کے لئے ترستے رہنا، اسی طرح بے یار و مددگار بے دوا و غذا ایڑیاں رگڑ کر مر جانا اور اگر سخت جانی نے مرنے کی بھی اجازت نہ دی تو موت سے بدتر تکالیف جھیلتے رہنا.....یہ ہے پاکستان میں ان مہاجروں کی قسمت جو پاکستان کے جنم داتا ہیں پاکستان کے حقیقی معمار ہیں پاکستان کے سچے عاشق ہیں اور پاکستان کے سرفروش سپاہی ہیں.....

آج ٹوٹی جھونپڑیوں کھلے میدانوں اور پانی سے محصور بستیوں میں جو ہاتھ..... بارش میں بھیگ بھیگ کر موت کو پکارنے والے بدنصیب انسانوں یا سسکتی لاشوں کے جو متحرک ہاتھ دوسروں کے سامنے امداد کے لئے پھیل رہے ہیں.....یہی وہ ہاتھ ہیں انہوں نے برطانوی سامراج کا پنجہ مڑوڑ کر

ہندو کانگریس کی کلائی توڑ کر پاکستان حاصل کرلیا...
یہی وہ ہاتھ ہیں جنہوں نے پاکستان اور مسلم لیگ کے جرم عشق میں اپنی آرزوؤں کے گلشن کو خود تاراج کیا.....
یہی وہ ہاتھ جنہوں نے دوسروں کی شاندار کوٹھیاں بنانے کے لئے اپنے گھروں کو خود آگ لگائی...
یہی وہ ہاتھ جنہوں نے بہت سی ان گمنام ہستیوں کو اقتدار وحکومت کی کرسیوں پر بٹھایا جنہیں کل تک کوئی دو کوڑی کو نہ پوچھتا تھا.....
یہ لوگ.....گرمی میں جھلس جھلس کر بارش میں بھیگ بھیگ کر سردی میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر موت کو لبیک کہنے والے غریب مہاجر دنیا میں صبر واستقامت، ایثار وقربانی کا وہ غیر فانی شاہکار جن کا جواب ڈھونڈھے نہ مل سکے گا یہ تباہ حال انسان ذلت وتحقیر کے نہیں. عزت واکرام کے مستحق ہیں جن کے ساتھ اچھا سلوک شریفانہ سلوک، مساویانہ سلوک، انسانی سلوک، بھیک نہیں، خیرات نہیں بلکہ ان کا جائز ترین حق ہے لیکن بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھنے والے حکام بھول گئے کوٹھیوں اور بنگلوں میں داد عیش دینے والے لیڈر بھول گئے.......خیر احسان فراموش دنیا اگر بھولتی ہے تو بھول جائے..لیکن وہ قادر مطلق اپنے ان غریب بندوں کو کبھی نہیں بھول سکتا جس کی نظر میں حاکم ومحکوم امیر وغریب سب برابر ہیں اور جس کے دربار میں ایک دن سبھی کو اپنے اعمال کو جوابدہی کرنی ہے.......

....

بارش کے چند چھینٹے

اگر کوئی آدمی آپ سے کہے.............

سورج نظام فلکی کا بادشاہ ہے

دنیا کو اس سے روشنی حاصل ہوتی ہے

سورج نہ ہو تو انسان اور حیوان ٹھٹھر کر مر جائیں اور ہمارا کرہ ارض برف کا گولہ بن کر رہ جائے۔

سورج اگر طلوع نہ ہو تو ہمیشہ رات ہی رہے اور کبھی صبح نہ ہو.....اور وہ شخص یہی موٹی موٹی باتیں بار بار آپ کے سامنے دہراتا رہے تو آپ اس کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے.......؟ یہی نا کہ یا تو وہ آدمی بیوقوف ہے یا آپ کو بیوقوف سمجھتا ہے ہاں......تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے اگر کوئی آدمی سورج کی عظمت اہمیت اور افادیت سے انکار کرے اور کہے.....سورج تو ہمارے نظام زندگی میں ایک بیکار سی چیز ہے جس کا عدم اور وجود برابر ہے.....تو ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ اس کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے اور یہ کہنے پر مجبور ہوں گے یا نہیں..........

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

آج پاکستان میں بالکل یہی مثال مہاجروں پر صادق آتی ہے......

مہاجروں نے......جو آج اپنے نئے وطن میں زمین کا بوجھ بنے ہوئے ہیں

پاکستان قائم کرنے کے لئے کس قدر حیرت انگیز قربانیاں پیش کیں

برطانوی سامراج اور ہندو فرقہ پرستی کی متحدہ طاقتوں کا مقابلہ کتنی دلیری کے ساتھ کیا

پاکستان اور مسلم لیگ کے عشق میں وہ کس بری طرح تباہ و برباد ہوئے

اوران کے دلوں میں پاکستان کو مستحکم سے مستحکم تر بنانے کا جذبہ کس شدت کے ساتھ کارفرما ہے اس داستان کو بار بار چھیڑنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا اس کی مثال تو بالکل ایسی ہی ہے کہ لکھے پڑھوں کی محفل میں سورج کی اہمیت اور افادیت پر بار بار لمبی چوڑی تقریریں کی جائیں.....اور اب تو ہم مہاجروں کی اہمیت پر زور دیتے دیتے اس دور سے بھی گزر چکے ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے

حدی را تیز تر برخوان چوں محمل را گراں بینی

لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں آج بھی ایسے شپرہ چشم بہت ہیں جنہیں یا تو "چشمہ آفتاب" نظر ہی نہیں آتا اور اگر نظر آتا بھی ہے تو.

آفتاب آمد دلیل آفتاب

کے قائل نہیں وہ سیاسی اغراض کے لئے ذاتی اقتدار کے لئے، تقریباً ایک کروڑ مہاجروں کو بیوقوف بنا کر ان سے ووٹ حاصل کرنے کے لئے زبان سے مہاجروں کی ہمدردی کا نعرہ ضرور لگاتے ہیں لیکن ان کے دلوں کو صوبائی تعصب کے دہکتے انگاروں نے آتشکدہ بنا رکھا ہے اور وہ اقتدار کے نشے سے بدمست ہو کر مہاجروں کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے انہیں مہاجروں کی قربانیوں کا احساس نہیں ان کے دلوں میں مہاجروں کی سوختہ سامانیوں کا درد نہیں اور جو یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ پاکستان کو وجود میں لانے والے مہاجروں کو بھی اپنے نئے وطن میں عزت و آبرو کے ساتھ قدم جمانے اور اطمینان و سکون کی فضا میں سانس لینے کا موقع مل سکے.....

پاکستان میں برسات شروع ہونے پر دریاؤں میں پانی چڑھتا ہے سیلاب آتے ہیں آجکل مشرقی پاکستان میں بھی سیلاب آیا ہوا ہے اور سارے ملک کی نگاہیں اس طرف ہیں لیکن اسی پاکستان میں مہاجرین بھی وہ عجیب و غریب مخلوق ہیں جن کی تباہی و بربادی کے لئے کسی غضبناک دریا کے تلاطم کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے لئے بارش کے محض دو چار چھینٹے ہیں بھیانک سیلاب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں.....

مہاجروں کے لئے بارش کا ہر چھینٹا خدائی قہر کا نمونہ ہوتا ہے.......

ان کی جھونپڑیاں گر جاتی ہیں...

سارا سامان بہہ جاتا ہے اور اگر بہنے سے بچ جائے تو بھیگ کر بالکل برباد ہو جاتا ہے

کاروبار بند ہو جاتا ہے

عورتوں اور بچوں کے لئے سر چھپانے کو جگہ اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے روٹی نصیب نہیں ہوتی

نمونیہ ٹائیفائڈ اور ہیضہ وبائی صورت اختیار کر لیتے ہیں
لوگوں کو دوائیں نصیب نہیں ہوتیں اور وہ بے دوا بے غذا ایڑیاں رگڑ کر مرتے ہیں
غرضیکہ بارش کے چند چھینٹے غریب مہاجروں کو انہی تمام مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جن میں خوفناک سیلابوں کے ذریعہ دوسرے لوگوں کو مبتلا ہونا پڑتا ہے لیکن...... لطف یہ ہے کہ تباہ حال مہاجروں کی مزید تباہیاں چونکہ بارش کے صرف چند چھینٹوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اس لئے اسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور غریب مہاجر اس کے سوا اور کچھ کہہ بھی نہیں سکتا....

مرنے والے تو یونہی روز مرا کرتے ہیں　　　تم سلامت رہو دل لے کر مکرنے والے

کراچی میں ایک چھینٹا پڑا...... ہلکا سا چھینٹا سینکڑوں جھونپڑیاں بہہ گئیں.. اور ہزاروں آدمی بے گھر ہو گئے. حیدر آباد سندھ میں بارش کچھ تیز ہوئی وہاں مہاجروں کی حالت اور بھی زیادہ دردناک ہو گئی انگریزی روزنامہ ڈان کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ وہاں قلعہ کے علاقہ اور دوسرے حصوں میں جو مہاجر ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں اور کچے مکانوں میں رہتے تھے ان کی تباہی دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے لوگوں کے پاس کچھ کھانے کو ہے نہ پہننے کو بخار اور نمونیہ نے وبائی صورت اختیار کر لی ہے بیشتر تباہ حال مہاجرین دوا کے لئے ترس رہے ہیں اور اس وقت ان کی جانیں بچانے کے لئے کپڑوں اور دواؤں کی سخت ضرورت ہے........

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اپوا شاخ حیدر آباد کی بہنوں کو وہ اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق بارش کے مارے ہوئے مہاجروں کو تن ڈھانکنے کے لئے کچھ کپڑے بھی تقسیم کر رہی ہیں اور چھوٹی موٹی دوائیں بھی..... لیکن اوس چاٹنے سے کہیں پیاس بجھتی ہے.... کیا مداوا ہوگا ان مصیبت زدہ مہاجروں کے درد کا جن کے لئے بارش کے دو چار چھینٹوں ہی سے حیدر آباد میں خوفناک سیلاب آ گیا حکومت کی امداد کا حال ''ڈان'' کے نامہ نگار ہی کی زبانی سن لیجئے..........

''تباہ حال مہاجر جب سرکاری ہسپتال میں انجکشن لگوانے جاتے ہیں تو ہسپتال کا انچارج ان سے ایک روپیہ فی انجکشن طلب کرتا ہے''

ملاحظہ فرمائی آپ نے یہ ستم ظریفی جن لوگوں کے تن پر چیتھڑے نہ ہوں روٹی کے سوکھے ٹکڑوں کو ترس رہے ہوں جنہیں دوا کی ایک بوند نصیب نہ ہوان سے ایک روپیہ انجکشن کا مطالبہ...............

انہیں بھی ناشناس سوز وساز زندگی پایا جو دل کا آسرا تھے جن سے تھی امید غم خواری

حکومت نے ان مہاجروں کی امداد کے نام پر جو کروڑوں روپے جمع کئے ہیں ان کا کیا مصرف ہوگا اور آیا وہ رقم مہاجروں کی فلاح و بہبود پر خرش ہوگی یا ان کی گورو کفن پر..... مجھے اس سے کیا واسطہ یہ حکام جانیں اور ان کی نا قابل فہم مصلحتیں. مجموعہ مخیر افراد اور جماعتوں خاص کر مسلم لیگ کے کارکنوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ حیدرآباد سندھ کے ان تباہ حال مہاجروں کی امداد کریں جن کی تباہی کسی سیلاب کی بھی شرمندہ نہ ہوئی اور جن کا کام بارش کے چند چھینٹوں ہی نے تمام کر دیا............

....

لفظ "مسلم" سے بیزاری

مولانا عبدالمجید خاں بھاشانی نے لگے ہاتھوں اپنی مشرقی پاکستان عوامی مسلم لیگ کونسل کا جلسہ ڈھاکہ میں کر ڈالا... اس میں شریک ہونے کے لئے آل پاکستان عوامی لیگ کے کنوینر، صدر یا لیڈر.......... جو کچھ بھی سمجھئے......... مسٹر حسین سہروردی گوا سے سیدھے ڈھاکہ تشریف لے گئے تھے لوگ حیران ہیں...... اللہ اللہ یہ کیا معاملہ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسٹر سہروردی نے لاہور کے سیاسی "یتیم خانہ" میں پناہ لے رکھی تھی اور بات بات پر پنجاب کی حمایت کا دم بھرتے تھے۔ یا آج یہ حال ہے کہ پنجاب میں بھیانک سیلاب آیا ہزاروں مکانات گر گئے لاکھوں آدمی بے گھر ہوئے۔ کروڑوں روپے کا نقصان ہوا لیکن مسٹر سہروردی ان مصیبت زدہ لوگوں کو تسکین دینے کے لئے پنجاب جانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائی اور انہیں کوری معذرت پر ٹرخا کر سیدھے ڈھاکہ چلے گئے......

لیکن چھوڑیے ان باتوں...... محمودہ کو اس سے کیا.......... یہ سہروردی صاحب جانیں اور ان کی نت نئے رنگ بدلنے والی پالیسی اسے تو آج مشرقی پاکستان عوامی لیگ کونسل کے جلسے ذکر کرنا ہے...

ہاں تو عوامی مسلم لیگ کونسل کے جلسے تین دن تک ہوتے رہے.... "بنگلہ زبان چالو کرو" اور "ایک یونٹ توڑ دو............" قسم کی تقریریں بھی خوب خوب ہوئیں..... لیکن نتیجہ کیا ہوا.....؟ وہی جو آپ ساری زندگی سنتے آئے ہیں.......... "کھودا پہاڑ نکلی چوہیا....." عوامی مسلم لیگ نے تین دن کی بک بک جھک جھک کے بعد سب سے بڑا تیر یہ مارا کہ اپنے نام نامی اسم گرامی سے لفظ "مسلم" خارج کر دیا اور اس کی بزم مشاعرہ میں جو درجن بھر قراردادوں کی غیر طرحی غزلیں پڑھی گئیں ان میں "حاصل مشاعرہ" یا ٹیپ کیا شعر یہ تھا.....

ہندو کے پیر چومیں گے سر پر اٹھائیں گے مخلوط انتخاب کی لعنت کا ٹوکرا.......

سہروردی اور بھاشانی مجیب الرحمٰن اور ابوالمنصور کی عوامی لیگ نے مسلمان ہونے سے انکار کر کے اپنے ماتھے پر پنڈت نہرو کی بے دینی کا تلک لگایا اور لفظ "مسلم" کو جس سے "فرقہ پرستی" کی بو آتی تھی اپنے نام سے خارج کر دیا.............. اچھا ہوا.......... دھوکے کی ٹٹی ہٹ گئی..... جن لوگوں کی زندگی کا نصب

انھیں ہندوؤں کی خوشامد ہو

جو لوگ اپنے سسکتے وجود کو جن سنگھیوں، مہا سبھائیوں اور کمیونسٹوں کے رحم و کرم کی آکسیجن پر زندہ رکھنا چاہتے ہوں....

جو لوگ ہندو بنگال کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر بدھان چندر رائے تار پر کٹھ پتلی کی طرح ناچنا باعث فخر سمجھتے ہوں.......

جن "قوم پرستوں" کے پیشوائے اعظم پنڈت نہرو نے دلی میں خدا پرستوں کی پرانی درسگاہ عربک کالج کا نام دلی کالج رکھ دیا اور مسلم یونیورسٹی کے نام سے لفظ "مسلم" خارج کرنے کے لئے بے جل کی مچھلی کی طرح تڑپتے رہتے ہوں......جن "مشترکہ قومیت" کے پجاریوں کے گرو گھنٹال ڈاکٹر چچی گول والکر اور سوبی چندر شرما ہندوستانی زندگی کے ہر شعبے سے مسلم کو نکال باہر کرنا چاہتے ہوں وہ اگر اپنے مسلمان ہونے سے انکار کریں.....اور قائد اعظم محمد علی جناح نے "مشترکہ قومیت" کی جس منحوس سڑی گلی لاش کو گہری گور میں دفن کر دیا تھا اسے دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش میں اپنے نام سے لفظ "مسلم" خارج کر دیں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں....

خار حسرت بیان سے نکلا دل کا کانٹا زبان سے نکلا

سچ پوچھیے تو سہروردی اور بھاشانی صاحب کو نام نہاد "عوامی مسلم لیگ" کو پہلے ہی کون "مسلم" سمجھتا تھا.....؟ سبھی اخبارات "عوامی لیگ" لکھتے تھے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ایک نام کا باریک سا حصہ وہ تھا خدا کا شکر ہے وہ بھی تار تار ہو گیا عوامی لیگ کے رہنماؤں کی مسلم بیزاری بے نقاب ہوئی اور حضرت شاد عظیم آبادی کی روح سے معذرت کے بعد مسلمانوں کو کھلے بندوں کہنے کا موقع مل گیا...

دل اپنی طلب میں صادق تھا گھبرا کے سوئے مجبوب گیا
"گوبر سے یہ کیڑا" نکلا تھا "گوبر" ہی میں جا کر ڈوب گیا

....

سرکاری مولویوں کی تلاش

لاہور میں میدانِ صحافت کے ایک تیر انداز نے یہ ''اڑتی چڑیا'' شکار کی ہے کہ وہاں تھانوں کے انچارج افسروں کے نام ایک سرکلر جاری ہوا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں ایسے مولوی تلاش کریں جو بہ وقت ضرورت ''سند'' رہیں اور حکومت کے کام آئیں ان مولویوں کو حق خدمت یا نذرانہ'' بھی پیش کیا جائے گا تا کہ وہ مرغے کھا کھا کر اپنی زوردار ڈھاروں سے مخالفانِ حکومت کے کلیجے لرزاتے رہیں نیز یہ کہ اگر تھانوں کے انچارج افسروں کو اپنے علاقوں میں اس قسم کے ''ریڈی میڈ'' یا ڈھیلے ڈھلائے مولوی دستیاب نہ ہوسکیں تو انہیں تیار کیا جائے.....

یہ نہ معلوم ہوسکا کہ مولوی سازی کے مقدس کارخانہ کے قیام کی ''منصوبہ بندی'' کس رکن حکومت یا اعلے افسر کے ''ذہن عقیدت طراز'' کا کرشمہ ہے بہر حال اب مغربی پاکستان ایک یونٹ بن چکا ہے ...اوراس کے نئے وزیر اعظم ڈاکٹر خان صاحب اس ''مقدس منصوبے'' کا پوسٹ مارٹم کرینگے لیکن اس می کوئی شک نہیں کہ یہ خبر ہے الچسپ اور جس اعلے افسر نے بھی تھانوں کے نام متذکرہ بالا سرکلر جاری کیا ہو اس نے زندہ دلان پنجاب کی ''زندہ دلی'' کا ایک نیا نمونہ ضرور پیش کر دیا....

دنیائے اسلام کے چھٹے خلیفہ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد سے لے کر آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کے عہد تک مولوی کو حکمرانوں کے ہاتھ میں موثر ترین حربہ ہونے کا فخر حاصل رہا ہے. لہذا اگر ہمارے جمہوری دور کے امراء المومنین بھی تقدس آب مولویوں کی خدمات جلیلہ حاصل کرنیکی کوشش فرمائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن حیرت تو یہ ہے کہ پنجاب کے اعلیٰ افسروں نے مولویوں کی تلاش اور تیاری کے لئے ایک باقاعدہ مہم جاری کرنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی...........

کیا مولوی بھی کوئی ایسی چیز ہے جسے ''حق الخدمت'' کے سنہری اعلان کے بعد بھی کسی کونے کھدرے میں سرچ لائٹ سے ڈھونڈنے اور اگر بالفرض محال ''ریڈی میڈ'' تنخواہ دار مولوی ڈھونڈے سے بھی دستیاب نہ ہو تو اسے کسی سرکاری ٹریننگ سینٹر میں تیار کرنے کی ضرورت محسوس ہو...........!

پھر پنجاب کی سرزمین..............!

خدا نظر بد سے بچائے یہ صرف مردم خیز اور ''پہلوان خیز'' نہیں بلکہ ''نبی خیز'' بھی ہے. جس پنجاب کی کیمیا تاثیر خاک پرائمری اسکولوں کے اساتذہ کو ''مہدی آخرالزماں'' اور گاؤں کے پٹواریوں کو ''مسیح موعود'' بنا سکتی ہے اور جس کے شہروں کا تو ذکر کیا دیہات میں اقلیم ''نبوت و امامت'' کے درجنوں تاجدار موجود ہیں وہاں مولوی کا کال ہوا اور حکومت مولویوں کی تلاش و جستجو کے لئے باقاعدہ سرکلر جاری کرنے کی ضرورت محسوس کرے..........! یہ بات محمودہ کی سمجھ سے بالاتر ہے...

''ریڈی میڈ'' مولوی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں سرکاری مولویوں کی تیاری کے لئے پولیس کی نگرانی میں کوئی ٹریننگ سینٹر قائم کرنے کی بات بھی کچھ بے تکی سی ہے کیونکہ ہمارے بعض حکام تو خود اپنی ذات سے ''دارالعلوم دیو بند'' گیا اور وہ جس پہلوان جس رکشا والے اور جس تانگے والے کو بھی چاہیں.. حضرت مولانا کی سند عطا کر سکتے ہیں....

کوئی دو سال پہلے کی بات ہے..............

سابقہ حکومت پنجاب کے محکمہ اطلاعات کی جانب سے اسلامیات کا ایک شعبہ قائم تھا............ خبر نہیں کہ اب بھی قائم ہے یا اللہ کو پیارا ہو گیا... نے مولوی تیار کرنے کا ''مقدس'' غرض بہت خوبی سے انجام دیا تھا اور کئی پہلوان اور پنواڑیوں کا بھی حضرت مولانا بالفضل اللہ بنا دیا تھا چنانچہ تحریک ختم نبوتؐ کے فسادات کے سلسلہ میں تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اسی سرکاری محکمے کے ایک فاضل دینیات کا بیان قلم بند ہوا جو خیر سے ان پڑھ پہلوان اور ہڈیوں کے جوڑ بٹھانے میں ماہر تھے لیکن انہیں حکومت نے معقول مشاہرے پر لاہور جیل میں مسلمان قیدیوں کو مذہبی تعلیم دینے کی خدمت تفویض کر رکھی تھی.....

تحقیقاتی کمیشن کے اجلاس میں جب ان مولوی صاحب سے دوران جرح پوچھا گیا کہ نماز فجر میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں انہوں نے اس قسم کا جواب دیا.......... چار فرض، چار سنت، تین نفل........ سوال کیا گیا......... نماز عصر میں فرض رکعتوں کے بعد کتنی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں...؟ فرض عصر کے بعد نماز مغرب سے پہلے کسی نماز کا حکم نہیں ہے سرکاری کارخانے کے ڈھلے ہوئے مولوی صاحب نے جواب

دیا کہ.....عصر کی فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں دو رکعت سنت چار نفل اور باقی سب وتر ہی وتر...دوران جرح پھر پوچھا گیا کہ نماز وتر میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں سرکاری مولوی صاحب نے اپنے علم و فضل اور تقوے کی دھونس جماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تو نماز عصر میں وتر کی بیس رکعتیں پڑھتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کسی کو توفیق عطا فرمائے تو وہ سو۱۰۰ رکعتیں بھی پڑھ سکتا ہے......!!

....

ماسٹر جی پنڈت جی کے چکر میں

ماسٹر تارا سنگھ سکھوں کے بے تاج بادشاہ ہوں یا نہ ہوں لیکن نت نئے رنگ بدلنے کے فن میں اگر وہ شاد کیسے شہنشاہ ہوتے بھی دعوے کریں تو محمود وہ آنکھ بند کر کے ان کا یہ دعوے تسلیم کرے گی یہ واقعہ ہے کہ ماسٹر جی کے میدان سیاست میں ایسے ایسے رنگ بدلے ہیں کہ گرگٹ بھی ان کے مقابلے میں پیش کرنا تشبیہ اور ذوق سلیم کی توہین ہے.....

ایک زمانہ تھا کہ انہوں نے پاکستان بننے سے پہلے لاہور میں پنجاب اسمبلی کے صدر دروازے پر اپنی لمبی سی تلوار نچا کر اعلان کیا تھا کہ جب تک میرے بھگوؤں میں ہندوؤں کی تعریف و توصیف کے راگ الاپنے کی طاقت اور ہاتھوں میں کرپان نچانے کی سکت ہے میں پاکستان نہیں بننے دوں گا لیکن ماسٹر تارا سنگھ کی کرپان فسانہ آزاد کے میں فوجی والی کاٹھی کی قرولی بن کر رہ گئی اور مسلمانوں نے اپنا یہ دعوے.....

لے کر رہیں گے پاکستان............. پورا کر کے دکھا دیا

اس کے بعد ماسٹر تارا سنگھ نے اپنی کاٹھ کی پان پھینک کر کسی جٹا دھاری پنڈت کی "تا جک نیل کنٹھی" یا "بھر گوشاستر" بغل میں دبا کر جوتشی کا روپ دھارن کر لیا اور پیشین گوئی کی کہ اگر پاکستان بنا بھی تو کیا چھ مہینے کے اور ختم ہو جائیگا خدا کا شکر ہے کہ ماسٹر جی کی یہ جوتشیانہ پیشن گوئی ان کے سابقہ دیرینہ دعوے کی طرح غلط ثابت ہوئی چھ مہینے کیسے پورے آٹھ سال گزر گئے اور ہمارا پاکستان ماسٹر جی کی سیوا میں انگوٹھے چڑا کر نذر عقیدت پیش کر رہا ہے......

اس کے بعد ماسٹر تارا سنگھ نے بہت سے پینترے بدلے..... کہاں تک گنائے محمودہ..... لیکن ان کا سب سے بڑا پینترا یہ تھا کہ وہی ماسٹر تارا سنگھ.....

جو ہندو سکھ اتحاد کے سب سے بڑے پجاری تھے جو سکھوں کو ہندو قوم کا جزو لاینفک قرار دیتے تھے جو پنڈت نہرو کے سیکولر راج کے سب سے بڑے بھاٹ تھے

جو کھلے بندوں اپدیش دیتے تھے کہ جو شخص سکھوں اور ہندوؤں میں اختلاف پیدا کرنا چاہے وہ خالصہ

پنتھ کا سب سے بڑا دشمن ہے کانگریسی حکومت کے سب سے بڑے دشمن بن گئے انہوں نے اعلان کیا.....

سکھوں کی قومیت ہندوؤں سے بالکل جداگانہ ہے اوران کا ہندوؤں سے کوئی قومی یا مذہبی تعلق نہیں سکھ قوم کے سب سے بڑے دشمن ہندو ہیں پنڈت نہرو کی کانگریسی حکومت ہندوستان سے سکھوں کا نام ونشان مٹا دینا چاہتی ہے مسلمانوں کے پاکستان کی طرح ہم بھی اپنا ''سکھستان'' قائم کر کے رہیں گے.....

لیجئے..ماسٹر تارا سنگھ اپنے دست کال پرست سے طبل جنگ پر چوب لگائی.... خالصہ جی کی فوج'' پنتھ موج'' باوائل کے لنگر خانے سے لے کے رہیں گے پنجابی صوبہ کے نعرے لگاتی ہوئی باہر نکلی اور گرو کے سکھوں نے بلیک مارکٹ کرنے والے ہندو بنیوں کے مقابلے میں جدال وقتال کا بازار گرم کردیا...ہندوؤں نے ماسٹر تارا سنگھ کی لیڈری کا دیوالیہ نکالنے کے لئے شور مچایا.... ماسٹر جی مسلم لیگی ہوگئے..... ماسٹر جی نے اپنی زنگ آلودہ کرپان سے پٹے کے ہاتھ دکھا کرنعرہ لگایا.....دھوتی چوٹی جمنا پار........

خاصکر مشرقی پنجاب اور پیپسو میں بڑی دھما کہ چوکڑی مچی ہندوؤں اور سکھوں میں کئی کئی پانی ہوئے..ہر طرف فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی سر پھٹول کے شعلے نے کافی طول کھینچا.لوٹ مار.توڑ.پھوڑ.نوچ کھسوٹ.پھونک پھانگ کی نوبت پہنچی.سکھوں نے کانگریسی حکومت کے خلاف مورچہ لگادیا حکومت نے ہزاروں سکھوں کو پکڑ کر قید خانوں میں ٹھونس دیا خود لمبی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھوں والے'' مرد میدان'' ماسٹر بھی امرتسر جیل کے زنانہ وارڈ میں بند کردیے گئے...

اللہ ہی جانے پنڈت نہرو اور ماسٹر تارا سنگھ کی'' دھرپکڑ'' میں کون جیتا کون ہارا.بہرحال حکومت نے پنجابی صوبے کے نعروں پر پابندی منسوخ کردی اور تقریباً دس ہزار سکھ قیدی رہا کردیے ان سب کے ساتھ ماسٹر تارا سنگھ بھی باہر تشریف لے آئے اب اسے بڑھاپے کا نتیجہ کہیے یا امرتسر جیل کے زنانہ وارڈ میں بند رہنے کا اثر کہ ماسٹر جی باہر تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں کرپان نہ تھی جداگانہ سکھ قومیت کی

سرن نہ تھی زبان پر پنجاب کا نعرہ نہ تھا کچھ مضمحل افسردہ بجھے بجھے سے اور جب باہر آنے کے بعد پنڈت نہرو کو سر میدان دوبارہ للکارنے کے بجائے........

ان کی خدمت میں شوق قدمبوسی وحصول شرف باریابی کی درخواست ادب احترام کے ساتھ پیش کردی اور پنڈت نے ازراہ مرحمت خردانہ یہ درخواست منظور بھی فرمالی.....

ماسٹر آرا سنگھ اب سکھوں کے معاملہ میں پنڈت نہرو نہ بات چیت کریں.....اچھا ہے..............روز کی دانتا کلکل ختم ہو اور سکھوں کو پنڈت نہرو بھنڈار خانے میں اپنے حقوق کا ''پرشاد'' مل جل کر ایک بات کہدوں..............!

ماسٹر تارا سنگھ بات چیت میں نہ جیت سکیں گے اسے ماسٹر جی اگر رنگ بدلنے اور دھمکیاں دینے کے یکتا ہیں تو پنڈت نہرو مذاکرات کو طول دینے کے فن شہنشاہ روزگار ہیں وہ مفاہمانہ مذاکرات کو اتنا طول دیتے ہیں کہ آٹھ آٹھ سال کی طویل مدت گزرجاتی ہے اور بات وہیں رہتی ہے جہاں سے چلی تھی.....

....

روسی شکاریوں کو شکار کی تلاش

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب روس کے حکمران حدودِ مملکت سے باہر قدم نکالنا اپنی قومی توہین سمجھتے تھے...... گذشتہ جنگ عظیم کے موقع پر جب آنجہانی صدر روزولٹ نے روسی لیڈر آنجہانی مارشل اسٹالین کو اہم مسائل جنگ پر تبادلہ خیالات کے لئے امریکہ بلایا تو باوجودیکہ جرمن حملوں نے روس کا حال پتلا کر رکھا تھا اور اسے امریکی امداد کی سخت ضرورت تھی مارشل اسٹالین نے امریکہ جانے سے انکار صاف کر دیا اور آنجہانی مسٹر روزولٹ کو لکھ بھیجا کہ اگر جنگی معاملات پر بات چیت کرنا ہے تو خود روس آؤ ورنہ تم اپنے گھر خوش۔ ہم اپنے گھر خوش......!

روس کی اس اکڑ سے مغربی رہنما چکر میں آگئے جرمنی کے خوفناک حملوں سے دم لبوں پر ہے موت نظروں کے سامنے ناچ رہی ہے مگر امریکہ جا کر اپنی مونچھ نیچی کرنی منظور نہیں۔ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے روسی لیڈر سے تبادلہ خیالات ضروری اور مارشل اسٹالین کو گھر سے باہر قدم نکالنا منظور نہیں اگر صدر امریکہ سے ان کی ملاقات ہو تو کس طرح......؟ آخر طے یہ ہوا کہ صدر امریکہ اپنے جنگی جہاز میں روس کی طرف روانہ ہوں اور مارشل اسٹالین اپنے جنگی جہاز پر امریکہ کی سمت اور دونوں کی ملاقات بیچ سمندر میں ہو جائے جو نہ امریکہ کی ملکیت ہے اور نہ روسی ملکیت بلکہ بین الاقوامی ہے........

ایک مرتبہ بڑے سخت اصرار پر مارشل اسٹالین نے روس سے باہر مسٹر روزولٹ اور مسٹر چرچل سے ملنا منظور بھی کیا تو کہاں....؟ ایران کے دارالحکومت تہران میں جس پر زمانہ جنگ میں روسی فوجوں نے پہلے ہی قبضہ جما رکھا تھا اور شہنشاہ ایران عملی طور پر روس کے قیدی تھے......

مارشل اسٹالین کی وفات کے بعد روس کی دنیا بدل گئی اب حال یہ ہے کہ مارشل اسٹالین جیسے خوددار یا مغرور ڈکٹیٹر کے جانشین مارشل بلگانن صاحب اپنے اقتدار کی کرسی سلامت رکھنے کے لئے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے حکمرانوں کو بھی سلام کرنے ان کے گھر پہنچ جاتے ہیں اس سے زیادہ لطف کی بات اور کیا ہوگی کہ آپ کو دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم دنیا میں جمہوریت اور عوامیت کے سب سے بڑے علمبردار اور

غریب مزدورانِ عالم کے رہنمائے اعظم ہیں لیکن حال یہ ہے کہ اٹھو بھوک کے شکارو........ کا ترانہ گنگناتے ہوئے عنقریب اس ظاہر شاہ کی دعوت اڑانے کے لئے کابل جائیں گے جو موجودہ دور میں سب سے زیادہ مطلق العنان جابر حکمران ہے جس نے افغانستان کے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ فاقہ کش عوام کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے......!!

میری تغیر طبع کو مت دیکھو　　　انقلابات ہیں زمانے کے

افغان جیسے حقیر ملک کے سفر کو مارشل بلگانن اپنی توہین سمجھیں یا نہ سمجھیں انھیں اختیار ہے لیکن حیرت تو یہ ہے کہ ظاہر شاہ نے کیا سوچ سمجھ کر ایسے خطرناک مہمان کو اپنے گھر بلایا ہے جو دوستانہ دعوت اڑانے کے ساتھ ہی میزبان کے سارے گھر بار کو ہتھیا لینے کے منصوبے بناتا ہے اور رخصت کے وقت عوامیت کی ایسی سرخ دیمکیں میزبان کی محل سرا میں بکھیر جاتا ہے جو جلد یا بدیر قصر شاہی کی ایک ایک دیوار اور ایک ایک دو کو چاٹ کر بالکل کھنڈر اور مزدوروں کی چوپال بنا دیتے ہیں

کابل میں ظاہر شاہ کے گھر بار اور مال و متاع کو بھانپنے کے بعد مارشل بلگانن اپنے رفیق سفر اور روسی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر کروشیف کے ساتھ ہندوستان بھی جائیں گے اور خاص کر پرانی دلی کے ان کھنڈروں کا بغور جائزہ لیں گے جن کا دل تاریخ کے بڑے بڑے انقلابات اور عظیم الشان سلطنتوں کی نت نئی تبدیلیاں دیکھکر بھی نہ بھرا اور جو ہمیشہ ایک نئے انقلاب کے لئے چشم براہ رہتے ہیں......

نئی دہلی سے اعلان کیا گیا ہے کہ مارشل بلگانن اور مسٹر کروشیف ہندوستان میں شیر کا شکار کھیلیں گے یہ دونوں پرانے شکاری اگر افغانستان میں گیدڑوں کا شکار کھیلنے کی خفت مٹانے کے لئے ہندوستان سے ''شیر مار جنگ'' کا خطاب حاصل کرنے کی کوشش کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن ''نوائے وقت'' نے اس شکار بازی پر جو دلچسپ تبصرہ کیا ہے وہ سن لیجئے......

''بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں جن کی آمد کے ساتھ ہی ان کی شان نزول کا عوام کو پتہ چل جاتا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی کہ کس مقصد کے لئے آئے ہیں پھر مارشل بلگانن تو

مہا شکاری اسٹالن کے جانشین ہیں ان کے بارے میں کیا اس کی وضاحت کی ضرورت تھی کہ وہ شکار کرنے آرہے ہیں."

جب بلگانن صاحب نے بھارت اور افغانستان کے دورے پر روانہ ہونے کا اعلان کیا تھا ایس وقت تاڑنے والے تاڑ گئے تھے کہ ان کی اس طویل طویل سفر کا مقصد محض سیر و تفریح نہیں ہو سکتا ویسے کہا جاتا ہے کہ پنڈت نہرو بھی ہاتھی کا بچہ ساتھ لے کر شکار ہی کی خاطر روس گئے تھے مگر وہاں ریچھ کے بچے نے جو ناچ دکھایا تو یہ چوکڑی بھول گئے اور اس تقریب پر جو بین الاقوامی مشاعرہ منعقد ہوا اس کا مصرعہ تھا

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے

اب سنا ہے کہ مارشل بلگانن تنہا نہیں آرہے بلکہ روسی بھالو کو بھی اپنے ساتھ لا رہے ہیں ہندوستان کا شیر اپنی چالاکی کے لئے مشہور ہے لیکن روس کا بھالو بڑا طاقت ور اور کائیاں ہوتا ہے اس وقت دنیا کے بڑے بڑے شکاری دوربین لگا کر تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ کون جیتا ہے....

....

لاہور میں مہاجروں کے مکانات

تین چار دن کی بات ہے........

لاہور میں قلعہ گوجر سنگھ کے چوک کے قریب ایک سہ منزلہ متروکہ مکان .... جس میں کئی مہاجر خاندان آباد تھے......... منہدم ہوگیا.... پانچ افراد ہلاک ہوئے اور ایک عورت اور اس کا شیر خوار بچہ سخت مجروح ہوا......

لاہور کے اخبارات میں جو اطلاعات چھپی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حادثہ رات کے ڈیڑھ بجے ہوا کارپوریشن کا فائر بریگیڈ پندرہ منٹ کے اندر موقع پر پہنچ گیا اور اس نے مکان کے ملبے سے لاشوں اور زخمیوں کو نکالنے کی خدمت سرانجام دی لیکن اے آر. پی کا عملہ جسے سب سے زیادہ مستعدی دکھانے کی ضرورت تھی سکھ کی نیند سوتا رہا اور حادثہ کی جگہ پہنچا بھی تو کب جب ملبہ ہٹانے اور لاشوں اور زخمیوں کو نکالنے کا کام ختم ہو چکا تھا...اس سے بھی زیادہ پولیس والوں کی مستعدی قابل داد ہے. اخباری اعلانات کے مطابق تھانیدار صاحب اپنے عملہ کیساتھ سڑک پر کرسیاں بچھائے آرام سے بیٹھے رہے اور لوگوں کو وقتاً فوقتاً ٹھنڈا پانی مہیا کرنے کا حکم دیتے رہے...!!

شاید آپ فرمائیں......اے آر. پی والوں کی غفلت قابل مذمت اور پولیس والوں کی فرض ناشناسی اس سے بھی زیادہ قابل نظر ہیں....لیکن لاہور میں شدید بارش کی بدولت جہاں بہت سے مکانات منہدم ہوئے وہاں قلعہ گوجر جو سنگھ کے قریب یہ متروکہ مکان بھی گر گیا جس میں مہاجر خاندان آباد تھے اس میں ایسی کونسی انوکھی بات ہے جس کا رونا اخبار میں رویا جائے........

یہ فرمایا آپ نے لیکن اس خبر کا سب سے زیادہ قابل افسوس اور دردناک پہلو یہ ہے کہ یہ سہ منزلہ مکان ایک عرصہ سے بالکل شکستہ حالت میں تھا اس کی دیواریں اس قدر خستہ ہو چکی تھیں کہ معمولی بارش جھیلنے کے قابل ہی تھیں مہاجروں کے خاندان اپنی جانوں کی بازیاں لگا کر اس شکستہ و بوسیدہ مکان میں بحالت مجبوری محض اس لئے مقیم تھے کہ ان کے بال بچوں کے لئے سر چھپانے کی اور کوئی جگہ نہ تھی انہوں نے مکان کی مرمت کے لئے محکمہ بحالیات کو درخواستیں بھی دیں لیکن متعلقہ افسروں کے کان پر

جوں بھی نہ رینگی اور اس شرمناک مجرمانہ غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بوسیدہ مکان کے اچانک منہدم ہو جانے سے پانچ مہاجروں کی جانیں گئیں اور دو سخت مجروح ہوئے...........

لاہور میں اگر یہی صرف ایک ایسا متروکہ مکان ہوتا جس کی مرمت سے محکمہ بحالیات کے افسروں نے غفلت برتی تب بھی کسی نہ کسی طرح صبر کیا جاسکتا تھا لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ وہاں بیشتر متروکہ مکانوں کی یہی افسوسناک حالت ہے اور محکمہ بحالیات کے افسران کی غفلت و فرض ناشناسی ہزاروں غریب مہاجروں کی حالتوں سے کھیل رہی ہے.....

قلعہ گوہر سنگھ کے قریب بہت سے متروکہ مکانات ہیں جہاں تباہ حال مہاجروں نے اپنی سر چھپانے کی جگہ تلاش کرلی ہے روزنامہ ملت کا بیان ہے کہ اس آبادی کے اکثر و بیشتر مکانات اس طرح خستہ حالت میں ہیں ۱۹۴۷ء سے ان کی مرمت نہیں ہوئی محکمہ بحالیات کو مرمت کیلئے درخواستیں بھی دی گئیں لیکن ۸ سال کی طویل مدت گذر جانے کے باوجود بحالیات کے شعبہ تعمیرات کو ان درخواستوں پر غور کرنے کی توفیق بھی نصیب نہ ہوئی. غریب مہاجرین برسوں سے دفاتر کے چکر کاٹ رہے ہیں اور محکمہ نہ تو ان کی درخواستیں منظور کر کے خود مخدوش متروکہ مکانوں کی مرمت کرتا ہے اور نہ ان مہاجروں کو اجازت ہے کہ وہ آپ مرمت کرالیں.....

لاہور کے مخدوش متروکہ مکانوں کے سلسلہ میں سادات اسٹریٹ کی کپور بلڈنگ بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں. جس میں پچاس مہاجر خاندان آباد ہیں اس عمارت کے کئی حصے گر چکے ہیں دوسرے حصے چند روز کے مہمان ہیں اور خاص کر کپور بلڈنگ کی چوتھی منزل بہت ہی خطرناک حالت میں ہے مہاجرین کی زندگانیاں خطرے میں ہیں درخواستوں پر درخواستیں دے رہے ہیں لیکن محکمہ بحالیات کے فرض شناس حکام نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں فرماتے.....

روزنامہ ملت نے لاہور کے متروکہ مکانات کی افسوسناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس آبادی میں ایسے مہاجروں کی کثیر تعداد موجود ہے جو ادھ جلے مکانوں میں رہتی ہے بارش کی وجہ سے ایسے مکانوں کی چھتیں گر جانے کا ہر وقت خطرہ موجود ہے اس آبادی کے باشندوں کا مطالبہ ہے کہ

حکومت ان کے لئے متبادل جگہ کا انتظام کرے یا ان کے مکانوں کی مرمت کرائی جائے......

اخبارات کے دفاتر میں مہاجرین کی طرف سے اکثر مراسلات وصول ہوتے رہتے ہیں جن میں محکمہ بحالیات کے خلاف شکایت ہوتی ہے کہ ایک عرصہ گذر جانے کے باوجود اس نے مکانوں کی مرمت کی طرف توجہ نہیں دی درخواستیں دینے کے بعد برسوں ان مہاجرین کو خراب ہونا پڑتا ہے اور ان کے سامنے ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں کہ ادھر کسی بارسوخ آدمی نے درخواست دی اور ماہر محکمہ کے مستری لوگ سامان لیکر مرمت میں مشغول ہو گئے جن لوگوں کے مکانات مرمت طلب ہوتے ہیں وہ تو منہ تکتے رہ جاتے ہیں اور بااثر لوگ شوق کے طور پر مکانات کی مرمت کراتے رہتے ہیں تا کہ ان کی ظاہری خوبصورتی قائم رہے.......

ہم حکومت پنجاب سے اپیل کرتے ہیں کی بحالیات محکمہ تعمیر و مرمت اگر بر موقع متروکہ مکانات کی مرمت نہیں کرا سکتا تو اسے بند کر دیا جائے یقیناً یہ محکمہ اس لئے قائم نہیں کیا گیا کی اس سے بااثر لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں اور جو لوگ درحقیقت امداد کے مستحق ہیں ان کو محض اس لئے نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ کسی بڑے آدمی کے رشتہ دار نہیں ہم محکمہ کے حکام کو مشورہ دیں گے کہ وہ خود اصلاح حال کی کوشش کریں اور اگر اصلاح کی گنجائش نہ ہو تو حکومت کو اس محکمہ کے حکام کا محاسبہ کرنا چاہیے..............

....

عصمت فروشی قانون کے سایہ میں

کہنے کے لئے پاکستان و ہندوستان کو انگریزوں کے سامراجی شکنجے سے نجات مل گئی لیکن حقیقت ہے. دردناک حقیقت کہ آزادی کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہ پاکستانی عوام کر سکے نہ ہندوستانی عوام.....!

آزادی سے ملنے سے پہلے ہم کہتے تھے......انگریزوں نے مشرقی تہذیب و اخلاق کی شاندار روایات کو تباہ کر دیا.....

انگریزوں کی وجہ سے ملک میں بے شرمی اور بے حیائی بڑھ رہی ہے

مغربی تہذیب کی برکت سے عورتوں میں شرم و حیا نہ رہی مرد پاکبازی کے جوہر سے محروم ہو گئے.....

لیکن..............

اب تو انگریز ہندوستان و پاکستان سے رخصت ہو گیا اب تو وہ اتنی بے شرمی اور بے حیائی. شراب نوشی اور قمار بازی. فیشن پرستی اور عریاں ناچ کی لعنتیں ہم پر مسلط کرنے کے لئے موجود نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دونوں ملکوں میں بے شرمی و بے حیائی کا سکہ آج بھی رائج ہے جسے ہم مغربی تہذیب کی پیداوار کہتے تھے...کلبوں میں مے نوشیوں، قمار بازیوں، اور عریاں ناچوں کا وہی دور دورہ ہے جس کے لئے انگریزی راج بدنام تھا اور ہماری نظروں میں عورت کی عصمت آج اسی طرح جنس ناکارہ ہے جس طرح انگریزوں کی حکومت میں تھی.....؟

اگر صاف بیانی گناہ نہیں، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف جرم نہیں تو محمود یہاں تک کہنے پر مجبور ہے کہ آزادی ملنے کے بعد.........

ہماری بے شرمی و بے حجابی میں کمی ہوئی تو درکنار الٹے کچھ اضافہ ہی ہو گیا ہے........

ہم عورت کی عصمت پہلے سے کچھ زیادہ ہی جنس ناکارہ سمجھنے لگے ہیں.........

پاکستان و ہندوستان کے اخباروں میں عورتوں کے اغوا اور جبری آبروریزی کی خبریں پہلے سے زیادہ چھپنے لگی ہیں.......

اور انسانی جسم کی تجارت جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور عصمت فروشی کے پرائیوٹ اڈے جس

کثرت سے قائم ہو رہے ہیں اس کی مثال انگریزوں کے زمانہ میں بھی نہیں ملتی.......

اس براعظم کے مردوں کی پاکبازی اور عورتوں کی شرم وحیا تمام دنیا میں مشہور تھی......

یہی وہ خطہ ہے جہاں ایک عورت کی بے عزتی کا انتقام لینے کے لئے خون کے دریا بہا دیئے جاتے تھے......

یہی وہ خطہ ہے جہاں عورتیں اپنے ننگ وناموس کی حفاظت کے لئے ہنس ہنس آگ کے دہکتے شعلوں میں کودتی تھیں:....

یہی وہ خطہ ہے جہاں مہارانی ستیا ساوتری، رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی جیسی قابل مثال عورتیں پیدا ہوئیں......

یہی وہ خطہ ہے جہاں عورتوں کے پہننے کے کپڑے دھلائی کے لئے دھوبیوں کو نہیں دیئے جاتے تھے......

یہی وہ خطہ ہے جہاں ہماری بڑی بوڑھیوں کے متعلق بڑے فخر سے کہا جاتا تھا کہ ساری زندگی ان کے دوپٹے کے پلو پر بھی کسی غیر مرد کی نظر نہیں پڑی.......

لیکن آج کیا حال ہے.....؟ دلی ہو یا کراچی.... ہندوستان کا کوئی بڑا شہر ہو یا.... پاکستان کا...آپ کہیں بھی تشریف لے جایئے...شرم وحجاب، عصمت وپاکبازی کی وہ تجلیاں نظر نہ آئیں گی جنہوں نے کبھی اس برعظیم کو بقعہ نور بنا رکھا تھا اور جنہیں دیکھنے کے لئے آج آپ کی آنکھیں ترس رہی ہیں.... ہر شہر میں پیشہ ور طوائفوں کی فوج..... جنہیں انگریزی دور حکومت ختم ہونے کے بعد...... ہماری آزاد، قومی، عوامی، اور نمائندہ حکومتوں نے اپنی مقررہ فیس وصول کرنے کے بعد عصمت فروشی کے باضابطہ لائسنس عطا کر رکھے ہیں گویا یوں سمجھئے کہ طوائفوں کی کمائی کے "پاک" پیسے میں ہماری قومی حکومتوں کی بھی حصہ ہے اور جس بے شرمی وبے حیائی کو ہم انگریزوں کی غلامی کا نتیجہ قرار دے کر جڑ بنیاد سے مٹا دینے کے لمبے چوڑے دعوے کرتے تھے آج اس کو نہ صرف زندہ رکھنے بلکہ فروغ دینے میں بھی ہم سہیم وشریک ہیں......

ہندوستان سے ہمیں کیا لینا.....؟اس سے ہمارا کیا واسطہ.......؟ جو ہر نسوائی کی حفاظت کا عام سوال تھا...انسانی سوال.....اس لئے ہندوستان کا ذکر بھی آ گیا اس کے حکمران اور لیڈر اپنے لئے جو طرز عمل چاہیں اختیار کریں.....سوال پاکستان کا ہے جو دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے جسے ہم نے دنیا میں ایک قابل مثال اسلامی ملک بنانے کے لئے حاصل کیا تھا اور جس کی بنیادوں کو کتاب وسنت پر استوار کرنے کے وعدے آج بھی کئے جا رہے ہیں......!

اسلام نے تقویٰ اور پاکبازی کو جس قدر اہمیت دی ہے اس کے اظہار کی ضرورت نہیں..

اسلام نے عصمت نسوانی کے انمول رتن کو خرید و فروخت کی چیز سمجھنے والوں اور سمجھنے والیوں کے لئے حظ نفسانی کی خاطر شرعی حدود سے تجاوز کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے جو سخت سزا مقرر کی ہے وہ بھی ہمارے علم میں ہیں آپ کے علم میں ساری دنیا کے علم میں ہے...اگر ملک میں کتاب وسنت کا دستور نافذ ہونے سے پہلے شرعی سزاؤں پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا تو نہ سہی......لیکن یہ کس خدا نے کہا ہے یہ اخلاق وغیرت کا کون سے اصول ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کی مسلمان حکومت جو قوانین شرعیہ کی بنیادوں پر اپنے دستور کو استوار کرنے کے وعدہ بھی کر رہی ہے تکمیل دستور کے وقت تک عصمت فروشی کے انسداد کے لئے بھی کوئی قدم نہ اٹھائے اور قانون کی حفاظت میں عورتوں کے جسم کی تجارت کو روا رکھے.......؟

....

نئی کابینہ

خدا کا شکر ہے کہ چند روزہ تکلیف دہ تعطل دور ہو گیا اور سابق وزیر خزانہ چودھری محمد علی نے نئی کابینہ مرتب کرلی....

جس زمانے میں قائداعظم محمد علی جناح نے ملت اسلامیہ کی زمام قیادت سنبھالی تو بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علی خاں نے ایک شعر کہا تھا جس کا پہلا مصرعہ مجھے اس وقت یاد نہیں بہرحال شعر کچھ اس طرح تھا..........

سیاسی قیادت کی مسند ملی ہے　　　　محمد علی سے محمد علی کو.........

مولانا موصوف کا یہ شعر سب سے زیادہ چسپاں ہوا ہے پاکستان میں وزارت کی ہوجو تبدیلی پر جس زمانے میں یہ شعر کہا گیا تھا مولانا محمد علی جوہر کی مسند قیادت قائداعظم محمد علی جناح کو ملی تھی چند سال کے فصل کے بعد لیکن اب قدرت نے سابق وزیراعظم مسٹر محمد علی چوہدری کی مسند وزارت بلافصل چوہدری محمد علی کو تفویض کردی صرف یہی نہیں کہ دونوں بزرگ ہم نام ہیں بلکہ ان کا خاندانی لقب ''چوہدری'' بھی ایک ہے....

نئے وزیراعظم چوہدری محمد علی کی دیانتداری اور محنت پذیری تمام شبہات سے بالاتر ہے.....

ایک نوزائیدہ ملک میں سکرٹریٹ کی تشکیل و تنظیم کوئی معمولی کام نہ تھا، اس گرانبار فرض کی انجام دہی کے لئے قائداعظم کی نظر جوہر شناس نے چوہدری محمد علی کو منتخب کیا اور اس طرح صرف یہی نہیں کہ چوہدری صاحب نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا گہرا نقش قوم کے دل پر مرتسم کر دیا بلکہ سکریٹری جنرل کی حیثیت سے ملکی نظم و نسق کا جو وسیع اور ہمہ گیر تجربہ حاصل کیا وہ پاکستان کے لئے بیش قیمت اثاثہ اور اس کے مستقبل کے لئے مبارک فال ہے ملک غلام محمد کے گورنر جنرل مقرر ہونے پر چوہدری محمد علی کو وزارت خزانہ کا قلمدان تفویض ہوا اور انہوں نے جس حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ ملک کو تباہ کن اقتصادی بحران سے بچایا.....وہ سب کی نظروں کے سامنے ہے پاکستانیوں کو امید ہے کہ چوہدری محمد علی جس طرح حکومت پاکستان کے سکریٹری جنرل اور وزیر خزانہ کی حیثیت سے کامیاب رہے ہیں اسی طرح وہ

وزیراعظم کی حیثیت سے بھی کامیاب رہیں گے...

نئی وزارت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی زمام قیادت اگرچہ مسلم لیگ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ مسلم لیگی وزارت نہیں بلکہ مسلم لیگ اور متحدہ محاذ کی مخلوط وزارت ہے جس میں دونوں پارٹیوں کے نمائندوں کی تعداد برابر ہے اور متحدہ محاذ کے لیڈر مولوی ابوالقاسم فضل الحق بھی کابینہ میں شامل ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے دنوں پاکستانیوں کو مولوی فضل الحق سے شکایت کا موقع ملا لیکن ان کی پرانی خدمات اور سیاسی تجربات سے انکار نہیں کیا جاسکتا نئی کابینہ میں مولوی فضل الحق کی شرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نظریات بدل چکے ہیں اور محمودہ کو یقین ہے کہ اگر وہ سچے دل سے حکومت کے ساتھ اشتراک کریں تو پاکستان کو ڈاکٹر خاں صاحب کی طرح مولوی فضل الحق کے پرانے تجربات خلوص اور عوامی ذہنیت سے فائدہ پہنچے گا...

نئی کابینہ کی یہ خصوصیت بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں کہ اس میں مشرقی بنگال کے مشہور ہندو لیڈر مسٹر کامنی کمار دت شامل کیے گئے ہیں اس سے پیشتر قائد ملت لیاقت علی خاں شہید کی زیر قیادت پاکستان کی پہلی کابینہ میں مشرقی بنگال کے اچھوت مسٹر جوگندر ناتھ منڈل شامل کیے گئے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد وہ پاکستان سے غداری کر کے ہندوستان بھاگ گئے اور اس کے بعد پاکستان کی کابینہ کسی اقلیتی نمائندے کی شرکت سے محروم رہی تھی نئے اقلیتی وزیر مسٹر کامنی کمار دت نے اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے یہ بیان دیا ہے وہ محمودہ کی نظر میں قابل تعریف ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ:۔

"اگرچہ مجھے کابینہ میں ایک اقلیتی نمائندے کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے لیکن میں خود کو محض اقلیت کا نمائندہ نہیں بلکہ سارے پاکستان کا نمائندہ سمجھتا ہوں اور کسی مذہبی امتیاز کے بغیر تمام پاکستانیوں کی خدمت کروں گا"

محمودہ مسٹر دت کو یقین دلاتی ہے کہ اگر ......ان کے دل میں یہی جذبہ ہے اور وہ مذہبی و صوبائی امتیازات سے بالاتر رہ کر تمام پاکستانیوں کو یکساں اپنا بھائی اور خدمت دادار کا مستحق سمجھتے ہیں تو تمام پاکستانی بھی انہیں اپنا محترم بھائی سمجھیں گے اور ان کے ساتھ مکمل اشتراک کریں گے....

اس نازک موقع پر جب کہ ملک کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ سیاسی لیڈروں کی جتھے بندیاں اور ریشہ دوانیاں ختم ہوں اور وہ ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکھ کر ملک وقوم کی خدمت کے لئے متحدہ ہو جائیں عوامی لیگ کا نئی کابینہ میں شراکت سے انکار کر دینا باعث افسوس ہے قوم کو امید ہے کہ عوامی لیگ کے لیڈر مسٹر حسین شہید سہروردی اپنے بعض نادان دوستوں کے مشورات پر عمل کرنے کے بجائے پارٹی کے محدود مفاد پر پاکستان کے ہمہ گیر مفاد کو ترجیح دیں گے اور نئی کابینہ میں شمولیت منظور کر لیں گے تا کہ جدید وزارت ہر اعتبار سے ملک کی متحدہ قومی وزارت بن جائے اور تمام ممتاز پارٹیوں کے لیڈر مل جل کر پاکستان کے سفینہ کو اس ساحل مقصد تک پہنچائیں جو ہماری نظروں کے سامنے آٹھ برس سے ہے لیکن ابھی اس تک پہنچنا ہمیں نصیب نہیں ہوا....

محمودہ کی دعا ہے کہ یہ نئی حکومت کو بیش از بیش کامیابی نصیب ہو ملک کو گرانی، بلیک مارکٹ ذخیرہ اندوزی، رشوت اور دیگر بدعنیوں سے نجات ملے کشمیر کے چالیس لاکھ مسلمانوں کو حق خود ارادی حاصل ہو پاکستان کو اپنی قربانیوں سے عالم وجود میں لائے والے مہاجروں کو اطمینان کی فضا میں سانس لینے کا موقع ملے اور آٹھ کروڑ پاکستانی ترقی وخوشحالی کے ایک نئے دور سے آشنا ہوں...آمین

....

مغربی تہذیب کا کرشمہ

ہنری صاحب لکھتے ہیں............

پرانی کتابوں میں یہ کہانیاں عام طور پر موجود ہیں کہ فلاں بادشاہ اچانک گم ہو گیا فوج اور اس کے فرزندانِ دل بند اس کی تلاش میں سمندروں کے سینے چیر کر ہمالیہ ایسے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے اور صحراؤں کے سرابوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پریوں کے ملکوں میں جا پہنچے اور وہاں سے بادشاہ سلامت کو ڈھونڈ لائے یا ایک شہزادے نے خواب میں ایک حسین و جمیل شہزادی کو دیکھا اور وہ اس کی تلاش میں گھر بار ماں باپ اور ناز و نعم چھوڑ کر نکل گیا پھر اس کے بھائی اور بہن اس کی تلاش میں نکلے اور برسوں کی تلاش کے بعد اسے اور اس کی مطلوبہ شہزادی کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے

اب بادشاہوں کے قصے صرف اوراقِ پارینہ تک محدود ہیں لیکن دنیا سب سے بڑے جمہوریت پسند اور تہذیب نو کے علمبردار برطانیہ میں جس کی تقلید پاکستان کے دیسی صاحب لوگ اور بیگمات ضروری سمجھتی ہیں.....ایسے بادشاہ لوگوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جو اپنی بیوی بچوں اور گھروں کو اچانک تیاگ کر غائب ہو جاتے ہیں برطانوی اخبارات کی اطلاع کے مطابق اپنی ہوم گورنمنٹ کو چھوڑ کر غائب ہو جانے والوں کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ چکی ہے اور اس میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اس صورت حال نے برطانیہ میں ایک اور اہم مسئلہ نمبر ایک پیدا کر دیا ہے اور حکومت اس سے نپٹنے کے ذرائع پر غور کر رہی ہے....

عہد قدیم میں بادشاہوں کی تلاش کا کام فوج اور بادشاہوں کے فرزندانِ پسند انجام دیا کرتے تھے لیکن برطانیہ میں یہ نیک خدمت پولیس کے سپرد ہے جو سمندروں کا سینہ چیرنے کی قائل نہیں ہے لیکن عہد جدید کے بادشاہ لوگوں کو بسوں، سینماؤں، ریسٹورانوں اور تنگ و تاریک گلیوں میں ضرور تلاش کرتی ہے اور ان میں سے اکثر کو کسی نہ کسی کمسن محبوبہ کے ''کپ بورڈ'' سے نکال لاتی ہے مگر اب ''بادشاہ لوگ'' اتنی بڑی تعداد میں اچانک فرار ہونے شروع ہو گئے ہیں کہ پولیس اپنے آپ کو لاچار سمجھنے لگی ہے اور اس کا خیال ہے کہ حکومت ''ہوم گورنمنٹوں'' کو چھوڑ کر بھاگنے والوں کو اشتہاری مجرم قرار دے کر

ان کی تصاویر اخبارات میں شائع کرا دے تو اس مسئلے سے نپٹا جا سکتا ہے۔۔۔:

برطانیہ میں شوہر یا بادشاہ لوگ اپنی بیویوں کو اچانک چھوڑ کر کیوں بھاگتے ہیں اس کا جواب ایک "مفرور زوجہ" انگریز پیڈے کی زبان سے سن لیجئے جسے پولیس کئی مرتبہ تلاش کر کے اس کی بیوی کے حوالے کر چکی ہے لیکن وہ ہر مرتبہ بھاگ جاتا ہے اور بیوی کے پاس رہنے کے مقابلہ میں جیل جانے کو ترجیح دیتا ہے پیڈے کا بیان ہے کہ میرے بیوی بڑی زباں دراز ہے فیشن ایبل فضول خرچ اور ظالم ہے اس لئے میں اس کے پاس رہنا نہیں چاہتا یعنی برطانیہ میں پیڈے اور اس قسم کے اور بادشاہ لوگ عموماً عورتوں کے بے جا آزادی اور بے راہ روی سے مجبور ہو کر فرار ہوتے ہیں۔۔

یہ امر فی الحال باعث اطمینان ہے کہ پاکستان میں ابھی تک شوہروں نے فرار ہونا شروع نہیں کیا حالانکہ مغرب کی تقلید میں پاکستانی بیگمات نے بھی فضول خرچی اور بے راہ روی اختیار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور انہوں نے شوہروں کا ناک میں دم کر رکھا ہے لیکن پاکستانی شوہر اس دور جدید میں بھی ایشیائی بے وضع داری کو قائم رکھے ہوئے حالات کا مقابلہ کر رہا ہے اگر "حوا کی بیٹیوں" نے انہیں زیادہ مجبور کیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ پاکستانی شوہر بھی اچانک گم ہونے شروع ہو جائیں اور اخبارات کے کالموں میں تلاش گم شدگان کے متوازن کی جگہ "تلاش شوہراں" شائع ہونے لگے۔۔۔۔۔

....

بھارتی اردو

اب تک تو صرف یہی لطیفہ سنا تھا کہ ایک سردار جو پریڈ کراتے وقت اپنی مادری زبان میں پریڈ کے احکامات ارشاد فرمایا کرتے تھے مثلاً "اسٹینڈ ایٹ ایز" کی جگہ وہ "سوکھے" کا نعرہ بلند کرتے تھے اور "اٹینشن" کی جگہ فرماتے تھے "ادلھے" اور جب دستے مارچ کرتے تھے تو وہ فرماتے جاتے تھے کھبے سجے یعنی لفٹ رائٹ لفٹ رائٹ مگر یہ لطیفہ اب بھارت میں ایک سنجیدہ واقعہ بن گیا ہے کہ وہاں پریڈ کی اصطلاحات کو بھی شدھ کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور عجیب عجیب ترجمے ہو رہے ہیں مثلاً یوم آزادی کے موقعہ پر جو پریڈ ہوئی اس میں پریڈ کمانڈر نے "پریذنٹ آرمز" کی جگہ "ارپن شستر" کا نعرہ بلند کیا مگر اس ترجمے کو ہندی اور انگریزی جاننے والوں نے نہایت مہمل قرار دیا کیونکہ "ارپن" کے معنی ہیں نذر کرنا اور نذر کرنے اور پیش کرنے میں بڑا فرق ہے لہٰذا اب اس ہندی کو اسی اردو کا سہارا لینا پڑا جو ہندوستان کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی زبان سمجھی جاتی ہے اب "ارپن شستر" کی جگہ "سلامی دو" کہا جاتا ہے اسی طرح "آیز فرنٹ" کی جگہ پہلے "سیدھے نین" کہا گیا تھا مگر اب سامنے دیکھو کہا جاتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ یہ ہندی اردو کو پناہ ڈھونڈ رہی ہے

یہ ترجمے خواہ اردو میں ہوں یا ہندی میں کچھ عجیب مضحکہ سے نظر آتے ہیں ایک صاحب نے وکیل کو بھاڑو اور لیٹر بکس کو "پتر گھسیڑ" بنا دیا تھا شکر ہے کہ پاکستان میں یہ شوق جنوں کی حد تک نہیں پہنچا ہے......

ایک بزرگ گزرے ہیں مولوی نظام الدین حسن وہ اس معاملے میں بڑی احتیاط برتتے تھے کہ اپنی کسی اردو تحریر میں کوئی انگریزی کا لفظ نہ آنے دیں مثلاً بائیسکل کا ذکر مقصود ہے تو اسے اردو میں اور پتہ لکھ رہے ہیں لفافے پر تو لانوش روڈ ہرگز نہ لکھیں گے بلکہ خواہ کتنی ہی تحقیق و تفتیش کیوں نہ کرنی پڑے وہ لکھیں گے سڑک موسومہ بنام نائب السلطنت از سنہ قبول لغایت سنہ فلاں" اب ڈاکیہ اس لفافے کو شخص متعلق تک پہنچائے یا یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کو دے آئے مولوی نظام الدین حسن نے اپنی اسی شدت پسندی کی رو میں بہت سی مفید چیزیں بھی ایجاد کر دی تھیں مثلاً اے ایم اور پی ایم کی جگہ وہ قظ

اور ان کا لکھا کرتے تھے یعنی قبل ظہر اور بعد ظہر لنچ کو ظہرانہ رایٹ ہوم یا ٹی پارٹی کو عصرانہ اور ڈنر کو عشائیہ سب سے پہلے ان ہی نے استعمال کیا تھا مگر وہ بھی اس حد تک نہ پہنچے تھے کہ پریڈ کے احکامات کی اصطلاحات کے ترجمے کر ڈالے.....

قصہ دراصل یہ ہے کہ بھارت میں ہندی کو جس قدر ہمہ گیر بنانے کی کوشش ہو رہی ہے اسی قدر ہندی کو عجز نمایاں ہوتا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں جتنی سنجیدگی برتی جا رہی ہے اتنی ہی مضحکہ خیز صورت حال پیدا ہو رہی ہے ہندوستان کے باہر کا تو خیر کوئی سوال ہی نہیں خود ہندوستان میں یہ حال ہے کہ مسلمان ہی نہیں ہندو بھی یہ زبان سن کر مفہوم سوچتے رہ جاتے ہیں کہ ان کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے اور یہ سن کر ان کو کیا کہنا چاہیے مگر ہوتا یہی ہے کہ جب ہندی کی دال نہیں گلتی تو پھر اسی شجر ممنوعہ سے الفاظ توڑنا پڑتے ہیں جس کو اردو کہتے ہیں اور اب تو رفتہ رفتہ یہ ہونے لگا ہے کہ بڑے بڑے مہاشے اردو ہی بولتے ہیں مگر اصرار یہ ہوتا ہے کہ سننے والے ہماری اس اردو کو اردو نہ کہیں بلکہ ہندی کہیں اور اب بھارت میں اردو کا مستقبل یہ ہے کہ زندہ تو خیر صرف وہی رہے گی مگر نام ہو گا اس کا ہندی اور اردو کے بہی خواہ کہہ رہے ہیں جینے کے لئے نام کسی کسی طرح جیئے تو سہی.....

....

اسلامی کیرکٹر

اسلام کے ابتدائی دور کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک زخمی مسلمان اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا ایک مجاہد جان بلب زخمی کو پانی پلانے کے لئے آگے بڑھا مشکیزہ کا دھانہ اس کے منہ سے لگانا ہی چاہتا تھا کہ برابر سے دوسرے زخمی کر کراہنے کی آواز آئی وہ بھی پیاسا تھا پہلے زخمی نے مشکیزہ لبوں سے ہٹا دیا اور کہا کہ پہلے میرے مجروح ساتھی کو پانی پلاؤ....

پانی پلانے والا دوسرے زخمی کے قریب گیا اور اس کے خشک ہونٹوں کو پانی کے چند قطروں سے تر کرنا چاہا دفعتاً تیسرے زخمی کی آواز آئی......

"پیاس، پیاس......" دوسرے جاں بلب زخمی نے بھی پانی پینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھ سے پہلے میرے ساتھی کو پانی پلاؤ.....

مشکیزہ بردار تیسرے زخمی کے پاس گیا پیاس کی شدت سے اس کا برا حال تھا لیکن اس نے اپنے خشک ہونٹوں کو پانی کی ایک بوند سے بھی تر کرنا گوارا نہ کیا اور کہا کہ پہلے میرے دونوں ساتھیوں کو پانی پلا دو......اس کے بعد میں پانی پیوں گا......

پانی پلانے والا دوبارہ پہلے زخمی کے پاس آیا وہ آب کوثر سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے دنیا سے رخصت ہو چکا تھا......دوسرے زخمی کے پاس آیا وہ بھی دار فانی سے منہ موڑ کر اپنے پروردگار کے جوار عاطفت میں پہنچ چکا تھا... پانی پلانے والا حیران مشکیزے میں پانی جھلک رہا ہے............

لیکن پینے والا کوئی نہیں !!!!!

یہ ہے اسلامی کیریکٹر اور یہ تھا سچے مسلمانوں کا کردار، بات کے دھنی، زبان کے پکے، اصول کے پابند، حق کے پرستار دوسروں کی خدمت کے لئے کمر بستہ اپنے وقار کو اجتماعی مفاد پر قربان کر دینے کے لئے تیار...... پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا تھا لیکن مسلمان اپنے اصول سے نہیں ہٹ سکتا تھا لیکن آج ہمارے کردار کا کیا حال ہے........؟

ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا اسلام کے نام پر...

ہم نے دعوے کیا تھا کہ ہم پاکستان کو دنیا میں قابل مثال اسلامی ملک بنائیں گے

ہم کائنات کے ایک ایک ذرے کو گواہ کر کے کہتے تھے کہ پاکستان میں خلافت راشدہ کے مقدس دور کی یاد تازہ کی جائے گی

ہماری زبانوں پر ہر وقت یہی کلمہ تھا کہ ہم ..... پاکستان کو اسلامی اخلاق، اسلامی اقتدار، اسلامی تہذیب اور اسلامی کیریکٹر کی تجربہ گاہ بنائیں گے۔

ہم تقسیم ہند سے پہلے اپنے خون کے ہر قطرہ کو اسلام کی راہ میں قربان ہو جانے کی دعوت دیتے تھے

ہمارا وعدہ تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے گا

ہم نے پاکستان بننے سے پہلے ساری دنیا کو شاہد کیا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی

..................لیکن..................

پاکستان بن جانے کے بعد ہمارے سارے وعدے سارے پیمان، سارے دعوے طاق نسیاں کا گلدستہ بن گئے.....

آج ہمیں یہ بھی یاد نہیں کہ تقسیم سے پہلے ہم نے اپنے خدا اور خدا کی مخلوق سے کیا اقرار کیا تھا.....

آج پاکستان میں خود غرضی، بے ایمانی، بلیک مارکیٹ، رشوت اور نفع خوری کا بازار گرم ہے.....

آج پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی کھلے بندوں خلاف ورزی ہو رہی ہے

آج پاکستان میں زبان اردو کو واحد قومی زبان بنانے سے انکار کیا جا رہا ہے.

آج پاکستان کی قومی مجالس لیڈروں کی ذاتی جنگ کا اکھاڑہ بنی ہوئی ہے

آج پاکستان کے رہنما ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو قربان کر رہے ہیں

آج پاکستان میں دبی زبان سے اسلامی دستور کی مخالفت کی جا رہی ہے

آج پاکستان میں علی الاعلان مخلوط انتخاب کا کاری مطالبہ کر کے پاکستان کے بنیادی نظریہ کی تردید کی جا رہی ہے

اس کے بعد بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پاکستان کو قابل مثال اسلامی ملک بنائیں گے.

مسیحا آپ ہی بیمار ہے

چند روز ہوئے مغربی پاکستان کے وزیر مہاجرین مسٹر محمد ایوب کھوڑو نے بڑے زور و شور کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ تباہ حال مہاجروں کو جلد سے جلد آباد کیا جائے گا اور سارے مغربی پاکستان میں کسی ایک مہاجر کو بے گھر نہیں رہنے دیا جائے گا لیکن تازہ اطلاعات کے مطابق یہ سنکر کچھ حیرت ہوئی کچھ ہنسی آئی کہ بے گھر مہاجروں کو بسانے کے دعوے کرنے والے وزیر مہاجرین ہی اب تک لاہور میں اللہ کے فضل سے بے گھر ہیں انہیں رہنے کو کہیں کوٹھی نہ مل سکی اپنے ایک دوست کے گھر میں پناہ گیر سے بنے پڑے ہیں....!

شاید اس موقع کے لئے کسی شاعر نے کہا تھا

مژدہ باد اے مرگ عیسےٰ آپ ہی بیمار ہے

لیل و نہار کی گردش کہئے یا تقدیر کا چکر.... مسٹر کھوڑو سندھ میں مرد آہنی تسلیم کئے جاتے تھے اور خاص کر بسانے، اجاڑنے کے فن میں تو ان کا جواب نہ تھا، پیشانی پر بل پڑا...... نہ جانے کتنوں کی دنیا تباہ ہوگئی اور کوٹھیوں، بنگلوں سے نکل کر قید خانوں میں جا پڑے...ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی؟....نہ جانے کتنے انسان خاک سے پاک ہوگئے اور تنگ و تاریک مکانوں سے نکل کر کوٹھیوں اور بنگلوں میں براجمان ہوئے...... لیکن ہجرت، چاہے دھلی سے کراچی و حیدرآباد تک ہو یا کراچی و حیدرآباد سے لاہور تک بہر حال ''ہجرت'' ہے اور مہاجروں کو...... چاہے وہ اصلی مہاجر ہوں یا نام کے مہاجر......... تکلیف جھیلنی ہی پڑتی ہے پھر مسٹر کھوڑو تو ٹھہرے مہاجروں کے وزیر انہیں ہجرت کا کچھ نہ کچھ ذائقہ تو چکھنا ہی چاہئے تاکہ انہیں اپنے چشم کرم کے متمنی مہاجروں کی تکالیف کا تھوڑا بہت اندازہ ہو سکے....

مسٹر کھوڑو کے اب تک ''پناہ گیر'' بنے رہنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ لاہور میں نہ تو ایسا کوئی مکان خالی ہے جو بڑے آدمیوں کے رہنے کے قابل ہو اور نہ کوئی سرکاری کوٹھی جو وزیر مہاجرین کی خدمت میں پیش کی جا سکے......

لاہور جیسے عظیم الشان شہر میں بڑے آدمیوں کے رہنے کے قابل کوئی مکان خالی نہ ہو...... یہ بات محمودہ

کی سمجھ میں تو آتی نہیں لاہور میں مکانوں کی کمی نہیں ہر علاقے میں ایک چھوڑ کئی کئی عالیشان کوٹھیاں اور خوبصورت بنگلے مل جائیں گے پھر بھی مسٹر کھوڑو کو کوئی رہنے کے قابل مکان نہ مل سکے تو اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ یا تو وزیر مہاجرین صاحب کی جیب میں مکانات کی پگڑی ادا کرنے کے لئے معقول رقم نہیں یا وہ "پردیس" میں قانون سے بہت ڈرنے لگے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر میں مالک مکان کے سر پر کئی ہزار کی پگڑی باندھوں ادھر کوئی شخص چپکے سے تھانے میں رپٹ لکھوادے کہ وزیر مہاجرین نے بھی اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر "پگڑی" کے ذریعہ مکان حاصل کیا......

لاہور میں مسٹر کھوڑو کے لئے جو کوئی سرکاری بنگلہ خالی نہیں اس کے متعلق کوہ پیانے یہ دلچسپ انکشاف کیا ہے کہ مغربی پاکستان کے وزیروں کی تعداد چھ ہے اور پنجاب کی سابق دستی کابینہ کے وزیروں کی تعداد سات تھی جو تمام کے تمام سرکاری بنگلوں میں رہتے ہیں آخر یہ پورے دو بنگلے کہاں غائب ہو گئے جبکہ موجودہ کابینہ کے ایک وزیر میاں ممتاز دولتانہ اپنی کوٹھی میں رہتے ہیں وہ قبائلی علاقوں کے وزیر جناب قربان علی خاں پشاور میں قیام فرمائیں گے ان کے حصے کی بھی دو کوٹھیاں خالی ہیں اس طرح لاہور میں خالی سرکاری کوٹھیوں کی تعداد ۴ تک پہنچ جاتی ہے اب یہ کام بھی وزیر مہاجرین و آبادکاری کا ہے کہ وہ پتہ چلائیں کہ ان سرکاری کوٹھیوں پر محکمہ آبادکاری کی زبان میں کن لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے؟ اس سراغ کے بعد ان کے نام بے دخلی کے نوٹس جاری کرنے چاہئیں اگر مسٹر کھوڑو نے ایسا نہ کیا تو سارا زمانہ وزارت اپنے دوست ہی کے ہاں گزارنا پڑے گا......

....

حدیث دیگراں

مفسر قرآن حضرت علامہ شائق احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں...محترمہ محمودہ سلطانہ جزاک اللہ خیراً برق وشرر مورخہ ۲۴ دسمبر پڑھا اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے قلم کو مدتوں اسلام کی حمایت کے لئے زندہ اور سرگرم رکھے آمین روس کے منکرین وملحدین بھارت کی صرف غیر جانبداری کے اتنے ممنون ہیں کہ انھوں نے گوا اور کشمیر کے معاملات میں بھارت کی کھلی حمایت کا اعلان کر دیا اور ہم پاکستانی عالم اسلامی کے قومی ولولوں اور امنگوں کے متعلق غیر جانبدار نہیں بلکہ اس قدر زبردست حامی اور طرفدار ہیں کہ کسی بڑی سے بڑی طاقت مثلاً امریکہ و برطانیہ کی مخالفت سے نہیں گھبراتے نہر سوئز، ایرانی تیل، نخلستان بریمی، تونس، الجزائر، مراکش وغیرہ کے متعلق ہماری حکومت اور عوام نے ہمیشہ اسلامی ملکوں کے مطالبات کو غیر مشروط حمایت کی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ کرتے رہیں گے ہم نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا اور بھارت اسے تسلیم کر چکا ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے برق وشرر میں بلکل صحیح لکھا ہے کہ اسلامی ممالک کی حکومتوں نے ایک مرتبہ بھی کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کی حمایت اور ہندوستان کی کھلی ہوئی استعماریت کی مذمت میں کوئی واضح اعلان نہیں کیا....

پاکستان کی حمایت اور بھارت کی مذمت تو دور کی بات رہی عالم اسلامی کا تو اب یہ حال ہے کہ وہ بھارت کی دوستی اور خوشامد میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں جی ہاں......وہی بھارت جہاں آج بھی سمپورنانند جیسے دشمن اسلام وزیر اعلیٰ مظلوم ومقہور مسلمانوں کو یہ تنبیہ کر رہے ہیں کہ عرب کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھو یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو اپنی روحانی تسکین کا مرکز سمجھنا چھوڑ دو.....آج جلالۃ الملک شاہ سعود بھی بھارت کا دورہ فرما رہے ہیں اور پنڈت جواہر لال نہرو کو حجاز مقدس کے دورے کی دعوت دے رہے ہیں.....

جی ہاں.......وہی پنڈت نہرو

جو بڑے فخر سے ساتھ کہتے ہیں کہ میں اللہ کو نہیں مانتا

جنہوں نے ایشیائی وافریقی ممالک کی کانفرنس میں خدائی خوار یہودیوں کی نام نہاد حکومت اسرائیل کو

مدعو کرنے کی پرجوش حمایت کی اور جب پاکستان نے یہودیوں کی حمایت سے انکار کیا تو پنڈت نہرو ناراض ہو گئے...

جن کے بعد حکومت میں ہندوستان کے چار کروڑ مسلمان بے بسی، محکومی، خوفزدگی اور سراسیمگی کی مظلومانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں..

جنہوں نے کشمیر کے چالیس لاکھ مجبور و بیکس مسلمانوں کو اپنے ظلم و فوجی طاقت سے غلام بنائے رکھنے کا فیصلہ کر لیا اور ان کے حق خودارادی کو بری طرح پامال کر رہے ہیں...

حالات و واقعات کی ستم ظریفی دیدنی ہے کہ وہی مجاہد ترک جنہوں نے فلسطین کے ارض مقدس کی حمایت اور حفاظت اور دفاع کے لئے پہلی جنگ عظیم کے موقعہ پر اپنے ایک ایک مجاہد سپاہی کو حکم دیا کہ بیت المقدس کے دفاع کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہادو اور یہ افسانہ اور کہانی گپ نہیں تاریخ ہے کہ فلسطین اور بیت المقدس کی حفاظت میں عرب اور برطانوی گولوں کو اپنے سینوں پر روک کر جانیں قربان کر دیں مگر ایک بھی مجاہد بیت المقدس کی طرف پیٹھ کر کے زندہ واپس نہیں کیا اور جب ارض مقدس اپنے فدائی محافظ اور مدافع ترک مجاہدوں سے خالی ہو گیا تو اس کے بعد فاتح فوج کے داخلہ کے وقت آگے آگے دو گھوڑے تھے ایک پر جنرل ریان سبائی اور دوسرے پر ایک عرب شہزادہ تھا اور اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم مسٹر لارڈ جارج نے انتہائی فخر و مباہات سے برطانوی پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ ہماری فوجیں فلسطین میں داخل ہو گئیں اور آج ہم نے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے لیا ہے.....

اسلام کے ان فدائی اور ارض مقدس فلسطین کے ان سچے محافظ ترکوں سے آج مصر و حجاز وغیرہ بہت ناراض ہیں کہ انہوں نے اسرائیل کو کیوں تسلیم کر لیا ترک بڑے تحمل اور خوددار ہیں وہ اعتراض سنتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتے مگر ان کی طرف سے ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ فلسطین کو انگریزوں کے حوالے کس نے کیا اور فلسطین کو انگریزوں کے قبضہ میں جانے سے بچانے کے لئے کس نے اپنے ہزاروں مجاہدوں کی قربانی دی؟ پہلی جنگ عظیم میں ترکوں نے تو فلسطین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا رکھنا

چاہا مگر خود عربوں نے فلسطین کا اسلامی جھنڈا سرنگوں کر کے وہاں یونین جیک لہرانے میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور پھر انگریزوں نے اپنے وفادار عرب دوستوں کو دوستی اور وعدہ کا یہ صلہ دیا کہ فلسطین کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا اللہ ہی کے یہاں یہ فیصلہ ہوگا کہ آج ارض مقدس فلسطین پر اسرائیل کے تسلط کی ذمہ داری کس پر ہے ترکوں پر یا عربوں پر......

....

مر بے حیا

صبح سویرے، سلام نہ دعا، چھٹتے ہی...... مر بے حیا......کا نعرہ الہٰی خیر آج محمودہ کس پر ادھار کھائے بیٹھی ہے......؟

اجی غریب محمودہ کس پر غصہ کرے وہی پرتاب والے بے غیرت، بے شرم، بے حیا، بے دین، بے اصول، بے ایمان، بے پیندی کی لٹیا، بے دال کی بودم نکلنے ماموں نیپالی کی جان کو پیٹ رہی ہے۔ اللہ جانے بے غیرتوں کے ملک ہندوستان میں جے چند سے لے کر مظلوم بہادر شاہ ظفر کے نمک حرام پرائیوٹ سکریٹری پیارے لال تک لاکھوں بے غیرت مرے ہوں گے تب کہیں جنم دیا ہوگا کسی کنواری ماں نے بے غیرتوں کے اس ''سرانڈ'' ماموں نیپالی کو...

کہنے والے کہتے ہیں...اگر سانپ کو ''ماموں'' کہہ دو تو وہ بھی نہیں ڈستا...لیکن یہ قبروں سے سینکڑوں برس کے گڑے مردے اکھیڑنے والا بجو نیپالی......!! اسے بہن بھانجی کی لاج نہیں ان کے ''عورت پن'' کو نفس پرستی کی آگ بھیرنے والی نظروں سے گھورتا اور ان کے حسن و شباب کو کوڑیوں کے مول بیچ کر اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنا چاہتا ہے...

یہ سرآمد بے غیرتانِ عالم جب تک لاہور میں رہا اپنی بھانجیوں کو ہیرا منڈی میں بیٹھنے پر مجبور کرتا رہا لاہور سے بھاگ کر دلی آیا تو اپنی بھانجیوں کے بل پر کاٹھ بازار اور نئی چاوڑی کا ٹھیکیدار بنا بیٹھا اور اب بھی اس ''حلال'' کی کمائی سے ''حلال خور'' کا دل نہ بھرا تو ''پرتاب'' کی ایک تازہ اشاعت میں اپنی منہ بولی بھانجی محمودہ کو لکھتا ہے کہ

''کراچی میں تمہاری جگہ اخبار ''انجام'' کا دفتر نہیں بلکہ نیپئیر روڈ ہے......

جی چاہتا ہے کہ بے غیرتوں کے اس ''راشٹر پتی'' کو اتنی بے نقط سناؤں کہ اس کی سات پشتیں ترک میں تلملا اٹھیں اور اس کم بخت کو مرنے کے بعد بھی جب محمودہ کے میٹھے میٹھے بول یاد آئیں تو کرما کرم سے پہلے چتا میں اٹھ کر بیٹھ جائے اور کفن پھاڑ کر اپنے برخودار کو وصیت کرے کہ بجو دنیا کے منہ آنا، لیکن اگر منہ نہ آنا تو کسی آزاد ملک کی مسلمان عورت کے......لیکن پھر سوچتی ہوں...محمودہ اس نکلنے ماموں کا

تو کچھ بگڑے گا نہیں ہاں تیری ہی زبان خراب ہو گی... یہ تو ایسا چکنا گھڑا ہے جس پر ساری دنیا کی لعنت اور پھنکار پانی کی ایک بوند بن کر پھسل جاتی ہے...... پھسلتی بھی نہیں جذب ہو جاتی ہے...... محمودہ تو نے سنی نہیں وہ مثل ...... "بے حیا کی بلا دور" بیچ بازار کسی نیپالی جیسے "غیرت مند" کے پچاس اڑا دو تو کھیسیں نکال کر یہی کہے گا...... "ایشور کو دھنباد میرے کپڑوں کی دھول برش بنا جھڑ گئی میری کھوپری کے بالوں کو کنگھے کا احسان لینے کی ضرورت نہ رہی..........

محمودہ جھوٹ کیوں بولے۔ "پرتاب" کے ننگے ماموں نیپالی کی گندی، فحش گالیاں پڑھ کر غصہ ضرور آتا ہے لیکن عورت، کسی ملک، کسی قوم، کسی مذہب کی سہی پھر عورت ہے اس کا دل نرم ہوتا ہے وہ عفو و کرم کی مورت ہوتی ہے دشمن پر بھی بے بھاؤ کی پڑنے لگیں تو اس کا دل دکھتا ہے دشمن پر بھی ترس آ جاتا ہے اور سوچتی ہے کہ اس کو معاف کر دے اور مصیبت سے بچا لے... نیپالی کے الفاظ کے مطابق محمودہ کے گورے گورے مکھڑے پر "کالے کو گلز" ہوں یا نہ ہوں لیکن اس کے مضبوط کو وقار اور سارے ہندوستان کو فٹ بال بنا دینے کا دعویٰ کرنے والے قدموں میں ڈیڑھ سیر وزن کا پٹھانی چپل ضرور ہے....

..........مگر..........

محمودہ کے سینے میں عورت کا دل ہے وہ خبیث "پرتاب" کے اخبث نیپالی کو قابل تعزیر نہیں قابل رحم سمجھتی ہے اس کا دل کہتا ہے...... محمودہ......! اس نیپالی کی کوئی خطا نہیں یہ غریب اپنے پرکھوں کی ریت اور قومی فطرت و جبلت سے مجبور ہے جس بے غیرت قوم نے راج گدیاں، جاگیریں، اعلیٰ ملازمتیں، پنج ہزاری و ہفت ہزاری منصب اور یہ بھی نہیں تو محض "خلعت ہفت پارچہ و کلغی مروارید" حاصل کرنے کے لئے ایک ہزار برس تک مونچھوں پر تاؤ دے کر مسلمان بادشاہوں کی خدمت میں اپنی بہنوں، بیٹیوں، بھانجیوں اور بھتیجیوں کے ڈولے پیش کیے ہوں اس کے کسی فرد سے یہ توقع کرنا کہ وہ اپنی بہن بھانجی کی لاج کرے گا ایک خیال خام ہے معاف کر دے ننگے ماموں نیپالی کو بھول جا اس موروثی و نسلی بے حیا کی گندی گالیوں کو

تجھ کو اس بے حیا کی ہے امید　　جو نہیں جانتا حیا کیا ہے

صوبائی خودمختاری

مفسر قرآن حضرت علامہ شائق احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں..................

گذشتہ آٹھ سال میں اسلامی جمہوریت کے مفہوم اور مصداق کی اتنی تشریحیں سامنے آئی ہیں کہ اسلامی جمہوریت ایک چیتا بن کر رہ گئی......

...برطانوی پارلیمنٹری نظام کا چربہ بھی اسلامی جمہوریت ہے اور امریکن نظام کی نقالی بھی..

...وفاقی حکومت بھی اسلامی جمہوریت ہے اور وحدانی

...غرض یہ کہ پاکستان میں جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں اسلامی جمہوریت کی اتنی ہی تشریحات سنی جاتی ہیں آٹھ سال گذر جانے کے بعد بھی ہمارے رہنمایاں عظام یہی طے نہیں کر سکے کہ مرکز اور صوبوں میں اختیارات کی تقسیم کیوں کر ہو.........؟

یہ اس ملت کا حال ہے جس کے ہاں ان بنیادی معاملات کے متعلق کتاب اللہ وسنت رسول اللہؐ واسوہ خلافت راشدہ کی روشن الہامی موجود ہے...............!

دیکھنے والے دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ اسلامی جمہوریت اور قرآنی سیاست کا بلند آہنگ نعرہ لگانے والوں کے سیاسی افلاس کا یہ حال ہے کہ آج وہ مرکز کی صورت اور نوعی بھی طے نہ کر سکے.......!!

حالانکہ.

☆ اسلام

☆ اسلام کی معاشرت

☆ اسلام کی سیاست

☆ اسلام کی اجتماعت

کی روح اعظم ہی مرکزیت ہے اور اس مرکز کا انتہائی نقطہ توحید ہے...

وہ اسلام جس میں رنگ ونسل، وطنیت، علاقائیت اور مقامیت کے تفرقے کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے زبردست حربے سے فنا کر دیا آج اس کے اکابر، علاقائیت اور مقامیت کے بتوں کی پرستش میں

اس طرح از خود رفتہ نظر آتے ہیں کہ انہیں یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ ان کی غلط کاریاں امت مسلمہ کو تباہی کے غار کی طرف لئے جارہی ہیں انہیں یہ بھی خیال نہیں کہ خود ان کی علاقائی زندگی، فلاح اور کامیابی پورے ملک اور پوری ملت...... بہ الفاظ دیگر .... خود مرکز کی زندگی، بقا اور استحکام پر موقوف ہے اور مرکز کی بے دست و پائی خود ان کے لئے تباہ کن ہے..........!

حیرت یہ ہے کہ یہ علاقائی خود مختاری اور آزادی کے مجاہدین کرام بھی عام مسلمانوں سے یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم اسلامی جمہوریت کے علمبردار ہیں ان سے کوئی پوچھے کہ صوبائی خود مختاری اور مرکز کو معطل اور بے اختیار اور بے اثر کرنے کا مطالبہ کرنے والو!! اگر تم عوام کو دھوکہ نہیں دے رہے ہو اور سچے دل سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا بتایا ہوا نظام حکومت نافذ کرنا چاہتے ہوں تو بتاؤ کہ اسلامی جمہوریت اور قرآنی نظام کے بہترین اور مثالی دور میں یعنی خلافت راشدہ کے مقدس دور میں کیا مصر، عراق اور شام کے صوبے آزاد اور خود مختار تھے؟ اور کیا دنیا میں آج بھی کوئی جمہوری ملک اس مقدس دور سے عادلانہ نظام کی نظیر پیش کرسکتا ہے..؟

عرب ایشیا میں ہے اور مصر افریقہ میں اور اس دور میں مرکز خلافت مدینہ منورہ سے قاہرہ تک کا فاصلہ ایک دو دن نہیں ہفتوں میں طے ہوتا تھا مگر اس طویل مسافت اور دوری اور ذرائع آمد و رفت کی کمی کے باوجود کبھی مصر نے، یا عراق نے یا شام نے علاقائی خود مختاری کا مطالبہ نہ کیا بلکہ براہ راست مرکز خلافت سے حکومت ہوتی رہی...

آج مشرقی پاکستان کا فاصلہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہیں اس کے باوجود آپ خود مختاری کا مطالبہ کررہے ہیں سبحان اللہ! اچھا ہے کیجئے تمام اختیارات لے لیجئے بلکہ آپ چار قدم آگے بڑھ کر مرکز سے بالکل آزادی حاصل کرنے کا نعرہ لگائے اور اپنی مکمل آزاد اور خود مختار حکومت قائم کر کے اپنے حریفوں اور دشمنوں کے یلغار کی راہ کھول دیجئے مگر خدارا پھر اسلامی جمہوریت کا نام لے لے کر تو مشرقی پاکستان کے کروڑوں سچے مسلمانوں کو فریب نہ دیجئے ہمیں معلوم ہے کہ آپ کو سحر کیا جاچکا ہے آپ طلسم میں گرفتار ہیں اور جو سامری آپ کو اپنے اشاروں پر نچا رہا ہے وہ وہی ہے جو پاکستان کو کمزور دیکھنا چاہتا ہے تاکہ اپنی ملعون تمنائیں پوری کرسکے......

ہمارا ایٹم بم

افغانستان نے پاکستان کی سرحد پر چار ہزار مسلح فوج جمع کر دی.....اور اس فوج کے پاس جدید ترین اسلحہ بھی ہیں........!

افغانستان اپنے بیس ہزار مسلح قبائل کو پاکستان پر حملے کے لئے تیار کر رہا..

افغان قبائل کے دو ہزار افراد جنوبی وزیرستان کے پاکستانی علاقہ میں گھس آئے اور لوگوں پر گولیاں برسائیں....

افغانستان کے جاسوس پاکستانی علاقہ میں ہندوستان کا روپیہ تقسیم کر کے وفادر پٹھانوں کو پاکستان کے خلاف بھڑکا رہے ہیں.....

افغانستان کے جاسوس پاکستانی علاقہ میں ٹیلیفون کے تار کاٹ رہے ہیں اور ٹرینوں کی پٹریاں اکھاڑ رہے ہیں

افغانستان کے قبائل نے شمالی وزیرستان میں چڑھائی کر کے پاکستان کی فوجی چوکیوں پر گولیاں برسائیں......!

آج آپ کو کیا ہو گیا ہے......؟ کہاں لے بیٹھے یہ پرانا دفتر.....؟ اجی چھوڑیئے ان خبروں کو یہ تو سب کی سب باسی تو اسی ہو گئیں.. آیئے محمودہ آپ کو خبر سنا ئیں اللہ جانے بالکل تازہ یہ تازہ تو یہ تو......ضبط کی بھی کوئی حد ہوتی ہے کہاں سے انسان لائے پتھر کا کلیجہ......! افغانستان کی نت نئی شرارتوں سے آخر ہماری حکومت کے ضبط و صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر ابل پڑا اس کی رگ شجاعت بھڑکی اور بہت زور سے بھڑکی اور پاکستان نے بر سر میدان نعرہ صاحتجرانی بلند کر کے ذلیل افغانستان پر اپنے احتجاج کا زبردست ایٹم بم کھینچ مارا.........!

اف وہ......کسقدر خوفناک ایٹم بم!! امریکہ و روس کے تجرباتی دھماکے بھی اس کے سامنے بگل کی آواز سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے......!!! سچ کہتی ہے محمودہ ہمارے اس احتجاج ایٹم بم سے افغانستان میں زلزلہ آ گیا ہو گا.. زلزلہ........بھیانک زلزلہ........دیوار و در لرز گئے ہوں گے.....بستیاں ویران ہو گئی

ہوں گی ہر طرف موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی ہو گی..........فوجی بارکیں..........کل من علیہا فان..........پڑھ رہی ہوں گی افغانستان کے سپاہی سر پر پیر رکھ کر جو کابل سے بھاگے ہوں گے تو سر پادہ عدم کے سوا انہیں سر چھپانے کے لئے کوئی ٹھکانا نہ ملا ہو گا بہت ممکن ہے کہ ظاہر شاہ کا محل بھی کھنڈر ہو گیا ہو........بہت اکڑتے تھے غریبوں کا چوس چوس کر اپنی بادشاہی پر اب پغمان کے قریب کو لالوکھیت یا گولی مار بسانے کا منصوبہ بنا رہے ہوں گے....

ہماری حکومت نے افغانستان پر جو احتجاج کا ایٹم بم کھینچ مارا ہے اس کے ساتھ ایک خط بھی بندھا ہوا ہے جس میں ہماری حکومت نے افغانستان کے حکرانوں کو لکھا ہے.........

میاں اسی میں خیر ہے تم اپنی شرارتوں سے باز آ جاؤ بھلا یہ بھی کوئی شریفوں کی بات ہے کہ جھنڈے کی توہین کے سلسلہ میں ہمارے تمہارے درمیان جو وعدے وعید ہوئے تھے ان پر ہم تو حرف بحرف عمل کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ تمہیں زبان کا ذرا بھی پاس نہیں یاد رکھو کہ اگر تم اب بھی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو یاد رکھو ہم بھی تمہارے خلاف سخت کاروائی کریں گے اور اس کی ساری ذمہ واری تمہارے سر ہو گی..........

پاکستان کی شرافت اور خدا ترسی کی داد دیجئے کہ اس نے افغانستان کو اپنے خط میں اتنی دھمکی تو ضرور دیدی کہ ہم بھی تمہارے خلاف سخت کاروائی کریں گے لیکن اس کو افغانستان پر ترس آ گیا اور اس نے افغانستان کے ننھے سے دل کو مزید خوف و ہراس سے بچانے کے لئے اپنی مجوزہ سخت کاروائیوں کی تفصیل ظاہر نہیں کی........مگر باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ اگر افغانستان نے اپنی شرارتوں کا سلسلہ بند نہ کیا تو پاکستان تجارتی و سفارتی دفاتر کے ساتھ ساتھ اپنی سرحد بھی بند کر دے گا

خیال فرمایئے کہ افغانستان کے حواس درست کرنے کے لئے اس سے زیادہ سخت کاروائی کیا ہو سکتی ہے کہ پاکستان اس کو اپنے تجارتیے و سفارتی تعلقات کی برکت سے محروم کر دے اور اپنی سرحد بھی بند کر دے.......!محمودہ کے نزدیک حکومت کا احتجاجی ایٹم بم بھی بہت زوردار اور سخت کاروائی کی دھمکی بہت موثر.....اللہ چاہے تو اب افغانستان کے دماغ کی بگڑی ہوئی چولیں بالکل درست ہو جائیں گی

اور انشاء اللہ اس کو ہماری خلاف سر اٹھانے کی جرات اور ہمیں اس کے خلاف پولیس ایکشن کی ضرورت نہ ہوگی بات بھی یہی ہے کہ موجودہ دور میں جبکہ ہر طرف امن عالم کی حفاظت کا شور بلند ہے اگر محض احتجاج اور دھمکیوں ہی سے دشمن کا دم نکل جائے تو اس کے خلاف عملی قدم اٹھانے کی ضرورت ہی کیا..........؟

....

مسلم لیگ کی لاش کہاں ہے؟

چند روز ہوئے مسلم لیگ کے پرانے مخلص کارکنوں کی کنونشن کراچی کے آرام باغ میں دھوم دھام سے ہوئی وزیر مواصلات مسٹر کیانی نے بھی اپنی خطابت کی اسپیشل ٹرین پوری تیزی سے چلائی اور سیٹھ یوسف ہارون نے بھی اپنی سفارت کے قیمتی سوٹ کو خیر باد کہنے کے بعد لیڈری کا پرانا کوٹ نئی سج دھج سے زیب تن فرمایا........ کنونشن میں دھواں دھار تقریریں ہوئیں اور بڑے زوردار ریزولیشن منظور کیئے گئے...... تمام تقریروں اور ریزولیشن میں ٹیپ کا بند ایک ہی تھا...... پاکستان اور مسلمانوں کے لئے مسلم لیگ کا وجود بہت ضروری ہے اسے دوبارہ زندہ کرنا چاہیئے.....

پاکستان مسلم لیگ کے دولت مند اور برسر اقتدار رہنما ڈیڑھ دو برس سے مسلمانوں کو اپنے کنونشن کی جھلک دور سے دکھا رہے ہیں نہ جانے کتنی مرتبہ پاکستان مسلم لیگ کنونشن کے انعقاد کی تاریخیں مقرر ہوئیں لیکن ہر مقررہ تاریخ "التوا" کی بھول بھلیوں میں گم ہوگئی اور آج تک پاکستان مسلم لیگ کے کنونشن کے انعقاد کا وعدہ اسلامی دستور کے وعدے کی طرح شرمندہ تکمیل نہ ہوسکا اس لحاظ سے مسلم لیگ کے پرانے کارکنوں کا یہ جذبہ قابل اعتراف ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کے دولت مند رہنما اب تک جو کام انجام نہ دے سکے تھے وہ ان غریبوں نے کر دکھایا اس جس طرح بھی ممکن ہوسکا اپنا کنونشن کر ڈالا

مسلم لیگ کے اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا

مسلم لیگ کی دوبارہ زندگی آج بھی مسلمانوں کی بہت بڑی خواہش ہے

مسلم لیگ کے دامن سے ملت اسلامیہ کی عظیم الشان تاریخی روایات وابستہ ہیں

مسلم لیگ کی تاریخ موجودہ صدی میں اسلامی ہند کی تاریخ ہے

مسلم لیگ کے سبز ہلالی پرچم کے سایہ میں مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں

مسلم لیگ کے عشق میں پچاس لاکھ مسلمان شہید اور ایک کروڑ خانماں برباد ہوئے ہیں

مسلم لیگ نے ہندوستان کے جتلائے افتراق مسلمانوں کو ایک قوم، ایک پلیٹ فارم، ایک زبان،

ایک پرچم اور ایک قائد کی تعلیم دی
مسلم لیگ نے انگریزوں اور ہندوؤں کی متحدہ طاقت کو شکست فاش دے کر ایک ایسا ملک حاصل کر لیا جو دنیائے اسلام میں سب سے بڑا ملک ہے..

مسلم لیگ ہی وہ جماعت ہے جو آج بھی پاکستان کو موجودہ انتشار سے نجات دلا سکتی ہے اور اس کا وجود آج بھی مسلمانوں کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ قیام پاکستان کے وقت تھا

محمود ہ کے نزدیک ہر وہ آواز مبارک ہے جو مسلم لیگ کی حمایت میں بلند ہو اور ہر وہ قدم قابل ستائش ہے جو مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اٹھایا جائے...... ہاں شرط یہ ہے کہ وہ آواز اس "عجائب المخلوقات" کی آواز نہ ہو جسے عرف عام میں لیڈر کہا جاتا ہے اور وہ قدم کسی ایسی ہستی کا نہ ہو جو الیکشن کے موقعوں پر "قوم کے دیرینہ مخلص خادم" کا روپ دھارن کر کے عوام سے ووٹوں کی بھیک مانگتی پھرتی ہے......ان لوگوں کی پرچھائیں سے بھی اللہ میاں دور ہی رکھیں یہ مطلب کے بندے ذاتی اغراض کے پجاری، ان کے قول وفعل پر جو اعتبار کرے اس کے بیوقوف ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے..

یہی ہمارے لیڈر ہیں جنھوں نے محض ذاتی اغراض کے لئے مسلم لیگ کو اپنے منحوس ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارا اور اب معصوم مطلق بن کر غریب عوام کے سامنے آتے ہیں اور انہیں بیوقوف بنانے کے لئے کبھی کبھی مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کا پرزور نعرہ بھی لگا دیتے ہیں

کراچی میں کونشن غریب مسلم لیگی کارکنوں کی حد درجہ کا نتیجہ تھا اور ان غریب کارکنوں نے مسلم لیگ کی تقریب میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کے لئے جو آواز اٹھائی ہے اس میں یقیناً خلوص موجود ہے اور محمود ہ اس آواز پر تہہ دل سے لبیک کہتی ہے

لیکن ...اگر مسلم لیگ کے مخلص کارکن بھائی برا نہ مانیں تو محمود ہ صفائی کے ساتھ ایک بات عرض کرے.....ورکرز کونشن منعقد کرنے کے لیے آپ کا جذبہ قابل تعریف مسلمانوں کی محبوب ترین جماعت مسلم لیگ کو دوبارہ زندگی عطا کرنے کیلئے آپ کی جدوجہد قابل ستائش......مگر خدا کیلئے اتنا بتا دیجئے کہ آپ مسلم لیگ کے قالب میں زندگی کی نئی روح پھونکیں گے تو کس طرح....؟مسلم لیگ کی

لاش لالوکھیت. ڈرگ روڈ ملیر یا لانڈھی میں کسی غریب مہاجر کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں تو ہے نہیں جو آپ ''اللہ اکبر'' کے نعرے لگاتے ہوئے وہاں جائیں گے اور لاش کو عزت واحترام کے ساتھ باہر لاکر اسے اپنی محبت وعقیدت کے حیات آفرین انجکشنوں سے زندہ کردیں گے......

مسلم لیگ کی حیات تازہ کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا دینے والے مخلص بھائیو......! اس دردناک حقیقت کو فراموش نہ کرو کہ مسلمانوں کو کامیابی کیساتھ پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچانے والی مسلم لیگ پاکستان میں اپنی قدرتی موت نہیں مری ہے بلکہ ہمارے دولتمند بااختیار لیڈروں نے دنیا میں احسان فراموشی کی بدترین مثال قائم کرنے کے لئے اسے زہریلے انجکشن لگا لگا کر سسکا سسکا کر تڑپا تڑپا کر گھلا گھلا کر بہت بیدردی سے ہلاک کیا ہے اور جس مسلم لیگ کو زندہ کرنے کے لئے تم بے چین اور مضطرب ہو اس کی لاش کسی مہاجر کی شکستہ جھونپڑی میں نہیں بلکہ کسی عالیشان کوٹھی، کسی شاندار بنگلے میں ایک مرصع تابوت کے اندر مقفل بند ہے اور وہاں پہرے چوکی کا اس قدر سخت انتظام ہے کہ میرے بھائیوں معاف کرنا وہاں تمہارے فرشتے بھی پر نہیں مار سکتے......

....

آج یوم عاشورہ ہے

دین کے پاسبانوں پر کیا گزری

تاریخ کے خوں آلود صفحات

آج یوم عاشور ہے.........کربلا کا تپتا ہوا میدان ہے............اور آل رسولؐ صرف بہتر نفوس.........دوسری طرف یزید پلید کے سامان حرب سے آراستہ فوجی دستے............فاطمہؑ کے لعل کے خون کے پیاسے جن کی تلواریں عباسؑ کے بازو قلم کرنے کیلئے تیار، لڑنے والے کون.......؟ مسلمان.......نمازیں پڑھنے والے.......جس حسینؑ کے خون کے پیاسے ہیں اسی کے نانا کا کلمہ پڑھتے ہیں.......اتنی سی بات ہے کہ........حسینؑ فاسق و فاجر یزید پلید کے ہاتھ پر بیعت کرلیں.......پھر حسینؑ جو چاہیں ملے گا دولت کے انبار حسینؑ کے قدموں میں ہوں گے......نواسہ رسول کو یہ کب گوارا تھا کہ دنیاوی عیش و عشرت کی خاطر نانا کے دین کا سودا کرلیں.......حق......حق ہوتا ہے باطل باطل.......

واقعہ کربلا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے.......اس واقعہ سے تاریخ کا ہر صفحہ خون میں ڈوبا ہوا ہے.......یہ واقعہ شقی سے شقی شخص کو خون کے آنسو رلاتا ہے.......تاریخ اسلام میں اتنی عظیم قربانی نہیں ملے گی کوفیوں نے خطوط پر خطوط بھیجے.......زبردستی بلوایا.....ان کوفیوں نے بیٹھے بٹھائے بھرا گھر تاراج کرایا......ظالموں کو پھر بھی رحم نہ آیا حضرت عبداللہ ابن عباس جو صحابی رسولؐ تھے. انہوں نے آپ کو جانے سے روکا......اور کہا کہ اے حسین کیا تم کوفیوں کو نہیں جانتے مجھے ان کی بات کا ذرہ برابر بھی اعتبار نہیں ہے. انہوں نے تمہارے والد بزرگوار حضرت علیؑ کو شہید کیا.......حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ چچا جان......آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر وہ لوگ تو مجھے خدا اور رسولؐ کے واسطے دے کر بلا رہے ہیں. ہاتھوں میں قرآن اٹھا اٹھا کر مجھ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں. وہ لوگ یزید پلید جیسے منافق سے بیعت کرنے کو تیار نہیں ہیں. اگر میں نہ گیا تو روز قیامت نانا کو کیا منہ دکھاؤں گا......؟ حسینؑ یہ بھی

جانتے تھے کہ نانا سے کیا ہوا وعدہ وفا کرنے کا دن قریب ہے...... لہذا آپ اپنے قافلہ کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے...... جاتے وقت نانا کی قبر اقدس پر گئے...... اور کہنے لگے...... نانا جان آپ کا حسینؑ آپ کے دین کا پرچم بلند کرنے جا رہا ہے...... ساتھ میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں...... عابدؑ بیمار بھی ہیں...... جاں نثار بہن زینب بھی ہے...... صغرا بیمار ہے...... علی اصغر کیلئے تڑپ رہی ہے...... آپ کے دین کے پرچم کی سربلندی کے لئے علی اصغرؑ کا خون بھی درکار ہوگا۔ آپ کا علی اکبرؑ جس کو ہم شبیہ پیغمبر بھی کہتے ہیں...... انہیں بھی تو جام شہادت نوش کرنا ہے...... نانا جان آپ ہی کا فرمان ہے کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے...... آج یہ بتانے کا موقع ملے گا اور اس قول کی تشریح ہو جائے گی کہ حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں...... نانا جان اپنا خون دیکر اس کی تشریح کروں گا...... اگر حسینؑ آپؐ سے کیا ہوا وعدہ نہ نبھائے گا تو حسینؑ ہلاک ہو جائے گا...... میرے حلقوم کو چومنے والے نانا مجھے اجازت دیجئے...... مجھے معلوم ہے کائنات میں آپؐ نے سب سے زیادہ مجھے پیار کیا ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ دین کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے لئے...... حسینؑ کے خون کی ضرورت ہے۔ میں حاضر ہوں نانا جان میں حاضر ہوں...... اب جلد ملنے کا وقت آ گیا ہے...... اجازت دیجئے...... غرضیکہ امام عالی مقام نانا کی قبر سے لپٹ کر اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی......

ع تھرا رہی ہے قبر نبیؐ تیری فغاں سے......

صغرا کو روتا بلکتا چھوڑ کر یہ قافلہ کوفے کے لئے روانہ ہوا...... یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ کربلا ہے اور سامنے ہی فرات کو بہتا ہوا دیکھا سب کچھ سمجھ گئے...... اور خیمہ کربلا کے میدان میں نصب کر لئے...... کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو جب معلوم ہوا کہ حسینؑ آ گئے ہیں اور اپنے خیمے بھی نصب کر دیئے ہیں اس نے فوج کو حکم دی کہ چاروں طرف سے گھیر لو...... جب تک حسینؑ یزید کی بیعت قبول نہ کر لیں ان کو ہرگز نہ جانے دینا...... اگر نہ مانیں تو جنگ کرنا...... پھر بھی نہ مانیں تو پانی بند کر دینا...... دیکھو دریائے فرات کا پانی جانور پئیں چرندو پرند پئیں لیکن حسینؑ کے خیمے میں پانی کی ایک

بوند نہ جانے پائے۔۔۔۔۔۔

ہاتف نے دیں صدا کہ رہے شان کربلا　　　مختار کائنات ہے مہمان کربلا

امام عالی مقام کو جب معلوم ہوا کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے.....آپ خیمے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا.....کہ اے کوفیو میں خود نہیں آیا ہوں تمہارے بار بار بلانے پر آیا ہوں. آخر میرا قصور کیا ہے.....کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں.....میں اس کا نواسہ ہوں. جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو.......میں حیدر کرار کا بیٹا ہوں میرے ساتھ عورتیں بھی ہیں اور چھوٹے بچے بھی.....اس سے پہلے کہ لوگ حسینؑ کی جذباتی تقریر سن کر منحرف نہ ہو جائیں عمرو آگے بڑھا اور ابن زیاد کا پیغام پہنچایا کہ یزید کی بیعت قبول کرلو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ....امام حسینؑ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا کڑک کر بولے......کہ تو حیدر کرارؑ کے بیٹے کو دھمکیاں دیتا ہے......خدا کی قسم شہید ہونا گوارا ہے....اپنا بھرا گھر بھی نانا کے دین پر لٹا دوں گا......ننھے اصغرؑ کو بھی قربان کردوں گا.....لیکن یزید پلید کی بیعت قبول نہیں ہے.....ابن زیاد نے جب یہ سنا تو اعلان کردیا کہ حسینؑ کے خیمہ میں پانی کو ایک بوند نہ جانے پائے اور جس طرح بہ ممکن ہو حسینؑ سے بیعت لے لو.......ورنہ انہیں قتل کردو......سات محرم سے پانی بند کر دیا گیا.....سکینہ پیاس سے تڑپ رہی ہیں. ننھے ننھے علی اصغرؑ کا پیاس سے گلا خشک ہو گیا ہے.....آنکھیں پتھرا گئی ہیں......عباسؑ سے نہ رہا گیا......مشکیزہ اٹھایا گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور فرات تک جانے کا قصد کیا یزید فوج میں ہلچل مچ گئی......عباسؑ کا جلال چہرہ سرخ سامنے ننھی معصوم سکینہ کا چہرہ آگیا......گھوڑے کو اور تیزی سے بھگایا.....چاروں طرف سے تیروں کی بوچھار شروع ہو گئی لیکن علی کا شیر فرات تک پہنچ گیا...... مشکیزہ بھرا اور واپس مڑنا ہی چاہتے تھے کہ اچانک ایک تیر مشکیزہ پر آکر لگا سارا پانی بہہ گیا.....آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا......انہوں نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ عباسؑ کے بازو قطع ہو گئے.......گھوڑے سے گر پڑے.....زور سے آواز دی.....حسینؑ........بھائی جاتا ہے........حسینؑ بھائی کی آواز سن کر تڑپ گئے......عباسؑ کا سر گود میں رکھا پیشانی کو بوسہ دیا.........عباسؑ نے آنکھیں کھولیں فرمایا آقا میری آنکھوں پر سے خون صاف

کر دیجئے میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں......امام عالی مقام نے آنکھوں پر سے خون صاف کیا......عباسؑ نے نظر بھر کے آقا کو دیکھا اور جام شہادت نوش کیا:......عباسؑ کا لاشہ جب خیمہ میں آیا......سیدانیوں میں ایک شور مچ گیا.....ہائے عباسؑ ہائے عباسؑ......اس طرح باری باری عون و محمدؑ، حبیب ابن مظاہرؑ، علی اکبرؑ سب جام شہادت نوش کرتے رہے اور حسینؑ اپنے بوڑھے کاندھوں پر لاشے اٹھاتے رہے......ظہر کا وقت ہو گیا تھا محرم کی ۱۰ تاریخ تھی......آخر میں حسین علی اصغرؑ کو لے کر باہر نکلے......یزیدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو یہ چھ ماہ کا چھوٹا سا بچہ ہے اس کا کیا قصور ہے اس کے لئے تو ایک بوند پانی دے دو پیاس سے اس کا منکا ڈھلکا جا رہا ہے.....یزیدی فوج میں کھلبلی مچ گئی ایک شقی پھر بولا اب بھی وقت ہے یزید کی بیعت کر لو.......

• جاگیر بھی ہاتھ آئیگی، راحت بھی ملے گی　　　دولت بھی مدینہ کی حکومت بھی ملے گی

امام عالی مقام نے فرمایا کہ راہ خدا میں اگر اس بچہ کی شہادت دیکر میرا ایمان مضبوط رہ سکتا ہے تو میں اسلام کی راہ میں یہ بچہ بھی قربان کرتا ہوں....ناگاہ حرملہ کا تیر آ کر بچہ کی گردن پر لگا ننھی سی جان تھی......تین دن کی پیاسی جان......باپ کی گود میں شہادت پائی......امام حسین علی اصغرؑ کا خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا اور اپنی تلوار کی نوک سے زمین کھود کر قبر بنائی. جنت سے حوریں نکل پڑیں..فاطمۃ الزہرہ نے دوڑ کر علی اصغرؑ کو سینے سے لگایا......فاطمہ کا پوتا تھا سب سے چھوٹا بچہ تھا.....فاطمہ کی بے تابی دیکھ کر حوریں بھی بے تاب ہو گئیں.......عرش الٰہی کانپ گیا فرشتوں نے کہا یہ وہی انسان ہے جو زمین پر فساد برپا کرے گا..........حتیٰ کہ اللہ کے محبوب کے خاندان کو بھی بھوکا پیاسا تڑپا تڑپا کر مار دیگا.......عصر کا وقت قریب تھا......حسینؑ نے جانے کی تیاری شروع کی......

بہن کو کچھ نصیحتیں اور وصیتیں کیں عابدؑ بیمار کو دلاسہ دیا.......کہ میرے بعد تم اس کنبہ کے سرپرست ہو.....دیکھو گھبرانا نہیں.......تمھیں بیڑیاں پہنائی جائیں گی سڑکوں پر گھسیٹا جائے گا سکینہؑ کو طمانچے مارے جائیں گے.....کانوں سے بالیاں کھینچی جائیں گی......ہا بہن! عابدؑ تو بیمار ہے. اب تم اس قافلہ کی سالار ہو.......علیؑ کی بیٹی ہو........حسینؑ کی بہن ہو.......کسی کے آگے مت جھکنا، اب دین کی

پاسباں بھی تم ہو........ تمھاری چادریں چھنی جائیں گی...... سڑکوں پر برہنہ سر سیدزادیوں کو گھمایا جائے گا........ اے بہن گھبرانا مت یہ دنیا عارضی ہے......... میں خلد میں تمھارا استقبال کروں گا...... اب میں کچھ دم کا مہمان ہوں....... وعدہ وفا کرنے کا وقت بہت قریب ہے....... اتنا کہہ کر راکب دوش رسول گھوڑے پر سوار ہوئے....... معصوم سکینہؑ گھوڑے سے لپٹ گئیں...... گھوڑا بھی احتراما کھڑا ہو گیا....... حسینؑ نے پیچھے دیکھا تو سکینہؑ گھوڑے کی ٹانگیں پکڑی رو رہی تھیں....... کہ بابا آپ نہ جائیں میں تو آپ کے بغیر سو بھی نہیں سکتی. بابا آپ کا سینہ کہاں سے لاؤں گی... میں کس پر سر رکھ کر سوؤں گی حسین گھوڑے سے اترے سکینہؑ کو پیار کیا سکینہؑ کا ہاتھ زینبؑ کے ہاتھ میں دیکر کہا بہن اب یہ تمھاری امانت ہے....... پھر گھوڑے پر بیٹھے گھوڑے کو ایڑ لگائی...... یزیدی فوج بے چین ہو گئی سب کی یہی خواہش تھی کہ حسین کا سر میں قلم کروں گا تا کہ یزید سے انعام و اکرام پاؤں...... فرشتوں میں ہلچل مچ گئی........

کمال صبر و تندہی سے محو کارزار ہے ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا

یہ بالیقیں حسینؑ ہے........ یہ بالیقیں حسینؑ ہے نبی کا نور عین ہے....... نبی کا نور عین ہے....... اس موقع پر شدید جنگ ہوئی... امام حسینؑ نے ایک ہی وار سے ہزاروں یزیدیوں کے سر قلم کر دیئے. خود بھی زخموں سے چور تھے..... یزیدی فوج نے تیروں کی بارش کر دی...... زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے....... عصر کا وقت تھا سجدہ کیا....... سجدے میں جاتے ہی ملعون شمر ذی الجوشن (جس کی بہن حیدر کرار کو بیاہی تھی) نے حضرت امام حسینؑ کا سر قلم کر دیا....... کافر ماموں نے توحید پرست بھانجے کو حالت نماز میں شہید کر دیا............. انا للہ و انا الیہ راجعون.........

ہم سے تو مل لیتے آپ
اقتصادی و معاشی طور پر کنگال
آئینہ دیکھ کر شرمائیے

اخبارات میں کچھ بیانات ایسے شائع ہوئے ہیں جنہیں پڑھ کر ہم اپنی ہنسی پر قابو نہیں پا سکتے. یقیناً آپ بھی ہنستے ہوں گے مگر دل ہی دل میں مگر محمودہ دل میں ہنسنے اور رونے کی قائل نہیں ہے جو کہتی ہے اور جو لکھتی ہے ڈنکے کی چوٹ پر لکھتی ہے اور شائع کرنے والے اس کے مضامین شائع بھی کرتے ہیں. ہاں تو بات ہو رہی تھی بیانات کی. ابھی پچھلے ہی دنوں وزیر اعظم کینیڈا اثراک کریشان نے کہا. اے کمبخت نام بھی کیسے کیسے ہوتے ہیں نہ تو منہ سے ڈھنگ سے نکلتے ہیں اور نہ ہی قلم کی گرفت میں آتے ہیں بہر حال جیسا لکھا تھا ویسا ہی لکھ دیا ہے. تو وزیر اعظم کینیڈا نے پاکستان میں مفید اور بامقصد اصلاحات نافذ کرنے پر بینظیر بھٹو کو سلام پیش کیا ہے. اور کہا ہے کہ حالیہ برسوں میں پاکستان نے جو ترقی کی ہے وہ قابل تعریف ہے. کینیڈا پاکستان میں ہونے والی اصلاحات کا معترف ہے پاکستان نے نج کاری کے معاملہ میں جنوبی ایشیاء کی رہنمائی کی ہے. بینظیر نے ناخواندگی، صحت، خواتین کی ترقی جیسے مسائل پر توجہ دی ہے. ہم سے زیادہ ہماری وزیر اعظم کو کون جانتا ہے. ہمارا ملک اور وزیر اعظم بھی ہماری اپنی ہیں کوئی غیر نہیں ہے. ہم تو اپنی بی بی کی رگ رگ سے واقف ہیں. ارے بھیا ژاک کیسٹین آپ نے ہماری بی بی کو ایک سلام کیوں کیا. اس پر ہم آپ سے بہت خفا ہیں بلکہ پوری پاکستان قوم آپ سے ناراض ہو گئی ہے کیونکہ آپ نے ہماری بی بی کی توہین کی ہے. آپ سے ایک گلہ اور بھی ہے کہ آپ ہماری وزیر اعظم سے ملنے سے پہلے کسی سے ملتے نہ ملتے ہم سے ضرور مل لیتے تو شاید پھر آپ کو ان سے ملنے ضرورت ہی نہ پڑتی اور نہ آپ کا وقت برباد ہوتا، بہر حال اب تو آپ مل ہی چکے ہیں اور ان کی شان میں قصیدہ خوانی بھی کر چکے. بہت دن سے ہم رونی صورت بنائے بیٹھے تھے. پھٹکار برس رہی تھی ہماری صورت پر. کسی طرح ہنسنے کا نام ہی نہ لیتے تھے بس انتوانی کھتوانی لئے پڑے تھے. اخبار پڑھنے کو

بھی دل نہیں چاہتا ہوتا ہی کیا ہے سوئے اخبار میں تشدد، اغوا دہشت گردی، نوجوانوں کا حراست میں قتل، پولیس مقابلہ، زخمی لاشیں، یا پھر اشتیاق اظہر چچا کے نام جو وہ سینکڑوں کی تعداد میں صدر لغاری کو ارسال کر چکے ہیں اور گرفتار نوجوانوں کی زندگی بچانے کے لئے بذریعہ تار بھی دہائی دیتے ہیں مگر اس کا کیا علاج کے ہمارے صدر لغاری کے سر میں جوئیں ہی نہیں ہیں جو رینگیں. خدا غارت کرے ان جوئیں مار دوائیں بنانے والوں کو. انہوں نے تو بیڑہ ہی غرق کر دیا آخر ناچار اخبار اٹھا ہی لیا. اپوزیشن لیڈر کی وہی ٹیں ٹیں.....ہم تو بینظیر کو ہٹا کر دم لیں گے. اگر بینظیر رہی تو ملک ٹوٹ جائے گا. مسئلہ کراچی کے حل کے لئے بینظیر حکومت کو ختم کرنا ہوگا.......وغیرہ وغیرہ تھوڑے سے ردو بدل کے بعد روزانہ ہی اسی قسم کے بیانات شائع ہوتے ہیں.....ہوتا ہواتا کچھ بھی نہیں وہی ڈھاک کے تین پات.....تم راگ الاپے جاؤ....اور حکومت ڈھول تاشے بجا بجا کر تمہارے بے سرا راگ سنتی رہے گی.......اس کو تو وہی کرنا ہے جس کا اس کو پروگرام ملا ہے.......اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ فرمائشی پروگرام کب ختم ہوتا ہے.....یہی خبریں پڑھتے پڑھتے اچانک ہماری نگاہ اس خبر پر رک گئی کہ. بامقصد اقتصادی اصلاحات پر بینظیر کو سلام پیش کرتا ہوں.....خبر پڑھتے ہی سنجیدگی نے قہقہوں کی جگہ لے لی.....کینیڈا کے وزیر اعظم اب آپ نے بالکل بجا فرمایا آپ نے وہی کچھ کیا ہے جو آپ سے کہا گیا یا آپ کو لکھ کر دیا گیا......اب ذرا آپ تکلیف فرما کر بذات خود بھی چل پھر کر حالات کا جائزہ لیتے.....کراچی کے بارے میں آپ نے بھی اخبارات میں بہت کچھ پڑھا ہوگا......اقتصادی اصلاحات تو دور کی بات ہے اقتصادی اور معاشی طور پر یہ ملک کنگال ہو چکا ہے.......بقول آپ کے ملک نے جو ترقی کی ہے وہ قابل تعریف ہے......بس بڑے بھیا بس......ہاں بیشک ترقی کی ہے مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے.....بی بی نے غریب کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا ہے...کوئی بھی دال پچیس روپے سیر سے کم نہیں ملتی ...آٹے پر تو ہر دو تین ماہ بعد قیمت بڑھا دی جاتی ہے......سرکاری طور پر تو ایک ہی بجٹ قوم کو دیا جاتا ہے. مگر ہر سہ ماہی پر ایک نیا، بجٹ آجاتا ہے جن کہ بجٹ پیش کرتے وقت عوام سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ قسم اللہ کی بس یہی ایک بجٹ ہے اس کے بعد

کسی چیز پر کوئی قیمت نہیں بڑھائی جائے گی...... قسماقسمی کے باوجود...... معلوم ہوتا ہے کہ آج پیٹرول کی قیمت میں اضافہ ہو گیا تو کل چینی کی قیمت میں تو پرسوں آنے پر اور چیزوں کا رونا بیکار ہے کیونکہ وہ ہماری دسترس سے باہر ہیں اگر کبھی پکڑ کر ان کی قیمتیں معلوم بھی کرنا چاہیں تو وہ آسمان پر قلابے بھرتی نظر آتی ہیں...... مریض تڑپ رہے ہیں جان بچانے والی دوائیں تو در کنار معمولی دوائیں بھی میسر نہیں ہیں حنیف بلو...... چیختے رہیں چنگھاڑتے رہیں...... وزیر صحت کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے...... وہ وی آئی پی ہیں دوا بھی مفت ڈاکٹر بھی مفت...... رہی ناخواندگی اور عورتوں کی ترقی کی بات...... کیا کہتے ہیں بھائی ژاک کریسٹین صاحب. آپ کا نام لکھنے کے لئے ہمیں بار بار اخبار دیکھنا پڑتا ہے...... ہاں بھائی تعلیم کی شرح یہ ہے اس کی کوئی شرح نہیں... پیسے دو اور ڈگری خرید لو اور پھر مزید پیسے خرچ کرو اور جعلی ڈگری کی بناء پر اعلیٰ سے اعلیٰ کرسی پر بیٹھ جاؤ...... رہی عورتوں کی ترقی کی بات...... واقعی ترقی ہوئی ہے...... پہلے کمبخت ماریاں اپنے گھر کی چاردیواری ہی میں گھسی بیٹھی رہتی تھیں...... موجودہ حکومت نے ان کے سروں کو ننگا کر کے فیشن ایبل بنا دیا ہے...... اور چاردیواری سے نکال کر سرعام ان کی بے عزتی کی ہے اور بلا قصور بتائے آج تک جیلوں میں سڑ رہی ہیں وکیل تک کرنے کی اجازت نہیں ہے...... واقعی بھیا یہ ایسی ترقیاں ہیں جتنا بھی پاکستان حکومت اس پر ناز کرے کم ہے.. حکومتی کارندے اگر آئینہ دیکھ کر شرما جائیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے ہم اپنی قوم اور ملک کے لئے کچھ نہیں کر سکتے اس پر شرمندہ ہیں۔۔۔

برنس روڈ پر قومی اتحاد کا جلسہ

کراچی میں آج اتحاد کے چودھویں روز تین بڑے جلسے برنس روڈ، لانڈھی کورنگی میں ہوئے جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی مرکزی جلسہ برنس روڈ پر منعقد ہونا تھا ۲ بجے تک بہت سے لوگ جلسہ میں شرکت کے لئے قومی اتحاد کے دفتر واقع برنس روڈ (دفتر جماعت اسلامی) اور اس کے قرب و جوار میں جمع ہو چکے تھے جب کہ دوسری جانب جلسہ کو روکنے کے لئے فوج، ایف ایس ایف اور پولیس کی بھاری تعداد مع مشینی اسلحہ کے موقع پر موجود تھی چنانچہ ۳ بجے کے بعد فوج نے مجمع کو وارننگ دی اور منتشر ہونے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی پولیس اور فوج وغیرہ نے چاروں طرف سے محاصرہ تنگ کرنا شروع کر دیا جس کے بعد دفتر جماعت اسلامی برنس روڈ پر جلسہ ہوا جس میں قائدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت یہاں وہی حالات دوہرانا چاہتی ہے جو سابقہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے دوران پیش آئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تحریک اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہمارے مطالبات منظور نہیں ہو جاتے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے حاجی زاہد علی نے کورنگی میں ایک جگہ قرآن مجید کی بے حرمتی اور کرفیو زدہ علاقوں میں رہنے والے عوام کے ساتھ ہونے والے مظالم کی بھی شدید مذمت کی اور ساتھ ہی کراچی جیل سے کئی سیاسی قیدیوں کی بغیر اطلاع کے سندھ کی اندرونی جیلوں میں منتقلی پر تشویش کا اظہار کیا جلسے سے جناب لیاقت حسین نے بھی خطاب کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ تحریک مطالبات تسلیم ہونے تک جاری رہے گی اس کے علاوہ آج کراچی کے بیشتر مقامات پر نمازوں کے بعد شہیدوں کو ایصال ثواب پہنچانے کیلئے مردوں اور خواتین میں ختم قرآن ہوئے اور آیات کریمہ کا دور ہوا ہسپتالوں میں رہنماؤں اور کارکنوں نے زخمیوں سے ملاقاتیں کیں اور متاثرہ افراد کے لواحقین کے لئے امدادی کام کئے گئے خورد ونوش کی اشیاء اور امدادی رقوم بھی تقسیم کی گئیں قائدین قومی اتحاد نے شہیدا اور متاثر ہونے والے افراد کے لئے ایک امدادی فنڈ قائم کرنے کی پیشکش کی ہے کل بروز پیر ۲۸ مارچ کے پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے ایکشن کمیٹی کراچی نے ۵ مقامات پر مظاہروں اور ایک بڑے جلسہ عام کا اعلان کیا ہے ۵ مقامات پر یہ مظاہرے صبح نو بجے اور

شام ۵ بجے کے دوران لانڈھی، کورنگی کیماڑی، نیو ٹاؤن اور ایمپریس مارکیٹ پر ہوں گے جب کہ بڑا جلسہ عام اعظم بستی سونٹ روڈ (محمودہ آباد) پر مغرب کی نماز کے بعد منعقد ہوگا...اس کے علاوہ قومی اتحاد کراچی کے پارٹی سربراہوں کا اجلاس کل شام ۴ بجے قومی اتحاد کے دفتر واقع شیخ چیمبرز میں ہوگا......

کچی آبادیاں اور بربادیاں

موسم ابرآلود.... گھنگور گھٹائیں..... ہلکی ہلکی بوندا باندی..... کوئل کی کوک..... پپیے کی پی کہاں..... گورے گورے ہاتھوں میں..... میری لال چوڑیاں... دھانی جوڑا..... رنگ برنگی پڑیوں کے ساتھ جھولے کی پینگیں.....اور پھر ملہار...... چھارہی کالی گھٹا جیسا مور لہراتے ہے... سن ری کوئل باوری تو کیوں ملہارے گائے ہے...اور پھر ساون کا پکوان... کیا لڑکیاں بالیاں ... بڑے بوڑھے بھی ساون کی بہاریں اسی طرح لوٹا کرتے تھے. آجکل کراچی کا موسم افسانوی موسم ہے..... بہاروں کا موسم...ایک مہینہ موسلا دھار بارش کے بعد ہلکی ہلکی بوندا باندی ہوری ہے..... لیکن اتنا پیارا موسم ہونے کے باوجود بھی کراچی والے ہر وقت دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اللہ فضل کیجیو..... موسم ٹھیک رکھنا بارش نہ برسانا....ورنہ ہم برباد ہو جائیں گے...... واقعی بے خانما افراد...... بری مصیبت سے دوچار ہو جاتے ہیں.... اگر کراچی میں بارش کا ذرا سا بھی چھینٹا پڑ گیا...... وہ تباہی مچتی ہے کہ اللہ دے اور بندہ لے.....کیونکہ کراچی کی تقریباً تہائی آبادی کچی آبادیوں پر مشتمل ہے......وہ آبادیاں جنکو حکومت نے تسلیم کرلیا ہے انکو بھی ابتک مالکان حقوق نہیں دیئے گئے ہیں.... سارا کام فیتوں کی نظر ہو جاتا ہے. ہمدردی ... انسانیت...رحمدلی..... ان چیزوں سے حکومت کے کارندوں کی کوئی سروکار نہیں ہے..... انہیں زبر سات نظر آتی ہے..... نہ بوڑھے نظر آتے ہیں... نہ معصوم بچوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی ہے..... نہ ہی انکو اپنی بہنیں بیٹیاں نظر آتی ہیں..اگر انہیں ساون سے اندھوں کو سجھائی دیتا ہے تو وہ.. بلڈوزر..ان کا تو بس نہیں چلتا کہ جھگیوں کے علاوہ انسانوں پر بھی بلڈوزر چلادیں.....نہ جانے کونسی علم کی چکی کا آٹا کھاتے ہیں..... جس سے ان کی آنکھوں میں بھی خون نظر آتا ہے...... اللہ ان بلڈوزروں سے بچائے.......

پچھلے ہفتہ وفاقی وزیر ڈاکٹر محبوب الحق تشریف لائے تھے...... انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ..... کراچی کی کسی کچی آبادی پر بلڈوزر نہیں چلایا جائے گا...... اور ملک بھر کی کچی آبادیوں کے لئے ۸۰ کروڑ روپے کا فنڈ داخل کیا جائیگا..... پھر اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے بڑے ہی دکھ

بھرے لہجے میں کہا ہے کہ کچی آبادی قانونی نہیں بلکہ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے ......ان کے مکینوں کا دکھ ہمارا دکھ ہے.....بلکہ یہ ایک قومی دکھ ہے.....اور ہم اسے حل کر کرے ہی دم لیں گے.....زندہ باد.....ڈاکٹر محبوب الحق صاحب خدا کرے کہ آپ کے یہ الفاظ سرکاری حکام کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں...وہ بھی آپ ہی کی طرح سوچیں....کاش انکا دل بھی آپ کے دل کے ساتھ دھڑکے......اور یہ مسئلہ خالص انسانی ہمدردی کی بنا پر حل کیا جائے.خدارا...اس مسئلہ کو انتقامی کاروائی کا نشانہ مت بنایئے...یہ آپ ہی کے بھائی...بچے...اور بیٹیاں ہیں......خدا بھی تجھے اس طوفان سے آشنا کردے......جب تک انسان عملی دور سے نہیں گزرتا اس کو کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا.....اس لئے کوئی کام کرنے سے پہلے اگر ان عوامل سے بھی گزر لیا جاتے تو کام آسانی ہوجاتا ہے اور انسان بددعاؤں سے بھی بچتا ہے....

اور پھر سنا ہے کہ حکومت نے بھی فیصلہ کرلیا ہے کہ کسی کو بھی متبادل جگہ دیئے بغیر نہیں ہٹایا جائیگا اس فیصلہ کے باوجود نارتھ کراچی کی کتنی ہی کچی آبادیوں پر بلڈوزر چلادیا گیا.......بستوں کی بستیاں اجاڑ کے رکھ دیں...ذرا نہ رحم آیا....بارش کے دن...بیچارے غریب...اپنا وہ بچا کچا سرمایا جو پانی کی نظر سے بچ گیا تھا اسے لئے بیٹھے تھے..کہ....اس کو بلڈوزر کی نظر کردیا جائے....میرے کانوں میں ماؤں ...اور....بہنوں کی دردناک چیخیں اب تک گونج رہی ہیں....جنہیں بارش کا بہانہ بنا کر اجاڑ دیا گیا.....بستی بستہ کھیل نہیں سے بستے بستے بستی ہے.....

آئندہ مضمون میں ان افسران کا ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کرونگی جو موجودہ حکومت کو ہر قیمت پر رسوا اور بدنام کرنا چاہتے ہیں اور جن کا تعلق ابھی بدنام زمانہ.....پی پی......پارٹی سے ہے......

....

دیکھ کبیرا رویا

سوچتی ہوں کی آج کا کالم اخبارات کے تماشوں کی نظر کردوں... مورخہ ۳ جولائی نوائے وقت صفحہ اول پر شہ سرخی خبر...... منی بس کے ڈرائیور کی وحشیانہ حرکت پہلے زخمی کیا اور پھر تڑپ تڑپ کر جان دینے پر مجبور کردیا منی بس نئی کراچی کے کونسلر محمد شفیع کی ہے...... بس ڈرائیور اور اس کے ساتھی حادثہ کے بعد نوجوان عمران سلیم کو زخمی حالت میں بس میں بند کرکے عبداللہ کالج کے پاس چھوڑ کر فرار ہوگئے...... جسکے نتیجے میں عمران سلیم نے بس کے اندر ہی تڑپ تڑپ کر جان دیدی...... پھر آگے یہ بھی خبر ہے کہ پولیس نے ابتدا میں کوئی زحمت گوارا نہ کی جب گھر والے متوفی کو ڈھونڈتے ہوئے تھانے گئے اور شور شرابا مچایا تو پولیس حرکت میں آئی اور تقریباً رات کے ایک بجے عبداللہ کالج کے پاس بس کھڑی ہوئی ملی جس کی تلاشی لینے پر سلیم کی لاش برآمد ہوئی. متوفی کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا اور بڑا ہی نیک شخص تھا...... ادھر علاقے کے کونسلر محمد شفیع نے بھی پولیس میں رپورٹ درج کرائی کہ میری بس کنڈیکٹر اور ڈرائیور لے کر فرار ہوگئے بظاہر تو عوام کی نظروں میں یہ ایک معمولی نوعیت کا واقعہ ہے لیکن اس کے پس پردہ ذرا جھانک کر دیکھئے کہ اس کا گھر پر کیا قیامت ٹوٹی ہوگی...... نہ معلوم متوفی سلیم کتنے افراد کا واحد کفیل ہوگا. اس کی دلہن کے ہاتھوں کی ابھی مہندی بھی نہیں اتری تھی. سہاگ کے جوڑے کا رنگ ابھی تک سرخ تھا اس معصوم دلہن کو کیا معلوم تھا سرخ رنگ پھیکا ہو کراتنی جلدی سفید ہوجائے گا... ہمیں اس نئی نویلی دلہن کے سہاگ اجڑنے کا بے حد غم ہے ہم متوفی سلیم کے والدین اور بہن بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں...... حادثات تو اسی طرح ہوتے رہیں گے...... اور ہماری پولیس اور ٹریفک پولیس خاموش تماشائی بنی دیکھتی رہے گی میں صرف اتنا عرض کروں گی اور بسوں کے ڈرائیونگ لائسنس دینے میں پولیس کے عملہ کو سختی سے عمل کرنا چاہیے ٹریفک کے قوانین ڈرائیوروں کی ازبر ہونا چاہئیں...... اور ڈرائیونگ لائسنس کے حصول میں کوئی سفارش نہ مانی جائے... ورنہ کتنے ہی سلیم اس سفاکی کے بھینٹ چڑھتے رہیں گے..... اور ہم سوائے آنسو بہانے کے کچھ بھی نہ کرسکیں گے.....

نوائے وقت ۳ جولائی صفحہ اول پر شہ سرخی خبر عید کے دوسرے دن سولجر بازار میں المناک حادثہ ایک

ہی خاندار کے ۷ لڑکے جاں بحق سات لڑکے پکنک منا کر آ رہے تھے تیز رفتار منی بس نے سوزوکی کو ٹکر مار دی.....

کتنی ہنسی خوشی قوم کے یہ نونہال عید منانے اپنے گھروں سے نکلے تھے انہیں کیا معلوم تھا کہ اب انہیں کبھی اپنے گھر لوٹنا نصیب نہ ہوگا ہنستے بستے گھرانے غم واندوہ کی گہرائیوں میں ڈوب گئے لوگوں نے خبر پڑھی.....افسوس کے ساتھ چچ چچ کیا.....اور بس.....اس کے علاوہ.......بھی ۳ جولائی کو بے انتہا حادثات ہوئے ہیں اور وہ سب منی بس نے کئے ہیں ٹی پی ایکس کے علاقہ میں ساٹھ سالہ سخاوت منی بس سے کچل کر ہلاک ہوگئی.....موٹر سائیکل پر ۲۰ سالہ محمد رفیع الدین اپنی بیوہ ماں جہانگیر بی کے ساتھ کسی رشتہ دار سے عید مل کر لانڈھی کورنگی جارہا تھا کہ ایک تیز رفتار منی بس نے اسے ٹکر ماردی جس کے نتیجہ میں اس کی بیوہ ماں موقع پر ہی ہلاک ہوگئی اور اس کا جوان بیٹا بری طرح زخمی ہوگیا اور منی بس کا ڈرائیور اب تک مفرور ہے......ہمارے یہاں ٹریفک کے قوانین کی بچوں کا ہنسی کھیل سمجھا جاتا ہے جب تک ٹریفک پولیس ان وانین پر عملدرآمد نہیں کرے گی حادثے اسی طرح ہوتے رہیں گے پیسے لے کر ڈرائیونگ لائسنس دینا کھلی ہوئی ملک وقوم سے غداری ہے جہاں ڈرائیور کو سزا ملنی چاہئے وہاں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس کس نے دیا ہے اور کس طرح دیا ہے......اگر تحقیقات کرنے پر معلوم ہو کہ ڈرائیونگ لائسنس دینے میں ذہانت سے کام نہیں لیا گیا ہے تو لائسنس دینے والا سزا کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت ڈرائیور کے......اگر ہماری حکومت اس پر سختی سے عمل کرے تو انسانی جانوں کا یہ خونی ڈرامہ پھر آدھے گھنٹے بعد نہ کھیلا جاسکے گا.....اور گھر کے چراغ بے وقت نہیں بجھینگے.....رشوت لے کر لائسنس دینے والوں کو خدا کبھی معاف نہیں کرے گا......پولیس اور ڈرائیور حضرات خود اپنا محاسبہ کریں کہ انہیں اتنی قیمتی جانیں ضائع کرنے سے کیا ملتا ہے کسی کے گھر کا چراغ بجھانا بچوں کو یتیم کرنا.....کو جیتے جی کفن پہنانے سے پہلے انہیں سوچنا چاہئے کہ ان کے غلط قدم اپنے گھر پر بھی پڑ سکتے ہیں وہ بھی کسی کے باپ کسی کے شوہر اور کسی کے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں......یہ آفت ان پر بھی آسکتی ہے خدا بچائے بری گھڑی سے اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے (آمین) ورنہ کبیرا تو ان کا دیکھ دیکھ کر روتا ہی رہے گا.....

....

بھارت میں خونِ مسلم کی ارزانی

آئے دن اخبارات میں یہ خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ بھارت کے فلاں علاقے میں ہندو مسلم فساد ہو گیا...... تحقیقات ہوتی ہے وہی ڈھاک کے تین پات...... معاملہ ٹائیں ٹائیں فش... لو بھی اخبارات کی خبروں تک تحقیقات کر کے بھارت نے پاکستان کو خوش کرنے کے لئے اپنی تحقیقاتی کمیٹیوں کی رپورٹ مکمل کر لی برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر...... آج پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً ۳۶ سال گزر چکے ہیں لیکن پاکستان کا مخالف سے مخالف ملک یہ نہیں کہہ سکتا کہ کبھی پاکستان میں بھی ہندو مسلم فسادات ہوئے یہ تو بہت دور کی بات ہے اس طرف دھیان تک نہیں دیا... پاکستان میں الحمد اللہ جس طرح اقلیتوں کی حفاظت کی جاتی ہے شاید ہی روئے زمین میں کوئی خطہ ایسی مثال پیش کر سکے...

کل کے اخبار میں یہ خبر پڑھ کر بہت ہی دکھ ہوا کہ مہاراشٹر میں تاریخ کے بدترین مسلم کش فسادات میں ستر افراد ہلاک ہوئے اور تقریباً ۲۲ مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا ہزاروں مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگا کران کو بے گھر کر دیا گیا...... اور اس کے بعد یہی آگ بمبئی میں بھی بھڑک اٹھی...... بھارت کے صنعتی شہر بھیونڈی کے گھر میں مسلمانوں نے پناہ لی تھی... غضب خدا کو اسی گھر کو آگ لگا کر مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا...... اور جو زندہ بچ گئے تھے انہیں چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا...... واہ رے انصاف...... ان باتوں کے باوجود بھی مہاتما گاندھی کے چیلے گنگا میا کا پانی پی پی کر ہاہا کار مچاتے ہیں کہ ہائے ہم مر گئے...... پاکستان میں اسلحہ خریدا جا رہا ہے وہ تو بھارت کے لئے استعمال ہوگا. سرحدوں پر پہرہ سخت کر دیا جائے...... اور کوئی ملک پاکستان کو اسلحہ نہ دے دور دور جا کر پاکستان کے خلاف رونے روئے جاتے ہیں...... واہ ری عورت تیرے نینوں کے آنسو ہر ایک کا دل پگھلا دیتے ہیں اور سب تیری نظر کا شکار ہو کر بھارت کی اندرا مائی کی ہاہا کار کو یقینی طور پر تسلیم کر کے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں...... میرے خیال سے اسی لئے ابھی تک مائی اندرا کی حکومت چل رہی ہے کیونکہ عورت کا تریا چلتر مشہور ہے جب تک کر چل سکے چلا ؤ ایک نہ ایک دن تو اس ہانڈی کو چوراہے پر پھوٹنا ہی ہے... خدا بھی تو مظلوموں کی

سنے گا.....

خدا نہ کرے کہ ہم بھی اپنے ملک میں یہ خونی ڈرامہ دورائیں ہاں میں بھارت کی وزیر اعظم مائی اندرا گاندھی کی خدمت میں یہ ضرور عرض کرونگی.....خون مسلم اتنا ارزاں نہیں ہے جتنا کہ آپ نے سمجھ رکھا ہے.... مسلمان کا عقیدہ ہے کہ مسلمان چاہے دنیا کے کسی حصے میں ہو اگر ایک بھائی کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے تو اس کی کسک دوسرے بھائی کے دل میں ضرور ہوتی ہے اور پھر ہم نے نہ ہی ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رکھی ہیں.... الحمدللہ پاکستانی فوج دنیا کی مانی ہوئی بہترین محب وطن فوج ہے چلئے ان کو بھی چھوڑیئے مائی جی آپ کو تنگ کرنے کے اور بھی بہت سے ہتھیار ہیں جو ابھی ہم نے استعمال ہی نہیں کئے اسی لئے میں کہتی ہوں کہ ہنوں تلوار سے مت کھیلو انگلی کٹ جائے گی اس کا مطلب شاید بخوبی سمجھ گئی ہوگی.....اپنی خیر مناؤ اور انتہائی شرافت سے ہمارے سکھ بھائیوں کے حقوق ان کو دے دو اگر بھارت نے اسی طرح مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا.... یا تمہارا خون کی ہولی کھیلنے کا شوق جنون کی حد تک بڑھ گیا ہے تو پھر اگر تمہارے پاس خون کی بھری ہوئی پچکاریاں ہیں تو دوسری طرف بھی گرو نانک کی قسم کرپانوں اور تلواروں کی چمک کچھ کم نہیں ہے افسوس تو یہ ہے ہمارے سکھ بھائیوں کو کوئی سہارا دینے والا نہیں ہے قسم خدا کی.... اگر مسلمانوں کا خون اسی طرح بہتا رہا تو ہم بھی پاکستان میں سکھوں کی حمایت میں تحریک چلائینگے اور یہ نعرہ لگائینگے...خالصتان زندہ باد..... بٹ کے رہے گا ہندوستان.....بن کے رہے گا خالصتان.. پاکستان زندہ باد......اب کیوں ناراض ہو گئیں مائی جی اب تمہارے ان آنسوؤں کو پوری دنیا مگر مچھ کے آنسو سمجھے گی اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم ڈھونڈو گی اور تمہارے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہوگا اب بھی اپنی ان اوچھی حرکتوں سے باز آجاؤ خون ناحق سر پر چڑھکر بولتا ہے آخر میں ادب کے ساتھ اپنی کالی دیوی کی خدمت میں "پرنام" پیش کرتی ہوں گر قبول افتد ہے عز و شرف.....

....

کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

ملتان سے بہن اقبال کا خط آیا ہے بہت دن بعد خیریت معلوم ہوئی... خط پڑھ کر مزا آ گیا...... قسم اللہ کی میاں کی دلی بہت یاد آ رہی ہے..... چٹ پٹا خط قارئین کی خدمت میں پیش ہے..... اقبال بہن لکھتی ہیں.... اے بی محمودہ... ہم نے کبھی اپنے بچپن میں یہ اشتہار پڑھا تھا کہ بوڑھا سینا سی بابا جڑی بوٹیوں سے علاج کر کے کسی پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپا...... اور جاتے جاتے قوم کی ایک اشتہار کی صورت میں مژدہ سنا گیا...... کہ اس کے پڑھنے سے بہنوں کا بھلا ہوگا... فلاں فلاں دوائی استعمال کرو.... اور آج تک یہ بھید نہیں کھلا کہ وہ سنیاسی بابا کون تھا..... کس پہاڑ سے آیا تھا..... اور کونسے پہاڑ کی کھوہ میں چلا گیا...... یہ معمہ ابھی تک حل طلب..... کہ بابا ابھی تک پہاڑ کی کھوہ سے نکلا یا نہیں...؟ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے... مگر تم ضرور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر سے مع اپنے آلات کدال، پھاوڑا یعنی تیر و نشتر لیکر برآمد ہو گئی ہو...... ہم تو سمجھتے تھے کہ تم مر کھپ گئی ہو گی..... لیکن روشن پاکستان میں تمہارے مزے مزے کے مضامین پڑھ کر بڑا مزا آتا ہے

خاندانی شجرہ کا تو جواب نہیں ہے..... اگر زبانی یہ کالم پڑھ رہی ہوتیں تو ہم بھی مکرر.... کہہ کر دوبارہ پڑھوا لیتے... میں ایک نصیحت کر رہی ہوں اپنے مزاحیہ کالم لکھے نہیں جاتے پڑھے جاتے نہیں محفلوں میں..... تا کہ مکرر کی داد مل سکے...... وہی مثل ہو گئی.... کہ مردہ بولتا نہیں اور جب بولتا ہے تو کفن پھاڑ کر بولتا ہے... یا تو غائب تھیں..... اب برآمد ہوئی ہو تو...... وہی روانی اور برجستہ جملوں کیساتھ...... اللہ کرے زور قلم اور زیادہ اور ہاں ایک بات تو اور بتا دوں..... سنا ہے تم سیاستدانوں کی نانی اماں بن گئی ہو....؟ کیا یہ بات صحیح ہے..... اچھا بہن اللہ میاں تمہیں ترقی دے. اور تم پر نانی بن جاؤ...... خدا حافظ

.....کراچی سے عبدالرحمان صاحب لکھتے ہیں محمودہ بہن. آداب امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگی...... ہم بھی بھیگے کپڑوں کیساتھ ابھی تک زندہ ہیں...... گو کہ ہمارا سارا اثاثہ بارش کی نظر ہو گیا ہے.... ہم لوگ اپنے بال بچوں کیساتھ کھلے آسمان کے نیچے زندگی سے دن پورے کر رہے ہیں.... ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہے...... ہم ایسی جگہ رہتے ہیں جس کو کوئی بھی ادارہ قبول کرنے کو تیار نہیں.

ہے.... کے.ایم.سی سے رجوع کرو تو جواب ملتا ہے کہ ہمارا اس علاقے سے کوئی واسطہ نہیں ہے.... حالانکہ جب بلدیہ عظمٰی کے الیکشن ہوتے ہیں تو ہماری جھگیوں میں سے نمائندہ کھڑا ہوتا ہے اور جب ہمارا نمائندہ کامیاب ہو کر آتا ہے تو علاقے کی صفائی کا ذمہ بھی ہمارا نمائندہ نہیں لے سکتا کیونکہ علاقہ بلدیہ کی حدود میں نہیں ہے.... کے.ڈی.اے سے رجوع کریں تو.... وہ کہتے ہیں کہ ہمارا تو تمہارے علاقہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بخشو بھائی کے.ڈی.اے کی جان کو کیا تھوڑے لوگ ہیں جو ہم تمہیں بھی سر پر بٹھائیں یہ طوفانی بارش اور کھلا آسمان جہاں یہ بارش لوگوں کے لئے رحمت ہمارے لئے زحمت بن جاتی ہے.... اتنی بارش..... کیچڑ.... گندگی اور غلاظت کے ڈھیر.... مچھروں کا سروں پر سایہ.... لئے بیٹھے...... موت کا انتظار کر رہے ہیں..... کمبخت ابھی تک کوئی بیماری بھی نہیں پھوٹی..... کہ ہماری دکھ بھری زندگی کا عزت کے ساتھ خاتمہ ہو سکے..... نہ معلوم میرے مولیٰ کو ابھی کیا کیا دکھانا مقصود ہے.... سنا ہے کہ آپ اللہ کی نیک بندی ہیں..... اور سب کے کام کرتی ہیں..... ہمارا بھی کام کر دیں. ہم آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ ہمیں الاٹ منٹ دلوا دیں کیونکہ آپ خود بے اختیار ہیں...... بالکل بے بس ہمارا تو خط بھی چھپ جائیگا...... آپ کا تو خط بھی نہیں چھپے گا...... ہاں اتنا ضرور کرنا اب کی دفعہ آپ شوریٰ کے اجلاس میں جائیں تو جو بھی وزیر این ایل سی کا مالک ہے ان سے کہنا کہ دکھیوں کے دن پورے کرا دو...... ان سب کو این ایل سی کے بڑے بڑے ٹرکوں میں بھر کر سمندر میں ڈال دو...... تا کہ ہمارا گوشت مچھلیاں کھائیں. اور ہمارے بچے کچے گناہوں کا ازالہ ہو جائیں..... خدا حافظ.......

....

پاکستان زندہ باد

۱۴ اگست کا دن...... تاریخ ساز دن...... تجدید عہد کا دن...... ان شہیدوں کی قربانیوں کو یاد کرنے کا دن جن کا جانی اور مالی قربانیوں کا طفیل ہمیں "پاکستان" جیسی لازوال دولت ملی...... اور ہاں آج پشیمانی کا دن بھی ہے...... کہ...... ہم اس بیش بہا دولت کی عظمت نہ کر سکے...... کاش آج ہم یہ سوچ سکیں کی ۴۷ سال کے عرصہ میں ہم نے کیا کھویا... کیا پایا......؟ کچھ پانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... ہم نے اس عرصہ میں بہت کچھ گنوایا ہے...... خدا ہمیں معاف کرے...... قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری رہنمائی کے لئے دو چیزیں چھوڑی ہیں... یا دو امانتیں قوم کے حوالے کی تھیں ایک پاکستان...... دوسری مسلم لیگ...... لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک چیز کی بھی حفاظت نہ کر سکے...... مسلم لیگ وہ جماعت ہے... پاکستان کی خالق جماعت جس کے سبز ہلالی پرچم کے نیچے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کر کے بڑے بڑے دشمنوں کے دل ہلا دیئے تھے...... نعرہ تکبیر کی گونج سے در و دیوار لرزہ براندم ہو جاتے تھے اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کا پرزور نظارہ جس سے دشمن کی آنکھیں بھی شیرہ ہو جاتی تھیں...... اس اتفاق و اتحاد کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے پارہ پارہ کر دیا... پاکستان کے دشمن اچھی طرح جانتے تھے کہ جب تک مسلمان ایک جماعت اور ایک جھنڈے کے نیچے متحد رہیں گے ان کو کوئی طاقت جدا نہیں کر سکتی...... آخر دشمن اپنی چال میں کامیاب ہو گئے اور ۱۹۶۲ء میں مسلم لیگ کے ایک گہری سازش کے تحت دو ٹکڑے کر دیئے گئے...... کنونشن لیگ کی صورت میں نمودار ہوئی...... اقتدار کے رسیا...... اور کرسیوں کے پجاریوں نے "کنونشن مسلم لیگ" کے گرد ایک بھیانک رقص شروع کر دیا... پاکستان سے محبت کرنے والے...... مسلم لیگ کے عاشق...... سبز ہلالی پرچم کو دیکھ دیکھ کر جینے والوں کے... کلیجے شق ہو گئے...... کیونکہ کنونشن لیگ میں ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے تھے جو تحریک پاکستان کی جنگ میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے...... نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر وہ جمہوریت کو اپنے پیروں تلے روندتے ہوئے اس "کرسی" تک جا پہنچے جہاں پہنچنا ان کے لئے ایک خیال خام تھا...... جو خود کرسی تک نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی "گھر والیوں" کا سہارا لیا...... تاکہ خواتین میں بھی ہلچل مچے... میں سلام کرتی ہوں ان مسلم لیگیوں کو جنہوں نے

زبردست آمریت کے آگے بھی اپنی گردنیں نہیں جھکائیں اور ہر طرح کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے کونسل لیگ کو وجود برقرار رکھا......اور آج بھی کونسل لیگ کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں.....قائد اعظم کی امانتوں کے لئے آج بھی ان کے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں......پاکستان کے دشمنوں کی یہ چال کامیاب ہوگئی تھی.......مسلم لیگ دو ٹکڑے ہوگئی تھے...آمریت کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے بنائے گئے تھے...اور پھر...ایوب خان کو دس سال تک برقرار رکھنے والوں نے جمہوریت کا مطالبہ کیا...وہ ایک خاتون سے...پاکستان کی عظیم خاتون...مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح......قائد اعظم کی شفیق اور مہربان بہن......ملک وقوم سے محبت کرنے والی بہن......اس بہن سے یہ نہ دیکھا گیا کہ اپنے بھائی کے ہاتوں سے لگائے ہوئے پودے کو کس طرح میں خزاں کے حوالے کر دوں......ایک جذبے اور ایک نئے جوش وولولہ کے ساتھ وہ باہر نکلیں قوم کی آنکھیں منتظر تھیں کوئی غیبی طاقت ان کی مدد کرے...وہ غیبی طاقت فاطمہ جناح کی شکل میں نمودار ہوئی......قوم نے اسی سبز ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہو کر ایک بار پھر اپنے پاکستان کی حفاظت کے لئے جمہوریت کی بقا کے لئے جو بن آگے آئے گا قوم اس کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے گی...اور ''مادر ملت'' کا ہر جگہ دولہانہ استقبال کر کے قوم نے یہ ثابت کر دیا...ان کے دلوں میں....قائد اعظم کا......پاکستان اور مادر ملت کا کس قدر احترام ہے.....اور پھر پوری قوم نے جمہوریت کی بقا کے لئے ایک ''آمر'' سے زبردست مقابلہ کیا......کمزور اور ناتواں ہونے کے باوجود بھی...مادر ملت میں ایک حوصلہ تھا......جو قوم کی یک جہتی نے انہیں بخشا تھا نتیجہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہے....قوم......مادر ملت کے اعتبار پر پوری اتری.... مادر ملت الیکشن جیت چکی تھیں...اور اکثریت سے جیتی تھیں......یہ پوری دنیا جانتی ہے...لیکن آمروں نے فیصلہ ایک ''آمر'' کے حق میں دیا...جس کا انجام.....جس کا نتیجہ.......ہمارے اور آپ کے سامنے ہے.....پوری قوم نے دیکھ لیا کہ ظلم کبھی نہیں پھلتا...''مادر ملت'' کو رونے کے لئے پوری قوم تھی اور جس شان و شوکت سے مادر ملت کو آخری منزل نصیب ہوئی وہ سب پر عیاں ہے....خدا ہمیں بھی حق بات کہنے کی توفیق دے.....تاکہ ہم قائد اعظم اور مادر ملت کے زریں اصولوں کو اپناتے ہوئے پاکستان کی ترقی وخوشحالی کے لئے کام کریں......

ہماری باتیں

اللہ جھوٹ نہ بلوائے جب ہماری اماں نے ہمیں پڑھنے بٹھایا تھا تو استانی جی سے کچھ اس طرح کہا تھا کہ.....جیسے کہ ہم ان کی اولاد ہی نہیں ہیں لو استانی جی آج سے یہ تمہارے حوالے ہے اگر یہ سبق یاد نہ کرے یا کہنا نہ مانے تو اس کو اتنا مارنا کہ کھال ہماری اور ہڈیاں تمہاری بس بھئی اماں کا اتنا کہنا تھا بات ختم.....اب ہم ہیں اور استانی جی.....ان کا نام سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے.. کبھی شرارت بھی کرنا چاہی تو استانی جی کا لیوا سامنے کھڑا ہے مجال ہے کہ جو ایک دن بھی چھٹی مل جائے.. اگر سبق یاد نہ کیا تو جمعہ کی چھٹی بھی بند.....اللہ اللہ کیا زمانہ تھا اور بزرگوں کی کیا باتیں تھیں. عمر عزیز کے پانچ سال جیسے ہی گزرتے اگر لڑکی ہے تو ہاتھوں میں مہندی رچائی اور منی سے دلہن بنا کر بسم اللہ کی رسم ادا کردی جاتی تھی اور اگر لڑکا ہے تو منی سے شیروانی اور ٹوپی پہنا کر دولہا بنایا جا رہا ہے اور مہمانوں کا ایک جم غفیر ہے کھانے پک رہے ہیں دیگیں چڑھی ہوئی ہیں کہ بھئی آج تو ہمارے منے کی بسم اللہ ہے. بسم اللہ پڑھاتے ہی ماں باپ اپنے حق سے سبکدوش ہوئے اور استانی جی یا استاد جی کے حوالے کرکے اللہ کے حضور شکرانے ادا کرتے تھے کہ آج سے ہم نے بچے کی صحیح تربیت شروع کردی. اور اللہ ہمارے بچوں کو نیک اور صالح اٹھائے. اور بھئی فرض محبت ادا ہوگیا کیا زمانے تھے. اور کیسے کیسے لوگ تھے جن کی تربیت سے ہماری اور آپ کی اسی دنیا میں کیسے کیسے عالم اور فاضل، محدث، سیاستداں اور قوم وملک پر مر مٹنے والی ہستیاں پیدا ہوئی تھیں اس زمانے میں بھی ٹیپو پیدا ہوتے تھے اور آجکل کے زمانے میں بھی ٹیپو پیدا ہو رہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ قصور کس کا ہے.. ماں باپ کا. تعلیم و تربیت کا. ہمارے اساتذہ کا.. یا پھر معاشرے کا؟.. معاشرہ کون بناتا ہے ہم اور آپ ہی مل کر معاشرہ بناتے ہیں اس لئے بھئی معاشرہ تو بے قصور ثابت ہوا.....اب رہ گئی بات تعلیم کی تربیت کی تو اس میں میں سمجھتی ہوں کہ ماں باپ کا زیادہ دخل ہوتا ہے ابھی میں نے آپ کو گزرے زمانے کی ایک ہلکی جھلک دکھائی تھی اب تو یہ حال ہے ماں کو بچے سنبھالنے کی فرصت ہی نہیں ہے بچہ پیدا کیا.. بس.. بہت بڑا کارنامہ انجام دے دیا. پیدا ہوتے ہی وہ آنکھ کھولتا ہے آیا کی گود میں. گویا ماں کی گود جو بچے کی پہلی درسگاہ کہلاتی ہے اس سے تو وہ

پیدا ہوتے ہی محروم ہو گیا اب کیسی تربیت کس کی دیکھ بھال اماں جان اپنی ہی دیکھ بھال کر لیں تو بہت جانو وہی بے راہ روی سے بچ جائیں تو بہت بڑا پالا مار لیا محبت ہے تو بس اتنی کہ اگر ذرا بھی بچہ رویا تو آیا کو جھڑکیاں پڑ رہی ہیں کمبخت آجکل کے ملازم بھی بڑے نمک حرام ہو گئے ہیں بچے کو رلائے جا رہی ہے یہ نہیں ہوتا کہ ٹافی یا چیونگم دے دے یہ تو تھی گھر کی بات اب ذرا اسکول کی طرف دیکھئے اگر کبھی استاد نے کسی غلطی پر سزا دے دی تو دوسرے ہی دن اماں جان اپنی لپاسٹک ٹھیک ٹھاک کر کے اسکول کے دروازے پر کھڑی ہیں خبردار جو میرے بچے کو کسی نے کچھ کہا کیا سمجھ رکھا ہے منے کا ابا بہت بڑا افسر ہے ابھی کھڑے کھڑے نوکری سے نہ نکلوایا تو نام بدل دینا استاد بے چارا چپ سوچتا ہے کہ اگر ایک بار نوکری چلی گئی تو زندگی بھر جوتیاں چٹخانہ پڑینگی سب قابلیت دھری کی دھری رہ جائیگی کیونکہ میرے پاس کوئی سفارش نہیں ہے لہذا ابھی غنیمت ہے کہ منے کی ماں سے معافی تلافی کر کے جان چھڑاؤں. پھر منے میاں کہاں رکنے والے فاتحانہ نظروں سے اپنے استاد کی طرف دیکھا اور بڑی رعونیت کے ساتھ جا کر اپنی جماعت میں بیٹھ گئے اللہ اللہ خیر صلا کس کی پڑھائی اور کس کا رعب اور جب فیل ہو گئے تو سفارش سے پھر پاس ہو گئے. یہ ہے آج کل کا معیار تعلیم..

آج اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر محمودہ نہال نہال ہو گئی کہ طلبا تنظیموں پر پابندی عائد کر دی گئی میں تو کہوں کہ اس سے بھی بڑی کوئی پابندی ہو تو ہو بھی عائد کر دو کمبختوں نے تعلیم کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے ارے میں پوچھتی ہوں کہ اسکول اور کالج میں پڑھنے جاتے ہو یا انجنیں بنانے. ماں باپ کی کمائی کیوں حرام میں گنواتے ہو. نقل کر کے پاس ہونا تو فیشن میں داخل ہو گیا ہے فلمیں دیکھ دیکھ کر وہی مکالمہ پر چہ دیتے وقت بولے جاتے ہیں بیچ میں چھرا رکھا اوئے بشیرا دیکھ یہ چھرا پڑا ہے ہمت ہے تو مجھے نقل کرنے سے روک لے اللہ معاف کرے. یہ سب کچھ ہوتا ہے جب یہ ماحول ہو گا تو پھر کہاں سے استاد آپ کو ٹیپو سلطان دے گا اس ماحول میں تو آپ کو وہی ٹیپو ملے گا.. جس کا کام ہی تخریب کاری ہو گا اور ملک کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ. خدارا سوچئے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں ہمارے تعلیمی ادارے جن کا تقدس قائم رکھنا ہمارا اور آپ کا دینی اور ملی فریضہ ہے کیا ہم ان کو ایک دنگل میں تبدیل کر دیں طلبہ

نے شک ہر چیز میں حصہ لیتے ہیں مگر صاف ستھرے ماحول میں تقریری مقابلے ہورہے ہیں بیت بازی، مشاعرہ اس سے ان کی ذہنی نشو ونما ہوتی ہے ملک اور قوم کی باگ دوڑ سنبھالنے کے لئے انجمنیں بھی رہنمائی کا کردار ادا کرتی ہیں اس لئے طلبا کی انجمنوں کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے مگر ایسی انجمنوں کا کیا فائدہ جن سے ملک اور قوم کو نقصان پہنچے اور جس کی آڑ لے کر اسلحہ جمع کیا جارہا ہو اور جس میں غیر ملکی ایجنٹوں کی بھرمار ہو خدارا سوچو تم لوگ قوم کی امانت ہو آگے جا کر یہ ملک تمہیں سنبھالنا ہے کب تک اور کس کس کے ہاتھوں کھلونا بن کر اپنے ملک کا سودا کرتے رہو گے یہ تمہارا اپنا ملک ہے .....جو تمہیں انگریزوں نے تحفہ کے طور پر نہیں دیا ہے بلکہ اسے بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا ہے ہندوستان کے نقشے کی تقسیم ہمیں یہ بتاتی ہے کہ پاکستان کی بنیاد میں لاکھوں شہیدوں کا خون شامل ہے میں اپنے طالب علموں کو اپنے شہیدوں کے خون کا واسطہ دیتی ہوں کہ اب جو کچھ ہو چکا ہے وہ بہت برا ہوا اب اس کو بھول جاؤ پڑھ کر لکھ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرو قوم کی نگاہیں تم پر لگی ہوئی ہیں خدا کے لئے اپنی مذموم حرکتوں سے قوم میں مایوسی مت پیدا کرو آگے کیا لکھوں باقی تم لوگ ماشاء اللہ سمجھدار ہو۔ اپنے ملک کی طرف ایک نظر محبت کی ڈال کر تو دیکھو تمہیں اس کی خدمت کرنے میں کتنا سکون ملے گا آخر میں ماں باپ سے بھی اپیل کروں گی کہ اپنے بچوں کو صرف اور صرف تعلیم حاصل کرنے ہی پر توجہ دیں۔ اور فضول باتوں سے دور رکھیں جب پڑھ کر لکھ کر قابل ہو جائیں گے تو اس غنڈہ گردی کی سیاست سے کہیں بہتر اور قابل سیاستدان بنیں گے اور ملک کا نام روشن کریں گے شاید........کہ اتر جائے تیرے دل میں میرے بات......

....

ضمیر کی آواز

خیریت سے رمضان المبارک ساتھ احترام و عزت کے رخصت ہوئے اور بی عید چھما چھم کرتی تشریف لے آئیں اس سال نہ تو رمضان تشریف کی آمد کا پتہ چلا اور نہ جانے کا دن ہیں کہ پلک جھپکتے گزر جاتے ہیں نہ ہی اتنا موقع ملا کہ ڈھنگ سے رمضان المبارک کا استقبال کریں. اور نہ ہی اس کو رخصت کرنیکی فرصت بیچارے انتہائی شریف النفس ہیں خود ہی آتے ہیں اور خود ہی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما کر چلے جاتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ ان کے جانے کے بعد بھی کبھی ان کو یاد نہیں کرتے جب تک کہ وہ خود ہی اپنی یاد نہ دلائیں. بس ہم تو رمضان شریف صاحب کے اتنے ہی ساتھی ہیں کہ پورے مہینے ان کے ساتھ دہی بڑے، چھولے اور پکوڑے کھائیں اور ٹھنڈا ٹھنڈا شربت روح افزا پی لیں اور پھر سحری میں پھینی اور پھلکے کھالیں اگر کبھی ان کے ساتھ رات کو جاگنا پڑے وہ بھی طاق راتوں میں تو اس کی کسر ہم دن بھر سو کر پوری کر لیتے ہیں یہ بھی کوئی سوئی عبادت ہوئی افراتفری کا یہ عالم ہے کہ نہ عبادت کا مزا ہے نہ ریاضت کا، سب ہی اپنی اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہیں اب آپ ہی بتایئے روزہ منہ میں اور دن بھر بیچارے روزہ دار پانی کی تلاش میں سرگرداں اور کچھ ملے نہ ملے کم از کم حلق تر کرنے دو بوند پانی تو مل جائے. ایک تو گرمی سخت اور پرے بجلی والوں کی مہربانیاں لوڈ شیڈنگ...... پھر افسران بالا کا سفید جھوٹ کہ کراچی میں تو بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہی نہیں. سب کچھ ٹھیک ہے..... اور کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے...... ایسی ایک جملہ پورے ملک میں تباہی مچادی کاش ہم آنکھوں پہ پٹی باندھنا چھوڑ دیں کھلے دل اور کھلی آنکھوں سے دیکھیں تو ہمیں پھر یہ بار بار نہیں دہرانہ پڑے گا یہ کہ سب کچھ ٹھیک ہے ہمیں اپنی غلطیاں نظر آئیں گی اور ان کا تجزیہ کر کے ان کا ازالہ بھی کریں گے خواص اور عوام کے مابین اختلاف کسی حد تک کم ہو جائیں گے......

ذکر تھا عید کا........ عید بیگم کیا آتی ہیں اپنے ساتھ ساتھ سینکڑوں سے اخراجات لے کر آتی ہیں.... مگر ان کا خوشی خوشی استقبال کرنا ہی اسلامی شعائر میں سے ہے. اگر ان کا استقبال نہ کرو تو دل بجھ جاتا ہے انکی یہ بھی ایک ادا ہے اپنے ساتھ ساتھ بی زکوۃ خانم کی انگلی پکڑ کر ضرور آتی ہیں اب لاکھ کہو کہ

زکوۃ خانم تمہارا حصہ تو ہماری حکومت نے پہلے ہی کاٹ کر تمہاری جیب بھردی ہے مگر ان کی شکل و صورت اتنی پیاری ہے کہ دیکھنے پر یقین ہی نہیں آتا ہے کہ گورنمنٹ نے ان کو عیدی دی بھی ہے یا نہیں..جب تک کہ اپنے ہاتھوں سے نہ دیں دیں نہ دل کو سکون ملتا ہے اور نہ ہی ضمیر کو لہذا ان کے لئے خاص خطیر رقم نکالنا پڑتی ہے......زکوۃ خانم کے پیچھے ان کے بھائی فطرہ میاں ہیں.....اب ان کو بھی کچھ دو......ان کے پیچھے بہت سی بیوائیں، یتیم بچے اور دکھیاریاں ہیں جو آپ کی طرف حسرت سے دیکھ رہے ہیں کہ اپنی خوشیوں میں ہم کو بھی شامل کر لو دعائیں دینگے......اس کے بعد کہیں نمبر آتا اپنے گھر والوں کا یہی عید ہے......یہی سچی خوشی ہے......ضمیر کی آواز ہی میں سب کچھ پوشیدہ ہے آپ کا ضمیر زندہ ہے تو آپ بھی زندہ ہیں خدا کرے ہم سب کے ضمیر کی آواز زندہ ہے اور پھر سب مل کر کہیں ضمیر کی آواز زندہ باد......

....

نظامِ صلوٰۃ

یہ میرا پاکستان ہے یہ تیرا پاکستان ہے
اس پر دل قربان اس پر جان بھی قربان ہے

کتنی کوشش اور کتنا جذبہ ہے... ان اشعار میں..... واقعی پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے دل ہی نہیں..... ہر چیز قربان کر دی تھی..... ہم گھر سے بے گھر ہوئے تھے صرف اس لئے کہ ہم اپنے پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائیں گے..... یہاں پر مذہبی آزادی ہوگی..... اسلامی قوانین کا نفاذ ہوگا۔ جس سے ہر برائی خود بخود ختم ہو جائیگی..... لیکن پاکستان بننے کے بعد کیا ہوا..... وہی مثل بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا..... بھائی لوگوں کی بن آئی..... رات کو چین کی نیند سوئے..... صبح آنکھ ہندوستان میں کھلنے کے بجائے ''پاکستان'' میں کھلی کیسی قربانی..... کس کی ہجرت..... کیسی ماں بہنوں کی عزتیں..... کہاں خون کی ندیاں......؟ اب تو سب جھوٹ ..... سب فریب معلوم ہوتا ہے...... کیونکہ ان لوگوں نے بڑے سکون سے ۱۵ اگست کو ناشتہ بھی پاکستان میں کیا تھا. کس بات کا احساس ہے.. کس کا دل قربان... کس کی جان قربان..... دل تو اسوقت قربان ہوتا..... جب اپنے پیاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے دیکھا ہوتا..... جان تو اس وقت قربانی ہوتی..... صبح صبح پاکستان کا نظارہ کرنے والی آنکھوں نے ماں بہنوں کی چادریں اترتے دیکھی ہوتیں..... میرا پاکستان..... کا لفظ تو قبول ہو جاتا ہے لیکن ''تیرا پاکستان'' .....نہیں یہ لفظ حلق سے اتر کر دل میں جانے کے لئے تیار نہیں ہے..... محمودہ یہ کہتی ہے کہ..... جو چیز مفت مل جائے اس کی قدر و قیمت..... کچھ نہیں...... اور جو چیز سب کچھ لٹا کر حاصل کی جائے.....اس کی قدر و قیمت کا وہی لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں جو پاکستان اور مسلم لیگ کی محبت میں اپنا سب کچھ نچھاور کر کے آئے ہیں..... جنہوں نے پاکستان حاصل کرنے کے لئے بہت بڑی قیمت چکائی ہے جنہوں نے اس ملک کی بنیاد میں..... بکروں کا نہیں.....اپنا خون گردنیں کٹا کر دیا ہے..... جنہوں نے اس ملک کی بنیاد میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں دفن کر دی ہیں...... جس کے معصوم اور شیر خوار بچے آنکھوں کے سامنے نوک سناں پر اٹھائے گئے..... ان کی ننھی ننھی چیخیں آج بھی

پاکستان کی بنیاد میں گونج رہی ہیں......غداری......وہ بھی شہیدوں کے خون سے......خدا بھی معاف نہیں کرے گا......ہم نے پاکستان چند افراد......یا چند خاندانوں کے لئے تو نہیں بنایا تھا...ہم نے قربانیاں افراد کے لئے تو نہیں دی تھیں......ہم ہجرت در و دیوار......پہاڑ......اور سمندر دیکھنے کے لئے تو نہیں کی تھیں......صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے......ہم نے ہجرت کی تھی......اسلام کی محبت کی خاطر......ہم نے اتنی مہنگی قربانیاں دی تھیں......صرف اس لئے کہ اس اسلامی قلعہ پاکستان میں نفاذ اسلام ہوگا. اور اللہ تعالیٰ کے گھر سے ہمیں ان قربانیوں کا صلہ ملے گا لیکن "۳۵" سال گزر جانے کے باوجود بھی ہماری قربانیاں رائیگاں گئیں تھی......اللہ سلامت رکھے......موجودہ صدر پاکستان کو جنہوں نے نظام اسلام کے نفاذ کے لئے بیڑہ اٹھایا ہے....اور دو سال سے مسلسل اسی نہج پر کام ہو رہا ہے لیکن. پاکستان کو دل سے نہ تسلیم کرنے والے....اور پاکستان کے دشمن افراد......اس راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں......لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں بڑی طاقت ہے...ایک نعرہ تکبیر کی آواز سے بڑے محلوں کی دیواریں لرزہ براندم ہو جاتی ہیں......اگر صدر مملکت کا جذبہ صادق ہے تو کوئی صیہونی طاقت جنرل ضیاء الحق کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم نے بڑی سے بڑی طاقتور حکومتوں کو "حق" کے آگے جھکتا دیکھا ہے....جنرل ضیاء الحق کو میں پورے پاکستان کی جانب سے نظام صلوٰۃ قائم کرنے پہ مبارکباد پیش کرتی ہوں اور جو لوگ "لا اکراہ فی الدین" یعنی دین میں جبر نہیں ہے...اس آیت کا سہارا لیکر صدر مملکت اور دین کا کھلم کھلا مذاق اڑا رہے ہیں "دین میں جبر"......غیر مسلموں پر نہیں......یعنی آپ کسی کو زبردستی مسلمانوں کو راہ راست پر لاتا......؟ایک اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے.....مسلمانوں کے لئے......حکم ہے کہ نو سال کے بچے کو مار کر نماز پڑھاؤ.....اگر صدر مملکت بچوں کے ساتھ ساتھ بوڑھے لوگوں کو بھی نماز پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں تو کیا قیامت ہے...نماز....یہ کوئی اللہ پر احسان نہیں ہے......یہ تو فرض ہے جو آپ کو اور آپ کے اہل خاندان کو ہر قیمت پر ادا کرنا ہی ہے.....نماز میں اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو کسی بھی حالت میں "معاف" نہیں ہے حتیٰ کہ سخت بیمار کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ اشارے ہی سے نماز ادا کرے......بیمار کے

لئے روزہ معاف ہے.....زکوۃ اور حج صاحب استطاعت......لوگوں کے لئے ہے.....لیکن نماز کی معافی آخری دم تک نہیں ہے.....اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پڑھنے کی توفیق دے اور ہمارے دلوں سے شیطان کو نکالے......اگر ہم نے پانچ وقت صدق دل سے اس بارگاہ رب العزت کے حضور صدق دل سے سجدہ ادا کر دیا.....تو پھر آپ اپنی کیفیت کا خود ہی اندازہ لگا لیں گے......کتنا سکون ملتا ہے اس سجدے میں جو دل کی گہرائیوں سے ادا کیا جاتا ہے

''سمجھ لو کہ بنیاد کعبہ پڑی　　　اگر دل سے سجدہ ادا ہو گیا''

....

برجیس طلعت کے دل پر نقش ہونے والے افسانے

ہماری ایک گوئیاں ہیں ان کا نام برجیس طلعت ہے انہوں نے ہمیں اپنی ایک کتاب پڑھنے کو دی...اس کا نام ''کلیاں پھول کانٹے'' ہے یہ کتاب ان کے مختصر سے مختصر افسانوں کا مجموعہ ہے..... پہلے تو میں کچھی تھی کہ ہونگے طویل افسانے اور کس کے پاس وقت رکھا ہے کہ ایک ایک گھنٹہ کا افسانہ پڑھے یہی سوچ کر کتاب ایک طرف رکھدی..... لیکن دوسرے دن برجیس صاحبہ کا فون آگیا کہ اس کتاب کی رونمائی ہورہی ہے اور آپ کی تقریر بھی ہوگی..... اتنا سنتا تھا یاالٰہی خیر..... زندگی تو تنقید کرتے گزری آخری وقت میں یہ ہم کو مسلمان کرنا چاہتی ہیں اب ان کی کتاب بھی پڑھیں یہ بھی کیا کم مشکل کام ہے اور اس پر سونے پر سہاگہ کہ تقریر بھی کریں ان مراحل سے گزرنا بہت مشکل نظر آیا..... بڑی خوشدلی سے جواب دیا..... برجیس بہن اگر ہم آپ کی کتاب پر نظر نہیں کرینگے تو پھر کس کی کتاب پر کرینگے.....؟ اب محمودہ سلطانہ تھی اور اس کی سوچیں ..... ڈرتے ڈرتے کتاب کھولی...بہت خوبصورت کتاب ہے...ڈرا دل لگا.....ایک صفحہ اور الٹا..... نظر پڑی..... کچی کہانی.. کچی باتوں کی تو محمودہ یوں ہی شیدائی ہے..... فوراً کہانی پڑھ لی...تین صفحوں کی مختصر سی کہانی..... بہت لطف آیا...ڈر اور خوف دور ہوگیا...سیدھی سادی زبان...طوالت کا دور دور پتہ نہیں...یہ افسانہ چھوٹا اور مختصر..... تقریباً آدھ گھنٹہ میں پوری کتاب پڑھ ڈالی.....دل پر نقش ہونے والے یہ افسانے کس انداز سے لکھے ہیں یہ صرف برجیس بہن ہی کا حصہ ہے آج کل مشینی دور میں انسان کا جینا مشکل ہے کب صبح ہوتی ہے اور کب شام وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا کب آیا اور کب گیا...؟ امیر حمزہ کا دور..... قصہ چہار درویش کا دور..... الف لیلہ کی جلدیں..... اب کہاں وہ زمانے وہ فرصتیں کہ طویل سے طویل کہانیاں افسانے اور ناول پڑھے جارہے ہیں.....اور پھر بھی وقت کٹنے کا نام ہی نہ لیتا..... سچ کہا ہے بڑے بوڑھوں نے کہ قیامت کے نزدیک وقت اتنا تنگ ہوجائے گا کہ ماچس کی تیلی جلاؤ...اور دن ختم..... تو بہن برجیس طلعت صاحبہ نے وقت اور موقعہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مختصر سے مختصر افسانے لکھے ہیں اس کے لئے وہ قابل مبارکباد ہیں برجیس طلعت کا تعلق صوفی اور درویش گھرانے سے ہے آپ کا شجرہ

نصب بابا فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے جن کا مزار مبارک آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور جن کی ہدایت کی روشنی میں ہم آج بھی نسب کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں جس کا تعلق ایسے گھرانے سے ہو.....وہاں روح کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ قلم کی پاکیزگی بھی ملے گی.....یہ افسانے پڑھ کر تو دل یہ چاہتا ہے کہ اللہ میاں ہمیں پھر چھوٹا سا کر دیں.....دادی اماں یا اماں جان کمرے میں انگیٹھی سلگائے بیٹھی ہوں اور ہم ان کے گرم گرم لحاف میں دبک کر طوطا مینا کی کہانی سننے کے بجائے برجیس بہن کی لکھی ہوئی کہانیاں سنیں.....جس میں دلچسپی کے ساتھ نصیحتیں بھی ہیں لڑکیوں کے لئے بھی بڑے بوڑھوں کے لئے بھی کہ بچوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے اور ایسی طرز تحریر میں ساس بہو کے جھگڑوں کو کس طرح محبت کا روپ بخشا ہے وہ انہی کا حصہ ہے.....سوتیلی ماں جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انہوں نے اپنے مختصر سے افسانے میں ایک دفعہ سوتیلی ماں کی ممتا کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا تحریر کی یہی تو خوبی ہے.....یہی نرالا انداز ہے ہر طبقہ فکر کے لوگوں پر بڑی خوبصورتی اور سادگی سے طبع آزمائی کی گئی ہے...بڑے بات کی بیٹی ...بڑے آدمی کی بیگم بننے کے باوجود بھی طبیعت میں وہی انکساری ہے جو ان کو میکے اور سسرال دونوں طرف سے ورثے میں ملی ..ان کے شوہر ظل احمد نظامی..کے ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز ہیں اللہ میاں نے ہر اس چیز سے نوازا ہے جس کی کہ انسان تمنا کرتا ہے اس کے باوجود بھی ہر ایک کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آنا اور دکھی انسانیت کی خدمت کرنا ان میاں بیوی کی سرشت میں داخل ہے ان کا گھر واقعی جنت کا نمونہ ہے جہاں سب مل جل کر ہنسی خوشی رہتے ہیں اور کسی کو کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے خدا کرے یہ گھرانہ صدا پھلے پھولے اور آباد رہے اور ایسی پرسکون ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہماری بہن برجیس طلعت زیادہ سے زیادہ ملک اور قوم کی خدمت کریں

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

....

بھارت اور عام انتخابات

گلی گلی شور ہے الیکشن کا زور ہے.....سارے موضوعات کا ماحصل......الیکشن.....جس کو دیکھو اسی موضوع پر بات کرتا نظر آئے گا....ارے پاکستان میں بھی الیکشن ہو رہے ہیں.....اب کوئی سمجھائے ان کم عقلوں کو.....جب امریکہ جیسے ملک میں الیکشن کے دو دو ہاتھ ہو سکتے ہیں اور نتیجہ نکلنے کے بعد تم گلے سے لگ گئے سارا گلہ جاتا رہا......تو پھر پاکستان میں اسمبلیوں کے الیکشن کیوں نہیں ہو سکتے......یہ کمبخت دل ہی بڑا بے ایمان ہے یقین ہی نہیں کرتا ہے.....حالانکہ صدر پاکستان واشگاف الفاظ میں بارہا اعلان فرما چکے ہیں بارہا کہا پورے بارہ ماہ سے ساری دنیا کے اخبارات میں بھی برابر انٹرویو ہی اسی موضوع پر دے رہے ہیں کہ انشاللہ عام انتخابات مقررہ وقت پر ہوں گے......صدر مملکت تو صدر مملکت ہیں ان کے چھوٹے اور موٹے وزرا بھی جب تقاریر فرماتے ہیں تو ان کی تان بھی الیکشن کے ساز پر ٹوٹتی ہے الیکشن میں افراتفری مچانے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا.....وغیرہ وغیرہ.....حالانکہ اب تو کئی ماہ سے اخبارات میں بھی سرخیاں ہی الیکشن کے موضوع پر نظر آتی ہیں.....جس کا نتیجہ یہ نکلا پہلے تو الیکشن کا نام سن کر کئی ماہ تک لوگوں کے کان کھڑے رہے.....اب تقریباً ایک دو ہفتوں سے لوگوں نے خود کھڑا ہونا شروع کر دیا ہے.....نوبت یہ آ پہنچی.....کہ شاید ہی کوئی شخص آپ کو بیٹھا ہوا نظر آئے......

الیکشن کا اس کو بھی دورہ پڑا   نہ گھر جس کی ہانڈی نہ چولہا توا

کیونکہ بقول حکومت کے الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے.....لو بھی نہ ہینگ لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھا آ گیا....جس کی جتنی بڑی برادری اس کے اتنے ہی بڑے ووٹ بڑی برادری والے قومی سطح پر کھڑے ہیں اور چھوٹی برادری کے صوبائی سطح پر......دکھ سہیں بی فاختہ کوے انڈے کھائیں.....ساری عمر سیاست میں جوتیاں رگڑیں بال، سفید کیے...جیلیں کاٹیں.....اور عوام کو جھوٹے، سچے نعروں سے نوازا......اللہ اللہ کر کے مصیبت کے دن کٹے......بہاروں کی آمد سے پہلے ہی......"باجی جات (بازی ذات) برادری والے لے گئے"......یعنی میاں شیخ......بیٹھا بیٹھا دیکھ......کیونکہ یہ بازو میرے

آزمائے ہوئے ہیں.....میونسپلٹی کے انتخابات میں برادری کے کرشمے دیکھ چکے ہیں اور بھگت بھی رہے ہیں.....سات آٹھ سال سے سیاست پر پابندی ہے.....لوگ باگ بھول چکے ہیں اب اپنا تعارف کیسے کرائیں.....اے لے ابا ہی چھپن برس کے ہو گئے ہیں.....لاؤان کی سالگرہ ہی منا کر روٹھوں کو منائیں..ایک پنتھ دو کاج.....ابا بھی خوش.....روٹھے ور کر بھی خوش بہت دن بعد "بڑا کھانا" ملا ہے.....کچھ تو چہل پہل ہوگی یوں ٹوٹی آس بندھی نظر آ رہی ہے.....

ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں تو عام انتخابات کی تاریخ کا بھی اعلان ہو چکا ہے اللہ خیر کرے انہوں نے بھی اندرا کانگریس کے مقابلہ کے لئے ایک "متحدہ محاذ" بنالیا ہے۔ جس کے بنانے میں آنجہانی اندرا گاندھی کی "روٹھی بہو" کا بہت بڑا ہاتھ ہے.....بہو بیگم تو شریمتی اندرا گاندھی کے سورگباش ہونے کے فوراً ہی بعد یہ اعلان کر چکی تھیں بھگوان کی کرپا سے اس دفعہ راجیو جی کے مقابلہ میں میری مینکا جی کی جیت یقینی ہے.....اس اعلان سے اور کچھ ہو نہ ہو راجیو جی کے ہاتھوں کے طوطے ضرور اڑ گئے ہیں.....پھر اگر بھگوان کی کرپا سے مینکا جی الیکشن جیت گئیں تو طوطوں کے ساتھ خاندانی تخت طاؤس بھی اڑتا نظر آ رہا ہے خدا خیر کرے.....اس وقت عزت کا مسئلہ ہے چرن سنگھ ہی کیا.....جتنے بھی سنگھ بھارت میں موجود ہیں سب ہی مینکا گاندھی سنگھ کا ساتھ دیں گے آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی جی کی روٹھی ہندو برادری بھی مینکا سنگھ کے ساتھ جائے گی.....رہ گئے بے چارے مظلوم مسلمان.....وہ بڑے صبر و تحمل کے ساتھ خدا کی لاٹھی.....آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جس کی کوئی آواز نہیں سکھوں نے ۱۹۴۷ء میں جو فصل بوئی تھی ۳۷ سال بعد یعنی ۱۹۸۳ء میں یہ فصل کاٹی جا رہی ہے بقول علامہ اقبال

ہم تو راجیو جی سے انتا ہی عرض کریں گے

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

....

کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

کراچی سے بھائی صدرالدین لکھتے ہیں کہ محمودہ سلطانہ تمہاری خیریت روشن پاکستان سے معلوم ہوئی پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ تم زندہ ہو قلم کی اسی شوخی اور طنز کے تیروں کے ساتھ......ہم تو سمجھتے تھے کہ کچھ زور گھٹ گیا ہوگا....سنا ہے کہ تم کچی آبادیوں میں بھی کچھ کام کر رہی ہو.......لیکن تمہارے قلم نے اب تک ان لوگوں کی بے بسی پر ایک بھی آنسو نہ بہایا....آخر کیوں....؟ کیا تم نے ہم غریبوں کی طرف سے بالکل ہی آنکھیں پھیر لیں یا جان بوجھ کر چشم پوشی اختیار کی ہے....یا پھر تم بھی سب جیسی بے حس ہوگئی ہو.....خدا کے کے لئے جواب ضرور دینا......

بھائی صدرالدین صاحب اللہ آپ کو خوش رکھے اور جلدی سے صاحب جائداد کردے.....اور یہ چار تنکوں کی جھونپڑی آپ کی اپنی ملکیت ہو جائے......میری یہ دعا صرف آپ ہی کے حق میں نہیں ہے...یہ سب ان بہن بھائیوں کے لئے بھی ہے.....جو آپ کی طرح اور بلکہ آپ سے بھی زیادہ پریشان ہیں اور چھتیس سال سے اپنی زندگی کے دن بڑی کسمپرسی کے عالم میں گزار رہے ہیں......کاش محمودہ کے اختیار میں کچھ ہوتا......! پھر بھائی آپ کو یہ جلی کٹی سنانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی محمودہ کو بھی احساس ہے کہ آپ کو بھی زندگی کی وہی سہولتیں میسر آنی چاہئیں جو ملک کے کھاتے پیتے افراد کو میسر ہیں.....آپ کے بچوں کو تعلیمی اور تفریحی ماحول بھی چاہیے......ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ایک جامع اسکیم بنائی ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو متبادل جگہ دیے بغیر نہیں ہٹایا جائے گا.....اس جس جگہ ان کو آباد کیا جائے گا وہاں تمام شہری سہولتیں دی جائیں گی.....اسکول، اسپتال بچوں کے کھیلنے کے لئے میدان، بجلی، پانی، وغیرہ وغیرہ.......یہ جواب پڑھ کر کچی آبادیوں کے بہن بھائیوں کی تسلی ہوگئی ہوگی.....سوائے تسلی دینے کے میں اور کر بھی کیا سکتی ہوں.....یہی بڑی بات ہے کہ اللہ میاں نے اس لائق تو بنایا کہ تسلی دے سکوں.....ورنہ کہاں تسلی بیگم اور کہاں محمودہ.......؟

لانڈھی کراچی سے بہن تسلیم فاطمہ بعد تسلیمات کے رقمطراز ہیں کہ محمودہ بہن ہم عورتوں کا بھی خیال ہے......تم نے ہمیشہ حقوق نسواں کے لئے جدوجہد کی ہے.....مگر اب تمہیں کیا ہوتا جا رہا ہے کہ نہ تو

تمہاری زبان سے اور نہ ہی قلم سے ہم خواتین کے لئے کچھ کہا سنا جاتا ہے...... معاشرے میں سب سے مظلوم طبقہ ہمارا ہی ہے...... اگر ہم کچھ بولتے ہیں تو ہمارے دیدوں کا پانی ڈھل جاتا ہے.... اپنے حق کے لئے آواز بلند کریں تو کلام پاک کی تلاوت شروع کردی جاتی ہے...... اور اپنے مقصد کی آیتیں سنا کر ہم کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے..... حالانکہ کلام ربانی میں واضح ارشاد ہے...... نہ گورے کو کالے پر فوقیت ہے اور نہ کالے کو گورے پر نہ عرب کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر...... اللہ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے زیادہ ہو اس میں نہ عورت کی تخصیص ہے نہ مرد کی..... ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الناس ...... کہہ کر مخاطب کیا ہے جس کے معنی ہیں اے لوگو..... اس میں عورت اور مرد سب آجاتے ہیں..... اگر عورت کے لئے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے تو مرد کے لئے بھی وہی حکم ہے...... اگر مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے تو عورت کو بھی ''خلع'' کا حق دے کر مساوات قائم کردی گئی ہے.... اسلام میں کہیں جبر نہیں ہے جو لوگ اسلام کو ''ہوا'' بنا کر پیش کرتے ہیں اور ہر وقت خداوند تعالیٰ کی قہاری، جباری دکھاتے رہتے ہیں...... وہ کونسی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں...... یہ تو نئی نسل کے لئے...... اسلام سے متنفر کردینے کی باتیں ہیں..... اللہ کتنا غفور الرحیم ہے...... یہ کوئی نہیں جتاتا..... اللہ میاں تو ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہیں... ہم گنہگاروں کو بخشنے والا وہی تو رب کریم ہے... جس کی شان کریمی کے صدقہ میں ہم ہر وقت اس کے کرم اور...... رحم کے محتاج ہیں..... اگر اللہ میاں بھی ہر بات پر سزا دینے لگیں..... تو پھر ...... کیا بندے......؟ اور کیسے بندے......؟ پوری دنیا تڑپتی اور بلکتی نظر آئے..... خدا بچائے..... اس تصور سے بھی...... ہمیں تو رحم ہی رحم نظر آتا ہے.... اللہ ہم سب پر ہمیشہ اپنا کرم رکھے اور گناہوں سے توبہ کی توفیق دے (آمین)

بہن تسلیم فاطمہ...... نصیحت نامہ ملا..... پڑھ کر دل خوش ہوگیا..... آپ کا خط خود ہی ایک سوال ہے اور خود ہی جواب بھی..... محمود کیا کہہ سکتی ہے..... مایوسی کفر ہے..... لہٰذا میں بھی اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں...... ہر لمحہ اور ہر پل اس کے رحم و کرم کی بھیک مانگتی ہوں...... وہ بخشنے والا غفور الرحیم ہے..... اس دنیائے فانی میں کسی کی ذات بڑی نہیں ہے...... سب فانی ہے اور یہ دنیا آنی جانی

ہے......سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا......جب لاد چلے گا بنجارا......لہذا اس چار دن کی زندگی میں......حق بات بولو......حق بات سنو......نصیحت اور بدگوئی سے بچو......خدا کے نزدیک کون اچھا ہے......اور کون برا......اس کا فیصلہ کرنے والے ہم اور آپ کون............؟

....

پاکستان کیوں بنا اور کس کے لئے بنا

کئی سال سے پاکستان کی بنیاد اور پاکستان حاصل کرنے کا مقصد اس نعرہ کو بنایا جا رہا ہے کہ..... پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ اللہ"..... میری سمجھ میں اب تک یہ نہیں آسکا ہے کہ پاکستان کا مطلب کسی لغت میں بھی لا الہ اللہ...... نہیں ملے گا..... اور نہ ہی قیام...... پاکستان کے وقت ایسے کسی نعرہ کا وجود تھا ہم نے تو اپنے بچپن میں اس قسم کے نعرہ سنے تھے کہ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ..... یا بٹ کے رہے گا ہندوستان بن کے رہے گا پاکستان..... ہاں البتہ سرحد میں ریفرنڈم کے بعد کسی طرف سے یہ آواز ضرور ابھری تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ اللہ..... اب اس ادھورے کلمہ سے یہ نکتہ جنم لیتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے یہ نعرہ ایجاد کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کے درمیان ایک دیوار کھینچ کر قہر خداوندی کو دعوت دی...... جب اللہ اپنے محبوب کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ہر جگہ پر اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا کر لکھا ہے جب تک ہم لا الہ اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ نہیں کہیں گے نہ ہی ہمارا کلمہ پورا ہوگا اور نہ ہی اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکیں گے..... پورا کلمہ ہمارے ایمان کی نشانی ہے اللہ میاں نے کلام پاک میں بھی فرمایا ہے... اطیع اللہ و اطیع الرسولؐ میری اطاعت کرو اور میرے رسولؐ کی اطاعت کرو... اگر اللہ میاں نے اپنے آپ کو رب العلمین کا لقب عطا فرمایا ہے..... اور جب ہمارا ایمان یہ ہے کہ ہم پورا کلمہ پڑھے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے تو پھر ادھورے کلمہ کا زبانوں سے ادا کرنا کچھ کفر سا لگتا ہے۔ آپ نے یہ تو عوام سے کہوا دیا کہ لا الہ اللہ... یعنی اللہ ایک ہے اور اسی کے آگے آپ نے آیت لگا دی...... یہ مذہب کے ساتھ کہاں کا انصاف ہے..... اور اسلام کی کون سی خدمت ہے یہ ایک عجیب و غریب نظریہ ہے جو بہت عرصہ سے بڑے پیار کے ساتھ پروان چڑھ رہا ہے اور ہر مقرر کی تقریر میں یہ جملہ ایک فیشن بن گیا ہے بے شک ہم نے پاکستان کس نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا...... وہ تھا دو قومی نظریہ کہ ہندو مسلمان دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں جن کا مذہب علیحدہ جن کی معاشی و سماجی زندگانیوں میں بڑی خلیج حائل ہے اور یہ سمندر کے دو ایسے کنارے ہیں جو کسی طرح بھی نہیں مل سکتے .... کہاں ۳۶۳ ، خداؤں کے پجاری اور کہاں..... ایک اللہ کے ماننے

والے.... پاکستان اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کا ایک علیحدہ وطن ہوگا.....اور پاکستان میں بسنے والی مختلف قسم کی قوموں کو شخصی اور مذہبی آزادی حاصل ہوگی.....اور قائداعظم کی تقاریر کے مطابق یہ ملک "ملاؤں" کے لئے نہیں بنایا گیا ہے.....اور نہ ہی یہاں "ملائیت" چل سکتی ہے.....کیوں کہ پاکستان میں ہر طبقہ فکر کے لوگ رہتے ہیں سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، سواداعظم، قادیانی اور پھر اقلیتی فرقہ الگ پھراب کس طرح اس ملک کو "ملائیت" کی طرف لے جاسکتے ہیں....؟.....یہ نکتہ غور وفکر کا ہے......میں نے سب سے پہلے نیشنل سینٹر میں پاکستان مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر شیخ لیاقت حسین کی تقریر سنی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ تقسیم ہند کے وقت بھی یہ نعرہ نہیں تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ اللہ.... ہاں جوشیلے نعرے دو ہی تھے مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ. یا بٹ کے رہے گا ہندوستان. لے کر رہیں گے پاکستان......پھر انہوں نے قائداعظم کی تقریر کا بھی حوالہ دیا تھا جو انہوں نے ۱۹۴۸ء میں کی تھی......بہرحال میں سوچ ہی رہی تھی کہ اس پر قلم اٹھاؤں آج ہی پاکستان اور مسلم لیگ کے بزرگ رہنما سردار شوکت کا بیان نظروں سے گزرا کہ قائداعظم پاکستان کو مذہبی ریاست نہیں بنانا چاہتے تھے اور نہ ہی یہ ملک مذہب کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے.....اور آگے چل کر شوکت صاحب فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ نے کبھی بھی یہ نعرہ نہیں لگایا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ اللہ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہ نعرے اور من گھڑت باتیں قائداعظم سے منسوب کی جارہی ہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ انگریز ہندوستان میں مثبت پر ہندوؤں کا تسلط قائم کرنا چاہتے لیکن قائداعظم اس تسلط کو ختم کر کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ اسٹیٹ قائم کرنا چاہتے تھے قائداعظم یا مسلم لیگ نے کبھی بھی یہ نعرہ نہیں لگایا ہے.....سردار صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پاکستان چند لوگوں کی بہتری کے لئے قائم نہیں ہوا تھا اور نہ ہی پاکستان مذہب کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا اس نکتہ پر بات چیت کرنے کے لئے سردار صاحب نے صدر پاکستان سے وقت مانگا ہے دیکھیں نتیجہ کیا نکلتا ہے...اور اب قوم کے سامنے کون سی شکل آتی ہے اور نئی نسل کو اب کیا سبق پڑھایا جائیگا کہ پاکستان کیوں حاصل کیا گیا تھا جب پاکستان مذہب کے نام پر بھی حاصل نہیں کیا گیا تھا تو پھر مسلمانوں کا خون اتنی بے

دردی سے کیوں بہایا گیا اور پاکستان کی بنیاد شہیدوں کے خون کے کیوں رکھی گئی اور پھر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد اور گھر بار کیوں چھوڑے اور وہ کیا عوامل تھے جنکی وجہ سے لوگ اتنی بڑی تعداد میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے...؟

"صلائے عام ہے یارانِ نکتہ دان کے لئے"

....

اللہ جوڑی سلامت رکھے

بقول مولانا حسرت موہانی کے

وہ تیرا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے

اور وہ بھی دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں......ملاقاتیں چھپ چھپ کے......امرود کی گھنیری چھاؤں ......اور پھر پپیہے کی پی کہاں تو نگوڑا مارا کلیجہ ہلا کر رکھ دیتی تھی.....اور پھر ذرا دیر ہو جائے تو گھر میں صلواتیں سننے کا الگ خوف......بے شرم دیدوں کا پانی ڈھل گیا ہے......کیا کبھی کوئی اس طرح اپنے چچیرے ممیرے بھائیوں سے ملتا ہے کیونکہ نامحرم میں اس لئے پردہ......لاکھوں خون جوش مارے کرائے ہے یہ تو میری خالہ اماں کا بیٹا ہے. لاؤ اس سے دو باتیں تو کرلیں.....کہیں اماں جان کی نظر پڑ گئی تو پھر خیر کہاں.....؟ ایسی کڑی نظروں سے دیکھا کہ بس جانو دم ہی نکل گیا......جھٹ دوپٹے کا پلّو مار ہانپتے کانپتے سانسوں سے کسی کونے کھدرے میں چھپے بیٹھے ہیں کہ مہمانوں کے جانے کے بعد تو اماں ضرور سروتے سے یا دیپنے سے ماریں گی......کتنا مزا آتا تھا اس خوف سے صرف اس خوف کا حصہ ہمارے ہی حصہ میں نہیں آتا تھا اگر میاں صاحب کو بھی (جو خیر سے بیاہے ہوئے ہیں) کہیں ملنے ملانے میں دیر ہو جاتی تھی پھر آ گئی بیگم کے ہاتھوں بے چارے کی شامت جوتے بغل میں دبائے چپکے چپکے گھر میں داخل ہو رہے ہیں.....جل تو جلال تو.....کا وظیفہ ورد زبان ہے......الٰہی خیر......دروازہ پر دستک.....وہ بھی ہولے ہولے......کہیں بیگم کو بار خاطر نہ ہو. بڑے نخروں سے بیگم نے ڈیوڑھی کا دروازہ کھولا.....اور پھر جھٹ کمرے کا دروازہ بند.....چڑے چڑیا کی کہانی شروع ہو گئی.....بیگم بیگم دروازہ کھولو.....اندر سے جواب آتا ہے......دھر موئے میری آنکھوں میں درد ہو رہا ہے.....اب تک کہاں مرا ہوا تھا......لاکھوں قسمیں کھائی جا رہی ہیں.....کام کی زیادتی کا یقین دلایا جا رہا ہے......مگر بیگم کی تان.....موئے دوستوں پہ آ کے ٹوٹتی تھی......کوئی بھی موسم ہو......جاڑا، گرمی، برسات، جوتے بغل میں ہیں اور دروازے پر دستک جاری ہے......یہی حال بیگ کا ہوتا تھا......سہیلیوں بہنوں سے ملنے کا تصور کہاں.....اور کہیں جانا بھی ہے تو بہانے کئے جا رہے ہیں کہ آج رشیدہ کے گھر میلاد ہے،

فہمیدہ کے بیٹے کا عقیقہ ہے... تب کہیں جا کر ملنا نصیب ہوتا تھا..... ورنہ بابل کے گھر سے ڈولا اٹھتا تھا تو "پی" کے گھر میں کھٹولا ہی نکلتا تھا..... اور پھر اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں تھا..... پرانے لوگ پرانی باتیں..... یاد کرو تو کلیجہ منہ کو آتا ہے.. یقین نہیں آتا کہ ایسا ہوتا ہوگا..... کتنا مزا آتا ہوگا چوری چوری ملاقاتوں میں..... اب تو خیال ہو گئیں یہ ملاقاتیں... خواب ہو گئے سارے فسانے.....

آج اخبار میں ایک خبر پڑھی کہ جماعت اسلامی کے ایک بہت بڑے لیڈر پروفیسر غفور صاحب جناح اسپتال کے شعبہ امراض قلب میں داخل ہو گئے ہیں..... اور اسی شعبہ امراض قلب میں جماعت اہلسنت کے لیڈر مولانا نورانی میاں بھی داخل ہو گئے ہیں اور پھر پتہ نہیں کون کون داخل ہو گیا..... رہے ہے جو سیاسی لیڈر جیلوں میں تھے وہ بھی اسپتال میں براجماں ہو گئے ہیں محمودہ کب کہتی ہے کہ یہ بیمار نہیں ہیں کون کہتا ہے جو آج کل بیمار نہیں ہے بیماریاں تو کمبخت گھن بن کر انسان کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہیں..... ایک بیماری کا غم ہو تو انسان اپنے ناتواں جسم پر جھیل لے یہاں تو سو قسم کے غم جان کو لگ گئے ہیں..... سیاسی غم..... اقتدار کا غم..... شہرت کا غم..... دولت کا غم..... بیانات نہ چھپنے کا غم اور سب سے بڑا غم تو جمہوریت کا اور جان کو چپک کر رہ گیا ہے جس..... جس کو دیکھو موئی یہی بیماری لگی ہوئی ہے ہر طرف یہی نعرہ ہے کہ ہم مریضوں کو جمہوریت چاہیئے..... محمودہ جمہوریت کے خلاف نہیں ہے یہ ملک جمہوریت کے نام پر اور الیکشن کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا..... اس وقت........ جذبہ ہی کچھ اور تھا..... کچھ پا لینے کا جذبہ..... خود کو مٹا دینے کا جذبہ..... لیکن آج کل جمہوریت کے نام پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے.. اور کھیلا جاتا رہا ہے..... اس کو دیکھ کر جمہوریت سے دل متنفر ہو گیا ہے..... جمہوریت کے نام پر اس ملک پر کیا کیا ظلم نہیں توڑے گئے..... جمہوریت کے نام پر اس کو کس طرح لوٹا گیا..... اور ایسی جمہوریت کے نام پر جمہوریت کا غم کھانے والوں نے ٹکڑے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا..... کسی ایک لیڈر کا دل بھی کسی سے صاف نہیں ہے..... ذرا کھلی چھٹی دے کر تو دیکھو کیسی کیسی ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں قسم اللہ میاں کی ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں..... اب دلوں کی کدورت دھونے کا بہانہ ہاتھ آیا..... مل بیٹھنے کا بہانہ ملا ایک دوسرے کی مزاج پرسی کے بہانے

پلان بنائے جارہے ہیں.....وعدے قسمیں کھا کر یقین دلایا جارہا ہے کہ پہلے اس حکومت سے نجات حاصل کریں تو پھر بندر بانٹ کریں گے کیسی امرود کی گھنیری چھاؤں ..کیسی گلیاں......کیسے بازار......؟یہ کالم ختم ہونے تک تو جناح اسپتال میں پلان بن چکا ہوگا......اللہ مبارک کرے یہ آپ کا دیرپا ثابت ہو......بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو وہ پیار دے سکے جس کے لئے چھوٹے ہمیشہ ترستے ہیں......اور چھوٹے بھائی کو بھی خدا توفیق دے کہ وہ بڑوں کا ادب اور احترام ملحوظ خاطر رکھے......بہرحال تقریب کچھ تو ملاقات چاہیئے......ورنہ ملاقاتوں سے کیا ہوتا ہے.....ان بیماروں کی تو زندگی میں ملاقاتوں میں گذر گئی......ورنہ کیا رکھا ہے.....اب تو خون جگر پینے کے سوا رہ ہی کیا گیا ہے.....اللہ خوش رکھے بھائیوں کی جوڑی کو کم از کم ہنسا تو دیتے ہیں......زندہ رہی تو اگلے ہفتہ ملاقات ہوگی.....ڈاک کا اخبار بھی بہت ہے انشاءاللہ اگلے ہفتہ ملاقات ہوگی.....خدا حافظ

....

آجکل لیڈر کیسے بنیں

ایک زمانہ تھا کہ لوگوں کی لائن لگی ہوتی تھی کہ راتوں رات لکھ پتی بن جائیں....اور اس کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا تھا.....جب یہ لائن ختم ہو گئی تو پھر دوسری لائن لگ گئی کہ اب راتوں رات کروڑ پتی کیسے بنا جائے.....؟ خیر.....بھائی لوگوں نے ان کا بھی کھوج نکال لیا....اور پھر......دھڑا دھڑا.....لوگوں نے کروڑ پتی بننا شروع کر دیا....ارے.....کہاں ہم....کہاں باتیں خاندان؟.....اب تو وہ بھی ہمارے آگے پانی بھریں گے.....اور اس طرح......نا معلوم کتنے خاندان اور پیدا ہو گئے جنہوں نے بتیس خاندانوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا....کیوں نہ ہوا ایٹمی دور ہے.....جو بڑھ کہ اٹھالے.....یہ جام.....اس کا ہے......اور جو شرما شرمی.....میں پیچھے رہ گیا......اس کو......گرتی ہوئی دیوار کو.....ایک دھکا اور دو......کسی خاندانی شرافت کہاں کی انسانیت.....کسی کی ہمدردی......یہ سب فرسودہ باتیں ہیں.....جو ان پر عمل کرے گا کبھی ترقی نہیں کر سکتا.....ترقی کے لئے ضروری ہے کہ.....پیسہ.....چاہے وہ کیسے ہی حاصل کیا گیا ہو......کیونکہ یہ انسان کے بچوں کو اپنی آغوش میں ایسے چھپا لیتا ہے جیسے ماں اپنے بچے کو دنیا کے سرد گرم سے اپنی آغوش میں چھپا لیتی ہے.....یہ ماں کا نعم البدل بھی بن گیا.....واہ رے پیسہ...لکھ پتی اور کروڑ پتی بننے کا راز تو محمودہ کو معلوم نہیں ہے.....اگر معلوم بھی ہوتا تو وہ.....آپ کو ہرگز نہ بتاتی.....بلکہ اپنا ایک دفتر کھول لیتی......اور کروڑ پتی بننے کے لئے مشورہ فیس......پانچ سو روپے.....اور لکھ پتی بننے کے لئے.....مشورہ فیس.....دس روپے.....کم از کم سو عدد نفوس تو آ ہی جاتے......اب آپ ہی صاحب کتاب لگائیں......محمودہ سلطانہ ایک ماہ میں کیا سے کیا بن جاتی......کروڑ پتیوں کی نانی......کاش محمودہ کو لکھ پتی یا کروڑ پتی......یہ نسخہ بتا دیں اور ثواب دارین حاصل کریں.....فیس میں سے ان کی بھی "پتی" لگا دوں گی.....تا کہ وہ مزید اپنی تجویزوں میں اضافہ کر سکیں........

اب میں آپ کو ایک مشورہ مفت دے سکتی ہوں وہ یہ کہ راتوں رات شہرت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے.....یا ایک رات میں لیڈر کیسے بنتے ہیں.....؟ پہلے تو لیڈر بننا بھی بڑا مشکل ہے.....جلسے کر و جلوس

نکالو......پھر جلسہ منعقد کرنے کے لئے رقم نکالو......اس کے بعد......جیلیں کاٹو......اور جس نے سب سے زیادہ جیل کاٹی......وہ اتنا ہی بڑا لیڈر......بن گیا اور جس کے جلسوں میں ہزاروں کا مجمع لگ گیا......وہ تو پھر......لیڈر ابن لیڈر......اس کا شمار تو خاندانی لیڈروں میں ہوتا تھا......اب آجکل نہ جلسے نہ جلوس......نہ جیلیں......پھر کیسے لیڈر بنے......ترقی کے سارے راستہ ''مسدود'' کبھی بھولے بھٹکے کوئی لیڈر نظر بھی آ گیا......تو ''اینٹک''......معلوم دیتا ہے......کسی زمانے کا ذکر کر رہے ہو......ایک تھے یہاں اصغر خان انہوں نے ایک بہت بڑا جلوس نکالا......بچے پوچھ رہے ہیں کہ امی جان اصغر خان کیسے ہوتے ہیں......تاریخ میں نہیں بولتے ان ہی کے زمانے میں ایک جماعت تھی......مسلم لیگ......اس کے لیڈر تھے پیر پگاڑو......وہ چٹکلیں اڑایا کرتے تھے......اور عوام کو ہنسانے میں بڑے ماہر تھے......پتہ نہیں ان کا بھی کیا حشر ہوا......ہاں ایک اور بڑی جماعت تھی وہ کہنے کو اسلامی کام کرتی تھی مگر یہ آج تک کسی کو نہ معلوم ہو گا......اس جماعت کے اندرونی اور بیرونی وسائل و مسائل کیا ہیں......ان کے بھی ایک لیڈر تھے......میاں طفیل محمد......نا معلوم آجکل کہاں ہونگے......اب تو جو دیکھا خواب تھا اور جو سنا......وہ فسانہ......ہاں تو میں بتا رہی تھی کہ راتوں رات شہرت کیسے حاصل کی جاتی ہے......؟ اور الیکشن کی بھی آمد آمد ہے......ہمارے صدر محترم......دن اور تاریخ کا بھی تعین کر چکے ہیں......مگر......اپنے دل میں......وہ آپ کو کیوں بتائیں......آپ کونسے پیٹ کے بھاری ہیں جو صدر محترم کا راز رکھ لیں گے جسطرح نصیبن نے خاندانی شجرے کا راز کھولا تھا......آپ کا کیا اعتبار......آپ صدر محترم کا راز کھول دیں گے......آپ الیکشن لڑنے کے لئے شہرت ضروری ہے......اچھی......یا......بری......محمودہ کو اس سے سروکار نہیں......میں تو شہرت کا نسخہ بتائے دیتی ہوں......سنیئے ذرا غور سے......رات بھر حدیث کی کتابیں پڑھیئے اور ان میں سے چن چن کر وہ احادیث لایئے......جن میں عورتوں پر تنقید کی گئی ہو کہ......اگر نہ بھی ہو......تو کیا مضائقہ......لیڈر بننے کے لئے جھوٹ جھیٹ سب چلتا......آپ اپنے دل سے گڑھ لیجئے......اور پھر......صبح اٹھ کر زبردست پریس کانفرنس کریں گے......یعنی کھانا......ہوٹل کا خرچ وغیرہ......پھر چندرہ بیس

ہزار......رکھ......لیں اور جب پریس کانفرنس کا انتظام ہو جائے......شاندار طریقہ پر......تو اس پریس کانفرنس میں......پاکستان کی ۵۵ فیصد آبادی کے متعلق خوب زہر اگلتے......آپ جتنا زہر اگلیں گے......اتنی ہی زیادہ شہرت حاصل کریں گے......

....

مسلم لیگ زندہ باد

ملک میں عام انتخابات ہو چکے ہیں.... پاکستان کی تاریخ میں اتنے منصفانہ آزادانہ انتخابات اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے حکومت کا رویہ بالکل غیر جانبدارانہ رہا.....جس کا ثبوت بہت بڑی تعداد میں بڑے ہی نامی گرامی وزرائے کرام کی شکست ہے......اگر حکومت مداخلت کرتی تو وہی چہرے سامنے آتے جو مارشل لاء سے کر اب تک حکومت پر قابض تھے.....اب نیا دانہ......نیا پانی جنہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا......وہ ہاتھ مل رہے ہیں......یہ کیا ہو گیا....؟ نہ خون ......نہ خرابہ......نہ دھاندلی ہماری امیدوں پر پانی پڑ گیا......اوس پڑ گئی......اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی دانہ.......وزارت اعظمیٰ ہاتھوں سے نکل گئی......گلے شکوے ہو رہے ہیں......کہ بہت غلط فیصلہ کیا تھا کہ انتخابات میں حصہ نہ لو......دیکھ لیا انجام......میں تو بنا بنایا اس ملک کا وزیر اعظم تھا اور تو اور......ایم ۔آر۔ڈی۔کی نانی اماں......بے نظیر بھٹو نے بھی بڑے ہی بے نظیر الفاظ میں شکوہ کیا ہے.....فرماتی ہیں.....کہ......ہمیں کیا معلوم تھا کہ موجودہ اسمبلی بااختیار ہوگی......ورنہ ہم کبھی بائیکاٹ نہ کرتے......اب رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے.اس کی تلافی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ شرافت سے اپنے ملک میں آؤ اور خانہ جنگی کی باتیں ختم کر کے آپس میں مل جل کر کام کرو.....پیپلز پارٹی کے جو لوگ الیکشن جیت کر آئے ہیں ان کی فہرست بھی بناؤ......اور آٹھ سال تک جو زہر ان کے کانوں میں گھولا گیا ہے اس کا بھی ازالہ کرو......جس کے لئے عبدالحمید جتوئی......اور......پیرزادہ عبدالغفور صاحب اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں.....کیونکہ ملک اب ان کی باتوں کا متحمل نہیں ہو سکتا..خانہ جنگی کی سیاست سے عوام بیزار ہو چکے ہیں......ملک کی تعمیر میں ہزاروں شہیدوں کا خون شامل ہے......یہ قوم کے فیصلہ کو اپنا مقدر سمجھ کو قبول کرنا ہوگا عوام کی جدوجہد سے عام انتخابات ہو چکے ہیں.....اور ملک میں جمہوری عمل بھی شروع ہو چکا ہے.....خدا کرے ہمارا ملک جمہوریت کی راہ..... پر یونہی گامزن رہے.....آمین.....قارئین روشن پاکستان کی جانب سے ملک کے منتخب وزیر اعظم محمد خان جونیجو کی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ اللہ میاں ان کو اتنی قوت اور ہمت دے کہ یہ بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کر سکیں.....محمد خان جونیجو صاحب بذات خود ایک حلیم الطبع اور شریف النفس انسان

ہیں وہ انسان کا دکھ درد سمجھتے ہیں.... گروہی سیاست سے بالاتر ہو کر سوچتے ہیں....... میں وزیر اعظم محمد خان جونیجو صاحب سے ذاتی طور پر واقف ہوں اس وقت ملک جن حالات سے دوچار ہے ان سے بزور آزما ہونے کے لئے ایسے ہی منکر المزاج شخص کی ضرورت تھی...... خدا کرے جونیجو صاحب اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بلا تفریق ملک اور قوم کی خدمت کریں..... وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا عہدہ پھولوں کی سیج نہیں ہے...... یہ کانٹوں کا بستر ہے...... قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہے..... اور ہر قدم بڑا سوچ سمجھ کر اٹھانا پڑے گا..

اس نازک موقع پر پوری قوم کی دعائیں اپنے وزیر اعظم کے ساتھ ہیں اللہ میاں ان کی رہنمائی فرمائے..... آمین اس موقع پر حضرت پیر و مرشد پیر صاحب پگارا کی بہترین سیاسی صلاحیتوں کا اعتراف نہ کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہو گی...... ان آٹھ سال کے مشکل ترین حالات میں پیر صاحب پگارا جس طرح قوم کے لئے مسیحا ثابت ہوئے ہیں..... وہ اب ساری دنیا جانتی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ایم آر ڈی نے گزشتہ دو برسوں میں جس قسم کی تحریکیں..... چلائی تھیں اور کھلم کھلا ملک کو توڑنے کی باتیں کیں...... وہ اظہر و من الشمس ہیں لیکن پیر صاحب پگارا کے بیانات نے عوام کے دلوں کو موہ لیا..... مذاق ہی مذاق میں عوام کے دلوں سے ایم آر ڈی کے خوف کو کچھ اس طرح دور کیا کہ پوری قوم دیکھتی رہ گئی...... پیر صاحب نے ہمیشہ فرمایا کہ ایم آر ڈی نام کی کوئی جماعت نہیں ہے اس سے قوم کے حوصلے بلند رہے..... اگر پیر صاحب قوم کو حوصلہ نہ دیتے تو..... آج پورا ملک افراتفری کا شکار ہو چکا ہوتا..... اور ملک میں عام انتخابات ایک خواب و خیال بن چکے ہوتے...... انہوں نے عوام کے دلوں میں کچھ اس طرح سے جھانکا ''گویا یہ بھی میرے دل میں ہے''..... اس نازک حالات میں سیاسی فضاء کو دیکھتے ہوئے پیر صاحب نے جو بھی اقدامات کئے وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں..... پچھلے دو برس سے پیر صاحب کہتے چلے آئے ہیں کہ ایم آر ڈی کا کوئی وجود نہیں ہے اور آج بھی اس پر قائم ہیں پوری قوم پیر صاحب کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے مذاق ہی مذاق میں قوم کو وہ کچھ دیا جس کا کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اللہ میاں پیر صاحب پگارا کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین:..... اور قوم کو مسلم لیگ کی حکومت مبارک ہو......

سردار علی صابری اور ۱۹۸۴ء

قارئین روشن پاکستان کی خدمت میں محمودہ اپنے ٹوٹے ہوئے دل اور آنسوؤں کے ساتھ مبارکباد پیش کرتی ہے جانے والا سال حزن وملال کا سال تھا گئے سال میں ہم نے کیسی کیسی ہستیاں بچھڑ گئی ہیں جن کی یاد ہمیشہ تڑپاتی رہے گی انہیں ہستیوں میں ایک جگمگاتی ہستی میرے باوا سردار علی صابری کی بھی تھی جو ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو ہم سب کو روتا چھوڑ گئے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے جانے والے نے یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے بعد محمودہ پر کیا قیامت ٹوٹی جس کا محور جس کا آئیڈیل ہی اس کا باپ ہو.....کوئی اس کے دل سے پوچھے کہ رونے والے تجھے کس بات پر رونا آیا...رونے کی ایک بات ہو تو بتائی جائے قدم قدم پر باوا کی یادیں ہیں اور میرے باوا بھری محفل میں بھی میرا دل ویران ہے مخاطب کوئی ہوتا ہے لیکن نظروں کے سامنے باوا مسکراتے رہتے ہیں جس طرح وہ زندگی میں میری ہر بات پر خوش ہوا کرتے تھے بالکل اس طرح خوش وخرم میرے ساتھ رہتے ہیں میں ایک پل کو بھی تو جدا نہیں ہوتے بھولنا تو بڑی بات ہے.... یاد کیسی.....؟ یاد تو اس کو کیا جاتا ہے جو کسی وقت دل سے محو ہو جاتا ہے..... یہاں تو میرے باوا ہر وقت میرے ساتھ ہیں کبھی مسکرا کر ان کا استقبال کرتی ہوں کبھی ڈب ڈبائی ہوئی آنکھیں ان کی منتظر رہتی ہیں کہاں چلے گئے باوا.....؟ یہ کیسی منزل ہیں جہاں پر انسان بے بس ہے کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ اتنا چیخیں مار مار کر روؤں کہ میرا کلیجہ پھٹ جائے.....اور پھر باوا معجزاتی طور پر مجھے آ کر سینے سے لگالیں اور باوا پھر اسی طرح کہیں کہ غوثیہ تو کیوں روتی ہے قسم خدا کی جو بھی تجھے رلائے گا وہ اس طرح تڑپے گا جس طرح خشکی پر مچھلی تڑپتی ہے کتنی تڑپ ہوتی تھی ان لفظوں میں اور پھر مجھے چمٹا کر خود بھی روتے تھے کاش باوا ایک بار آ کر مجھے اس طرح سینے سے لگالیں اور میرا ماتھا چوم کر اس طرح مسکرا کر کہیں.....میری پیاری بیٹی غوثیہ...جب کبھی میں اور باوا باتیں کرتے تھک جاتے تھے.....تو کہتے تھے کہ جب ہم نہ ہوں گے تو تم بہت روؤ گی..مجھ سے محبت کم کر دو.....میں ہنس کر کہتی باوا ایسا کبھی نہیں ہوگا. میں اللہ میاں کے ہاں آپ کا استقبال کروں گی.....سرزنش کرتے ہوئے کہتے تم مجھے بددعا دے رہی ہو میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا. میری وصیت پھر بات کا رخ بدلتے ہوئے کہتے

ہاں سناؤ کہاں جھک مار کر آئی ہو. مطلب یہ تھا کہ کس جگہ میٹنگ یا جلسہ میں گئی تھیں پھر میں اپنی تقریر سناتی. بہت خوش ہوتے قہقہہ لگا کر کہتے اور ساتھ ہی کوئی فقرہ بھی چست کرتے یہ اور کہہ دیتے تو مزہ آجاتا.....اب میں ساری باتیں اپنے پیارے باوا کی تصویر سے کرتی ہوں دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے کہ باوا کی تصویر میں بھی زندگی اور حرارت ہے تصویر مسکراتی ہے مجھ سے باتیں کرتی ہے اور کبھی کبھی جواب بھی ملتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے لئے یقین کی دنیا میں کھو جاتی ہوں کہ موت اتنی بے رحم نہیں ہے....قوم اور ملک سے محبت کرنے والوں کو تو موت بھی نہیں مار سکتی اور پھر میرے باوا نے تو ساری زندگی ملک اور قوم پر نچھاور کردی ہے انہوں نے زندگی بھر اپنے قلم سے جہاد کیا ہے اور اسی قلم سے انہوں نے مذہبی جنگیں بھی لڑی ہیں.....وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب کبھی ہی کریم کا نام ہی آجاتا تھا گھنٹوں روتے تھے روضہ پاک کی تصویر ہر وقت اپنے سامنے رکھتے تھے مجھے یاد ہے کہ جب ۱۹۸۲ء میں ان کو یہ خوشخبری سنائی کہ باوا آپ عمرہ کرنے جارہے ہیں ساری تیاری ہو چکی ہے یہ خبر میں نے ان کو اچانک بتائی تو ان کی خوشی اور ان کا جذبہ دیکھنے کے قابل تھا. پھر جب لیاقت صاحب نے کہا آیئے باوا سعودی سفارت خانہ جاتا ہے تو بے یقینی کی کیفیت میں ہنس کر بولے کہ یار تم تو مذاق کررہے ہو....؟ لیاقت صاحب نے کہا نہیں باوا آپ عمرہ کرنے جارہے ہیں فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو آگئے.....اور فوراً ارشاد صابری سے اپنے سارے پیسے بنک سے نکلوا کر ٹکٹ اور سفر خرچ کے دیئے شاید انہوں نے اپنی محنت کی کمائی اسی دن کے لئے جمع کی تھی کسی سے ایک آنہ لینا گوارا نہ تھا. اس عمر میں بھی اپنی روزی خود کماتے تھے اور زندگی بھر حلال کی روزی کھائی انہیں اس عمرے کی دوہری خوشی تھی ایک تو زیارت حرمین شریف وہ بھی اس بیماری اور ضعیفی میں جبکہ کوئی امید نہ تھی دوسری یہ کہ ان کی دوست غوثیہ ان کے ساتھ تھی وہاں جاکر جو کیفیات ان پر طاری ہوئی تھیں وہ ایک علیحدہ مضمون ہے پھر کبھی لکھوں گی.......اس وقت تو صرف باوا کو دعائیں دے رہی ہوں.....کہ میرے باوا جہاں کہیں بھی رہیں اللہ میاں ان کے درجات اور مراتب بلند کرے.......خدا کرے میرے باوا کو شفاعت محمدؐ نصیب.....صدیقین اور اہلبیت کا ساتھ ہوجائے اور عرش کے سائے میں جگہ مل جائے (آمین)

حج کی سعادت (حصہ اول)

قارئین روشن پاکستان کو یہ سن کر بے انتہا مسرت ہوگی کی محمودہ کو اللہ میاں حج کی سعادت سے نواز رہے ہیں میرے دل کا کیا عالم ہے کیا کیفیت ہے جو نہ بتا سکتی ہوں اور نہ رقم کرسکتی ہوں اگر زندہ رہی تو اس حج مبارک کا حال آپ کو سناؤں گی یہ داستان اس وقت کی ہے کہ جب میں نے عمرہ ادا کیا تھا اور جو کیفیات طاری ہوئیں تھیں ان کا ایک ہلکا سا عکس پیش خدمت ہے

جس کی منزل سوئے مدینہ ہو جس کا مسکن دیار رسولؐ ہو اور جس کی آنکھیں سبز گنبد پر نثار ہونے کے لئے بے قرار ہوں اس کی کیفیت اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں ادھر دل بے چین کہ کس طرح مدینہ پہنچوں اور اپنے آقا کی قدم بوسی کروں لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ برحق پہلے اس کے دربار میں جاؤ یعنی (خانہ کعبہ) اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور پھر پیارے محبوبؐ کے در پر جاؤ اللہ اللہ کیا شان ہے اس محبوب کیا اور کیا فیصلہ ہے اللہ تعالیٰ کا...

عمرہ ادا کرنے کے بعد بس دل یہی چاہتا ہے کہ کب یہ تین سو میل کا فاصلہ طے ہو اور کب زیارت نصیب ہو. رات بھر درود سلام کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں اور آنکھیں اشکبار ہیں کیوں؟.. اپنے آقا سے ملنے کی خوشی میں یا اپنے اعمال نامے کی سیاہی دھونے کے لئے یہ فیصلہ تو خدا ہی بہتر کرسکتا ہے...

جو زائرین حضرات حج کے زمانے میں جاتے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے مدینہ شریف میں ایک ہفتہ قیام کرنے کے لئے کسی مکان کا بندوبست کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہوٹل بہت مہنگے ہوتے ہیں اور زرمبادلہ ہم لوگوں کے پاس بہت کم ہوتا ہے مکان میں ٹھہرنے کے فی کس کم از کم دو سو ریال دینے پڑتے ہیں جو کہ معلم حضرات پہلے ہی لے لیتے ہیں دو سو ریال کا مطلب ہوا پاکستانی چھ سو روپے فی کس حرم شریف کے بالکل سامنے ایک رباط یعنی مسافر خانہ ہے جس کا نام اصطفیٰ منزل ہے یہ بلڈنگ لکھنو کے ایک بزرگ اصطفیٰ صاحب (مرحوم) کے پوتے جناب مظہر علی خاں صاحب اس بلڈنگ کے انچارج ہیں آپ چھ ماہ مدینہ میں رہے یعنی رجب کے مہینہ میں کراچی سے چلے جاتے ہیں اور پورے وقت زائرین کرام کی خدمت کرنا ان کا بہترین مشغلہ ہے اصطفیٰ منزل میں ٹھہرنے کا کوئی کرایہ نہیں لیا

جاتا جب تک آپ کا دل چاہے آپ رہ سکتے ہیں پانی، بجلی، صفائی سب مفت حتیٰ کہ کبھی کبھی کھانا بھی اصطفیٰ منزل کے مکین ہی حجاج کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں...

جب میں پہنچی تو کراچی کے زیادہ تر معزز حضرات اصطفیٰ منزل میں رمضان المبارک کے مہینہ ہی سے ٹھہرے ہوئے ہیں نچلی منزل میں حاجی زاہد علی صاحب ایم پی اے اور ایک معزز تاجر حاجی عادل صاحب ٹھہرے ہوئے تھے ساتھ میں ان کے اہل خانہ بھی تھے اچھی خاصی رونق تھی جہانگیر صاحب اور ان کے اہل خانہ بھی تھے جب ہم اصطفیٰ منزل پہنچے تو تقریباً پوری بلڈنگ بھری ہوئی تھی لہٰذا میرا ٹھکانہ جہانگیر صاحب کی والدہ کے ساتھ کیا گیا کتنی نیک خاتون ہیں اس کا اندازہ تو ملنے کے بعد ہی ہوا ہے بہرحال میرے آتے ہی زاہد بھائی نے کہا کل نہاری کی دعوت ہے محمودہ بہن پکائیں گی کیونکہ دہلی کی ہیں میں نے جھٹ حامی بھرلی لیکن بعد میں سوچا بندی تو نے کبھی نہاری تو پکائی نہیں ساٹھ ستر آدمیوں کی یہ دیگ کیسے پکائے گی؟ پہلا موقع تھا جو بھی مصالحہ سمجھ میں آئے ڈال دیئے کھانا عشا کی نماز کے بعد تھا عصر تک نہاری تیار نہیں ہوئی تھی زاہد بھائی بے چین پھر رہے تھے کہ اب کیا ہوگا کیونکہ دعوت زاہد بھائی کی طرف سے تھی جب مغرب کی اذان ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ یہ آپ کے مہمان ہیں میں نے تو نہاری پکادی ہے اب اس میں مزہ دینا اور مہمانوں کو سنبھالنا آپ کا کام ہے یہ کہہ کر مغرب پڑھنے چلی گئی آپ یقین مانے جب واپس آ کر دیگچی کھولی تو کیا مہک تھی نہاری میں اور کیا مزہ تھا...

....

حج کی سعادت (دوسرا حصہ)

میلاد کے بعد جنت البقیع کا ذکر نکل آیا میں نے دازراہ مذاق بیگم زاہد علی سے کہا سنا ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ۷۰ ہزار مردے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے یہ واقعہ ۱۵ دسمبر کا ہے ۱۶ دسمبر کی صبح لیاقت حسین صاحب اپنی والدہ ماموں کو اور مجھے لے کر احد کے شہیدوں کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے واپسی پر اچانک میری حالت بگڑ گئی (کیونکہ میں دل کی پرانی مریض ہوں) میرے شوہر لیاقت حسین مجھے لے کر پاکستانی شفا خانے گئے ڈاکٹروں نے دوا دی اور پرچی لکھ کر دی کہ ان کی حالت زیادہ خراب ہے ان کو داخل کر دیں اور مکمل آرام کا مشورہ دیا، ادھر پوری اصطفٰی منزل میں کھلبلی مچ گئی زاہد بھائی اور ان کی بیگم الگ پریشان مظہر علی خاں صاحب پانی دم کر کے دے رہے ہیں میں خود بے چین اور شرمندہ کہ اب حج میں صرف پانچ چھ روز رہ گئے ہیں یا اللہ اب کیا ہوا اچانک رات کو مجھے اپنی بات یاد آ گئی ہنسی بھی آئی اور رونا بھی بعد نماز عشا دل کھول کر روئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بالکل انجانے میں کہا تھا ابھی تو مجھے سب سے بڑا فریضہ حج ادا کرنا ہے میری غلطی معاف فرمائیں.. اور میں حج تک ٹھیک ہو کر آپ کے روضہ مبارک پر سلام کے لئے آنا چاہتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے میرے شوہر یا میری خوشدامن کو تکلیف پہنچے مجھے آپ کی رحمت چاہیے صرف آپ کا کرم یا رسول اللہ کسی کی کوئی خدمت نہیں چاہیئے یہ کہہ کر سو گئی رات بڑا پیارا خواب دیکھا علی الصبح اٹھی تو بالکل چاق و چوبند جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو فجر کی نماز کے بعد سلام کے لئے حاضری دی اور بے انتہا رش کے باوجود روضہ پاک کی جالیوں کا بوسہ لینے کا شرف بھی حاصل ہوا اس واقعہ کے چشم دید گواہ اور ڈاکٹروں کی پرچی اب بھی موجود ہے اب آپ ہی بتایئے یہ سب کیا تھا اس در اقدس پر جو مانگو سو پاؤ والا معاملہ ہے طلب صادق شرط ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

۱۷ دسمبر کو ہماری مدینہ شریف سے واپسی تھی الوداعی سلام کے لئے حاضری کے لئے حاضر ہوئی جدائی کا عالم نہ پوچھیں تو بہتر ہوگا.. رونے کے بعد ذرا طبیعت ہلکی ہوئی تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کوئی چھوٹا بچہ

روتے روتے اپنی ماں کی گود میں آجاتا ہے اور چپ ہو کر سکون اور اطمینان کا سانس لیتا ہے بالکل یہی کیفیت میری تھی طبیعت میں ایسا سکون اور ٹھہراؤ آگیا تھا کہ بیان سے باہر ہے اب حج میں صرف پانچ دن رہ گئے تھے مدینہ سے احرام باندھ کر میں نے عمرہ کی نیت کی اور مکہ شریف کے لئے روانہ ہوگئی یہاں کا عالم ہی دوسرا ہے زبان ومکان میں چلک ، بیس پچیس آدمیوں کا بیک وقت سمانا اور پھر کسی کی تکلیف کا احساس نہ ہونا یہ سب کچھ اللہ کی رحمت نہیں تو کیا ہے۔

لیکن صدقے جاؤں اس شان کریمی کے کہ اپنے گھر میں خود مہمان بلاتا ہے اور کیسی مہمان نوازی کرتا ہے کہ عقل حیران ہے کھانے پینے کی افراط دنیاوی نعمتوں کی ریل پیل جو مرضی آئے کھاؤ جو دل چاہے خریدو بازار سے چیزیں غائب نہیں ہوں گی یہ اللہ کی مہمان نوازی ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی اس در پر نہیں آسکتا جس کو وہ چاہتا ہے بلاتا ہے اور پھر حج قبول ہونے کی سند بھی دیتا ہے عرفات کے میدان میں ایک مولانا صاحب تقریر فرما رہے تھے ان کا یہ جملہ آج بھی کانوں میں گونج رہا ہے کہ جو شخص اپنے دل میں یہ گمان کرتا ہے کہ نہ معلوم اس کا حج قبول ہوگا یا نہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے جو عرفات کے میدان میں اگیا اس کا حج قبول ہوگیا لیجئے حج قبول ہونے کی سند بھی عرفات کے میدان میں مل گئی خداوند تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے "تم ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" دعائیں باریاب اور حج قبول. خدا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں.. انشا اللہ تعالیٰ آپ خود اپنی دعاؤں کو اپنی آنکھوں سے قبول ہوتا دیکھیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے اس سے مانگو تو ضرور پاؤ گے وہ اپنے بندے کے ہاتھ خالی نہیں لوٹاتا....

میرے والد صاحب قبلہ جناب سردار علی صابری نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ تم جا رہی ہو تو میرے لئے صرف جبل رحمت کا ایک پتھر لیتی آنا میں اس پر دوا گھس کر آنکھ میں لگاؤں گا کیونکہ ان کی آنکھوں میں موتیا بند ہے. اور تکلیف زیادہ ہے جب زیارتوں کے لئے گئی تو جبل رحمت پر چڑھی اور اس جگہ دو نفل ادا کئے جہاں رسول کریم نے آخری خطبہ دیا تھا قریب سے ہی ایک پتھر توڑا. پہاڑ سے ذرا نیچے اتری ایک پتھر پر کچھ آیتیں لکھی تھیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رسول کریم اسی جگہ تشریف فرما تھے کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور یہ آخری آیت اتری کہ آج ہم نے تمہارا دین تم پر مکمل کر دیا اور تمہارے لئے مذہب

اسلام کو پسند فرمایا اور اس جگہ کو چوما اور عقیدت کے طور پر پتھر کو توڑا اور اس نیت سے رکھا کہ شاید اس گناہگار کی قبر کی تاریکی اس پتھر کی بدولت دور ہو جائے اصل خاک شفا اور خاک برحمت تو یہ ہے۔۔

واپسی پر غار حرا گئی بہت اونچا پہاڑ ہے یہ میری بدقسمتی کہ اس پر چڑھ کر نفل نہیں ادا کر سکی میں نے جب غار حرا کے پتھر توڑے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ پتھر میرے ساتھ جانا نہیں چاہتے پتھر توڑتے وقت میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے لیکن میں نے اپنا وہم سمجھ کر پتھر توڑ لئے اور اپنے ساتھ لے آئی یقین جانئے صرف وہی پتھر میرے ساتھ کراچی نہ آسکے میں رکھ کر بھول گئی تھی آج وہ پتھر اپنی خوش نصیبی پر جتنا رشک کریں کم ہے۔۔۔

اب ایک واقعہ اور سن لیجئے میں ۱۳ جنوری کو کراچی واپس پہنچی ابھی آئے ہوئے ایک ہی ہفتہ ہوا تھا میں کچھ ذہنی طور پر پریشان تھی نماز فجر کے بعد اللہ کے محبوبؐ پر درود وسلام بھیجا اور روئی کہ یا رسولؐ اللہ کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرما دیجئے میں تو بہت گنہگار ہوں خطاؤں پر چشم پوشی کرنے والے آقا رحم فرما دیجئے میں زیادہ صبر نہیں کر سکتی اور نہ ہی اتنا حوصلہ ہے کہ اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالوں۔

اس دعا کے ساتھ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ملازم نے آکر کہا کہ آپ سے کوئی عرب ملنے آیا ہے میں سوچنے لگی یا اللہ کون ہو سکتا ہے میں تو کسی عرب سے واقف نہیں ہوں ملازم سے کہا اس کو ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ میں آتی ہوں گئی تو دیکھتی ہوں کہ کالی عبا پہنے ایک عرب بیٹھے ہیں مجھے دیکھ کر کہنے لگے اسمۃ محمودہ سلطانہ، میں نے کہا فرمایئے کچھ عربی اور ٹوٹی پھوٹی اردو میں فرمانے لگے دعا قبول ہم نے آپ کو وہاں نفل پڑھتے دیکھا تھا ہمیں آپ کے پاس بھیجا گیا ہے آپ پریشان لا بشارت صبر دعا مقبول میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے مجھے رونا آگیا بیحد روئی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے صبح آپ کو یاد فرمایا اس گنہگار پر اتنا رحم میرے آقا میں کس قابل ہوں......

....

کارنر میٹنگ

بہت دن کی غیر حاضری کے بعد محمودہ پھر حاضر خدمت ہے........اللہ مارے الیکشن جونک کی طرح جان کو چمٹا گئے تھے کہ کس طرح جان نہیں چھوٹتی تھی......اللہ اللہ کر کے موئے الیکشن ختم ہوئے.....اور ملک میں جمہوریت قائم ہوگئی......جس کا بڑا شور وغوغا تھا.....دیکھیں کیسے کیسے لوگ الیکشن جیت کر آئے ہیں......جن کا کبھی وہم وگمان بھی نہ تھا.......بازی پلٹ گئی.....بساط الٹ گئی......اللہ خیر کرے آگے کیا ہوتا ہے.....لوگوں نے بہت ساری کارنر میٹنگیں کر ڈالی ہیں.....میں نے سوچا میں بھی اپنے قارئین کے ساتھ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ایک کارنر میٹنگ کرلوں.....اس الیکشن میں تو محمودہ نے ساری ہی کراچی کا دورہ کر ڈالا....اور ان امیدواروں کے پوسٹر دیکھ کر دل خوش ہوتا تھا جو اشتہاری کمپنیوں سے بغیر پیسہ کوڑی لئے ان کی پبلسٹی کر رہے تھے ایک جگہ سے گزری تو ایک پتھر پر کندہ تھا.....شہر کو صاف ستھرا رکھئے......اب لفظ شہر سے پہلے ایک امیدوار بمع اپنی تصویر کے براجمان تھے ان کے براجمان ہوتے ہی جملے کے معنی ہی بدل گئے.....اب جملہ کچھ اس طرح ہو گیا تھا......طارق سعید شہر کو صاف ستھرا رکھئے.......یعنی گندگی مت پھیلائیے.......ایک اور جگہ سے گذری تو کسی فارغ البال امیدوار کی تصویر لگی ہوئی تھی اور ساتھ ہی اشتہار تھا اپنے بالوں کو لمبا اور گھنا بنائیے.امیدواروں نے بھی حد کردی تھی.....شہر کے کوئی بھی اشتہاری سائن بورڈ نہیں چھوڑے تھے......ہر......جگہ......ہر اشتہار پر امیدوار موجود.......حنیف طیب کا پوسٹر اس کے آگے ایک نصیحت ''نماز پڑھو اس سے پہلے کہ تمہاری نماز پڑھائی جائے''..اب ذرا تھوڑی اور آگے بڑھی تو ایک اشتہار اس طرح لکھا ہوا تھا...... پاگل پن کا علاج الحاج حافظ سید محمود احمد مدنی ستر سالہ بوڑھا تجربے کار...دوست محمد فیضی......کو اپنا قیمتی ووٹ دیں ایک بہت ہی نامور امیدوار کا پوسٹر دیکھا جو کالعدم مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ الیکشن بھی جیت چکے ہیں اللہ مبارک کرے.....ان کی جیت ڈنٹونک کی مرہون منت ہے کیوں کہ ان کی ہستی مسکراتی تصویر کے آگے ڈنٹونک کا اشتہار ان کا منہ چڑا رہا تھا.ڈنٹونک کا استعمال آپ کے منہ سے ساری بدبو دور کر دیتا ہے لیاقت آباد کی طرف گئی تو بڑے مزے کا اشتہار نظر سے گزرا.....ہماری طاقت

تمہاری......طاقت......شیخ لیاقت ہمدرد کا لکھنا استعمال کیجئے مولانا سعادت علی قادری کی تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا تعجب ہے تجھے نماز کی فرصت نہیں..

اب رہ گئے یوسف قریشی ......تو وہ......ان کا کیا کیا. شفاف تحریک کی طرح یہ گلی کوچے میں موجود.....جہاں پرندہ پر نہ مارتا ہو.....وہاں یوسف قریشی کے نام نے درودیوار گونج رہے ہیں.....کیوں نہ یوسف قریشی نے ہمیشہ حکومت کا ہر طاقت میں ساتھ دیا.....لیکن یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے حکومت اور ملک......لاوارثوں کی طرح رہ گئے.....وہ کیا حالات تھے جن کی وجہ سے حکومت کے بڑے بڑے حامی محب وطن...... پاکستان کا سالمیت پر یقین رکھنے والے منہ دیکھتے رہ گئے.....بازی ان کے ہاتھ گی.....جو مسخرے مشہور تھے.....اس الیکشن میں بظاہر یہی لگتا ہے.....حکومت کے ہاتھ سے بازی الٹ گئی بساط پلٹ گئی......اب دیکھئے کیا ہوتا ہے.....الیکشن میں کچھ اس طرح سے ہوا کہ دھاندلیاں تو ہوئیں.....اور خوب ہوئیں.....لیکن حکومت کی طرف سے نہیں.....بلکہ پرائیوٹ ہوئی ہیں.....اور حکومت کے کارندوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہیں بعض علاقوں میں پولنگ صرف ۲۰ فیصد ہوئی اور ڈبوں میں سے ووٹ ۵۰، ۶۰ فیصد نکلے.....یہ ووٹ کہاں سے آگئے.....ثبوت کے طور پر میرے پاس وہ مہر بھی موجود ہے جو بلیٹ پیپر پر امیدوار کے انتخابی نشان کے آگے لگائی جاتی ہے.....میں نے ایک امیدوار کے حامی سے بلیٹ پیپر کی کتاب پر مہر لگاتے پکڑا.....انتظامیہ سے شکایت کی اور ثبوت کے طور پر مہر پیش کی.....تو جواب ملا.....آپ بھی لگالیں.....آپ تو مجلس شوریٰ کی ممبر ہیں. آپ کو کون منع کرتا ہے.....قارئین نے انتظامیہ کا جواب سن لیا افراتفری کا عالم.....الیکشن کا دن.....کوئی کسی کا پرسان حال نہیں......رونا گانا بہادروں کا کام نہیں ہے وہ مہر میرے پاس آج.....بھی موجود ہے......شکوہ کس سے کروں.....؟ اپنوں سے داد فریاد لے کر کہاں جاؤں......؟.....اگر جاؤں بھی تو یہی جواب ملے گا......ہر ہارنے والا یہی کہتا ہے......

خواب تھا جو کچھ کے دیکھا جو سنا افسانہ تھا...

....

محترمہ اندرا گاندھی

آجکل پوری دنیا میں الیکشن کا دور...... دورہ ہے..... ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں انتخابات کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں.... طاقتور ملک امریکہ میں انتخابات نومبر تک ہوجائیں گے..... لوگ باگ ہندوستان اور پاکستان کی قسمت کا انحصار امریکہ کے الیکشن پر کئے بیٹھے ہیں..... شہ پرستہ لگ رہا ہے کہ آئندہ انتخابات میں ریگن کی جیت یقینی ہے.... اگر ریگن جیت گئے تو پاکستان میں بھی استحکام پیدا ہو جائے گا...... اس مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کا اندرونی خلفشار.... بیرونی طاقتوں کا مرہون منت ہے..... حقیقتاً ہم لوگ آپس میں نہیں لڑتے بلکہ لڑائے جاتے ہیں..... خواہ یہ لڑائی کسی بھی شکل میں ہو...... پاکستان میں خدانخواستہ ہندو مسلم فسادات نہیں ہوتے..... سکھوں کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات استوار...... اقلیتیں الحمدللہ پاکستان میں محفوظ..... چاہے کسی فرقے کے مسلمان آپس میں دست بہ گریبان ہو جائیں لیکن اقلیت پر آنچ نہیں آنے دیتے..... صحیح معنوں میں پاکستان اقلیتوں کا ''قلعہ'' ہے..... جان بھی محفوظ...... ان کا دھرم ایمان بھی محفوظ...... اس کے برخلاف ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں...... جہاں پر جمہوریت کے بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں..... آئے دن اقلیتوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے خواہ سکھ ہوں یا مسلمان...... جمہوریت کی ہاہا کار مچانے والے بھارت کے نزدیک اگر انسان ہیں تو صرف ہندو..... عزت اگر کسی کی ہے تو صرف اس کی کہ جس کے سر پر چوٹی اور ہاتھ میں لٹیا ہو...... وہ بھی گئو ماتا کے پوتر موت...... سے بھری ہوئی..... ورنہ بھارت میں انسان...... انسان نہیں ہے..... کسی نے ذرا سی بھی اف کی بھارت نے اس کے جواب میں ایسی ''تف'' ...کی کہ لاٹھی کو لے بھی باہر نکل آئے..... پھر تو اللہ دے اور بندہ لے...... سڑکوں اور خون ہی خون نظر آئے گا..... جیلیں انسانوں سے بھری ہوئی ملیں گی اور پھر ہر گھر قید خانہ بن جائے گا.... جمہوریت کا گلا گھونٹنے میں بھارت کا جواب نہیں ہے..... انسانی حقوق کو پیروں تلے مسلنا...... ان کا دھرم ایمان...... ہماری شریمتی جی انگریزوں کے اس فارمولہ پر سختی سے کاربند ہیں کہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' ...... اگر کوئی لڑانے کے لئے نہ ملے تو پھر ''جے کرشن بھگوان کی'' .... کہہ کر خود ہی لڑائی

مول لے لو..... آؤ پڑوسن لڑیں..... لڑے میری بلا..... ارے بلا گھے تیرے پوت خصم کو..... بڑی آئی بلا کھینے والی..... لو بھئی..... لڑائی کا دروازہ کیا پورا پھاٹک کھل گیا..... اور جھٹ سے بی پڑوسن نے ایک اخباری بیان داغ دیا..... ہمیں پڑوسی ملکوں کے جدید ترین اسلحہ پر بڑی تشویش ہے..... اور پڑوسی ملک (یعنی پاکستان) یہ اسلحہ بھارت کے خلاف استعمال کرے گا... ارے شریمتی جی ہوش کے ناخن لیں..... خود تو اڑیسہ کے سب سے پسماندہ ضلع میں ایک نئی اور جدید اسلحہ ساز فیکٹری کا افتتاح کر رہی ہیں..... جس میں جدید ترین اسلحہ تیار کیا جائے گا یہ بھارت کی ترقی کا اہم قدم ہے..... پھر بڑے مزے سے شریمتی اندرا گاندھی فرماتی ہیں..... دفاعی سامان کی تیاری میں بھارت خود کفیل ہو جائے گا اور یہ نئی فیکٹری اس بات کی ضامن ہے کہ بھارت اب جدید جنگی سامان خود تیار کرے گا..... پھر انہوں نے دلچسپ بات یہ کہی کہ "ہمیں چاہیئے کہ قیام امن کے لئے نظریئے کو عام کریں..... محمودہ شریمتی اندرا گاندھی سے صرف اتنا پوچھنے کی جسارت کرے گی..... کہ گنگا میا..... کا پانی پینے والوں میں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے..... کیا امن کے نظریئے کو اسی طرح عام کیا جاتا ہے جس طرح آپ عملی طور پر کر رہی ہیں..... کیا آپ جمہوریت اور امن کو ایک ہی پلڑے میں رکھنا چاہتی ہیں..... ایک طرف تو آپ دھڑا دھڑ جنگی ساز و سامان تیار کرنے والی فیکٹریاں لگا رہی ہیں..... روسی اسلحہ وافر مقدار میں پہنچ چکا ہے..... اس کے باوجود بھی آپ امن کے نظریئے کو عام کرنے کے درپے ہیں کیوں بے چارے "امن" کا بھی الٹی چھری سے گلا کاٹ رہی ہیں..... آپ کیوں عورت کے نام پر بدنما داغ ہیں..... ارے عورت تو رحم کا مجسمہ ہوتی ہے..... آپ کے "شریر" میں کونسی کالی دیوی کی روح گھس گئی ہے..... جب تک آپ ہزاروں لاکھوں کے خون کی بھینٹ نہیں لے لیتیں آپ کی آتما کو قرار نہیں آتا..... اتنا جھوٹ آپ نے کس "دیوی" سے سیکھا ہے..... اگر آپ "امن کے نظریئے" کی ایسی ہی "رکھشا" کرنے والی ہیں اور اس کا کھلے بندوں "پرچار" بھی کر رہی ہیں تو پھر کیا آپ ان جنگی ساز و سامان بنانے والے کارخانوں کی کسی دیوی یا دیوتاؤں کی طرح "پوجا پاٹ" کریں گی..... کیا اسلحہ خانے آپ کے مندروں میں تبدیل ہو جائیں گے..... اور کیا "امن کے نظریئے" کے نام پر آپ اسی طرح بے رحمی کے

ساتھ ”کالی دیوی“ کے چرنوں میں خون کا نذرانہ دیتی رہیں گی اور پھر انسانی لاشوں پر کھڑے ہو کر قہقہہ لگا کر کہیں گی.......امن کا نظریہ زندہ باد...بھارت میں جمہوریت زندہ باد....ہم باز آئے ایسے امن اور ایسی جمہوریت سے........جہاں انسانی حقوق کی پامالی شریمتی جی کے لئے مذہبی فریضہ ہو.....پاکستان زندہ باد............

....

بھارت کے وزیر اعظم ''جیٹھا جی'' کی خدمت میں

ساس بہو کے جھگڑے کہاں نہیں ہوتے......اور ان جھگڑوں کے لئے اپنی ''ایشیاء'' کی زمین بہت زرخیز ہے......ہر دوسرا گھر جھگڑے کی آماجگاہ......کبھی ساس جھگڑے میں بھاری پڑ جاتی ہے تو کبھی بہو بیگم کے پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہوتا ہے......لیکن اکثر دیکھا یہ گیا ہے کہ ساس بہو کے جھگڑے میں زیادہ تر پلہ ہمیشہ ساس کی بھاری رہتا ہے......کیونکہ وہ کماؤ پوت کی ماں کہلاتی ہے......اور اس پر طرہ یہ کہ بیٹا تو ماں پیدا کرے اور اس کی کمائی کوئی دوسری عورت کھائے......یعنی دکھ سہیں بی فاختہ اور کوے انڈے کھائیں......نگوڑی بہو کو یہ موا بیٹا پیار کا حقدار سمجھے......کسی عورت سے برداشت نہیں ہوتا......یہ تو کمبخت ہے یہی پیر کی جوتی......میرا بیٹا دوسری کر لائے گا ارے کیا اس کے لئے لڑکیوں کی کمی ہے......تند بجلی بسنت لہک کر بولیں......ارے جئے میرا بھائی......گلی گلی بھوجائی کون یہ کڑوی کیلی سنے......شام کو میاں صاحب گھر میں داخل ہوئے......سامنے ہی بیگم صاحبہ کا تھوبڑا سوجا ہوا ملا......الٰہی خیر......اماں نے آتے ہی آواز دے ڈالی......ارے ذرا چاند ادھر ہوتے ہوئے جانا......شوہر بے چارہ پریشان......پہلے اماں کی خدمت میں حاضری دوں یا بیوی کی مزاج پرسی کروں......ہوں دیکھا جائیگا......بیوی......بہن ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے پہلے ماں کی بات سن لوں......دل کا مان کر میاں بنے پچھتائے......بھلے ہی ماں نے وہ وہ بہو بیگم کی الٹی سیدھی لگائیں......کہ اللہ دے اور بندہ لے......تڑکے پر تڑکا بہو بیگم بھی لگاتی رہیں......اماں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے......وہ تو میاں صاحب دماغ کے ٹھنڈے تھے ورنہ پرچہ تو اسی وقت لکھ دیتے......پرچہ تو نہیں لکھا ہاں البتہ میاں صاحب کے تیور بڑے چڑھے رہے۔نہ پوچھا نہ۔بیگم صاحبہ کے خاندان کو چن کے رکھ دیا......اب بیگم لاکھ پوچھ رہی ہے......تمہیں اللہ میاں کی قسم میرا قصور تو بتایئے......میاں قصور کیسے بتائیں اماں جان نے لگائی بجھائی کرتے ہوئے جان کی قسم دلادی تھی......اگر تو نے بہو سے کچھ کہا تو میرا ''مردہ'' ہی دیکھو......وہ امان کا مردہ کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں گھر کی عزت کو ضرور پیروں تلے روندیں گے......واہ رہی بے زبان

عورت........عورت ہی عورت پر ظلم کرتی ہے........اسی کھینچا تانی میں کبھی ڈور ماں کے ہاتھ میں آجاتی ہے تو بہو بیگم کی چھٹی ہو جاتی ہے.....اور زیادہ تر یہی ہوتا ہے...... یوں تو آئے دن ہم اخبارات میں ساس کے مظالم کی داستانیں پڑھتے رہتے ہیں......لیکن بہو کے مظالم کی داستانیں کم ہی ملیں گی......ایسی ہی ایک لڑائی......بڑے گھرانے میں بھی ہوئی....کوئی چھوٹا موٹا گھرانہ ہوتا تو بات گھر کی گھر ہی میں رہتی......لیکن یہ تو وہ گھرانہ تھا جہاں چھینک بھی آئے تو چھینک کی خبر دار تصویر اخبارات میں نمایاں شہہ سرخی کے ساتھ اس برہمن گھرانے میں کھٹکا. ادھر........بی بی سی کا دل دھڑکے......شریمتی ساس جی کی راکھ کو بڑے بڑے نفیس ڈبے میں بند ہے......ابھی اس راکھ کو اونچی اڑان نصیب نہیں ہوتی کہ بہو بیگم مانیکا جی نے وہاں لڑنا شروع کر دیا کبھی وہ جیٹھ جی اپنے راجیو بھیا پر برستی ہیں کہ جسے گرونانک کی دلی میں قتل عام ہو رہا ہے ہر طرف ہو کا عالم طاری ہے لاشوں پر لاشیں پٹے پڑے ہیں......اور ہر طرف دلی کی سڑکوں پر گدھ منڈلا رہے ہیں......اور یہ اپنی ماں کا لاڈلا ماں کی ارتھی پر کھڑا روتا رہا......اس کے دل میں کوئی قوم کا غم اور ہمدردی نہیں ہے کبھی اپنی ساس آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی پر برستی نظر آتی ہیں........مقامی روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مینکا گاندھی کچھ اس طرح گرجی ہیں......اندرا میری ساس ضرور تھیں......لیکن اب میرا اس خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے...ہم ہر حلقہ میں کانگریس کا مقابلہ کریں گے آگے چل کر مینکا گاندھی نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اندرا کی موت کے بعد بھی کانگریس سے تعاون کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور میں کانگریس کے امیدواروں کے مقابلے میں سنجے وچار منچ پارٹی کے امیدوار کھڑے کروں گی.....مینکا جی نے مزید انکشاف فرمایا کہ بھارت کو تباہی کے راستے پر دھکیلا جا رہا ہے.......اور اس وقت بھارت اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے......انہوں نے موجودہ صورت حال کا ذمہ دار اندرا کانگریس کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر اندرا گاندھی نے مثبت پالیسی اختیار کی ہوتی تو آج یہ حال نہ ہوتا اب بیرونی حالات کا سہارا لے کر عوام کی توجہ الیکشن سے ہٹائی جا رہی ہے....حکومت کو اپنی پالیسیوں پر غور کرنا چاہیے......بھارت کا استحکام اسی میں ہے کہ سکھ اور ہندو آپس میں مل بیٹھیں......یہ تھے مینکا دیوی کے

ارشادات........ کتنی سچی باتیں کہی ہیں...... بھارت ہمارا پڑوسی ملک ہے ہم بھارت سے اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں..... اسی لئے ہم بھارت کے نوزائدہ وزیراعظم مسٹر راجیو کی خدمت میں پرارتھنا کریں گے کہ اپنی چھوٹی ''بھوجائی'' کی باتیں بھی سن لیں..... شاید اس میں کوئی کام کی بات نکل آئے..... ویسے بہو بیگم کے تیور ٹھیک نہیں لگتے..... آپ بڑے ہیں..... آپ ہی اپنی روٹھی بھاوج کو منالیں..... جو کام ساس جی نہ کرسکیں..... وہ جیٹھا جی کر کے دکھادیں.... ملک اور قوم کی خاطر..... ہماری مانو گے تو مزے میں رہو گے..... ورنہ گھر تو گھر بھارت ہی کا شیرازہ بکھرتا نظر آئے گا..... اللہ خیر کرے..... رام رام جپنا..... چھوڑ کر کہو..... جے رام جی کی..........

....

پاکستان زندہ باد

شریمتی اندرا گاندھی کا قتل ایک ایسا سانحہ ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے ایسی خواتین صدیوں میں جنم لیتی ہیں جن کے دل میں اپنے ملک اور قوم کی محبت کا جذبہ اس حد تک ہو کہ جان بھی ملک اور قوم کے لئے قربان کر دے..... پوری دنیا اس غم میں نوحہ کناں ہے..... صرف اس لئے کہ وہ عورت ایک قوم پرست عورت تھی..... اس کا دھرم ایمان ملک اور قوم کی خدمت کرنا تھا..... اپنے ملک اور اپنی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے شریمتی جی نے کیا کیا جتن نہیں کئے ہیں مثلاً مشہور ہے کہ وہ ماں باپ بے انتہا خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی اولاد ان سے سبقت لے جائے..... اس مسئلہ میں آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو پوری دنیا میں واحد خوش نصیب ہستی ہوں گے جن کی زیرک سیاستدان بیٹی ان سے بھی دس ہاتھ آگے نکل کر میدان سیاست میں اپنے باپ سے سبقت لے گئی..... آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے کبھی بھی کھلے دل سے ہندوستان کی تقسیم کو قبول نہیں کیا تھا..... بس وہ اسے بھی ایک سانحہ سمجھ کر چپ سادھ گئے تھے..... اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا..... اگر ہندوستان کی تقسیم قبول نہ کی جاتی تو زندگی بھر انگریزوں کی غلامی سے نجات نہیں ملتی اور آج شریمتی اندرا گاندھی کو لاکھوں سوگوار اسطرح رخصت نہ کرتے..... بھارت کے لیڈروں کے حلق سے یہ تلخ گھونٹ بڑی مشکل سے اترا تھا..... لیکن انہوں نے پاکستان اور نظریہ پاکستان کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا پاکستان پر جب بھی کوئی پریشانی آئی..... اور بھارت کی بن آئی..... قائد اعظم کا انتقال..... ادھر پوری قوم سوگوار ..... پاکستان نوزائیدہ ملک..... جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا..... جھٹ بھارت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ..... حیدر آباد دکن پر حملہ کر دیا..... اور ساتھ ہی دو بڑی اسلامی ریاستیں جونا گڑھ اور مانا و بھی ہڑپ کر لیا..... کس کی داد..... کس کی فریاد..... بہر حال اس نوزائیدہ مملکت پاکستان نے بڑی جرات اور ہمت سے بھارت کا مقابلہ کیا..... بھارت سے طمانچوں پر طمانچہ کھاتا پاکستان کا یہ قافلہ اپنی منزل کی جانب چلتا رہا..... اور اسلامی ملکوں میں اپنی ایک حیثیت منوائی..... لوگ پاکستان کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں..... اس کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے..... یہ مسلمانوں کا دارالامان

ہے......دنیا کے کسی خطے کا ستایا ہوا مسلمان پاکستان کی چھاؤں میں بیٹھ کر سکون کا سانس لیتا ہے......یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک انعام ہے اس کی بقاہی میں عالم اسلام کی بقا کا راز ہے خدا گواہ ہے کہ جب بھی پاکستان کے ساتھ کسی نے غداری کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا ہے.....۱۹۷۱ میں پاکستان کے خلاف زبردست سازش کی گئی......پاکستان کا ایک بڑا حصہ مشرقی پاکستان......اسکو پاکستان سے جدا کر دیا گیا ہزاروں مسلمانوں کے بے دخل کر کے ان کا خون پانی کی طرح بہایا گیا......اور پاکستان کی ایک لاکھ فوج کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا.....اور دنیا کے نقشہ پر پاکستان کے ایک بازو کو توڑ کر اس پر بنگلہ دیش کا نام لکھ دیا گیا...یہ سب کچھ بھارت کی اس عظیم دیوی نے کیا......جس کا نام شریمتی گاندھی ہے......باپ کا خواب......اکھنڈ بھارت......بیٹی اس کی تعبیر پاکستان کو توڑ کر دیتی ہے......ابھی حال ہی کی بات ہے......بدنام زمانہ پیپلز پارٹی نے سندھ میں تھوڑی بہت گڑبڑ کی......فوراً ہی شریمتی جی نے ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہوئے جھٹ بیان دے ڈالا......پاکستان میں سندھ کے اندرونی حالات خراب ہونے پر ہماری گہری نظریں ہیں......اگر حالات زیادہ خراب ہوئے تو ہندوستان خاموش تماشائی بن کر تماشا نہیں دیکھے گا.....پھر فوراً ہی سندھ کانفرنس بلانے کا ایک مقصد تھا......کیا کھلم کھلا یہ پاکستان کے معاملات میں مداخلت نہ تھی......پھر محمودہ کو اپنوں سے بھی بہت گلا ہے. پاکستان کے مخالفوں کو موقع ملا اور جھٹ انہوں نے اپنی تحریک اندرا جی کی گود میں پھینک دی......وہ سمجھتے تھے کہ ایسا کر کے ہم پاکستان کے حکمرانوں سے بدلہ......لے رہے ہیں اور بدلہ لے کر ہمارے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی......لیکن میرے مولا میرا خالق میرا رب......پاکستان کے حکمرانوں پر اللہ کی خاص نظر عنایت ہے......جب بھی پاکستان کسی خطرے سے دوچار ہوتا نظر آتا ہے.....تو اس وقت پاکستان کی سلامتی کے لئے قدرت کی طرف سے انتظامات ہو جاتے ہیں سندھ میں سندھو دیش کی تحریک کو بھارت کی پشت پناہی حاصل تھی.....ایم آر ڈی والے اکڑے اکڑے پھر رہے ہیں......درودیوار پر یہ نعرے تھے......اندرا آوے ہی آوے......لیکن اب.....ایک ایسی

اداسی چھا گئی ہے جیسے سندھو دیش کا نانی مر گئی....ہو..جو لوگ پاکستان توڑنے کی مکروہ سازش میں شریک تھے...ان میں چند کا انجام تو سامنے آہی گیا ہے.. مثلاً مجیب الرحمٰن، بھٹو، یحییٰ خان...اور...شریمتی اندرا گاندھی....اب آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا....؟ابھی تو چار چھ لوگ اور باقی ہیں انشاللہ وہ بھی سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور لاکھوں حسرتیں لے کر اس دنیا سے جائیں گے. پاکستان کو مٹانے والے انشااللہ خود ہی مٹ جائیں گے..اور انشااللہ پاکستان تا قیامت اسی طرح قائم و دائم رہے گا...اور کبھی تو کوئی ایسا محافظ پیدا ہو گا جو پاکستان کی سرحدوں کو وسیع کرتا ہوا دلی کے لعل قلعہ پر سبز ہلالی پرچم لہرائے گا..انشااللہ..بھارت کے اس عظیم صدمہ میں ہم سب شریک ہیں

....

بھارتی انتخابات اور فلم ایکٹرز

الیکشن ختم، پیسہ ہضم، لو بھئی بھارت میں عام انتخابات ہو گئے اور اندرا کانگریس نے اکثریت سے نشستیں حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ راجیو جی واقعی لوگوں کے دلوں میں رہتے ہیں ہم پاکستان کے عوام کی طرف سے اپنی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں بھارتی عوام نے جس طرح راجیو جی پر اعتماد کا اظہار کیا ہے خدا کرے وہ عوام کے اعتماد پر پورے اتریں پھر ہمارے صدر مملکت جو خود بھی بھاری اکثریت سے ریفرنڈم میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں راجیو گاندھی کو دلی مبارکباد دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں بھارتی وزیر اعظم کے ساتھ مل کر علاقہ میں امن و استحکام کے فروغ کا منتظر ہوں ہمارے صدر مملکت کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ پاکستان اور بھارت کے تعلقات خوشگوار رہیں اس کے لئے انہوں نے کیا کیا جتن نہیں کئے اب پھر جنرل محمد ضیاالحق نے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے اور بھارت کی خوشحالی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے اب ذرا ایک نظر بھارت کے الیکشن پر بھی ڈالتے ہیں کہ کس نے کس کو پچھاڑا...؟ سب سے پہلے تو مانیکا جی کا چہرہ دیکھنے کا قابل ہو گا......جن کو ان کے جیٹھ جی نے بری طرح شکست دی ہے.....جب کہ بہورانی بڑے زعم میں تھیں کہ میں راجیو گاندھی کو بری طرح شکست دوں گی.....کیونکہ میرا اس خاندان سے کوئی ناطہ نہیں ہے شکست دینے کے شوق میں مینکا جی خود ہی چلمن کے پیچھے چلی گئی ہیں اب دیکھتے ہیں کہ یہ بپھری ہوئی ہرنی راجیو جی کا مقابلہ کس انداز میں کرتی ہے......کیونکہ خبریں کچھ اس طرح کی آ رہی ہیں کہ بھارت میں انتخابات کے فوراً بعد ہنگامے شروع ہو چکے ہیں اندرا کانگریس کی عظیم الشان فتح کے اعلان کے ساتھ ہی بھارت کے مختلف علاقوں میں تشدد کے واقعات رونما ہوئے ہیں جس میں ایک دوسرے کو چھرا گھونپنے اور گاڑیوں کے آگ لگانے کے واقعات کافی اہمیت رکھتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی ہے کہ انتخابات کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بھارتی عوام اب بوڑھے طوطوں سے عاجز آ چکے ہیں کیونکہ ان کی اچھل کود اب پرانی ہو چکی ہے ڈائیلاگ میں بھی وہ نیا پن اور اچھوتا انداز پن ہے اب اچھل کود ڈسکو میں ہوتی ہے کیونکہ اب لوگ ووٹ ذات برادری پر نہیں بلکہ اچھی صورت اور

خوبصورت ٹھمکوں پر ووٹ ملتے ہیں پھر حکومت کرنا بھی تو بھی اداکاری ہے عوام کے سامنے نئے نئے ڈائیلاگ بولنا پڑتے ہیں وہ بھی چہرے بھی چہرے کے تاثرات بدل بدل کر اور یہ اداکاری امیتابھ سے زیادہ کون کرسکتا ہے عورت کی مظلومیت ثابت کرنے کے لئے وجنتی مالا سے اچھی ایکٹنگ کوئی نہیں کرسکتا اب بھارت کی عورتوں کو جتنے حقوق وجنتی مالا دلا سکتی ہیں وہ بھارت کی کوئی عورت نہیں دلا سکتی کتنا مزہ آئے گا جب لوک سبھا میں امیتابھ اور وجنتی مالا ہیرو اور ہیروئن کا کردار ادا کریں گے اور لوک سبھا کے باہر ہزاروں افراد کا ہجوم ہوگا جو ایک نظر اپنے محبوب اداکاروں کو دیکھنے کے لئے جمع ہوں گے یہ لوگ اگر سچ مچ بھی ملک اور قوم کے غم میں روئیں گے تو اس کو بھی لوگ اداکاری ہی کہیں گے......اب معلوم نہیں کہ ان کی فلموں کا کیا ہوگا......جس طرح امریکہ کے صدر جناب ریگن صاحب کی فلمیں ممنوع قرار دے دی گئی ہیں اگر امیتابھ کی فلمیں بھی ممنوع قرار دے دی گئیں تو پھر فلمی انڈسٹری کا اللہ ہی حافظ ہے......اور اب تو یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ لوگوں نے سارا کاروبار چھوڑ کر فلمی انڈسٹری کا رخ اختیار کرلیا ہے بمبئی کے فلم اسٹوڈیو میں لائنیں لگی ہوئی ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمیں صرف فلموں میں کام دے دو ہم کوئی معاوضہ نہیں لیں گے بلکہ جیسا رول ملے گا اسی کے حساب سے ہم اپنی جیب سے فلم میں کام کرنے کا معاوضہ دیں گے تا کہ آئندہ الیکشن تک ہم اپنے لئے میدان ہموار کرسکیں ورنہ الیکشن جیتنے کا اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا اگر ایسا ہوگیا تو بھارت میں آئندہ انتخابات کے نتائج میں لوک سبھا میں لیڈروں کی جگہ فلمی ستارے جگمگاتے نظر آئیں گے پھر کہاں کے بہوگنا اور کہاں کے جنتا پارٹی کے رام جت ملانی اب تو واجپائی اور چندر شیکھر بھی کبھی زمین دیکھتے ہیں اور کبھی آسمان دکھاتا ہے رنگ آسمانی کیسے کیسے......!!

....

جمہوریت ماری بیبیاں

لکھنا کچھ چاہتی ہوں اور لکھ جاتی ہوں کچھ اور...... سوچا تھا کہ بہت دن سے کوئی چٹپٹا کالم نہیں لکھا اس دفعہ اپنے قارئین کو مایوس نہیں کروں گی کچھ ادھر کی اور کچھ ادھر کی باتوں کا ہیر پھیر کر کے کالم بن جائے گا مگر جب اخبار پڑھنے بیٹھی تو پھر ایک گرما گرم خبر نے چونکا دیا......

کہ سندھ اسمبلی کے اندر اور سندھ اسمبلی کے باہر خواتین کے مظاہرے لفظ خواتین کا مظاہرہ اس لئے استعمال نہیں کیا کہ دو الگ الگ سیاسی پارٹی کی خواتین نے مظاہرے کئے تھے وہ بھی ایک ہی دن...... ایک ہی وقت اور ایک ہی شخص کے خلاف...... مظاہرہ تو دونوں جماعتیں..... ایک مشرق تو دوسری مغرب ہے لیکن دونوں کا ایک ساتھ جمع ہونا بقول پروفیسر غفور صاحب کے حسن اتفاق ہے......... یہ بات پھر حلق میں اٹکتی ہے کیونکہ ہم نے بھی اسی میدان کی سیاست کی ہے اور بڑے بڑے گھوڑ سواروں کو گرتے دیکھا پروفیسر غفور صاحب قابل احترام ہیں ہوسکتا ہے کہ ان کے نزدیک اس طرح حسن اتفاق ہو کہ ٹائم مقرر کرتے وقت یہ بھول گئے ہوں کہ جو وقت میں بیگم این ڈی خان کو دے رہا ہوں وہ تو میں اپنی جماعت اسلامی کی خواتین کے لئے مقرر کر چکا ہوں دروغ بر گردن راوی قصہ کچھ اس طرح مشہور ہے کہ پیپلز پارٹی کی صوبائی جنرل سیکریٹری بیگم شمیم این ڈی خان نے مظاہرے سے دو روز قبل پروفیسر غفور صاحب سے ملاقات کی تھی اور ان کو اپنا راز داں بنایا تھا لیکن راز، راز نہ رہ سکا اور عالم آشکار ہو گیا..... کیا پروگرام ہے اور کس کے خلاف......؟ ہمیں کیا معلوم...... بھانڈا تو چورا ہے پر پھوٹا جب دونوں گروپوں کی خواتین کا آمنا سامنا ہوا جماعت اسلامی کی خواتین اپنی بغلوں سے دوپٹے اور چوڑیاں چھپا کر لائیں تھیں تاکہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کر سکیں..... اسمبلی کے باہر سینکڑوں کی تعداد میں پولیس کی نفری موجود تھی کیونکہ خواتین کا جلوس تھا لہٰذا زنانہ پولیس بھی ساتھ تھی...... جماعت اسلامی کی لیڈر خواتین نے تقاریر شروع کیں پولیس ان کے پیچھے تکی تو پی پی کی خواتین آنکھ جھپکتے ہی اسمبلی کے اندر...... پھر جو زنانہ کشتی ہوئی اللہ دے اور بندہ لے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جماعت اسلامی کی طرم خانی دھری کی دھری رہ گئی بے نظیر بھٹو کی پرسنل

سیکریٹری ناہید خاں سمیت تمام خواتین اسمبلی کے فلور تک پہنچ گئیں.....ڈی. ایس. پی نثار احمد زنانہ پولیس کو لے کر اسمبلی کے فلور تک آئے اس کے بعد پیپلز پارٹی کی خواتین اور زنانہ پولیس کے درمیان جو دھینگا مشتی ہوئی اور مردوں نے بازو پکڑ پکڑ کر بیچ بچاؤ کرایا.....کہنے والے کہتے ہیں کہ اگر مرد بیچ بچاؤ نہ کرتے تو تاجدار کے ہاتوں بیچاری زنانہ پولیس کانسٹیبل کی زندگی کا تار ہی ٹوٹ جاتا.....خیر کپڑے پھٹے تو پھٹے چوڑیاں ٹوٹیں الگ لیکن جانیں بچ گئیں.....بقول پیپلز پارٹی کے ہم تو دس سال سے سڑکوں پر ہیں یہ جماعت اسلامی کو کیا سوجھی.....؟ سوال ذرا چبھتا ہوا ہے.....؟ کیونکہ جب بھی کسی مسئلہ پر خواتین کے مظاہرے پر خواتین کے مظاہرے ہوئے تو ان ہی جماعت اسلامی کی خواتین نے دوسری جماعتوں کی خواتین پر بڑی لعن طعن کی تھی کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ان بیویوں کو طلاق دے دیں جو غیر اسلامی حرکتیں کرتی ہیں اور سڑکوں پر دھرنا مار کر بیٹھ جاتی ہیں اپنے حقوق منوانے کا یہ کونسا طریقہ ہے یقین نہ آئے تو ۱۹۸۳ء کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجئے جب لاہور میں خواتین نے اپنے حقوق کے لئے جلوس نکالا تھا.....کیونکہ اس وقت ان خواتین کا جماعت اسلامی کی خواتین سے ٹکراؤ تھا تو بیانات بھی اس حد تک گر گئے تھے لیکن مسئلہ آج صرف ایک شخص کے خلاف ہے اور وہ بھی ذاتی مخالفت اس لئے بات تھانے تک بھی نہ پہنچی تو کوئی بات نہیں ہاتھا پائی.....یہ تو عین عبادت ہے.....مردوں سے اونچی آواز میں بات کرنا اس وقت تو ثواب ہے کیونکہ یہ انکی ذات کا معاملا ہے اس میں خدا اور رسول کا کیا دخل.....جماعت اسلامی میں یہی ایک خوبی ہے جہاں پر مردوں کا بس نہیں چلتا وہاں یہ عورتوں کو آگے کر دیتے ہیں اور پھر کالے کالے برقعوں میں تو بالکل آندھی اور طوفان لگتی ہیں لوگ خود ہی ڈر کر سمٹ کر گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں.....کچھ کہنے سننے کو باقی ہی نہیں رہتا.....کون کہتا ہے کہ جماعت اسلامی میں جا کر خواتین قید ہو جاتی ہیں.....برقع پہن کر سڑکوں پر دھما چوکڑی بچاؤ مجال ہے کہ وزیر اعلیٰ کی جو چوں کر جائے.....

....

جھکاؤ نظریں، بچھاؤ پلکیں
اس کے جلال میں بھی پیار
آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

زیارتیں کرنے کے بعد واپس ہوٹل آئے چونکہ ظہر کا وقت ہو چکا تھا وضو کر کے سیدھے حرم شریف چلے گئے نماز کے بعد جب حرم شریف سے باہر نکلے تو لیاقت صاحب نے ایک ٹیکسی والے سے بات کر لی کہ صبح فجر کی نماز کے بعد ہمیں مدینہ شریف جانا ہے ٹیکسی والے نے ہوٹل کا پتہ پوچھا اور کہا کہ میں آپ کو فجر کے بعد اسی جگہ ملوں گا۔ مدینہ شریف جانے کا سن کر ایسا معلوم ہوا کہ دل اچھل کر ابھی باہر آجائے گا۔ عجیب کیفیت سے دوچار تھی ایک طرف تو رسول ﷺ کی زیارت کا شوق جس نے بیتاب کر دیا تھا..... دوسری طرف اللہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی اتنے دنوں میں ہم اللہ میاں کے جلال اور انکی رحمت دونوں سے مانوس ہو گئے تھے..... کیونکہ اسکے جلال میں بھی پیار تھا طواف وداع کے وقت دل کی عجیب حالت تھی آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے..... طواف کے وقت خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر بیحد روئی..... کبھی غلاف کو چومتی تھی تو کبھی آنکھوں سے لگاتی تھی کبھی حجر اسود کو چومتی تو کبھی ملتزم پر کھڑے ہو کر آنسو بہاتی اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتی کل مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرتی اپنے پیارے پیارے باوا کے لئے تو بیحد دعائیں کیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے دربار میں بلا کر ان کی دیرینہ حسرت پوری کر دے اور وہ خود اپنی آنکھوں سے زیارت حرمین شریف کریں........ اے اللہ میاں باوا تو واقعی عاشق رسولؐ اور عاشق اہلبیتؑ بھی ہیں...... اور ہم کو تو اتنا شعور بھی نہیں ہے ہمیں تو دعا مانگنے کا بھی طریقہ نہیں آتا۔ اور نہ ہی یہ سلیقہ ہے کہ مانگیں تو کیا مانگیں اے دین و دنیا کے مالک ہمارے جذبات دیکھ کر ہمیں بخش دے طواف وداع سے فارغ ہو کر روتی دھوتی حرم شریف سے باہر آئی اور دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر دوبارہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی اور دل سے بساختہ نکلا کہ اللہ میاں یہ میرا آخری طواف نہ ہو۔ اور نہ ہی میں طواف وداع کر کے جا رہی ہوں۔ بس میں نے تو ایسے ہی طواف

کرلیا ہے......اے میرے مولا تو مجھے بار بار اپنے دربار میں بلا میں تجھ سے جدا ہونا نہیں چاہتی جب تک تو نے مجھے زندگی دی ہے تو گناہوں سے معافی مانگنے کا بھی ہر سال موقع دے......میں آونگی پھر آونگی (انشاءاللہ) یہ کہہ کر دل کو کچھ ڈھارس بندھی آنسو خود بخود رک گئے اور پورے جسم میں ایک سنسنی سی ڈور گئی ایسا معلوم ہوا کہ جیسے میرے رب نے میری دعا سن لی ہے......حرم شریف سے باہر آئی لیاقت صاحب بچوں کو ٹیکسی میں بیٹھائے میرا انتظار کر رہے تھے......ہم درود شریف پڑھتے ہوئے ٹیکسی میں بیٹھے......ادھر ٹیکسی روانہ ہوئی لیاقت صاحب گنگنا رہے تھے......حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو......کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو بچے چونکہ چھوٹے تھے اس لئے انہیں اتنا ہی یاد کرایا جتنا وہ کر سکتے تھے بچے بھی پورے راستے درود شریف پڑھتے گئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......کیونکہ وہ اتنا ہی پڑھ سکتے تھے...دور دور آبادی کا نام ونشان تک نہ تھا بس جگہ جگہ اونچے اونچے پہاڑ اور چاروں طرف ریت ہی ریت نظر آرہی تھی......ظہر کے وقت ٹیکسی ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے رکی ہوٹل کیا تھا ٹین کی چادروں سے ڈھکا ہوا ایک کمرہ تھا۔ برابر میں ایک کچا سا غسل خانہ تھا......پہلے ہم لوگوں نے کھانا کھایا تھا......پھر ظہر کی نماز کی ادائی اور اپنے چھوٹے سے قافلے کے ساتھ آقا کے دربار میں حاضری کے لئے روانہ ہو گئے......جوں جوں قریب پہنچتے جا رہے تھے..دل کی بیقراری بڑھتی ہی جارہی تھی، آخر عصر سے کچھ پہلے ہی ہم مدینہ شریف پہنچ گئے تھے اب جلدی تھی کسی طرح یہ گناہگار آنکھیں سبز گنبد کا نظارہ کر لیں......اور دل کہہ رہا تھا کہ......

جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

ہماری خوش قسمتی تھی کہ حرم شریف کے سامنے ہی ہمیں ایک ہوٹل مل گیا......ابھی عصر کی اذان ہوئی تھی ہم لوگوں نے سامان رکھ کر جلدی جلدی وضو کیا اور آقا ﷺ کے دربار میں صلوۃ وسلام کیلئے حاضر ہو گئے......میرے کملی والے کی شان ہی نرالی ہے......واقعی آپ جا کر دیکھیں وہ دین ودنیا کے شہنشاہ کا دربار ہے......فرش پر سرخ اور سبز قالین بچھے ہوئے......سبز گنبد کا دلفریب نظارہ......آنکھیں چکا چوند ہو گئی کہ ایسے نظاروں کا تو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا......نماز عصر کے بعد حاضری کے لئے

مزار اقدس کے قریب آئے......سبز رنگ کی جالیاں اور ان جالیوں پر اوپر کی طرف سہرا سہرا سو نے کا رنگ عجیب بہار دے رہا تھا......دربار میں پہنچتے ہی ہچکی بندھ گئیں. بے تحاشہ ہجوم تھا لوگ رو رو کر صلوۃ وسلام پڑھ رہے تھے. ہم نے بھی صلوۃ سلام کے بعد رو رو کر اپنے آقا اللہ کے محبوب سے اپنی اور اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے لئے شفاعت کی بھیک مانگی......اے آقا اے کملی والے شہنشاہ ایک نظر کرم......فاطمہؓ کے بابا جان آپ سے شفاعت کی بھیک مانگتی ہوں. حسنؓ و حسینؓ کے نانا. جان ایک چشم کرم اس گنہگار پر بھی ڈال دیجئے......کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں جس طرح آپ ﷺ نے اپنا بھرا گھر لٹا دیا میرے آقا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی سرکار آپ نے اپنے اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا اور اسکے ڈوبتے ہوئے دین کو بچالیا آپ اللہ کے محبوب ہیں......معاف کر دینا آپ کی فطرت ہے......مجھ گنہگار کو بھی معاف کر دیجئے سرکار......یہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے ننھے منے ہاتھ پھیلا کر اپنے ماں باپ کے گناہوں کی بخشش مانگ رہے ہیں میرے آقا مایوس نہ کرنا......اے اللہ اپنے حبیب کے صدقے سے میرے بچوں کو بھی معاشرے میں اعلیٰ مقام دینا اور انہیں دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمانا اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہی......باوا الفاظ بھی یاد آ گئے ان کے لئے بھی رو رو کر فریاد کی......سبز گنبد میں آرام فرمانے والے آقا میرے باوا کو بھی موقع دیجئے کہ وہ بھی آپ کی قدمبوسی کیلئے حاضر ہوں. ان کے دل میں آپ کی زیارت کرنے کی بیحد تڑپ ہے. آپ ﷺ اس دوری کو دور کر دیجئے......میں دور کھڑی رو رہی تھی اور اپنے سرکار اور اللہ کے محبوب سے دل ہی دل میں باتیں کر رہی تھی اور چاہتی تھی کسی طرح یہ پہریدار جنہیں (وہاں کی زبان میں شرطے کہتے ہیں) اور میں بڑھ کر جالیاں چوم لوں......یقین مانئے دل میں خیال آیا ہی تھا کہ ایک شرطہ بولا ......زیارت......زیارت میں کچھ نہیں کیونکہ وہ عربی زبان بول رہا تھا...صرف زیارت سمجھ میں آ رہا تھا...پھر اس نے اشارے سے بلایا تال، تال اور میرا ہاتھ پکڑ کر جالیوں کے بالکل قریب کھڑا کر دیا......پھر جو میرا حال ہوا ہے وہ نہ میں لکھ سکتی ہوں اور نہ بتا سکتی ہوں....جالیوں کی خاک مبارک اپنے چہرے پر مل لی آنکھوں سے لگا کر چومی.....اور پھر جالیاں پکڑ کر روضہ پاک کا اندر سے

دیدار کیا...... بالکل خانہ کعبہ کی طرح روضہ پاک پر ایک سرخ رنگ کا غلاف چڑھا ہوا تھا اور اس پر سنہری کام سے کلمہ شریف اور آیت مبارکہ لکھی ہوئی تھی ...... آخر ہجوم بڑھا میں الٹے قدموں واپس ہوئی...... اپنے مقدر پر جتنا بھی ناز کروں کم ہے...... واہ میرے سرکار آپؐ نے اوقات سے بڑھ کر دے دیا...... پھر میں قرآن شریف لے کر جالیوں کے ساتھ ہی بیٹھ گئی اور بچے بھی جالیوں سے لپٹ رہے ہیں بھی پیار کر رہے ہیں اس وقت جب ہم نے پہلا عمرہ کیا تھا اتنی سختی نہیں تھی اب تو بہت سختی ہے بلکہ خواتین کے وقت مقرر کر دیے ہیں...... صبح سات سے دن کے گیارہ بجے تک صرف عورتیں جا سکتی ہیں اور دوپہر میں ڈیڑھ بجے سے تین بجے تک خواتین کا زیارت کے لئے آنا منع ہے...... ہاں باہر بیٹھ کر باب جبرئیل کے سامنے سبز گنبد کو دیکھتے رہو اور اپنے آقا پر جتنا بھی درود سلام بھیجو کم ہے......

میں اپنی عقبیٰ سنوارتا ہوں انہیں کو پیہم پکارتا ہوں
میری زبان پر ہے یا نبیؐ میرا وظیفہ ہے یا محمدؐ
یہی ہے زخم جگر کا مرہم انہی کا ہے اسم اسم اعظم
قرار بے تابیوں کو آیا زباں سے جب کہہ دیا محمدؐ

یہ کیسی عید ہے
سکہ پلٹتے دیر نہیں لگتی
مارے بھی اور رونے بھی نہ دے

کبھی یہ مثل مشہور تھی کہ.....

ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں......پھر یہ مثل آہستہ آہستہ فلمی گانے میں تبدیل ہوگئی.....یہ بھی مثل ہے کہ ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف لوٹتی ہے.......یہی گانا پھر ضرب المثل بن گیا ہے.....انسانوں نے بھیڑوں کے چہرے اپنے چہروں پر سجالئے ہیں تاکہ اگر ہم کہیں درندگی کا مظاہرہ بھی کریں تو انسانوں کی بجائے بھیڑیے ہی کہلائیں......وہ بھی وحشی درندے......قاتل ہر بار چہرے بدل بدل کر سامنے آتے ہیں لہذا کوئی نہیں بتاسکتا کہ مارنے والا اصل میں کون ہے......جعلی مقابلے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اتنی ہے کہ شمار کرنا مشکل ہوگیا ہے. کہتے ہیں کہ عید آتی ہے خوشیاں لے کر آتی ہے اب کے دو برس سے ماہ عید بھی محرم کا مہینہ بن گیا ہے......گھر گھر نوحہ خوانی اور ماتم کی صدائیں آرہی ہیں. عید کا استقبال ایسے بھی کیا جاتا ہے......سوچا بھی نہ تھا.....ہم نے کچھ بے ضمیر لوگوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے......کہ خدا غارت کرے ہڑتال کی اپیل کر کے ہماری عید خراب کردی......کچھ بے غیرت یہ بھی کہتے ہیں رمضان کا تقدس پامال کردیا.....اگر عید کے بعد یہ ہڑتال کردیتے تو کونسی قیامت آجاتی......مجھے ان لوگوں سے اتنا ہی کہنا ہے کہ اگر عید بعد یہ درندگی کا ......مظاہرہ کرتے تو کونسی قیامت آجاتی.....زندگی اللہ کی امانت ہے اسے بچانا ہر حال میں فرض ہے......گھروں سے آٹھ آٹھ جنازے اٹھ رہے ہیں کیسا تقدس ......؟ کیسی عید......؟ عید ہے خوشیوں کا نام رمضان المبارک کے روزہ رکھنے کی خوشی میں اللہ میاں نے مسلمانوں کو عید کا انعام دیا ہے.....یہ انعام و اکرام کی بارش تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ہے......اللہ میاں کی دی ہوئی خوشیوں کو اگر ہماری حکومت گھر گھر نوحہ خوانی اور ماتم سے سجادے تو ذمہ دار کون.....؟ یہ کیسا ظلم ہے کہ

ظالم مارے اور رونے بھی نہ دے...... آٹھ آدمی روزہ دار تھے اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے.
......کیسی دہشت گردی میں ملوث نہیں تھے..... جنگلی درندے دروازے توڑ کر گھروں میں گھس گئے اور سوئے ہوئے بے گناہ انسانوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی.... نہ بے چاروں نے اچھی کہی اور نہ بری...... بس خاموشی سے موت کی آغوش میں چلے گئے اور اپنے پیچھے رونے کے لئے چند یتیم بچے اور جو چند منٹ پہلے تک سہاگن تھی اس کو بیوہ بنا کر چھوڑ گئے...... کتنی کرب کی زندگی ہے...... کتنی دکھ بھری داستان ہے پاکستان بنانے والوں کی...... دنیا کا قانون ہے اور دستور بھی ہے کہ حکومت کو جن لوگوں پر دہشت گردی کا شبہ ہے ان کو ضرور پکڑیں. ہم بھی دہشت گردی کی اہمیت نہیں کرتے اور نہ ہی کبھی ظالم کا ساتھ دیں گے نہ ان دہشت گردوں کا ساتھ دیں گے.... مگر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس سے ناجائز ہتھیار برآمد ہو اور کوئی بھی شخص بھتے لیتے ہوئے یا لوگوں کو بے گناہ مارتا ہوا پکڑا جائے اس کو کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے جہاں یہ ذمہ داری ہے وہاں یہ بھی ذمہ داری ہے کہ خون ناحق سے حکومت اپنے ہاتھ نہ رنگے...... جب قانون آپ کے پاس موجود ہیں تو پھر آپ کے دو ٹکے کے اہلکار کس قانون کے تحت انسانی جانیں ضائع کر رہے ہیں ان کا کام تو صرف اتنا ہے کہ پکڑ کر حوالات میں بند کردیں ان کی ایف آئی آر کاٹیں اور ان پر مقدمہ بنائیں اور عدالت میں پیش کردیں مع ثبوت اور گواہوں کے...... اب یہ عدالت کا کام ہے کہ وہ کس کو کیا سزا دیتی ہے...... سزا بھی جرم کی نوعیت کے مطابق دی جاتی ہے.... مگر یہاں حکومت کے پاس تو ایک ہی حل ہے جہاں کسی مہاجر کو دیکھو گولیوں سے اس کا جسم چھلنی کردو.......... اور اخبارات کی خبروں کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ آٹھ کے آٹھ دہشت گرد تھے پولیس کو دیکھتے ہی انہوں نے اپنی گاڑی تیزی سے بھگائی اور پلٹ کر پولیس پارٹی پر فائر کردیا پولیس نے بھی جوابی کاروائی کی جس کے نتیجے میں دہشت گرد مارے گئے اور ان کے پاس سے فلاں فلاں اسلحہ برآمد ہوا...... خبر بن گئی جان چھوٹی...... کتنی مضحکہ خیز خبر ہے کہ یہ آٹھوں تو مر گئے لیکن کسی پولیس والے کو خراش تک نہیں آئی اس رویہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں جام صادق مرحوم بہت یاد

آتے ہیں.........وہ بھی یہی کہتے تھے.....کیا کروں جس دہشت گرد کو پکڑتا ہوں وہی پیپلز پارٹی کا نکلتا ہے.....جام صادق مرحوم کا یہی انداز شاید ہماری حکومت کو بھا گیا ہے کہ وہ بھی جس کو پکڑتی ہے وہ بھی مہاجر اور الطاف گروپ کا نکلتا ہے.....واہ ری تیری شان.....اور تو اور جو لوگ صرف اس وجہ سے ملک بدر ہو گئے ہیں ان کی پیشانیوں پر مہاجر کا ٹھپہ لگا ہوا ہے ان کو بھی ڈھونڈ ڈھونڈ کر نشہ کے انجکشن لگا کر لکھے ہوئے بیانات پڑھوا رہے ہیں.....زندگی سب کو عزیز ہوتی ہے.....نہ معلوم ان کے ساتھ کتنا ظلم اور بربریت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ وہ لکھا ہوا بیان پڑھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں حکومت کو ہمارا یہ بھی مشورہ ہے کہ جن بچوں کو آپ دہشت گرد سمجھتے ہیں انہیں اکٹھا کر کے فوجی ٹریننگ دیں اور ان کو دار آمد انسان بنا کر جہاد کے لئے کشمیر اور دوسرے اسلامی ممالک میں جہاں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا وہاں بھیج دیں اگر مارے گئے تو واقعی شہید اور بچ گئے تو غازی کہلائیں گے.....لیکن بلاوجہ ان نوجوانوں کی جانیں ضائع کرنے کا دنیا کا کوئی قانون اجازت نہیں دیتا.....مذہبی جماعتیں جو اپنے ملک میں قتل و غارت گری پر آنکھیں بند کر لیتی ہیں اور ایک لفظ بھی کہنا گوارا نہیں کرتیں وہ آگے بڑھیں اور نوجوانوں کو پولیس کی حراست سے نکال کر اپنی بانہوں میں لے لیں.....دیکھئے یہی بچے ملک و قوم کے کتنے کام آتے ہیں اور پھر ماؤں کو بھی یہ آسرا رہے گا کہیں بھی ہے ہمارا بچہ زندہ تو ہے......ہمارا بچہ جہاد کر رہا ہے......ماتا کو ٹھنڈک تو ملے گی الطاف بھائی بھی اپنے بیان میں بار بار کہہ رہے ہیں کہ اے مہاجرو اپنی زندگی بچانے کے لئے مکمل روپوشی اختیار کر لو.....اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اے مہاجرو تم تقیہ کر لو کیونکہ.....جب ظلم بڑھ جائے تو حرام بھی جائز ہو جاتا ہے میرے اس حقیر مشورے پر عمل کر کے فائدے میں رہو گے.......جب اپنا زمانہ آئے گا دیکھا جائے گا.........کیونکہ وقت بڑا بے مروت ہے کسی کا ساتھ نہیں دیتا.......بس سکہ پلٹنے کی دیر ہے..................

جانے والے کو الوداع آنے والے کو سلام

پس اب ظلم بہت ہو چکا

کراچی صوبہ کیا قیامت کا مطالبہ ہے

عقل ٹھکانے ہے نہ دماغ........ کیونکہ ہمارے بڑے بھائی راشد علی صابری جو سردار علی صابری مرحوم کے بڑے بیٹے ہیں...... پچھلے رمضان سے سخت علیل ہیں ان کے بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا تھا لیا قت نیشنل اسپتال میں داخل کیا ڈاکٹر مستان صاحب نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اب ان کا کوئی علاج نہیں ہے گھر لے جائیں اور جو دوائیں لکھ دی ہیں وہی دیتی رہیں...... اور ان کا دل بھی بری طرح متاثر ہے اور اس حالت میں انکا آپریشن نہیں ہو سکتا...... خیر با دل ناخواستہ ان کے بیٹے شیراز علی صابری ان کو گھر لے آئے گھر آنے کے پندرہ دن کے بعد ان کی حالت زیادہ خراب ہوگئی اور وہ بے ہوش ہوگئے گھر کے نزدیک ہی ضیا الدین اسپتال ہے اس لئے ان کو وہاں لے کر گئے حالت انتہائی خراب تھی...... ڈاکٹر وہرہ نے ان کو فوراً داخل کرلیا حالانکہ جمعہ کا دن تھا اسی وقت ان کے ضروری ٹیسٹ لئے گئے...... اور آکسیجن کے ساتھ ہی ان کی ناک کے اندر بھی نلی ڈالدی کیونکہ منہ کے ذریعے وہ کچھ بھی نہیں لے سکتے ہیں اور آج کل ضیاء الدین اسپتال میں ڈاکٹر وہرہ صاحب کے زیر علاج ہیں ڈاکٹر وہرہ صاحب جس محنت اور خلوص سے ان کا علاج کر رہے ہیں اس کی جزا تو صرف اللہ ہی دے اور ہم لوگ صرف صدق دل سے وہرہ صاحب کو دعائیں دیتے ہیں...... جب سے ہمارے بھائی جان کو ہوش آیا ہے جو کوئی پوچھتا ہے کی اب طبیعت کیسی ہے تو ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ "اللہ کا شکر ہے"...... کبھی اس اللہ کے بندے نے یہ نہیں کہا کہ میں بہت بیمار ہوں...... بلکہ ہم لوگوں کو حوصلہ دیتے ہیں کہ اب میں پہلے سے ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے کل دفتر جاؤں گا...... ان کو دیکھنے جاتی ہوں تو اپنے اوپر ہزار لعنت بھیجتی ہوں کہ اچھی بھلی ہوں پھر بھی اللہ کا شکوہ کرتی ہوں کہ میں بیمار ہوں........ ارے بیمار ایسے ہوتے ہیں اتنی ساری نلیاں لگی ہوئیں اور جو شخص منہ سے کھا نہیں سکتا ناک سے سانس

نہیں لے سکتا اس حال پر اللہ کے شکرانے ادا کرتا ہے........ اللہ ان کو صحت دے اور ان کا ایمان اور مضبوط کرے (آمین) اللہ کرے کل مومنین کا خاتمہ ایمان پر ہو........ ہم نے تمہید اس لئے باندھی ہے کہ ہم نے تقریباً ایک ہفتے سے کوئی اخبار نہیں پڑھا ہے........ اب ذرا دماغ ٹھیک ہوا تو پرانے اخبارات لے کر بیٹھ گئے........ جس میں ایک نئی خبر ملی کہ جنرل عبدالوحید کی جگہ جنرل جہانگیر کرامت کو فوج کا نیا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے..... جانے والے کو الوداع..... آنے والے کو خوش آمدید خدا کرے جنرل جہانگیر صاحب اس میں بامسمی ہوں... عدل جہانگیری تو مشہور ہے ان کا عدل بھی تاریخ میں مثال بن جائے اور لکھنے والے مورخ انہیں سنہری القابات سے نوازیں........ شہزادہ جہانگیر نے تو انصاف کا ترازہ قائم رکھنے کے لئے اپنے چہیتی اور لاڈلی بیوی نور جہاں کی زندگی بھی داؤ پر لگادی تھی........ لیاقت علی خان کے بعد سے پاکستان میں کبھی بھی جمہوریت نہیں رہی صرف اس کا ڈھونگ رہ گیا ہے جو رچایا جا رہا ہے........ کراچی کے حالات اور واقعات پر پوری دنیا ہی چیخ اٹھی لیکن حکمرانوں کی طرف سے ایک لفظ بھی مہاجروں کی ہمدردی کے لئے نہیں نکلا........ ہم اپنا رونا کیا روئیں جب اس وقت کو یاد کرتی ہوں تو صبر آجاتا ہے کہ نواز شریف کو سپریم کورٹ نے وزیراعظم قرار دے دیا پھر بھی وہ وزیراعظم نہ رہ سکے........ نواز شریف صاحب کی وزارت عظمٰی اور ٹھوں ٹھوں سب دھری رہ گئی........ یہ سب جانتے ہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ نوجوانوں کو حراست میں مار ڈالنا........ یا پھر جعلی پولیس مقابلہ دکھا کر تشدد کر کے ہلاک کر دینا عام بات ہے........ سب کو معلوم ہے لیکن سب ہی نے اپنے منہ میں تیرہ تیزی کی گھنگھنیاں ڈال لی ہیں........ کوئی بولنے والا نہیں ہے..... جب وطن عزیز کے دو ٹکڑے ہوئے تھے جب بھی کوئی نہیں بولا تھا........ اپنے مقدر کو رو دھو کر بیٹھ گئے تھے........ لیکن جب کراچی میں صوبہ کی بات نکلی ہے تو سب ہی لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں آجاتے ہیں کہ ہم ہاتھ پاؤں توڑ دیں گے........ زبانیں کھینچ لیں گے........ وغیرہ میں پوچھتی ہوں کیا پنجاب صوبہ نہیں ہے........ بلوچستان...... سرحد..... سندھ صوبے نہیں ہیں اگر بالفرض کراچی صوبہ بھی بن جاتا ہے تو اس میں کیا قباحت ہے کونسی ملک ٹوٹنے کی بات ہو رہی ہے........ کراچی میں رہ کر کراچی چاہتے ہیں........

اپنے حقوق چاہتے ہیں پاکستان بنانے میں جو جدوجہد ہمارے آباؤاجداد نے کی ہے......اس کا صلہ چاہتے ہیں......اتنے بڑے سانحہ پر ہمارا ملک ٹوٹ گیا......بکھر گیا......خون میں نہا گیا کسی نے کچھ نہ کہا......شاید اس زمانے میں چوڑیاں سستی ہوں گی پتہ نہیں کیوں زبانوں پر تالے پڑھ گئے تھے......ہم آج تک ان بہاریوں کو یاد کرتے ہیں جن کے طفیل ایک لاکھ فوج کو پاکستان آنا نصیب ہوا ہم یہ دکھڑا اس لئے سنا رہے ہیں کہ ہم دکھی لوگ ہیں محب وطن ہیں ہم سب ہی سے تو پیار کرتے ہیں ہاں دکھی لوگوں کی مدد کرنا یا ان کے لئے آواز اٹھانا عین عبادت سمجھتے ہیں لیکن ہمارا کوئی بھی تو نہیں ہے......جس پتہ پر ناز کرتے ہیں وہی پتے ہوا دینے لگتے ہیں......دو ڈھائی سال سے ہم پر قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں اس کا کسی کو خیال نہیں ہے......ہم سارے مطالبات واپس لے کر صرف انصاف مانگتے ہیں......ہمارا حق تسلیم کیا جائے......ہماری جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کا فرض ہے......ہمیں ملازمتوں میں آبادی کے لحاظ سے حصہ دیا جائے......ہمارے بچوں پر تعلیم کے دروازے کھول دیے جائیں......اور ہمارے گھروں کا محاصرہ ختم کر کے ہماری خواتین اور بچوں کو خوف سے نجات دلائی جائے......پولیس مقابلہ میں نوجوانوں کی ہلاکت پر سختی سے باز پرس کی جائے......رینجرز کو سختی سے ہدایت دی جائیں کہ تمھارا کام کراچی فتح کرنا نہیں ہے بلکہ یہاں کے رہنے والوں کے دلوں سے دہشت گردی کا خوف دور کرنا ہے......تمھارا یہ کام نہیں ہے کہ گھروں میں گھس کر باپردہ خواتین کی بے عزتی کرو اور لوٹ مار مچاؤ اور جو چیز پسند آئے اٹھا کر چلتے بنو......انہیں ترجمہ کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے کی بھی تاکید کی جائے تاکہ وہ یہ سمجھ سکیں کی جو کچھ اس کے لئے انہیں کتنا بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا......پھر وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کی ان کی حرکتیں کہیں قہر خداوندی کے زد میں نہ آجائیں......کاش یہ سنبھل جائیں......

ایک سفر کربلا کا

میں اور میری حیرانیاں

وہ محل جسکے کنگورے گر گئے تھے

پچھلے کالم میں ہم نے لکھا تھا کہ اب ہماری منزل کربلا ہے.........جوں جوں ٹیکسی کربلا کے قریب آتی جا رہی تھی کتابوں میں پڑھے ہوئے سارے واقعات آنکھوں میں گھومتے جا رہے تھے کہ کوفہ والوں نے کس طرح دھوکے سے بلا کر نواسہ رسول کو شہید کیا......حتیٰ کہ چھ ماہ کے بچے کی گردن میں بھی وہ تیر پیوست کیا گیا جو گھوڑوں کے لئے استعمال ہوتا ہے مارنے والے کوئی غیر نہیں تھے......اپنے ہی تھے.......وہی لمبی لمبی داڑھیوں والے عبا قبا پہنے ہوئے پیشانیوں پر نمازیوں کے گٹے اور دل خوف خدا اور نور ایمان سے خالی.......بلکہ شیطان کی.......آماجگاہ.........کمبختوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ سامنے والا کون ہے.......اس سے رسول کا کیا رشتہ ہے.......اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں.......بڑے تو پیاس کی تڑپ جھیل لیں گے لیکن معصوم ننھے بچے جب پیاس سے تڑپیں گے تو ماؤں پر کیا گزرے گی ایک تو خود ہی پیاسی دوسرے بچوں کی تڑپ دیکھی نہیں جاتی اس وقت کا منظر سوچو تو دل خون کے آنسو روتا ہے........عقل حیران ہے کہ رسولؐ خدا پر ایمان لانے والے......اتنے شقی بھی ہو جائیں گے کہ آل رسول کا احترام تو کجا......؟ بھوکا پیاسا شہید کر دیں گے...کس جرم میں آخر کس جرم میں........؟ انہی سوچوں میں گم تھی کہ کربلا کا لق و دق میدان آ گیا.......سامنے ہی پتھر کے خیمہ نصب تھے جس طرح امام حسینؑ کے خیمے میدان کربلا میں نصب کئے گئے تھے نشانی کے طور پر اس جگہ پتھر کے بڑے بڑے خیمے نصب کر دیئے گئے ہیں. جس کے بالکل دائیں جانب ایک چھوٹا سا دلان نما کمرہ ہے وہاں پر زائرین چراغ جلاتے ہیں اور مہندی بھی گھول کر رکھ دیتے ہیں روایت ہے کہ حضرت قاسمؑ کو اسی جگہ دولہا بنایا گیا تھا.......سامنے ہی ایک اونچا سا ٹیلہ ہے......جس کو قبہ زینب کہتے ہیں روایت ہے کہ جب امام حسینؑ مظلوم کو شہید کیا گیا تو حضرت زینبؑ اسی ٹیلہ پر چڑھ کر بھائی کو

آوازیں دے رہی تھی......وہ جگہ بھی دیکھی جہاں پر میرے مظلوم حسین کو سجدے کی حالت میں شہید کیا گیا تھا.......امام کی بے بسی اور بے کسی پر دل کھول کر روئی......روتے روتے خاتونِ جنت حضرت فاطمہؑ کا خیال آگیا کہ جب ہم اتنا رو رہے ہیں تو بیٹے پر ظلم وستم دیکھ کر اس بی بی کا کیا حال ہوا ہوگا.....آپ کی آہ وزاری سے عرش بھی ہل گیا ہوگا.......مشیت ایزدی ہے ناناؐ کے دین کو نواسے نے جس طرح بقائے دوام دی ہے اس کی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی.......دل میں غم وغصہ لئے ہوئے واپس ہوٹل آئے رات کا کھانا کھایا کربلا کی زیارت کے بعد رات جیسی کٹی خدا ہی جانتا ہے.....فجر کی نماز پڑھی ناشتہ کیا......کچھ زیارتیں باقی رہ گئی تھیں سوچا آج وہ بھی پوری کر لی جائیں......کیونکہ پھر عمرہ کے لئے بھی جانا ہے.....صبح نو بجے کے قریب مدائن کے لئے ٹیکسی لی......طے پایا کہ پہلے سلمان فارسیؓ کے مزار پر حاضری دی جائے سلمان فارسیؓ کے مزار کے برابر میں ایک کمرہ اور ہے جس میں جابر انصاریؓ کا مزار ہے یہ بھی صحابی رسولؐ تھے اس کمرے میں ایک اور مزار تھا یہ مزار محمد بن طاہر بن امام باقرؑ کا تھا یہ رشتہ میں امام جعفر صادقؑ کے بھائی ہوتے ہیں ان سب مزاروں پر فاتحہ پڑھنے کے بعد باہر آئے تو سامنے ہی کسریٰ کا محل نظر آیا........جواب کھنڈر بن چکا ہے.....رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت اس محل کے کنگرے گر گئے تھے.....عالیشان محل کے کھنڈرات دیکھے یہ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے سامنے ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا.وہاں پر سنگ مرمر کا ایک چھوٹا سا ٹب تھا جس میں مچھلیاں تیر رہی تھیں ہوٹل والے زائرین کی خواہش پر اسی وقت تازہ مچھلی پکا کر دیتے ہیں. ایک مچھلی کی قیمت اس وقت ۲۰ دینار تھی یعنی پاکستانی روپے میں ایک ہزار روپے فی مچھلی.....اب جبکہ پاکستانی روپے کی قیمت دو کوڑی کی ہوگئی ہے........لہٰذا اب زیارتیں کرنا ممکن نہیں رہا ہے......ویسے بلاوا آجائے تو بات دوسری ہے یہاں پر کھانا کھایا اور حضرت جنید بغدادیؒ کے مزار پر گئے......حضرت جنید بغدادی کے مزار مبارک پر جو جالیاں چڑھی ہوئی تھیں وہ پہلے حضرت غوث پاکؒ کے مزار مبارک پر چڑھی ہوئی تھیں حضرت غوث پاکؒ کے مزار مبارک کے سامنے ہی حضرت امام غزالیؒ کا مزار ہے ان دونوں مزاروں پر فاتحہ پڑھنے

کے بعد واپس آئی تو وہ تنور بھی دیکھا جہاں سے طوفان نوح شروع ہوا تھا......غرضیکہ ساری زیارتیں مکمل کرنے کے بعد دوبارہ حضرت غوث پاکؒ کے مزار مبارک پر آئی. آخری سلام کیا. وہاں کے خدام سے تفصیلی ملاقات کی......وہ پاکستان کے شہر پشاور کے رہنے والے ہیں. ان کے ساتھ کھڑے ہو کر روضہ پاک کی تصویریں بنوائیں......انہوں نے مجھے ایک ہرے رنگ کا کپڑا لا کر دیا جو آدھ گز لمبا ہے کہنے لگے یہ حضرت غوث پاکؒ کے غلاف مبارک کا کپڑا ہے یہ میری طرف سے تحفہ ہے......ہم نے بڑی عقیدت سے وہ کپڑا لے لیا دوپہر کا کھانا حضرت غوث پاکؒ کے مزار مبارک پر کھایا کیونکہ لنگر جاری تھا......عصر کی نماز پڑھ کے ہوٹل واپس آئے......کیونکہ صبح ہی ہمارا جہاز جدہ روانہ ہونے والا تھا......رات جلدی سو گئے......صبح اٹھ کر فجر ادا کی......ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام پہنے نوافل ادا کئے اور ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ اب ہماری منزل خانہ خدا تھی......

اس سفرنامے کی پہلی قسط میں ہم نے لکھا تھا کہ جب ہم اس مقدس سفر کے لئے روانہ ہوئے تھے تو ہم اپنے باواؒ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھنے گئے تھے. جہاں پر ایک بزرگ ملے تھے جو باوا سے باقاعدہ باتیں کر رہے تھے......انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ باوا کہہ رہے ہیں کہ ہماری اور غوثیہ کی ملاقات ضرور ہو گی......جہاز میں بیٹھتے ہی ان بزرگ کا خیال آ گیا......اور ذہن طرح طرح کے تانے بانے بننے لگا......خیر تھوڑی ہی دیر میں ہم حجاز مقدس پہنچ گئے......کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو کر حرم شریف میں داخل ہوئے......ہوٹل میں سامان رکھ کر عمرہ کے لئے روانہ ہو گئے......تہجد کے وقت عمرہ ادا کیا......نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ سوچا کہ ایک طواف اور کر لیا جائے......طواف کے دوران معلوم ہوا کہ جیسے میرے ساتھ باوا بھی طواف کر رہے ہیں. گھور گھور کر چاروں طرف دیکھتی رہی مگر کوئی نہ تھا......سات چکر پورے کرنے کے بعد آب زم زم کے مقام پر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک خدام ہلکے آسمانی کپڑے پہنے ایک کرسی کو لئے چلا آ رہا ہے جس پر کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں......وہ ذرا قریب آیا تو دیکھا کہ کرسی پر باوا بیٹھے ہیں ہاتھ میں اسی طرح چھڑی لئے سفید براق لباس پہنے کچھ پڑھ رہے ہیں. میں خدام کے پیچھے دوڑی اور چیختی رہی......ابا ابو......ابا ابو میں پیچھے پیچھے بھاگتی رہی اور خدام مسکراتا رہا میں دوڑ کر کرسی پکڑنا چاہتی تھی کہ باوا کے ہاتھ چوم لوں کہ پیچھے نہیں بھاگتے......میں

حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے حرم شریف سے باہر نکلی تو لیاقت منتظر تھے ناشتہ کیا اور لیاقت کو سارا حال سنایا...... کہنے لگے اچھا ہوا تم واپس آ گئیں آئندہ خیال رکھنا...... یہ خدا کا گھر ہے یہاں ہر وہ ہوتا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے...... کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن ایک آگ سی تھی جو دل میں لگی ہوئی تھی کہ کاش باوا مجھ سے باتیں کریں...... ظہر کی نماز کے بعد پھر حرم شریف گئی...... طواف ادا کرنے کے بعد اس لکیر پر بیٹھ گئی جہاں سے طواف شروع ہوتا ہے...... اور رو رو کے دعا مانگی اے اللہ میاں میرے باوا کو ایک بار پھر دکھا دے دعا مانگ کر نگاہ جو اٹھائی باوا سامنے ہی بالکل میرے قریب چھڑی سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں بدن میں ایک جھرجھری سی آ گئی...... کچھ بولنا چاہتی تھی بول نہیں سکی بس اتنا دیکھا کہ باوا کھڑے مسکرا رہے ہیں...... دل بھر کر باوا کو دیکھا روتی رہی بول نہیں سکتی تھی لیکن باوا نے جو کہا وہ سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ وہ کوئی عام زبان نہیں تھی...... کچھ عربی سے ملتی جلتی زبان تھی...... کافی دیر تک اسی حالت میں رہی جب اچھی طرح باوا کا دیدار کر چکی تو جیسے سکتہ کی کیفیت ٹوٹ گئی...... پھر وہی میں تھی...... اور میری حیرانیاں...... سفر نامہ کو مختصر کرتے ہوئے اتنا لکھوں گی کہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد جب ہم کراچی واپس آئے تو اسی ہفتہ لیاقت صاحب کو حیدرآباد کسی کام سے جانا تھا...... حیدرآباد کا نام آتے ہی ہمیں وہ بزرگ یاد آ گئے ہم نے بھی حیدرآباد جانے کا پروگرام بنایا...... حیدرآباد جا کر سب سے پہلے ہم وہاب شاہ کی درگاہ پر گئے...... ایک ایک شخص کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہے کہ شاید وہی بزرگ ہمیں مل جائیں جو قبرستان میں ملے تھے اور انہوں نے اپنا نام وہاب بتایا تھا...... وہاب صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھتے وقت بھی ہماری نگاہیں ان بزرگ کو تلاش کر رہی تھیں لیکن ان کا تو نام و نشان تک نہ تھا...... خیر ہم مایوس واپس آئے لیکن راستے میں جب بات سمجھ میں آ گئی تو اپنی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہا...... ارے ان بزرگ نے بھی اپنا نام وہاب بتایا تھا امید ہے کہ قارئین بھی سمجھ گئے ہوں گے...... بعض اوقات انسان کے ساتھ ایسے واقعات پیش آتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل بھی حیران رہ جاتی ہے...... واللہ اعلم بالصواب

نہ جانے کس روپ میں خدا مل جائے......

....

دل کا شاید غبار چھٹے

ایک قاعدہ لکھنے کی کوشش

جمہوریت کے نئے معنی

الف سے انار بے سے بلی پڑھتے پڑھتے بوڑھے ہو گئے...... دنیا بدل گئی حتیٰ کہ کورس کی وہ کتابیں جب بچے پڑھتے ہیں تو سر دھننے کو دل چاہتا ہے...... خاص طور پر تاریخ اور جغرافیہ کی کتابیں ان میں ایسے ایسے انکشافات ہوئے ہیں کہ عقل حیران ہے...... یا تو ہم جاہل ہیں...... یا لکھنے والے انتہا کی بھی حد پھلانگ کر قابل ترین ہیں...... یہی سوچ کر ہم نے بھی ایک قاعدہ لکھا ہے جو معصوم بچوں کے پڑھنے کے لئے نہیں ہے...... یہ قاعدہ صرف سمجھدار بچوں کے لئے ہے...... الف سے...... اسلم بیگ، الطاف حسین، آصف زرداری، امریکہ، آئینہ، آزادی، آبادی، الیکشن وغیرہ اگر ہم ہر حرف کی تشریح کرتے چلیں تو پڑھنے میں زیادہ آسانی ہوگی...... پہلے ہم اسلم بیگ کو جنرل ضیاء کے سامنے رکھ کر آئینہ دیکھاتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جمہوریت کا قاتل کون ہے....؟ اور جمہوریت کے قتل کرنے والے کا قاتل کون ہے....؟ یہ معمہ ابھی تک حل طلب ہے...... متعدد کمیشن بیٹھے...... مگر یہ عقدہ حل نہ ہو سکا...... ابھی تک بڑے بڑے دانشور اس عقدہ کو حل کرنے میں مصروف ہیں...... عقدہ حل کرنے میں اتنی دیر ہوئی کی اسلم بیگ صاحب نے اپنی ایک الگ سیاسی پناہ گاہ بھی بنالی ہے...... اور جس کے باقاعدہ اجلاس بھی ہوتے ہیں...... الطاف حسین اور آزادی کو آمنے سامنے رکھا تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الطاف حسین آزاد ہوتے ہوئے بھی غلام ہیں...... ان کی پوری قوم بھی یرغمال ہے.... انکے اور انکی قوم کے حقوق سلب کر لئے گئے ہیں...... وہ دیار غیر میں بیٹھ کر بھی اپنی قوم سے غافل نہیں ہیں...... انہیں ہر قسم کی آزادی دلانا چاہتے ہیں..... وہ اپنی قوم کو اپنوں میں غلامی سے آزاد کرانے کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں..... حکومت ان کیا آبادی کم کرنے کے لئے نت نئے حربے استعمال کر رہی ہے..... حتیٰ کہ مہاجر قوم کا جینا دشوار اور مرنا آسان ہو گیا

ہے......پھر ہم نے یہی آئینہ آصف زرداری کی طرف کیا تو پتہ چلا کہ موصوف سارے مقدموں میں با عزت بری ہو کر چین کی بانسری بجا رہے ہیں پہلے انہیں صرف ٹین پرسنٹ کہا جاتا تھا اب وہ ہنڈریڈ پرسنٹ کہے جاتے ہیں.....دروغ برگردن راوی ہمیں اس سے کیا مگر اپنے الطاف بھائی مقدموں سے بری نہیں ہیں ان کے کسی عزیز کی حکومت آ جائے تو وہ بھی شاید الزامات سے بری ہو جائیں.....بابر صاحب جو خود کو "سپر دہشت گرد" کہتے ہیں اس حکومت کے ایک ذمہ دار وزیر ہیں......انہوں نے بی بی کی چاپلوسی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے......وہ ماہر نگاہ شناس ہیں بی بی کی نظروں میں وہ مہاجروں کے خلاف چھپا ہوا نشتر دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں اسی لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے انہوں نے مہاجروں کے بچوں کی کھالیں کھنچوا کر ان میں بھس بھروا دیا ہے......آنکھیں نکلوا کر سری لنکا بھجوا دی ہیں اور پھر وہی آنکھیں امپورٹ کر کے عقل کے اندھوں کو لگا دی جاتی ہیں......بیان بازی سے باز نہیں آتے اپنی بیان بازی سے لوگوں کے جذبات مشتعل کرنے میں ان کا جواب نہیں ہے......ب کی تشریح تو دل چاہات ہے کرتے ہی چلے جائیں......مگر آپ زیادی سمجھدار ہیں اس لئے اتنا ہی کافی ہے.....ت سے تلوار......تخت......تختہ......تعلیم......تعظیم......تاج......تیر ہم نے پ کا لفظ جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے......کیونکہ "پ" سے پیپلز پارٹی بدنام ہو جائے گی اور ہم سب کا پردہ رکھتے ہیں کسی کو بدنام کرنا ہماری فطرت کے خلاف ہے......ہاں ت سے تلوار پہلے پہل پیپلز پارٹی کا انتخابی نشان تھا......بڑے بڑے آپریشن سرجری آلات کے بجائے تلوار ہی سے کیئے جاتے تھے......حتیٰ کہ بڑے بڑے زخموں کا علاج بھی تلوار کی نوک سے کر دیا جاتا تھا......لیکن اب اس پارٹی کا نشان "تیر" ہے.اب تیروں کی زد میں ہر وہ شخص ہے جو تخت کا مخالف ہے......اور تخت کی مخالفت کرنے والوں کے نصیب میں تختہ ہی لکھا ہے......کیونکہ تعلیمی حالت ابتر ہے.جب بغیر پڑھے لکھے ہی تعلیم ڈگریاں مل جاتی ہیں تو پھر کس کی تعظیم اور کس کا تقدس......تاج پہن کر تخت پر بیٹھنے کا شوق کس کو ہے یہ سب ہی جانتے ہیں.....مگر یہ شوق پورا ہوتا نظر نہیں آتا.ٹ سے ٹوپی.....اس کے علاوہ ٹ سے کوئی قابل ذکر لفظ نہیں ہے ٹوپی پر اپنے "اینٹیک" سیاستداں نوابزادہ نصر اللہ خان کا

چہرہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے........ پاکستان کی واحد اور نمایاں ٹوپی اور نمایاں سیاستدان..... جس کی جماعت کے اتنے آدمی ہیں کہ تانگہ بھی ان کے لئے بڑا ہے.......ان کے لئے بس ایک رکشہ ہی کافی ہے........ مگر سیاست کی بساط پر ان کی چودھراہٹ ہے......بے سے بزرگ ہونے کی وجہ سے بھی ان کی ت سے تعظیم کرتے ہیں حالانکہ آج کا بڑا ہی الٹا سیدھا بولتے ہیں.......ان کو ایسی کمیٹی کا چیئر مین بنادیا گیا جسکا مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا یعنی کشمیر کمیٹی کا چیئر مین.......... کراچی کے گلی کوچوں میں بہنے والے خون ان کو پانی نظر آتا ہے..... بڑھاپا ہے محترم کی نظر کمزور ہوگئی ہے........ لہذا بزرگوں سے کچھ کہنا بھی "ب" سے بے ادبی ہے.....لہذا لام سے ہم ان کا لحاظ کرتے ہیں.....امید ہے کہ قائدہ پڑھنے کے بعد وہ کچھ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں...ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ "ج" ......جیم سے جمہوریت جو تم بیزار......جان جوکھوں.........جھوٹے........جیل.......جینا مرنا.........جیسی کرنی ویسی بھرنی.......جیتا جاگتا.......جسٹس آج کل جمہوریت کے معنی ہی بدل گئے ہیں...... پہلے جمہوریت کا مطلب تھا ہر قسم کی آزادی......تحریری بھی تقریری بھی نہ آرڈیننس آتے تھے اور نہ پریس ایڈوائس آتی تھی.......عوام اپنی مرضی سے جیتے تھے اور خدا کے حکم سے مرتے تھے.....حکومت جھوٹ بولتے شرماتی تھی اگر کبھی کسی جماعت کے ورکروں نے سر اٹھایا تو صرف اتنا ہوتا تھا کہ انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا تھا اور مقدمہ چلتا تھا وہ بھی سیاسی انداز میں انتقامی جذبہ کا دور دور پتہ نہ تھا سب لوگ محبت سے رہ کر اپنی آزادی کی حفاظت کرتے تھے.......آجکل کے دور میں بھی جمہوریت ہے لیکن اس کے طور طریقے بدل گئے ہیں اس جمہوریت میں اختلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیتے جاگتے گھر موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں......جھوٹ بڑے فخر سے بولا جاتا ہے عوام جان جوکھوں میں ہے پتا نہیں کہ گھر بھی آنا نصیب ہوتا ہے یا نہیں......؟ بظاہر اسمبلیاں موجود ہیں......ان میں عوامی کام یا قانون سازی ہونے.......اسمبلی کا وہ اجلاس جو تم بیزار پر ختم ہوت ہے.....آرڈیننس کو قانونی شکل دے دی جاتی ہے. جسٹس یعنی انصاف ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتا چیف جسٹس کے فیصلے کو بھی متنازعہ بنادیا جاتا ہے......ججوں کی ہیرا پھیری.......حکومت کی مرضی پر منحصر ہے کس کی کب بدلی

ہو جائے اور کس کی کب چھٹی ہو جائے........ فیصلے اچانک ہوتے ہیں اور منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ آجکل کے جمہوری دور میں سب ہی بے بس ہیں عدلیہ بھی اپنا حکم نہیں منوا سکتی........ یہ اختیار بھی حکومت کے پاس ہے...... جس کے لئے بڑی بڑی تاویلیں پیش کی جاری ہیں........ جو ہم پڑھتے ہیں وہ آپ بھی پڑھتے ہیں آج کے لئے اتنا ہی سبق کافی ہے...... زندہ رہے تو انشاءاللہ قاعدہ کو قاعدہ لکھیں گے............

دل کا شاید غبار چھٹ جائے

....

قائداعظم بھی مہاجر نکلے

شجروں پر نہ جایئے صاحب

جائے پیدائش کا مسئلہ حل کیجیئے

اخبارات میں روزانہ ہی نئی نئی خبریں شائع ہوتی ہیں...... بعض خبریں یا بیان ایسے ہوتے ہیں کہ انسان چونک جاتا ہے...... ایسی یہ ایک خبر یا بیان ہم نے بھی پڑھا اور چونک گئے...... یہ بیان کسی معمولی آدمی کا نہیں ہے...... یہ سندھ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر غلام علی الانہ ہیں...... بڑی مقتدر شخصیت ہیں لہٰذا انہیں جھٹلانے کو بھی جی نہیں چاہتا انہوں نے فرمایا ہے کہ ''کراچی کی جس عمارت وزیر مینشن کو قائداعظم محمد علی جناح کی جائے پیدائش کہا جاتا ہے وہ عمارت ۱۸۷۹ء میں تعمیر ہوئی تھی اور قائداعظم کی پیدائش کے وقت اس عمارت کا وجود بھی نہیں تھا کیونکہ قائداعظم ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے تو پھر اس عمارت کو قائداعظم کا جنم مقام کیسے کہا جاسکتا ہے ایک خصوصی انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ قائداعظم کا خاندان جھرک میں آباد تھا اس لئے قائداعظم کی پیدائش بھی جھرک میں ہوئی اور قائداعظم کی پیدائش کے بعد یہ خاندان کراچی چلا آیا تھا'' ...... یہ پڑھ کر ہم بھی چونک گئے...... کیونکہ اب تک یہی پڑھتے چلے آرہے تھے کہ قائداعظم کراچی کے ایک محلے کھارادر کی ایک عمارت وزیر مینشن میں پیدا ہوئے تھے...... اور اسی حکومت پاکستان نے اس عمارت کو تاریخی عمارت قرار دیا...... قائد اعظم کی وفات پا جانے کے بعد بھی محترمہ فاطمہ جناح کافی عرصہ حیات رہیں پھر ان کی دوسری بہن محترمہ شیریں جناح بھی حیات لائیں لیکن ان دونوں بہنوں نے اس چیز کو کبھی بھی نہیں اٹھایا اور نہ ہی قائداعظم کی کراچی کی پیدائش پر اعتراض کیا...... یہی سوچ کر ہم نے ایک کتاب نکالی...... جس کا نام ہے ''جناح'' یہ انگریزی کی کتاب ہے اور اس کے مصنف ہیں ہیکٹر بولیتھو اور مزے کی بات یہ ہے کہ کتاب ہیکٹر بولیتھو نے خود نہیں لکھی بلکہ یہ کتاب حکومت پاکستان کی درخواست پر لکھی گئی تھی اور یہ کہ کتاب لکھنے سے پہلے کئی سال تک ''قائداعظم'' پر تحقیق کی گئی اس کتاب کی تیاری کے لئے جو کمیٹی بنائی

گئی تھی اس میں کرنل مجید ملک بھی شامل تھے جو اس وقت پرنسپل انفارمیشن افسر تھے..... کتاب کے صفحہ نمبر ۳ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قائداعظم کے والدین ہجرت کر کے کراچی آئے تھے..... یہ تحقیق کرنے کے لئے ان افراد نے متعدد دورے، ہندوستان، انگلستان اور کراچی کے لئے تا کہ اصل حقائق عوام کے سامنے پیش کر سکیں انہوں نے اس کتاب میں چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے..... قائداعظم کے والدین ہندوستان کے علاقے کاٹھیاواڑ سے کراچی آئے تھے..... کتاب کے مصنف کے مطابق قائداعظم پاکستان کی سرزمین کراچی میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش کے وقت کراچی ہندوستان کا حصہ تھا..... کتاب کو وہ حصہ جس میں قائداعظم کے والدین کی ہجرت کا ذکر ہے..... ہم ترجمہ کئے بغیر جوں کا توں نقل کرتے ہیں.....

THE MAP OF THE WEST EAST OF INDIA SHOWS KATHIWAR PENNISULA BETWEEN THE GULF OF CUTCH AND COMBAY, THRUST IN TO THE ARABIAN SEA LIKE A CHALLENGING FIRST, THIS WAS THE NATIVE LAND OF THE PARENTS OF MOHAMMAED ALI JINNAH WHO FOUGHT FOR , AND CREATED THE MUSLIM STATE OF PAKISTAN LONG BEFORE JINNAH WAS BRON, HIS PARENTS MIGRATED TO THE FISHING PART OF KARACHI ..

مصنف نے صاف لکھا ہے کہ ہندوستان کی مغربی ساحلی علاقے کا نقشہ کچھ اور کامبی کے درمیان جزیرہ نما کاٹھیاواڑ کو دیکھاتا ہے یہ پاکستان کے خالق قائداعظم محمد علی جناح کے والدین کا آبائی علاقہ ہے جنہوں نے جدوجہد کی اور اسلامی ریاست پاکستان قائم کی..... قائداعظم کی پیدائش سے کافی عرصہ پہلے ہجرت کر کے کراچی آگئے تھے .... بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے بچوں کے والدین بھی

ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آگئے تھے......اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قائداعظم بھی مہاجروں کے فرزند تھے.....ہمارے لئے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ پاکستان کے بانی حضرت قائد اعظم کے والدین بھی ہجرت کرنے والوں میں شامل ہیں.....اس کتاب کی اشاعت کے بعد ...حکومت نے ایک اور کمیٹی بنائی کہ دوبارہ تحقیق کرے.....اس کمیٹی میں سندھ سے تعلق رکھنے والے پیار علی الانا کے والد غلام علی الانا بھی شامل تھے......ان کی کتاب تلاش کر رہی ہوں........جیسے ہی پڑھنے کے بعد کچھ معلوم ہوگا وہ بھی لکھوں گی......قائداعظم کی ذات کو مشتبہ بنانے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے......یہ بات عقل مندوں کے لئے ایک اشارہ ہے. اتنے سال گزر جانے کے بعد یہ شوشہ کیوں چھوڑا گیا ہے اور اس کے پیچھے کون سے مقاصد ہیں......؟ کیا مزار قائد کی جگہ بھی پلازہ تعمیر کرنے کا پروگرام ہے.....شاید یہ بات اندرونی طور پر ان کو بہت ناگوار گزرتی ہے کہ قائداعظم نے پاکستان بنا کر اچھا نہیں کیا ہزاروں لوگوں کو قربان کر دیا لیکن بظاہر زبان سے "قائد عوام بجائے قائد اعظم کا کلمہ پڑھتی نظر آتی ہیں......یہی تو اس حکومت کا کمال ہے بغل میں چھری منہ پہ رام رام......اگر یہ بات ہے تو بھٹو مرحوم کا تعلق بھی جوناگڑھ سے تھا ان کے دادا سر شاہنواز بھٹو مرحوم بھی جوناگڑھ کی ریاست میں (جواب ہندوستان کا حصہ ہے) دیوان تھے......لہٰذا ان کی بھی ہجرت ثابت ہوتی ہے.......اگر ہم شجروں پر گئے تو بڑی گڑبڑ ہو جائے گی......ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ قائداعظم کی ذات کو متنازعہ نہ بنایا جائے. وہ کہیں بھی پیدا ہوئے ہوں مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں انہوں نے رات دن کام کر کے ہمیں انگریزوں کی غلامی سے نکال کر ایک الگ وطن دیا.........جمہوریت کے اصول سکھائے ہم کو آزادی بھی قائداعظم کی وجہ سے نصیب ہوئی......لکھنے کی، پڑھنے اور بولنے کی آزادی.......اب جبکہ ہماری ہی حکومت نے ہم سب کو یرغمال بنا کر ہماری آزادی سلب کر لی ہے قائداعظم کی پیروی کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا.......ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ قائد کہیں بھی پیدا ہو قائد ہی رہتا ہے.......آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائے جس میں ملک کی جید شخصیتوں کو رکھا جائے تاکہ وہ

قائداعظم پر لکھی گئے کتابوں پر تحقیق کرکے اصل حقائق قوم کے سامنے لائیں اب تک جتنی کتابیں ہمارے بچوں نے اپنے اسکول کو کورس میں پڑھی ہیں کیا سب غلط ہیں...... یہ بھی ایک جواب طلب مسئلہ ہے۔ امید ہے کہ ہماری ان گزارشات پر حکومت کوئی ٹھوس قدم اٹھائے گی......

....

جب ہم بیمار ہوئے

اغوا کی کوشش ناکام

ایک ایک قطرہ کا حساب

لوگ کہتے ہیں کہ ہم بیمار ہو گئے تھے.....ارے اس عمر میں بھی کیا وہی جوان بنے رہیں گے.....سب سے بڑی بیماری تو بڑھاپا ہے.......ویسے بھی بڑھاپا.....بڑا آپا کہلاتا ہے.....انسان اپنے آپے ہی میں نہیں رہتا......کبھی بھول چوک کی بیماری لگی تو کبھی بتیسی جھڑ گئی.....آنکھوں کا نور کم ہوا تو ہڈیاں چٹاخ پٹاخ بول اٹھیں.......دل جوانی میں کونسا قابو میں رہتا ہے جو بڑھاپے میں قابو آئے گا.....کبھی کسی بات پر مچلا تو کبھی ایسا اینٹھا کر تو بہ آئے گا.....جانے کے بھی بہانے ہوتے ہیں.....جسم میں ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہے کب تک اوور ہالنگ (OVER HALING) کراتے رہیں گے آخر ایک دن سارے کل پرزے ڈھیلے پڑ جائیں گے....اور ہماری تو وہی مثل ہے کہ مردے کی ہڈیاں قبر میں گلتی ہیں لیکن ہماری ہڈیاں تو ہمارے جسم ہی میں گل سڑ کر اپنا حساب بے باق کئے دے رہی ہیں.....ڈاکٹر صاحبان پوچھتے ہیں.....کیا دکھ ہے.....؟ ہم یہی کہتے ہیں کہ دکھ تو یہ ہے کہ کوئی دکھ نہیں ہے.....سب عمر کے تقاضے ہیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں. اللہ کا شکر ہے کہ اس عمر میں بھی سارے اعضا سلامت ہیں...پھر ہر وقت کا شکوہ.......رونا گانا اللہ کو بھی پسند نہیں ہے.......دنیا میں سدا رہنے کو تو کوئی بھی نہیں آیا ایک نہ ایک دن تو سبھی کو جانا ہے.....وقت سے پہلے نہ کوئی مر سکتا ہے اور نہ ایک لمحہ کے لئے جی سکتا ہے....پھر کسی بات کی فکر........؟ ہمارے پیچھے کیا ہوگا......؟ یہ ہم جانتے ہیں. اگر آپ بھی ہماری طرح سوچیں تو آپ کو بھی اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی.....ہم نے بہت سوچا کہ ہمارے مرنے کے بعد کیا ہوگا.....؟ کون کون روئے گا.....؟ کون برا بھلا کہے گا......؟ کون ہمارے لئے قصیدے اور نوحے لکھے گا.......؟ معلوم ہوا کہ یہ سب کتابی باتیں ہیں.....کوئی کسی کے لئے نہیں روتا.....یہ کوئی جوگ لیتا ہے.....اپنی اپنی دنیا میں سب مست.....اب مردہ جانے اور اس کے

اعمال......عزیز و اقارب اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ نتیجہ......چالیسواں کر کے اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں اور اچھے سے اچھے کھانے پکوائیں تا کہ لوگوں میں واہ واہ ہو کہ دیکھو کتنا عظیم شوہر ہے......سوئم پر لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا صاحب......! کیا کہتے ہیں کیا اچھا انتظام تھا......لو بھئی" شاندار انتظام کر کے میں صاحب پارسا بن گئے اور پھر شوہر سے مجنون بھی بن گئے......اولاد کیلئے ماں باپ کیا کچھ نہیں کرتے لیکن جب اماں مر جاتی ہیں تو وہ بھی معصوم صورت بنا کر پرسا لینے والوں کی قطار میں بیٹھ جاتے ہیں اور بظاہر حسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہتے ہیں کہ "ہماری اماں مر گئیں.........". اس وقت شاید اماں میں دو چار خوبیاں نظر آ جائیں تو آ جائیں ورنہ کہاں خوبیاں......اور کہاں اماں......؟ کوئی کیس کے لئے نہیں روتا سب وقتی باتیں ہیں اس لئے ان وقتی باتوں کے لئے انسان اپنے اعمال کیوں خراب کرے اپنے بھی پرائے اور بیگانے ہو جاتے ہیں.........مشکل سے آدھ گھنٹہ رونا پیٹنا چلتا ہے یا اس وقت تک جب تک مردہ گھر سے نکل نہیں جاتے......پھر وہی کھانا پینا اور لعن طعن ایک طرف سے آواز آئے گی"......اچھا ہوا چلتے ہاتھ پاؤں مر گئی......نگوڑ ماری کی کوئی بیٹی بھی نہ تھی جو سمیٹ لیتی......دوسری طرف سے آواز آئے گی......ارے مرتو گئی اللہ اس کی روح نہ شرمائے بڑی بے ڈھنگی عورت تھی.........رات کو جو کپڑے پہنتی تھی وہی پہنے پہنے شادی بیاہ تک میں چلی جاتی تھی حکومت کے کسی ایوان سے صدا آئے گی......اچھا ہوا مر گئی......کم بخت کی نہ زبان قابو میں تھی اور نہ قلم......اجمل دہلوی صاحب کہیں گے اسکا لکھا نہ چھاپو تو لڑتی تھی یہ تو خیر ہوئی کہ اپنی موت مری ورنہ اس کا بھی پولیس مقابلہ ہو جاتا یہ تو حد سے بڑھ گئی تھی.........اوقات بھول چکی تھی......اس کا تو مرنا ہی اچھا ہے......کوئی انگلی نچا کر کہے گی.........اللہ نے سب کچھ دیا تھا لیکن کانوں میں جو بالیاں پیدائش پر پہنی تھیں وہ تختہ پر اتریں......ایسی بھی کیا کنجوسی......کنجوس کہیں کی......ہاں ایک بات تھی جو بھی اس کے گھر جاتا چائے پیئے بغیر نہیں جانے دیتی تھی......سسرال والوں کی ٹولی کونے میں بیٹھی الگ کھسر پھسر کر رہی ہوگی......ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمیں پڑھ کر کوئی نہیں بخشے گا......! کیونکہ ہم کسی کو پڑھ کر نہیں

بخشتے........ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم مرنے پر نہیں جاتے........ہم کسی کی خوشیوں میں شریک ہوں نہ ہوں لیکن دکھ اور تکلیف میں ضرور جاتے ہیں........قرآن خوانی میں تو ہم ضرور جاتے ہیں اور ایک یا دو سپارے بھی پڑھتے ہیں......اب آپ سے کیا چھپائیں پڑھنے کا ثواب اس میت کی روح کو نہیں پہنچاتے جس کے لئے ہم آئے ہیں بلکہ اس کا ثواب اپنے ماں باپ کی ارواح کو پہنچا دیتے ہیں یہ عادت ہماری فطرت بن چکی ہے........پھر کسی سے کس بات کا گلہ........؟ رہ گئے نجن بھائی اس پر ہیں علامہ عباس حیدر عابدی (مرحوم) یاد آجاتے ہیں انہوں نے ہم کو منہ بولی بہن بنایا تھا اور لکھ کر بھی دیا ہے کہ اگر کائنات میں میری کوئی بہن ہے تو محمودہ بہن ہے......ان کا لکھا ہوا اب تک محفوظ ہے......جب میں ان سے کہتی تھی کی علامہ بھائی میرے مرنے کے بعد کیا ہوگا........؟ تو بڑے پیار سے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہتے تھے کہ......ارے جنازہ تو بہنوں سے سجتا ہے ا ر بہن آپ مرگئیں تو میرا جنازہ کون سجائے گا اللہ آپ کو سلامت رکھے........ہم نے عملی طور پر بھی یکھا ہے انہیں سوچوں میں گم گھر آئے اخبارات کا مطالعہ کیا......معلوم ہوا اب کچھ اسی طرح ہے کوئی ''کرامت'' ظاہر نہیں ہوئی........رب العزت کی بارگاہ میں دعائیں بھی تہی داماں ہوگئی ہیں........بات کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے......اسمبلی کے ارکان بھی اغوا ہونے لگے ہیں اسی خوف کے پیش نظر تین ارکان اسمبلی نے چیف جسٹس کے نام ایک تحریری درخواست دی ہے کہ وہ حق پرست ارکان اسمبلی قمر منصور اور وسیم اختر کی زندگی سخت خطرے میں ہے انہیں تحفظ فراہم کیا جائے اس کے علاوہ حکومت نے جو گھناؤنا ہتھکنڈہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اس پر سخت تشویش کا اظہار ہے صغیر انصاری، ہارون صدیقی، ایس ایم محی الدین اور وسیم اختر کے ساتھ ظلم وتشدد کی انتہا کردی ہے جیل کے افسران نے دھکے دیے کر انہیں سرکاری گاڑی میں بٹھانے کی کوشش کی جس پر ان رہنماؤں نے سخت احتجاج کیا تو انہیں جواب دیا کہ ہمیں نصیر اللہ بابر اور سندھ کے وزیر صحت شمیم احمد نے حکم دیا ہے کہ انہیں جیل سے نکال کر باہر لایا جائے اس پر تینوں ارکان اسمبلی نے انکار کردیا کہ تم ہمیں باہر لے جا کر جعلی پولیس مقابلہ دکھا کر مار ڈالو گے......اس بات پر افسران گھبرا گئے اور کسی وہی شخصیت سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور پھر......ان

ارکان اسمبلی کو ان کے بیرکوں میں واپس بھیج دی..... ظلم کی یہ نئی داستان..... کسی کے اشارے پر رقم ہوئی........ یہی نہیں بلکہ اس واقعہ کے بعد شمیم احمد ان لوگوں کے پاس گئے اور کہا کہ چلو تمھاری ملاقات نصیر اللہ بابر سے کرائی جائے گی........ اس پر ان لوگوں نے سخت احتجاج کیا اور شمیم احمد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا..... ان سب حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے چیف جسٹس سے اپیل کی گئی ہے..... افسوس تو اس بات کا ہے ہمارے ملک کو تو عدلیہ بھی پابند سلاسل ہے........ کتنے چیف جسٹس ہیں جو حکومت کا کہنا ماننے کی سزا بھگت رہے ہیں........ حقوق انسانی کی علمبردار تنظیموں کو اس چیز کا بھی نوٹس لینا چاہئے..... ہم اپنے کالموں میں حکومت کے متعصبانہ اور غیر اخلاقی غیر جمہوری پہلوؤں کو ہمیشہ اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں منتخب حکومت کے منتخب نمائندوں کے ساتھ یہ چنگیزی سلوک عوام ہرگز برداشت نہیں کریں گے اور انشاء اللہ ایک دن وہ آئے گا اس حکومت کو عوام کے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب دینا ہوگا. خواہ وہ خون کسی بھی ذرائع سے نچوڑا گیا ہو........ ہمارا اب بھی یہی مشورہ ہے کہ حکومت کے ارکان "بت پرستی" چھوڑ کر صرف اور صرف خدائے ذوالجلال کے انتقام کو سامنے رکھیں......

....

شاہ صاحب سے بے خوف وخطر باتیں
جو اپنے ملک کی بات کرتے ہیں
سندھ کی زمین اندھے کی ریوڑی نہیں

دل چاہتا ہے کہ آج شاہ صاحب سے بلاخوف وخطر کچھ باتیں کریں کیونکہ یہ ہمارے ہی ملک کے باسی ہیں کہیں دور پرے کے بھی نہیں...... کراچی میں رہتے ہیں اس لئے ہمارے ہی ملک میں رہتے ہیں یہ اصطلاح ہم نے اس لئے استعمال کی ہے کہ جتنے بھی پٹھان، کشمیری، سواتی وغیرہ جو بھی ملازمین گھروں میں کام کرے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ بیگم صاحب چھٹی دے دیجیئے ہم اپنے ملک جارہے ہیں ان لوگوں میں چاہے کوئی پڑھا لکھا ہو...... یا پڑھا لکھا نہ ہو...... مگر سب کا طرز گفتگو ایک جیسا ہی ہے...... اس لئے ہم نے "اپنے ملک" کا استعمال کیا ہے...... ہاں...... تو ہم کہہ رہے تھے کہ شاہ صاحب سے کچھ روبرو گفتگو ہو جائے یہ تو خیر بولتے ہی رہتے ہیں بالکل "مٹھو" کی طرح آج ہمارا دل چاہ رہا ہے کہ ہم بھی گنبد کے نیچے کھڑے ہو کر بولیں سوائے ہمارے اور شاہ صاحب کے ہماری گفتگو کوئی اور نہ سنے.. شاہ صاحب نے آج سے سال بھر پہلے ایک بیان دیا تھا کہ اب ہمارے عوام کو پینے کا صاف پانی ملے گا...... ہر چیز کی بہتات ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہی تھی کہ انصاف غریبوں کے دروازے پر خود پہنچے گا...... اب ہم کیا کہیں......؟ جب عدالتیں ختم ہوتے جارہی ہیں اسی طرح آپ کی باتیں ہی عالم بالا کو سدھار گئی ہیں اور آپ منہ دیکھتے رہ گئے...... اور پھر بہت سے وعدے آپ نے ہمارے ملک کے لئے کئے تھے...... خیر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا...... وعدے ہمیشہ وعدے ہی رہتے ہیں اس کا ہمیں کیا ہماری پوری قوم کو یقین ہے اب آپ پھر بولے اور ایسی بے تکی بولے ہیں کہ...... بس ہم کیا کہیں وہ تو اللہ اخبار والوں کا بھلا کرے کہ انہوں نے آپ کے بیان کو فٹ بال سمجھ کر اچھالا نہیں ورنہ بڑی لے دے ہوتی اور بیانات کے انبار لگ جاتے...... شاہ صاحب فرماتے ہیں...... "وزیر اعلیٰ سید عبداللہ شاہ کے حکم پر دوبئی کے ایک حکمراں خاندان کے ایک رکن کو ایک ہزار

ایکڑ اراضی تحفے میں دی گئی ہے..... یہ اراضی کوہستان کے علاقے تاپو جام میں واقع ہے. سندھ لینڈ یوٹیلائزیشن ڈپارٹمنٹ کے ایک افسر علی شیر شیخ کے دستخط سے یہ اراضی شیخ راشد بن خلیفہ المکتوم کو الاٹ کی گئی ہے اس اراضی کے لئے کوئی قیمت بھی وصول نہیں کی گئی ہے متعلقہ حکم نے اس اراضی کا قبضہ شیخ کے ایک نمائندے سید نجم الحسن کے حوالے کر دیا... یہ تھی ایک خبر جو بظاہر بہت اہم خبر ہے لیکن ہماری خبر سکڑ کر چھوٹی ہوگئی ہے.....خوف سے اتنی چھوٹی ہوگئی ہے کہ ایک ہزار ایکڑ زمین پر بالکل بچھو کی طرح سکڑ گئی ہے........اس بیان کی روشنی میں پوری قوم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ آپ اور آپ کی بی بی.....ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کب تک بیچتے رہیں گے.........یہ ملک خداوند کریم کا عطیہ ہے.....آپ کو نہ تو خدا کا خوف ہے اور نہ اس کی بے آواز لاٹھی کا ڈر......گوادر بک گیا.....تھر کا علاقہ بھی تقریباً بک ہی چکا ہے پورٹ پر امریکی جہاز چہل قدمی کرتے نظر آتے ہیں........اور اب سندھ شیخوں کے ہاتھوں بے پیسہ بے کوڑی تحفہ میں دیا جا رہا ہے.....آخر آپ لوگو کے ارادے کیا ہیں..... پوری قوم چیخ رہی ہے لیکن حکومت بہری ہوگئی ہے انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں.....لاشوں پر لاشیں گرائی جا رہی ہیں لیکن حکومت اندھی ہے......بیرونی ذرائع ابلاغ کھل کھل کر بربریت کے افسانے دہرا رہے ہیں......تمہیں پڑھنا ہی نہیں آتا لکھے جاؤ......بکواس کیے جاؤ......ہمیں تو جو کرنا ہے کریں گے شاہ صاحب آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے......یا کس کے اشارے پر آپ نے زمینیں تحفہ میں بانٹنا شروع کر دی ہیں ہم اگر صوبے کی بھی بات کرتے ہیں تو غدار کہلاتے ہیں ہم کون سا جرم کر رہے ہیں یہی نا کہ ہمارے لوگوں کو نوکریوں میں حصہ دو ہمیں تمام وہ سہولتیں ملنا چاہئیں جو ایک شہری کا حق ہے آپ نے ہمارے سارے حقوق بحق سرکار ضبط کر لئے ہیں لیکن ہمارے ہی خون سے سینچی ہوئی زمین آپ لوگوں میں ریوڑیوں کی طرح بانٹ رہے ہیں.....اگر محمودہ سلطانہ آپ سے اپنے لئے یا اپنے خاندان کے کسی فرد کے لئے ۸۰ گز کا پلاٹ بھی مانگنے جائے جو جائز ہے....... پلاٹ دینا تو درکنار آپ ملنے ہی کا وقت نہیں دیں گے.....کیونکہ ہم پچھلے کالموں میں لکھ چکے ہیں کہ جب بھی ہم نے شاہ صاحب سے ملنے کی کوشش کی تو ہم کو یہی جواب ملا کہ شاہ

صاحب آپ کے نام پر غور ہی نہیں کرتے جیسی لسٹ ہم بنا کر بھیجتے ہیں آپ کے نام پر بغیر نشان لگے ویسے ہی واپس آجاتی ہے..... نہ معلوم شاہ صاحب ہم سے کیوں کتراتے ہیں..... اس لئے ہم مہاجر ہی نہیں بنت مہاجر بھی ہیں...... زبان دراز بھی ہیں...... تلاشی لے لو جو بھی ہمارے پاس سے ٹی۔ پی پی برآمد ہو جائے ہاں ہمارے پاس قلم ضرور رہتا ہے جس کی کاٹ سے کوئی نہیں بچ سکتا..... شاہ صاحب اپنوں سے بے اعتنائی اور غیروں سے شناسائی یہ اچھی بات نہیں ہے..... اب بھی وقت ہے سدھر جایئے نا معلوم کل کیا ہو جائے...... آپ سے پیار کرنے والا وقت کب آپ سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لے..... رہ گئے ہم تو ہر وقت ہی وقت کا سامنا کرتے رہتے ہیں..... پوری پاکستانی قوم کو آپ نے مار مار کر بے دم کر دیا ہے..... اتنے بڑے بڑے کارنامے ملک اور قوم کے خلاف ہو رہے ہیں پر کسی میں بولنے کا دم نہیں ہے..... انسان سے لے کر حیوان تک پر لرزہ طاری ہے...... خوف و دہشت کی ایسی مثال دنیا کے کسی کونے میں نہیں ملے گی..... اب بھی وقت ہے کہ قوم ہوش کے ساتھ جوش بھی دکھائے...... یہ بڑا غور طلب پہلو ہے کہ اگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پورا پاکستان تحفہ میں دے دیا جائے تو پھر کون پاکستانی رہے گا......... سب ہی ایرانی..... تورانی اور افغانی بن جائیں گے پاکستانی کہلانے کا حق اس وقت ہوگا جب پاکستان سلامت رہے۔ نظریہ پاکستان سے انحراف پاکستان کے مترادف ہے..... یہ مذاق کا وقت نہیں ہے..... قوم پر بڑا کڑا وقت آپہنچا ہے...... لہٰذا اس حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان ہونا چاہئے جو علماء اکرام کے فرائض میں داخل ہے...... ہم نے تو حکومت کے خلاف طبل جنگ بجا دیا ہے..... اب قوم کے کیا ارادے ہیں.....؟ اللہ جانے ہمارے دل سے تو یہی دعا نکلے گی اللہ پاکستان کو قائم رکھے اور دشمنوں سے اس ملک کو بچائے (آمین)

....

چور نہیں مل رہا ہے

کوئی گھوڑا لاؤ

ان کے لمبے ہاتھ

بچپن میں ہم ایک کھیل بڑے شوق سے کھیلتے تھے ہم کیا سارے ہی بچے اس کھیل کے دیوانے تھے اور آج بھی جن کے گھروں میں بڑے صحن ہیں بچے یہی کھیل کھیلتے ہیں آنکھ مچولی بس آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک بچے کو چھوڑ دیا جاتا تھا کہ جاؤ چور تلاش کرو......اور وہ بچہ کھل کھلا کر ٹٹول ٹٹول کر دوسرے بچے کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اندھیر نگری چوپٹ راج کی طرح جو بھی بچہ ہاتھ آجاتا ہے وہی چور کہلاتا ہے......یہ کھیل ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اصل چور کون ہے اور اصلی قاتل کون ہے......؟ آج کل بھی کچھ اسی طرح آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر چوروں کو تلاش کیا جا رہا ہے اور چور اپنے دفاع کیلئے بھاگ رہے ہیں کبھی امریکہ تو کبھی لندن اور حکومتی کارندے آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ثبوت تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں......اچھی آنکھ مچولی ہے کہ کھلی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے ہیں اور پٹیاں باندھ کر ثبوت تلاش کرتے ہیں......اب دیکھئے نا......بی بی کو معلوم ہے کہ اس طرح تو ڈھونڈنے سے بھی ثبوت نہیں ملیں گے اسی لئے وہ اسمبلی میں ساہوکاروں کی طرح دہاڑتی ہیں کہ......لاؤ آصف کے گھوڑوں کو اگر حکومت الزام لگانے میں مخلص ہے تو لاؤ وہ گھوڑے جو میوے کھاتے ہیں......دکھاؤ آصف کا اصطبل جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں لاؤ ثبوت کہ یہ گھوڑے آصف کے ہیں......بی بی چلا چلا کر اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاہتی ہیں لیکن اس بھری اسمبلی میں کوئی بھی مائی کا لال ایسا نہیں ہے جو بی بی کو منہ توڑ جواب دے سکے......کاش کہ ہم اسمبلی کے ممبر ہوتے جھوٹی بی بی کو جواب دینے کیلئے اسی وقت اسمبلی سے واک آؤٹ کر کے سیدھے آصف میاں کے گھوڑے کے پاس جاتے اور کہتے اے میوہ کھانے والے گھوڑے ہمیں بھی اپنی پیٹھ پر بیٹھنے کا شرف عطا فرما......یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار سیدھے اسمبلی پہنچتے اور کہتے کہ دیکھو یہ ہے

وہ گھوڑا جو میوے کھاتا ہے...... دیکھو یہ ہے وہ گھوڑا جو آصف میاں کے اصطبل سے یہاں تک آیا ہے...... یہ ہے وہ گھوڑا جس کے اور بھی بھائی بند اصطبل میں موجود ہیں...... یہ سب آصف میاں کی ملکیت ہیں...... اب تو ثبوت حاضر ہے...... بی بی جواب دیں...... !ملک کو دیوالیہ کس طرح کیا گیا ...... سرے محل موجود ہے...... کراچی میں ماورائے عدالت قتل بھی ہوئے ثبوت کے طور پر ہزاروں یتیم بچے اور بیوائیں موجود ہیں...... لیکن پھر بھی ثبوت چاہیے پوری قوم اور موجودہ حکومت بھی اچھی طرح واقف ہے ساری دولت کہاں گئی...... بینک کسطرح دیوالیہ ہوئے...... کس کس کو قرضے دیئے گئے...... وفاداریاں تبدیل کرنے کیلئے قوم کے بچوں کو کسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا...... کس کو کس کے حکم پر قتل کیا گیا ......؟ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ثبوت کی ضرورت ہے...... حتی کہ بی بی کا بھائی بھی اسی دہشت گردی کا شکار ہوا...... مگر ثبوت نہیں ہے...... ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ جب آنکھوں پر پٹی باندھ کر ثبوت ڈھونڈا جائے گا...... تو کہاں سے ملے گا ثبوت بی بی اپنے میاں کو بچانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں کبھی امریکہ تو کبھی لندن تو کبھی نیٹ ورک پر...... میاں صاحب جیل میں عیش کی زندگی گزار رہے ہیں کبھی اسپتال تو کبھی جیل...... بیوی کے سہارے کے ساتھ ساتھ اب تو نمائشی طور پر بیساکھیوں کا سہارا بھی لے لیا ہے...... لیکن بی بی کے ظلم وستم برداشت کی ہوئی قوم ان سب باتوں کو ایک کھیل سمجھتی ہے...... حکومت میں رہ کر اور قسم کے ظلم وستم اور باہر رہ کر دہشت گردی پھیلا کر عوام کو یا تاثر دینا چاہتی ہیں کہ دیکھو ہمارے ہوتے ہوئے تمہارا معاہدہ بھی بیکار ہے ہم جب تک زندہ ہیں یہ ہنگامے اسی طرح ہوتے رہیں گے...... کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا...... ہم حکومت میں تھے جب بھی ہمارے ہاتھ لمبے تھے اور آج ہمارے ہاتھوں کی لمبائی میں کوئی فرق نہیں آیا...... جب ہم حکومت میں تھے جب بھی نوگو ایریا تھے آج بھی نوگو ایریاز باقی ہیں...... میں ایسی ظالم عورت ہوں کہ معصوم بچوں تک کو نہیں بخشتی...... دیکھو لانڈھی میں کیسے سات معصوم بچوں کے سر دھڑ سے الگ ہو گئے میں پہلے بھی حقیقی دہشت گردوں کی سرپرستی کرتی تھی اور آج بھی وہ میرے محتاج ہیں وہ میرے چنگل سے کبھی نہیں نکل سکتے اگر حکومت میں دم ہے تو اپنے معاہدے پر عمل کر کے دکھائے...... جب ہم یہ کام کرتے

ہیں تو آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں...... ہمارے ہتھے کوئی بھی چڑھ جائے کیونکہ ہمارا اصول یہ ہے کہ اپنے مخالفوں کو اس حد تک کچل دو کہ وہ تڑپ تڑپ کر رحم کی بھیک مانگیں......!

بی بی یہ نہیں جانتیں کہ انکے اوپر بھی ایک ذات ہے جو اللہ کی ذات ہے جس کی پکڑ بہت سخت ہے......

اب تو بی بی مایوسی کے عالم میں اب ایسی باتیں کرنے لگی ہیں کہ انکی دماغی صحت پر بھی شبہ ہونے لگا ہے ...... جمہوریت کا پرچار کرنے والی بینظیر اب اس حد تک جمہوریت کی دشمن ہو گئیں ہیں کہ فوج اور ایجنسیوں کو بھی حکومت میں شامل کر کے مخلوط حکومت بنانے پر آمادہ ہیں ان کی یہ تجویز تھکے ہوئے ذہن کی نشاندہی کرتی ہے...... یہ کہہ کر انہوں نے خود یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ جمہوریت کی کتنی شیدائی ہیں فوج اور ایجنسیاں قومی سلامتی برقرار رکھنے کی ذمہ دار نہیں سیاست میں گھسیٹنا کہاں کی عقلمندی ہے بات اب اتنی بڑھ چکی ہے کہ اب تو آنکھوں سے پٹی کھولنا ہی پڑے گی تا کہ احتساب کیلئے ثبوت نظر آسکیں...... قوم اب اس آنکھ مچولی کے کھیل سے تنگ آ چکی ہے...... اب بغیر کسی کے دباؤ کے حق بات کہنے کا حکومت میں بھی حوصلہ ہونا چاہیے...... ہم جانتے ہیں کہ بے نظیر کے احتساب کو یقینی بنانے کیلئے کتنی مشکلیں ہیں...... پھر بھی قوم پر اعتماد بحال کرنے کیلئے یہ مشکل فیصلہ کرنا بے حد ضروری ہے ...... اللہ نیتوں کا جاننے والا ہے وہی حامی مددگار رہے......

....

جمہوریت نے ہمیں کیا دیا؟

احتساب کے بجائے مجرموں کا تحفظ کیا گیا

جھوٹے مقدمات اور مقابلوں کا چکر

ہم چلتوں کے ساتھ چلتے ہیں ہماری تو ادا ہی نرالی ہے...... سب کہیں گے کہ یہ آم ہے اور ہم کہیں گے نہیں یہ املی ہے اسی طرح پوری قوم (اس قوم سے ہم کو نکال کر) جمہوریت جمہوریت کا راگ الاپ رہی ہے...... لیکن ہم بذات خود جمہوریت کے تحت مخالف ہیں...... ارے بی بی جمہوریت میں رکھا ہی کیا ہے......؟ الیکشن ہوئے مارا ماری ہوئی کچھ بندے الیکشن میں کام آئے اور جو بھی پارٹی برسر اقتدار آئی انہوں نے اپنا حق ووٹ نہ دینے والوں کی ایسی درگت بنائی کہ اماں لے اور بیٹا دے...... اور ہارنے والی پارٹی کبھی یہ فیصلہ تسلیم ہی نہیں کرتی کہ فلاں پارٹی جیت گئی ہے...... پھر وہی بنیاد الزام تراشیاں روز کا معمول بن جاتی ہیں اور بات اتنی بڑھتی ہے کہ قتل وغارت گری تک نوبت جا پہنچتی ہے اور اسی لے دے میں اسمبلی ٹوٹ جاتی ہے...... نہ ملک کے لئے کوئی کام کیا اور نہ ہی عوام کا بھلا ہوا کروڑوں اربوں روپے بھی برباد...... نتیجہ کیا نکلا وہی ڈھاک کے تین پات...... پھر نگرانوں نے نگراں حکومت بنا کر کچھ ڈفلی ان سے بجوائی اور پھر بندر بانٹ کا تماشہ شروع...... وہی گھسے پٹے نعرے...... غریبوں کو بے قوف بنانے کا اس سے اچھا کونسا موقع ملے گا...... وہی پرانی شراب اور نئے پیالے...... پی لے جس بیوقف کا دل چاہے...... ٹی وی پر سب ہی پارٹیوں کے اتنے بڑے بڑے ہجوم دکھائے جا رہے ہیں کہ عقل حیران ہے کہ یہ عقل کے اندھوں کو کیا ہو گیا ہے...... ابھی چوٹ کے زخم بھی نہیں بھرے لگ گئے نعرے بازی میں...... احتساب کے بارے میں اتنا شور تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی...... آخر چیختے چیختے گلا گھٹ گیا...... کچھ نہ بن پڑی تو اتنا کہہ دیا کہ عوام خود ہی ووٹ کے ذریعے احتساب کریں گے...... ہم نہ کہتے تھے یہ سب ڈرما ہے ڈھونگ ہے...... جب مجرموں کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے تو ان کو حراست میں لے کر ان کا دفاع کیا جاتا ہے...... یہ کہاوت

بڑے لوگوں پر صادق آتی ہے جن کے سروں پر ہما بیٹھی ہوتی ہے ...... جن بیچاروں پر کوا بھی نہ ہو اور انکے آگے بھی دشمن پیچھے بھی دشمن ان کو جعلی مقابلوں میں مار دیا جاتا ہے ...... ہم نے تو ایوب خاں مرحوم کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ہی اپنے کالموں میں لکھا تھا کہ فوج کو بھی اقتدار میں حصہ ملنا چاہیے ...... آخر کو پاکستانی فوج ہے کوئی غیر ملکی تو نہیں جسے حصہ دار بناتے گھبرائیں ......

اگر ہماری بات 1960ء میں مان لی جاتی تو ملک کو ڈھیر سارے مارشل لاؤں کا سامنا نہ کرنا پڑتا ......

فوج کے اقتدار میں شامل ہونے سے ملک تو خطرات سے بچ جائیگا اور پھر کوئی غیر ملکی نگاہ اٹھانے کی جرات بھی نہیں کریگا ...... سلامتی کونسل کے بارے میں صدر فاروق لغاری صاحب نے بھی کچھ فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ سلامتی کونسل نئی حکومت کیلئے مسائل کا باعث نہیں بنے گی ...... انہوں نے یہ بھی کہا کہ لوگ مشاورت سے کیوں خوفزدہ ہیں جبکہ یہ ہمارا مذہبی اور ثقافتی کلچر بھی ہے یہ سیکورٹی کونسل کابینہ کی صلاح پر بنائی گئی ہے ...... اس کا کام صرف مشورے دینا ہے جو ملک اور قوم کے مفاد میں ہوں گے اور مستقبل کی کابینہ چاہے تو اسے ختم بھی کر سکتی ہے ...... ہم کہتے ہیں جب شہید ضیاالحق نے مشاورتی کونسل بنائی تھی تو پھر اشتعال انگیزی کیوں تھی ...... ؟ ضیا صاحب نے بھی عین اسلامی روایات کے مطابق مشاورتی کونسل بنائی تھی اور جسے مجلس شوریٰ کا نام دیا گیا تھا...... ضیاءالحق صاحب کے مشاورتی کونسل میں چنے گئے نمائندوں کا ماضی اور حال دیکھ کر چنا گیا تھا اس زمانے میں اتنا کرپشن بھی نہیں تھا ...... جمہوریت کے قائلوں نے ہی جمہوریت کیلئے شور مچانا شروع کر دیا ...... آخر الیکشن ہوئے نتیجہ کیا نکلا ...... جونیجو صاحب وزیر اعظم بنے اور وقت سے پہلے ہی اپنی چھٹی کرا بیٹھے ...... غلام اسحٰق صاحب اور بے نظیر صاحبہ آئیں انکی بھی وقت سے پہلے چھٹی ہو گئی ...... نواز شریف صاحب بھی مدت پوری کئے بغیر روانہ ہوئے ...... میں کہتی ہوں جمہوریت سے ملک اور قوم کو کیا ملا ...... ہمارا ملک بار بار الیکشن کا متحمل نہیں ہو سکتا لیکن اس ملک میں بار بار الیکشن ہوتے رہے اسمبلیاں بنتی رہیں اور ٹوٹتی رہیں قوم کا پیسہ اور وقت ضائع ہوتا رہا ...... اور ساتھ ساتھ قیمتی جانیں بھی ضائع ہوئیں جسکا کوئی افسوس نہیں ہے ...... ہمارا پیارا وطن غیروں کی نظروں میں بدنام ہوا ...... پاکستان کا نام آتے ہی لوگ

ڈر جاتے ہیں کہ یہاں تو بلا وجہ ہی پولیس مقابلہ دکھا کر آدمی کو مار دیا جاتا ہے ہمارے غیر ملکی سفارت خانے خوف کی زندگی جیتے تھے اور کچھ تو اپنے ساز و سامان کے ساتھ اسلام آباد سدھار گئے ...... اور ہم پھر بھی خوش ہیں کہ ملک میں جمہوریت تو ہے...... اس جمہوریت میں چاہے ملک کی آبرو بھی خطرے میں پڑ جائے تو کیا فرق پڑتا ہے...... جمہوریت تو ہے...... انسانی حقوق کی تنظیمیں شور مچا رہی ہیں کہ پاکستان میں عوام کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں...... کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے...... انسانی جانیں جانوروں سے بھی بدتر ہیں...... بے خوف و خطر جس ایجنسی کا دل چاہا اس کو مار دیا...... نہ خطا نہ قصور اور نہ ہی کسی قسم کا مقدمہ...... مقدمے بنانے میں کتنی دیر لگتی ہے ادھر حکومت کے خلاف سانس لی ادھر مقدمہ تیار چوری کا اغوا کا گھیراؤ جلاؤ کا حتیٰ کے قتل کے مقدمات بھی بنا دیئے جاتے ہیں ...... جواب تک موجود ہیں...... اور ان معزز لوگوں پر یہ مقدمات بنائے گئے ہیں اگر انکے نام شائع کئے جائیں تو عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے...... ہمارے نگراں وزیر اعلیٰ کو بھی سوچنے کا موقع نہ ملا کہ آخر یہ سب کیوں ہوا...... ہم بتاتے ہیں...... یہ سب جمہوریت کے کھیل ہیں...... اور جھوٹے مقدمات کے اس کھیل کا حصہ ہیں...... خدا کرے قوم کو اب بھی ہوش آ جائے اور جمہوریت کا راگ الاپنا بند کر دے ہماری مانو تو مزے میں رہو گے...... ہم ابھی جمہوریت کے معنی بھی نہیں سمجھ سکے ہیں ہمارے پڑوسی ملک میں دیکھیے جمہوریت کیسی پھل پھول رہی ہے وہاں پر اگر وزیر اعظم بھی غلطی کرتا ہے تو اس کی بھی اتنی ہی سخت پکڑ ہوتی ہے جیسے ایک عام آدمی کی ...... پہلے اتنا حوصلہ اور ہمت لاؤ کہ عدالت کا سامنا کر سکو...... پھر جمہوریت کا راگ الاپو......!

....

رحمتوں برکتوں کا مہینہ آ گیا

دنیا کی محبت کا سارا فساد

دین کو دنیا پر غالب کیا جائے

رمضان شریف بھی تشریف لے آئے اور ان کے ساتھ ہی سحری بھی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ افروز رہتی ہیں ...... مسجدیں بقعہ نور بن گئیں اور ایسی آباد ہوئیں کہ دیکھ دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ ہی آتا ہے...... جسکو جتنی بہاریں لوٹنا ہے لوٹ لے...... نیکیوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر مومنوں کے آگے ہے جس کا جتنا دل چاہے اس سمندر میں نیکیاں سمیٹ لے...... یہ مغفرت اور بخشش کا مہینہ ہے...... نا معلوم پھر یہ بہاریں لوٹنا نصیب میں ہوں یا نہ ہوں ...... یہ سب مقدر کے کھیل ہیں ...... رمضان المبارک مین دل چاہتا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد کچھ مذہبی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جائے...... یہی سوچ کر اٹھی اور ایک کتاب نکالی جس کا نام ہے مکاشفۃ القلوب...... کتاب کے مصنف امام محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور اس کتاب کے مترجم مولانا قاری عطاءاللہ صاحب ہیں...... ہم نے جیسے ہی کتاب کھولی تو دنیا کی حقیقت کے عنوان سے ایک مضمون نظر سے گزرا...... لکھا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چھ خصلتیں پائی جاتی ہیں اس کو جنت سے کوئی سروکار ہے اور نہ دوزخ سے فرار کی خواہش......

۱۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور پھر اس کی عبادت کی

۲۔ جس نے شیطان کو سمجھ لیا اور اس کی نافرمانی کی

۳۔ جس نے حق کو جان لیا اور اسکا اتباع کیا

۴۔ جس نے باطل کو معلوم کر لیا اور اس سے بچا

۵۔ جو دنیا سے آگاہ ہوا اور اسے رد کر دیا

۶۔ جس نے آخرت کو جان لیا اور اسکی طلب کی

کتنے سادہ اقوال ہیں ہمارے امیر المومنین کے اگر سب ہی کو یہ بات سمجھ میں آ جائے تو نہ ہائے ہائے نہ کل کل اور سارے فسادات خود ہی دم توڑ جائیں گے سورۃ کہف کی آیت نمبر 7-8 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے تا کہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھا عمل کرنے والا ہے اور جو چیز زمین پر ہے ہم اس کو نابود کر کے بنجر میدان کر دیں گے...... دنیا کی حقیقت کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو وہ رو رہا تھا...... میں گزر گیا مگر جب واپس آیا تو وہ تب بھی رو رہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا...... اے اللہ تعالیٰ تیرا یہ بندہ تیرے ڈر سے رو رہا ہے...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابن عمران اگر اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ اس کا دماغ بھی بہہ جائے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ مفلوج ہو کر گر جائیں تو بھی اس کو نہیں بخشوں گا اس لئے کہ یہ آدمی دنیا سے محبت کرتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے بعد تمہارے پاس دنیا آئیگی جو تمہارا ایمان اس طرح کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے...... حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور دنیا تمہارے سامنے بے وقعت ہوتی اور تم آخرت کو ترجیح دیتے پھر حضرت ابوالدردا نے ایک بات اپنی طرف سے فرمائی...... کہ جس قدر میں جانتا ہوں اگر تم وہ جانتے تو تم جنگلات میں نکل کر پناہ تلاش کرتے اپنی جانوں پر روتے اور اپنے بال بچوں کو کسی پہرے کے بغیر چھوڑ دیتے اور شدید ضرورت کے سوا انکی طرف دھیان ہی نہ دیتے مگر حالت یہ ہے کہ امید نے تمہارے دلوں سے آخرت کی باتیں غائب کر دی ہیں اور اب دنیا تم پر قابو پا چکی ہے اور تم جاہل ہو چکے ہو اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم میں سے بعض اس سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہش سے الگ نہیں ہو پاتے اور انجام کا کچھ فکر نہیں...... تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہ ہی اللہ سے محبت کرتے ہو نہ نصیحت کو قبول کرتے ہو اور تم اللہ کے دین میں بھائی بھائی ہونے کے دعویدار ہو تمہارے غلط باطن نے تمہیں طرح طرح کی خواہشات دے رکھی ہیں...... اگر تم سب مل کر نیک ہو جاؤ تو تم باہم محبت کرنے لگو......

تمہیں کیا ہو گیا کہ نہ ہی تم دنیا کے معاملے میں نصیحت پکڑتے ہو اور نہ ہی آخرت کے بارے میں نصیحت قبول کرتے ہو اور نہ ہی تم میں سے کوئی اپنے دوست کو نصیحت کرتا ہے اور نہ ہی آخرت کے معاملے میں اس کی مدد اور رہنمائی کرتا ہے یہ تو اس بات کی نشانی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کی کمزوری ہے...... جس طرح تم دنیا کی نیکی و بدی پر یقین رکھتے ہو اسی طرح تم آخرت کو ترجیح دو...... اس لئے کہ تمہارے اعمال پر یہ زیادہ حاوی ہے...... بزرگوں کے اقوال اور احادیث کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے...... تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم آج کی مکروہ دنیا میں اس قدر گم ہو کر رہ گئے ہیں کہ اپنی اور اپنے مذہب اور دین کی شناخت بھی کھو چکے ہیں...... چوری...... بے ایمانی...... قتل وغارت گری ہم پر اس قدر حاوی ہو چکی ہے کہ ہم کوئی اچھی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہیں تو اچھے اعمال تو کجا...... اس مبارک اور متبرک مہینہ میں بھی آپ اخبارات کا مطالعہ کریں تو روزانہ ہی قتل وغارت گری کی خبریں پڑھنے ملیں گی...... رمضان کے مہینے میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو بہکا نہ سکے...... بیشک اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق شیطان قید ہو چکا ہے لیکن شیطان کے بچے ابھی آزاد ہیں اور اپنی نت نئی چالوں سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اس مبارک مہینہ کا تقدس کا واسطہ دیکر کہہ رہی ہوں کہ خدا کیلئے آپ لوگوں نے دنیا تو بہت کمائی...... جھوٹ بول کر چور بازاری کر کے...... عوام کو ملاوٹ کی چیزیں کھلا کھلا کر ان کی زندگیوں سے بھی کھیلتے ہیں...... یہ شیطان کے بچے انگی باتوں سے بھی عداوت جھلکتی ہے...... یہ کسی کو بھائی ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں...... جب اس کا بھائی...... بھائی کے خون کا پیاسا ہے تو دینی بھائیوں پر جو قہر بھی نہ ٹوٹے کم ہے...... اب ایک نظر آخرت پر بھی ڈال لو...... ظلم وستم سے باز آ جاؤ کم سے کم اس مبارک مہینہ میں تو اپنے اعمال نامے کو سیاہ ہونے سے بچالو...... نہ جانے پھر عمر وفا کرے یا نہ کرے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

....

شہری سندھ کیلئے حالات نہیں بدلے
نگرانوں نے مہنگائی اور بڑھادی
پیاسے عوام کیلئے دودھ کی نہریں

ہمارا تو کچھ دماغ ہی چل گیا ہے...... جس کو برا کہنا چاہیے اسے کچھ کہتے نہیں اور جو عوام کیلئے سر سے کنواں کھودنے کو تیار ہیں۔ اس کے متعلق بدگمانیاں...... یہ کوئی اچھی بات ہے......؟ دین بھی خراب دنیا بھی خراب...... اب دیکھو نا...... اپنے وزیر اعلیٰ ممتاز بھٹو کیلئے دل کتنا بے ایمان ہے...... یہ کیا کریں گے...... یہ تو خود ہی مہاجروں کے دشمن ہیں...... کنفیڈریشن کی باتیں کرتے ہیں...... اور جب سے نگراں وزیر اعلیٰ ہوئے ہیں ایک کام بھی تو مہاجروں کی بھلائی کیلئے نہیں کیا...... وہی چھاپے...... وہی گرفتاریاں...... البتہ جعلی مقابلوں کا شور شرابہ کچھ کم ہوا ہے...... لیکن کبھی کبھی یہ واقعات بھی دہرائے دیئے جاتے ہیں...... ہزاروں بے گناہ مہاجر جیل خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے...... مہاجروں کا آدھے سے زیادہ ووٹ بینک قید خانوں کی نذر ہو گیا ہے اور کچھ بحالت خوف ووحشت نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں...... ہمارے تمام اکابرین نے صوبائی حکومت کی لاکھوں منتیں سماجتیں کیں کہ خدا کیلئے ہمارے بے گناہ کارکنوں کو چھوڑ دو اور ہمیں قومی دھارے میں شامل ہونے دو مگر کون کس کی سنتا ہے...... پالیسی وہی...... جو نگرانوں سے پہلے بنائی گئی تھی اور آج تک اس پالیسی پر عمل درآمد ہو رہا ہے...... ہمارے قیدی تو کجا سینیٹر نسرین جلیل ابھی تک وردی والوں کے پہرے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں...... پھر بھی ہم پر زور ہے کہ ہم الیکشن میں حصہ لیں اور بائیکاٹ نہ کریں...... جن جماعتوں کے پورے کے پورے ووٹرز موجود ہیں ان کے ساتھ یا ان کے کارکنوں کے ساتھ جعلی مقابلے بھی نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے...... اس کے باوجود بھی یہ جماعتیں پہلے احتساب کو ضروری قرار دیتی ہیں اسی لئے انہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا...... میں کہتی ہوں بہت اچھا کیا...... اس وقت انتخاب میں حصہ لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے...... ابھی

چہروں کی نامزگیاں داخل ہوئی ہیں جو اسمبلی میں داخل ہونے کے قابل ہی نہیں ہیں...... وہی چہرے بیانات بدل بدل کر اسمبلیوں میں پہنچ کر بچے کچھے پاکستان کی قسمت سے کھیلنا چاہتے ہیں...... اگر ایسا ہوا تو بڑا غضب ہو جائے گا اور پھر قہر خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا...... نگراں حکومت کی بھی نگرانی ' عوام بڑی سختی سے کر رہے ہیں...... کیونکہ بچارے عوام دیکھ رہے ہیں کہ اب تو بے نظیر بھٹو کی حکومت ختم ہو چکی ہے...... جو بے ایمان اور لوٹ کھسوٹ کی سیاست کر رہی تھی...... خود عیش کر رہی تھی اور عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر رکھ دیا تھا...... اب تو وہ بہن بے حکومت اور حکومت کے کارندے جا چکے ہیں پھر نگراں حکومت ہر چوتھے دن بجٹ کیوں پیش کر رہی ہے...... پیرول...... آٹا...... گھی...... دالیں...... سبزیاں سب ہی کے تو دام بڑھا دیئے ہیں یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ خود ہی منصف اور خود ہی راہزن ٹھہرے...... نگراں صاحبان جاتے ہیں جائیں انکے آنے اور جانیکا کوئی فائدہ نہیں ہے اپنی جنگ جب خود ہی لڑنا ہے تو دوسرے کی طرف دیکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے...... ہم ایک بار پھر اپنی بھرپور آواز سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ مہاجروں کا کوئی نہیں ہے...... خواہ یہ چہرے کسی بھی صورت میں آئیں...... ہمیں اپنا راستہ خود ہی بنانا ہے...... ظالموں کے ظلم بہت لمبے ہیں...... ہمیں بھی اپنی چال سوچ سمجھ کر چلنا ہے...... سندھ میں کتنا کرپشن ہوا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ماورائے عدالت ہلاکتوں نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے...... اتنی بدعنوانیوں اور قتل و غارت گری کے باوجود سندھ کے وزیر اعلیٰ ممتاز علی بھٹو صاحب فرماتے ہیں کہ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ اور وزیروں کے خلاف بدعنوانیوں کے صرف دو ہزار کیس زیر تفتیش ہیں...... اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا...... جبکہ ایم کیو ایم کے غریب کارکنوں پر ہزاروں مقدمات قائم ہیں۔ جن کی طرف سے کوئی نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا کب سے یہ لوگ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ان کارکنوں کے ساتھ تھانوں اور جیلوں میں جو تشدد کیا جاتا ہے اس کو تو سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس معاملہ پر سوچنے کیلئے کسی کے پاس بھی وقت نہیں ہے...... اور تقریروں کیلئے یہ موضوع ایک جلتا لپکتا شعلہ ہے ...... اور آج ہی سندھ کے وزیر اعلیٰ ممتاز علی بھٹو نے ایک لطیفہ بھی سنایا ہے کہ اگر ہمیں موقع ملا تو صوبے

میں دودھ کی نہریں بہادیں گے واہ وزیر اعلیٰ صاحب واہ......
آپ کا بھی جواب نہیں ہے...... جس صوبہ میں انسان پانی کی ایک ایک بوند کو ترستا ہے...... جہاں لاشیں بغیر نہلائے دفنادی جاتی ہے...... ارے یزید نے تو صرف تین دن پانی بند کیا تھا اور وہ یزید کہلایا...... یہاں تو ہفتوں پانی نہیں آتا...... ٹینکروں کی چاندی ہو جاتی ہے...... فی ٹینکر 200 روپے سے لے کر 500 روپے تک فروخت ہوتا ہے...... کجا پانی...... کجا دودھ کی نہریں؟...... وزیر اعلیٰ صاحب دودھ کی نہریں تو فرہاد بھی اپنی شیریں کیلئے نہ نکال سکا تھا...... آپ کی کونسی شیریں ہے...... جس کے لئے آپ اتنا بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں ہمیں دودھ کی نہریں نہیں...... پینے کیلئے صاف پانی چاہیے...... ہمیں محل نہیں چاہیے خدا کیلئے جھونپڑے ہی سلامت رہنے دیں اور ہمیں اور اس کچلے ہوئے عوام کو ان کی بنیادی ضرورتیں ہی فراہم کردی جائیں تو بڑا کرم ہوگا...... پھر دودھ کی نہریں...... وزیر اعلیٰ صاحب...... اس دور میں نہ کوئی شیریں ہے نہ کوئی فرہاد...... یہ سب قصہ پارینہ ہے...... بیانات سے عوام اتنے تھک چکے ہیں اب کوئی عملی کام چاہتے ہیں...... ایسا وعدہ چاہتے ہیں جسے آپ پورا کرسکیں...... دودھ کی نہریں...... چاند میں مکانات یہ سب خیالی اور خوابی باتیں ہیں...... آپ حقیقت کی دنیا میں رہتے ہوئے کچھ وعدے کریں...... تو بات سمجھ میں آتی ہے ورنہ ہماری عقل مجبور ہے......
ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے اتنا ہی عرض کرسکتے ہیں کہ فرہاد بننے کیلئے بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اپنی انا کو خاک میں ملا کر اور خواہشات کا گلا گھونٹ کر جینا پڑتا ہے...... مقصد صرف ایک ہی ہوتا ہے کہ شیریں کو حاصل کرنا اس کا دل جیتنا...... محترم وزیر اعلیٰ صاحب اگر آپ کو بھی عوام کی خدمت کرنا ہے تو عوام کے دل کی گہرائیوں میں اپنی محبت کا سکہ بٹھانا ہوگا...... خدا آپ کو فرہاد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

....

قرضے کہاں گئے؟

ظالم وخونی چہرے

ذکر صاحب اور صاحبہ کا

الیکشن کا اس کو بھی دورہ پڑا　　　نہ گھر ہے ہانڈی نہ چولہا توا

حکومت اپنا وعدہ پورا کرنے پر تلی ہوئی ہے...... یعنی انتخابات 3 فروری کو ہی ہونگے لیکن الیکشن کے ملتوی کرنے کے بھی جواز ڈھونڈے جارہے ہیں...... ہم کیوں کسی کا نام لیں کہ کون الیکشن نہیں ہونے دینا چاہتا...... چور کی داڑھی میں تنکا...... لوگ خود ہی سمجھ لیں گے...... مگر الیکشن کے حوالے سے عرصہ دراز بعد مزے مزے کی خبریں پڑھنے کو بھی مل رہی ہیں اور سننے میں بھی آرہی ہیں...... نند بھاوج کے جھگڑے ہمارے معاشرے کی ایک روایت ہیں...... مگر یہ جھگڑے گھروں تک محدود رہتے تھے اگر خدانخواستہ زیادہ گڑبڑ ہوئی تو کورٹ کچہری تک بات جا پہنچی...... مگر گلی گلی اور چوراہوں پر اس کا کہیں ذکر نہیں ہوتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہ بھی دیکھنے کے لئے زندہ رہ کہ نند بھاوج کی لڑائیاں اس طرح بھی ہوتی ہیں...... نند جی یعنی بی بی جی کو اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے مزے پڑے ہوئے ہیں کرسی پر بیٹھ کر بالکل مطلق العنان بادشاہ تھیں...... اب ہمیں یہ تو معلوم نہیں کیونکہ اندر کی بات یہ ہے کہ آصف میاں بادشاہ تھے اور بی بی وزیر اعظم یا پھر بی بی بادشاہ تھیں تو ان کے شوہر نامدار وزیر اعظم کچھ اسی قسم کا چکر تھا...... ایک چکر دوسرے چکر سے میرا نہیں تھا...... کتنے گھوڑے آئے کہاں سے آئے...... بادشاہ سلامت کے آگے کون زبان ہلا سکتا ہے...... سب کو کیا پوری دنیا کو معلوم ہے کہ آصف زرداری کے گھوڑے کتنے ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کس طرح ان گھوڑوں نے سفر طے کیا ہے......؟ نگران یہ ثبوت تلاش کر رہے ہیں کہ مرتضیٰ بھٹو کے قتل میں زرداری کا ہاتھ ہے...... باقی ٹمن پرسنٹ...... ہنڈریڈ ۱۰۰ پرسنٹ...... بینکوں کے فراڈ...... ساری ملکی دولت غیر ملک میں منتقل کروانا...... ملک کو بادشاہ اور وزیر اعظم نے ملکر کنگال کر دیا...... ہزاروں لوگوں کو ریاستی دہشت گردی

سے کچلا گیا آصف بادشاہ نے ملک پر اپنا اتنا رعب بٹھا رکھا تھا کہ ہر شخص خوفزدہ تھا بلکہ بچوں تک کے
لئے وہ ولی ونگی بن گئے تھے بچوں کو ڈرانے کے لئے انگریزی کی یہ مشہور نظم ہے جسکو سن کر بچے ڈر کر سو
جاتے تھے...... جب بھی کسی ماں نے پکارو ولی ونگی ذرا آ نا تو...... وہیں گھگھی بندھ گئی...... سارے
منصوبے دھرے رہ گئے کیونکہ پورے اعصاب پر یہ حضرت چھا جاتے تھے...... ہمارے ایک کرم فرما
ہیں جو بالکل جھوٹ نہیں بولتے...... انہوں نے کہا کہ ایک دن کسی تقریب میں زرداری صاحب ایک
فائیو اسٹار ہوٹل میں گئے...... انہیں یہ ہوٹل بہت پسند آیا...... مالکوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی
انہوں نے بھی مالکوں سے ساری تفصیلات پوچھیں...... بڑے خوش تھے گھر آئے اور ایک نوٹس خط کی
صورت میں ہوٹل کے مالکان کو بھجوا دیا کہ اس میں ہمیں بھی شریک کار بنایا جائے اور ہمارا حصہ ہمیں
ملنا چاہیے...... مالکان بہت پریشان ہوئے...... اسی وقت وہ ایک گروپ کی شکل میں وزیراعظم سے
ملنے گئے ازراہ کرم وزیراعظم نے وقت بھی دے دیا...... جب یہ لوگ بی بی سے ملنے گئے ان لوگوں کا
بڑا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا...... بی بی نے بڑی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا آپ لوگ کیسے تشریف لائے
ہیں ان لوگوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا وزیراعظم صاحبہ ہمارے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے آپ کے شوہر
آصف علی زرداری صاحب نے یہ نوٹس بھیجا ہے...... بی بی نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے
ہا اس میں کیا لکھا ہے...... وفد نے بتایا کہ زرداری صاحب نے لکھا ہے کہ اس ہوٹل میں ہمارا بھی
ئر لگایا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے...... بی بی نے بڑی پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا ٹھیک ہے ہی
ہے...... اس میں کیا غلط بات ہے...... اگر آپ لوگ شیئرز نہیں لگا سکتے تو جو ہم کہیں اس قیمت پر یہ
ں ہمارے ہاتھ فروخت کردو...... یہ سن کر بے چارے مالکان سکتے میں آ گئے...... انکا انجام کیا ہوا
اس کا پتہ لگانا بھی نگرانوں کا کام ہے...... بی بی اور آصف کے خلاف اتنے ثبوت موجود ہیں......
ان کی حکومت میں کتنے غیر قانونی کام ہوئے ہیں...... آئی ایم ایف سے لئے گئے قرضے کہاں گئے
؟ بینک کیسے خالی ہو گئے...... بی بی ہی کے زمانے میں سرکاری ملازمین کو دینے کے لئے تنخواہیں بھی
نہیں تھیں اس کے باوجود بجٹ پر بجٹ لاکر عوام کو بجٹوں کی چکی تلے کچل دیا گیا...... یہ ساری باتیں کسی

سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں جیالوں کو قیمتی زمینیں کوڑیوں کے مول الاٹ کی گئیں ان الزامات کی فائلیں دفتروں میں موجود ہیں...... صدر صاحب عوام سے کہہ رہے ہیں کہ ثبوت مہیا کرو...... صدر صاحب نے کراچی کے مظلوموں کے ذکر سے تقریر کا آغاز کیا...... آغاز آغاز ہی رہا...... چرچا ہے تو مرتضیٰ کے قتل کا...... اگر مرتضیٰ اہم آدمی تھے تو کراچی میں ماورائے عدالت قتل ہونے والا ہر شخص اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتا تھا...... انکا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے...... نہ زبانی طور پر اور نہ ہی عملی طور پر...... اگر لٹیروں سے لوٹی ہوئی دولت لاکر قرضے ادا کر دیئے جاتے تو عوا کو مزید نہ کچلا جا سکتا اور نہ ہی ہماری کرنسی کی قیمت دو کوڑی کی ہو سکتی...... ہم بھی انسان ہیں ہمیں بھی اپنی ذاتی رائے دینے کا حق ہے...... ایسی جمہوریت اور الیکشن سے کوئی فائدہ نہیں کہ وہی ظالم اور خونی چہرے دوبارہ آئیں اور غیر ملکی ہم پر حکومت کریں ...... پاکستان کسی انگریز یا غیر ملکی نے تحفہ میں نہیں دیا ہے کہ اس کی بندر بانٹ ہو...... لٹیروں کا احتساب ہوا تو خدا کی قسم پاکستان کا بچہ بچہ ان کو بھنبھوڑ کھانے کے لئے کافی ہے...... ہم اپنے وطن کا دفاع ہر قیمت پر کریں گے پاکستان کو سودا کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں توڑ دیں گے...... پاکستان کو قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی قوم زندہ ہے...... مٹھی بھر بے ایمان اور بے ضمیر لوگ پاکستان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے عوام انہیں مسترد کر دیں گے...... انشاءاللہ......!!!

....

کرے داڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا

الیکشن کی پیتا میں اپنا دکھ بھول گئے

سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ملک میں حکومت کس کی ہے......؟ جب اسمبلیاں برقرار تھیں پھر بھی یہی سوچیں تھیں کہ یہ لوگ کس کے اشارے پر کام کر رہے ہیں......طاقت کا اصل سرچشمہ عوام ہیں...... اسی طاقت کا قتل عام...... یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا......پھر مرے پر سو دُرے مہنگائی...... یہ بھی ہمارے اس الزام سے بری الذمہ ہیں کہ ہم مہنگائی نہیں بڑھاتے بلکہ ہم تو خزانہ پر بوجھ کم کرنے کیلئے خزانہ خود ہی کھا جاتے ہیں...... مزید کمی کیلئے نوٹ چھاپنا پڑتے ہیں...... یہ ملک جو خداوند کریم کا عطیہ ہے اس ملک میں ہر چیز کی بہتات ہے لیکن اس بہتات کے ساتھ ساتھ خراب نیتوں کی بہتات ہے...... جو اچھائی کو کھا جاتی ہیں...... ابھی ہم پچھلی حکومت کا ہی رونا رو رہے تھے کہ ہر ماہ بجٹ پیش کرتی ہے اور پھر وعدہ بھی ہوتا ہے کہ یہ آخری بجٹ ہے اس کے بعد کوئی بجٹ نہیں آئے گا لیکن ایک ماہ بھی گزرنے نہیں پاتا کہ عوام کی کمر توڑنے کیلئے اندھی حکومتیں پھر بجٹ لاٹھی کا استعمال کرتی ہیں...... خود تو لوٹ کا مال بھرا پڑا ہے...... انہوں نے کونسی سبزی یا گوشت کھانا ہے جو فکر کریں...... ان کے تو دانے پانی کا سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں...... یہ حکومت بھی ٹوٹ گئی...... چلو اچھا ہی ہوا اب تو عوام کو کچھ تو سانس لینے کا موقع ملے گا...... وہی مثل ہو گئی جس کارن سر منڈوایا وہی کہے سر منڈلی...... بددعائیں دے دے کر بی بی کو چلتا کیا...... مگر نتیجہ کیا نکلا ڈھاک وہی تین پات...... یہ لوگ بھی آئی ایم ایف کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے...... جی مائی باپ کیا حکم ہے......

آئی ایم ایف نے حکم نامہ صادر فرمایا کہ واٹر بورڈ سے اور دیگر محکموں سے ملازمین کو نکالا جائے یہ واضح رہے کہ ملازمین کے نکالنے کی تعداد چند سو نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے...... بس آئی ایم ایف کا اتنا کہنا تھا کہ بے چاروں کی چھانٹیاں شروع ہو گئیں...... اسی لئے تو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ملک کس کے ہاتھ بیچا جا رہا ہے...... ملک ہمارا ہے اور حکم کس کا چل رہا ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے...... نگرانوں

نے بھی سب سے زیادہ پیٹرول کی نگرانی کی اور آئی ایم ایف کے اصرار پر پیٹرول کی قیمتیں بڑھادیں جبکہ بی بی کی حکومت یہ قیمتیں پہلے ہی بڑھا چکی تھی اب معلوم ہوا ہے کہ صارفین کے علم میں لائے بغیر واپڈا نے بھی تین ماہ کے دوران بجلی کے نرخ 16 فیصد بڑھادیے...... لوڈشیڈنگ رہے واپڈا والوں کی بلا سے...... دس دن تک بجلی غائب رہے ان کی ہٹ دھرمی سے...... لیکن بل بڑھ چڑھ کر آئیں گے ہمارے خیال سے جب بجلی جاتی ہے تو پورا کراچی ہی سیاہ ہوجاتا ہے یہ بلنگ کا محکمہ ایسی سیاہی سے لوگوں کے بل بناتا ہے...... یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سابقہ حکومت نے واپڈا کو یہ خفیہ اختیار دے رکھا تھا کہ ہر دو ماہ بعد بجلی کے نرخ بڑھادیے جائیں تاکہ عوام کو خبر نہ ہو اور خاموشی سے بجلی کے نرخوں میں اضافہ ہوتا رہے عوام تو بجلی چور مشہور ہی تھے اب واپڈا بھی نرخ چور اور بے ایمان نکلی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وپڈا کے کھاتوں میں 24 فیصد چوری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ورلڈ بینک نے بھی مزید امداد دینے سے انکار کردیا ہے وہی مثل ہوگئی کام کر جائے داڑھی والا ...... اور پکڑا جائے موچھوں والا...... ایسی آنکھ مچولی میں عوام اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں کسی سے خیر کی امید نہیں ہے...... پہلے زمانے میں جب بیٹی میکے آتی تھی...... ماں یوں گاتی تھی...... بیٹا تا تا پانی بھرا دھرا بیٹی جواب دیتی...... اماں میں نہیں نہاتی میری ماں......

آج کل کراچی میں پانی کا یہ حال ہے زندہ نہاتا تو کجا میتیں نہلانے کو بھی پانی میسر نہیں ہے...... ہاں یہ میونسپلٹی والے پانی پر ٹیکس تو بڑے بڑے لیتے ہیں مگر پانی کے نام پر نلکوں سے آنسو بھی نہیں ٹپکتے...... جب نل کھولو غراہٹ کی آواز نکلتی ہے...... یا ہوائیں ہی ہوائیں...... کس کس کا رونا روئیں...... الیکشن کی ایسی بپتا پڑی ہے کہ سب اپنا ذاتی رونا گانا بھول گئے...... احتساب ابھی ہوا نہیں ہے...... اور الیکشن کے شیڈول کا بھی اعلان ہوگیا ہے عوام سے نامزدگی کے فارم بھی مانگے جارہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسا جمہوری تماشہ ہے...... احتساب کا ڈنڈورہ بھی پیٹا جارہا ہے اور ملزمان پر کوئی بڑا الزام بھی نہیں ہے...... شیوتوں کی نگرانی تو وہ کررہے ہیں اور عوام پر زور ہے کہ ثبوت لاؤ...... تو اخباروں میں جو پڑھتے ہیں وہی کہتے ہیں مثلاً انہوں نے پڑھا کہ آنکھوں پر پٹی پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھ پیچھے بندھے

ہوئے اور جعلی مقابلے میں مارا گیا...... اب انہیں یہ تو معلوم کہ اس بے بس انسان کو کس پولیس یا رینجرز کے اہلکار نے مارا ہے اس لئے تو کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی احتساب کے آثار نظر نہیں آ رہے ہیں جدھر نگاہ اٹھاؤ گندگی کے ڈھیر کے علاوہ کچھ نہ ملے گا...... اندر سے یہ صاف ستھرے دل کے یہ کتنے کالے ہیں اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کا ان سیاہ دل والوں سے واسطہ پڑا ہے ہمارا کالم پڑھ کر کوئی کچھ سمجھ گیا ہے تو للہ ہمیں بتائے کہ پاکستان میں حکومت کس کی ہے......؟ ہم تو صرف عوامی عورت ہیں عوامی کالم لکھتے ہیں لوگوں کی مشکلات اور پریشانیاں بیان کر دیتے ہیں...... وہ بھی معمولی نوعیت کی داستانیں ہیں کہ پینے کو صاف پانی مل جائے روز نہ سہی ہفتہ میں ایک باری ہی دے دو حالانکہ پانی کا ٹیکس پورا لے لیتے ہو...... کھانے پینے کیا اشیاء ملاوٹ سے پاک اور سستے داموں حاصل ہوں...... چینی اور آٹے کا حصول عوام کی دسترس سے باہر نہ ہو...... عام آدمی کی آمدنی کے مطابق اس کی ضروریات پوری ہو جائیں دالیں' آٹا آلو' پیاز مٹی کا تیل' جو عام آدمی کی ضرورتیں ہیں انکی قیمتیں نہ بڑھنے کی ضمانت دی جائے...... بچوں پر تعلیم کے دروازے کھول دیئے جائیں...... ہمارے قابل اور ڈگری یافتہ بچے جو در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں انکے لئے روزگار مہیا کیا جائے سفارشی بنیادوں پر جو بے ڈگری حضرات کو بڑی بڑی نوکریوں سے نوازا گیا ہے انکو ہٹا کر قابلیت کی بنیاد پر وہ سیٹیں پر کی جائیں بے گناہوں پر سے مقدمے واپس لئے جائیں جو سیاسی بنیادوں پر بنائے گئے ہیں...... سینیٹر نسرین جلیل کو اور بہت سے دوسرے اسیروں کو رہا کیا جائے جیسے سابق میئر ڈاکٹر فاروق ستار جن پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے ہیں ان پر سے مقدمات واپس لے کر انہیں رہا کیا جائے ایسے ہزاروں کارکن ہیں جو اپنی بے گناہی کا عذاب بھگت رہے ہیں...... نامزدگی فارم مانگے جا رہے ہیں مگر اب تک ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی ہے جس سے الیکشن صاف اور ایماندارنہ طریقے سے ہو سکیں ...... خدارا انصاف کیجئے ورنہ نگرانوں کے پیچھے بھی نگران بیٹھے ہیں...... یہ سب گھناؤنا اور نہ انصافی پر مبنی ڈرامہ پوری قوم دیکھ رہی ہے ورنہ جو کچھ ہونے والا ہے اس سے کوئی بھی ذی ہوش آنکھیں نہیں بند کر سکتا...... ہم نے تو کہہ دیا ہے کہ عوام کے ساتھ ہیں اور ہمارا مرنا جینا عوام کے ساتھ ہی ہے......!!

غیروں کی پسند کو عوامی پسند قرار دیا گیا

شکایت کریں تو کس سے کریں

اب زنانہ کشتی ہوگی

ایک ذرا سا بخار کیا آ گیا...... دماغ ہی نہیں ملتے غضب خدا کا پورے دو ہفتے کالم کھا گئیں...... تب بھی پیٹ نہ بھرا وہی نخرے مزاج ہیں کہ اب تک برہم ...... بھئی بخار تو پورے کراچی میں پھیلا ہوا ہے...... ایک تمہیں ہو گیا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی گھڑی دو گھڑی میں لوٹ پوٹ کے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں انکے لئے تو بڑے سے بڑے ڈاکٹر حکیم بھی آ گئے ہیں تب بھی نخروں میں کمی نہیں آئی ساس کو دیکھا تو بھڑک اٹھیں میاں پر نظر پڑی تو ایسی چیخیں کہ ہڈیاں تک چیخ اٹھیں...... کوئی ہم نے تو تمہیں بیمار ڈالا نہیں ہے...... نصیبن بوا دا ہی تو ہی بکتی رہیں اور ہم دیدے پھاڑ پھاڑ کر ان کو دیکھتے رہے کہ نہ ہم نے کچھ کیا اور نہ سنا نہ سلام نہ دعا اور نہ خدا حافظ سب ہی کو تو پیچھے ڈال دیا بوا نصیبن جب صلواتیں سناتے سناتے تھک گئیں اور ذرا سانس لینے کو رکیں...... تو ہم نے کہا بوا تم نے سچ ہی کہا ہے واقعی ہمارے مزاج بڑے خراب ہیں ایک تو بیماری دوسرے اخبار پڑھنے کی بیماری تیسری بیماری یہ ہے اور جو سب سے بڑی بیماری ہے کہ ہماری قوم یعنی ہمارے عوام اتنے بھولے اور سادے ہیں کہ ان کی سادگی پر پیار آنے کے بجائے اتنا غصہ آتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ پوری قوم کو کھا جاؤں...... انکے رنگ ڈھنگ ہی ایسے ہیں کہ پاکستان بننے کے پچاس سال بعد بھی وہی بھولپن وہی آتے کو دیکھ کر تالیاں بجانا...... بھنگڑے ڈالنا...... اور جانے والے کو ڈھول تاشوں سے رخصت کرنا...... ہوتا وہی ہے اس سے بھی برا پلے پڑتا ہے...... بوا نصیبن نے تڑخ کر کہا کہ...... بی مدا اپنے حواسوں میں بھی ہو یا پھر بخار ایک سو پانچ ڈگری پر پہنچ گیا ہے...... ارے تم کیا قوم کو کھاؤ گی...... 15 کروڑ کی آبادی ہے 15 کروڑ کی...... تم ایک بھنگا سی...... ایک دم چٹ پٹ ہو جاؤ گی...... ہم نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ بوا کیوں ٹپ ٹپ بیچ میں بولے جا رہی ہو...... پوری بات سنو...... شاید میرا کالم پورا ہو جائے...... اب تم

ہی بتاؤ...... قاضی صاحب فرمارہے ہیں...... احتساب کرو اور الیکشن بھی کراؤ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حکمرانوں کا احتسابی عمل فراڈ ہے...... ہم ماورائے عدالت قتل کے مرتکب افراد کا احتساب کریں گے... ہمارے ملک میں جس طرح الیکشن ہوتے ہیں اور غیروں کی پسند کو عوام کی پسند قرار دیا جاتا ہے...... اور پھر اسی چندرہ کروڑ عوام پر جو عوامی کوڑے برستے ہیں تو کیا یہ عوام کی مرضی سے برستے ہیں...... ملک میں مہنگائی کرپشن رشوت کیا یہ سب عوام کی مرضی سے ہوتے ہیں...... پاکستان کے افسران تو لٹیروں کے بھی باپ بن گئے ہیں کھلم کھلا دفتری میز پر بیٹھ کر عوام کو لوٹتے ہیں ورنہ ان کا جائز کام نہیں ہوتا ...... شکایت کریں تو کس سے کریں...... انہیں اوپر والوں کا بھی پیٹ بھرنا ہوتا ہے کیونکہ فائنل دستخط تو انہی کے ہوتے ہیں اور بے چارے عوام جائز کام کو بھی ناجائز بنا دیتے ہیں اسی لئے تو ہمیں غصہ آتا ہے...... ہم تو کہتے ہیں کہ پارٹیاں کیوں الیکشن کا بائیکاٹ کریں گی...... عوام خود ہی آزمائے ہوئے لوگوں کا آزمائی ہوئی پارٹیوں کا بائیکاٹ کردیں...... اگر عوام متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کریں گے تو کوئی مائی کالال ان کے دکھوں کا مداوا نہیں کرسکتا اگر الیکشن ہوئے (خدانہ کرے) تو بی بی پھر خم ٹھونک کر آ گئی ہیں وہ بڑے پر عزم الفاظ میں کہہ رہی ہیں میں تو وزیراعظم بننے کی ہیٹ ٹرک مکمل کروں گی......

ادھر غنوی صاحبہ بھی میدان میں آگئیں ہیں...... اصل زنانہ کشتی تو ان دونوں میں ہوگی ان ہی کے ووٹ آپس میں بٹیں گے...... اسی لئے عوام کو بڑے ہی سوچ بچار کے بعد اپنا ووٹ استعمال کرنا ہوں گے...... اس الیکشن میں وڈیروں اور جاگیرداروں کو نکال باہر پھینک دینا چاہیے...... اسمگلروں اور رشوت خوروں پر کڑی نظر رکھیں...... اپنے نمائندوں میں یہ خوبیاں ضرور دیکھ لیں کہ وہ بے شک غریب ہو ایماندار ہو خداترس اور لوگوں کے کام آنے والا ہو...... اور جس کو اللہ رسول سے محبت ہو...... اور وہ جو بھی کام کرے اللہ کی خوشنودی کیلئے...... دنیا اور بالکل نہ ہو...... امیدواروں کو ڈھونڈنا ہی اصل الیکشن ہے...... آج کل کے زمانے میں...... ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے...... متوسط اور غریب گھرانوں میں ایسے بہت سے پڑھے لکھے نوجوان ملیں گے جو آپ کو خوابوں کی تعبیر بن سکتے ہیں......

میری تو عوام سے یہی استدعا ہے کہ وہ اپنا بھولا پن چھوڑ دیں...... آزمائے کو مت آزمائیں...... ملک کی اور اپنی بقا کیلیے ایماندار اور محب وطن نمائندے ہی آپ کو اور ملک کو مشکلات سے نکال سکتے ہیں ......ورنہ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ......

کسی کی آواز میں آواز ملائیں بلکہ اپنی آواز بند کر کے آنکھیں اور دماغ کھلا رکھیں ورنہ یہی سیاست داں ہاتھ میں تلوار لئے آپ کا گلا کاٹنے کیلیے تیار کھڑے ہیں......

اب آپ جانیں آپ کا کام.........ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

....

ملک توڑنے کا سہرا کس کے سر ہے؟

یہ شادی نہیں ہو سکتی

گوادر کا سودا ڈھکی چھپی بات نہیں

ارے بی بی تیری آواز مکہ و مدینے ...... دل خوش کر دیا سچ بول کر ...... یہ موا تخت و تاج ہے ہی بری بلا جو بھی اس پر بیٹھتا ہے ...... جھوٹ کے پلندے کے پلندے باندھے جاتا ہے اور اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ اسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا میں نے کب سچ بات کہی ہے اور کب کتنا جھوٹ بولا ہے ...... اب دیکھو نا ادھر بی بی کا پاؤں ہلکا ہوا موئے تخت سے چھٹکارا ملا اور وہ لگ گئیں سیدھی راہ پر ...... لاڑکانہ میں بیٹھ کر بی بی نے بیانگ دہل کہا ہے کہ پاکستان میں جس طرح ایم کیو ایم پر تشدد کرنے کے لئے حقیقی کو بنایا گیا اور اب اسی طرح جرائم پیشہ افراد کو پیپلز پارٹی پر حملہ کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے ارے میری بنو اتنی نادان ہیں ...... یہ جملہ کہتے وقت یہ تو سوچ لیتیں کہ جس بے رحمی سے مہاجروں کی قتل و غارت گری آپ کے دور میں ہوئی ہے وہ بے نظیر قتل و غارت گری تھی جسکی مثال بھی دینا مشکل ہے ...... اگر حقیقی دہشت گردوں سے یہ کام لیا جا رہا تھا تو کس کے اشارے پر اور کیا اس کے سربراہ اس وقت کے وزیر داخلہ جنرل بابر نہیں تھے ...... انکے ساتھ یہ نفس نفیس آپ کے شوہر نامدار زرداری صاحب بھی ملے ہوئے تھے اور ان دونوں کا گٹھ جوڑ اتنا مضبوط ہو چکا تھا جسکی زد میں آپ کے بھائی بھی آ گئے ...... یا پلاننگ کر کے ان کو مقتل تک لایا گیا ...... یہ مقدمہ کورٹ میں ہے لہذا ہم نے بھی منہ میں گھنگھنیاں ڈال لی ہیں ...... آپ نے اپنے دکھ جس طرح بیان کئے ہیں کاش ہمارے بچوں کے دکھ بھی اسی طرح بیان کرتیں ...... بقول آپ کے کہ آپ نے مہاجروں کو قتل نہیں کرایا بلکہ حقیقی کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا ہے تو کیا اس وقت جب آپ آسمان پر ٹکٹکی لگائے ہوئے تھیں اتنی بے بس تھیں کہ حقیقی کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئی تھیں اور آپ کے لب مبارک سیئے جا چکے تھے کہ آپ بولنے سے بھی قاصر تھیں ...... ارے بی بی ...... اب تخت سے اتر چکی ہیں ...... سچ بھی اتنا بولو کہ کڑوا نہ لگے اور جھوٹ بھی اتنا بولو کہ

جھوٹ الگ پتہ لگ جائے...... آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ نگران حکومت بھی ملک کو ٹکڑے کرنا چاہتی ہے..... میں تو صرف اتنا پوچھتی ہوں ملک کون ختم کرنا چاہتا ہے...... یہ ریت تو اب پرانی ہو چکی ہے..... ملک توڑنے کا سہرا آپ کے باوا جانکے سر جاتا ہے..... اسکے بعد چھوٹے موٹے حادثات لوگوں پر ڈالتے ڈالتے پھر آپ آ گئیں...... اور آپ نے جس انداز سے گوادر کا سودا کیا وہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے...... ہاں آپ تو بالکل معصوم چینی کی گڑیا ہیں آپ کے گڈے آصف زرداری نے جو لوٹ مار مچائی اور آپ بڑے ہی پیار سے تماشہ دیکھتی رہیں کہ دیکھو میرا آصف کتنا شریر ہو گیا ہے..... اتنی سی عمر میں اتنا بیباک بڑے بڑے کام کر لیتا ہے اور آپ کا سینہ فخر سے پھول گیا......اب آپ پیشگوئیاں بھی فرمانے لگی ہیں کہ پہلے سندھ تقسیم ہوگا ....خدانہ کرے منہ میں خاک...... پاکستان سے محبت کرنے والے اب کسی تقسیم کو برداشت نہیں کریں گے پاکستان اب پاکستان رہے گا...... انشاءاللہ..... بی بی آپ نے عمران خان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کیلئے بھی اشارہ کیا ہے...... آپ نے بہت دیر کردی...... جب عمران خان کسی یہودی لڑکی سے شادی ہو رہی تھی اور یہ کھیل سب کی سمجھ میں آرہا تھا اسی وقت آپ کلہاڑی لے کر سلطان راہی کی طرح شادی کے منڈپ میں پہنچ جاتیں اور گرج کر کہتیں...... یہ شادی نہیں ہو سکتی..... پھر دیکھتے کیسے یہودی دلہن اس گھر میں آتیں اب دیکھو نا...... فلسطین میں ہزاروں مجاہد شہید ہوئے سالوں سے اسرائیل اور فلسطین میں جنگ جاری تھی کوئی بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا...... گنوانے پر اؤں تو ایسے ایسے مسلمان فرمانبروا موجود ہیں جن کی بیویاں یہودی ہیں اور وہ بڑے سکھ سے حکمرانی کر رہے ہیں آپ کیلئے اتنا اشارہ کافی ہے کہ آپ کا خدشہ بے جا نہ تھا..... 130 کروڑ کی اسمبلی یہ یکی تو 190 کروڑ میں تو بک ہی اے گی جس کیلئے صرف عمران میاں ہی کافی ہیں...... دھت تیرے کی بات پھر نائن زیرو پر جا پہنچی...... ویسے بھی ہمارے نگراں وزیراعظم نے آپ کی نااہلی کی تو بات کی ہی نہیں انہیں پھر کرپٹ سیاستداں نوے ہی نظر آئے ہیں کیونکہ ہم پڑھنا لکھنا نہیں جانتے لہٰذا نوے کو ہمیشہ نائن زیرو ہی پڑھتے ہیں...... نگراں حکومت کی تقریر بھی مہاجروں یعنی نائن زیرو ہی کے دلخراش واقعات سے شروع کی گئی تھی...... آپ

کیوں فکر کرتی ہیں...... آپ کے لڑنے کیلئے پورا میدان خالی ہے..... آپ کی زبان بھی لگام نہیں دی ہے..... جو مرضی بولیں... بولنے میں کیا حرج ہے..... لیکن اپ جتنا نگراں حکومت کو برا بھلا کہہ رہی ہیں شکر ادا کیجئے کہ اس حکومت نے آپ کو ایک دن بھی جیل کی ہوا نہیں کھلائی بلکہ آپ کا ذکر بڑے احترام سے کرتے ہیں...؟ یہ بڑے بڑے کھیل ہمارے سمجھنے کے نہیں ہیں..... نگراں حکومت تو آپ کی عادتیں بھی نہیں بدل سکی یعنی جھوٹے الزامات لگانا اور پھر لوگوں سے تالی پٹوانا... آپ کا پرانا شیوہ ہے سب ہی عادی ہو چکے ہیں..... آپ نے فرمایا ہے کہ جب میں آئی تو ایک بہت بڑی سازش جنم لے چکی تھی وہ تھی سندھ کی تقسیم اور اس سازش میں وفاق کو بھی تقسیم کرنا تھا...... اور مہاجروں کو مارنے کی سازش..... بی بی سے میں اتنا پوچھاہوں گی کہ انہوں نے آتے ہی ان سازشوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہیے تھا لیکن وہ خود اس سازش میں شریک ہو گئیں..... بلکہ اس سازش کی نگراں وزیر اعظم بن گئیں ..... رونے دھونے کا وقت گزر چکا ہے..... اب آپ ان بے گناہوں سے معافی مانگیں جن کو آپ نے بیوگی کی چادریں پہنا میں ہیں..... ان یتیم بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھیں جنہیں اپ نے اور جنرل بابر نے مل کر یتیم کر دیا ہے... صرف مرتضیٰ ہی آپ کا بھائی نہ تھا...... وزیر اعظم ہونے کے ناطے ملک کے سارے بچے آپ کے بھائی اور بیٹے ہیں..... خدا کرے آپ اب بھی سنبھل جائیں اور لوگوں کے دکھوں کا مداوا کریں... اور سیاست کو سیاست کی طرح کھیلیں...... دشمنی اور بغض کو دل سے نکال دیں ...اس سے کوئی فائدہ نہیں...... الیکشن بھی ہو جائیں گے.... لوگ بھی آ جائیں گے... ایسا نہ ہو کہ آپ لاپتہ ہو جائیں....

....

مسلم ممالک میں پہلی ایٹمی طاقت پاکستان

امریکہ نے ہمیشہ ہمیں دھوکا دیا

قوم کو وزیر اعظم کا ساتھ دینا چاہیے

کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کس طرح ڈاکٹر قدیر ...... جنرل کرامت اور وزیر اعظم محمد نواز شریف کو مبارک باد" . ہدیہ تہنیت پیش کروں ..... الفاظ نہیں ملتے ..... آدھا پاکستان گنوا کر پوری قوم کو جس طرح ذلت ور سوائی کی کھائی میں دھکیل دیا گیا تھا آج سالوں بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری قوم کو سرخرو ہوئی ہے اور ہمارا ملک پاکستان ایٹمی طاقت کے اعتبار سے مسلم ممالک میں پہلے نمبر پر آ گیا ۔ قوم جتنی بھی خوشی منائے کم ہے ..... اب پوری دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے اگر کسی نے پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اس کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا ویسے تو مہاشے مہاراج بہت ہی بڑھ چڑھ کر بول رہے تھے کہ اگر پاکستان نے کچھ ایسا ویسا کیا تو پھر ہم کشمیر کو نہیں چھوڑیں گے اور پاکستان کو اچھی طرح مزا چکھا دیں گے ..... اللہ سلامت رکھے ہمارے ڈاکٹر قدیر صاحب کو انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ ۔ بھارت جتنے ایٹم بم لائے اتنے ہی ہم بھی دکھا دیں گے اب ہمارا دشمن جارحیت سے پہلے دس مرتبہ سوچے گا کہ آیا ہمیں پاکستان سے پنگا لینا چاہیے یا نہیں ..... پاکستان کا ایٹم بم بھارت کے ایٹم بم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے ... قوت اور ٹیکنالوجی میں بھارت پاکستان کا مقابلہ نہیں کر سکتا پاکستان کے خلاف مہاشے باجپائی کی ہرزہ سرائی سنتے سنتے پوری قوم کے کان پک گئے تھے ..... پھر تو وہی مثل ہوئی کہ ۔ سو دن سنار کے اور ایک دن لوہار کا ..... ویسے بھی بھارتی وزیر اعظم صاحب کا تعلق لوہے کی دنیا سے ہے ..... اس لئے انکو مرد آہن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ..... لوگ ساری باتوں کا مذاق اڑاتے تھے کہ یہ کیا کریں دھماکہ ..... امریکہ نے تو دھمکیوں پر دھمکیاں دیں ..... قرضے نہیں دیں گے ..... اور ایف 16 طیاروں کی رقم بھی واپس نہیں کریں گے ..... ہمارا ایک دھماکہ ہی ان ساری دھمکیوں کو بہا کر لے گا اب ہمیں بھی دوست اور دشمن میں تمیز کر

لینا چاہیے ......کون ہمارا دوست ہے اور ہمارے ساتھ کس حد تک جاسکتا ہے...... ہم برطانیہ، فرانس، چین اور جرمنی کے شکر گزار ہیں کہ انکے بیانات نے ہمارے حوصلے اور بلند کر دیئے...... امریکہ نے ہمیشہ ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے...... اب بھی یہی دھمکیاں مل رہی ہیں...... کہ پاکستان کو اقتصادی طور پر کمزور کر دیں گے...... یہ بھی ایک عجیب بات ہے ملک ہمارا ہے اور حکمرانی آئی ایم ایف کی چلتی ہے...... جب چاہا روپے کی قدر میں کمی کر کے ڈالر کے ریٹ بڑھا دیئے اسی طرح سے پاکستان پر قرضوں کا بوجھ سود در سود بڑھتا ہی چلا جارہا ہے قوم کو چاہیے کہ پیٹ پر پتھر باندھ کر ملک کا اقتصادی طور پر دفاع کریں حکومت سے بھی گزارش ہے کہ پاکستانی روپیکی قیمت ڈالر کے مقابلے میں مستحکم کرے تاکہ قرضوں پر جو سود ہے اس کے دباؤ سے قوم کو نجات ملے دشمن ہماری گھات میں ہے...... ہمیں تاریخ کے اس نازک موڑ پر پھونک کر قدم رکھنا ہوگا اس وقت ملک کی بقا اور سلامتی کا سوال ہے...... قرضوں پر انحصار کرنیکے بجائے ہمیں خود اپنے ذرائع تلاش کرنا ہوں گے...... قوم کو سادگی کا سبق دیا جائے...... غیر ملکی مصنوعات پر سختی سے پابندی عائد کی جائے...... سامان تعیش پر ڈیوٹی کی شرح بڑھا دی جائے...... جنہوں نے ملک کی دولت لوٹکر باہر کے بینکوں میں جمع کرادی ہے...... وہ لوگ ملک کی بقا کی خاطر لوٹی ہوئی دولت رضا کارانہ طور پر اسٹیٹ بینک کے حوالے کر دیں اور حب الوطنی کا ثبوت دیں...... صرف تنہا وزیر اعظم کچھ نہیں کر سکتے جب تک کہ پوری قوم ان کا قوت بازو نہ بن جائے...... ایک طرف تو ملک کی سلامتی کا سوال تھا جس کی وجہ سے ایٹمی دھماکہ کرنا گزیر ہو گیا تھا...... دوسری طرف یہ بھی دیکھنا تھا کہ اس کے اثرات کہاں تک جاتے ہیں...... بھارت میں ہم سے کہیں زیادہ آبادی بھوک اور بدحالی کا شکار ہے پاکستان میں تو پھر بھی اللہ کا شکر ہے حالات کے پیش نظر بجٹ میں وفاعی بجٹ میں اضافہ کیا جائے گا اور بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن پر لازمی ٹیکس بڑھایا جائے گا اس لئے ان ذخیرہ اندوزوں سے بھی کہ کہنا ہے کہ ملک میں کھانے پینے کی اشیا کی ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت نہ پیدا کریں بلکہ جہاں تک ہوسکے عوام کو مناسب قیمتوں پر چیزیں دستیاب ہوسکیں...... مصنوعی مہنگائی کر کے عوام اور حکومت کو پریشان نہ کریں...... پاکستان کو دنیا کو یہ

بتانا تھا کہ ہم ایک غیرت مند قوم ہیں...... عزت سے جینا چاہتے ہیں...... ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلحہ کی دوڑ اگر اسی طرح چلتی رہی تو نہ ہی بھارت کو فائدہ ہے اور نہ پاکستان کو...... اس سے دونوں ملکوں کو مل کر بیٹھ کر اس صورت حال کا حل تلاش کرنا ہوگا اور آئندہ ایٹمی دھماکے نہ کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنا ہوں گے اس سلسلہ میں ہمارے وزیر اعظم محمد نواز شریف لائق ستائش ہیں کہ انہوں نے بھارت کو جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی پیشکش کردی ہے...... وزیر اعظم صاحب نے اپنے ایک خط میں اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کی اس پیشکش کو کامیاب بنانے میں ہماری مدد کرے...... اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر احمد کمال صاحب نے کہا کہ انہوں نے کوفی عنان سے ملاقات کے بعد وزیر اعظم کا خط پہنچادیا ہے...... وزیر اعظم صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان کو اپنی بقا اور سلامتی اور آزادی کی حفاظت کیلئے بھارت کے جواب میں ایٹمی قوت بننے کا مشکل فیصلہ کرنا پڑا...... لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستانی ایٹمی دھماکوں سے بھارت کو ہوش ٹھکانے آگئے ہیں...... یہاں تک ہوا کہ بھارت کے اپوزیشن لیڈر رونے واجپائی سے استعفے کا مطالبہ کردیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ باجپائی حکومت کی انتہا پسندی نے اس وقت پورے جنوبی ایشیا کو جہنم کے کنارے کھڑا کردیا ہے باجپائی کی احمقانہ پالیسیوں سے جنوبی ایشیا میں ایٹمی اسلحہ اور میزائلوں کی دوڑ شروع ہوگئی ہے باجپائی کے کم عقل وزرا کے فیصلوں نے بھارت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کردیا ہے...... ہمارا بھی باجپائی کو یہی مشورہ ہے کہ اپنی صلاحیتیں ایٹمی کی دوڑ پر صرف کرنے کے بجائے اپنے عوام کی غربت بھوک اور افلاس مٹانے پر بھرپور توجہ دیں...... اگر بھارت نے وہی میں نہ مانوں...... کی رٹ لگائی تو اس آگ کی لپیٹ سے بھارت بھی نہیں بچ سکتا...... اور پھر عالمی جنگ کا خطرہ بھی موجود ہے ...... لہذا جوش سے زیادہ ہوش مندی سے کام لینے کی ضرورت ہے...... ابھی کالم ختم ہی ہوا تھا کہ اطلاع ملی کہ پاکستان نے ایک اور دھماکہ کردیا جیو میرے وطن کے پاسبانوں ڈاکٹر قدیر صاحب نے یہ اعلان کر کے بھارت کے چھکے چھڑادیئے ہیں کہ پاکستان مہینوں میں نہیں دنوں میں ایٹمی ہتھیار تیار کر سکتا ہے حتیٰ کہ اسرائیل میں بھی پاکستانی دھماکوں سے خوف وہراس پھیل گیا ہے...... یہ بھی بہت بڑی

خوشخبری ہے......اس آخری دھماکہ پر تو واجپائی صاحب بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں بھگوان قسم......ہم پاکستان پر کبھی حملہ نہیں کریں گے......اور پاکستانی دھماکہ کا جواب بھی نہیں دیں گے......اب قوم کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ ملک کی بقا اور سلامتی کیلئے دھماکے ناگزیر ہو گئے تھے بھارت کے مزاج درست کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں تھا......

....

آئی ایم ایف کی لاٹھی کا استعمال

احتساب وانتخاب کا چکر

مہنگائی کا رونا اور منی بجٹ

بیان تو ہم روز ہی پڑھتے ہیں...... لیکن کہیں سے خیر کی امید نظر نہیں آتی..... خبریں پڑھ پڑھ کر دل بیٹھا جاتا ہے...... کلیجہ منہ کو آتا ہے الٰہی خیر...... اب کوئی پہاڑ سر پہ ٹوٹا...... ہائے کونسی قیامت گزر گئی...... وہی ہیرا پھیری گھوڑے وہی آئی ایم ایف اور عالمی بینک کا چکر ان چکی کے دو پاٹوں میں بیچارے عوام پس کر رہ گئے ہیں آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ تمہارے لوگوں نے لوٹ مار مچا کر جو رقم باہر کے بینکوں میں جمع کی ہے وہ واپس لا کر ہم کو دے دو تو شاید کچھ دن ہم اپنی چونچ بند رکھیں...... اور مہنگائی نہ بڑھائیں اگر اتنی طاقت نہیں ہے تو پھر تو ہم عوام کو ہی کیا پورے ملک کو پیروں تلے روند ڈالیں گے...... ادھر ہماری نگراں حکومت نے آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے خدشات دور کرنے کا بیڑہ اٹھالیا ہے اور کہا ہے کہ آنے والی حکومت بھی تمام معاہدوں کی پابندی کرے گی جس کے باعث ہماری حکومت نے تحریری بیان بھی دیا ہے...... اس کے علاوہ عالمی بینک نے کچھ یقین دہانیاں بھی مانگی ہیں جس میں نئے قرضے اور رکے ہوئے قرضوں کی اقساط کی بھی یقین دہانی چاہی ہے...... اس مقصد کیلئے نگراں حکومت کے اقتصادی مشیر جناب شاہد دبر کی مزید امداد حاصل کرنے اور واشنگٹن جا رہے ہیں...... یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دونوں عالمی مالیاتی اداروں سے بہتر پیکج لینے میں کامیاب ہو جائیں گے...... آئی ایم ایف اور عالمی بینک سے کسی بھی نئے معاہدے سے عوام اور ملکی تجارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور نہ ہی نیا منی بجٹ آنے کا امکان ہے...... گو یہ بھی خوب رہی...... منی بجٹ کی بات پر بے تحاشہ سیٹی نکل گئی...... جون سے اب تک کتنے جبٹ آچکے ہیں......؟ اگر وہ منی بجٹ نہیں تھے تو پھر ان بجٹوں کو کیا نام دیا جائے گا محترمہ چلتے چلتے اپنی آئی ایم ایف کی لاٹھی سے عوام کی کمر توڑ کر گئی ہیں...... اور ایسی لاٹھی کا استعمال ہماری نگراں حکومت بھی کر چکی ہے حال ہی میں پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ گھر اور آٹے کی قیمتوں

میں اضافہ اس بات کا بین ثبوت ہیں دکھ سہیں بی فاختہ اور کوے انڈے کھائیں ...... کھانے والے قرضے کھا گئے ...... لوٹنے والے ملک کو لوٹ کر چلے گئے ...... اور قرضے در قرضے اپنی جگہ قائم ہیں ...... ان کی ادائیگی بھی بے حد ضروری ہے ...... ابھی عوام میں بہت جان ہے ...... ایک دو لاٹھیوں سے کون سے مرے جا رہے ہیں ...... لگاؤ ٹیکس اور بڑھاؤ قیمتیں ...... قرضے خود بخود ادا ہو جائیں گے ...... یہ عوام بے چارے تو وعدہ فردا پر بھی جی لیتے ہیں ...... اب کون جانے ...... آنے والی حکومت کیسی ہوگی ؟ ہم تو یہ جمہوری تماشہ ...... دیکھ دیکھ کر تھک چکے ہیں ...... ہر سال بجٹ آنے کے بعد یہ کہنا کہ اب کبھی منی بجٹ نہیں آئیگا ...... لیکن پندرہ دن بھی گزرنے نہیں پائے کہ پے در پے بجٹوں کا سامان کرنا پڑتا ہے ...... کبھی پیٹرول کی قیمتیں بڑھا دیں ...... تو کبھی آٹے کی ...... دالیں اور سبزیوں کی قیمت تو انکے خوف ہی سے اوپر چڑھ جاتی ہیں ...... پھر ایکسپورٹ ...... امپورٹ کا دھندہ ...... اچھا اچھا مال باہر بھیج دیا ...... گھن لگی دالیں ...... گلی سڑی سبزیاں کھانے کیلئے اپنے عوام کیا برے ہیں ...... بھوکے مریں گے تو خود ہی کھائیں گے اور جو قیمت بھی حکومت مقرر کرے گی اسی داموں لیں گے بلکہ لینے پر مجبور ہوں گے ...... عوام کو انتخابات احتساب اور الیکشن کے چکر میں اتنا الجھا دیا گیا ہے کہ اس کو اپنی ہی خبر نہ رہی ...... اگر کوئی مہنگائی کا رونا روتا ہے تو دوسری طرف سے آواز آتی ہے ...... تم کو مہنگائی کی پڑی ہے یہاں ملک ختم ہو رہا ہے ...... اگر الیکشن کی بات کرو تو کہتے ہیں کہ الیکشن الیکشن کی رٹ لگا رکھی ہے الیکشن تو کبھی بھی ہو سکتے ہیں ...... احتساب کی بات کرو ...... دیکھتے نہیں ...... لوگ ملک لوٹ کر کھا گئے ہیں ...... معمولی گھروں میں رہنے والے آج کروڑوں روپے کے بنگلوں کے مالک ہیں ...... نئے نئے ماڈل کی ایک نہیں دس دس گاڑیاں رکھتے ہیں ...... یہ سب کہاں سے آیا ...... ؟ اگر سب لوگ ایک زبان ہو کر پہلے احتساب کا نعرہ بلند کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس نہ آئے ...... اور جب دولت واپس آئے گی اور وہی لوٹی ہوئی دولت سے قرضے ادا ہوں گے تو پھر مہنگائی کا رونا رونے سے بھی نجات مل جائے گی ...... ویسے بھی چیف احتساب کمشنر نے اعلان کر دیا ہے کہ مقدمات تیار ہیں اور آج ہی سے باضابطہ کارروائی شروع ہو جائے گی چیف الیکشن کمشنر نے یہ بھی واضح طور پر کہا

ہے کہ کسی کے خلاف انتقامی کاروائی نہیں ہوگی ویسے میرے اختیارات وسیع ہیں لیکن احتساب کا عمل مصفانہ ہوگا اور وہ بھرپور کوشش کریں گے کہ پاکستان کے عوام کو اس سلسلہ میں ٹھوس نتائج پیش کئے جائیں گے کیونکہ پچھلے چالیس برس کے عرصہ سے محض دعوے ہی کئے گئے ہیں اور عوام اس بات سے تنگ آچکے ہیں کہ آخر انہوں نے فرمایا ہے کہ عوام شکایات بھیجتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ شکایات صحیح ہونی چاہیے اور معقول ثبوت بھی ہونے چاہئیں تب ہی کاروائی ہو سکے گی ...... اس کے علاوہ ہم نے کہیں یہ بھی پڑھا ہے کہ جھوٹی شکایات ثابت ہونے پر شکایت کنندہ کو تین سال تک کی قید بھی ہو سکتی ہے ...... اب ذرا آپ غور فرمائیں ...... کہ عوام بے چاروں کا کتنا عمل دخل ہے وہ تو اخبارات میں جو پڑھتے ہیں وہی کہتے ہیں ...... اصل شکایات کرنے والے کیوں شکایات کریں گے کیا وہ پاگل ہیں ...... کیونکہ یہ کام ایک اکیلا آدمی تو کرتا نہیں ...... یہ لوٹ مار تو ملی بھگت سے ہوتی ہے ...... اس لوٹ مار میں نہ تو عوام حصہ دار ہیں تو پھر عوام کیسے بتا سکتے ہیں ......؟ چیف احتساب کمشنر صاحب ہم بڑی عاجزی سے عرض کرتے ہیں کہ اس لوٹ مار کے گواہ بینکوں ایگزیکٹو ہیں یا سیکریٹری صاحبان جن کی معرفت ملک کی اربوں روپے دولت باہر بھجوائی گئی ہے ...... مگر یہ کون بتائیں گے ...... اپنی کمبختی کون بلاتا ہے ...... چپ چپ کھاتا کے اچھا نہیں لگتا ...... چیف احتساب کمشنر صاحب کے اعلان سے عوام کے مردہ تنوں میں جان پڑ گئی ہے ...... خدا کرے ایسا ہی ہو ...... جیسا کہ اعلان میں کہا گیا ہے ...... ایک بات ہو سکتی ہے اگر آپ ان چالیس چوروں میں سے کسی ایک کو علی بابا یعنی وعدہ معاف گواہ بنالیں تو شاید اس کے نتائج جلد ہی سامنے آجائیں ...... ورنہ آج کل بھاگنے والا بھوت تو اپنی لنگوٹی بھی کس کر باندھتا ہے ...... اور پچاس سال سے یہ بھوت ...... یہ لٹیرے ...... یہ غاصب ...... یہ ظالم ...... وڈیرے ...... جاگیردار ایسے بھاگ رہے ہیں کہ اپنے کرتوتوں کے نشان تک نہیں چھوڑتے ...... ہماری دعا ہے کہ عوام کی فریادیں رنگ لائیں ...... اور مجرم اپنے انتہائی انجام کو پہنچیں ...... (آمین)

....

ملک "جمہوریت" کی نذر ہو گیا
آنکھیں کھول کر ریوڑیاں بانٹی گئیں
آنکھ کھلی تو دنیا بدل چکی تھی

ہمیں خبریں پڑھنے کا اتنا شوق نہیں ہے بس اس حد تک کہ خبروں کی موٹی موٹی سرخیاں پڑھ لیں...... کیونکہ آج کل سرخیاں کچھ اس قسم کی لگائی جاتی ہیں کہ صرف لفافہ دیکھ کر ہی خط کا مضمون سمجھ میں آ جاتا ہے...... ہاں! جو مزہ بیانات پڑھنے میں ہے وہ خبروں میں کہاں......؟ پہلے ہم پیر صاحب پگارا کے بیانات بڑے شوق سے پڑھتے تھے کیونکہ ان کے بیانات پڑھ کر کسی مزاحیہ کالم کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی...... آج کل تو کالموں نے بھی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے...... نہ طعنے نہ تشنے...... نہ طنز نہ مزاح بس قلم اٹھالیا اور سیدھا سادہ مضمون لکھ دیا...... یا پھر کچھ مشوروں سے نواز دیا...... بیچارے مجید لاہوری اللہ انکو جنت نصیب کرے (آمین) بالکل عوامی زبان استعمال کرتے تھے لوگ ان کے مزاح کو آج تک نہیں بھولے ہم تو تقریباً پچاس سال سے یہ تماشے دیکھتے آ رہے ہیں...... رات کو اچھے بھلے سوئے صبح آنکھ کھلی تو دنیا ہی بدل چکی ہوتی ہے...... کسی کی شیروانیاں تہہ کر کے رکھی جا رہی ہیں تو کسی کیلئے درزی کھٹا کھٹ شیروانی سی رہا ہے...... ہم جمہوریت کے سخت خلاف ہیں...... جمہوریت کا تماشہ اخبارات اور بیانات کے ذریعہ تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن جب اس تماشا کا عملی وقت آتا ہے تو عوام پر بڑا ہی کٹھن گزرتا ہے...... لوگ مر مر کر جیتے ہیں...... اگر کوئی الیکشن جیت گیا اور کسی نے اس کو ووٹ نہیں دیا تھا تو پھر اس کا مقدر جیل کی سلاخیں ہوتی ہیں یا پھر گھناؤنے قسم کے الزامات اور مقدمے...... اس پر تنقید کی جائے تو یہی کہا جاتا ہے کہ یہ سب جمہوریت کا حصہ ہیں...... عوام کے دونوں سے برسر اقتدار آنے والے عیش و عشرت کی زندگی گزریں اور بیچارے عوام روٹی کے ایک ٹکڑے کو ترسیں...... شاید آپ ہمیں برا بھلا کہیں...... لیکن عوامی دور اور مارشل لا دور کا تجزیہ بھی کر لیں...... تو بات خود بخود سمجھ میں آ جائے گی اس ملک میں نہ کوئی اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے جاتا ہے

..... بڑے صاحب نظر کرم جس پر پڑ جائے وہی بادشاہ کہلائے ......اس دفعہ جو دفعہ چہرے بدلے اور وہ بھی اچانک ...... سمجھ میں تو اتنا آیا ہے کہ ادھر امریکہ میں الیکشن ہو رہے تھے اور کلنٹن صاحب انتخابات میں مصروف تھے......اس سے اچھا موقع اور کہاں ہوتا......راتوں رات تبدیلی آ گئی اور پھر دوسرے دن کلنٹن الیکشن جیت گئے ...... انہوں نے پاکستان کے بارے میں کہا...... یہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے...... لیکن مجھ سے نہیں پوچھا گیا...... یہ لفظ پوچھا گیا بڑی اہمیت کا حاصل ہے ......پھر اس کے بعد جو کچھ ہم سب نے دیکھا ...... بی بی نے زبردست پریس کانفرنس کی...... صدر محترم کو دھمکی دی کہ میں صدر لغاری پر اپنے شوہر آصف زرداری کے اغوا کا مقدمہ درج کراؤں گی ...... غیر ملکی نشریاتی اداروں نے بھی اس خبر کو خوب اچھالا...... اور پھر اسی دن صدر صاحب کی تقریر کرنے والے تھے لوگ اپنے اپنے ٹی وی سیٹ کھولے بیٹھے رہے...... خدا خدا کر کے صدر کا خطاب شروع ہوا اور پہلا جاری کیا جانے والا فرمان تھوڑی سی ردو بدل کے ساتھ پڑھ دیا...... آصف علی زرداری پر جو الزمات لگائے گئے ہیں بالکل معمولی نوعیت کے ہیں ہماری یہ مشکل کہ دل کی بات لکھ نہیں سکتے اور ہماری یہ مشکل جنرل حمید گل نے آسان کر دی...... جنرل صاحب فرماتے ہیں" نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کرنے والوں کے خون سے غداری کی جا رہی ہے......قوم کے قاتل اور غدار سیاسی جاگیرداروں کو ٹھوکریں ماریں گے قومی سرمایہ کا حساب لیا جائے گا...... آگے فرماتے ہیں کہ ہم نے وردیاں اتاری ہیں...... بوٹ ابھی نہیں اتارے ظالمانہ اور فرسودہ نظام کے خلاف ملک بھر کے 13/ کروڑ عوام متحد ہو چکے ہیں...... انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر دور میں دھوکے میں رکھا گیا اور کہا گیا کہ دشمن سرحد کے پار ہے لیکن ہمیں یہ بہت دیر بعد معلوم ہوا ہے کہ دشمن تو ملک کے اندر ہے ہم سیاستدانوں کو یہ سمجھ کر بچاتے رہے کہ یہ عوام کے نمائندے ہیں مگر اب ہم انہیں بچانے کی بجائے انہیں ٹھوکریں ماریں گے کیونکہ یہ قوم کے قاتل اور غدار ہیں...... انہوں نے یہ بھی کہا کہ آصف علی زرداری صرف 1500/ روپے انکم ٹیکس ادا کرتا ہے...... یوسف رضا گیلانی نے آئین سے غداری کی ہے اب ہم نرم انقلاب کی تیاری کر رہے ہیں اگر نرم انقلاب نہ آیا تو پھر ہم گرم انقلاب لائیں گے

ریٹائرڈ فوجی اس ملک میں حقیقی اسلامی نظام لانے میں اہم کردار ادا کریں گے جنرل صاحب نے اور بھی بہت کچھ کیا ہے...... پڑھنے والوں نے پڑھا اور سمجھنے والوں نے سمجھ لیا جنرل صاحب کے خیالات ہمارے دل کی آواز ہیں ہم تو اتنا ہی عرض کریں گے کہ جنرل صاحب آپ نے خوب فرمایا......

پاکستان کی تاریخ کے پچاس سال کے حصہ میں کوئی بھی مائی کا لال ایسا نہ نکلا جس نے خود انحصاری پر عمل پیرا ہو کر ملک کو صحیح خطوط پر چلایا ہو...... ریوڑیاں بانٹنے کا کام کبھی اندھے کرتے تھے ان لوگوں نے آنکھیں کھول کر ریوڑیاں بانٹی ہیں...... یہ کالم پڑھکر لوگ ہمیں کچھ بھی کہیں لیکن ذاتی طور پر ہم جمہوریت کے سخت خلاف ہیں کیونکہ ملک بھی جمہوریت کی نذر ہو گیا......

قطرہ زباں پہ رکھ لیا تو شور مچ گیا
وہ پی گئے لہو کے جو دریا تو کچھ نہیں

....

اب صبح بہاراں ہوگی

پانی بند کرانے والے کون

جب تاج اچھالے جائیں گے

سوچا کہ آج کچھ لکھنے کے بجائے اپنے بہن بھائیوں کے خطوط کا جواب دے دیں نہ جانے یہ لوگ کب سے انتظار میں ہیں...... لیجئے انتظار ختم آپ کے خطوط حاضر ہیں...... بلا تبصرہ بہن بھائیوں کے خطوط ہم اسی طرح شائع کر دیتے ہیں...... حیدر آباد سے زرینہ ناز صاحبہ لکھتی ہیں......

محمودہ بہن آداب...... تمہاری آواز مکہ مدینہ...... بی بی چلی گئیں اب تو خوش...... سارا زمانہ ہی خوشیاں منا رہا ہے...... خوشیاں تو تمہیں بھی منانا چاہئیں ...... کیونکہ ایک عرصہ سے تم اپنے کالموں میں نعرہ لگا رہی تھیں گو بی بی گو......اور ہر طرح کے بہتان باندھ رہی تھیں...... جعلی مقابلوں میں ہزاروں لوگ مارے گئے...... گھروں کو لوٹا گیا...... عورتوں کی عزت پاؤں تلے روندی گئی اور تم اپنے چٹ پٹے کالموں میں سب کی نشاندہی کرتی رہیں...... بعض کالم تو ایسے لکھے تھے کہ اگر بی بی یا زرداری کی نظروں سے گزر جاتے تو جو قیامت تم پر گزر جاتی اس کا تو احوال بھی لکھنے سے قاصر رہتیں وہ تمہاری یہ انگلیاں نہ ہوتیں جن سے تم اپنا قلم پکڑتی ہو...... ہر مہاجر کا دکھ تمہارا اپنا دکھ تھا...... اسی لئے تو لوگوں کی دعاؤں کے سہارے بچ گئیں...... سب دکھ جھیلے مگر جب خوشیاں منانے کا وقت آیا تو تم نے یہ لکھ کر سب کی خوشیوں پر پانی پھیر دیا کہ مہاجروں کی خوشی کا وقت نہیں آیا ہے...... جھگڑا اڑانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے...... سچ کہتی ہوں تم تو ولی ہوگئی ہو...... واقعی ہمارے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہے...... وہی چھاپے...... وہی گرفتاریں...... قتل و غارتگری سب ہی کچھ تو ہے...... آج ہی کے اخبارات میں سینیٹر اشتیاق اظہر صاحب کی اپیل شائع ہوئی ہے کہ کراچی اور میرپور خاص میں مہاجروں کی گرفتاری اور خواتین کی بے حرمتی بند کی جائے انہوں نے صدر پاکستان نگراں وزیر اعظم اور آرمی چیف سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس ظلم اور بربریت کا سختی سے نوٹس لیں...... گویا کہ حکومت بدل جانے کے بعد بھی بے چارے مہاجروں

کا مقدر کھونے کا کھوتا ہی رہا...... اس پار کنواں اس پار کھائی ...... اب کے کھائی تو رام دہائی ...... ان حالات پر گہرا مطالعہ کرتے ہوئے اب تو سب کو ایک ہو جانا چاہیے بلکہ میں تو سیدھی بات کہتی ہوں ...... تم جتنا حق پرستی کا پرچار کر رہی ہو...... اتنا کوئی نہیں کر رہا...... حالانکہ تم تو ایم کیو ایم کی ممبر بھی نہیں ہو...... اللہ ارے دلیری آگ میں کود پڑی ہو...... اپنا خیال رکھنا...... تمہاری بہن زرینہ ناز!

نعت جبیں کراچی سے لکھتی ہیں کہ...... محمودہ بہن ...... بعض کالم تو تم نے ایسے لکھتے ہیں دل خوش ہو گیا...... تمہارا کالم پڑھتے جاتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ یہ بھی میرے دل میں ہے...... اور وہ بھی میرے دل کی آواز ہے...... تمہاری تو وہی مثل ہے...... بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق...... دیکھیں تمہیں اس کا صلہ کیا ملتا ہے حالات تو وہی ہیں...... ہاں بس ذرا کراچی کی صفائی ہو رہی ہے...... صفائی بھی برائے نام...... گٹر ہر طرف ابل رہے ہیں...... پانی ایک ایک ہفتہ نہیں آتا...... اگر اتفاق سے آ بھی جائے تو انتہائی بدبودار پانی...... شیشے کے گلاس میں بھر کر دیکھو تو قارورہ اور غلاظت کا ڈھیر...... ٹیکس پر ٹیکس بڑھائے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی عوام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں...... ارے محمودہ بہن...... ظلم کی بھی حد ہوتی ہے...... ہم تو خوش تھے کہ اب ظالم بی بی چلی گئیں...... ظلم کی راتیں کٹ گئیں...... اب صبح بہاراں ہو گی...... لیکن اتنے دن گزر جانے کے باوجود بھی ایک گھونٹ بھی صاف پانی نصیب نہ ہوا...... ہر دوسرے دن دو سو روپے کا پانی کا ٹینکر خریدتی ہوں...... یہ سب کھانے کمانے کے طریقے ہیں...... لوگوں کا پانی بند کر دو...... پیاسے تو مرنے سے رہے غرض ہو گی تو پانی کا ٹینکر خریدیں گے...... پورے ٹینکر کے پیسے لیں گے اور آدھا ٹینکر پانی بھیجیں گے...... میں تو کہتی ہوں یزید نے بھی تین دن پانی بند کیا تھا یہ تو یزید سے بھی بدتر ہیں ایک ایک ہفتہ پانی نہیں دیتے...... سندھ کے وزیر اعلیٰ کو چاہیے کہ ایک عوامی شکایتی مرکز بھی قائم کریں جہاں پر گندگی، پانی اور بجلی کی بنیادی شکایات درج ہوں اور جس جگہ بھی بدعنوانی پائی جائے وہیں الٹا لٹکا دیں...... والو مین ہفتوں والو نہیں کھولتے سنا ہے کہ انہوں نے اپنے ریٹ فکس کر لیے ہیں...... یعنی جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا کھاؤ گے مجھے نہیں لگتا ہے کہ تمہارا سر پھرا سا کالم وزیر اعلیٰ پڑھتے ہوں...... کیونکہ تم اردو میں لکھتی ہو

......وہی مثل ہوگی زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم...... تمہاری بہن! رفعت

میر پور خاص سے عقیل بھائی لکھتے ہیں کہ...... محمودہ بہن...... تمہارا کالم کچی آبادیوں کے متعلق پڑھا تم خدا کی دل سے بے حد دعائیں نکلیں...... سیاست اتنی بڑھ چکی ہے کہ عوامی مسائل کو پس پشت ڈال دیا ہے اور یہی ان کا منشا بھی ہے کہ ان لوگوں کو مسائل میں اتنا الجھا دو کہ خود ان کو اپنی بھی خبر نہ رہے...... وہی مثل ہے کہ زیادہ مارس انسان تو یہ بھی بھول جاتا ہے...... عجیب افراتفری کا عالم ہے...... میں بھی کراچی کا رہنے والا ہوں اور لائنز ایریا میں رہتا تھا...... جب جانوں پر بن گئی تو اپنے چھوٹے بچوں اور بیوی کو لے کر میر پور خاص آ گیا.... کہ شاید کچھ اماں مل جائے، مگر محمودہ بہن جس کا رن سر منڈ لیا وہی سرمنڈی کہے..... تعجب کی بات ہے...... ہم ہی نے پاکستان بنایا اور ہم ہی غدار بن گئے...... اس سے بڑا ظلم اور اس سے زیادہ ناانصافی کیا ہوگی..... کاش کے حکمراں یہ سمجھ لیں کہ اب ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں اور ہم بار بار ہجرت بھی نہیں کریں گے.....اور کیوں کریں...... ہمارا تو سب کچھ پاکستان ہے...... یہی تو اپنی پہچان ہے اپنے وطن سے ہم کیسے غداری کر سکتے ہیں.... ارے غدار تو وہ ہیں جو ہمیں میلی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اپنی غداری کی سزا ہم کو دیتے ہیں..... خیر بہن خدا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں ہے...... آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا...... ہم کو اور پاکستان کو مٹانے والے خود ہی مٹ جائیں گے...... ہماری کوئی بہن نہیں ہے...... صرف اللہ ہے اسی سے شکایت کرتے ہیں ہمیں امید ہے کہ ایک دن وہ ضرور سنے گا...... پھر سب تاج اچھالے جائیں گے...... آپ کا بھائی!..... عقیل..

....

کہیں پہ تیر کہیں پہ نشانہ

تنقید کرنے والوں پر جھوٹے مقدمات

بہن کی حکومت میں بھائی کا قتل

ابھی آنکھ بھی نہ کھلی تھی کہ بو انصیبن سر جھاڑ منہ پھاڑ چیختی چلاتی چلی آ رہی ہیں...... گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہ الٰہی خیر...... کیا ہو گیا......؟

کیا آج کھری چارپائی پر سوئی تھیں...... اب سویرے سویرے کسی کی شامت آئی ہے...... کسی کو بے نقط سنا رہی ہو......؟ اب کیا بتاؤں مدا...... برداشت کی بھی حد ہوتی ہے...... ارے وہی تمہاری لاڈلی ...... جسکو تم نے سر چڑھا رکھا ہے...... صبح ہی سے آواہی تواہی بک رہی ہے......! اب کچھ منہ سے پھوٹو گی بھی کہ قصہ کیا ہے......؟ ارے مدا کچھ نہ پوچھو...... یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے...... بڑے لاڈ سے کہتی تھی نا کہ میری بیٹی بڑی ذہین ہے...... دیکھنا بڑی ہو کر باپ دادا کا نام روشن کرے گی...... بہت اونچی کرسی پر بیٹھے گی...... اب خاک بیٹھے گی...... جو کبھی باپ دادا نے نہ کھایا ہو...... وہی مانگ رہی ہے......! بوا...... کیوں پہیلیاں بجھوا رہی ہو...... آخر ایسی کیا چیز ہے جو مانگ رہی ہے اور تم دے نہیں سکتیں......!

کہتی ہے کہ ہیم برگر کھاؤں گی...... اب یہ موا ہیم کیا چیز ہے...... جانے میری بلا...... کہاں سے منگاؤں......؟ تو کہنے لگی کہ ہماری وزیر اعظم بھی تو امریکی فاسٹ فوڈ ریسٹورینٹ کے ہیم برگر بہت شوق سے کھاتی ہیں...... میں بھی کھاؤں گی...... اب تم نے اسے پڑھنا کیا سکھا دیا...... فٹافٹ سارا اخبار پڑھ لیتی ہے...... اب بتاؤ کہ اپاکستان میں ہیم کہاں سے آئے گا...... جو اس رئیس زادی کیلئے برگر بنیں گے ...... میں نے مسکراتے ہوئے بو انصیبن کو سمجھایا کہ بچی ابھی نادان ہے...... آگ سے کھیلے گی تو جل جائے گی آری سے کھیلے گی تو کٹ جائے گی...... تم اسے میرے پاس بھیج دو...... میں سمجھاؤں گی...... اتنا کہنا تھا کہ بو انصیبن انگلی نچا کر بولیں...... خوب بیٹا خوب...... ابھی تک تو تم ہی نے سمجھایا ہے اور ایسا

سمجھایا ہے کہ اللہ دے اور بندہ لے...... ذرا پڑھ لکھ گئی ہے تو سمجھتی ہے کہ میں نے بڑا تیر مالیا ہے...... ارے میں خوب سمجھوں ہوں...... کہ یہ ہیم کیا ہوتا ہے...... ارے بڑے بڑے گھروں میں کام کیا ہے میرے ابا تو انگریز کے گھر ملازم تھے سب جانتے ہیں کہ یہ ہیم برگر کیا ہوتا ہے...... اب یہ تمہاری لاڈلی ایسی نخھی بھی نہیں ہے...... پڑھی لکھی ہے...... دیکھو مدا اسے سنبھالو ورنہ اچھا نہ ہوگا...... میں نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ...... بس بوابس...... کہیں پہ تیر کہیں پہ نشانہ...... یہ باتیں اچھی نہیں ہیں اگر کسی نے سن لیا تو تمہاری خیر نہیں ہے...... بوا نے غصہ میں زور زور سے ہاتھ نچا نچا کر بولنا شروع کر دیا...... اے میں نے کیا غلط کہا نوز شریف صحیح تو کہوے ہے کہ جس کی بہن وزیر اعظم ہو اور اس کا بھائی اس بے دردی سے مارا جائے...... یہ سب سازش ہے...... ہاں...... اب تو میں بھی کہوں ہوں کہ اللہ کرے امریکہ اس کی کرسی چھین لے...... بہت ہوگیا...... میں خوب جانوں ہوں کہ یہ اقتدار کیا ہووے ہے...... میں نے تاریخ نہیں پڑھی تو کیا ہوا سنی تو ہے کہ سلطنت اور حکومت حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنے باپ کو قید خانہ میں ڈال دیا تھا...... پوتے نے دادا کی آنکھیں نکلوادی تھیں...... جہاں کوئی بادشاہوں کے خلاف بولا زن بچہ کو لہو پلوا دیا...... جمہوریت میں حکومتیں نہیں چلتیں...... یہ کرسی انسان کو بڑا مغرور بنا دیوے ہے...... عورت ہو یا مرد...... اپنے آگے کسی کو نہ سمجھے...... بس جو اونچی آواز سے بولا زبانیں کھچوا دیں...... آنکھیں نکلوادیں...... دلوں پر ایسا خوف بٹھایا کہ لوگ جھوٹ کو سچ کہتے ہیں...... اب دیکھو نا...... باہر بیٹھ کر تمہاری بی بی بیٹھی کیسی امن کے راگ الاپ رہی ہیں ان ہی کی حکومت میں بھائی کس بے دردی سے مارا گیا...... اس کا کہیں ذکر نہیں ہے...... بس یہی لفظ بار بار دہرا رہی ہیں...... ملک میں امن امان ہے جمہوریت مستحکم ہے...... اب تم ہی بتاؤ...... یہ امن و امان ہے کیا مستحکم جمہوریت ایسی ہوتی ہے...... کیا صحیح تنقید کرنے والوں پر اسطرح جھوٹے مقدمے قائم کئے جاتے ہیں...... کیا جمہوریت میں ماں، بہن، کی پہچان بھی ختم ہو جاتی ہے...... کیا اپنے ہی بھائی قصائی بن کر لوگوں کو ذبح کرتے ہیں...... اب تم چپ کیوں ہو جواب دو...... ارے غنوی اچھی بھلی سا گن نے کس دل سے بیوگی کا جوڑا پہنا ہوگا خدا یہ دن کیس کو نہ دکھائے...... بوا کی تقریر سن کر

ہمیں ذرا تعجب نہ ہوا کیونکہ یہ تو سارے زمانے کی صدا ہے...... ہو سکتا ہے کہ ہمارا ہی کوئی کالم بوا نے کسی سے پڑھوا کر سن لیا ہو...... اب یہ ہمارے سامنے ہماری ہی زبان بول رہی ہیں ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ بوا نے سر پر برقع ڈالتے ہوئے پھر دل کی بھڑاس نکالی اور یہ جا وہ جا...... ہم نے شکر ادا کیا کہ بوا کی مزید لعن طعن سے بچ گئے......!

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو

ابھی تو ہم خود بھی اگلے وقتوں کے ہونے والے ہیں......!!

....

حضرت داغ کا دھرنا

شیشے کے گھر میں خواب سجانا

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

دھرنے سے کیا ڈرنا آخر دھرنا ہے......

وہ لوگ بھی کتنے پاگل ہوتے ہیں جو شیشے کے گھر میں بیٹھ کر اپنے خوابوں کو سجاتے ہیں اور کچھ ایسے جاندار بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی جان سے زیادہ اقتدار عزیز ہوتا ہے...... جان جاتی ہے جائے...... مگر مسند اقتدار سلامت رہے...... اسی قسم کا کچھ حال احوال وطن عزیز کا بھی ہے ہڑتالیں...... قتل وغارت گری...... یہ تو بہت چھوٹی چیزیں لگتی ہیں...... تین سالوں میں عوام اس کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ پولیس مقابلے بھی ایک عام سی بات ہو گئی ہے کسی پر بھی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا...... نہ یہ باتیں حاکموں پر اثر انداز ہوتی ہیں اور نہ حکومت پر...... ملک کے معاشی حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں...... حکومت تو ہر ماہ ہی ٹیکسوں میں اضافہ کر کے اپنا خسارہ پورا کر لیتی ہے...... رہ گئے عوام وہ بے چارے کدھر جائیں...... کس سے فریاد کریں...... ان کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ پر امن احتجاج...... مگر اس پر امن احتجاج سے کوئی بھی مسئلہ کسی بھی حکومت سے حل نہیں ہوا...... سچ بولنا اور حق کے لئے لڑنا عین عبادت ہے...... ظالم اور جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا بھی جہاد ہے...... ہم تو تین سال سے سر پر کفن باندھ کر مسلسل جہاد کئے جا رہے ہیں وہ بھی تن تنہا...... مگر شکر ہے کہ اب دوسروں کو بھی اس کا احساس ہو گیا ہے کہ واقعی ہم حق پرست ہیں پھر یہ دیکھیے ہمارے قاضی حسین احمد صاحب جماعتِ اسلامی کے سربراہ ہیں...... بہت اچھا بولتے ہیں اور سوچتے بھی ہیں...... غصہ ان کو کبھی کبھی آتا ہے...... مگر جب آتا ہے تو جانے کا نام ہی نہیں لیتا...... خود چلے جاتے ہیں مگر غصہ نہیں جاتا اس دفعہ انہیں پورے تین سال بعد غصہ آیا ہے......

کب زباں کھولی ہماری لذت گفتار نے

پھونک ڈالا جب چمن کو آتش اغیار نے

بہر حال دیر آید...... درست آید...... یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کی جماعت بڑی منظم جماعت ہے...... حتیٰ کہ خواتین کی بھی اسی طرح نظم وضبط کا مظاہرہ کرتی ہیں جس طرح کے ان کو احکامات ملتے ہیں...... بہر حال سیاست میں انہوں نے نئی اصطلاح نکالی دھرنا...... ہم نے تو حضرت داغ کا دھرنا سنا تھا کہ ......

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے   لاکھوں لوگوں نے ہٹایا نہ ہٹے

خواہ وہ کسی کے بھی کوچے یا دربار میں بیٹھے تو پھر نہ اٹھے جب تک اپنا لوہا نہ منوالیا...... پوری دنیا کی آنکھیں اور کان اسی میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھیں قاضی صاحب کا دھرنا کیا رنگ دکھاتا ہے...... کیونکہ اس دھرنے کا اتنا پروپیگنڈہ ہو چکا تھا اور ہر شخص اپنے تئیں بے چین تھا کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا ...... ایک تو مرتضیٰ بھٹو کا قتل سے پہلے ہی حکومت خوفزدہ تھی...... دوسرے قاضی صاحب کا 'دھرنا' جس میں حزب اختلاف کے قائد میاں نواز شریف مع اپنے ہمراہیوں کے دھرنے کی حمایت میں بیان داغ چکے تھے...... ایک واحد ہم تھے جو کہتے تھے بی بی اس دھرنے کو بھی گھول کر پی جائیں گی ...... جب تک امریکہ بہادر ان کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے بی بی کا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا...... روپے کی قدر میں کمی کر کے قرضے کے ریٹ بڑھانا تھے سو بڑھا لئے...... دوسرا کام ان سے لینا تھا اسرائیل کو تسلیم کرلیا جائے...... جو بے حد مشکل کام ہے...... جتنے بھی ملکی معشیت کو تباہ کرنے کے کام ہیں سب بی بی کے ہاتھوں انجام پائیں گے...... اتنیسی بات قاضی صاحب نہ سمجھ سکے اور علامہ اقبال کے اس شعر کی منہ بولتی تصویر بن گئے......

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ   مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اب اس عقل پر تو ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ایک طرف تو گھن گرج والی توپیں...... آنسو گیس کے گولے...... گھڑ سوار پولیس و پیادہ پولیس...... آستین میں چھپی پولیس جگہ جگہ بکتر بند گاڑیاں انکے مقابلے میں آپ نہتے نکل کھڑے ہوں...... کیونکہ آپ کے پاس کچھ ہے ہی نہیں...... فوج ان کی ......

پولیس اپنی......رینجرز ان کے...... بابر ' ان کے اور آپ کے پاس تو اکبر بھی نہیں ہیں پھر یہ کیسا دھرنا تھا......بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا......حکومت کی طرف سے راستے بند......تمام وسائل بند......ایسی جمہوریت ساری دنیا نے دیکھی کہ اپنے ہی ملک میں اپنے ہی لوگ اجنبی ہو کر رہ گئے......کسی نے کچھ کہا......نہیں بلکہ اس دھرنے میں بھی اور اس کے بعد بھی بی بی سی کی آواز گونجتی رہی......یا پھر بابر کی دھمکیاں......وہی مثل ہے انسان نہیں مرتا تو بڑی بڑی بیماری سے نہیں مرتا اور اگر خدا چاہتا ہے تو ایک ٹھوکر سے بھی مر جاتا ہے......بس دیر ہے اندھیر نہیں ہم تو مایوس نہیں ہیں...... ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا......قاضی صاحب کے دھرنے کا ایک فائدہ ہوا کہ اگر خدانخواستہ ہم بھی برسر اقتدار آ گئے تو قاضی صاحب کے حوالے سارا ملک کر دیں گے مگر فوج کا محکمہ قاضی صاحب کو کبھی نہیں دیں گے......کیونکہ ان کا خیال یہ ہے کہ......

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

....

طوطا مینا کی کہانی......؟

شداد کی جنت کا ماجرا

قدرت کا قانون اور آدمی کا قانون

طوطا...... مینا کی کہانی ہو گئی پرانی ...... لیکن کہانی پرانی ہونے کے باوجود بالکل نئی لگتی ہے...... ایسا لگتا ہے کہ یہ کہانی انسانوں پر دہرائی جا رہی ہے...... ہم کہانی لکھتے ہیں...... مطلب آپ سمجھیں اگر نہیں سمجھیں تو پھر خدا سمجھے......! ہاں تو ایک طوطا تھا اور ایک مینا تھی...... دونوں میں بڑی دوستی تھی...... سب لوگ مل جل کر رہتے تھے...... اگر ایک بھوکا ہوتا تو دوسرا اپنے حصہ کا کھانا بھوکے کو کھلا دیتا...... اسی طرح بڑے مزے سے دن رات گزر رہے تھے...... دونوں ہی کو ایک دوسرے پر بڑا اعتماد تھا...... طوطا...... مینا کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں...... طوطے نے بڑی قربانیوں کے بعد اپنا ایک چھوٹا سا گھر بنایا تھا ...... طوطا تلاش معاش میں نکل جاتا اور طوطی سارے دن اپنے گھر بنانے کی فکر میں لگی رہتی...... شام کو سب مل کر بیٹھتے اچھی اچھی باتیں کرتے...... اپنے اپنے گھروں کو سجانے کے نت نئے طریقے سوچتے رہتے...... آپس میں شادی بیاہ بھی کرتے...... مینا نے بھی اپنے بچوں کی شادیاں طوطے کے بچوں سے کردی تھیں...... اسی اثنا میں بیچاری طوطی مر گئی...... مینا پورے گھر پر حاوی ہو گئی کیونکہ طوطا بیچارہ تو تلاش معاش میں نکل جاتا تھا...... نہ جانے کس نے مینا کے کان بھرے وہ تو دشمن ہو گئی...... کیونکہ لوگ طوطا مینا کی دوستی سے بہت جلتے تھے انہیں متحد ہو کر رہنا ایک آنکھ نہ بھایا اور دشمنوں نے مینا کو ایسی پٹی پڑھائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تو بالکل شداد بن گئی...... طوطے بیچارے کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ گھر پر توجہ دے سکے اس نے تو مینا پر اندھا اعتماد کر لیا تھا...... طوطی کے مرتے ہی اس نے نگاہیں ہی بدل لیں ...... بچوں پر جو ظلم ستم ہو سکتے تھے وہ کرتی تھی...... بچے اگر باپ سے شکایت کرتے تو اور بھی شامت آتی...... بیچارے بچے اپنے ہی گھر میں اجنبی بن کر رہ گئے...... مینا نے کچھ ایسا رعب جمایا کہ سارے پرندے اس سے ڈرنے لگے اور رات دن مینا کی خوشامد میں لگے رہتے کیونکہ وہ تھی بھی خود پرست

شہزادی کی طرح ...... اب تم لوگ پوچھو گے کہ خود پرست شہزادی کون تھی ...... ہاں تو ایک شہزادی تھی وہ اپنے سامنے بڑے بڑوں کو نہیں گردانتی تھی اسے اپنی خوبصورتی اور اپنی عقل پر بھی بڑا ناز تھا ...... وقفہ وقفہ کے بعد آئینہ دیکھتی رہتی اور اپنی خوبصورتی پر ناز کرتی ...... اور جب دربار میں آتی تو ہر آدمی کی عقل وفراست دیکھ کر بات کرتی ...... لوگ بڑے ہوئے ...... اس کا شوہر بڑا ہی لالچی قسم کا آدمی تھا ...... یہ ایک شہزادی تھی تو وہ ایک عام شہری تھا ...... اس نے شہزادی کی طاقت سے پورا فائدہ اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے کروڑ پتی تو چھوڑ ارب پتی بن گیا ...... شہزادی کو اپنی عقل وفراست پر ناز تھا تو اس کے شوہر کو اپنی دولت پر ناز تھا ...... دونوں گھمنڈی روزانہ ہی کوئی نہ کوئی پلان بناتے کی مزید دولت کیسے جمع کریں تاکہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اپنے محل کھڑے کریں آخر انہوں نے اپنی سلطنت سے دور ایک بہت بڑا محل تیار کرایا اور محل تیار ہونے کی خوشی میں انہوں نے زبردست دعوتیں دیں ...... لیکن بات کھل گئی کہ یہ سب کس خوشی میں ہو رہا ہے ...... ایک دن شہزادی نے اپنی ایک سہیلی کو رازداں بنا کر اسے اپنے دل کی تمام باتیں بتادیں اور یہ بھی بتادیا کہ تم میرا محل دیکھو گی تو بالکل 'جنت نشاں' ہے ...... سہیلی بڑی دور اندیش تھی ...... کہنے لگی تم نے شداد کا قصہ سنا ہے ...... یا قرآن شریف میں پڑھا ہے ...... شہزادی نے کہا میں تو صرف تسبیح پڑھتی ہوں قرآن نہیں پڑھتی ...... سہیلی نے کہا کہ میں تمہیں شداد کا قصہ سناتی ہوں ...... ایک آدمی تھا وہ بڑا مغرور تھا ...... بس یہ سمجھو کہ وہ اپنے آپ کو نعوذ باللہ ...... اللہ میاں سمجھتا تھا ...... کہنے لگا کہ اللہ میاں نے تو اس جہاں میں جنت بنائی ہے ...... میں اسی جہاں میں جنت بنا کر دکھاؤں گا ...... بہرحال اس نے سالہا سال محنت کی دودھ اور شہد کی نہریں بھی نکال دیں ...... فیروزے اور ہیروں سے جڑی دیواریں بھی کھڑی کردیں غرض یہ کہ ہر وہ چیز موجود تھی جس کا ذکر جنت کے باغوں میں ملتا ہے ...... اس نے حکم دے رکھا تھا کہ میری جنت خدا کی جنت سے مختلف نہیں ہونی چاہیے ...... جو بھی سنا ہے یا جو بھی پڑھا ہے سب کچھ میری جنت میں سما جائے ...... آخر بڑی محنتوں کے بعد شداد کی جنت تیار ہوگئی ...... بڑی خوشیاں منائی گئیں ...... شداد کے لئے بہت ہی خوبصورت گھوڑا تیار کیا گیا تاکہ شداد اس گھوڑے پر بیٹھ کر اپنی جنت کا نظارہ کرے ...... خیر شداد صاحب بڑے ہی کروفر سے

گھوڑے پر بیٹھ کر اپنی جنت پر سے پیر بھی نہ اتارنے پائے تھے کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور شداد صاحب اپنے جنت دیکھے بغیر ہی پرلوک ' سدھار گئے سہیلی تو یہ کہانی سنا کر چپ ہو گئی اور دل ہی دل میں اپنی جان کی سلامتی کی دعائیں مانگتی اپنے گھر کو سدھاری...... خیر ہمیں کیا شہزادی اور اس کی سہیلی سے لینا دینا...... ہم تو طوطا مینا کی کہانی لکھ رہے تھے...... ہاں تو مینا نے تو سارے ہی پرندوں سے آنکھیں بدل لیں...... حالانکہ آنکھیں بدلنے میں طوطا مشہور ہے سارے پرندے خوف کے مارے مینا کا حکم مانتے...... جنگل کے سارے قوانین کی وہ مالک جو تھی...... اسے قدرت کے قانون کا کیا پتہ...... اس کے ظلم وستم دیکھ کر چپکے چپکے اس کے خلاف محاذ بنتا گیا اور بنتا ہی چلا گیا...... بظاہر لوگ مینا کی چاپلوسی کرتے اور گھر آ کر خفیہ میٹنگیں کرتے کہ کسطرح اس کا غرور توڑا جائے...... اس کے ظلم اتنے بڑھ گئے کہ قدرت نے بھی مظلوموں کا ساتھ دیا...... آخر سفید ہاتھیوں کا ربار لگا...... قارئین ہمیں معاف کر دیں...... سفید ہاتھی نہیں لکھنا چاہ رہے تھے...... کیونکہ یہ لفظ کہنے سے زندگیاں خطرے میں پڑ جاتی ہیں...... پھر اس کے بعد...... ہمیں نہیں معلوم کیا ہوا...... جو کوئی یہ کہانی پوری کر دے گا...... وہ انعام کا حقدار ہوگا......!!

....

پانچ ماہ سے اساتذہ کو تنخواہ نہیں ملی

پروفیسروں کا بیگار کیمپ

سفارشی اساتذہ کی تقرری کا مسئلہ

سب ہی کو معلوم ہے کہ ہم انتہائی بدتمیز واقع ہوئے ہیں کبھی کسی کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے...... ہاں البتہ کسی ٹیچر یا پروفیسر کو دیکھ کر انتہائی ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ نہ بیٹھ جائیں ہم اسی طرح کھڑے رہتے ہیں...... جسطرح ایک ماں دکھ جھیل کر اپنی اولاد کو پال پوس کر بڑا کرتی ہے اور انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتی ہے...... بالکل اسی طرح ایک استاد بھی ایک اچھا انسان بنانے کیلئے اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا دیتا ہے...... ایک ناتجربہ کار کو وہ تجربہ دیتا ہے اور ایسے عقل وشعور سے نوازتا ہے کہ خود گھاٹیوں میں گر جاتا ہے لیکن اپنے شاگرد کو اچھے سے اچھا مقام دلانے میں کوتاہی نہیں کرتا آج جتنے بھی لوگ اونچی اونچی کرسیوں پر براجمان ہیں وہ اسی استاد کا تصدق ہے...... اپنے شاگردوں کو بام عروج پر پہنچانے والا خود کتنی کسمپرسی کی زندگی گزارتا ہے یہ کبھی کسی نے سوچا تک نہیں ...... ہم نے اپنے پچھلے کالموں میں وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کا تذکرہ کیا تھا ...... لیکن ہم نے سوچا خود بھی جا کر اس کالج کی حالت زار کا معائنہ کرنا چاہیے...... اور ہم پرنسپل کو فون کر کے ان سے ملنے چلے گئے...... ہمارا یہ پہلا اتفاق تھا کہ ہم نے کسی کالج کا براہ راست معائنہ کیا ہو...... یہ کالج وفاق سے تعلق رکھتا ہے اس میں ہر قسم کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں ...... شعبہ قانون ...... اسلامیات...... اور دیگر مضامین کے الگ الگ شعبے ہیں ہم نے جیسے ہی کالج میں قدم رکھا...... سامنے ہی مختلف قسم کے بینرز لگے ہوئے تھے...... کچھ بینرز پنجابی پٹھان کی غمازی کر رہے تھے تو کچھ پیپلز پارٹی اور دیگر جماعتوں کی نمائندگی کرتے نظر آئے ہم نے پرنسپل صاحب کا کمرہ پوچھا تو طلبا نے انتہائی شائستگی سے کمرے میں پہنچا دیا...... سامنے ہی کرسی پر اردو کالج کے پرنسپل سجاد صاحب تشریف فرما تھے...... ہمارا بڑا پرتپاک استقبال کیا وہ طلباء اور پروفیسروں کے ہجوم میں اتنے گھرے ہوئے تھے

کہ ہمیں سوالات کرنے کا موقع نہ ملا...... ان کی مصروفیات دیکھ کر ہما کالم خود بخود تیار ہو گیا...... جو بچے داخلہ کے لئے آ رہے تھے ان کی رہنمائی بھی پرنسپل صاحب خود ہی کر رہے تھے اور انہیں اسی اچھی طرح سمجھا رہے تھے جیسے کوئی شفیق باپ اپنے بیٹے کی رہنمائی کرتا ہے...... حتیٰ کہ کالج کے چپڑاسی کے کام کے لئے بھی اتنی ہی سنجیدہ تھے جتنے کہ طلباء اور پروفیسرز کے لئے...... ہم انتہائی توجہ سے پرنسپل صاحب کا گہرا مطالعہ کر رہے تھے ہم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے پروفیسر صاحب سے پوچھا کیا سجاد صاحب روزانہ ہی اتنا کام کرتے ہیں......؟ انہوں نے مسکرا کر کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے...... اتنے مہربان اور مشفق پرنسپل ہیں کہ ہمارے مطالبات منوانے کیلئے وائس چانسلر اور حکومت تک ہماری آواز پہنچاتے ہیں...... غرضیکہ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہی کرتے ہیں...... اب تک جتنے پرنسپل آئے ان میں سب سے زیادہ ایماندار اور محنتی ہیں...... حالانکہ ہم یہ باتیں چپکے چپکے کر رہے تھے لیکن اس خاموشی کی گفتگو میں بھی کسی نے بھی اپنے پرنسپل سجاد صاحب کی برائی نہیں کی...... اسی اثنا میں ہمارے لئے گرم گرم چائے آ گئی...... باتوں کا سلسلہ کچھ دیر کے لئے منقطع ہو گیا جوں جوں وقت گزر رہا تھا...... سجاد صاحب اتنے ہی مصروف ہوتے جا رہے تھے...... کچھ وقفہ کے بعد پروفیسر صاحبان کا ایک وفد آیا...... جو انتہائی غصہ کی حالت میں تھا...... آتے ہی پرنسپل صاحب پر برس پڑا...... سر ہمیں پانچ ماہ سے تنخواہ نہیں ملی ہمارا پیشہ تو صرف درس و تدریس ہے...... ہم رشوت خوری کر کے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالیں...... آپ اوپر کے دباؤ میں آ کر پروفیسروں کی بھرتی کئے جا رہے ہیں ہماری تنخواہیں دینے کے لئے آپ کے پاس پھوٹی کوڑی تک نہیں...... مزید بھرتی کر کے آپ کیسے یہ خسارہ پورا کریں گے......؟ آپ وفاقی وزیر تعلیم سے بات کیوں نہیں کرتے کہ اب میں سفارشی پروفیسر بھرتی نہیں کر سکتا...... اگر بھرتی کا یہی عالم رہا تو ان کی تنخواہیں کیسے ادا کی جائیں گی...... ان کی بھرتی پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اچھا ہے لوگوں کو نوکریاں ملیں......! لیکن اپنے ساتھ اپنی تنخواہوں کا بھی بجٹ لے کر آئیں...... ورنہ آپ سخت ایکشن لیں...... ہم سب آپ کے ساتھ ہیں...... یہ بات ان پروفیسر صاحب نے کہی جو سب پروفیسروں کی نمائندگی کر رہے تھے...... اور بات بھی بالکل حق پر تھی...... لیکن ہم یہاں ان پروفیسر صاحب کا

نام تھوڑا ہی بتائیں گے...... اگر نام بتا دیا تو ان بیچاروں کی کھال ہی کھینچ لی جائے گی کیونکہ یہاں پر تو آوے کا آوا ہی انگارہ ہے...... ان کی طرف دیکھتے ہوئے پورا جسم جھلس جاتا ہے...... بہر حال جو بات بھی کی کھری اور صاف ستھری بات تھی...... !ان کی اس جذباتی تقریر پر پرنسپل صاحب نے بڑے ہی تحمل سے فرمایا...... کہ میں نے آپ لوگوں کا مسئلہ اوپر تک پہنچا دیا ہے...... اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پرانے پروفیسروں کو دینے کے لئے تنخواہیں نہیں ہیں تو ہم نئے اساتذہ کو تنخواہیں کہاں سے دیں گے...... لہذا اردو کالج کا بجٹ بڑھایا جائے...... ہم یہ سوچتے ہی رہے کہ پرنسپل صاحب کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ثابت ہوگی...... ہماری حکومت انصاف اور قانون کے اصولوں کو ختم کر کے ایک اپنا ذاتی قانون بنا چکی ہے...... جسمیں صرف حکم چلتا ہے...... مانو...... اور نہ مانو تو سب کی چھٹی ...... ویسے ہی بیکاری بہت ہے...... ایسا لگتا ہے کہ اس حکومت نے پروفیسروں کے لے بیگار کیمپ قائم کر دیا ہے...... مزدوری بھی لیتے ہیں اور تنخواہوں کا ذکر تک نہیں کرتے...... زمینداروں کے بیگار کیمپ میں کم از کم ایک وقت کی روٹی تو مل جاتی ہے...... یہاں تو پروفیسر کے ساتھ بیوی بچے بھی بیگار کیمپ کے باسی ہو کر رہ گئے ہیں جہاں پر ایک وقت کی روٹی میسر نہیں ہے...... اتنے دردناک حالات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں...... واقعی یہ بیچارہ مظلوم طبقہ کہاں جائے...... پڑھا لکھا سفید پوش طبقہ ہے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا...... حتی کہ اپنی محنت کی کمائی پر بھی اس کا اختیار نہیں ہے...... ہم وزیر تعلیم اور حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا اس مظلوم طبقہ کی طرف بھی ایک نظر اٹھا کر دیکھیں...... حالانکہ ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو بھی طبی سہولیتں اور رہائشی پلاٹ دیئے جائیں اس کے باوجود بھی یہ کچھ بھی تو نہیں مانگتے...... صرف اپنی محنت اور حلال کی کمائی مانگتے ہیں...... !کوئی بلاؤ کہ ہم بتائیں کیا......

....

زرد صحافت اور زرد سیاست

حکم کسی کا دستخط کسی کے

نند کے بعد بھاوج کی سیاست

سوچنے والی بات تو یہ ہے کہ جب ہم اپنا ہی لکھا ہوا نہیں پڑھ سکتے تو پھر دوسرے کا لکھا ہوا کیسے پڑھیں گے...... اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ہم صرف لکھ سکتے ہیں پڑھ نہیں سکتے...... لکھ دیا سو لکھ دیا...... اور جو سمجھ میں آیا پڑھ لیا...... اب آپ ہی دیکھیں کہ ہم نے زرداری کو ہمیشہ آصف میاں لکھا ہے...... جونکہ آگے ہمیں پڑھنا نہیں آتا...... جب بھی پڑھتے ہیں تو آصف زرد آری ہی پڑھتے ہیں...... کیونکہ ہمارے ملک میں جب سے زردہ کا رواج ہوا ہے...... ہر کوئی اسکی زد میں ہے...... اخبار والے بیچارے اچھے بھلے صحافی...... خون پسینہ ایک کر کے خبریں لاتے ہیں پھر جان ہتھیلی پر رکھ کر خبریں چھپواتے ہیں پھر بھی ان پر الزام یہی آتا ہے کہ یہ زرد صحافت ہے...... ہاں صحافت بھی کبھی رنگین ہوتی تھی وہ بھی 'چاند' کے رسالے تک محدود تھی یا پھر کبھی کبھی اخبارات اپنے حاشیہ پر شوخیاں یا ظرافت لطیف کے عنوان سے کبھی کبھی چٹکلے شائع کر کے روتوں کو ہنسانے کی کوشش کرتے ہیں...... ایڈیٹر صاحبان یہ جانتے ہیں کہ روتے بسورتے نصیبوں جلے کیا ہنسیں گے...... مگر کوشش کرنے میں کیا حرج ہے...... لو بھئی ایک تو ہنساؤ...... خبریں سناؤ...... جان جوکھوں میں ڈالو پھر بھی حصہ میں زردی ہی آئیگی...... اچھا ہے کہ کہنے والے نے 'زرد' پر ہی زیادہ زور دیا...... اور اسی کشمکش میں سرخی اچھی بھلی نکل گئی...... ہاتھ ملتے رہ جاؤ...... زرد صحافت پر...... زرد صحافت سے بات بڑھی تو زرد سیاست پر آ پہنچی ہم کہتے ہیں کہ سیاسی چہرہ بہت کم زرد نظر آئے گا...... ہمیشہ سرخ رہتا ہے...... اقتدار کے نشہ میں اور کبھی کبھی تو اتنا سرخ ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پاؤں سے خون ہی خوں ٹپکتا نظر آتا ہے...... تو پھر اس کو کہتے ہیں خونی سیاست جس میں اچھے بھلے انسان خونی بھیڑیئے بن جاتے ہیں...... اور جب ذکر بھیڑیئے کا آ ہی گیا ہے تو ایک غلطی اور بتا دیں کہ جنرل بابر کو ہم ہمیشہ ہی جنرل ببر پڑھتے رہے ہیں...... پتہ نہیں کیوں

......؟ منہ سے باہر نکلتا ہی نہیں ...... بس ہر ایک کے سامنے اوٹ پٹانگ بول دیتے ہیں نہ زردی دیکھتے ہیں اور نہ سرخی ...... جب بھی ہم غور سے جنرل بابر کی تصویر دیکھتے ہیں تو ہمیں تو ببر ہی نظر آتے ہیں ...... امید ہے کہ آئندہ آپ غور سے جنرل بابر صاحب کی تصویر دیکھیں گے اور ساتھ میں یہ شعر بھی پڑھیں گے

چیریں گے ہم شیر کا کلہ ...... انشاء اللہ انشاء اللہ ...... ہاں تو بات ہو رہی تھی لکھنے پڑھنے کی ...... ہم کسی کو کیا کہیں گے اپنی ہی غلطیاں بیان کر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں شوخیاں کے عنوان سے پڑھیں ...... ہمارے کالم کا جو مرضی حشر کریں ...... ہم نے لکھ دیا ...... سیاہ سفید کے مالک آپ ہیں ...... آصف میاں کو زرد آری کہتے اب ڈر نہیں لگتا کیونکہ ان کے چہرے پر جو خطرناک سائرن تھا اس کا تو وہ تیا پانچہ کر ہی چکے ہیں اب ڈرے ہماری بلا ...... ان زرد آری صاحب نے بڑے بڑے زرد معرکے سر کئے ہیں ...... کوئی ایک انوکھا معرکہ ہو تو بتائیں سارے ہی انداز انوکھے ہیں ...... وہی مثل ہوگئی بغل میں بیوی منہ پہ رام رام ...... کیا کریں پھر محاورہ الٹا ہوگیا ...... چلو یہ بھی ٹھیک ہے ...... بغل کی بیوی تو یہ جاوہ جا ...... اڑن کھٹولے پہ اڑ جاؤں تیرے ہاتھ نہ آؤں ...... آگے آگے دیکھئے کیا تماشہ ہوتا ہے ...... پاکستانی قوم اب تماشے ہی دیکھنے کے لئے زندہ ہے ...... اب صدر صاحب بھی واقعی صدر پاکستان بن چکے ہیں ان کے اوپر جو جیالے صدر کی چھاپ لگی تھی وہ ان کے ایک ہی بیان سے دھل گئی ...... زرد صدر سے اب وہ بھی سرخ صدر بن چکے ہیں ...... اگر صدر صاحب نے واقعی اپنے کہے کو سچ کر دکھایا تو بڑے بڑے جفادری اسی سرخ آگ میں جل جل پھانسی مریں گے ...... اور نہ معلوم کتنے پھانسی چڑھیں گے ...... سچ کہا ہے ...... خدا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں ...... ہم نے جب اس تین سالہ دور کا تجزیہ کیا تو سب فساد کی جڑ زرد آری صاحب نکلے ...... ملک کو رشوت خور بنانے حتیٰ کہ چپراسی کی نوکری کے لئے بھی رشوت ...... نوکریاں بٹ رہی ہیں بالکل بندر بانٹ کی طرح ...... ڈگری ہو یا نہ ہو اس سے بحث نہیں ...... بس جیالا ہونا شرط ہے ...... پولیس کے ساتھ جعلی مقابلے کا رواج بھی ایک شاندار یادگار ہے ...... نہ معلوم کتنے ہی اس زرد آری کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں ...... اتنا خون پینے کے باوجود اتنے ظلم

وستم توڑنے کے بھی یہ آری زرد کی زرد ہے...... کہنے کو تو زرد آری ہیں...... لیکن وزیراعظم بھی یہی حضرت ہیں اور وزیراعلیٰ بھی...... حکم ان کا چلتا ہے دستخط وزیراعلیٰ صاحب کے ہوتے ہیں...... بعض مقامات پر تو وزیراعلیٰ صاحب ہمارے ہی بھائی بند نظر آتے ہیں صرف دستخط کردیتے ہیں پڑھ نہیں سکتے کہ لکھا کیا ہے کہیں اپنے ہی ہاتھوں اپنوں کا خون تو نہیں کررہے ہیں...... ہمیں تو اب سکون کے آثار نظر آرہے ہیں......سنا ہے کہ مرتضے بھٹو کی بیوہ غنوی بھٹو نے بھی سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کرلیا ہے...... ان کو ابھی وقت چاہیے...... نہ معلوم کتنے عرصے میں اردو سیکھیں گی...... فی الحال تو لکھنے والے لکھ کردے ہی دیں گے......اوراس طرح کرسی تک پہنچنے کے لئے تھوڑا بہت کام چلتا ہی رہے گا اور جب تک بی بی واپس آئیں گی ان کی بھاوج غنوی بھٹو کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہوں گی...... اب دیکھیں ان نند بھاوج کی سیاست میں کتنی زردی ہوتی ہے...... پاکستان میں تو بس اب یہی ہے...... زرد سیاست...... زرد صحافت اور زرد آری...... اب دیکھنا یہ ہے کہ سرخ سیاست...... سرخ صحافت اور سرخ آری کا زمانہ کب آتا ہے......؟ ہم نے کیا لکھا ہے...... کچھ نہیں معلوم...... کیونکہ ہم لکھا ہوا پڑھ نہیں سکتے......اس لئے ہمیں کچھ نہ کہا جائے۔ مہربانی ہوگی......!!

....

ہم سرے کا محل دیکھ آئے

سر پر چاند ستارے اور آسمان

کوئن الزبتھ کے محل سے اچھا محل

ہم اتنے عرصے سے غیر حاضر ہیں...... کسی نے جھوٹے منہ بھی نہ پوچھا کہ بی محمودہ کہاں سدھار گئیں ......ہمیں کیا کوئی پوچھے نہ پوچھے ہماری بلا سے...... ہمیں کسی سے کیا لینا دینا...... بلکہ ہم ہی اس روتی بسورتی صورتوں پر ذرا سا قدغن لگا دیتے ہیں......ارے نہ پوچھو......! ہم خود ہی بتا دیتے ہیں...... کیونکہ ہم خود پیٹ کے اتنے ہلکے ہیں کہ چھلکے بھی ہضم کرنا دوبھر ہے...... پھر جو ہم بتانے جا رہے ہیں وہ تو بہت بڑی بات ہے......!

اخبارات میں آج کل بے نظیر درجہ کے بے نظیر محل کا بڑا چرچا ہے...... بین الاقوامی نشریاتی ادارے بھی لندن میں خریدا گیا سرے کا محل بڑی آب و تاب کے ساتھ دکھاتے رہتے ہیں...... آپ خود جانتے ہیں کہ محمودہ بھی پڑھی پڑھائی پٹی نہیں پڑھتی جب تک آنکھوں سے خود نہ دیکھ لے...... ویسے بھی محل دیکھنا کسے اچھا نہیں لگتا...... ایسی قسمت کہاں کہ محلوں میں رہیں اور عیش و آرام کریں...... ہم مقدر ہی ایسا نہیں لائے...... تو پھر گلہ کس سے کریں...... ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ ہمیں محلات دیکھنے کا جنون کی حد تک شوق ہے...... کبھی کبھی ہذیانی کیفیت جب طاری ہوتی ہے تو کسی بھی بڑے گھر کو محل کہہ دیتے ہیں اور بڑے کھانوں کو دعوت شیراز کہتے ہیں...... بس دل اتنا گھبرایا فوراً ٹکٹ کٹا اور لندن پہنچ گئے ......اب آپ پوچھیں گے...... کیسے پہنچیں......؟ بس یہی شرط ہے کہ آپ کچھ پوچھیں گے نہیں صرف سرے محل کی آواز ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی سے سنیں گے...... جس نے کبھی پکی جھونپڑی نہ دیکھی ہو اس کے لئے تو یہ بہت بڑا خواب ہے...... ہاں تو ہم لندن گئے اور سب سے پہلے اپنی ایک کزن کے گھر گئے اور جاتے ہی پوچھا اے بہن یہ تو بتاؤ سرے ہے کہاں...... یہیں کہیں لندن میں ہوگا...... ہماری کزن ہم کو گھورتی ہوئی بولیں...... اے محمودہ کیا او نگی بونگی بک رہی ہو نہ سلام نہ دعا نہ خیر و عافیت اتنے

ہی سرے کا پتہ پوچھ رہی ہو...... کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئیں......؟ ہم نے کہا تم تو یہاں لندن میں بیٹھی
عیش کر رہی ہو...... تمہارے اس سرے کے بچے نے پاکستان میں ایک قیامت مچا رکھی ہے...... کیونکہ
ہماری بی بی نے کوئن ایلزبتھ سے بڑا محل خریدا ہے اور وہ محل سرے میں واقع ہے......! ہماری کزن ہنس
کر بولیں...... اچھا یہ بات ہے...... تم کھانا وغیرہ کھاؤ کل انشاء اللہ ہم تمہیں بی بی کے محل کی سیر کرائیں
گے...... مگر ایک شرط ہے ہم صرف دور سے دکھائیں گے اندر جانا تمہارا کام ہے...... کیونکہ وہاں پر تو
پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا...... ہم نے ان کی شرط منظور کر لی اور کھانا کھا کر سو گئے...... صبح سب سے پہلے
اٹھ کر ناشتہ کیا اور مٹھو کی بولی بولنے لگے چلو سرے کے محل میں...... آخر ہم اپنی کزن کی گاڑی میں بیٹھ
کر سرے پہنچ گئے...... کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت ہی عالیشان عمارت ہے بالکل ملکہ الزبتھ کے محل کی
طرح...... محل کے چاروں طرف سنہری اور روپہلی زنجیروں لگی ہوتی اور زنجیروں کے اس پار نہایت
خوبصورت پھولوں کی کیاریاں ہیں رنگ برنگے پھول عجب بہار دے رہے ہیں...... محل کے چاروں
طرف چوبرجیاں بنی ہوئی ہیں جس میں سیکورٹی کا عملہ ہر وقت متعین رہتا ہے چھ چھ گھنٹہ سے ڈیوٹیاں
بدلتی ہیں...... زنجیروں کے اندر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا...... مگر نا معلوم ہمارا مقدر اچھا تھا جو ہم آنکھ
بچا کر زنجیر کے نیچے سے اندر گھس گئے...... محل کی دیواریں اتنی اونچی کہ سر اوپر کرو تو عورت کا دوپٹہ گر
جائے اور مرد کی ٹوپی ایڑھیوں میں آ گرے...... خیر ہم چھپتے چھپاتے سیکیورٹی کے عملے تک پہنچ گئے
...... ایک کونے میں ایک سپاہی ادھر سے ادھر گشت کر رہا تھا...... شاید وہ ہماری دلی کا تھا جب ہی
تو ہمیں دیکھ کر پہچان گیا...... کہنے لگا بی محمودہ تم آئی ہو یا تمہاری شامت آئی ہے...... ہم نے کہا بھئی
کچھ بھی سمجھ لو ہم اکیلے نہیں آئے ہیں ساتھ میں شامت بھی لائے ہیں...... دلی کا تھا اس لئے زندہ دل
تھا...... کہنے لگا محل دیکھو گی اندھا کیا چاہے دو آنکھیں...... خوشی میں جھوم اٹھے فوراً ہی کہا اور بھیا اتنی
دور ہم محل ہی تو دیکھنے آئے ہیں...... ویسے تو ٹی وی پر دیکھ چکے ہیں...... اب ہم خود دیکھنا چاہتے ہیں
...... اس نے کہا کہ میں پیٹھ موڑے لیتا ہوں...... تم یہ سیاہ لکیر پھلانگ کر اندر نہ جانا اگر اس پر پیر پڑ گیا تو
سمجھ قیامت ہی آ جائے گی...... اس نے پیٹھ موڑی اور ہم جھٹ سیاہ لکیر پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے

......اندر کا نظارہ کیا بتائیں کیسا تھا......

ارے آپ نے امیتابھ اور ریکھا کی فلم سلسلہ تو ضرور دیکھی ہوگی......اس میں ایک سین ہے رنگ برنگی پھولوں کی کیاریاں ہیں بالکل اسی طرح رنگ برنگی پھولوں کی دورویہ کیاریاں میلوں تک پھیلی ہوئی عجب بہار دے رہی ہیں

ایک میل کا فاصلہ طے کر کے اور آگے بڑھے تو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز آئی ......خوف کے مارے انہی کیاریوں میں چھپ گئی......کیاریوں ک بالکل سامنے ایک بہت بڑا نہانے کا تالاب بنا ہوا ہے جسے اب سوئمنگ پول بھی کہتے ہیں......کیا خوبصورت نظارہ ہے حد نظر تک تالاب کے چاروں طرف پھلوں سے لدے پیڑ جھوم رہے ہیں اور تالاب کے ساتھ تھوڑی دور پر زمرد اور فیروزہ سے جڑی ہوئی سونے کی بینچیں پڑی ہیں......سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کریں تو کیا کریں......تالاب سے ذرا فاصلہ پر ایک بہت بڑا محراب نما کمرہ تھا......شاید وہ کپڑے بدلنے کے لئے ہوگا تالاب کے بالکل داہنی طرف بچوں کے لئے ایک مخصوص گوشہ تھا جھولے پڑے ہوئے تھے اور وہ بھی ہر قسم کے...... بالکل پلے لینڈ کی طرح ڈوجنگ کار......اور سرسراتی لہراتی ریل گاڑی......جادو کے کھیل تماشے...... چھوٹا سا ریسٹورینٹ غرضیکہ سبھی کچھ تو تھا......قوم کے ان تین بچوں کے لئے......سب کا کوئی آصف میں نے ٹھیک لیا ہے ایک چیز سے نظر نہیں ہٹتی تھی تو دوسری دل کو بھا لیتی تھی......جگہ جگہ سیکیورٹی گارڈ کے لئے چوکیاں بنی ہوئی تھیں......ہم نے اوپر نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو چھت پر تین چار بیلی کاپٹر بھی کھڑے تھے......

چھوٹی بڑی راہداریاں بھی تھیں......وہاں کنیزوں کے کمرے بنے تھے ان کی سجاوٹ بھی دیکھنے کے قابل تھی کیا مقدر پائے ہیں ان غلاموں اور کنیزوں نے بھی......سنا ہے کہ زنان خانے میں جو ملازم رکھے جائیں گے ان کی زبانیں کاٹ دی جائیں گی یا الٹی کر کے ان کو سی دیا جائے گا تا کہ کوئی زنانی بات باہر نہ آسکے......ہمیں بی بی کا سونے کا کمرہ دیکھنے کا بہت شوق تھا......جلدی جلدی چھپتے چھپاتے سونے کے کمرے تک پہنچ ہی گئے......اے مسبری تھی کم بخت کیا چھپر کھٹ بھی ہوگا......کمرے میں

موٹے موٹے دبیز سبز رنگ کے قالین بالکل گماں ہوتا تھا کہ گھاس پر مسہری رکھی ہے چھت بالکل آسمان کی طرح نیلی اور سا پر چمک دار ستارے بنائے گئے تھے بالکل اصلی چاند ستاروں کا گماں ہوتا ہے......بس دل چاہ رہا تھا گائے جاؤ...... نیلا آسمان چھپ گیا......اس مدہوشی کے عالم میں تھے کہ اچانک پاؤں کالی لکیر پر پڑ گیا پھر تو گھنٹیوں نے شور مچا دیا......دل لگتا تھا کہ اچھل کر باہر آ جائے گا اور ساتھ ہی گھوڑوں نے بھی ہنہنانا شروع کر دیا اب بھاگنے کا کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ محل بالکل بھول بھلیاں تھا......آنا تو آسان ہے واپسی کا راستہ ناممکن......سو ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا شکر ہے کہ آنکھ کھل گئی......ورنہ کتنی قید اور بھگتنا پڑتی... ...!!

....

جیل سے ڈاکو کیسے بھاگے

مٹھی بند کرنے سے حکومت جائے گی

صرف مہاجروں کی چھانٹی کیوں

ڈاکو آ گئے میداں میں...... ہو جا لو...... ہم نے گزشتہ روز یہ خبر اخبار میں پڑھی کہ سکھر جیل توڑ کر پانچ خطرناک ڈاکو فرار ہو گئے ہیں جس کے نتیجے میں سولہ اہلکار معطل کر دیئے گئے ہیں...... واقعہ کچھ اس طرح کا ہے کہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب ڈسٹرکٹ جیل سکھر کے سیل نمبر 10 میں بند اغوا ڈکیتی اور لوٹ مار میں ملوث پانچ خطرناک قیدیوں نے انتہائی مہارت اور ہوشیاری کے ساتھ...... آہنی سریوں اور ہتھوڑوں کی مدد سے جیل کی دیوار میں ایک بہت بڑا سوراخ کیا اور فرار ہو گے...... مزے کی بات یہ ہے کہ جیل کے چاروں طرف فرنٹیر کانسٹیلری اور جیل کا عملہ بھی تعینات تھا اور حفاظت کی غرض سے بجلی کی ننگی تاریں بھی نصب تھیں اتنے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود قیدیوں کا فرار ہونا ایک کھلی سازش ہے...... اس اطلاع پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ سریوں اور ہتھوڑوں کی مدد سے ڈاکو صاحبان دیوار توڑنے میں مصروف ہیں اور جیل کے حکام اپنے کانوں میں سیسہ پگھلائے گپیں ہانکنے میں مصروف ہیں...... چاروں طرف سخت حفاظتی انتظامات ہونے کے باوجود بھی جیل کی دیوار کے باہر اتنا بڑا سوراخ کسی نے بھی دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی...... ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہ کام جیل حکام کی ملی بھگت کے بغیر ناممکن ہے...... دیوار میں ایک ذرا سی کیل بھی ٹھونکو تو کتنی زوردار آواز نکلتی ہے یہ سب ہی جانتے ہیں کجا کہ اتنی موٹی دیوار میں ایک بڑا سوراخ کرنا...... اور کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو...... اب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ جب بھی امن امان کی بات ہوتی ہے یا بھی امن کی کوئی صورت سامنے آتی ہے تو ڈاکوؤں کو دہشت گردی پھیلانے کے لیے جیلوں سے بھاگنے کا موقع دیا جاتا ہے...... جس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے...... یہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہے...... آج تو قیدی دیوار میں سوراخ کر کے بھاگے ہیں...... اس سے پہلے جیل کی سلاخیں توڑ کر بھی خطرناک قیدی فرار ہو چکے ہیں

......جس کے نتیجے میں پورا سندھ دہشت گردی کا شکار ہو گیا کیونکہ یہ خطرناک قیدی سندھ کی جیلیں توڑ کر فرار ہوتے ہیں اس لئے سارا ہنگامہ اور سارا ڈرامہ سندھ کی سرزمین پر کھیلا جاتا ہے......سندھ کی سرزمین پر آگ وخون کی ہولی رچانے سے بہت سے مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں ......جس کو چاہیں ڈاکوؤں کی آڑ لے کر گولیوں سے چھلنی کر دیں......

جب بھی چاہیں دہشت گردی کا الزام لگا کر معصوم نوجوانوں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیں اور پوری دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے ہم ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں ......یعنی خود ہی قاتل ہیں اور خود ہی منصف ٹھہرے......ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی تلاش میں گھر گھر چھاپے مارنا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے......

آنکھوں پر پٹیاں ...... پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر جعلی مقابلہ میں مار دینا بھی زبردست طرم خانی ہے ......لوگوں کے دل نہیں لوگوں کی زندگیاں فتح کر لی ہیں...... یہ سب ڈرامے کسی اور قوم کے ساتھ نہیں کھیلے جاتے یہ کھیل کبڈی تو صرف مہاجروں کے بچوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے اور پھر......مہاجروں کے آنسو پونچھنے کے لئے کوئی بھی آگے بڑھنے کو تیار نہیں ہے......سارا ملک چین اور سکون سے ہے لیکن جب پنجاب میں ایک بھی لاش گرے تو قیامتیں ٹوٹ پڑیں ......گھیراؤ...... جلاؤ کی تحریکوں نے بھی زور پکڑ لیا اب تو دھرنا تحریک بھی کافی زور پکڑ گئی ہے......جب ہم کھل کر کہتے تھے کہ یہ حکومت ظالم ہے......فاشسٹ ہے......اندھی ہے......گونگی ہے...... بہری ہے......اور یہ حکومت صرف انتقام کی سیاست پر عمل پیرا ہے......ہمارے کہے کو سب ہی نے مجذوب کی بڑ سمجھا...... جب خود پر پڑی تو سب ہی توے باندھ کر میدان میں کود پڑے......

ارے بھیا ہم نے اتنے زخم سہے ہیں کہ کسی کا زخم اب زخم نہیں لگتا اتنے جنازے اٹھائے ہیں کہ ایک جنازہ کا اٹھنا لطیفہ لگتا ہے......خیر جب بھی ہوش آ جائے غنیمت ہے......اور ہم نے تو بارہا اپنے کالموں میں لکھا ہے کہ جب تک مٹھی بند نہیں ہو گی یہ حکومت نہیں جاتی ......اور لوگ اسی طرح......روٹی...... کپڑا ......مکان کے لئے ترستے رہیں گے......اگر واقعی پاکستان سے محبت ہے اور پاکستان بنانے والوں کی

اولادوں سے پیار ہے تو پھر ہمارے سنگ تو چلنا ہی پڑے گا...... اب تو تمام لیڈران کرام کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ واقعی مہاجر ایک مظلوم اور ظلم وتشدد سے کچلی ہوئی قوم ہے...... ریاستی جبر اور ناانصافیوں سے بچوں میں بغاوت پیدا ہوگئی ہے کیوں نہ ہو...... جب ہمارے بچے ہاتھوں میں بڑی بڑی ڈگریاں لئے گھوم رہے ہیں لیکن ان کے مقدر میں چپراسی کی بھی نوکری نہیں ہے...... سوال کیا جاتا ہے کہ کون ہو......؟ اچھا مہاجر ہو...... کتنے پڑھے ہو......؟ جناب ڈبل ایم اے کیا ہے...... اچھا ہم پر اب ڈگریوں کا رعب جھاڑ رہا ہے...... لے جاؤ اسے عقوبت خانے میں...... مار مار کر سب کچھ بھلا دو صرف ہماری طرح اس کو انگوٹھا لگانا یاد رہے......تو پھر کچھ سوچیں گے...... جس حکومت میں اتنا ظلم اور اندھیر ہو تو احساس محرومی نہ ہوگا تو کیا ہوگا...... اب تو نئے نئے انداز بھی اپنائے جا رہے ہیں...... واٹر بورڈ...... پی آئی اے...... بینکس...... کسٹم...... ریلوے...... جہاں جہاں پر بھی مہاجر ملازم موجود ہیں ان کی گن گن کر چھانٹی کی جارہی ہے...... اور ڈگری یافتہ مہاجروں کے مقابلے میں انگوٹھا چھاپ جیالوں کی بھرتی شروع ہوگئی ہے...... یقین نہ آئے تو ہم ان تنظیموں سے عاجزانہ گزارش کرتے ہیں جو انسانی حقوق کے نام پر بنائی گئی ہیں...... وہ آئیں اور پاکستان کا ایک ایک سرکاری محکمہ کا ریکارڈ چھانیں تو انہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے لکھنے میں کتنی صداقت ہے...... ہم نے تو حکومتی مظالم کے ڈر سے کچھ بھی نہیں لکھا...... جو کہانی اندر قید ہے...... وہ تو بڑی عبرتناک اور گھناؤنی ہے...... اس کو پڑھنے اور ان کے کرداروں کے مظلوم اور بے بس چہرے دیکھ کر پوری انسانیت کانپ اٹھے گی کہ آج کل کی مہذب دنیا میں اتنے بھیانک انتقام لئے جاتے ہیں...... یہ حکومت باہر سے خوبصورت اور اندر سے اتنی ہی بھیانک ہے...... خود ہی دہشت گرد ہے...... اور دہشت گرد...... دہشت گرد کا شور مچاتی ہے...... ظلم اتنا بڑھ چکا ہے کہ اب سب کو متحد ہو ہی جانا چاہیے...... تاکہ اس ظالم حکومت سے اس طرح چھٹکارا حاصل کریں کہ ان کے مائی باپ بھی دیکھ کر حیران رہ جائیں کہ یہ بازی پلٹی تو کیسے پلٹی......

....

حق مانگنے والا محروم رہا

شہر قائد کے خلاف سازشیں

عوام کو بیدار کرنے کی ضرورت

محترم حکیم محمد سعید صاحب کے نام سے کون واقف نہیں ہے صاف شفاف شخصیت کے مالک..... قد آور شخصیت..... پاکستان کی عزت وآبرو..... سفید شیروانی پر ڈھونڈنے سے بھی آپ کو میل یا داغ نظر نہیں آئے گا..... ملک اور قوم پر قربان ہونے والی شخصیت..... اب بھی حکیم صاحب کی دل خواہش ہے کہ ملک میں قوم کیلئے کچھ کر جاؤں..... تعمیر پاکستان میں ان کا بڑا کردار ہے بڑوں کی تعلیم و تربیت سے جب مایوس ہو گئے تو انہوں نے قوم کے نونہالوں کی تربیت کا بیڑہ اٹھایا مدینۃ الحکمت انکا ایک ایسا ایک کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک حکیم صاحب کا نام روشن رکھے گا دولت........ شہرت اور نام کمانے سے زیادہ نہیں قوم کی فکر ہے..... اسی لئے فکری نشستیں بھی منعقد کرتے رہتے ہیں یہ اور بات ہے ہمیں نہ بلائیں..... مگر ہم ان کی خبر رکھتے ہیں ان کا ہر بیان بڑے غور سے پڑھتے ہیں کیونکہ یہ ایک سچے اور بے لوث انسان ہیں..... ہزاروں افراد ان کے ہمدرد دواخانہ سے مفت میں دوائیں حاصل کر کے صحت یاب ہو رہے ہیں کہ ہم انہیں اپنے والد کا درجہ دیتے ہیں..... چونکہ والد صاحب کے دوستوں اور مہربانوں میں سے ہیں اس لئے ہم ان سے زیادہ ہی عقیدت رکھتے ہیں انہوں نے بھی ہمیں ہمیشہ اپنی بیٹی کی طرح سمجھا اس ناطے ہمارے دونوں بچے حکیم صاحب کو نانا..... جان کہتے ہیں ایسی ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں..... ازراہ نوازش حکیم صاحب کبھی کبھی ہمیں اپنا لٹریچر بھیج دیتے ہیں اور ہم گھر بیٹھے ان کے ارشادات سے مستفیض ہوتے ہیں اس ہفتہ ان کے ادارے کی طرف سے ایک رسالہ موصول ہوا ہے جس میں حکیم محمد سعید کے مختلف انٹرویوز ہیں جو انہوں نے مختلف اخبارات کو دیے ہیں آج ہم اپنا کالم حکیم محمد سعید صاحب کی نظر کرتے ہیں جو ہمارے چچا جان بھی ہیں..... جو سوال اور جواب ہیں آپ خود بھی حیرت زدہ رہ جائیں گے..... ہم نے کچھ مختصر اسوالات اور انکے جوابات چنے

ہیں جو ہم قارئین کی نظر کرتے ہیں...... حکیم محمد سعید صاحب کے یہ انٹرویوز نگراں حکومت سے پہلے کے ہیں مگر پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں...... حکیم صاحب سے یہ سوال پوچھا گیا کہ...... کراچی میں قتل و غارت گری ملک بھی کے محب وطن شہریوں کیلئے سخت پریشانی اور خوفناک تشویش کا باعث ہے آپ اس سلسلہ میں کیا حل تجویز کرتے ہیں...... اس سوال پر حکیم صاحب فرماتے ہیں...... کراچی شہر عظیم کو ایک صغیر شہر بنانے کی سازش پاکستان سے باہر ہوئی ہے...... قیام پاکستان کے وقت جن مشرقی اور مغربی طاقتوں نے یہ قول و فعل دیا تھا کہ پاکستان معاشی اور اقتصادی طور پر قیام و قرار حاصل نہیں کر سکتا...... انہوں نے جب پاکستان کی عظمت و رفعت کو دیکھا تو ان کے مفادات یہی تھے کہ اس عظیم ملک کو صغیر کر دیا جائے...... کراچی پاکستان کا دل بنا اور اسے پاکستان کا دل بنانے میں سب سے زیادہ محنت اور محبت ان لوگوں نے دی جو ہندوستان سے آئے تھے اور وہ پوری طرح پاکستانی تھے ان کے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا کہ وہ معظم پاکستانی سے صغیر مہاجر بنا دیئے جائیں گے ہندوستان سے آنے والے نہایت عظیم و رفیع پاکستانی تعمیر پاکستان میں لگ گئے انہوں نے پوری محنت اور بہ کمال محبت سے کراچی کو ایک ایسا صنعتی شہر بنا دیا جس نے 75 فیصد سرمایہ حکومت کو دے کر اسے استحکام دیا ان ہندوستان سے آئے ہوئے پاکستانیوں نے صوبہ سندھ کو غربت سے نکال کر امارات کا درجہ دیا عزت دی اور ناموس دیا اب کوئی سندھی ہندو کا غلام نہ تھا ہندوستان سے آئے ہوئے نہایت سچے پاکستانیوں نے کراچی کو شہر علم و حکمت بنانے کی کامیاب جدوجہد کی...... تعلیمی ادارے قائم کرنے شروع کئے...... علم اور عالم کی قدر دانیوں کی روایت ڈالی...... تعمیر پاکستان انکا منتہائے مقصود تھا...... اور عظمت و رفعت پاکستان مطمع نظر...... ان مخلص پاکستانیوں کے ساتھ انسانیت کا سلوک کرنا چاہیے تھا اور ان کو کسی انسانی حق سے محروم نہیں کرنا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا...... بدقسمتی سے سندھ کی سیاست ہندو کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد خود انہی کی غلامی بن گئی...... پھر نہایت گھٹیا درجے کے انسان بر سر اقتدار آگئے جنہوں نے اس بات کو بھلا دیا کہ وہ خود ہندوستان سے آنے والوں کے محسن ہیں اور انہوں نے اس حقیقت کو بھی فراموش کر دیا کہ ان ہندوستان سے آئے ہوئے پاکستانیوں نے سندھ کو فروغ دیا ہے

.....سندھ کی عظمت رافعت کا سامان کیا ہے اور صنعت وحرفت کو سرزمین سندھ پر عظمت دیگر اہل سندھ کو بھی حرفت دی ہے اہل سندھ نے ہندوستان سے آنے والے پاکستانیوں کو مہاجر کا خطاب دیکر بدترین غلطی کی اور انہوں نے سچے پاکستانیوں کی توہین آمیز خطابات بھی دیئے پھر ان کے حقوق کی پامالیوں کو وطیرہ بنالیا میں جب یہ بات کر رہی ہوں تو در حقیقت بیان کر رہی ہوں اس کے بعد حکیم سعید نے ذاتی واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب میں گورنر سندھ بنا تو سندھ کے وزیر اعلیٰ نے گورنر ہاؤس کو مہینوں خرچہ دینے سے گریز کیا اور گورنر ہاؤس کو مفلس بنادیا اس قسم کے واقعات پر ہندوستان سے آئے ہوئے پاکستانی کے ساتھ کر رہے ہیں جس نے بھی اپنا حق مانگا وہ محروم ہوگیا...... یہ وہ حقائق ہیں جن کی تکذیب ممکن نہیں ہے یہ وہ مرحلہ تھا کہ سچے پاکستانیوں میں شدت کے ساتھ احساس محرومی پیدا ہوا اس نہایت دلروز صورتحال کا دشمنان پاکستان نے پورا فائدہ اٹھایا اور نہ صرف کراچی کو بلکہ سندھ کو سندھی اور مہاجر میں تقسیم کر دیا اور ایک نہایت شرمناک ماحول پیدا کر دیا ایک طرف یہ تو دوسری طرف مرکزی حکومت کا مزاج بھی یہ رہا کہ کراچی کی تعمیر میں بھی ہندوستان سے آئے ہوئے سچے پاکستانیوں کو نمایاں ہونے سے روکا جائے...... کراچی کے اندوہناک لسانی فسادات وغیرہ اسی تعصب کا نتیجہ تھے اور ان ہی حالات نے تحریک کا آغاز کرنے میں مدد دی...... اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کراچی کا مسئلہ پاکستانیوں کے ہاتھوں سے نکل کر پاکستان کے ازلی دشمنوں کے ہاتھوں میں آگیا ہے...... اور وہ کراچی اور پاکستان کو اقتصادی اور معاشی طور پر نے حال کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں کراچی کے حالات کو تدبر اور تفکر کے ساتھ درست رکھنے میں زبردست کوتاہیوں کا یہ نتیجہ ہے کہ ہندوستان سے آیا ہوا سچا پاکستانی ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ اب پاکستان تباہ ہو رہا ہے...... اور اس تباہی سے پاکستان کو بچانے کیلئے نہ سیاسی عقل وخرد ہے اور نہ اقتداری دانش ہے اب تباہی مقدر ہو چکی ہے مگر اس تباہی کو روکنے کیلئے کراچی اور پاکستان کو زندگی دینے کیلئے اگر کوئی طاقت ہے تو عوام پاکستان کی بیداری ہی ایک طاقت ہے اور اس طاقت کو بیدار کر کے ایک انقلاب کی دعوت دینی چاہیے...... یہ انقلاب وڈیروں زمینداروں اور دولت مندوں خارج از سیاست کر کے زمام حکومت عوام کو منتقل کرے......

......حکیم صاحب کے جوابات قوم کی رہنمائی میں کس قدر معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں......اس کا دارومدار تو نیک نیتی پر موقوف ہے......مختلف اخبارات میں دیئے گئے یہ انٹرویو ایک سرمایہ ہے...... پاکستان اور پاکستان بنانے والوں سے اور ان کی اولادوں سے حکیم صاحب کو کتنی محبت ہے......یہ تو انٹرویو پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوا ہے......اللہ حکیم صاحب کو زندہ سلامت رکھے اور سچ لکھنے اور سچ بولنے کی اور ہمت عطا کرے......ایسی ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں......حکیم صاحب کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں......ان کا جو بھی لمحہ گزرتا ہے وہ ملک کی ترقی اور قوم کی فلاح کیلئے وقف ہے ......اللہ میاں سب پاکستانیوں کو حکیم سعید کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

....

بینکوں کے ساتھ کھیت بھی خالی ہو گئے

ہوا پر بھی ٹیکس لگنے والا ہے

بجٹ آیا عوام قربانی کیلئے تیار رہیں

ہم نہ کوئی بقراط ہیں اور نہ سقراط کہ بلاوجہ ہی زہر کا پیالا اٹھا کر پی جائیں ...... ہم تو ایک عام سی سیدھی سادی عورت ہیں ...... جو دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں وہی لکھ دیتے ہیں اور زہر کے پیالے حکمرانوں کو پلاتے رہتے ہیں ...... جہاں دیگر کھانے پینے کی چیزوں میں زبردست ملاوٹ ہے وہیں زہر میں بھی ملاوٹ ہے ...... خالص چیز تو نایاب ہے ...... اس لئے حکمرانوں کو معلوم ہے کہ نقلی زہر سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا ...... البتہ ان بھوکے ننگے عوام کو لالی پاپ دکھا دکھا کر مار ڈالو ...... اور دنیا کے سامنے ایک نئی مثال ابھر کر سامنے آئے گی کہ ہم تو زہر سے بھی نہیں مرے اور یہ بزدل لالی پاپ سے ہی مر گئے ...... اور ابھی کہاں مرے؟ مرنے کا زمانہ تو اب آنے والا ہے ...... فاقوں سے مریں گے ...... ننگے بھوکے مریں گے ...... ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریں گے ...... چھت بھی میسر نہ ہوگی کھلے آسمان کے نیچے مریں گے ...... اتنے مریں گے کہ کے ایم سی کی گاڑیاں بھی لاشیں اٹھاتے اٹھاتے تھک جائیں گی ...... ایدھی صاحب بھی چیں بول اٹھیں گے ...... مارچ کا مہینہ ختم ہونے والا ہے ...... مرنے میں صرف دو مہینے باقی ہیں ...... سر پر مئی اور جون کا مہینہ آن پہنچا ہے ...... اب کچھ ہی دنوں میں شیشوں کے ایوانوں سے یہ صدا گونجے گی ...... عوام قربانی کیلئے خود کو تیار رکھیں زندہ قومیں ملک کی خاطر ہمیشہ قربانی دیتی ہیں اور یہ قربانی صرف غریب عوام ہی دیتے ہیں ...... شاباش ...... میرے ہم وطنو جب سے میں آئی ہوں تم لوگ مسلسل قربانی دے رہے ہو ...... تم لوگوں نے ہر قسم کی قربانی دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تمہیں مجھ سے اور میرے رفقاء سے کتنی محبت ہے ...... بین الاقوامی سطح پر بھی تم لوگوں نے میری لاج رکھ لی ہے اتنا کتنے مرنے کے باوجود بھی تم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ حکومت نے ہمیں فاقے سے مار ڈالا اور کہا تو صرف یہ کہا کہ حکومت کا فرض ہے کہ ہماری جان و مال کی حفاظت کرے ...... یہ اور بات ہے کہ ہم نے کتنی

حفاظت کی اور کس کس کو سولی پر لٹکایا...... میرے ہم وطنو مجھے امید ہے کہ زندہ قوموں کی طرح اس سال بھی تم قربانی دو گے جیسی کہ دیتے چلے آ رہے ہو......

ہماری حکومت عوام سے کوئی بات نہیں چھپاتی کیونکہ ہم بھی عوام میں سے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ ہماری حکومت کو بھی آپ ہی لوگوں نے منتخب کیا ہے...... اس پاکستان نے دو سالوں میں جو ترقی کی ہے اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملے گی...... سارے لیڈر مل کر ایک ہی راگ الاپ رہے ہیں کہ بینک خالی ہو چکے ہیں افسران کو دینے کے لئے تنخواہیں بھی نہیں ہیں...... بے وقوفوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ بینک کے ساتھ ساتھ کھیت بھی خالی ہو چکے ہیں اب کھیتوں میں نہ مولی ہے اور نہ گاجر کس کو کائیں گے...... آلو پیاز تو پہلے ہی کالے چور لے گئے...... مرچوں کا ذخیرہ حکومت نے محفوظ کر لیا ہے تاکہ وقت پڑنے پر اپوزیشن کی آنکھوں میں جھونک سکے ویسے بھی مرچوں کے استعمال سے السر کا زبردست خطرہ ہوتا ہے عوام کی صحت کی دیکھ بھال ہماری ذمہ داری ہے...... انشاء اللہ کھانے پینے کی ہر چیز ناپید کر کے ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں گے شکر ویسے بھی سفید زہر کے نام سے مشہور ہے ہماری کوشش ہوگی کہ اس کو اتنا مہنگا کر دیا جائے کہ عوام کی دسترس سے باہر ہو جائے...... آپ اپنے بچوں کو ابھی سے عادت ڈالئے کہ وہ سفید زہر دودھ میں گھول کر نہ پئیں......

گھی میں گریس کی ملاوٹ کے کئی کیس پکڑے گئے ہیں...... لہذا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دکانوں سے گھی ایک دم غائب کر دیا جائے ویسے بھی ہم مغربی ممالک کی اندھی تقلید کرتے ہیں...... وہاں کے لوگ ابلا ہوا کھانا کھاتے ہیں اور بیماری سے محفوظ رہتے ہیں...... اسی لئے ہم نے دواؤں کی قیمتیں آسمان پر پہنچا دی ہیں تاکہ کوئی دوا کھا ہی نہ سکے دوائیں کھا کر انسان مر جاتا ہے بغیر دوا کے پھر بھی جی لیتا ہے ...... لہذا کوئی صاحب بیمار پڑنے کی کوشش نہ کریں اگر بیمار پڑیں تو اپنی ذمہ داری پر پڑیں ویسے بھی موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے...... ہم نے گیس کی بیماری روکنے کے لئے دالوں کی قیمتیں بھی بڑھا دی ہیں...... روکھی روٹی بھی میسر آ جائے تو خدا کا شکر ادا کر کے اس کو پانی سے کھالیں پانی میں بدبو زیادہ محسوس ہو تو تھوڑا سا عرق گلاب ملا لیں...... پیٹرول کی قیمتیں بھی سو فیصد بڑھا دی گئی ہیں......

خزانہ چونکہ خالی ہو چکا ہے اسلئے ہم نے انکم ٹیکس لگانے کے نئے نئے ذرائع ڈھونڈ لئے ہیں ہم نے ایک ایسا محکمہ قائم کردیا ہے جو اعداد شمار لگا کر بتائے گا کہ کس کس کے گھر ہوا کے رخ پر ہیں...... تاکہ ایسے مکانوں میں رہنے والوں پر ہواؤں کا ٹیکس بھی لگایا جائے تاکہ ہم اپنا خسارہ پورا کر سکیں...... میرے ہم وطنو مارچ کا مہینہ ختم ہونے والا ہے ابھی بجٹ آنے میں دو ماہ باقی ہیں امید ہے کہ اس مدت میں آپ ذہنی طور پر اپنے ملک کیلئے یہ سب کچھ برداشت کریں گے...... مشروبات یا آرائش کی چیزوں کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو عوام کو ان سے کیا لینا دینا...... ڈبل روٹی بے چارے کھاتے ہی نہیں باسی روٹی اور گھڑے کے پانی پر گزارہ کرتے ہیں لہٰذا ان سب کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا عوام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا...... ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ بجٹ کا بوجھ عوام پر نہ پڑے انشاءاللہ ہماری حکومت کی مدت پوری ہونے تک ہر چیز غائب ہو جائیگی......

اور جب چیزیں نہ ہونگی تو پھر کیسا ٹیکس...... ہم وعدہ کرتے ہیں پھر کوئی ٹیکس نہیں لگائیں گے......

....

کچھ بہنوں کے خط

لاٹھی گولی کے سامنے

قلم کی آبرو کا مسئلہ

ہم اپنے قارئین سے کچھ کہنا چاہتے ہیں ہمیں متعدد ٹیلیفون کئے جاتے ہیں...... جن میں ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ باجی ہم آپ کو بے شمار خط تحریر کرتے ہیں لیکن آپ جواب ہی نہیں دیتی یا تو ہمارے خطوط آپ تک پہنچ نہیں پاتے...... یا پھر آپ خود ہی سوال بن جاتی ہیں...... اسطرح جواب کون دے گا...... یا ہمیں صحیح پتہ سے مطلع فرمائیں...... ٹیلیفون نمبر تو ہم ڈائریکٹری سے نکال لیتے ہیں اور غالباً آپ کا پتہ بھی ہے...... 12 اے خداداد کالونی کشمیر روڈ کراچی...... کیا آپ کے گھر کے پتہ پر خط روانہ کریں یا دفتر کے پتہ پر امید ہے آپ جواب سے مطلع کر کے ہزاروں بہن بھائیوں کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور فرمائیں گی...... جو بہن بھائی ہم سے فون پر رابطہ کرتے ہیں ان کو ہم فون پر ہی جواب دے دیتے ہیں اور کبھی کبھار دفتر سے ڈاک آجاتی ہے اس کا جواب ہم فوری ہی بذریعہ امن اپنے کالم میں دیتے ہیں ہم کبھی اپنے بہن بھائیوں کو مایوس کرنا نہیں چاہتے...... رہ گیا خط بھیجنے کا سوال تو آپ بذریعہ امن بھی ہمیں خط لکھ سکتے ہیں پتہ اس طرح لکھئے......

محمودہ سلطانہ برق وشرر روزنامہ امن اخبار منزل آف ایلنڈر روڈ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی......

چونکہ خط ہمارے نام پر ہوگا لہٰذا ایڈیٹر صاحب ہماری ڈاک ہم تک پہنچادیں گے...... جن بہن بھائیوں کے خطوط ہمیں گھر کے پتہ پر موصول ہوئے ہیں ان کے جواب حاضر خدمت ہیں کچھ ایسے خطوط ہیں جن کو جواب دینا ممکن ہی نہیں ہے جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں کچھ خطوط ایسے ہیں جو اپنا جواب خود ہی ہین اس لئے ہمارا جواب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... اب قارئین کی خدمت میں وہ خطوط پیش کررہی ہوں جو بہن بھائیوں نے بڑے ہی پیار اور محبت سے تحریر کئے ہیں کراچی سے یمین زہرہ لکھتی ہیں...... باجی بے حد آداب آپ کے چٹ پٹے کالم پڑھ کر بڑا مزہ آتا ہے...... ہماری

امی اور ابو تو منگل اور جمعہ کا بے چینی سے انتظار کرتے ہیں کہ جلدی سے منگل آئے اور محمودہ کا کالم چٹخارے لے لے کر پڑھیں ایک بات ہے...... جب آپ اس عمر میں اتنی نڈر اور بے باک لکھنے والی ہیں تو جوانی میں کیا قیامت ہوگی...... اب پتہ لگا کہ حکومت والے جلدی جلدی بستر بوریا گول کر کے کیوں بھاگ گئے...... کیونکہ آپکی تحریریں کسی کو ٹکنے کا موقع ہی نہیں دیتیں...... بچی بچی لکھتی ہیں...... کھری کھری سناتی ہیں...... آپ کی تحریریں پڑھ کر بعض اوقات ہماری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں ...... اگر آپ یہ حوصلہ نہ کریں تو کون ہمارے زخمی دلوں کو اپنی تحریروں سے ٹھنڈک پہنچائے گا...... باجی آپ کو بالکل بھی نہیں معلوم کہ لوگ آپ کی تحریروں سے آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں...... کالم پڑھنے کے بعد ہم نمازوں میں آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں...... باجی یہ چاپلوسی یا مکھن لگانے والی بات نہیں ہے بلکہ میں زور دے کر کہوں گی کہ آپ کو یقین کرنا پڑیگا...... آپ تنہا نہیں ہیں کیونکہ آپ حق لکھتی ہیں اسی لئے اللہ آپ کے ساتھ ہے یہ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ جس کے ساتھ اللہ ہو اس کا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا...... وقتی پریشانیاں تو ضرور ہوتی ہیں اور جو راہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے اپنے لئے چنی ہیں وہ بڑی خاردار وادی ہے چلتے چلتے آپ لہولہان ہوسکتی ہیں اللہ بڑا کارساز ہے...... میرا مطلب آپ کے حوصلے پست کرنا نہیں ہے...... زور قلم اور زیادہ...... امی ابو بھی آپ کو بہت دعائیں کہتے ہیں...... سعودی عرب دمام سے نگہت بہن لکھتی ہیں محمودہ بہن خدا تمہیں خوش رکھے اور کوئی مصیبت بھی تمہارے اور تمہارے گھر گھر والوں پر نہ آئے...... ہم بڑے شوق سے امن اخبار پڑھتے ہیں جمعہ خاں کا کالم اور تمہارے کالم تو جواب ہی نہیں ہے اللہ نظر بد سے بچائے خبریں تو اور اخبارات میں بھی ہوتی ہیں لیکن جذبات اخبار امن میں ہے وہ بات کہیں نہیں ملتی خبروں کے ساتھ ساتھ تمہارا مزیدار کالم پڑھا تھا جس میں تم نے پودنے اور پودنی کی کہانی لکھی تھی...... بہت مزیدار کالم تھا مگر اب کہیں تم اترانہ جانا اور کہیں لاڈ میں آکر اول فول بکنے لگو...... اچھا لکھو گی تو اچھا کہیں گے برا لکھو گی یا کسی کے ڈراوے میں آجاؤ گی گو اس دن کے لے میرا مشورہ یہ ہے کہ بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے قلم کی آبرو سنبھالنا...... اس سے پیشتر کہ کوئی حرف آئے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا......

اس خودکشی پر بھی اللہ تمہیں معاف کردے گا اور تم پر اپنی رحمتوں کی بارش کردے گا...... کیونکہ اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے تمہارا تو کوئی بھید ہی نہیں ہے...... کھلی کتاب ہو...... جس کا دل چاہے برق وشرر پڑھ لے اور اپنے گریبان میں جھانک کر اپنا تجزیہ کرے اللہ نے چاہا سب ٹھیک ہو جائیگا...... اے بی تم کہو گی تو کہ تم تو دیار غیر میں بیٹھی ہو...... محفوظ ہو...... اس لئے ہری ہری سوجھ رہی ہے اور الٹی سیدھی بک بک کئے جا رہی ہو...... نہیں بہنا یہ بات نہیں ہے...... ہم اتنی دور بیٹھ کر بھی اتنے ہی غمزدہ ہیں جتنی کہ تم مصیبتیں جھیل کر زندہ ہو...... ہم سے یہاں کے رہنے والے اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ ہیں ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں بس دعا ہی کر سکتے ہیں کہ خدا ظالم حکمرانوں سے بچائے اور جوان بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے...... اندھیر ہے لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں اور کوئی بولنے والا نہیں ہے...... اچھی بہن برا مت ماننا...... خدا جب ظلم کی رسی کھینچتا ہے تو کھینچتا ہی چلا جاتا ہے...... حوصلہ مت ہارنا...... اللہ تمہارا نگہبان اور سب مہاجر بہن بھائیوں کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں...... ہم نے اپنے بہنوں کے خطوط شائع کر دیئے ہیں آپ آپ ہی بتایئے ہم کیا جواب دیں...... ان کے خطوط ایک سوال بھی ہیں...... اور آپ جواب بھی...... ہماری طرف سے سب بہنوں کے لئے دعائیں ہیں...... اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں گولی...... لاٹھی کے آگے کوئی ٹھہرا ہے...... لیکن کب تک...... آخر کب تک...... میرا یقین ہے تاریکی کے بعد صبح ضرور ہوگی......!

....

ضیاء الدین اسپتال سے.........!

جب فرشتوں کی چھٹی منظور ہوئی

ہم ہیں اللہ کے نائب

قارئین و ناظرین اس وقت ہم ضیاء الدین اسپتال سے آپ سے مخاطب ہیں......ہم بالکل خیرو عافیت سے ہیں البتہ ہمارے شوہر شیخ لیاقت حسین صاحب واقعی ہائی بلڈ پریشر کے پرپیے مریض ہیں ان کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک تجاوز کر جاتا ہے......کیونکہ ہمارے گھر میں ملا نصیر الدین سے ملتے جلتے واقعات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں اس لئے یہ بھی اس واقعہ کی ایک کڑی ہے......اسپتال میں داخل ان کو ہونا چاہیے تھا لیکن پکڑ دھکڑ کر کے ہمیں داخل کر دیا گیا کیا کریں......مشرقی عورت ہیں......شوہر مجازی خدا ہیں......اس لئے حکم حاکم مرگ مفاجات......گھر سے اسپتال آنے تک بیہوشی کی کیفیات میں جو ہم نے دیکھا اور سنا وہ قارئین کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں......ہمیں معلوم ہوا کہ جب سے یہ دنیا عالم وجود میں آئی ہے اللہ میاں نے کسی فرشتہ کی چھٹی آج تک منظور نہیں کی بھائی اسرافیل اپنی جگہ موجود ہیں وہ خدائے رب ذوالجلال کے حکم کے منتظر ہیں کہ صور پھونکنے کا کب حکم ملتا ہے......اس لئے خاموش اور بیکار بیٹھے ہیں..........

بھائی عزرائیل اور بھائی منکر نکیر کے کام کچھ زیادہ بڑھ گئے ہیں اور صدیوں سے یہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں......اس لئے انہوں نے اللہ میں سے بڑے ادب سے درخواست کی اے اللہ میں ہمیں کام کرتے برسا برس گذر گئے ہیں لہذا کچھ دنوں کی چھٹی عنایت فرمائی جائے......اور اللہ میں نے اس کی درخواست قبول کر کے ڈھائی سال کی چھٹی مرحمت فرما دی......چونکہ قرآن کی رو سے اللہ میاں نے انسانوں کو اپنا نائب مقرر کیا ہے......لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ ان حضرات کے رخصت کے دنوں میں یہ کام اللہ میاں کے نائب کریں گے......حالانکہ فرشتوں نے اللہ میں کو بہت منع کیا تھا کہ یہ زمین پر فساد پھیلائیں گے......لیکن اللہ میں نے کہا تم نہیں جانتے جو میں جانتا

ہوں........ فرشتے بیچارے خاموش ہو گئے اللہ کے حکم کے آگے پر نہیں مار سکتے تھے.......... اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے...... اس کے بھید کوئی نہیں سمجھ سکتا........... ہر بات میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے........ مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ عورت حکمراں یا نائب نہیں ہو سکتی........... کوئی کہتا ہے ہو سکتی ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں........... بہر حال ہم اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے........ آج کل پاکستان کی سرزمین پر "بی بی" حکمرانی کر رہی ہیں........ لوگ چاہے چیخیں یا پیٹیں بی بی کا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ بڑے بڑے جغادری ان کے ساتھ ہیں.......... جس طرح اللہ میاں مختلف کام مختلف فرشتوں سے لیتے ہیں اسی طرح زمین پر اللہ کے نائب بھی مختلف کاموں میں مصروف ہیں.. عزرائیل کا کام آج کل ہمارے........ ہم کیوں بتائیں....... ہمیں کون اپنی کھال کھنچوانی ہے.......... اور منکر نکیر کا کام تو........ چھوڑیئے ہم نہیں بتاتے..........

بی بی کہتی ہیں آبادی کم کرو........ پھر خاندانی منصوبہ بندی کے اشتہارات کے ذریعہ بھی آبادی کم کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے........ عزرائیل بھائی کو لسٹ فراہم کر دی گئی ہے........ وہ لسٹ کے مطابق روح قبض کرنے کے بھی نئے نئے طریقے آزماتے ہیں کبھی کھال کھینچ لی تو کبھی مقابلہ بازی میں مارے گئے...... اور کبھی گھروں میں گھس کر زندہ درگور کر دیا...... پھر قبر میں بھی چین نہیں....... بھائی منکر نکیر کچھ اس طرح کے سوالات کرتے ہیں........

بول بندہ کس کا........ مسلم لیگ کا یا ایم کیو ایم کا یا پیپلز پارٹی کا..

بندہ کوئی جواب نہ دے تو پوچھتے ہیں.... کلمہ کس کا پڑھتا ہے........

پھر کوئی جواب نہ تو اگلا سوال ہوتا ہے..... ؟تعلیم کتنی ہے....... چار جوڑ پڑی پڑھیلا ہے. نوکری کہاں کرتا ہے....... صاب آپ والوں میں..........

کسٹم میں نوکری کرے گا........ ؟حضور کے مائی باپ سلامت...........

دوسرے سے پتہ اس طرح کے سوالات ہوتے ہیں.....

بول بندہ کس کا..... ؟کلمہ کس کا پڑھتا ہے........ ؟ کتنا پڑھا ہے........ تب وہ کہتا ہے..... جناب بڑے

مشکل سے انگوٹھا لگانا سیکھا ہے...... محکمہ تعلیم میں نوکری کریگا......؟

جا یہ خط لے جا اور اسے دکھا کر محکمہ تعلیم میں افسر لگ جا.... حضور سدا سلامت رہیں..... اب تیسرے کی باری آئی.....

بول بندہ کس کا.....؟ کام کیا کرتا ہے........؟ سرکار گو اور جو بکا تھا اس میں سے مجھے بھی تھوڑا بہت حصہ ملا ہے اپنے لئے کافی ہے زیادہ لالچ بھی بری بات ہے......

تو بالکل کھرا جنت میں جائے گا........ جا آرام کر..............

....

کھانے اور گانے والے لوگ

علاج کے بہانے لوٹوں کے غیر ملکی سفر

عام آدمی کو معمولی دوا میسر نہیں

ہم تو جس کا کھاتے ہیں اس کا گاتے ہیں...... کوئی بندے کا کھاتا ہے تو اس کا گاتا ہے......... کوئی حکومت کا کھاتا ہے تو اس کا گاتا ہے۔ اور رہ گئے ہم جیسے تو اللہ تعالیٰ کا کھاتے ہیں اور اسی کا گاتے ہیں...... سجدہ میں سر رکھ کر اسکے شکرانے ادا کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم اس لائق نہیں تھے تو نے ہمیں بے حد نوازا ہے اور جس طرح تیرا شکر ادا کرنا چاہیے ہم ادا نہیں کر سکتے اس لئے بے حد شرمندہ ہیں مگر تیری رحمت سے امید ہے کہ تو ہمارے گناہ اپنی رحمت سے چھپا لے گا، شکر ادا کرنے والے کم...... اور شکوہ کرنے والوں کی بہتات ہے اتنی بہتات کہ جس کا شمار کرنا بھی مشکل ہے اسی طرح اللہ سے خوف کھانے والے کم بندوں سے خوف کھانے والوں کی قطاروں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں...... اس لئے بھی بندوں کا خوف طاری رہتا ہے...... کہ انسان بہت بڑا ظالم ہے...... ورنہ وصفت ہے...... اور اللہ تعالیٰ رحمان و رحیم ہے...... بندے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ اللہ تو ہمیں معاف کر دے گا مگر یہ ظالم انسان ہمارے جسموں سے ہماری کھالیں تک اتار لیں گے...... لہٰذا جی حضوری کر کے زندگی کے دن عیش و عشرت میں گزار دو پھر نہ جانے کیا ہو...... اللہ کے گھر...... ابھی کون سا جانا ہے...... ایک عمر پڑی ہے توبہ کرنے کے لئے...... وقت آخر تائب ہو جائیں گے۔ مگر آخر وقت کسی کو بھی معلوم نہیں ہے...... کہ کب لاد چلے گا بنجارہ...... کچھ خبر نہیں...... ایسے ہی بے خبروں کی خبریں ہم نے پڑھی ہیں اور حیران ہیں ان سب کے کچے چٹھے حکومت نے کھول دیے ہیں اور ہم نے ایسی خبر کے بارے میں جب ان ہی حضرات سے تصدیق چاہی تو یہ لوگ ہم سے آنا کانی کر گئے...... ۱۸ مارچ کے اخبارات نے سب کی پول کھول دی ہے اسی لئے ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ حکومت سے اتنی مراعات حاصل کرنے کے بعد کون کافر ہے جو حکومت کے گن نہ گائے گا...... جس کا کھائے گا اس کا

گائے گا.......ملک کی اہم شخصیات تو قوم کے پیسے پر رنگ رلیاں مناتی ہی رہتی ہیں.....مگر ہم جیسے لوگوں نے بھی عوام کے گاڑھے پسینہ کی کمائی پر اپنا حق اس طرح جتایا کہ جیسے کہ یہ ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے.....قومی اسمبلی میں اتوار کے دن وزیراعظم کے امریکہ، جاپان اور دوسرے سرکاری دوروں پر جو اخراجات ہوئے ہیں ممبران کو ان سے آگاہ کیا گیا ہے.....اس کے علاوہ دوسرے دوروں پر جو اخراجات ہوئے ہیں ان کی بھی تفصیل بتائی گئی ہے اب آپ ملاحظہ کریں وزرا اور قومی اسمبلی کے ممبران کی لوٹ مار......اور پھر آپ کی سمجھ میں آجائے گا......کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں.....بی بی کے سائے میں قومی اسمبلی کے ممبران نے دورہ جاپان پر دو کڑور چالیس لاکھ ۷ ہزار ۸۹۸ روپے خرچ کئے۔وزیراعظم کے دورہ ملائشیا پر ۲۳ لاکھ ۵۵ ہزار ۵۹۴ روپے خرچ ہوئے۔چین کے دورے پر ۳۵ لاکھ ۵۵ ہزار ۲۵۷ روپے گزشتہ سال سعودی عرب کے ایک دورے پر ۹ لاکھ ۷ ہزار ۲۷۷ روپے اور بھی بہت سے دورے کئے ہیں.......بی بی کے خوشامدی ہر وقت بی بی کے ہاں میں ہاں ملا کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں اور پھر دنیا کی نظروں میں پاکستان غریب ملک ہے۔بی بی کو مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہے کہ اپنی شاہ خرچیاں بند کر کے ملک کو کنگال اور بھکاری ہونے سے بچالو.......ملک کی بات تو کوئی سوچتا نہیں اور جن سیاستدانوں کو ''لوٹا'' کہا جاتا ہے ان کی فہرست کافی طویل ہے.....ان کی تو وہی مثل ہے میرے بھی بال کاٹ اور میرے گدھے کے بھی بال کاٹ.....یہ لوگ خود بھی بیرون ملک گئے صرف اپنے ''چیک اپ'' کے لئے اور قوم کے پیسے پر اپنے لواحقین کو بھی ''چیک اپ کے بہانے بھیج کے خوب سیریں کرائیں اور صندوق بھر بھر کر شاپنگ بھی یہ داستان بھی طویل ہے.........قومی اسمبلی کے زبیر اکرم ندیم جو کبھی جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے پھر پہلی دفعہ جب لوٹے بنے تو مسلم لیگ میں آگئے اور نواز شریف کے ہمنوا بن گئے۔راوی بیان کرتا ہے کہ بی بی کے ہاتھوں فروخت ہو گئے اور ان کی حمایت پر اتر آئے اور مذاکراتی ٹیم کے ممبر بھی بن گئے۔ہم نہیں کہتے اخبارات کہتے ہیں کہ انہوں نے بھی بڑی مراعات حاصل کی ہیں زبیر اکرم ندیم کی بیٹی مس عاصمہ زبیر کے علاج پر ۱۳۸۲۸ پونڈ اور کرائے پر ۵۶ ہزار روپے خرچ ہوئے.....اب پتہ

چلا کہ یہ بی بی کے گن کیوں گاتے ہیں......؟ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اپنے ملک کے ڈاکٹرز اتنے ناکارہ ہیں کہ خواص ان سے علاج کرانا بھی پسند نہیں کرتے........ جبکہ ہمارے ملک میں ایک سے ایک قابل ڈاکٹرز موجود ہیں...... طبی ساز وسامان نہ ہونے کے باوجود بھی کارڈیو ویسکولر اور دوسرے پرائیوٹ اسپتالوں میں دل کے کامیاب ترین آپریشن ہو رہے ہیں کتنے ہی ایسے ڈاکٹرز ہیں جو بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر حامد شفقت صاحب، ڈاکٹر اظہر فاروق، ڈاکٹر ادیب رضوی، ڈاکٹر صمد اور پروفیسر رب جیسے قابل ڈاکٹروں کی پاکستان میں کوئی کمی نہیں۔ سرکاری اسپتالوں کے علاوہ پرائیوٹ اسپتالوں میں بھی ایک سے ایک قابل ڈاکٹرز موجود ہیں۔ دماغی امراض اور نفسیات کے ماہر ڈاکٹروں کی بھی کمی نہیں ہے جن میں پروفیسر اختر، سرجن بھٹی، اور ڈاکٹر حسن عزیز اور بہت سے دوسرے ڈاکٹرز موجود ہیں۔ ہمیں اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ حکومت کے ذمہ دار اگر عام شہریوں کے علاج معالجے میں تھوڑا بہت فرق بھی رکھتے تو گوارا تھا یہاں تو حالت یہ ہے کہ معمولی سے معمولی دوا بھی غریب عوام کو میسر نہیں۔ بیرونی علاج تو کیا......؟ اتنی بڑی تفریق کوئی نہیں برداشت کرسکتا...... ہم بی بی سے بھی درخواست کریں گے کہ اپنے لاؤ لشکر کی فہرست میں کمی کریں پاکستان ایک غریب ملک ہے اسے مزید غریب کرنے سے گریز کریں...... اگر لوگوں کو جانے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنے کرائے خود ادا کریں اگر واقعی مرض اتنا خطرناک ہے۔ جس کا علاج پاکستان میں ممکن نہیں تو پھر مجبوری ہے مگر میرے خیال سے ایسی مجبوری والے افراد آٹے میں نمک کے برابر ہوں گے مگر یہاں تو ڈھٹائی کی حد ہے نمک میں تھوڑا سا آٹا ملا دیا ہے عوام سے رشوتیں لیتے ہیں اور حکومت سے مراعات........ یعنی پانچوں انگلیاں گھی میں سر کڑاہی میں..........

....

جوان لاشوں پر شیطانی رقص

انتظار کسی مسیحا کا

ایسی جمہوریت کا سات سلام

آج ہم سیاہ لباس پہن کر کالم لکھ رہے ہیں اور اپنے قلم کی نوک بھی کالی سیاہی میں ڈبوئی ہے..... ہر طرف لاشیں ہی لاشیں..... ایک ایک گھر سے جنازہ نہیں جنازے اٹھ رہے ہیں..... کراچی کے غم میں پورا پاکستان سوگوار ہے..... اتنے جنازوں پر پاکستان کا جھنڈا ابھی سرنگوں ہو جانا چاہیے ..... یہ معماران پاکستان کی موت ہے..... ہمیں نہیں معلوم تھا کہ جس سرزمین میں ہمارے بچوں کا خون بھی شامل ہوگا وہی زمین اب پر تنگ کردی جائے گی اور بات ان کی جوان لاشوں تک پہنچ جائے گی ایک بین الاقوامی سازش اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مہاجروں کی فیملی پلاننگ کی جارہی ہے کہ اچھا ہے کٹ مرجائیں اور زندگی بھر کا یہ طعنہ ختم ہو کہ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں وجود میں آیا ہے........

ہمیں نہیں معلوم تھا کہ اتنی قربانیوں کے بعد بھی ہمارے ساتھ یہ ہوگا. اور ہمارے جوانوں کی لاشوں پر شیطانی رقص کر کے جمہوریت کا راگ الاپا جائے گا....... جو لوگ بھارت کی تقسیم کے خلاف تھے اور جنہوں نے آج تک اس کو دل سے قبول نہیں کیا وہ اب پاکستان بنانے والوں کے پیچھے پڑ گے ہیں..... اور مہاجروں کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں عبادت گاہیں....... امام بارگاہیں........ یہ سب خدا کا گھر ہیں یہاں مسلمان کھیلنے کودنے نہیں جاتے اپنے خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہونے جاتے ہیں..... وہاں بھی اماں نہیں ہے....... ملیر کے سانحہ پر پورا شہر سوگوار ہے..... ایک دن..... اور جنازے بہت لوگوں کی آہ و بکا عرش ہلائے دے رہی ہے...... لیکن ان کے ایوانوں پر لرزہ طاری نہیں ہوتا...... حالت یہ ہے کہ ایک جنازہ دفنا کر آؤ تو دوسرا تیار ملتا ہے..... ہم تو نہ گھروں میں محفوظ ہیں اور نہ مسجدوں میں...... ہم نے غلطی یہ کی کہ پاکستان بنایا مگر اس کی تقدیر کا مالک دوسروں کو بنایا...

حکمراں......اپنی ہاتھوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں......یا پھر دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی باتیں کرتے ہیں.....یہ کیسا گھیرا ہے جو تنگ ہونے کے بجائے پھیلتا جارہا ہے......سلگتے.....بلکتے عوام کی نگاہیں کسی ایسے مسیحا کے انتظار میں ہیں جو نفرتوں کے بجائے ان کے زخموں پر مرہم رکھے ان کا دکھ درد سنے ظلم و بربریت کا خاتمہ کر کے ان کو ان کے جائز حقوق دے......اتنا خون خرابہ......غیر ملکیوں کا قتل.......مساجد اور امام بارگاہوں پر حملے نمازیوں کا قتل عام......عورتوں پر تشدد......مہنگائی بیروزگاری......عوام کے بنیادی مسائل سے انحراف......اقربا پروری......کمیشن کے نام پر رشوت.......چور بازاری.......عوام کے خون پسینہ کی کمائی دوسرے ممالک میں منتقل کرنا......یہ سب جمہوریت کا حصہ ہے.....کیا لوگوں کے حقوق پامال کرنے کا نام جمہوریت ہے......کیا عوام کی لاشوں پر بیٹھ کر جمہوریت کا راگ الاپنا جمہوریت ہے کیا بھائی کو بھائی سے لڑوا کر حکومت کرنا بھی جمہوریت ہے.......اور پھر سب سے بڑھ کر ملک کے کسی بھی حصہ کا سودا کرنا بھی جمہوریت ہے.....عوام کے منہ سے روٹی کا ٹکڑا اور سر سے چھت چھیننے کا نام بھی جمہوریت ہے.....ملک کو دہشت گردوں کے حوالے کرنا بھی جمہوریت ہے......پاکستان بنانے والوں کی اولادوں کا قتل عام بھی کیا جمہوریت کا حصہ ہے......اسی جمہوریت کے چکر میں ہم اپنا آدھا ملک گنوا بیٹھے ہیں.....اگر جمہوریت ایسی ہی ظالم، سنگدل اور بے انصاف ہے تو اس جمہوریت کو سات سلام.....پوری دکھی قوم کی طرف سے سلام.........

....

آنکھیں اشکبار ہیں

یہ چند روزہ دنیا

عذابوں کا انمٹ سلسلہ

آج کے قومی اخبارات میں قائد تحریک جناب الطاف حسین کا ایک کھلا خط شائع ہوا ہے.....جو حکومت کے منہ پر ایک بھرپور طمانچہ ہے اور اہل فکر اور محب وطن افراد کے لئے لمحہ فکریہ ہے......خط پڑھ کر کربلا کے واقعات کی یاد تازہ ہوگئی......جوانوں کی لاشیں.....بوڑھوں کی لاشیں.....بچوں کی لاشیں.....بے سروسامانی کے عالم میں عورتوں کے سروں سے چادریں چھیننا اور پھر گھروں کو آگ لگا دینا.....یہ سب واقعات کربال کے واقعات سے کتنی مماثلت رکھتے ہیں.....وہاں پر بھی ایک طرف عیش وعشرت اور اعلیٰ سازوسامان سے لیس یزیدی فوجیں ادھر صرف ۷۲ نفوس.....جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں اور کونسا ظلم تھا جو یزیدی فوجوں نے خانوادہ رسولؐ پر نہ ڈھایا پھر بھی پائے ثبات میں لغزش نہ آئی.....کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں حسینؑ نے اپنا بھرا گھر لٹا دیا.....لیکن ظلم وجبر کے آگے سر نہ جھکایا..........جن لوگوں نے کربلا کے واقعات پڑھے ہیں یا تاریخ کربلا پڑھی ہے ان کے دلوں میں آج بھی اسلام زندہ ہے اور ان کے دل آج بھی خدا اور اس کے رسول کی محبت میں دھڑکتے ہیں اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ ان کی رہنمائی کرے اور سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اپنے قہر وغضب کے راستے سے بچالے.........ہمیں نیک عمل کرنے کی روفیق عطا فرما.........ہم ناحق مسلمانوں کا خون نہ بہائیں یہ دنیا چند روزہ ہے.....جہنم کی آگ دہک رہی ہے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے جنت کی کھڑکیاں کھول دی گئیں ہیں اے ایمان والوں، اب بھی اگر تم نہ مانو تو خسارے میں ہو.......اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر رہا ہے.....لکھنے والے لکھ بھی رہے ہیں، اور کہنے والے بھی بہت کچھ کہہ رہے ہیں..لیکن جب انسان پر برا وقت آتا ہے تو کچھ کر نہیں آتا اور اسی لئے اس کی سمجھ بھی الٹی ہو جاتی ہے وہ صحیح باتیں سننے اور سمجھنے کے قابل ہی نہیں رہتا.......اگر ایسا ہوتا تو دنیا سے

شیطان کا نام ونشان مٹ جاتا...... لیکن ایسا نہیں ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی پر چلنے والوں کے لئے اپنے احکامات جاری کردیے ہیں...... ویسے تو کراچی دوڈھائی سال سے ہی عذاب میں مبتلا ہے...... لیکن جب سے بی بی اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ ہم پر مسلط ہوئی ہیں اس وقت سے عذابوں کا ایک ساتھ انمٹ سلسلہ چل پڑا ہے...... اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں اکثروبیشتر ظاہر ہوتا رہتا ہے...... سنا ہے کہ مشہور جلاد تارا مسیح کی روح نے بی بی سے یہ کہا ہے کہ بی بی...آپ کے والد نے جیل میں کہا تھا کہ اگر میں مہاجروں کا ساتھ دیتا اور ان کے ساتھ ناانصافی نہ کرتا تو یہ مہاجر آج مجھے جیل توڑ کر باہر نکال لیتے...... لیکن افسوس بی بی...... تمہارے باپ نے جن کا ساتھ دیا تھا وہی لوگ آپ کے باپ کے قاتل بنے...... اور آپ کے اردگرد بھی منڈلا رہے ہیں...... اس قوم پر آپ اتنے ظلم ڈھا رہی ہیں جس کی شان میں آپ کے باپ نے بھی وفاداری کا قصیدہ پڑھا تھا...... خدا کے لئے ہوش کے ناخن لیں کیا بگاڑا تھا آپ کا ناصر حسین نے ان کے بچے عارف حسین نے...اسے ابھی تو اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا...... اس کے کھیلنے اور کھانے کے دن تھے...... وہ اپنے بوڑھے باپ کا سہارا تھا اپنے خاندان کا کفیل تھا قصور صرف ان لوگوں کا اتنا ہی تھا کہ الطاف کا خون ان کے خون میں شامل تھا...... تم نے اس خون کو جس سفاکی اور بے دردی سے بہایا ہے اس کی مثال نہیں ملتی...... بی بی میں تو اتنا جانتی ہوں کہ آپ کو رینجرز کے معنی بھی نہیں معلوم اور نہ ان کا کام معلوم ہے...... رینجرز کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ سرحدوں کی حفاظت کریں اور کوئی بھی سرحد پار کرتا ہوا نظر آئے اسے گولی ماردو چاہے وہ کوئی بھی ہو ٹھیک بالکل ٹھیک...... یہ کراچی ہے ایک جیتا جاگتا شہر ہے یہ کسی ملک کی سرحد نہیں ہے آپ نے رینجرز کے کام کو ہی بدل دیا...... کہ جب چاہیں گھروں میں گھس جائیں جب چاہیں کسی کو بے دردی سے ماردیں...... یہ کسی کو بھی جوابدہ نہیں ہیں کیونکہ آپ ان کی سرپرستی کررہی ہیں...... صرف ان کا کام تو اپنے بڑوں کے آرڈر پر عملدرآمد کرنا ہے...... کون معصوم ہے اور کون دہشت گرد......؟ وہ کیا جانیں...... مگر ہمارے جنرل صاحب تو سب کچھ جانتے ہیں...... سیدزادے عبداللہ شاہ صاحب بھی جانتے ہیں...... اگر سیدزادے ایسے ہی ظالم اور

جابر ہوتے ہیں تو ہم ان کو سات سلام کرتے ہیں...... سنا ہے کہ سید لوگ کبھی جھوٹ بھی نہیں بولتے لیکن آپ آخروقت تک یہی جھوٹ بولتے رہے کہ ناصر حسین اور عارف حسین........ پولیس اور رینجرز۔ کسی کی بھی تحویل میں نہیں جبکہ پورا محلہ گواہی دے رہا ہے کہ سرکاری موبائل میں گرفتار کر کے لے گئے ہیں...... پہلے بیٹے کو لے گئے..... اے اولاد والوں ذرا سوچو اس بوڑھے باپ کے دل پر کیا گزری ہوگی جس کا جوان بیٹا گھر کا واحد کفیل بغیر کسی قصور کے اور کوئی وجہ بتائے بغیر گرفتار کر کے لے جائے؛ کتنی کٹھن ہونگی وہ گھڑیاں جو ناصر حسین شہید پر بیت گئیں.... پھر اگلے روز بوڑھے ضعیف باپ کو بھی لے گئے.... گھر میں قیامت ٹوٹ پڑی..... عورتیں تنہا رہ گئیں..... لوگوں کے دل لرز اٹھے کیونکہ عوام اب جان چکے ہیں کہ جس کو بھی رینجرز یا پولیس والے لے جاتے ہیں وہ پھر زندہ واپس نہیں آتا تشدد کے نشانات کے ساتھ اس کی لاش ہی ملتی ہے...... سینیٹر اشتیاق اظہر صاحب.... اور سینیٹر نسرین جلیل اور شعیب بخاری نے ٹیلی فون اور تاروں کی لائن لگادی...... لیکن ہر طرف سے جواب نفی میں ملا کہ ہمارے پاس نہیں ہیں......؟ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا...... مظلوموں کی لاشیں ملیں...... جسم پر تشدد کے بے پناہ نشانات........ جناب ناصر حسین شہید کا بھیجہ باہر نکلا ہوا تھا۔ عارف میاں کی آنکھیں چیری گئی تھیں......... سر پر کلہاڑیاں ماری گئی تھیں جس سے یہ بتانے کی بھونڈی کوشش کی گئی تھی کہ جئے سندھ نے مارا ہے........ یہ حکومت کی بھول ہے کہ ایسی ذہین قوم کو غلط راستہ پر ڈالا جائے...... پھر ظلم جنازے کے جلوس میں شرکت کرنے والوں کے لئے سارے راستے بند کردیے گئے...بہر حال پہنچنے والے پہنچ ہی گئے........ اور دنیا نے دیکھا کہ راستے بند کرنے کے باوجود بھی جم غفیر تھا...... ان بے گناہ مظلوموں کا جنازہ انسانوں نے نہیں فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور پھولوں کی بارش یہ دونوں باپ بیٹے اپنے آخری سفر پر روانہ ہوئے بلکہ اپنے گھر کے لئے روانہ ہوئے.......... وہ گھر جو سب کا اصلی گھر ہے...... اور ایک دن سب ہی کو جانا ہے...... جس شان سے یہ باپ بیٹے اپنے گھروں کو سدھارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو درجات ان کے لئے رکھ دیے........ ان پر رشک آتا ہے...... اب ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کو ظلم کرنے والوں کے جنازے کس طرح اٹھائے جاتے

ہیں.....الطاف حسین کو تو ہم صبر کی تلقین بھی نہیں کر سکتے.....کیونکہ ہماری آنکھیں خود اشکبار ہیں عارف شہید کے جنازے کی تصویر دیکھ کر تو ہم نے سب ہی کو روتا ہوا پایا......خدا کسی ماں کو جوان بیٹے کی موت نہ دکھائے ہم تو خود سے شرمندہ ہیں کہ ایک غمزدہ ماں کو تسلیاں بھی نہیں دے سکتے......کہیں تو کیا کہیں......؟اس وقت میری خاموشی کو ہی کو زباں سمجھ لیجئے......انہوں نے یہاں تکلیفیں اٹھائیں اللہ نے ان کے وہاں درجات بلند کر دیے.......عارف کی امی جان ہمیں آپ پر فخر ہے کہ آپ نے دو مرتبے پائے......آپ شہید کی بیوہ اور شہید بیٹے کی ماں بھی........اللہ آپ کو صبر دے آمین-----

....

مشکل زندگی، آسان موت

شہر۔ آپریشن کی لپیٹ میں

مگر کیا یہی جمہوریت ہے

کتنی مشکل ہے زندگی

کتنی آساں ہے موت

کلبہ افلاس میں دولت کے کاشانے میں موت

دہشت دور میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت

اخبارات بند کردیے گئے...... یہ جمہوریت ہے

جگہ جگہ فائرنگ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی ہلاکت...... یہ جمہوریت ہے

کراچی میں خون کی ہولی...... یہ جمہوریت ہے

اورنگی میں سخت خوف وہراس خندقیں کھودی گئیں...... یہ جمہوریت ہے

وزیراعظم نے میڈیا منیجر کو سات نکاتی گائیڈ لائن دے دی کہ کراچی کی صورتحال نمایاں شائع نہ ہو اور ایم کیو ایم کو الطاف گروپ لکھا جائے۔ ٹی وی پر زیر حراست افراد سے اپنی مرضی کے بیان دلوائے جائیں... یہ جمہوریت ہے، چھ ماہ کے دوران ایک ہزار افراد قتل کردیے گئے.... یہ بھی جمہوریت ہے...... آج کل عوام محاصروں اور چھاپوں کی لپٹ میں ہیں...... جمہوریت ہے

قائد حزب اختلاف فاروق ستار کو ڈنڈا بیڑی پہنانا...... بھی جمہوریت ہے

امام بارگاہوں اور مسجدوں میں نمازیوں کو گولیوں سے بھون ڈالنا بھی جمہوریت ہے۔

سال میں پانچ چھ مرتبہ بجٹ پیش کر کے غریب عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھین لینا.... یہ بھی جمہوریت ہے اپنے مخالفوں کو پولیس مقابلہ دکھا کر قتل کروادینا.... یہ بھی جمہوریت ہے..... حزب اختلاف کو مذاکرات کی دعوت دے کر... مکر جانا... یہ بھی جمہوریت ہے..... انتقام کی آگ میں اس

طرح جلس جاتا کہ بہو بیٹیوں کی عزت سے کھیلنے پر بھی مجرموں کی حمایت کرنا یا ان کو منظر عام سے ہٹا دینا...... یہ بھی جمہوریت ہے..... حقائق پرمبنی خبروں کی اشاعت پر اخبارات کے نمائندوں اور فوٹو گرافروں پر تشدد کرنا...... یہ بھی جمہوریت ہے..... پاکستان بنانے والوں کی اولادوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا بھی جمہوریت کا حصہ ہے..... تشدد کر کے مارڈالنا اور پھر شہیدوں کے اعضاء کاٹ کر پھینک دینا...... یہ بھی جمہوریت ہے..... صرف مہاجر بستیوں پر چھاپے مارنا اور مجرم نہ ملے تو اس کے ماں باپ یا رشتہ داروں کو پکڑنا بھی جمہوریت ہے..... موبائل ٹیلیفون اور پیجر بند کر کے زبانوں پر تالے لگانا بھی جمہوریت کا حصہ ہے..... لوگوں کو گھروں میں محصور کر کے اور پھر ان کے ہاتوں کو رسیوں سے باندھ کر آنکھوں میں پٹیاں باندھ کر تڑاتڑ گولیوں سے بھون ڈالنا..... بھی جمہوریت ہے.......؟ ہم نے تو آمریت میں بھی یہ کھیل تماشے نہیں دیکھے...... پوری دنیا پاکستان کے حالات پر رنجیدہ ہے..... لوگ پاکستان آتے خوف کھاتے ہیں ہزاروں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں. ماں باپ جوان لڑکیوں کو لئے چھپے چھپے پھرتے ہیں..... کتنے خوف کی زندگی ہے...

یہ ننگی جمہوریت کا ننگا جوتا ہے..... جو پوری قوم کھاری ہے جماعت اسلامی ہو یا جماعت اہلسنت...... پنجابی..... پختون ہوں یا سندھی...... مسلم لیگ ہو یا پی پی آئی...... ہمارا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہے بلکہ ساری جماعتوں کے صف اول کے لیڈروں نے ایک ہی بات کہی ہے کہ الطاف حسین سے بات کیے بغیر کراچی میں امن ناممکن ہے. لیکن بی بی نے تمام بڑوں کی باتوں کو پیروں تلے روندڈالا ہے سب باتوں کے جواب میں فرماتی ہیں کہ ہم دہشت گردوں سے کسی قیمت پر بات نہیں کریں گے. اور ایم کیو ایم کے ان لوگوں سے بات کریں گے جن پر کسی قسم کے مقدمات نہیں ہونگے...... اب بتایئے وہ کونسا مہاجر ہے. جس پر مقدمہ نہیں قائم کیا گیا ہے..... ایک دو مقدمے نہیں سینکڑوں مقدمات قائم کردیئے گئے ہیں...... مگر کب تک...... رات کے بعد صبح ہونا یقینی ہے...... ہم سوگوار بھی اپنے کندھوں پر اپنی لاشیں اٹھائے ایک ایسی صبح کا انتظار کر رہے ہیں...... وہ ایک ایسی صبح ہوگی. جس کو روشنی سے تم چکرا کر رہ جاؤ گی...... خطرناک اور ظالمانہ حرکتوں سے اب بھی

باز آجاؤ......گھروں، محلوں کے محاصرے کر کے ان پر ظلم و تشدد بند کرو......اب سندھی بھی......پنجابی بھی، پٹھان اور بلوچ بھی جان چکا ہے کہ حکومت کیسے کیسے کھیل کھیلتی ہے......ہم سب بھائی ہیں......ہم مظلوم ایک ہیں......ہماری جنگ صرف حقوق کی جنگ ہے......انصاف کی جنگ ہے......استحصال اور جبر کو کچل دینے کی جنگ ہے......مظلوموں کو ان کے جائز حقوق دلوانے کی جنگ یہ جنگ حق پرستوں کی جنگ ہے......جو حق کی بات کہے گا......جو ظالم کو ظالم اور مظلوم کو مظلوم کہے گا وہی حق پرست ہے......!!!!

....

عورتوں کا غیبت کرنا

عشرت ہاشمی کیا کر رہی ہیں

قصہ ایک بخیل عورت کا

ہماری ایک سہیلی ہیں...... ہم نے سہیلی لکھ دیا پڑھنے والے کیا خاک سمجھیں گے...... سہیلی کیا ہوتی ہے......؟ آج کل تو دوست کہنے کا رواج ہے...... پہلے مرد اپنے ملنے والوں کو دوست اور عورتیں اپنی ملنے والیوں کو سہلیاں کہتی تھیں...... بہت ہوا تو دوپٹہ بدل بہنیں بن گئیں...... مگر ہم دوپٹہ بدلنے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ تجربہ میں یہ آیا ہے کہ جو دوپٹہ بدلتا ہے کچھ دن بعد آنکھیں بھی بدل لیتا ہے...... اتنی تمہید ہمیں آج کل کے جوانوں کو سمجھانے کے لئے باندھنی پڑی...... ہاں تو ہماری ایک سہیلی ہیں عشرت ہاشمی صاحبہ...... بڑی نامور ہستی ہیں آپ لوگ بھی جانتے ہوں گے...... ٹی وی پر جس ڈرامے میں بھی آتی ہیں اس ڈرامہ میں جان پڑ جاتی ہے...... اداکاری کا ایک انوکھا انداز...... بے بڑی ہی خدا ترس ......ملنسار...... پانچوں وقت کی نمازی...... کتنی ہی بڑی محفل کیوں نہ ہو مگر جب اذان کی آواز کانوں میں آتی ہے تو فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوتی ہیں کہ پہلے نماز بعد میں باتیں بہت دن ہو گئے تھے ان سے ملاقات کئے ہوئے...... میں نے فون کیا کہ عشرت کیسی ہو...... فوراً ہی چٹاخ پٹاخ بولیں محمودہ بہن کیا بتاؤں بڑی ہی مصروفیت رہی...... ایک تو ڈرامے ار پھرے بچے بھی باہر سے آ گے تھے...... نگوڑے سال دو سال بعد تو آتے ہیں ان کو بھی اتنا وقت نہ دے سکی جتنا ماں ہونے کے ناطے ان کو دینا چاہئے تھا...... میں تو اپنے بچوں سے بہت شرمندہ ہوں کہ میں ان کے ساتھ گھل مل بھی نہ سکی خیر سے وہ لوگ کل ہی سدھارے ہیں...... اللہ اپنی حفظ امان میں رکھے...... ہم نے بھی آمین کہا پھر پوچھا کیسے حال چال ہیں...... کہنے لگیں حال بھی خراب چال بھی خراب آج کل ٹانگوں میں بہت درد ہے...... اب کیا کریں عمر بھی ہے...... ہم نے کہا ابھی ایسی کون سی عمر ہے......؟ جھٹ سے بولیں اب عمر کا کیا کہتی ہو...... نانی دادی بن گئے اب بھی عمر نہ آئے گی تو کب آئے گی......؟ جو بیماری لگ گئی سو لگ گئی......

تندرستی کو بھول جاؤ...... اب تو کھال لٹکتی ہوئی اللہ میاں کے ہاں جائیں گے درازی عمر کی دعائیں مانگیں گے تو یہ سب تو دیکھنا ہی پڑے گا چہرے پر جھریاں بھی پڑیں گی اور آنکھوں کی چمک دمک بھی ماند پڑ جائے گی...... یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اللہ میاں سے عمر میں برکت کی دعائیں بھی مانگیں اور چہرہ وہی تنا ہوا ہو...... یہ کیسے ہو سکتا ہے...... عمر بھی بڑھتی جائے اور کھال بھی تنی رہے......! ہم نے فوراً پوچھا کہ نہیں یہ تو بتاؤ تم نے کتنی مرتبہ کھال کھنچوا کر بس بھروایا ہے...... قہقہہ لگا کر بولیں یہ اچھی کہی...... نہ بابا نہ ہم تو جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے...... بلکہ ہم تو اللہ میاں کے شکرانے ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو یہاں تک تو پہنچایا کہ ہم نے اپنے بچوں کے بچے دیکھ لئے...... اگر تنی تنائی کھال کے ساتھ مر جاتے تو بچوں کے بچے کیسے دیکھتے......! ہمیں بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی...... خود بھی قہقہے لگاتی رہیں پھر بولیں میں غلط تو نہیں کہہ رہی اگر تنی ہوئی کھال کے ساتھ ہی مرنا تھا تو درازی عمر کی دعائیں کیوں مانگیں...... محمودہ ہمیں بہرحال میں اللہ میاں کا شکر ادا کرنا چاہیے...... یہ ہمارے چھوٹے بیٹے عامر میاں کو بہت چاہتی ہیں...... اس کی نعتوں کی بے حد شیدائی ہیں دیر تک اس کا ذکر کرتی رہیں...... ہم دونوں باتیں کرتے رہے آنے کا وقت نہ انکے پاس اور نہ جانے کا وقت ہمارے پاس بہن...... اسی طرح ہمارا ٹیلی فون کافی مصروف رہتا ہے...... عشرت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کسی کی برائی نہیں کرتیں اگر کبھی کوئی کسی کی برائی کرے بھی تو سنی ان سنی کر دیتی ہیں اپنے کام سے کام رکھتی ہیں...... کہتی ہیں کہ محمودہ ہمیں مصروفیت اتنی ہے کہ کسی کا ذکر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا...... اگر موقع ملا بھی تو میں ایسا نہ کرتی...... آج کل کے زمانے میں اخلاق کی اتنی پاکیزگی...... بہت کم عورتوں میں ہوتی ہے...... ہم نے عورتوں کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ عورتیں ہی سارے فساد کی جڑ ہیں...... جہاں بیٹھیں گی سوائے برائیاں نکالنے کے انہیں کچھ کام ہی نہیں ہے...... آپ نے دیکھا کہ عشرت کتنے ڈھیر سارے کام کرتی ہیں...... فالتو وقت میں اپنا بوتیک بھی چلاتی ہیں...... ہماری ایک اور سہیلی ہیں ان کا نام نسیم سمجھ لیں اگر ہم نے بغیر پوچھے ان کا نام شائع کر دیا تو برسوں کی دوستی پر خاک پڑ جائے گی...... ان کی یہ عادت ہے کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی برائی نکالتی ہیں اور برائی کرنے کے بعد

کہتی ہیں اللہ تیرا شکر ہے کہ یہ عیب مجھ میں نہیں ہے...... کبھی ان سے کہہ دو کہ بہن کسی کو برا نہیں کہتے یہ غیبت ہے...... تو بڑے غصہ سے کہتی ہیں...... واہ کیا خوب نصیحت کرتی ہو برے کو برا نہ کہیں تو کیا کہیں ...... دنیا میں رہکر تو سب کچھ کرنا ہی پڑے گا...... ہم تو دنیا میں اسی لئے آئے ہیں کہ اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہیں...... منہ پھٹ اتنی ہیں کہ منہ در منہ سناتی ہیں اپنی تعریف میں ہر وقت قصیدے پڑھتی رہتی ہیں جہاں کسی دوسرے نے اپنی چھوٹی سی بھی اچھائی بیان کی تو فوراً طعنہ دینگی بس تمہاری تو تعریف کئے جاؤ تو خوش ہو پتہ نہیں تم کس قماش کی ہو...... اور خود میاں مٹھو ہیں...... کہتی ہیں دیکھو میں بڑا بول نہیں بولتی...... اس عمر میں بھی لڑکیوں سے زیادہ خوبصورت ہوں...... میرے ہاتھوں ہی کو دیکھ لو کہیں سے بھی بڑھاپا نہیں جھلکتا...... اب ہم کیا کہیں...... کیونکہ دل توڑنا ہماری عادت نہیں ہے ...... اتنی صاف گفتگو کرتی ہیں کہ انسان کو پھر آئینہ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی...... یہ بھی بے حد مخلص ہیں آج کل سخت بیمار ہیں اس کے باوجود بھی آئے دن دعوتیں کرتی رہتی ہیں چاہے گھسٹ گھسٹ کر کھانا پکائیں مگر دعوت ضرور ہوگی جب کچھ نہیں پکا سکتیں تو سب دوستوں کو ٹیلیفون کرتی ہیں کہ فلاں دن میرے گھر دعوت ہے اپنے گھر سے ایک ڈش پکا کر لیتی آنا بے تکلف دوستوں سے تو یہ بھی کہتی ہیں تم نہاری بنالینا...... تم کریلے پکا کر لانا...... اس طرح کم از کم بیس پچیس ڈشیں ہو جاتی ہیں...... سب ملکر کھاتے پیتے ہیں اور جو بچتا ہے وہ ان کے ڈیپ فریزر کی نذر ہو جاتا ہے...... اس طرح دعوت بھی ہو جاتی ہے اور ایک ہفتہ کا کھانا بھی مل جاتا ہے...... خوش گپیاں وہ الگ...... اللہ ان بہنوں کو سلامت رکھے جن کے دم سے رونقیں ہیں...... ہماری ایک اور بہن ہیں بڑی پیسے والی ہیں آگے پیچھے کوئی نہیں ہے وہ اتنی کنجوس ہیں بالکل کنجوس نام...... گھر میں کوئی نوکر چاکر بھی نہیں ہے...... پوچھو تو کہتی ہیں کہ تنخواہ کہاں سے دیں آج کل تو نوکروں کے منہ پھٹے ہوئے ہیں تین چار ہزار سے تو کم بات ہی نہیں کرتے حالانکہ اتنا پیسہ ہیکہ وہ صرف نفع کی ہی کمائی سے دس نوکر رکھ سکتی ہیں...... بعض اوقات اپنا کھانا بھی نہیں پکاتیں خانساماں اس لئے نہیں رکھتیں کہ تنخواہ دینے کو پیسہ نہیں ہے...... صرف ایک ہی نوکر ہے وہ بھی ڈرائیور...... اس سے چھوٹے موٹے کام لیتی ہیں...... دوپہر میں جب وہ اپنا کھانا کھاتا ہے تو

اس سے کہتی ہیں ارے غفور تیری بیوی نے کیا پکایا ہے...... بھئی میں تو غریبوں کی ساتھ گھل مل کر رہتی ہوں...... لا اپنے کھانے میں سے مجھے بھی دے دے دیکھوں تو کیسا کھانا پکا ہے...... اتنی بڑی بیگم صاحب اور ڈرائیور کا کھانا کھائیں اس کے لئے تو بڑے فخر کی بات ہے جھٹ اپنی کھیسیں باہر نکال کر سارا کھانا بیگم صاحب کو دے دیتا ہے...... اور بیچارہ خود بھوکے پیٹ اونگھ کر بیگم صاحبہ کے حکم کی تعمیل کرتا رہتا ہے اور بیگم یہ بڑے فخر سے محفل میں بیٹھ کر کہتی ہیں کہ بھئی اللہ معاف کرے میں تو بالکل غرور نہیں کرتی نوکروں تک کا کھانا خوشی خوشی کھا لیتی ہوں اور ہم سب حیرت سے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا......

....

جنرل بابر کا دورہ دبئی

کیا لو پولیس مقابلے صرف مہاجروں کا مقدر ہیں

سال میں کتنے بجٹ آئیں گے

کئی ہفتوں کی ڈاک جمع ہو گئی ہے...... خطوط کے جواب نہ دینا بھی قارئین کیساتھ بڑی زیادتی ہے...... کیا بتائیں موجودہ حالات دیکھتے ہوئے بار بار ماضی میں جھانکنا پڑتا ہے کہ اب کیا ہو......؟ وہی لوگ ہیں وہی پاکستان ہے مگر دلوں کے فاصلے بڑھ گئے ہیں آنکھوں سے محبت اور مروت جا رہی ہے...... سب کو اپنا مفاد عزیز ہے...... چمکتے دمکتے سکے بٹورنے کیلئے چاہے کسی کی لاش پر سے بھی گزرنا پڑے تو ضرور گزریں گے انسانیت کا جنازہ نکل چکا ہے...... روایات اور تہذیب دم بخت ہے...... عریانی اور فحاشی کے قدم بھی بچوں کے دلوں پر نقش ہو چکے ہیں...... غرضیکہ آوے کا آوا ہی ٹیڑھا ہے...... کس کو کب سیدھا کرنا ہے...... یہ قدرت کے کھیل ہیں...... ہم عاجز و لاچار ہیں...... ہاں تو...... ادوبئی سے منیرہ طلعت صاحبہ لکھتی ہیں...... محمودہ بہن تم ماضی کی یادوں میں ایسی کھوئی ہو کہ اپنی سدھ بدھ بھی کو بیٹھیں...... دنیا میں کیا ہو رہا ہے......؟ اس سے بھی آنکھیں موند لی ہیں...... سب ہی اسی طرح اپنے ماضی میں کھو جائیں تو حال کا کیا بنے گا...... اور پھر مستقبل کی فکر کون کرے گا وہی مثل ہے...... جس نے پیدا کیا ہے...... وہی دیکھا کھنا ہے کو پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا...... وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے ہے اور کس کے پاس اتنا وقت ہے کہ ہر طرف دھیان دے...... بہن تم نے تو اچھی گزاری...... اب ہماری طرف دیکھو...... ہماری تو عمر عزیز بھی تم سے بہت چھوٹی ہے...... موجودہ حالات میں ہم کیسے جئیں اور ہمارے بچے کیا کریں گے...... پردیس میں بیٹھے ہیں مگر یقین مانو ہمارا دل پاکستان میں ہے...... اپنا وطن جو ہے...... یہاں پر تو ایسی ایسی خبریں آتی ہیں کہ دل ڈوب ڈوب جاتا ہے...... ایک زمانے میں یہ بھی خبر آئی تھی کہ مشہور زمانہ جنرل بابر صاحب دوبئی تشریف لا رہے ہیں اور دہشت گردوں کو پکڑ کر لے جائیں گے...... خوف کے مارے جان ہی تو نکل گئی...... ہر پاکستانی ہراساں تھا کہ دیکھئے دہشت

گردی کے نام پر کس کا قرعہ نکلتا ہے......اور پھر کون در بدر کو ٹھوکریں کھاتا پھرے گا......وزیر داخلہ صاحب کے پاس دہشت گردی کا کوئی پیمانہ تو ہے ہی نہیں...... جہاں کوئی مرا گرا بھی نظر آیا اور پتہ لگ گیا کہ یہ مہاجر ہے تو پھر تو بابر صاحب کے مزے آ گئے جس طرح مچھلیاں دیکھ کر شکاری خوش ہوتا ہے اور جلدی سے اپنا جال دریا میں پھینک دیتا ہے کہ جلدی سے ساری مچھلیاں میرے جال میں آ جائیں ......بالکل یہی کیفیت ہمارے وزیر داخلہ صاحب کی ہوتی ہے...... سعودی عرب کے دورے کیلئے جال پھینکا اس جال میں جو بھی پھنس گیا...... بابر صاحب خوش ہو گئے ......مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ بابر صاحب کا جال بھی ہر حال سمجھ چکا ہے کہ صرف مہاجروں کو پکڑنا ہے......باقی سب ہیرا موتی ہیں...... اے بہن تم ہی بتاؤ...... میں کیا جھوٹ بول رہی ہوں......تم تو تپتے ہوئے تندور پر بیٹھی ہو......کیا تم روز روز کے جعلی مقابلے نہیں دیکھتیں......اگر جعلی مقابلے میں ایک آدھ بھی کوئی دوسری قوم کا مارا جاتا تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مقابلے اصلی ہیں...... پاؤں میں بیڑیاں ہیں اس کے باوجود بھی دہشت گرد گولیوں پر گولیاں داغے جا رہے ہیں اور اس کے آگے پیچھے اسلحہ کا انبار لگا ہوا ہے......اس کے باوجود بھی پیارا کو وہی مر جاتا ہے......پھر ٹی وی والے بلائے جاتے ہیں اور تصویریں بنتی ہیں کہ دیکھو دہشت گرد کے پاس اتنا اسلحہ برآمد ہوا ہے اس نے پولیس کو دیکھ کر گولیاں چلانا شروع کر دیں......جس کے جواب میں سرکاری اہلکاروں نے بھی جوابی کاروائی کی جس کے نتیجے میں دہشت گرد موقع پر ہی ہلاک ہو گیا......لو بھئی نہ تو گرفتاری نہ مقدمہ......نہ جیل نہ حوالات...... بیچارا ان سب سے چھوٹا اور پھر زندگی کی قید سے بھی چھوٹ گیا...... یہ تو حال ہے پاکستان میں بیچارے مہاجروں کا یہاں پر پاکستان کی خبریں پڑھ پڑھ کر سب ہی ہنستے ہیں اور اخبارات کی خبروں کو کھلم کھلا جھوٹ کا پلندہ کہتے ہیں...... بلکہ اخبارات کے بنڈل دیکھتے ہی کہتے ہیں کہ لو پاکستان سے جھوٹ کے پلندے آ گئے......مگر پھر بھی وطن عزیز کی من گھڑت خبریں پڑھتے ہیں اور سر دھنتے ہیں...... اچھا بی...... تمہارا بڑا وقت لے لیا......خط بھی طویل ہو گیا ہے نہ جانے تم چھاپو گی بھی یا نہیں؟...... لانڈھی سے مومنہ خاتون رقم طراز ہیں...... محمودہ باجی آداب اللہ تمہیں خوش رکھے ایسے ایسے کالم لکھتی ہو بے ساختہ ہمارا قلم چومنے کو دل چاہتا ہے...... آج

جل گری بھی سخت پڑ رہی ہے سب ہی کے مزاج گرم ہیں......اور پھر بجٹ کی آمد آمد ہے اب اس کا کیا رونا روئیں...... بڑے لوگ جو کام خود نہیں کر سکتے وہ بی بی کے ہاتھوں انجام دے رہے ہیں...... موئے ایک بجٹ کی بات ہو تو کی جائے...... ابھی مئی جون کا بجٹ آیا ہے......اس کے بعد جولائی...... اگست کا بجٹ آئے گا پھر ستمبر...... اکتوبر کا بجٹ آئے گا...... غرضیکہ بجٹ آتے ہی آتے ہمارا سال گزر جاتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ سال کب آیا تھا اور کب یہ بے وفا آنکھ چرا کر چلتا بنا...... قوم کچھ سوچنے کی رہی نہ سمجھنے کی...... ابھی مہنگائی کے بوجھ سے کمر سیدھی نہیں کرنے پائے کہ پھر بجٹ آ جاتا ہے......اور پھر نصیحتیں کی جاتی ہیں شاباش...... بڑی بہادری قوم ہے...... اپنے ملک کیلئے تو قربانیاں دینا پڑتی ہیں......اپنی آزادی برقرار رکھنے کیلئے حکمرانوں کو غریبوں کا خون تو پینا ہی پڑے گا ......مجبوری ہے یہ بھی جمہوری عمل کا ایک حصہ ہے...... پورے سال عوام اسی بجٹ کی چکی میں پستے رہتے ہیں......کیسی سیاست......؟اور کہاں کے الیکشن......وہی الیکشن لڑیں گے جو بجٹ کی آڑ لے کر عوام کے خون پسینہ کی کمائی سے اپنی تجوریاں بھریں گے......ہو......تم بھی جمہوریت کے خواب دیکھنا چھوڑ دو......ان سینڈلوں والوں سے بوٹ والے بہت بہتر ہیں...... کیونکہ تمہارے پچھلے دور کے کالموں سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جب بھی جمہوریت آئی تو اپنے نشان کی ایسی تلوار ماری کہ بچارا ملک بھی دو ٹکڑے ہو گیا......سر کہیں اور دھڑ کہیں...... پھر جمہوریت آئی تو بھائی بھٹو خود ہی سولی پر لٹک گئے...... بوٹوں والے کمانے والے اتنے برے نہیں ہیں...... جتنا ان کو بدنام کر دیا گیا ہے...... یہ بھی حکومت کی چال ہے کہ یہ فوج دنیا بھر میں منہ دکھانے کے لائق نہ رہے......اب تم خود ہی سوچو کراچی کو فوج کے حوالے کرنے کا مقصد تھا...... تا کہ فوج بدنام ہو...... جب بہت ہاہا کار مچی تو فوج ہٹا کر رینجرز لگا دیئے گئے......موئے آنکھوں کے اندھے انہیں کیا پتہ شہریوں سے کیسا سلوک کیا جاتا ہے وہ تو بس آنکھیں بند کر کے گولی چلانا جانتے ہیں...... بھلا جمہوریت میں یہ سب کچھ ہوتا ہے...... ہمیں تو پیر پگارا پر بھی تعجب ہوتا ہے کہ انہیں بوٹوں کی آوازیں تو صاف سنائی دیتی ہیں...... ذرا اس راز سے بھی پردہ اٹھاؤ...... اچھا خدا حافظ تمہاری بہن...... کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں......

دکھ جھیلتے تین برس بیت گئے
گھر کے چراغ سے آگ لگ گئی
سال کو پانچواں بجٹ آ گیا

ہم تو اب گنڈے دار ہو گئے ہیں...... کیا کریں اب عمر کا تقاضہ ہے بچے بھی یہی حرکتیں کرتے ہیں جو ہم عمر عزیز کے آخری حصہ میں کر رہے ہیں...... بچے گنڈے دار روزے رکھتے ہیں اور ہم گنڈے دار کالم لکھتے ہیں...... ہمارے پاؤں میں کچھ ایسا گلہری کا خون لگا ہے کہ ہم بھی بے نظیر بے مثال بن گئے ہیں اپنے ملک میں ٹکتے ہی نہیں ہیں...... ہماری بلا سے مہنگائی بڑھتی ہے بڑھا کرے...... لوگ مرتے ہیں مرتے رہیں کیونکہ لوگ تو پیدا ہی ہوتے ہیں مرنے کے لئے چاہے اللہ مارے یا بندہ...... بہر حال مرنا تو ہے نا...... کس کا رونا...... کس کے لئے رونا...... اب دیکھو نا میر مرتضی بھٹو اللہ کو پیارے ہوئے...... غنوی بھٹو بیوہ ہو گئیں روئیں چیخیں آخر کو صبر آ ہی گیا اور جھٹ پٹ پریس کانفرنس داغ دی اور اس طرح سیاسی میدان میں قدم جانے کی ان کی یہ پہلی کوشش ہے...... ہم تو اپنے پچھلے کالموں میں لکھ چکے ہیں کہ اب تو نند......! اور بھاوج میں مقابلہ ہو گا...... ہمیں تو بڑا مزا آئے گا...... کیا کریں دکھ جھیلتے جھیلتے تین سال بیت گئے...... کبھی کبھی دکھ میں بھی ہنسی کو تلاش کرنا پڑتا ہے...... ہماری تو ہی مثل ہے کہ جو زہر سے نہ مرے اسے گڑ سے مار دو...... ہم تو پہلے ہی شوگر کے مریض ہیں زہر سے مریں یا نہ مریں ہاں البتہ گڑ سے ضرور مر جائیں گے...... بات کہاں سے نکلی تھی اور کہاں جا پہنچی...... ہم کہہ رہے تھے کہ ہم بھی نہ اپنے گھر میں ٹکتے ہیں اور نہ ہی اپنے ملک میں...... کیا کریں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہی ہے...... اب ہماری بی بی کو ہی دیکھ لو ملک کو بحران میں مبتلا کر کے دسرے کے پھڈوں میں پیر اڑا رہی ہیں...... کبھی کشمیر کا رونا روتی ہیں تو کبھی دوسری ٹانگ افغانستان میں اڑا دیتی ہیں...... اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے...... اس چراغ کی لو ہی بڑی خطرناک ہے...... ذرا سا آگے بڑھو تو ایسی آگ کہ جہنم مانند...... کبھی صدر محترم کو 'گرما' رہی ہیں تو کبھی فوج کو اکسا رہی ہیں یہ کہہ کر ہمکو نہ

فوج لائی ہے اور نہ ایجنسیاں عوام کے ووٹوں سے آئی ہوں...... بالکل بجا فرمایا مہارانی جی...... جن عوام کے ووٹوں سے آپ تشریف لائی ہیں انکو کیوں تڑپا تڑپا کر مار رہی ہیں...... جو لوگ آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے ہیں ان کو راستے سے ہٹانے کا فن آپ سے زیادہ کون جانتا ہے......؟ آپ ظلم پہ ظلم کر کے عوام کو صرف یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ دیکھو تمہارے قائداعظم نے پاکستان بنا کر بہت بڑی غلطی کی تھی...... اس کا خمیازہ پاکستان بنانے والے تو بھگت ہی چکے اب ان کی اولاد در اولاد یہ خمیازہ بھگتے گی...... ہاں آپ کی یہ بھی دلی تمنا ہے کہ بس میں زبان سے قائداعظم قائداعظم کہتی ہوں اور قائداعظم اور پاکستان سے محبت کرنے والوں کے منہ سے دشنام طرازی کراؤں...... یہ حسرت بھی دل کی دل میں رہ گئی...... پھر کراچی میں قانون کے محافظوں اور مہاجروں کو بھی آپس میں لڑانے کی کوشش بھی ناکام ہو گئی اب انہیں رینجرز کے پہرے میں اپنی بیوہ بھاوج غنوی بھٹو کو دے دیا ہے...... یہ راز اللہ جانے یا بی بی جانیں...... ہم تو جو پڑھتے ہیں لکھ دیتے ہیں...... عوام کو روٹی کپڑا اور مکان دینے والی بی بی سال کا پانچواں بجٹ پھر بڑی آن بان کے ساتھ پیش کر دیا...... تیرہ ارب روپے کے مزید ٹیکس لگا دیئے گئے...... دوسری طرف ایک اور خطرناک خبر ہے کہ اسٹیٹ بینک نے روپے کی قیمت میں مزید ساڑھے آٹھ فیصد کمی کر دی...... ڈالر کی سرکاری قیمت میں تین روپے 15 پیسے کا اضافہ...... صرف ڈیڑھ ماہ میں روپے کی قیمت میں 15 ، 12 فیصد کمی ہو گئی...... روپیکی قدر میں کمی نے عوام کو بے زور و بے پر کر دیا ہے...... اگر یہ عوام کہیں آنے جانے کے لائق نہ رہے تو حجاز مقدس جانے کی حسرت بھی دل کی دل میں رہ جائے گی...... اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ پاکستانی 20 یا 22 ہزار روپے دیں تو پھر کہیں جا کر آپ کو 2 ہزار ریال ملیں گے...... اب تو حج اور عمرہ بھی لاکھوں میں باتیں کرنے لگا ہے...... روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے بی بی اب بڑے ہی شان سے اعلان کر سکتی ہیں کہ اب پاکستان سے پچاس لاکھ مسلمان فریضہ حج ادا کریں گے کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ کہنے میں کیا حرج ہے...... یہ کنگال عوام اتنا پیسہ کہاں سے لائیں گے...... پھر یہی ہو گا...... جس طرح ایک وڈیرہ یا اسمگلر الیکشن لڑ کر اسمبلی میں آتا ہے بالکل اسی طرح وڈیرے اور صرف اسمگلر ہی حج کی سعادت حاصل

کر سکیں گے..... اور مومن بیچارے میں اتنی سکت کہاں کہ اتنی خطیر رقم خرچ کرے..... صرف عمرہ ہی پچاس سے ساٹھ ہزار روپے تک خرچ کرنے پر ہی ادا ہوگا..... پھر گھوم پھر کر واپس اپنے ملک میں دیکھو تو..... عوام کو کیا ملے گا..... دال کے ساتھ روٹی بھیگئی اچھے اچھے لوگ اب ایک وقت کی روٹی کھائیں گے باقی ہوا کھائیں گے..... غریب بیچارہ پیٹ پر پتھر باندھ کر کام کرے گا اسی کی کمائی سے یا تو بیوی بچے پیٹ بھریں یا وہ خود کھا پی کر ختم کردے..... بھوک سے بدحال عوام ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جائیں گے..... کپڑے کی جگہ اپنے اپنے کفن پہن کر پھریں گے..... تو کتنا مزہ آئے گا وہ بی بی واہ..... بیٹھے بیٹھے خوب لطیفے چھوڑتی ہو..... یہ تو ہوگئی روٹی کپڑے کی حلات اور مکان دینے کے لئے تمہارے اس غریبوں کے لئے کچھ بھی نہیں بچا کیونکہ ساری زمین تو کالے چوروں میں بانٹ دی اب تو یہ ہڈیوں کے ڈھانچے کفن پہنے کدالیں ہاتھ میں لئے کسی نہ کسی جگہ اپنی اپنی قبروں کے لئے تو زمین تلاش کر ہی لیں گے..... بی بی اگر کچھ دن اور رہ گئیں پورا ملک پاکستان عوامی آرزوؤں اور امنگوں کا قبرستان بن جائے گا..... خدا کے لئے ہمارا پیچھا چھوڑ دو اپنے ساتھ اپنے ان حواریوں کو بھی لیتی جاؤ جنہوں نے غلط مشورے دے کر غلط کام کروائے..... دور کیوں جاؤ..... بغل میں بچہ شہر میں ڈھنڈورا..... گھناؤنے کھیل چھوڑ دیں آپس میں لڑوانا اچھی بات نہیں ہے..... اور جب کوئی آسمان کرامت ہو جائے تو پھر نہ رونا..... لکھتے لکھتے ہم پھر بہک گئے..... کہاں سے چلے تھے کہاں پہنچے..... ارے ہم کوئی امریکہ یا ایم ایف کے دباؤ پر تو نہیں گئے تھے ہم تو سیدھے سادے عمرہ ادا کرنے گئے تھے..... وہاں ہم نے پاکستان کی سلامتی اور ظالموں کے ظلم سے نجات کے لئے بہت دعائیں مانگیں اللہ قبول کرے (آمین)

....

اندھیر نگری چوپٹ راج

اب تو مرنا بھی آسان نہیں

بجٹ نے عوام کو نچوڑ کر رکھ دیا

ہم بولیں گے تو بولو گے کہ بولتی ہے...... کیا کریں کب تک تماشہ دیکھیں کوئی تیرہ تیزی کی گھنگھنیاں تو منہ میں ڈالی نہیں ہیں کہ چپ رہیں گرمی نے کچھ ایسا پتہ پوچھا ہے جیسا کہ کونہ سسٹم نے مہاجروں کا پتہ پوچھ لیا ہے کہ...... بتاؤ تم کون ہو......؟ اگر تم پاکستانی ہو تو تمہارا باپ کون ہے......؟ اچھا باپ پاکستانی ہے تو پھر تمہارا دادا تو ضرور ہجرت کر کے آیا ہوگا......؟ بس یہی تمہاری سب سے بڑی غلطی ہے ......اب یہ بڑوں کی غلطیاں ہم کب تک بھگتیں گے...... وہی مثل ہوگئی کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا مصیبت پہ مصیبت...... سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہے...... ہر ماہ کے بجٹ نے تو ادھ مرا ہی کر دیا ہے...... سالانہ بجٹ نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی...... بجٹ بنانے والوں کی عقلوں کی بھی داد دینا پڑتی ہے...... ایڑی سے نکلے تو چوٹی پر پہنچے تو انہیں بال نظر آئے ... چلو بھئی انکی کنائی پر بھی ٹیکس ......اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان باتوں پر روئیں یا نہیں......؟ اندھیر نگری چوپٹ راج ہے ......مزے کرلو...... چوپٹ راج میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ قانون کے رکھوالے ہر وقت ہاتھ میں رسی کا پھندا لئے گھومتے پھرتے ہیں کہ کس کے گلے میں کب فٹ آتا ہے تا کہ اسے پھانسی پر لٹکائیں...... ہمیں جرم یا مجرم سے کیا لینا دینا ہے بس صرف پھندے کا سائز دیکھنا ہے...... کبھی یہ باتیں کہاوتیں تھیں لیکن آج حقیقت کا روپ دھار کر سامنے آگئی ہیں ... پورا ملک چیخ اٹھا ہے کہ بجٹ واپس لو بہت سخت بجٹ ہے اس سے امیر کا جینا مشکل اور غریب کا مرنا دوبھر ہوگیا ہے ... پہلے تو لوگ دس بیس روپے میں مر کر پیچھا چھوڑ دیتے تھے لیکن اب: مرنے کے لئے بھی ہزاروں روپے چاہیئے ......کفن دفن... گورکن نہلانے والے کی فیس اور پھر مرے پر سو درے...... حاضری کا کھانا بھی سمجھ میں نہیں آتا کریں ... پہلے کہتے تھے کہ اس جینے میں سو دکھ ہیں...... مر جائیں تو اچھا ہے......!

جب حساب کتاب لگایا تو معلوم ہوا کہ...... مرے پر بھی چین نہیں ہے...... وہی مثل ہوگئی سانپ کے منہ کی چھچھوندر...... نہ اگلے چین نہ نگلے چین...... چین کی بنسری بجانے والے بجا رہے ہیں اور اس بنسری کی دھن پر پوری قوم تھک تھک تھیا کر رہی ہے.. بیان بازی کرنے والے بیانات دینے سے نہیں چوکتے اور ہڑتالیں کرنے والے اپنی کامیاب ہڑتالوں پر نازاں ہیں...... اور خوشی سے پھولے نہیں سمار ہے ہیں...... عوام بیچارے ہڑتالوں کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھ کر خوش ہیں...... اسطرح سب ہی خوش ہیں پھر مسئلہ حل ہو تو کیسے ہو...... !عملی قدم اٹھانے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہے...... سوائے اس بری بھلی حکومت کے جو چاروں طرف سے زغوں میں گھری ہوئی ہے اس کے باوجود بھی جو کہتی ہے وہ کرتی ہے...... اگر حکومت نے یہ اعلان کیا کہ ہم ایک بھی دہشت گرد زندہ نہیں چھوڑیں گے...... تو اس حکومت نے کر کے دکھایا...... دہشت گردوں کی آڑ لے کر ملک بنانے والوں کی اولادوں سے بدلہ لے لیا...... اس سے اچھا موقع کب ملے گا...... جو کہا کر دکھایا...... پہلے سے اعلان کر دیا...... بجٹ سخت آرہا ہے...... عوام کو ملک کی خاطر قربانی دینا پڑے گی...... اور پھر سچ مچ عوام بجٹ کا بکرا بن کر قربان ہو گئے...... اور اس حکومت نے عوام کو گدی اور ٹانگوں سے پکڑ کر ایسا نچوڑا کہ خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا...... جب عوام اپنی ٹانگوں پر کھڑے نہیں ہو سکتے تو پھر کیسی لڑائی اور کس کا جھگڑا...... آٹا مہنگا ہو گیا ...... ان کی بلا سے روٹی نہیں ملے گی تو کون سا مر جائیں گے...... کیک کھا کر گزارہ کر لیں گے گوشت کے دام سو روپے کلو سے بھی بڑھ جائیں تو کیا پرواہ ملک میں آوارہ کتوں کی بہتات ہے...... دو سال تک تو یہ اب بھی کام آسکتے ہیں...... اگر یہ بھی نہ ملیں تو گدھے بھی بہت ہیں جو غذا نہ ملنے کے باعث عوام پر بوجھ بن گئے ہیں کچھ دن ان کے گوشت سے بھی گزارہ ہو جائے گا...... چھاپے مارنے والا بھی کوئی غیر نہیں ہے اپنا ہی ہے...... جو کہیں گے وہی کہوں گا بلکہ ٹی وی پر خبر نامہ کے درمیان آ کر کہے گا کہ عوام کو اس سے بہتر اور تازہ گوشت دنیا کے کسی حصہ میں نہیں مل سکتا...... یہ بھی سنا گیا ہے کہ دواؤں کی فیکٹری کھولنے سے وارے نیارے ہیں...... بس ایک لائسنس لو...... اور فیکٹری کھول لو...... دواؤں کے نام پر جعلی دوائیں بناؤ اور نیکوا انجکشن کی پٹیوں میں کلر فل پانی بھر دو اور خوبصورت

لیبل اور غیر ملکی لیبل لگا لگا کر ہول سیل میں بیچ دو سارا کا سارا ہی نفع ہے...... چھاپہ کون مارے گا...... کس کی مجال ہے سر پر ترنگا جھنڈا اور ہاتھ میں تیر کمان ہے...... کر لو جو کرنا ہے...... اسی طرح اصلی مرچیں عوام کی آنکھوں میں جھونک کر نقلی چیزوں کا کاروبار جاری ہے اور جب تک قوم متحد نہیں ہوتی یہ کاروبار اسی طرح جاری و ساری رہیں گے...... اب حالات ایسے موڑ پر آ گئے کہ لوگ ایک بوند پانی کے لئے ترس رہے ہیں...... پانی کے نام پر نلکوں سے غلاظت کی ڈھیر نکل رہے ہیں اور ان غلاظتوں کے ڈھیر کو دھونے کے لئے بھی پانی چاہیے...... یہاں پر تو نلکے حاضر اور پانی غائب ہے...... یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ سب سے پہلے ایم کیو ایم ان ناانصافیوں اور محرومیوں کے خلاف آواز بلند کی...... آواز بلند کرنے کے نتیجے میں ظلم وستم بڑھا اور نوبت جعلی پولیس مقابلوں تک جا پہنچی...... ہر طرف سناٹا چھا گیا...... کسی نے بھی اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند نہیں کی ایم کیو ایم بیچاری واحد جماعت تھی جو ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے پر سنگین نتائج بھگتی رہی...... اس بے چاری کے آنسو پونچھنے کوئی بھی نہ آیا سب ہی کنی کتراتے رہے...... آخر خدا خدا کر کے وہ دن بھی آ گیا جب پوری قوم کو ہی حکومت کی ناانصافیوں اور شاہ خرچیوں کا احساس ہو گیا اور قوم نے آہستہ آہستہ متحد ہونا شروع کیا ہے...... اب دیکھیں نتیجہ کیا نکلتا ہے...... ابھی تک اچھائی کے کوئی آثار نہیں ہیں اور نہ آئندہ دو برسوں تک نظر آتے ہیں...... اگر اللہ میاں ہی رحم کر دیں تو دوسری بات ہے...... وہ بھی مشکل ہی ہے کہ کیونکہ ہمارے اعمال بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں...... رشوت، چور بازاری، جھوٹ، چھین جھپٹ، قتل وغارت گری...... عام بات ہے...... خون ناحق کہیں سے تو ابھرے گا......؟ آج ہم نے جو کالم لکھا ہے بالکل حکومت کے بجٹ کی طرح ہے...... کبھی کچھ کبھی کچھ...... بالکل زگ زیگ...... ایک بات پر قائم ہی نہیں ہے...... بالکل نقار خانہ ہے...... اسی طرح ہمارا آج کا کالم نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے!!

....

سرکاری ملازمین کیلئے پیسہ نہیں ہے

اردو یونیورسٹی کا مسئلہ

اساتذہ کی ناقدری

سنا تھا کہ خزانے کے خزانے خالی ہو گئے...... سرکاری ملازمین کے دینے کے لئے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے...... جب سرکاری ملازمین کا یہ حال ہے تو پرائیویٹ ملازمین پر کیا بیت رہی ہوگی...... مگر یہ پرائیویٹ ملازمین تو اپنے سروں پر توے باندھ کر میدان میں نکل آتے ہیں...... لاؤ ہماری تنخواہیں صاحب ہم نے محنت کی ہے...... زیادہ تین پانچ کی...... تو چلے جائیں گے کورٹ...... کچہری ...... بندھے بندھے پھرو گے...... وغیرہ وغیرہ...... لیکن بیچارے سرکاری ملازمین تو حلق سے آواز بھی نہیں نکال سکتے...... ٹک ٹک دیدم...... دم نہ کشیدم والا معاملہ ہے...... نوکری چھوڑ دیں گے...... چھوڑ دو...... دھمکی کس کو دیتے ہو...... بیروزگاروں کی قطاریں لگی ہیں...... ایک کی جگہ دس آجائیں گے تم ہی روتے پھرو گے......! نہ جائے رفتن نہ پائے ماند...... والی مثل ہے...... بغیر تنخواہ کے کام کرنا ہے تو کرو...... تمہارے لئے کیا اب بھیک مانگیں...... پہلے ہی اس ملک کا بچہ بچہ مقروض ہے ...... تم لوگ یہ ڈھونگ رچا کر...... شور وغل مچا کر...... کیا کیا چاہتے ہو......! یہی نا کہ قومی خزانے لوٹ لئے گئے...... سرکاری ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں......! اپنے ملک کو بچانے کے لئے قربانیاں تو دینی ہی پڑیں گی...... جان سے بڑھ کر تو پیسہ نہیں ہوتا ہے...... ہم کونسی جانوں کی قربانیاں مانگ رہے ہیں...... ایک طرف تو شور مچاتے ہو...... کہ ملک میں بیروزگاری بڑھی ہوئی ہے ...... حکومت کو چاہیے کہ روزگار فراہم کرے...... جتنی بھی تم لوگ لعن طعن کر سکتے ہو...... سرکاری محکموں میں نوکریوں کی جگہ نہ ہونے کے باعث اگر ہم از خود بھرتی کرتے ہی تو یہ لوگ کہتے ہیں تنخواہیں بھی دو ...... یہ عوام کیا ظلم کرتے ہیں حکومت بیچاری پر...... نوکریاں مانگ رہے ہیں...... ہم نے نوکریاں دیں ...... اپنی اوقات سے زیادہ دیں...... اب نیا مطالبہ...... تنخواہیں بھی دو...... حکومت نے صرف نوکریوں

کا وعدہ کیا تھا...... وہ بھی اپنے منظور نظر لوگوں کے لئے ...... اور پھر اخبارات کا مطالبہ تو بچہ بچہ کرتا ہے اس کو بھی معلوم ہے کہ سرکاری خزانہ خالی ہو چکا ہے...... خواہ وہ کے ڈی اے کے ملازمین ہوں یا کے ایم سی کے یا بینکوں کے حکومت کے پاس نہیں تنخواہیں دینے کے لئے چھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے ہاں ...... اب عوام پر بے سروپا ٹیکس ٹھونسے ہیں اگر ان سے کچھ آمدنی ہوگئی تو دو چار کا منہ تو شکر سے بھر ہی دیں گے...... سنا ہے کہ ہماری حکومت نے تعلیم کے لئے بہت سارا پیسہ مختص کیا ہے...... مگر کیا کریں

گیسوئے اردو ابھی منت پزیر شانہ ہے

اردو کالج کا سیاسی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ...... بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم اردو زبان سے بہت محبت کرتے تھے بلکہ اس زبان کے شیدائی تھے...... لہذا انہوں نے اسی جذبہ کے تحت اردو کالج کی بنیاد ڈالی...... جمیل الدین عالی صاحب پروفیسر خلیل اللہ اور دیگر متعدد حضرات کی کوششیں بھی شامل ہیں...... عوام نے بہت کوشش کی کہ اردو کالج کا یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے...... مگر اردو دشمنی اتنی بڑھی کہ کراچی ایک یونیورسٹی سے محروم ہوگیا...... اس کے باوجود بھی قانون کی اعلیٰ تعلیم یعنی ایل ایل ایم کی تعلیم اسی کالج میں دی جاتی ہے...... اس کے علاوہ ایم اے صحافت ایم اے ایجوکیشن ایم اے اسلامیات...... ایم اے اردو...... ایل ایل بی...... وہ ساری اعلیٰ تعلیمات اردو کالج میں دی جاتی ہیں ...... اور آپ کو یہ سنکر بھی تعجب ہوگا یہ کالج تین شفٹوں میں چلتا ہے...... طلبا کی تعداد بے حساب ہے جسطرح سارے ہی وفاقی اور صوبائی اداروں میں زبردستی بھرتیاں کی جارہی ہیں اس طرح اردو کالج میں اوپر سے پروفیسروں کی بھرتیاں کر کے پرانے پروفیسروں کا استحصال کیا جارہا ہے...... جن کی عمر یں ہی پڑھاتے ہوئے گزر گئی ہیں...... اب ظاہر ہے کہ وہ کوئی اور کام نہیں کر سکتے...... لہذا...... اتنے بڑے ادارے کو بجائے سنوارنے کے کیوں بگاڑا جارہا ہے...... ؟ اب اردو کالج کا یہ حال ہوگیا ہے کہ اردو کالج کے بجٹ میں پروفیسروں کو دینے کے لئے تنخواہیں تک نہیں ہیں...... ہمارے معاشرے کا یہ سب بڑا المیہ ہے کہ استاد جیسا معزز پیشہ...... اور اس کی یہ ناقدری...... معمولی معمولی کلرکوں تک کو رہائش کی سہولت ہے ان کے لئے مکانات تعمیر ہو رہے ہیں اور بھی دیگر مراعات کا خیال رکھا

جاتا ہے...... ہم تو حکومت سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر سفارشی تقرری کی جاتی ہے تو پھر اس سفارشی لیکچرار کے لئے تنخواہ بھی وفاق سے آنی چاہیے...... ہم حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے معزز پیشے کی توہین کرنے کے بجائے پروفیسر حضرات کو ان کا جائز مقام دیا جائے...... ان کی تنخواہیں وقت پر ادا کی جائیں اور دیگر مراعات کا بھی خیال رکھا جائے...... جہاں بہت سے ایسے سرکاری اداروں کے ملازمین کو زمین الاٹ کی جارہی ہے...... اسی طرح اردو کالج کے پروفیسر کو بھی یہ حق ملنا چاہیے...... اتنی کم تنخواہیں اور پھر کمر توڑ مہنگائی میں یہ کس طرح اپنے فرائض انجام دے سکتے ہیں...... ہمارا مطالبہ یہ بھی ہے کہ سفارش کی بنیاد پر تقرریاں بند کی جائیں اور کالج کے پرنسپل کو اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ بھی اپنے پروفیسروں کی بہتری کیلئے کوئی عملی قدم اٹھا سکیں...... اسی کالج میں اتنے ڈھیر سارے مضامین پڑھائے جاتے ہیں...... تو پھر اردو کالج کی یونیورسٹی کا درجہ دینے میں کیا قباحت ہے......! یہ ملک آپ کا اپنا ہے جتنی بھی یونیورسٹی قائم ہوں گی اس سے پاکستان کی شان دوبالا ہوگی...... آخر اسلام آباد میں بھی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ہے کہ نہیں...... لوگ اس کے کتنا استفادہ حاصل کررہے ہیں...... حتیٰ کہ ٹی وی اسٹیشن سے بھی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے پروگرام نشر ہوتے ہیں اور یہ پروگرام اتنے اچھے ہوتے ہیں کہ سننے کو دل چاہتا ہے اور ہم ان پروگراموں سے بہت کچھ حاصل کرتے ہیں اردو کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دلانے کے لئے...... میں محترم جمیل الدین عالی، پروفیسر خلیل اللہ صاحب پروفیسر رفیع عالم پروفیسر مختار صاحب اور سجاد صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ جہاں انہوں اردو کالج کے قیام کے لئے اتنی محنت کی ہے...... وہاں اردو یونیورسٹی کے لئے انتھک محنت کر کے قوم کی امنگوں کو جلا بخشیں...... اس کوشش کے لئے حکیم محمد سعید صاحب جن کی بیش بہا خدمات ہیں اور دیگر مقتدر شخصیات کو شامل کر کے ایک کمیٹی بنادی جائے تاکہ وہ اس کام کا جائزہ لے سکیں...... اگر حکومت خود ایک کمیٹی بنانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے...... بہر حال تعلیمی میدان میں اردو یونیورسٹی کا قیام ایک کارنامہ ہوگا...... اور بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم کی روح کو بھی سکون ملے گا کہ جس کا بیڑا انہوں نے اٹھایا تھا...... وہ ابھی تک ادھورا ہے...... کاش یہ صدا......

صدا بہ صحرانہ ثابت ہو...... آخری گزارش یہ ہے کہ اساتذہ کرام کو تنخواہیں وقت پر ادا کردی جائیں کیونکہ یہ بہت مظلوم طبقہ ہے...... اور اتنا ہی اعلی بھی اور جن حضرات نے اردو کالج کو نقصان پہنچایا ہے ان سب کے کچے چٹھے موجود ہیں...... اور بہت کچھ ہماری حکومت بھی جانتی ہے...... کہ یہ حضرات دیمک بن کر اردو کالج کو کس طرح چاٹ رہے ہیں...... اور آج یہ نوبت آ گئی ہے ٹیچروں کو دینے کے لئے تنخواہیں تک نہیں ہیں...... ہم حکومت سے ایک بار پھر درخواست کرتے ہیں اس پھلتے پھولتے ادارہ کو تباہی سے بچا کر ترقی کی راہ پر گامزن کریں اردو ہماری قومی زبان ہے...... یہ ایک اثاثہ ہے...... جسکی دیکھ بھال کی ذمہ داری پوری قوم پر عائد ہوتی ہے......

....

ہم نے پاکستان بنا کر کیا غلطی کی

خون سستا اور پانی مہنگا ہو گیا

اٹھنے والے سر قلم کر دیئے گئے

اپنے بڑوں سے نگاہ ملا کر بات کرنا تو دور کنار نگاہیں جھکا کر بھی بات کرنے کی ہمت نہ تھی ...... سو وہی تربیت آج تک کام آ رہی ہے ...... زمانہ وہی ..... تربیت کے طریقے مختلف ہو گئے ہیں بڑوں سے بات کرنا اب تو بہت آسان ہو گیا ...... جتنا پہلے نہ تھا ..... قائداعظم گاندھی جی پنڈت جواہر لال نہرو مولانا ابوالکلام آزاد سردار علی صابری ...... ان سب کی زندگیاں بڑوں سے لڑتے گزری ہیں مگر یہ لوگ اپنی ذات کے لئے نہیں لڑے ان لوگوں نے اپنے ملک اور قوم کے لئے اجتماعی لڑائیاں لڑی ہیں ...... بڑوں سے جھگڑا کرنے کی زیادہ سے زیادہ سزا جیل کی کوٹھری ہوتی تھی ...... چونکہ لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے ...... اب بڑوں سے جھگڑا کرنے کی سزا پھانسی کا پھندا ہے ...... جس نے اپنے بڑوں سے پنگا لیا وہ پھانسی گھاٹ تک جا پہنچا ...... بھٹو مرحوم نے اپنے بڑوں سے چھیڑ چھاڑ کی سفید ہاتھی ...... کہا لو بھئی ...... کیفر کردار کو پہنچ گئے شیخ مجیب الرحمان نے ذرا نگاہیں بدلیں ...... زن بچہ کولہو پلوا دیا ...... جنرل ضیاء الحق صاحب نے تین پانچ کی ...... لو وہ بھی پرلوک سدھار گئے ...... یہ بڑا غور طلب مسئلہ ہے کہ اب کریں تو کیا کریں ...... حزب اختلاف کے لیڈر اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ الاپ رہے ہیں اور بڑے صاحب اپنا پکا راگ الاپ رہے ہیں جس کی دھن پر ساری دھنیں مات کھا گئی ہیں اب ہم نہ نہرو ہیں کہ اپنی بانسری لے کر دور جا بیٹھیں اور اپنے پاکستان کو جلتا سلگتا دیکھیں ...... نہ ہی ہم سلومی اور ہندو ہیں اور نہ ہی شداد اور نمرود کی خصلتیں ہیں ...... ایک ننھا سا گوشت پوست کا دل ہے جو ہر وقت روتا اور بسورتا رہتا ہے ...... جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو سوچا کہ قلم کا سہارا لے کر بڑوں سے بات کریں ان کے سامنے تو بڑوں بڑوں کی بولتی بند ہو جاتی ہے تو ہم کیا طاقت گفتار پر ناز کریں ...... بڑے بھیا گنڈڑے ...... گذمار نگ یوں نہیں لکھا کہ ڈاک کا نظام خراب ہے نہ معلوم آپ کو یہ خط ملے نہ ملے

شام کو ملے تو گڈ مارننگ کے معنی ہی ختم ہو جاتے ہیں......اگر گڈ آفٹرنون لکھتے ہیں تو پھر بھی چکر...... اسی لئے ہم نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گڈ ڈے لکھ دیا ہے آپ کو یہ خطاب کسی وقت بھی ملے دھڑکا ختم ہو گیا ہے ہم لوگ پاکستان کے رہنے والے ہیں......

جس کی سزا آپ ہم کو اپنے ہم نوالہ اور ہم پیالہ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً دیتے رہتے ہیں...... آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مہاجر قوم بہت ذہین اور بہادر قوم ہے......اسی لئے آپ اپنے اس ایجنٹ کو پاکستان کی قسمت کا مالک بناتے ہیں جو آپ کے بنائے ہوئے ایجنڈے پر عملدرآمد کرا سکے......اور جس نے بھی آپ کے ایجنڈے سے انحراف کر کے اپنا ایجنڈا پیش کرنا چاہا اس کو آپ نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا ......آج کل بی بی آپ کے نیاز مندوں میں ہیں اور آپ کے بنائے ہوئے ایجنڈے پر سختی سے عمل پیرا ہیں کیونکہ وہ آپ کی سزا سے بھی خائف ہیں......پاکستان کا مقدر کسی مضبوط ہاتھ میں سونپنے کے بجائے آپ نے انتخاب کیا......نازک سی شرمیلی سی......معصوم سی بھولی بھالی سی......جس کو کچھ پتہ نہ تھا کہ سیاست کس کو کہتے ہیں......جس طرح ایک بادشاہ ہوتا ہے اور اس کی ایک بیٹی ہوتی ہے......بیٹی کا بس یہی کارنامہ ہوتا ہے کہ وہ صرف بادشاہ کی بیٹی ہے اس لئے کہانیوں میں اس کا نام آتا ہے......

بالکل اسی طرح ہماری نازک سی بی بی کے ساتھ ہوا......وہ صرف ایک بیٹی تھیں......کیونکہ بھٹو کی بیٹی تھیں......اسلئے شہرت دلانے کیلئے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی......اور ہماری بی بی راتوں رات ایک بہت بڑی منجھی ہوئی سیاستدان بن کر ابھریں بڑے بھیا......آپ نے انتخاب بہت اچھا کیا...... کیونکہ بی بی ذہنی طور پر بھی آپ ہی لوگوں سے مانوس ہیں......اور اسی لئے آپ کی باتوں پر یعنی آپ کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں......ہم پاکستانی ان کی قیادت میں بہت خوش ہیں......جن کی......کے راج میں خون سستا اور پانی مہنگا ہو گیا ہے......یقین نہ آئے تو آپ خود گھر گھر جا کر پانی کے نلکوں کی تلاشی لے سکتے ہیں......پانی کے ٹرک کی قیمتیں......بس کچھ نہ پوچھیں لوگ بڑے آرام سے ہیں ویسے بھی آپ پورٹ قاسم تک تو آ ہی گئے ہیں......آپ کو اسلام کے نام سے بھی نفرت ہے......مگر کیا کریں یہ ملک بنا ہی اسلام کے نام پر ہے......اسی لئے اسلام کا نام لے کر عریانی پھیلانا......تو قوم کسی حد تک

قبول کرے گی لیکن اسلام کا نام لئے بغیر...... آپ برا نہ مانیں آپ نے بڑے پیار سے ہمیں تسلیاں دے دے کر کہ بحری بیڑہ اب پہنچنے والا ہے...... بس صبح شام کی دیر ہے...... اس طرح طفل تسلیاں دے دے کر ہمارا آدھا ملک ہم سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیا...... پھر بھی ہم آپ کے گن گاتے رہے...... اور آپکو ہمیشہ اپنا مائی باپ سمجھا...... اس قوم نے کبھی سر اٹھا کر بات نہ کی...... اگر کسی نے فتویٰ بھی صادر کرنا چاہا...... تو اس کے سر پر بھی آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور منہ ڈالروں سے بھر دیا...... اب کوئی کہاں سے بولے ..... آپ نے بچی کے والد بزرگوار سے جو کام لینا تھا لے لئے ...... یعنی سر اٹھا کر چلنے والوں کے سر ہی قلم کروا دیئے ...... عزت سے جینے والوں کی عزتیں لوٹ لیں ...... با پردہ خواتین کے سروں سے چادریں چھین لیں...... اپنے دیئے ہوئے نعرے کی یعنی روٹی کپڑا مکان (خود ہی نفی کر دی ..... خاندانی منصوبہ بندی کے جھنڈے گاڑ دیئے..... سارے ہی نوجوانوں کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا اور جو باقی بچے ہیں انکی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے...... دنیا کو دکھانے کیلئے آپ سال میں ایک دو دفعہ بی بی کی حکومت کو للکارتے ہیں کہ چلو اپنے حلیفوں سے مذاکرات کرو...... تو آپ جانشین فوراً ہی مذاکرات کی میز پر آ جاتی ہیں...... آپ کے ٹھنڈے پڑے تو بی بی بھی ٹھنڈی پڑ گئیں...... پھر بھی ہم بہت خوش ہیں کہ یہاں پر کھانے پینے کی اشیاء بہت سستی ہیں ...... جانوروں کا گوشت ملے نہ ملے انسانی گوشت تو ادھر ادھر جھاڑیوں میں بھی پڑا مل جاتا ہے پاکستان میں مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے بڑے بڑے پلان بن رہے ہیں...... اس کے ساتھ ہی خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر بھی کچھ کم نہیں ہے......

سرے میں محلے دو محلے خرید لئے ہیں...... اب تو گھوڑے پالنے کی بھی اجازت مل گئی ہے..... اب لوٹنے کیلئے ملک میں بچا ہی کیا ہے...... لہذا اب آپ انکی چھٹی کر دیں...... پاکستان کے غریب عوام آپ کو بہت دعائیں دیں گے...... ملک کے کونسے حصے فروخت کئے گئے ہیں وہ بھی آپ اچھی طرح جانتے ہیں زیادہ لکھنا فضول ہے کیونکہ آپ کا ایجنڈا ہے آپ ہی جانتے ہیں اور اس ایجنڈے پر کہاں تک عمل ہوا ہے...... اس کا علم بھی آپ ہی کو ہے ہمارے حساب سے تو ابھی آپ کے ایجنڈے کا ایک

نکتہ باقی ہے......اور وہ ہے اسرائیل کو تسلیم کرنا......اور کشمیر کا راگ الاپ کر اپنے ہی ملک میں مہاجروں کا قتل عام......یا منصوبہ بندی......ہم سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ انکل سام یا بڑے بھیا کا ہاتھ جب تک ہماری "پیٹھ" پر ہے اسکا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا......اگر یقین نہیں آتا تو بی بی سے ٹکر لے کر دیکھ لو......جو بی بی سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا......لہٰذا اب اپوزیشن لیڈر کی طرح دور ہی سے دھمکیاں دیتے رہو......اب یہ کر دیں گے......اور اب وہ کر دیں گے......اب تو جو چاہیں گے بڑے ہی فیصلہ کریں گے جو سب کے لئے قابل قبول ہوگا......اور جو قبول نہ کرے گا وہ اپنی موت کو دعوت دے گا......ہم تو اشاروں میں ہی اشاروں میں بہت کچھ کہہ گئے ہیں بڑے بھیا......ہمیں کچھ مت کہنا......جو سمجھ میں آتا ہے لکھ دیتے ہیں ضروری تھوڑی ہے کہ جو ہم سوچتے ہیں وہ سب سوچتے ہیں......اب دیکھئے نا......بی بی کچھ سوچتی ہیں......اور ہم کچھ......کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی......!

....

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

ہم نے اپنے آشیانے کو مقابل کر دیا

بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

یہ انقلاب تو اچانک آتے ہیں...... ہم نے اب سے دو ہفتہ پہلے اپنے کالم میں لکھا تھا کہ رسی دراز ہو چکی ہے اور اب کسی وقت بھی کھینچنے والا اس کو کھینچ لے گا..... اور پھر وہی ہوا جس کی توقع غالباً نوے فیصد افراد کو تھی رات تقریباً ڈھائی بجے کے قریب تخت کا صفایا ہو گیا...... دیکھیے آگے آگے ہوتا ہے کیا...... لوگ خوش ہیں........ بھنگڑے ڈال رہے ہیں...... حلوائیوں کی چاندی ہو گئی ہے..... ایک دوسرے کو مبارک بادیں دی جا رہی ہے....... سب ہی کچھ تو ہو رہا ہے ایک ہم ہیں کہ نہ سدھ کی خبر ہے اور نہ بدھ کی........ کیونکہ ہم بالکل بھی مطمئن نہیں ہیں.........

مگر کوئی سوچے کہ یہ بھنگڑا ڈالنے کا کون سا وقت ہے ابھی تو صرف یہ ہوا ہے کہ ایک ظالم حکومت سے جان چھوٹی ہے ابھی انصاف پورا نہیں ہوا ہے اس لئے ابھی سے بھنگڑے نہ ڈالئے.......

صدر صاحب کے فرمان کو غور سے پڑھا جائے تو انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ کراچی میں قتل و غارت گری جعلی مقابلے بے گناہ لوگوں کی ہلاکت بدعنوانی اور کراچی کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں میں بھی گذشتہ تین سال کے دوران پولیس حراست اور مقابلوں میں ہزاروں افراد کو حق زندگی سے محروم کر دیا گیا جو آرٹیکل ۹ رکی خلاف ورزی ہے۔

وزیر اعظم نے ایوان صدر اور دیگر ایجنسیوں پر مرتضیٰ کے قتل کا الزام لگایا:.....

......ایجنسیوں پر الزام لگا کر دفعہ پاکستان کے ذمہ دار اداروں کی ساکھ کو نقصان پہنچایا..... ججز کیس کے فیصلے پر سپریم کوٹ پر تنقید کی گئی اور فیصلے کے نفاذ میں تاخیر اور جان بوجھ کر مزاحمت کی گئی...... حکومت نے عدلیہ کی آزادی سلب کرنے کی بھی کوشش کی...

سفارش پر بھرتیاں کی گئیں اور ممبران اسمبلی کا کوٹہ مخصوص کیا گیا...... حکومتی اداروں اور کارپوریشن میں

کرپشن، اقربا پروری اور قواعد کی خلاف ورزی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حکومتی کاروبار کا آئین کے مطابق چلنا ناممکن ہوگیا تھا........

ایسی صورت حال میں وفاقی حکومت قانون کے مطابق نہیں چلائی جاسکتی تھی اور حالات میں صدر نے B=(2)58 کے تحت اپنے اختیارات استعمال کر کے قومی اسمبلی کو توڑ دیا......

بدعنوانیوں کے خاتمہ کے لئے قومی اسمبلی میں جو بل پیش کیا گیا اس میں بھی آئین کی خلاف ورزی کی گئی اور صدر کو مطلع کئے بغیر اسے کابینہ سے منظور کرا کے قومی اسمبلی میں لایا گیا جو آئین کی آرٹیکل (c)48 کے منافی ہے حکومت کو پارلیمنٹ میں دوتہائی اکثریت حاصل نہیں تھی اور اپوزیشن نے کابینہ کے منظور کردہ بل کی شدید مخالفت کی تھی.......

وزیراعظم اور ان کی حکومت نے جان بوجھ کر رازداری کے بیان کردہ حقوق کی وسیع پیمانے پر خلاف ورزی کی جس کی ضمانت آئین کا آرٹیکل 14/ دیتا ہے یہ عمل ٹیلی فون ٹیپ کر کے اور خفیہ آلات نصب کر کے کیا گیا حتیٰ کہ اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور اعلیٰ سول اور فوجی حکام تک کے ٹیلی فون ٹیپ کئے گئے......

حکومت کے استحکام اور دیانتداری پر عوام کا اعتماد ختم ہوگیا کیونکہ حکومت اور حکمراں کرپشن. اقربا پروری اور قواعد کی خلاف ورزی میں براہ راست یا بالواسطہ ملوث تھے......

صدر کے فرمان میں اور بھی بہت کچھ کہا گیا ہے جو ضمنی باتیں ہیں ہم تو ان باتوں کا تجزیہ کر رہے ہیں جن سے عوام پر زک پڑتی ہے......صدر صاحب کے فرمان میں نمبر (1) جو چیز ہے اس جس پر زور دیا گیا ہے ہم اس پر بات کریں گے......صدر صاحب نے اپنے فرمان کے الفاظ ہی ''کراچی والوں'' کی مظلومیت سے شروع کئے ہیں اور صرف یہی ایک نکتہ ہے جس میں سارے ہی مظلوم افراد آجاتے ہیں......جبکہ جنرل بابر کا کہنا ہے......اور انہوں نے اخباری بیان میں واضح الفاظ میں کہا ہے کہ......صدر نے قومی اسمبلی کی تحلیل کے فرمان میں مجھ پر جو الزامات لگائے ہیں وہ خلاف حقیقت ہیں...کراچی میں لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ساری پالیسیاں صدر کی منظوری سے بنی تھیں اور صدر

صاحب خود لا آرڈر کے اجلاس کی صدرات کیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ صدر صاحب ڈی آئی جی شعیب سڈل کو کراچی کا ایڈیشنل آئی جی بنوانا چاہتے تھے...جنرل بابر نے یہ بھی کہا کہ ہم نے کراچی میں صدر کی ہدایات کی روشنی میں دہشت گردی کا مقابلہ کیا...اور دہشت گردوں نے جن بے گناہ لوگوں کا قتل کیا صدر کو ان کے نام بھی لینے چاہتے تھے....اگر صدر کو نواز کھوکھر پر اعتراض تھا تو اس کا حلف لینے سے انکار کر دیتے......یہ تھا جنرل بابر کا بیان"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کراچی میں جتنے بھی مظالم توڑے گئے اور جعلی مقابلے ہوئے وہ سب کیا صدر صاحب کے ایما پر ہوئے اور قتل و غارت گری کا یہ سلسلہ مسلسل تین سال تک چلتا رہا...جس میں بوڑھے، جوان، بچے سب ہی شہید کر دیے گے اور ہزاروں نوجوان آج بھی روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں. ہماری کتنی بہنیں سہاگ کے جوڑے اتار کر بیوگی کے کفن پہنے بیٹھی ہیں.....ہزاروں بچے یتیمی کا داغ لے کر کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں.....ہمارے سینکڑوں بچے تعلیم کی اعلیٰ ڈگریاں لئے نوکری کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں جب کہ معمولی سے معمولی پڑھا لکھا "جیالا"......افسر بند کر عیش کر رہا ہے اور ہم روکھی سوکھی کو بھی ترس رہے ہیں....صدر صاحب نے جو الزامات لگائے ہیں وہ سیاسی اور قانونی نوعیت کے ہیں صدر نے اپنے فرمان میں یہ بھی کہا ہے کہ ملک کی معیشت تباہ ہو کر رہ گئی ہے. لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کی عام آدمی روٹیوں تک کو محتاج ہو کر رہ گیا ہے کاش صدر صاحب اپنے فرمان کے ذریعے ہماری بیوہ بہنوں، بیٹیوں اور یتیم بچوں کو بھی ڈھارس دیتے جنہوں نے یہ مصیبت کے دن بڑے ضبط و حوصلے سے برداشت کئے ہیں..... پولیس اور رینجرز کے ہاتھوں ہلاکتیں.......معصوم خواتین کی بے حرمتی......ہم کیسے بھول جائیں.....صدر صاحب نے ان شکایات کی بھی تحقیق کرانے کا ابھی کوئی وعدہ نہیں کیا......ہمارے آنسو پوچھنے کی ذرہ برابر بھی کوشش ہمیں فعال کر سکتی ہے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے "کراچی" جیسے شہر کو پولیس اور رینجرز کے حوالے کر دیا گیا.....آج مرتضیٰ بھٹو کے قتل کی تحقیقات ہو رہی ہے...اگر اسی طرح الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کے قتل کی بھی تحقیقات کرائی جاتی.....اب بھی تحقیقات کرانے کا وعدہ

کرلیا جائے تو کونسی قیامت ٹوٹ پڑے گی...... حالانکہ ہزاروں بے گناہ مہاجروں کو مار دیا گیا ہے اور پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ پاکستان بنانے والوں ہی کی اولادوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے..... یہ سب باتیں ایک طرف..... ہم عوامی مفاد میں صدر صاحب سے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی حال ہی میں سابق وزیراعظم نے جو بجٹ پیش کیا ہے اور اربوں روپے کے ٹیکس لگا کر جس طرح عوام کو دانے دانے سے محتاج کر دیا گیا ہے...... وہی بجٹ واپس لے لیں..... عوام کو کیا مطلب آپ کیسی کابینہ لائے ہیں اور کیسی نہیں...... ہم تو ویسے بھی "پیر پگارا" کے مرید ہیں..... جو کچھ ہوا اچھا ہوا...... ہم تو ایک عام سی عورت ہیں...... لوگوں کی مشکلات بیان کرنا ہمارا فرض ہے.... ہاں ایک بات اور.... جانے والی حکومت کا احتساب بے حد ضروری ہے..ورنہ چہرے بدلنے کا کوئی فائدہ نہیں..... ملک لٹتا رہے اور پوری قوم منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی رہے..... یہ نہیں ہو سکتا........ مجھے اپنے بہن بھائیوں سے اتنا عرض کرنا ہے...... کہ تمہارے مصیبت کے دن ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں. اتنی خوشی اچھی نہیں ہے..... بینظیر حکومت ختم ہو گئی.... اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہے...... تم اسی طرح مہنگائی کی چکی میں پس پس کر مر جاؤ....... تمہارے بچے بھوکے مریں، مریض دواؤں کے حصول کے لئے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں پھر بھی دوائیں سستی ہونے والی نہیں...... جو ظلم ہو گیا اب اس کا کوئی ازالہ نہیں،...... اسی لئے کہتے ہیں کہ اخبارات کا بغور مطالعہ کریں سب کے بیانات پڑھ کر نتیجہ اخذ کریں....

دیکھا سب رقص بسمل میں مگن ہو جائیں گے
جس طرف سے تیر آئیگا ادھر دیکھے کو کون

ہم تو صدر صاحب سے اتنا عرض کریں گے کہ ہمارے بچے جو روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں ان کے لئے کوئی احکامات جو ملک بدر کر دیئے گئے ہیں اور بلا وجہ ہی ان کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ہے اس کا ازالہ کریں...... مہاجر قائدین پر جو بلا جواز سیاسی تعصب کی بنا پر جو مقدمات بنائے گئے ہیں وہ واپس لئے جائیں. جو بے گناہ مہاجر کارکن قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں انہیں رہا کیا

جائے.....تمام سیاسی کارکنوں کے ساتھ انصاف کیا جائے.....جن مہاجروں کو تعصب کی بنیاد پر یا سیاسی وفاداریاں تبدیل نہ کرنے کی بنا پر نوکریوں سے نکالا گیا ہے.....انہیں واپس نوکریوں پر بحال کیا جائے واٹر بورڈ سے سیاسی بنیاد پر جس طرح چھانٹی کی گئی ہے اس کی غیر جانبدارنہ تحقیقات کرائی جائے... کسٹم، پی آئی اے اور دیگر سرکاری اداروں میں جس طرح بھرتیاں کر کے قومی خزانے پر بوجھ ڈالا گیا ہے وہ سب تقرریاں واپس لی جائیں ان اداروں کو بغیر کسی دباؤ کے کام کرنے دیا جائے محکمہ تعلیم کی بدعنوانیوں کا بھی پردہ چاک کیا جائے میں تو کہتی ہوں کہ صرف آصف زرداری ہی سے ملک کی لوٹی ہوئی رقم برآمد کر لی جائے تو ہمارا قرضہ ادا ہو سکتا ہے اور عوام کو مہنگائی سے بھی نجات مل سکتی ہے....

آ چکے تھے برق کی زد میں تمام اہل چمن　　　ہم نے اپنے آشیانے کو مقابل کر دیا

....

صوبے کا مطالبہ غداری نہیں

جی ایم سید سے ملاقات

قومی اتحاد کی تحریک، کچھ یادیں

۲۲ مئی کے کالم میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ کراچی صوبہ کی تحریک ہم نے کس طرح اور کیوں چلائی تھی اور کن کن معزز ہستیوں نے ہمارے خیال کی تائید کرتے ہوئے ہم سے بھرپور تعاون کیا تھا یہ تحریک آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے اور اب بھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ صوبے کا مطالبہ کوئی غداری نہیں ہے بلکہ ایسے موقع پر ہمیں حضرت علی کا ایک قول یاد آجاتا ہے جو ہم نے کہیں پڑھا تھا کہ اپنے شہر چھوٹے آباد کرو تا کہ انتظام سنبھالنے میں آسانی ہو......اور تم کنٹرول کر سکو......موجودہ حالات دیکھتے ہوئے یہ خیال اور تقویت اختیار کر لیتا ہے کہ اگر پاکستان میں بھی چھوٹے چھوٹے صوبہ بنا کر انتظامات ان ہی صوبوں کے گورنروں کو تفویض کر دیئے جاتے تو آج ہم اس احساس محرومی کے دور سے نہ گزرتے اگر اب بھی حکومت غور کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے......مرکز اپنے پاس خارجی امور......فوج کا محکمہ......اور وزارت مال اپنے پاس رکھے جس کی منصفانہ تقسیم ہو......اس طرح ہر صوبہ بڑھ چڑھ کر اپنے صوبے کو ترقی دے گا آخر ہندوستان اتنا بڑا ملک ہے......اس میں بھی بے شمار صوبے ہیں اور خوبصورتی کے ساتھ اور جمہوری طریقہ سے پورے ہندوستان کا نظام چل رہا ہے......کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی نے بھی کبھی کوئی علیحدگی کی تحریک نہیں چلائی......بھٹو صاحب ہی کے دور حکومت میں حقوق مانگنے والوں کی پیشانیوں پر غداری کے شرمناک لیبل لگا دیئے گئے......ویسے بھی بھٹو صاحب نے قانون کی کتاب ایک مقدس کتاب سمجھ کر کسی الماری میں بند کر دی تھی ان کی زبان ہی سب سے بڑا قانون تھا......جو کہہ دیا وہی قانون بن گیا......ان کی یہ بات غلط تھی یا صحیح اس کا فیصلہ عوام نے ۱۹۷۷ء میں کر دیا تھا......غرضیکہ بھٹو صاحب نے اپنے زمانے میں بڑی بڑی اصلاحات کیں......جتنے بھی بڑے بڑے پرائیوٹ ادارے تھے وہ سب حکومت کی ملکیت ٹھرائے

گئے...... تعلیم کا بیڑہ بھی ان ہی کی زمانے میں غرق ہوا..... اسکولوں کو نیشنلائز ڈ کر کے اپنے پسند کے ۱۰ اساتذہ مقرر کیے..... لمبی لمبی تنخواہیں مقرر کیں...... کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہ رہا جس کا جب جی چاہا چلا گیا..... بچے پڑھتے ہیں تو پڑھیں نہ پڑھیں تو ان کی بلا سے...... جن کو نہ تجربہ اور نہ یہ معلوم کہ گھی کس طرح بنتا ہے انہیں ان انڈسٹریز کا سربراہ بنا دیا گیا..... اور اس طرح سے ملک کا کاروبار چلتا رہا..... الیکشن میں ووٹ نہ دینے پر سزا بھگتنا یہ بھی بھٹو دور کا کارنامہ ہے..... اسی ضمن میں ایک واقعہ یاد آ گیا..... ہمارے سائیں جی ایم سید محترم بھی بھٹو کے عتاب کا شکار تھے اور سندھ کی کسی جیل میں تھے..... ایک دن ہمیں معلوم ہوا کہ سائیں کو جیل سے نکال کر گھر میں نظر بند کر دیا گیا ہے.... ہم یہ سنتے ہی فوراً حیدر منزل گئے...... کیونکہ سائیں کے ملنے پر پابندی تھی پولیس کا زبردست پہرہ تھا بنگلے کے چاروں طرف خاردار تار بچھے ہوئے تھے ہمیں حقیقتاً کچھ نہیں معلوم تھا کہ اندر کیسے جائیں.... بس ہم خاردار تار پھلانگتے ہوئے اندر چلے گئے.... پولیس اہلکاروں نے ہمیں شاید دیکھا نہیں تھا اور ہم نے بھی پوچھنے کی زحمت گوارا نہ کی..... سیدھے سائیں کے کمرے میں چلے گئے.... سائیں سفید قمیض اور سفید پاجامہ پہنے اور سر پر اونی ٹوپی اوڑھے لیٹے تھے..... پائینتی پر انکا خدمت گار کھڑا تھا ہمیں دیکھ کر سائیں جی ایم سید بہت حیران ہوئے..... بولے بیٹا کیسے آ گئیں....؟ ہم نے کہا بس ہم چلتے چلتے آ گئے کسی نے بھی نہیں روکا..... غرضیکہ بہت خوش ہوئے گرم گرم چائے پلائی اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد ہم نے پوچھا بابا..... آپ جیل سے گھر کیوں نظر بند ہو گئے......؟ فرمانے لگے یہ میری اپنی خواہش پر ہوا ہے...... میں جیل میں جس کوٹھری میں تھا وہاں میرے ساتھ ایک اور قیدی بھی تھا..... اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے الیکشن میں بھٹو کے خلاف ووٹ دیا تھا...... جس کی پاداش میں اسے جیل کی کالی کوٹھری میں بند کر دیا گیا تھا..... اس کو اتنی اذیتیں دی جاتی تھیں کہ میں دیکھ نہیں سکتا تھا..... ایک دن صبح کی وقت جمعدار آیا..... اور ناشتہ کی جگہ اس کو کھانے کیلیے ایک پلیٹ میں انسانی غلاظت دی اور کہا کہ آج اس کا ناشتہ کرو...... وہ بے تحاشہ رو رہا تھا اور جمعدار اس کو مار رہا تھا کہ تجھے یہ کھانا پڑے گا..... بس بیٹا یہ دیکھ کر میرے طبیعت بگڑ گئی اور فوراً ہی میں نے گھر پر نظر بند ہونا پسند کیا...... بھٹو مرحوم کی یہ عادت

تھی کہ وہ اپنے مخالفین کو کڑی سے کڑی سزا دے کر مطمئن نہیں ہوتے تھے بلکہ تڑپا تڑپا کر اس کا تماشہ دیکھنے میں انہیں بہت لطف آتا تھا غرضیکہ بھٹو کے ظلم وستم سہتے سہتے چھ سال بیت گئے...... عریانی اپنی انتہا پر پہنچ چکی تھی...... سندھ کے بے تاج بادشاہ اور حروں کے روحانی پیشوا پیر صاحب پگارا کو بھی دھمکیاں ملنے لگی تھیں..... ان کی ظالمانہ کاروائیوں سے تنگ آ کر عوام نے اتحاد کرنے کا فیصلہ کیا اور اس اتحاد کا نام قومی اتحاد رکھا...... ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان کو بھی قومی اتحاد کا رہنما بنایا گیا.... شراب اور شباب کے رسیا بھٹو صاحب نے ایک دن تو حد کر دی اپنی تقریر میں صاف اور واضح اعلان کیا کہ ٹھیک ہے میں شراب پیتا ہوں غریبوں کا لہو نہیں پیتا...... اس جملے نے مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں پر جلتی پر تیل کا کام کیا..... اس کے علاوہ بھی بہت غلطیاں ہوئیں...... سفید ہاتھی کہنے کی بھی غلطی کی...... بہر حال اصغر خان کی قیادت میں حزب اختلاف کی جماعتوں کا ایک بہت بڑا تاریخی جلوس نکالا جو کئی میل لمبا تھا بھٹو کے خلاف سخت قسم کی زبان استعمال کی گئی.... قومی اتحاد ایک مستقل سیاسی تحریک بن گئی جس کا انتخابی نشان "ہل" تھا.... غرضیکہ قومی اتحاد...... نو جماعتوں کا اتحاد تھا اس کے جھنڈے پر بھی نو ستارے بنے ہوئے تھے...... پورے پاکستان میں صوبائی صدر اور سیکریٹری بھی مقرر کر دیئے گئے...... اور خواتین کی بھی شاخیں قائم کی گئیں...... کراچی میں قومی اتحاد کے صدر شیخ لیاقت حسین تھے اور جبکہ شعبہ خواتین قومی اتحاد کی صدر ناچیز محمودہ سلطانہ تھی..... اسی اتحاد کے پرچم تلے جلسے بھی ہوئے جلوس بھی نکالے گرفتاریاں بھی ہوئیں...... جیلیں بھر گئیں تو سرکاری عمارتوں کو جیلوں میں تبدیل کر دیا گیا..... اسی افراتفری میں بھٹو صاحب نے الیکشن بھی کرائے اور کھلم کھلا پیپلز پارٹی کو جعلی ووٹ ڈالے گئے قومی اتحاد نے صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا لہذا ایکطرفہ الیکشن ہوئے..... انجام وہی ہوا جو ہونا تھا..... اب لیڈروں کی گرفتاریاں شروع ہو چکی تھیں...... کوئی بھی اول اور دوئم درجے کا لیڈر باہر نہ تھا سب ہی گرفتار تھے...... پھر خواتین کی گرفتاریوں کی بھی باری آئی..... اس سے پہلے خواتین کے اس ناچیز کی قیادت میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا...... جلوس بیگم پروفیسر غفور اور محمودہ سلطانہ کی قیادت میں نکلا..... ہزاروں عورتیں تھیں مختلف قسم کے پلے کارڈ لئے نعرے لگا رہی

تھیں......جلوس کو فوج کے دستوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا......ہم لوگ سندھ اسمبلی جانا چاہتے تھے......اچانک ہی گولی چلی جس سے ایک غریب تانگہ والا موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا......اس وقت فوجی جیپ میں بیٹھے میجر محمود اپنے دستے کے کمان کر رہے تھے.....انہوں نے اعلان کیا کہ دس منٹ کے اندر تمام خواتین منتشر ہو جائیں ورنہ میں گولی چلادوں گا......سخت گرمی کا زمانہ تھا......پیاس سے برا حال تھا......لیکن لوگوں کا جذبہ دیکھئے برنس روڈ کے گھروں سے خواتین اپنے مردوں کے ہاتھ برف کے ٹھنڈے پانی کے جگ بر جگ بھجوارہی تھیں......اور ہمارے بھائی ہمیں حوصلہ دے رہے تھے......جیسے ہی جیپ پر بیٹھے ہوئے میجر محمود نے گنتی شروع کی ایک..دو...تین ابھی انہوں نے تین ہی کہا تھا کہ نہ معلوم مجھے کیا ہو گیا.....تیر کی طرح جھپٹ کر میجر محمود کے ہاتھ سے مائیک چھین لیا اور دوسرے ہاتھ سے بندوق اور پھر اسی فوجی جیپ پر چڑھ گئی مائیک تو ہاتھ میں تھا ہی......پھر جو ہم نے ایسی جذباتی تقریر کی کہ سارے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا......اتنی جذباتی تقریر ہم نے بھی نہیں کی تھی ہمیں خود نہیں معلوم تھا کہ ہمارے اندر سے کون بول رہا ہے......شدت جذبات سے ایک کرنل صاحب رو دیئے اور اپنی ٹوپی اتار کر ہمارے قدموں میں رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ بس بہن بس اب چپ ہو جاؤ......تم نے ہماری غیرت کو للکارا ہے واقعی ہمیں اپنی ماؤں بہنوں کا احترام کرنا چاہئے ہم شرمندہ ہیں......وہ رو رہا تھا اور ہم اپنی چوڑیاں اتار اتار کر اس کرنل کو پہنا رہے تھے......ہماری تصاویر آج بھی تاریخی حیثیت رکھتی ہیں دنیا کے بڑے بڑے اخبارات میں آرمی کی جیپ میں بیٹھی محمودہ سلطانہ کی فوجی مائیک سے تقریر کرتے ہوئے تصاویر شائع ہوئیں......اس کے بعد زبردست گرفتاریاں شروع ہو گئیں ایک صبح ۴ بجے کے قریب ہمارے گھر کا بھی محاصرہ کر لیا گیا......اس وقت ہمارے ایک بیٹے کی عمر ۹ سال تھی اور دوسرا بیٹا عامر لیاقت حسین ۳ سال کا تھا......گھر میں کوئی نوکر بھی موجود نہ تھا......لیڈی سرچ کے ساتھ بیس پچیس کی تعداد میں پولیس والے اندر گھس آئے اور لباس تبدیل کئے بغیر اپنے ساتھ گرفتار کر کے لے گئے......بچے روتے بلکتے رہ گئے......انہوں نے فوراً ہی باوا (سردار علی صابری) کو ٹیلی فون کیا......وہ آئے گھر میں تالا لگایا اور بچوں کو اپنے ہمراہ لے گئے......(جاری ہے)

جسے اپنے مرنے کا یقین نہ ہو

ظلم حد سے بڑھ گیا ہے

حضرت سلیمان کا انتظار

کسی کو اپنے مرنے کا یقین ہو نہ ہو...... مگر ہم کو تو ہے کوئی ہم آب حیات پی کر نہیں آئے ہیں جو سدا جیتے رہیں۔ نہ ہم کوئی جوگی ہیں کہ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں جنگل جنگل مارے مارے پھریں کہ شاید کوئی جڑی بوٹی ایسی مل جائے جو آب حیات کا کام کر جائے...... یہ تو ہم آپ کو بتا ہی سکتے ہیں کہ ہماری کوئی بیٹی نہیں ہے...... دو لڑکے ہیں وہ بھی ملک سے باہر.... رہ گئے بیچارے میں صاحب...... سو وہ گھر میں ہوتے ہوئے بھی باہر ہی رہتے ہیں ایسا لگتا ہے انہیں گھر سے زیادہ باہر آکسیجن ملتی ہے.. کیونکہ گھر کمبخت ہے ہی قید خانہ...... ولی صفت لوگ کہتے ہیں کہ پوری دنیا ہی قید خانہ ہے...... اور ہم کہتے ہیں کہ پورا پاکستان ہی عقوبت خانہ ہے...... جاگیرداروں، وڈیروں کے ظلم وستم اتنے بڑھ گئے ہیں کہ اب ان کی کہانیاں بھی باہر آنا شروع ہو گئیں ہیں...... کتنے مظلوم ایسے ہیں جو بچپن میں جاگیرداروں کے عقوبت خانہ میں داخل ہوئے تھے آج وہ جوان سے بوڑھے ہو چکے ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ خدا کی بنائی ہوئی یہ دنیا کتنی خوبصورت اور پر کشش ہے۔ ان بیچاروں کے لئے تو وہی لمحہ خوبصورت ہوتا ہو گا جب رات گئے ان کی ڈانڈا بیڑی اتاری جاتی ہو گی... بہر حال اس پاکستان میں سب ہی تو مر رہے ہیں.. کوئی بیماری سے مر جاتا ہے.....کوئی عقوبت خانہ میں مر جاتا ہے.....کوئی جعلی پولیس مقابلہ میں مارا جاتا ہے.....زندگی کتنی مختصر ہے.....چاہے آپ پیروں کے پاس جائیں یا جوتشیوں کی جوتیاں سیدھی کریں.....مگر آپ کی عمر ایک لمحہ بھی نہیں بڑھ سکتی.....جو پیشانی میں ہے.....وہ پیش انی ہے.....کچھ بھی کر لو.....موت سے کس کو رستگاری ہے.....آج وہ کل ہماری باری ہے.....

ہم نے اتنی تمہید اس لئے باندھی ہے کہ کوئی گوشہ موت کی یاد دلانے سے باقی نہ رہ جائے....ہم گھر میں کیونکہ بالکل تنہا ہوتے ہیں لہذا ہم اکیلے میں بھی موت سے ڈرتے تو نہیں) عزرائیل بھائی سے

لڑتے رہتے ہیں اور رات گئے جب سونے کے لئے بستر پر جاتے ہیں تو اپنے پاؤں کے انگوٹھے خود ہی باندھ کر بے خبر ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہم اسلیئے کرتے ہیں کہ اگر ہم خود بخود مر گئے تو ہمارے انگوٹھے کون باندھے گا۔ ہماری کھلی آنکھیں کون بند کرے گا..؟ اب ہم سوچ رہے ہیں کہ انگوٹھے باندھنے کے ساتھ اپنا ڈھاٹا بھی باندھ لیا کریں کہ کہیں مرنے کے بعد ہمارا منہ کھلا نہ رہ جائے...اور لوگ کہیں کہ کتنی جنتی عورت ہے دیکھو ہنس رہی ہے۔ آنے والوں کو کیا معلوم کہ ہمارے دانت ہی لمبے ہیں اور ہمیشہ ہونٹوں پر پڑے رہتے ہیں جس سے آنے والوں کو شبہ ہوتا ہے کہ ہم ہنس کر ان کا خیر مقدم کر رہے ہیں.....کیونکہ ایسا ایک واقعہ ہمارے سامنے ہو چکا ہے... ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ ہمیں موت پر پورا بھروسہ اور یقین ہے...اور ہماری ہی طرح ہر مومن کو موت کا منظر سامنے رکھنا چاہیئے...خاص طور سے ہمارے حکمرانوں کو.....جو ظلم پہ ظلم کئے جاتے ہیں اور پھر دیدہ دلیری سے کہتے ہیں...سب جھوٹ...بے گناہ معصوم نوجوانوں کو گھروں میں گھس گھس کر گولیوں سے بھون ڈالتے ہیں اور بندوق کا پچھلا حصہ عورتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اتنا مارتے ہیں کہ لہولہان کر دیتے ہیں....اور اپنے ہاتھ لوٹ مار کے لئے استعمال کرتے ہیں...ابھی تم جھوٹ کہہ لو....یہ دنیا عارضی ہے جب خدائے ذوالجلال کے دربار میں جاؤ گے تو چھلنی میں چھن کر سب کچھ سامنے آ جائے گا تمہارا ایک ایک عضو تمہارے ظلم کی گواہی دے گا...کب تک ظلم کرو گے.....کب تک جھوٹ بولو گے بین الاقوامی نشریات ادارے بھی تمہاری حرکتوں کو کھلی بربریت اور درندگی قرار دے رہے ہیں...ہم کہتے ہیں کہ مجرموں کو ضرور پکڑو قانون کے مطابق ان پر مقدمہ چلاؤ......اور جج صاحبان جو بھی فیصلہ کریں وہ قبول ہونا چاہئے.....

ایک بات پر ہمیں کیا ساری دنیا کو حیرت ہوتی ہے کہ اگر حکومت کے کارندے کسی چور ڈاکو کو بھی پکڑ لیتیں تو اس کو بھی الطاف گروپ کا نام دے کر مار ڈالتے ہیں میں پوچھتی ہوں پاکستان میں مہاجروں کے علاوہ کیا سب فرشتے رہتے ہیں جو کسی قسم کا بھی جرم نہیں کرتے.....چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا جرم صرف مہاجر ہی کرتے ہیں.....خیر چھوٹا جرم تو مہاجروں کے کھاتے میں ڈالا ہی نہیں جاتا کیونکہ مہاجر بیچارے دہشت گرد قرار دے دیے گئے ہیں اور پاکستان میں جتنے بھی قتل و غارت، دنگا فساد ہوتے ہیں وہ

سب الطاف گروپ کرتا ہے..... باقی جماعتوں کے کارکن اور لیڈر سب بے گناہ اور معصوم ہیں اور ہماری بی بی ملکہ صبا بلقیس کے تخت طاؤس پر براجمان ہیں جو پلک جھپکتے ہی امریکہ بہادر نے انکی خدمت میں پیش کر دیا ہے..... ہمیں تو اب حضرت سلیمان جیسے کسی انسان کا انتظار ہے کہ وہ جلد آئے اور اللہ کے حکم سے تخت طاؤس واپس لے لے.....

جب اندرونی خلفشار بڑھتا ہے تو بیرونی طاقتیں زیادہ سر اٹھاتی ہیں لہٰذا بیرونی طاقتوں کا سر کچلنے کے لئے ملک میں امن وامان ضروری ہے ایک انسان ہونے کے ناطے وہ ان فرشتوں سے براہ راست بات کر سکتے ہیں..... کیونکہ ان فرشتوں کی نظروں میں گناہگار صرف مہاجر قوم ہے..... جن کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد نے اپنا سر کٹا کے اپنا گھر لٹا کے..... اپنے بچے شہید کرا کے اپنی بہو بیٹیوں کی عزتیں لٹا کے..... یہ سرزمین اس لئے دی تھی کہ اس زمین پر اپنی کرسیاں رکھ کر ''فرعون'' بن جائیں اور اس ملک کے لئے قربانی دینے والے آباؤ اجداد کے بچوں کو ظلم کی چکی میں اتنا پیس کہ پھر کسی کو جرات نہ ہو کہ اپنے حقوق کی بات کرے قائد تحریک الطاف حسین نے بھی بارہا اپیلیں کی ہیں خدا کے واسطے دیئے ہیں کہ اب ظلم حد سے بڑھ گیا ہے روز حساب سے ڈرو... سرکاری سرپرستی میں جو آئے دن جعلی مقابلے ہوتے رہتے ہیں انہیں ختم کرایا جائے مذاکرات کی میز پر خلوص دل سے آئیں اور مہاجروں کے جو جائز مطالبات ہیں اس پر فوری طور پر عمل کرایا جائے اور اس بات کی بھی عدالتی تحقیقات کرائی جائے کہ کیا صرف ''مہاجر'' ہی دہشت گرد ہیں.. باقی سب آسمان سے اترے ہیں... پوری دنیا میں پاکستان بدنام ہو چکا ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے... اب تو عالمی ادارے بھی چیخ اٹھے ہیں کہ پاکستان میں حکومت کی سرپرستی میں جعلی مقابلے روز کا معمول بن گئے ہیں.. ہماری بات کا آپ یقین کریں یا نہ کریں مگر دوسروں کی بھی سنیئے... کہ غیر کیا کہتے ہیں... مہاجر اپنے ہی ملک میں غیر بن گئے ہیں اور جس اذیت سے گزر رہے ہیں وہ سب ہی جانتے ہیں.... خدارا اس اذیت سے نجات دلا کر نجات دہندہ بن جائیے... ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا ہم تو ویسے بھی اپنے آنکھوں نے باندھ کر سوتے ہیں.. آنے والی نسلوں کا خیال کیجئے...

مولا مشکل کشاؑ کے دربار میں

محبت جزوایمان ہے

نماز کی فضلیت کا بیان

یقین نہیں آرہا تھا کہ ہم مولا مشکل کشاؑ کے دربار میں حاضری دینے جارہے ہیں.... مزار مبارک کا صحن بہت ہی بڑا ہے اتنا بڑا کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے.... زائرین بیٹھے کھانا کھار ہے تھے جگہ جگہ ٹولیوں میں لوگ بیٹھے ہنس بول رہے تھے کہیں کونے میں کوئی بیٹھا کھانا پکار ہا تھا اتنا بڑا دربار..... اتنی ہی زیادہ رونقیں بھی تھیں ایسا معلوم ہور ہا تھا کہ لوگ پکنک منار ہے ہیں نہ ڈر نہ خوف سب اپنے ہی لگ رہے تھے حالانکہ جمعہ کا دن تھا ایک طرف کچھ خواتین بیٹھی سگریٹ پی رہی تھیں نہ معلوم کس قسم کی خواتین تھیں نہ نماز کا ہوش نہ احترام...... ہم اسی لئے جلدی جلدی کوفہ سے روانہ ہوئے تھے کہ جمعہ کی نماز حضرت علیؑ کے دربار میں جا کر پڑھیں گے مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ جمعہ کا کوئی تصور نہیں ہے.... یہ کیسے لوگ ہیں...؟ جس مولا کے دربار میں آئے ہیں ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا تو در کنار خدا کو بھی بھولے بیٹھے ہیں.... ہم اپنے پچھلے کالموں میں بھی لکھ چکے ہیں مولائے کائنات نے کس طرح توحید کی تعریف کی ہے کوئی ہستی توحید کی ایسی تعریف نہیں کر سکتی.. آپ کا ہی فرمان ہے کہ میں نے خدا کو پہچانا ہے اپنے ارادوں کے ٹوٹ جانے سے..... یعنی جو میں سوچتا ہوں وہ میں نہیں ہوتا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے.... علیؑ کے ماننے والے اور نماز سے غافل......... جبکہ مولا مشکل کشاؑ کو..... روزہ کی حالت میں سجدہ کرتے ہوئے ضربیں لگائی گئی تھیں..... نماز جو دین کا اول ستون ہے اس سے غفلت... نماز کے لئے تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر بستر مرگ پر بھی ہو تو اشاروں سے نماز پڑھو..... نماز کسی بھی حالت میں چھوڑنے کا حکم نہیں ہے... پھر یہ کیسے علیؑ کے چاہنے والے ہیں... تعجب ہوتا ہے ایسے مسلمانوں پر اور علیؑ کے شہدائیوں پر..... یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث یاد آ گئی. آپؐ نے فرمایا کہ اے علی تمھاری وجہ سے دوفرقے جہنم میں جائیں گے... ایک وہ جو تم سے غلو کرے یعنی بغض

رکھے.....دوسرا وہ جو تمہیں خدا کے درجے تک لے جائے.....یہی سوچتے ہوئے ہم دربار تک پہنچ گئے.....چوکھٹ کو چوم کر اندر داخل ہوئے.....مزار مبارک سونے کی جالیوں سے مزین تھا.....بڑے بڑے جھاڑ فانوس.....قیمتی بیش بہا قالین دلوں کو مسحور کر دینے والی خوشبوئیں.....مولائے کائناتؑ کے مزار مبارک کے بائیں جانب ایک چھوٹا سا اسٹور نما کمرہ ہے جہاں بڑے بڑے اسٹول اور مور چھل رکھے ہوئے ہیں جب ہم گئے تو خدام مور چھل کے ذریعے جھاڑ فانوس کی صفائی کر رہے تھے.....مزار مبارک کے اندر کوئی نہیں جا سکتا کیونکہ سونے چاندی کی جالیوں سے ایک احاطہ کر ایک دروازہ بنایا گیا ہے جس پر ہر وقت تالا پڑا رہتا ہے.....البتہ جالیوں میں سے ہم نے دیکھا کہ زائرین نے اس قدر نذرانہ ڈالا ہے کہ جس کا شمار ممکن نہ تھا ہیرے جواہرات، سونا، چاندی، بیش قیمت کپڑے، سب ہی کچھ تو مزار مبارک کے اندر تھا اور دیناروں کی کوئی کمی نہ تھی کچھ لوگ مزار مبارک پر مستقل چاندی کے کھنکتے ہوئے دینار نچھاور کر رہے تھے جنہیں زائرین دوڑ دوڑ کر اٹھا رہے تھے ان دیناروں کے لئے باقاعدہ چھینا جھپٹی ہو رہی تھی میں بھی نماز جمعہ ادا کر کے آپ کے قریب ہی بیٹھ کر زور زور سے نادعلیؑ شریف پڑھ رہی تھی کہ دو چار دینار میرے گود میں بھی آ کر گرے میں نے بھی انہیں اٹھا لیا جو آج تک میرے پاس ہیں.....چونکہ میں بالکل مزار مبارک کی جالیوں سے لگی بیٹھی تھی اور خدام اپنی صفائی میں مصروف تھے لہٰذا روضہ مبارک کی چھت کی صفائی کے دوران ساری خاک مجھ پر پڑتی رہی.....اور میں اس مقدس خاک کو کبھی چومتی کبھی آنکھوں سے لگاتی چپکی بیٹھی روح پرور نظارے کرتی رہی اچانک ایک مور کا پر میرے اوپر گرا میں نے وہ بھی تبرک سمجھ کر اٹھا لیا تھوڑی دیر بعد اپنا دوپٹہ جالیوں کے اندر ڈالتی رہی اور آنکھوں سے لگاتی رہی اسی دوران کچھ اور لوگوں نے نافیاں پھینکنا شروع کر دیں زائرین میں پھر چھینا جھپٹی ہوتی رہی غرض کہ سارا وقت یہی ہوتا رہا جس کی دیناروں کی بارش تو کبھی نافیاں اور مٹھائیاں.....ظہر کی نماز پڑھ کر مسجد حنانہ گئے.....یہ وہ جگہ ہے جہاں پر رسول اللہؐ کے نواسے حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک لا کر رکھا گیا تھا حنانہ ہی وہ مسجد ہے جو ہلکی سی جھکی ہوئی ہے.....کہتے ہیں کہ جب امام مظلومؑ کا سر مبارک نیزوں پر لایا جا رہا تھا تو ظالم کچھ وقفہ کے لئے اس جگہ رک گئے تھے اور سر

مبارک نیزوں سے نیچے اتار کر رکھ دیا تھا آپؑ کے احترام میں مسجد کے درو دیوار بھی جھک گئے تھے وہ جھکی ہوئی مسجد آج بھی موجود ہے..... جس جگہ سر مبارک رکھا گیا تھا اس جگہ سونے کا ایک خوبصورت سا جنگلہ سے بنا دیا گیا ہے اور اس میں تالا پڑا رہتا ہے...... میں نے خدام سے کہا کہ میں دور سے آئی ہوں آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ تالا کھول دیں میں اس جگہ کو چومنا چاہتی ہوں جہاں میرے شہنشاہ کا سر مبارک رکھا گیا تھا...... کہتے ہیں کہ تالا کبھی نہیں کھلتا لوگ باہر ہی سے زیارت کرتے ہیں لیکن ان کے در کی کیا بات ہے جو مانگا سو پایا..... خدام نے دروازہ کھول دیا میں نے سر اندر ڈال کر اس جگہ کو چوما آنکھوں سے لگایا جب میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہاں پر ایک چھوٹا سے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا..... میں نے وہ ٹکڑا فوراً ہی اٹھالیا اور خدام کو دیکھایا..... وہ بھی بہت حیران ہوا کہنے لگا بی بی رکھ لو اللہ کی دین ہے..... کیا رمز ہے کچھ معلوم نہیں..... کہ یہ روٹی کا ٹکڑا آیا کہاں سے.....؟ اس کے بعد سے رزق میں اللہ نے اتنی فراوانی دیدی کہ عقل حیران ہے کہ سب کچھ کیسے ہوا......؟ حضرت علیؑ کے مزار مبارک سے تھوڑے ہی فاصلے پر حضرت علی اکبرؑ کا مزار مبارک ہے کتنی مظلومیت ٹپک رہی تھی شہزادے علی اکبرؑ کے مزار پر ایک سناٹا سا طاری تھا..... عصر کی نماز پڑھ کر باہر آئے پھر حضرت حسینؑ کے روضہ مبارک پر گئے نانا کے دین کا پرچم کی بلند رکھنے والے کا مزار مبارک جنت کے سردار کا مزار کیا کہنے ہیں اس پاک اور متبرک جگہ کے آپ کے مزار مبارک کے بالکل سامنے حضرت عباسؑ علمبردار کا مزار مبارک ہے..... دونوں مزار مبارک بالکل ایک جیسے بنے ہوئے ہیں سونے کے نفیس کام سے مزین بڑے بڑے گنبد اور سونے کے مینار بڑے بڑے پھاٹک کیا رعب و دبدبہ ہے ایک جلال ہے مگر اس میں بھی نانا کی امت کے لئے ایک تڑپ ہے..... ان متبرک مزارات پر فاتحہ پڑھی اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتی رہی جب تک وہاں رہی پورا وقت آپ کی مظلومیت پر روتے گزرا...... مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے کہ ہندوستان میں جب کبھی کوئی مسجد شہید کی جاتی ہے تو بڑا ہی واویلا مچتا ہے اور مچنا بھی چاہئے..... لیکن جب عراق کی جنگ میں حضرت امام حسینؑ کے مزار مبارک کے گنبد شہید کئے گئے تو کسی نے آواز تک نہ اٹھائی ان مقدس مزارات کے اندر اتنی تباہی مچی ہے کہ اللہ کی پناہ وہاں سے آنے

والے لوگوں نے بہت کچھ بتایا ہے، ہم لوگوں کی بے حسی ہے کہ امام مظلوم کو فرقوں میں قید کر دیا گیا ہے حالانکہ نواسہ رسول کا احترام اور ان سے محبت جزو ایمان ہے... پھر یہ کسی محبت ہے....؟ یہ منافقت سمجھ نہیں آتی...... خیر ان مزارات کی زیارت کے بعد ہم باہر آئے کافی اندھیرا چھا چکا تھا...... واپس حضرت علیؑ کے مزار پر آئے مغرب، عشاء یہاں پڑھی...... پھر ہماری منزل کربلا تھی.......

گرمی میں گرفتار محسن ہوتے ہیں شبیرؑ
بچے لئے آوارا وطن ہوتے ہیں شبیرؑ

....

امن کی سالگرہ

پلاؤ والا ہاتھ

حکومت کب جائے گی

ہمارے پاس بہن بھائیوں کے بہت سارے خطوط جمع ہو گئے ہیں یہ لوگ بھی کیا سوچتے ہوں گے کہ محمودہ اپنے سفر میں اتنی مدہوش ہو گئی ہے کہ اپنے بھائیوں کی ڈاک کو بھی نذر آتش کر دیا۔

........میرے پیارے بہن بھائیو..............ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم نے سوچا کہ پہلے سفر نامہ ترتیب دے لیں اس کے بعد سب سے پہلے قارئین امن کی شکایت اور حکایت سنیں گے.......ویسے بھی امن سے محبت کرنے والوں کی سالگرہ قریب ہے.....ہمارا تو شیوہ یہی ہے کہ ''امن'' سے اس حد تک محبت ہو جائے کہ ہم لوگ نفرت کی آگ میں جلنا چھوڑ دیں......ہمارے دل دھڑکیں تو صرف اپنے عوام کی محبت میں دھڑکیں جن لوگوں کی آنکھوں ہی سے جنگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اللہ میں اس نفرت کی آگ کو بھی ٹھنڈا کر دیں....ملک میں امن وسلامتی کا دور دورہ ہو........لوگوں کو بنا مانگے ہی اپنے حقوق مل جائیں......انصاف دوڑ کر بے گناہ عوام کا ساتھ دے......مجھے امید ہے کہ قارئین امن.....اپنی سلامتی اور امن کو اپنی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے.......اس دن مظلوم اور کچلے ہوئے بے گناہ عوام کی زندگی اور سلامتی کے لئے دعائیں مانگیں گے.........اور اپنے ''امن'' کے لئے بھی دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ''امن'' کو پھولا پھلا رکھے تاکہ عوام کی آواز اور عوام کی مجبوریوں کا نعرہ بلند کرنے والا کوئی تو اخبار ہو جوان کی آئیں اور سسکیاں پوری دنیا میں پہنچا سکے.....امن کے ساتھ سارے مظلوم عوام کی دعائیں ہیں وہ دن دور نہیں ہے جبکہ ہر گھر میں امن ہی امن ہوگا.....(انشاءاللہ)

سعودی عرب جدہ سے بھائی حمید لکھتے ہیں کہ محمودہ بہن آپ کا سفر نامہ پڑھا......آپ نے گھر بیٹھے زیارتیں کروا دیں اللہ آپ کو اس کی جزا دیگا آپ کے ساتھ جو عجیب واقعات پیش آئے ہیں پڑھ کر

حیرت اس لئے نہیں ہوئی کہ ایسے واقعات اکثر و بیشتر لوگوں کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں...... خانہ کعبہ...... خدا کا گھر...... پھر خدا کا وعدہ ہے کہ جو مجھے سچے دل سے پکارے گا تو میں اس کے اتنا قریب ہوں جیسے شہ رگ اس گھر میں جو بھی آتا ہے...... گناہوں کی معافی کے لئے آتا ہے...... دل کی کدورت سے پاک ہوتا ہے صرف ایک ہی چیز پیش نظر ہوتی ہے کہ اے رب تو راضی ہو جا اور ہماری خطاؤں کو معاف کر دے...... نوازنے والا وہ رب العزت ہے جس طرح چاہے نواز دے...... یہ اس کی دین ہے...... آپ چونکہ اپنے باوا سے بہت ہی پیار کرتی ہیں اسی لئے آپ نے بھی وہی دعا مانگی جو آپ کے دل کی آواز تھی...... سو وہ دعا اللہ نے سن لی اور آپ کو اپنے باوا سے ملوا دیا...... کس طرح ملوایا...... کیسے ان کی روح کو حکم دیا...... کیونکہ روح تو حکم ربی ہے...... جیسا کہا جاتا ہے وہ اسی طرح کرتی ہے...... یہ باتیں نہ سمجھنے کی نہ سمجھانے کی...... یہ اس کے راز ہیں وہی جانے. ہماری عقلیں بھی اس کے رازوں کا احاطہ نہیں کر سکتی آپ بڑی خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے آپکی دعا اس وقت قبول کر لی...... اور آپ نے جیتے جاگتے کسی بزرگ کی زیارت کر لی...... میرا اشارہ قبرستان میں ملنے والے بزرگ کی طرف ہے جنہوں نے آپ کو کراچی ہی میں یہ بشارت دے دی تھی کہ آپ کی ملاقات باوا سے ضرور ہوگی...... یہ بھی خدا کے فیصلے ہیں...... ہمارے پاس تو صرف حیرانیاں ہی حیرانیاں ہیں...... اللہ پاک آپ کی زیارتیں اور دعائیں قبول کرے...... آپ سے اتنی استدعا ہے کہ آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں اور کراچی کے ان عوام کے لئے بھی جو حکومت کی ظلم کی چکی میں بے گناہ پس رہے ہیں...... اللہ پاک کو اور کراچی کے دکھی عوام کو اپنی پناہ میں رکھے......

کراچی سے ہماری ہی ہم نام محمودہ بیگم لکھتی ہیں...... بی بی سلام تمہارا کالم پڑھتی ہوں...... بڑا ہی مزا آتا ہے...... میرا نام بھی چونکہ تمہارے نام سے ملتا ہے...... مگر تمہارے نام کا میرے اوپر خاک اثر نہیں ہے...... تم جتنی بہادری اور بے باکی سے قلم اٹھاتی ہو...... حیرت ہوتی ہے...... بالکل شیر کی بچی لگتی ہو...... میں نے بھی کوشش کی کہ ایک کالم میں بھی تمہیں لکھ کر بھیجوں لیکن جب لکھنے بیٹھی تو تھوڑا سا لکھنے کے بعد جب قلم لفظ حکومت پر آیا تو جیسی گراموفون نا جے کی سوئی اٹک کر رہ

گئی...... صرف قلم سے حکومت ہی حکومت ڈکٹار ہا...... قلم نے اور دماغ نے ایک انچ آگے بڑھ کر نہ دیا اس حکومتی چکر میں اپنا لکھا ہوا کالم خود ہی بھاڑ میں جھونک دیا...... سوچا اگر غلط سلط کچھ لکھ کر بھیج دیا تو جو تھوڑی بہت سکون کی زندگی گزر رہی ہے وہ بھی رینجرز کی نذر ہو جائے گی...... اچھائی اسی میں ہے چپ شاہ کا روزہ رکھ کر آرام سے بیٹھو..... اب کہاں تمہارا جیسا حوصلہ اور ہمت لائیں...... تمہارے حوصلے تمہیں مبارک ہم تو یہی پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ جو تم لکھتی ہو وہی ہماری آواز ہے اور تمہاری تحریر ہی ہم سب کی تحریر ہے..... اللہ خوش رکھے تمہاری بہن یا تمہاری ہمزاد محمودہ......

گولی مار کراچی سے آمنہ بی بی لکھتی ہیں...... محمودہ بہن اخبارات میں تو آج کل بڑی تسلی کی خبریں آرہی ہیں اور نئے نئے اتحاد بھی بن رہے ہیں...... لیکن ابھی تک تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا...... بمشکل ایک ڈیڑھ ہفتہ کے امن کے بعد وہی پرانی روش لوٹ کر آئی ہے پھر سے جعلی مقابلے شروع ہو گئے ہیں...... ویسے آپ کی اطلاع کے لئے لکھ رہی ہوں کہ ہماری بستیوں سے کبھی بھی محاصرے ختم نہیں ہوئے ہیں کسی نہ کسی شکل میں یزید موجود رہتا ہے...... وہی غیر انسانی غیر اخلاقی سلوک جس کا ذکر اکثر و بیشتر ہوتا رہتا ہے...... آپ نے لکھا تھا کہ کوئی نہ کوئی کرامت ضرور ظہور پزیر ہو گی...... ابھی تک تو کچھ آثار نہیں ہیں...... ہمیشہ یہی سن لو ...... یہ سال حکومت کا آخری سال ہے...... پورا سال یہی سنتے سنتے نکل جاتا ہے...... اب پھر سال آیا ہے شروع ہی سے سن رہے ہیں کہ اپریل میں اس حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا...... لو بھئی...... اپریل بھی گزر گیا...... پھر کسی نے ہانک لگائی کہ بجٹ کے بعد اس حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ ہانک تو ہر سال بجٹ کے موقع پر لگائی جاتی ہے...... ہوتا ہوا تا کچھ بھی نہیں بس ایک طوفان آتا ہے اور عوام کے سروں پر سے گزر جاتا ہے...... میں تو آپ کے توسط سے نواز شریف صاحب سے بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جو کرنا ہے کر کے دکھائیں تین سال سے مسلسل ایک ہی رٹ سنتے سنتے کان پک گئے ہیں...... مثلاً حکومت کے دن گنے جا چکے ہیں...... اس ظالم حکومت کو رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے...... عوام جلد ہی خوشخبری سنیں گے بہت جلد اس حکومت سے چھٹکارا مل جائے گا...... ارے بھیا...... تم کون ہوتے ہو کسی کو نکالنے

والے...... اگر اتنا ہی زعم تھا تو آپ نے استعفیٰ کیوں پیش کیا تھا........ [illegible]

لا...... کیونکہ آپ اس کی طرح کے ادنیٰ مہرے ہیں..... والله یہ بات نہیں ہے....... [illegible]

چلا گیا تھا..................

....

صرف ایک نظر کرم

یہ گناگار بندے

چوری اور سینہ زوری

رمضان شریف......رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ.........اس مہینہ میں شیاطین قید کردیے جاتے ہیں ایک ایک نیکی کا ثواب ہزاروں نیکیوں کے برابر ملتا ہے......رمضان المبارک کا پہلا ہفتہ توبہ استغفار کا ہے......جتنی بھی اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنی خطاؤں اور گناہوں کی معافی مانگی جائے کم ہے..اے مومنو! رحمت اور برکتیں لوٹ لو.......کیونکہ تمہیں بہکانے والا اب کوئی نہیں ہے شیطان بھی قید ہے.....اب اس کا کیا علاج کیا جائے جن کے سیاہ دل شیطان کی آماجگاہ بن گئے ہیں ان کے لئے رمضان کیا محرم کیا.....سب ہی برابر ہیں نہ رمضان کا احترام اور نہ محرم کا تقدس......وہی چوری اور سینہ زوری.....ظلم و تشدد مصنوعی مہنگائی.....بے ایمانی......ذخیرہ اندوزی.....یہ سب اندر والے شیطانوں کے کارنامے ہیں.....ایمان کے رتی بھی باقی نہیں ہے دل سیاہ ہو چکے ہیں.....لوٹ لو جتنا بھی لوٹ سکتے ہو.......عاقبت کی خدا جانے......دنیا میں تو مزے کرلو.....وہاں پر کیا بیتے گی.......کون جانے.......میں تو سب سے یہی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک ماہ پاکیزگی اور تقدس کے ساتھ گزاردو.....پھر تو گیارہ مہینے تم ہو اور تمہارا دوست شیطان......میں ان خواتین و حضرات سے گزارش کروں گی جو اس مبارک مہینہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے جارہے ہیں.....وہ امت مسلمہ اور پاکستان کی بقا اور سلامتی کی ضرور دعائیں مانگیں اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور جابروں سے کراچی کے ہر نوجوان کو اپنی پناہ میں رکھے اور ان کی یہ قربانیاں جو انہوں نے وطن کی سلامتی کے لئے دی ہیں وہ بارگاہ ایزدی میں شرف مقبولیت کا درجہ حاصل کریں.......ہم نے یہ تمہید اس لئے باندھی ہے کہ رمضان شریف میں عمرہ کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ جس کا تصور بھی محال ہے.........حدیث مبارکہ میں ہے کہ ہمارے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان شریف میں عمرہ کیا گویا اس نے

میرے ساتھ عمرہ ادا کیا...... قربان جایئے اپنے نبیؐ کے فرمان پر...... ظاہر ہے کہ آپؐ حیات النبی ہیں جب آپؐ عمرے میں ساتھ ہیں تو آپ کے دل کی آواز اللہ بھی سن رہا ہے اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی مصیبتیں اہل پاکستان کی مصیبتیں اور بیواؤں کی سونی مانگیں دیکھ کر تڑپ رہے ہیں..... میرے پیارے نبیؐ میرے آقاؐ نے کبھی اپنے لئے کچھ نہ مانگا جب بھی ہاتھ اٹھے امت کی بخشش کے لئے اٹھے دنیا میں نزول فرمانے کے بعد بھی آپؐ نے سجدے میں گر کر فرمایا تھا..... یا اللہ میری امت کو بخش دے اس پر رحم فرما..... آپؐ امت کی خطاؤں پر اتنا روتے تھے کہ آپ کی ریش مبارک بھیگ جاتی تھی اور آپؐ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے لئے بھی یہی فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ نادان ہیں تو ان کو سیدھا راستہ دکھا..... ہم اپنے محبوبؐ کے امتی ہیں جس نے دشمن کو بھی بد دعا نہیں دی..... یہ ہمارے حکمراں کیسے مسلمان ہیں..... جو بغیر کسی خطا اور قصور کے خواتین کے سروں کو ننگا کر دیتے ہیں..... بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر ان کو یتیمی کا داغ دیتے ہیں..... مرنے کے بعد جسم میں ڈرل مشین سے سوراخ کر کے چھلنی کر دیتے ہیں..... بے رحم انسان مرے ہوئے جسموں میں ان کی اعضا تک کاٹ ڈالتے ہیں.... اور پھر مُردہ جسموں سے آنکھیں تک نکال لیتے ہیں... عورتیں اپنے جواں بچوں کی لاشوں پر روئیں..... ؟ نہیں یہ بھی اجازت نہیں ہے..... گھر سے جنازے اٹھائے جائیں..... نہیں..... یہ بھی پولیس اور رینجرز کے پہرے میں جائیں گے..... اے اللہ یہ کیسے تیرے مومن بندے ہیں..... جو مقدس اور پاکیزہ جگہوں کا بھی تقدس پامال کرتے ہیں..... مساجد اور امام بارگاہیں اللہ کی عبادت کرنے کی نشانیاں ہیں..... اے بطحا کے جانے والو.....! ہم سب کی طرف سے رو رو کر دعا کرنا..... کہ اے اللہ کراچی والوں پر اپنا رحم فرما..... حکمرانوں کے دلوں میں رحم ڈال کے کہ وہ قوم کے بچوں کو اپنی اولاد کی طرح پیار کریں..... اے اللہ تجھے اس مقدس خون کی قسم جو پاکستان کی بنیادوں میں آج تک بہہ رہا ہے..... بے گناہ مہاجرین پر رحم کر ان کے بچوں کو یتیمی کے داغ سے بچا لے..... پیاری بہنوں کو جوانی میں بیوگی کا کفن مت پہنا..... ہاں روز کھول کر زم زم پینے کے بعد یہ بھی کہنا..... اے اللہ ان پیاروں کا قصور کیا ہے.....! ان کا سایہ تک ان کا دشمن بن گیا

ہے......اے اللہ جھوٹے الزامات لگا کر جو لوگ جعلی پولیس مقابلے میں مارے جاتے ہیں تجھے ان کے خون ناحق کی قسم ہمارے نوجوانوں پر رحم فرما اور جو بچے اسیر ہیں اور مختلف جیلوں میں نظر بند ہیں انہیں اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھنا خدا کرے وہ ساتھ زندگی کے چھوڑ کر اپنی ماؤں کا کلیجہ ٹھنڈا کریں...... یاالٰہی جو بچے لاپتہ ہیں ان کی بھی خیر......اے پاک پروردگار تو اللہ الصمد ہے واقعی تو بے نیاز ہے تجھے اپنی بے نیازی کی قسم ایک نظر کرم کراچی والوں پر بھی ڈال دے جو بھی دہشت گرد ہیں تو اچھی طرح جانتا ہے بے گناہوں کو بچالے میرے مولا...... تجھے اپنی شاہ کریمی کا واسطہ.... تجھے ان بیواؤں کی قسم ہے جو کل تک سہاگن تھیں اور آج ظالموں نے ان کی مانگ خون سے بھر دی ہے.....تو ان کو صبر عطا کر اور اس کا نعم البدل عطا فرما...... تجھ کو واحدہٗ لاشریک کہنے والے تیرے یہ بندے کس کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں تو سب جانتا ہے...... مہنگائی اور ظلم و تشدد نے ان سے زندگی کی رونقیں چھین لی ہیں ظالموں اور جلادوں نے ان کی گودیں اجاڑ دی ہیں....جو اپنی امت کے لئے تڑپا ہے......رویا ہے...... تجھے اسی محبوب کا واسطہ ہے کہ ایک نظر اہل کراچی پر بھی ڈالدے......واقعی ہم گناہگار ہیں ہمیں اپنی سیاہ کاریوں کا اعتراف ہے......اے رب العالمین تو تو ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے...... پھر یہ سب کچھ کیوں...... کس لئے .... واقعی جیسے بیچارے اعمال ویسے ہی حاکم مقرر کئے جائیں گے...... سو اب ہم کچھ نہیں کہتے صرف تجھ سے فریاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں کیونکہ تو غفور الرحیم ہے رب العالمین ہے......اور تیرا محبوبؐ رحمت العالمین ہے....اور جب رب العالمین اور رحمت العالمین دونوں مل کر اس گناہ گار امت پر ایک نظر کرم ڈال دیں گے تو مجھے خدا کی قسم یقین ہے کہ اس مردہ قوم میں ایک نئی روح پھونک دی جائے گی اور ہم کو بچانے ایک ایسی طاقت آئے گی جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ طاقت خداوند تعالیٰ کی بھیجی ہوئی طاقت ہوگی اور خدا کے حکم سے آئے گی اب اے میرے معبود حقیقی ہمیں اسی طاقت کا انتظار ہے......ہم ایک بار پھر تیری بارگاہ میں اپنی گناہگار پیشانیوں کو سجدہ ریز کرتے ہیں اور تیری بڑائی اور تعریف کے بعد صرف اتنا ہی کہتے ہیں.....اے اللہ پیارے گناہوں کو معاف کردے۔اے اللہ ہم

عاصیوں اور خطا کاروں پر رحم فرما گو کہ ہم رحم کے قابل نہیں ہیں پھر بھی تیری رحمت سے مایوس نہیں ہیں...... تجھے اپنے محبوب کا واسطہ ایک نظر ہماری طرف دیکھ لے..... تیرے محبوبؐ سے بڑھ کر ہمارے پاس کوئی اور وسیلہ نہیں ہے جس کی تجھے دہائی دیں...... اسی وسیلہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم بہت کمزور ہیں...... ہماری طاقت تو ہے..... ہماری ہمت تو ہے...... ہمارا صبر بھی تو ہے...... اے پاک پروردگار ہم آزمائش کے قابل نہیں ہیں..... ہم تو تیرے گنہگار بندے ہیں آزمائش میں مت ڈال تجھ سے صرف رحم کر بھیک مانگتے ہیں..... صرف رحم اور رحم...... یا اللہ رحم...... گناہگاروں پر رحم خطا کاروں پر رحم...... بے گناہوں پر ایک نظر کرم...... میرے اللہ صرف ایک نظر کرم.........

....

پاکستانیوں کو مہاجر کس نے بنایا

ایوب خاں چینی چور قرار دیئے گئے

اور ایوب خاں نے پیالی توڑ دی

ہم نے اب تک جتنا کچھ بھی مہاجروں کیلئے لکھا ہے وہ ہماری ذاتی رائے ہے......جو کچھ دیکھتے ہیں محسوس کرتے ہیں لکھ دیتے ہیں ویسے میں آپ کو بتاتی چلوں کہ میں ایم کیو ایم کی نہ ممبر ہوں اور نہ کارکن بس مہاجروں اور بنت مہاجر بھی......یعنی کریلا اور نیم چرھا......ہم نے سوچا کہ اپنی پوزیشن واضح کر دیں تا کہ عوام کی غلط فہمیاں دوف ہو جائیں ہم تو مسلم لیگی ہیں......لیکن اتنا بتاتی چلوں کہ مہاجر جس جماعت میں بھی رہے گا مہاجر ہی رہے گا......کیونکہ اس لفظ میں اتنی نفرتیں پوشیدہ ہیں کہ معاملہ جان جوکھوں تک پہنچ گیا ہے......پہلے ہم نے ظلم کی صرف داستانیں سنی تھیں اور سن کر افسوس کرتے تھے......لیکن ہمارے دل نے کہا کہ اگر صحیح بات لکھنا ہے تو جا کر خود مشاہدہ کرنا چاہیے کہ کیا صحیح ہے اور کتنی مبالغہ آرائی ہے......لہذا ہم نے مہاجر بستیوں کے دورے کئے اور خود صحیح حقائق معلوم کئے اور پھر یہی حقائق عوام تک پہنچائے دردبھری اور ظلم سے بھرپور داستانیں لکھتے لکھتے ہم خود اپنے آپ کو بھول بیٹھے کہ ہم کون ہیں......ہمارا تشخص کیا ہے......؟ ہم تو ہجرت کر کے پاکستانی بنے کے لئے آئے تھے الہیٰ یہ کیسا غضب ہے مار مار کر ہمیں پاکستانی سے مہاجر بننے پر مجبور کیا جا رہا ہے......انہی حیرتوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ ہمیں ماضی کا ایک واقعہ یاد آ گیا سکندر مرزا کے خلاف تحریک چلی. فیروز خاں نون کو ہٹانے کا مطالبہ زور پکڑ گیا......اور ان سب تحریکوں میں مہاجر پیش پیش تھے حالانکہ اس وقت سندھی، پنجابی، پٹھان اور مہاجر کا کہیں ذکر نہ تھا لیکن فیروز خان نون کی حکومت کو برطرف کرنے میں مہاجروں کا زیادہ ہاتھ تھا......یہ قوم شروع ہی سے ناانصافیوں کے خلاف لڑتی رہی اس نے ہمیشہ حقوق کی جدوجہد کی ہے......۱۹۵۸ء کی چلائی گئی تحریک میں ہم بھی شامل تھے. غرضیکہ قیوم خاں (جو اس وقت مسلم لیگ کے صدر تھے) کی قیادت میں جلسے بھی نکالے گئے. آنسو گیس کے

گولے بھی پھینکے گئے......گرفتاریاں بھی ہوئیں سب کچھ ہوا صرف پولیس کا جعلی مقابلہ نہ ہوا......شاید پولیس مقابلے کا کلچر اس وقت متعارف نہیں ہوا تھا.....اسی جدوجہد میں عوامی انقلاب یا جمہوریت کو کیا آنا تھا.....آیا تو بڑے ہی دھوم دھڑکے سے مارشل لا آیا پاکستان میں پہلی بار مارشل لا کلچر متعارف ہوا......لوگوں کے دل بیٹھ گئے......مارشل لا کا نام پہلی بار سنا تھا خوف کے مارے لوگوں کی جانیں نکل گئیں......۱۹۵۶ء کا قانون معطل کر کے فوجی قوانین نافذ کر دیئے گئے.....ایوب خان' کا دور دس سال رہا اور ان دس سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔ مہاجروں کے یا کراچی والوں کے خوف سے دارالخلافہ کراچی سے اٹھ کر اسلام آباد چلا گیا......غرضیکہ سارا نظام درہم برہم ہو گیا......عوام سیاسی طور پر مفلوج ہو چکے تھے......لیکن ملک معاشی طور پر مضبوط ہو گیا تھا.....کھانے پینے کی اشیاء آج کے مقابلے میں کوڑیوں کے مول تھیں......بکری کا گوشت چار روپے سیر اور گائے کا گوشت ایک دو روپے سیر...... شکر ڈیڑھ روپے سیر تھی......اس وقت بجٹ بناتے وقت غریبوں کو ملنے والی تنخواہیں مدنظر رکھی جاتی تھیں۔.آٹا روپے کا آٹھ سیر تھا...... کسی اور صدی کی نہیں اسی صدی کی باتیں ہیں پیاز ایک روپے کی ۱۰ سیر ملتی تھی......اب سوچو تو یقین نہیں آتا سیاستدانوں کو چھوڑ کر عام آدمی کی زندگی انتہائی سکون سے گزر رہی تھی نہ لوٹ مار، نہ دہشت گردی اور نہ ہی ''را'' کے ایجنٹوں کی جھوٹی سچی کہانیاں اچانک زمانے نے کروٹ بدلی 'بجٹ آیا' شکر پر دو آنے فی سیر دام بڑھا دیئے گئے......آمریت کے دور میں۔ جمہوریت کا یہ عالم تھا کہ لوگ سڑکوں پر نکل آئے جگہ جگہ مظاہرے ہونے لگے جلسے جلوس سب ہی تو منعقد ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ ایوب خان کے خلاف چینی چور کے نعرے لگائے جائیں......جلوس نکلے......جلسے ہوئے ہر طرف ایک ہی نعرہ گونج رہا تھا......حکومت ہائے ہائے......مارشل لا ہائے ہائے حکومت چینی چور ہے......ایوب خان چینی چور ہے......آپ ذرا خود ہی اپنے گریبان میں جھانکیں......موجودہ دور اور ایوب دور کا مقابلہ کریں......نہ اس وقت جعلی مقابلے تھے......نہ سیاست کی آڑ لے کر ذاتی دشمنیاں نکالی جاتی تھیں......نہ ڈاکو دندناتے پھرتے تھے......اور نہ ہی بھتے وصول کرنے کا کلچر تھا اس آمریت کے سائے میں بھی سب ہنسی خوشی جی رہے

تھے رشوت خوروں اور اسمگلروں کی میا مری ہوئی تھی...... ایوب خان صاحب کے دور حکومت میں خارجہ پالیسی مضبوط تھی...... داخلی انتشار بھی اتنا نہ تھا...... ہم نے خود بھی ایوب خان کے خلاف مظاہرے کئے جلسے جلوس میں حصہ لیا...... ۱۹۹۶ء میں عالمی قوانین کے خلاف کراچی کے مشہور خالقدینا ہال میں زبردست جلسہ کیا...... جلوس نکالا...... اس وقت کے ایس ڈی ایم عزیز الدین اور احمد اللہ (مرحوم) صاحب نے ہمیشہ حکومت کی طرف سے بہت ڈرایا دھمکایا...... لیکن اس وقت جوشیلی طبیعت تھی بس جس بات پر بھی اڑ گئے...... دھمکیوں کی پرواہ کس کو تھی...... اپنا کام جاری رکھا. آمریت کی مخالفت اور جمہوریت کا راگ الاپتے رہے اور کونسل مسلم لیگ میں ایک اعلیٰ عہدہ حاصل کر کے اپوزیشن میں شامل ہو گئے... حکومت اور اپوزیشن کی آنکھ مچولی زوروں پر تھی کہ ایسی اثنا میں ایوب خان مرحوم کے بیٹوں نے اپنے شہزادے ہونے کا ثبوت پیش کرنا شروع کر دیا...... باپ کے نام پر ایسی اوچھی حرکتیں کیں کہ ایوب خاں منہ دکھانے کے لائق نہ رہے جو کام اپوزیشن نہ کر سکی بیٹوں نے وہ کام کر دکھایا...... عوام نے ان کے کرتوتوں کی مزاحمت کی تو بہو بیٹیاں اٹھانے کی دھمکیاں ملنے لگیں...... جتنے ایوب خاں مرحوم شریف النفس انسان تھے. بیٹے ان کے مزاج سے بالکل مختلف تھے...... کراچی میں چونکہ مہاجروں کی اکثریت تھی بس یہی بات گوہر ایوب کو کھٹکتی تھی...... ایک وہ بھی دور آیا کہ سرحد سے ٹرک بھر بھر کر پٹھان کراچی آنا شروع ہو گئے...... یہیں سے مہاجر اور پٹھان کی پہلی لڑائی شروع ہوئی پٹھان اسلحہ سے لیس اور مہاجر بیچارے اس آفت ناگہانی کے لئے تیار نہ تھے بس وہی حشر ہوا جو کوئی سوچ بھی نہ سکتا مہاجروں کی لاشوں سے کنویں پاٹ دیئے گئے حتیٰ کہ کنونشن مسلم لیگ کے ایک اہم عہدیدار علی کوثر صاحب جواب اس دنیا میں نہیں ہیں ان کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی اور ان کی بڑی بیٹی جسے وہ بہت پیار کرتے تھے اس آگ میں زندہ جل کر مر گئی...... غرضیکہ ایوب خان مرحوم کی بدنامی میں گوہر ایوب کا بہت بڑا ہاتھ تھا...... بعد ازاں کوٹہ سسٹم لگا کر مہاجروں کے باقی ماندہ حقوق بھی سلب کر لئے گئے عوام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے پہلی بنیاد گوہر ایوب خان صاحب نے رکھی...... اس طرح ایوبی دور حکومت میں مہاجروں کو اتنا کچلا گیا کہ ہر طرف ان کے ارمانوں کی

کرچیاں بکھر گئیں.......ان حالات کو دیکھتے ہوئے.......ایوب خان مرحوم بہت دکھی تھے مگر ان کے پاس اس کا کوئی حل نہ تھا......بھٹو مرحوم اس وقت ایوب خان مرحوم کے بڑے لاڈلے تھے........منہ چڑھے تھے......غرضیکہ ان کا بھی طوطی بولتا تھا......اتفاق سے اندرونی طور پر انہوں نے بھی ایوب خان کی جڑیں کاٹنے کے لئے ایک تیز دھار قینچی سنبھال لی... .یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ اچانک بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا......فیلڈ مارشل ایوب خان نے اس نازک موقع پر قوم کو تنہا نہ چھوڑا بلکہ خود کمان سنبھال لی......ایسی جوشیلی تقریریں کیں اور ایسے نغمے تیار کیے گئے کہ قوم سب کچھ بھول کر ایوب خان کی قیادت میں متحد ہو گئی......گھر گھر پاکستان کی سلامتی کے لئے دعائیں ہونے لگیں......ایوب خان نے جس انداز سے ۱۹۶۵ء کی جنگ لڑی ہے وہ تاریخ کا ایک باب ہے......ایوب خان نے اپنا کھویا ہوا وقار ایک بار حاصل کر لیا تھا......مگر زمانہ کے چھین لینے دیتا ہے پاکستان کے دشمنوں نے اندرونی خلفشار پھیلانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا......! ایوب خان مرحوم کو انتہائی غلیظ لفظ "کتے" سے نوازا گیا جب ایوب خان نے سنا کہ قوم مجھے کتا کہتی ہے تو اسی وقت انہوں نے استعفیٰ دے کر اقتدار یحییٰ خاں کو منتقل کر دیا انہیں اس لفظ کا اتنا ملال تھا کہ اکثر ان کی آنکھوں سے آنسو آجاتے تھے......ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایوب خان مرحوم کسی ہوٹل میں چائے پینے گئے اور چائے پینے کے بعد پیالی توڑ دی......بیرے نے پوچھا صاحب آپ نے یہ کیا کیا......کہنے لگے میں کتا ہوں نا اس لئے پیالی توڑ دی کہ کوئی اور اس میں چائے نہ پیئے یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر کر چلے گئے.........

....

انجانے خوف کی زندگی
گئے سال کے دکھ
اور لاشوں کے تحفے

گئے سال کا رونا کیا..... آنے والے کی کیا خوشی..... ہمارے لئے تو نہ ساون سوکھے نہ بھادوں ہرے...... جس طرح سے یہ دن رات گزر رہے ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے..... انجانے خوف کی زندگی ہے نہ جانے کب کیا ہو جائے۔ اپنے اسکول کے زمانے میں ایک کہانی پڑھی تھی جو آجکل ہمارے حسب حال ہے.... آپ بھی یہ کہانی پڑھ کر ماضی اور حال کے جھروکوں میں جھانکنے پر مجبور ہو جائیں گے..... قصہ کچھ اس طرح کا ہے کہ ایک دن جاڑا.... گرمی اور برسات ایک جگہ اکٹھا ہوئے اور آپس میں اس بات پر لڑ پڑے کہ ہم تینوں میں سے اچھا کون ہے..... گرمی کہتی میں سے اچھی ہوں..... جاڑا کہتا ہے کہ میں اچھا ہوں اور بی برسات چھم چھم کرتی کہتیں کہ تم دونوں جھوٹے ہو سب سے اچھی میں ہوں...... جب یہ لوگ کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکے تو کہنے لگے چلو کسی اور سے پوچھتے ہیں کہ ہم تینوں میں سب سے اچھا کون ہے..... اس بات پر سب متفق ہو گئے ذرا آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑھیا درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی ہے تینوں نے کہا کہ چلو اس کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ سب سے اچھا کون ہے............؟ سب سے پہلے جاڑا بڑی بی کے پاس گیا اور بڑے ادب سے سلام کر کے بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا بڑی بی جاڑا کیسا ہے........؟ بڑی بی چالاک تھیں.... فوراً بولیں..... واہ جاڑے کا کیا کہنا..... سب سے اچھا ہے.... کیا مزہ آتا ہے گرم گرم چائے چل رہی ہے..... لحافوں میں گھسے بیٹھے ہیں کنز کنز میوے چبا رہے ہیں پلنگوں کے نیچے چھوٹی چھوٹی انگھٹیاں رکھی ہیں ان میں کوئلے دہک رہے ہیں اور کھانے کا مزہ تو جاڑوں ہی میں ہے..... نہاری، شب دیگ... گاجر کا حلوہ.... سرسوں کا ساگ اور اس پر مکئی کی روٹی........ واہ یہاں کیا کہنے ہیں جاڑے کے... کپڑے پہننے کا جو مزہ جاڑوں میں ہے وہ کسی اور موسم میں کہاں.... لحاف بن رہے ہیں کہیں

رضائیوں پر گوٹہ کناری ٹانک رہے ہیں اور سچی بات ہے بھیا..... جہیز بھی لحاف اور رضائیوں سے سجتا ہے جاڑے نے جو اپنی ڈھیر ساری تعریفیں سنیں تو خوشی سے پھولا نہ سمایا بولا بس کرو بڑی بی....لو یہ اشرفیوں کا توڑا ہے تم رکھ لو اور عیش کرو یہ کہہ کر جاڑا چلا گیا اور بی گرمی آ گئیں.....سانولی سلونی رنگت ہلکی ہلکی پسینہ کی بوندیں ٹپکتی ہے تو ہاتھ میں پنکھا لئے جھلتی بڑی بی کے پاس آئیں اور بولیں.....اماں گرمی کیسی ہے.....؟ بڑی بی سمجھ گئیں.......... جھٹ بولیں.........واہ بی گرمی کے کیا کہنے عجب بہار ہے گرمی کی ململ اور چکن کے کپڑے پہنے لڑکیاں بالیاں صحن میں چھڑکاؤ کر رہی ہیں سرخ سرخ صراحیوں کے منہ پر لال لال کپڑے باندھ دیئے ہیں ان پر قلعی کئے کٹورے ڈھکے ہوئے ہیں سوندھا سوندھا پانی پینے کو دل رہا ہے...پھلوں کی تو بہار ہے...خربوزہ لے لو.....آڑو، خوبانی، آلوچے، آم کیا مزے کے پھل ہیں اور گرمیوں میں تو کمبخت گوشت سے دل بیزار ہو جاتا ہے ہری ہری سبزیاں کھاتے ہیں جو مزہ دیتی ہیں وہ کیس اور کھانے میں کہاں..... مغلانیاں پنکھے جھل رہی ہیں.....خس کی ٹٹیاں تو ہر گھر میں ہوتی ہیں گرمی کا موسم آتے ہی دروازوں پر لٹک جاتی ہیں ان پر چھڑکاؤ کرو ایک خوشبو کا جھونکا سا آتا ہے.....اور کیا بتاؤں بی بی..... بی گرمی نے جو اپنی اتنی تعریف سنی خوشی سے پھولی نہ سمائیں..... جھٹ اشرفیوں کا ایک توڑا نکال کر بڑی بی کے ہاتھ پر رکھا اور کہا بڑی بی اللہ تمہیں خوش رکھے تم نے تو دل خوش کر دیا اور یہ کہہ کر بی گرمی چلی گئیں.....اب برسات کی باری آئی.....بی برسات بال کھولے.....لٹوں میں سے پانی کے بوندیں گراتی سرخ سبز جوڑا پہنے چھم چھم کرتی ہوئی آئیں اور بولیں اماں سلام.....میں برسات ہوں کیسی لگتی ہوں.....؟ بڑی بی نے کہا جیتی رہو بیٹی خوش رہو......واہ واہ برسات کے کیا کہنے..... باغوں میں جھولے پڑے ہیں لڑکیاں بالیاں ملہار گا رہی ہیں..... ہاتھوں میں ہری لال چوڑیاں پہنے کا جو مزہ برسات میں ہے وہ اور دنوں میں کہاں.....لو بھئی برسات کا موسم آتے ہی کڑھائی چڑھ گئی.....پکوان پک رہے ہیں سہاگنوں کو اپنا میکہ یاد آ گیا وہ بھی گانے لگیں.....اماں میرے ابا کو بھیجو کہ ساون آیا.....اماں میرے تایا کو بھیجو کہ ساون آیا....غرضیکہ سارے رشتہ داروں کے نام لے لے کر اما باوا کی دھائی دے رہی ہیں اور سان

نندیں ہیں کہ کھلکھلا کر ہنس رہی ہیں...... بی بی کیا بتاؤں کی برسات کی بہاریں نہ کبھی دیکھی نہ سنیں..... بی برسات نے جو اپنی تعریف سنی تو انہوں نے بھی جھٹ ایک توڑا اشرفیوں کا نکال کر بری بی کی خدمت میں پیش کیا اور خوشی خوشی روانہ ہو گئیں.... اور جلدی سے جاڑا اور گرمی کے پاس گئیں اور کہنے لگیں..... دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ میں سب سے اچھی ہوں پھر تینوں لڑنے لگے کہ بڑی بی نے ہماری تعریف کی ہے.... آخر تینوں سمجھ گئے کہ بڑی بی نے انہیں بے وقوف بنایا ہے اب ہم انہیں سزا دیں گے..... پہلے جاڑا بڑی بی کے پاس گیا اور بولا بڑی بی ذرا پھر بتانا جاڑا کیسا ہے..... بڑی بی اشرفیاں تو لے ہی چکی تھیں..... ناک سکڑ کر بولیں..... تو کیسا ہے...... میں بتاؤں اب سن اپنے گن..... جاڑا کیا آتا ہے..... غریبوں پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے...... اس کو زکام ہوا اس کو نمونیہ ہوا..... سردی ہے کہ ایک لحاف سے جاتی ہی نہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہے وہ بیچارے تیرے کارن سڑکوں پر اکڑ کر مرجاتے ہیں.... جتنے جنازے جاڑے کے موسم میں نکلتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے..... لقوہ..... فالج سب تو ہی لے آتا ہے..... جاڑے نے جو یہ سنا تو اسے غصہ آ گیا اور اس نے بڑی بی کو ایک ٹھوکر ماری تو ان پر فالج گر گیا اور کونے میں بیٹھ کر ہائے ہائے کرنے لگیں اور جاڑا ٹھوکر مار کر یہ جا وہ جا..... اب بی گرمی نے جو جاڑے کا منہ اترا دیکھا تو خوش ہو گئیں اور جھٹ بڑی بی کے پاس آئیں کہ اماں ذرا پھر بتانا گرمی کیسی ہے...... بڑی بی درد سے تو تڑپ رہی تھیں غصہ سے بولیں سن اپنے کرتوت.... ارے تو کیا آتی ہے ہیضہ، طاعون سب اپنے ساتھ لے کر آتی ہے..... خدا نہ کرے کسی کو گرمی کا نمونیہ ہو..... جتنا بھی تھوڑا کھانا کھاؤ ہضم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا.... سینہ پر رکھا رہتا ہے.... اور اگر تو کہیں رمضانوں میں آ جائے تو تیرا بیڑا غرق..... عبادت کا مزہ ہی جاتا رہتا ہے ذرا باہر نکلو کمبخت ماری لو لگ جاتی ہے..... پنکھے ہیں کہ ہاتھوں سے نہیں چھوٹتے.... ارے تیرے پسینہ میں تو ایسی بدبو ہوتی ہے کہ دن میں دو دفعہ نہانا پڑتا ہے..... چل ہٹ یہاں سے...... بی گرمی نے جو سنا تو غصہ سے نیلی ہو گئیں اور بڑی بی کے منہ پر ایسی پھونک ماری کہ بڑی بی کو لو لگ گئی وہ چیختی چلاتی رہ گئیں... ارے تیرا ستیاناس خدا تجھے غارت کرے.

وہ تو بڑی بی کی قسمت اچھی تھی کہ اس زمانے میں ڈرل مشین ایجاد نہیں ہوئی تھی ورنہ ان کا سارا جسم چھلنی ہوتا..

بی برسات نے جو دیکھا کہ گرمی بھی روتی دھوتی چلی آرہی ہیں اب تو بازی میرے ہاتھ ہے.... بڑے غرور کے ساتھ چھم چھم کرتی بڑی بی کے پاس گئیں اور بولیں بڑی بی اب ذرا بتانا میں کیسی ہوں.... بڑی بی لو کی گرمی سے جلس کر رہ گئیں تھیں پوری طاقت سے بولیں.... اری کیا تو مجھے مار ڈالے گی... تو بھی اپنے کرتوت سن لے تجھ میں تو ایسے ایسے گن ہیں کہ اللہ ہی بھلی.... ارے تو کیا آتی ہے دنیا کا ہی بیڑہ غرق کر دیتی ہے..... کسی کی چھت بیٹھی..... کسی کا چھجا گرا...... گھر کے گھر کو تباہ کر دیتی ہے..... غریبوں کی جمع پونجی تو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتی ہے ارے تو تو اپنے ساتھ مچھروں اور مکھیوں کی یلغار لے کر آتی ہے..... سڑکوں پر پانی کھڑا ہے.... لوگ گھٹنوں گھٹنوں پانی میں چل رہے ہیں اگر کہیں گڑ کھلے مل گئے تو نہ آدمی ہے اور نہ آدمی کی بو..... ارے خدا تیری صورت کسی کو نہ دکھائے چل دفعہ ہو یہاں سے یہ سن کے بی برسات نے جوان پر برسنا شروع کیا تو بڑی بی ایک تنکے کی طرح بہہ گئیں..... اور بی برسات چلی گئیں بالکل اسی طرح جس طرح ہماری زندگی سے سن پچانوے چلا گیا ہے..... جن کو گئے سال وزارتیں، سفارتیں ملیں اور کمیشن کا بھاؤ بھی ہنڈریڈ پرمٹ ہو گیا ان کے لئے بقول بڑی بی کے واہ واہ کیا کہنے ہیں.... عیش ہو رہے ہیں لوٹوں کی بہاریں ہیں.... کوٹھے سے کوٹھی میں چلے گئے.... رشوتوں کے ریٹ اللہ اللہ...... سفارشیں، محکموں کی نالائقوں کی کتنا مزہ تھا ۱۹۹۵ء اور ہمارے لئے کتنے دکھ دے گیا ہے.... دکھ تو یہ ہے کہ کونسا دکھ ہے جو ۱۹۹۵ء نے نہیں دیا جاتے جاتے بھی چندہ سولہ لاشوں کے تحفہ دے گیا اور آنے والے ۱۹۹۶ء نے تو پالنے ہی میں اپنے پاؤں دکھا دیئے ہیں اور اب یہ پیر پالنے سے باہر ہی آتے جا رہے ہیں.... اللہ میاں خیر کرے...... ہمارے جوانوں کی خیر...... بوڑھوں کی خیر...... ہماری خواتین کی چادروں کی خیر.... اللہ اب تو اپنا کرم کر دے (آمین) ہمارے گناہوں کو معاف کر دے..........

....

شوق کی زیارت

ہم امام رضاؑ کے مہمان ہوئے

وہاں اعصابی تناؤ نہیں

نہ کوئی چٹھی نہ پرزہ نہ خط نہ پتہ نہ تھانے میں رپٹ نہ گمشدگی کا اشتہار...... گئیں تو کہاں گئیں بی محمودہ............ وہی اپنی پرانی عادت کے مطابق اچھی بھلی باتیں کرتے کرتے ایک دم کھڑی ہوگئیں..... اچھا بھئی وعلیکم اسلام......... خدا حافظ اور یہ جا وہ جا........ سب منہ ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں...... اسی طرح اس مرتبہ بھی وہی حرکت کی اور اچانک ہی بغیر کچھ کہے نے حضرت امام علی رضاؑ علیہ السلام کی زیارت کے لئے ایران روانہ ہوگئیں کیا کریں زیارتوں کا ایسا شوق ہے وہ سب چیزوں پر غالب آجاتا ہے ہمارے بڑے بیٹے ایران میں رہتے ہیں عمران لیاقت فلاسفر، پی ایچ ڈی اور عالم دین ہیں کہتے ہیں کہ "ماں میں نے دنیا کی جوتیاں اتاردی ہیں اور بڑی سرکار کی نوکری کرلی ہے" ...... اتنی سی عمر...... اور دنیا سے سخت بیزاری یہ جھوٹ مکروفریب اور ریاکاری کی دنیا ہے...... میں اس میں ایڈجسٹ نہیں ہوسکتا پڑھنے کا بے حد شوق ہے مطالعہ بہت وسیع ہے اور ابھی تک زیر تعلیم ہیں سوچا کہ امام رضاؑ کی زیارت کے بعد ایک ہی زیارت باقی بچتی ہے وہ حضرت زینب کی ہے جو ملک شام میں ہے اللہ میاں وہ بھی کرادیں گے..... دو چار جوڑے کپڑے کے لئے اور رخت سفر تیار.......

ہم چونکہ بغیر اطلاع کے گئے تھے عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کی امی ابو یوں اچانک چلے آئیں گے ہم لوگوں کو دیکھ کر خوشی کے مارے ان کی چیخیں نکل گئیں. بچوں سے کہا کہ دیکھو دادا، دادی آگئے ہیں تو اس پر منو صاحب بولے ابھی ہم خواب دیکھ رہے ہیں جب آنکھ کھولے گی تو بتائیں گے۔ چونکہ افطار کا وقت ہوگیا تھا خوشی خوشی روزہ افطار کیا...... اور عمران سے کہا کہ ہم صرف چار دن کے لئے آئے ہیں لہٰذا کل تم ہم لوگوں کو زیارت امام رضا علیہ السلام کرادو جو بے حد ضروری ہے...... لہٰذا دوسرے دن عمران، فرحانہ اور بچے روضہ مبارک پر گئے....... کتنا خوبصورت روضہ مبارک ہے جاتے ہی پہلے ایک

بہت بڑا دالان پڑتا ہے جہاں ایک بہت بڑا حوض......اور خوبصورت فوارہ ہے اور حوض کے چاروں طرف نلکے لگے ہوئے ہیں تاکہ زائرین وضو بھی کرلیں اور پانی بھی پی لیں.....حوض میں ایک چھوٹی سی کٹوری پڑی رہتی ہے جو تیرتی ہوئی زائرین تک آتی ہے اور لوگ اس کٹوری سے پانی پیتے تھے.....ظہر کا وقت تھا بے حد رش......کھوے سے کھوا چھلا جاتا تھا.....عمران نے کہا امی ابھی بہت رش ہے آیئے ہم آپ کو فیاض صاحب سے ملاتے ہیں مشہد کی بہت بڑی شخصیت ہیں اور سارا انتظام انہی کے ہاتھوں میں ہے اور یہاں روزانہ امام رضاؑ کی طرف سے زائرین کے لئے لنگر کا انتظام ہے اور آج آپ لوگ امامؑ کے مہمان ہیں شام کا افطار اور کھانا یہیں حرم شریف میں ہوگا. عمران میاں نے ہم لوگوں کو شیخ فیاض صاحب سے ملایا بہت ہی نیک اور شریف بزرگ ہیں انہیں اردو بھی آتی ہے ہم لوگوں سے کہا کہ اپنے پاسپورٹ عمران صاحب کو دے دیجئے تین بجے کوپن مل جائیں گے اور آپ لوگ افطار کے وقت تشریف لے آیئے......یہاں سے فارغ ہو کر ہم زیارت امام رضا علیہ السلام کے لئے اندر داخل ہوئے.....ہجوم اسی طرح تھا......لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اسی سمندر میں ہم لوگ بھی قطرے کی طرح شامل ہو گئے لوگ رو رہے تھے دھاڑیں مار رہے تھے.....روضہ مبارک تک پہنچنا محال تھا سامنے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی پھر دل میں نہ جانے کیا سمائی فرحانہ کا ہاتھ پکڑ کر اس ریلے میں گھستی چلی گئی اور ہمت کر کے روضہ مبارک کی جالیوں کو چھو لیا سکون ملا......دل خوش ہو گیا اور روضہ مبارک کے سامنے ہی ہم لوگ دالان میں بیٹھ گئے......کتنے خوبصورت گنبد بنائے ہیں......اندر سے شیشے کی ایسی مینا کاری ہے جس سے سارا حرم جگ مگ جگ مگ کر رہا ہے......اتنے بڑے بڑے فانوس دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی.....چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں لوگ بیٹھے اپنی اپنی عبادت میں مشغول تھے کچھ لوگ امام رضا علیہ السلام کی زیارت پڑھ رہے تھے اور لوگ سن سن کر دعائیں مانگ رہے تھے نماز کا وقت ہو گیا تھا عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم لوگ لنگر کے لئے روانہ ہوئے......میں سوچ رہی تھی کہ آج ہاتھوں میں روٹیاں لے کر فقیروں کی طرح لائن لگا کر کھانا کھائیں گے.....دیکھا تو عمران میاں اپنے کوپن چیک کرا کے ایک بہت وسیع ہال میں لے گئے یہ دو منزلہ

خوبصورت عمارت ہے بیچ میں ایک سنگ مرمر کی گول میز اور چاروں طرف کرسیاں لگی ہوئی ہیں اور زائرین لنگر کے انتظار میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہیں نیچے کا ہال بھر چکا تھا لہذا ہمیں اوپر جگہ ملی سنگ مرمر کے خوبصورت زینے سے چڑھ کر اوپر گئے اور ایک ہی میز ہم سب بیٹھ گئے بالکل فائیو اسٹار ہوٹل.......... بیرے کھانا پیش کر رہے تھے........ پہلے پیالوں میں حلیم دیا گیا جو سبزی اور لوبیے کی پھلیوں سے بنا تھا...... پھر چاولوں کی پلیٹیں آنا شروع ہو گئیں جن پر زعفران چھڑکا ہوا تھا. دال گوشت اور روٹیاں...... کیا مزے دار لنگر تھا...... جو کھانا بچ جاتا ہے وہ زائرین اپنے اپنے تھیلوں میں ڈال کر برکت کے لئے گھر لے جاتے ہیں...... ہم نے بھی روٹیاں اٹھائیں اور نیچے آگئے راستے میں ایک ہجوم تھا جو تھوڑا سا لنگر مانگ رہا تھا فرحانہ نے اپنا لنگر ان لوگوں میں تقسیم کر دیا..... گھر آئے ایسی سکون کی نیند سوئے کی صبح فجر کی وقت آنکھ کھلی اس دن سب ہی نے بغیر سحری کا روزہ رکھا..

جمعرات کا دن تھا... صبح ہی سے عمران نے پروگرام بنایا تھا دن میں فردوسی کا مقبرہ دیکھیں گے راستے میں ہی ہارون ماموں کا زندان ہے..... جہاں پر اماموں اور سیدوں کو اذیتیں دیکر شہید کر دیا جاتا تھا چونکہ جمعرات کو عمران صاحب بھی لنگر کا اہتمام کرتے ہیں یہ لنگر کراچی میں بھی ہر جمعرات کو بڑے اہتمام سے کرتے تھے سو یہی لنگر آج بھی جاری ہے اللہ برکت دے...... آمین عمران میں کے بڑے بیٹے حامد صاحب جو چھ سال کے ہو گئے ہیں ان کی روزہ کشائی بھی تھی..... اس لئے واپسی بھی جلدی ہونا تھی...... فردوسی صاحب کا مقبرہ ایک نادر تاریخی حقیقت ہے مجسموں کے ذریعہ ان کے اشعار کی ترجمانی کی گئی ہے..... فاتحہ پڑھ کر اور نادر اشیاء دیکھتے ہوئے باہر آئے....... ہارون..... ماموں کے زندان میں جانے پر لعنت بھیجی اور اپنے ملک کے حالات ذہن میں گھوم آئے ہمارے پاکستان کے شہر کراچی میں بھی کتنے ہی سرکاری عقوبت خانے ہیں جہاں پر مہاجروں پر اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے... فرق یہ ہے کی ماموں نے زندان میں سیدوں اور سید زادوں کو اذیتیں دی جاتی تھیں اور کراچی میں مہاجروں کو..... تاریخ کہیں نہ کہیں اپنے آپ کو ضرور دہراتی ہے انہیں سوچوں میں گم تھے کہ گھر آگیا...... آج لنگر میں فرحانہ حسین نے اونٹ کے پائے پکائے تھے عمران نے جو امام بارگاہ

بتائی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ یہ کسی انسان کا کام ہے حصول تعلیم کے لئے آتے ہیں اور ساتھ میں یہ ڈیوٹی بھی انجام دے رہے ہیں عاشق رسولؐ اور عاشق اہلبیتؑ...... اہلبیتؑ کی محبت میں اپنا سب کچھ ہی لٹا بیٹھے...... یہ ان کے رموز ہیں اور ان کے رموز کو کوئی نہیں جان سکتا جب چاہیں جس سے چاہیں کوئی بھی کام لے لیں...... امام بارگاہ کی زیارت کی اور گھر آ گئے...... امام بارگاہ اور گھر آمنے سامنے ہے...... افطار کا وقت ہو گیا تھا...... امام بارگاہ سے گھر میں بھی اونٹ کے پائے آئے اور ان کے ساتھ ہی تقریباً دو دو فٹ لمبی روٹیاں...... ہم نے ایسی روٹیاں کبھی نہیں دیکھی تھیں...... فرحانہ نے کہا امی یہاں پر اس سے بھی بڑی روٹیاں ملتی ہیں کیونکہ یہاں آٹا نہیں ملتا ہے سب ہی کو روٹیاں خریدنا پڑتی ہیں اور یہاں پر روٹیاں تول کی بکتی ہیں ایک کلو میں تین یا چار روٹیاں آتی ہیں اور پاکستانی روپے کے حساب سے ایک روٹی بیس پیسے کی ہے...... انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہاں کھانے پینے کی بہت بہتات ہے اور عوام اپنی حکومت سے بے حد خوش ہیں...... کیونکہ جس طرح کے مکانوں میں عوام رہتے ہیں حکومت ایران کا صدر بھی ۱۲۰ گز کے مکان میں رہتا ہے...... تعلیم پر بے حد توجہ دی جاتی ہے...... صفائی کا انتظام تو آپ خود دیکھ رہی ہیں...... ہم صحن میں بیٹھے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک برفباری شروع ہو گئی......

....

ذکر پرانی سیاستوں کا

جیل سے گھر آنے کا ماجرا

میاں، بیوی قید ہوں تو بچے کہاں جائیں

ہم نے اپنے پچھلے کالم میں لکھا تھا کہ ہمیں گرفتار کرلیا...... ہماری گرفتاری کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ہم خواتین نے پروگرام بنایا تھا کہ خاموشی سے جنرل جہانزیب کا گھیراؤ کریں گے. اور انہیں ایک یاداشت دیں گے. کہ مشرقی پاکستان کا سانحہ مغربی پاکستان میں دہرانے کی کیا ضرورت پڑ گئی فوج کو فوراً بیرکوں میں واپس بھیجا جائے یہ بات بالکل خفیہ رکھی گئی تھی...... صرف تحریک کی خواتین اس سے آگاہ تھیں جن میں جماعت اسلامی کی محترمہ بلقیس صوفی صاحبہ، بیگم پروفیسر غفور صاحبہ، زبیدہ علوی اور اقبال بانو صاحبہ اور یہ ناچیز محمودہ...... جس کی سربراہی میں اس قافلہ کو جانا تھا...... اتفاق سے اس روز غازی انعام نبی پردیسی مرحوم کا ٹیلی فون آ گیا...... لیاقت صاحب چونکہ پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے اس لئے مسلم لیگ کے لوگ ہم سے ضرور پوچھ لیا کرتے تھے کہ آئندہ پروگرام کیا ہے...... اور ہم انہیں اعتماد میں لئے بغیر بتا دیتے تھے...... لہٰذا اسی ضمن میں ہم نے اپنا پروگرام پردیسی صاحب مرحوم کو بتا دیا...... ٹیلیفون ٹیپ ہو رہا تھا...... سو یہ خبر ایجنسیوں تک پہنچ گئی اور اس طرح ہمارے گھر کا گھیراؤ کر کے ہمیں گرفتار کرلیا گیا گرفتار کر کے ہم کو صدر میں جو سی آئی اے سینٹر قائم ہے وہاں لے گے...... اس وقت انسپکٹر فرید صاحب تھے بڑے ہی با اخلاق ہمیں عزت سے ایک کمرے میں بٹھا کر چائے سے ہماری خاطر تواضع کی گئی اور کہا گیا کہ ابھی آپ کی ایک اور دوست آنے والی ہیں...... ہم نے پوچھا اب کس خاتون کو گرفتار کیا ہے جواب ملا کہ آپ خود دیکھ لیں گی...... تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ شاہدہ نفیس چلی آ رہی ہے. آتے ہی گلے سے لپٹ گئیں کہ محمودہ باجی آپ بھی......؟ ہم نے کہا ہاں بہن شاہدہ...... قصہ کچھ اس طرح ہے جب خواتین کا بھی قومی اتحاد بنا اور اس کی صدر میں ناچیز بنائی گئی لیکن بھٹو حکومت میں جیسے زلزلہ آ گیا کیونکہ فوجی جیپ پر قبضہ کرنا اور جذباتی تقریریں کرنا سب

کچھ سرکاری فائلوں میں محفوظ تھا......نفیس صدیقی صاحب چونکہ پیپلز پارٹی کے شیدائی تھے اور شاہدہ ان ہی کی بیگم تھیں......بھٹو صاحب کی دوسری اور خفیہ بیگم حسنہ جن کا تعلق بنگال سے ہے اور ماشاءاللہ ابھی بقید حیات ہیں اور بے حد خوبصورت ہیں اور بھٹو صاحب نے ان سے خفیہ شادی کی تھی اور مولانا کوثر نیازی صاحب نے نکاح پڑھایا تھا......اور نصرت بھٹو صاحبہ پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی حالانکہ حسنہ بیگم کی پہلے شوہر سے بھی دو بیٹیاں ہیں ہم حسنہ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ ہم کو بھی بہت قریب سے جانتی ہیں...غرض کہ حسنہ شیخ نے ایک اور قومی اتحاد بنا کر شاہدہ نفیس کو اس کا چیئر مین بنوادیا مگر عوام اس وقت بیدار تھے سب سمجھتے تھے.لہٰذا ان کی پذیرائی حکومت اور پولیس کی حد تک رہی.

میں چونکہ دل کی پرانی مریضہ ہوں اچانک سی آئی سینٹر میں میری طبیعت بگڑ گئی مجھے پولیس کی تحویل میں جناح اسپتال کے شعبہ امراض قلب میں لایا گیا اس وقت پروفیسر شریف صاحب موجود تھے......وہ ہمیں پولیس کی معیت میں آتا دیکھ کر سب کچھ سمجھ گئے.....کمرے سے پولیس والوں کو باہر نکال دیا.....مسکرا کر بولے......سب ٹھیک ہے آپ آرام کریں........میں خود ان لوگوں سے بات کرتا ہوں......ڈاکٹر صاحب نے پولیس والوں سے صاف کہہ دیا کہ بیگم صاحبہ سخت تکلیف میں ہیں......جیل نہیں جاسکتیں لہٰذا ہم ان کو اسپتال میں داخل کر رہے ہیں آپ چاہیں تو پہرہ لگا سکتے ہیں غرضیکہ پولیس والے ہمیں انسپکٹر ناہید کے حوالے کر کے چلے گئے......پروفیسر ڈاکٹر شریف صاحب نے ہمیں اپنے دفتر کا برابر والے کمرہ دے دیا.....اب کھانے کا مسئلہ تھا گھر میں کوئی نہ تھا لہٰذا اسپتال کا کھانے کے لئے کہہ دیا......تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ شاہدہ نفیس بھی اسپتال میں چلی آرہی ہیں......انسپکٹر فریدہ صاحب نے کہا کہ جب آپ یہاں آگئیں تو ہم ان کو بھی یہاں لے آئے یہ اکیلی کہاں رہتیں.غرضیکہ ان کو بھی اسپتال میں داخل کردیا گیا........اس زمانے میں چونکہ صبح آٹھ بجے سے شام کے پانچ تک کرفیو رہتا تھا میری چھوٹی بہن نجمہ چونکہ ملازمت کرتی تھی اور اسے کرفیو لگنے سے پہلے دفتر جانا ہوتا تھا لہٰذا بہت صبح اٹھتی عامر چونکہ بہت چھوٹے تھے (آجکل ڈاکٹر عامر لیاقت حسین) کے نام سے مشہور ہیں......انہیں تیار کرتی میری چائے تھرماس میں بناتی اور کچھ پاپے لے

کر اندھیرے ہی سے آجاتی مجھ سے میرے بچے کو ملواتی پھر اس کو دوبارہ گھر چھوڑتی اور پھر اپنے دفتر جاتی......شام کے وقت جب کرفیو لگتا تو میرے باوا (سردار علی صابریؒ) اور والدہ صاحبہ پھر بچوں کو لے کر آئے اور شام کا کھانا بھی لیتے آتے صرف دوپہر کا کھانا میں اسپتال کا کھاتی........دونوں بچے میرے بغیر بے حد بے چین تھے معلوم ہوا کہ عمران لیاقت جو اس وقت آٹھ نو سال کے تھے ان کے بھی وارنٹ جاری ہو گئے ہیں.....قصور.....یہی قصور کیا کم تھا کہ وہ ہمارے بیٹے ہیں......بڑے بھائی راشد علی صابری مرحوم سے باوا نے ذکر کیا......حالانکہ وہ بھی سرکاری ملازم تھے کہنے لگے یہ میری لاڈلی بہن کے بچے ہیں باوا ان بچوں کو میں اپنے گھر لے جاؤں گا آپ بالکل فکر نہ کریں اور وہ عمران لیاقت کو لے کر چلے گئے اب صرف عامر لیاقت باوا کے پاس رہ گئے کیونکہ والدین ضعیف تھے بڑی بہن نجمہ ملازمت کرتی تھی اس لئے بچہ کا سنبھالنا بڑی مشکل تھی......غرضیکہ ہماری حمایت میں بیانات آنا شروع ہو گئے کہ محمودہ سلطانہ کے بچے بہت چھوٹے ہیں شوہر بھی گرفتار ہیں گھر میں کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے لہٰذا انسانیت کے نام پر اپیل کی جاتی ہے کہ محمودہ سلطانہ کو گھر پر نظر بند کر دیا جائے تاکہ بچے ان کی نگرانی میں رہ سکیں اس سلسلہ میں باوا خود بھی جا کر ہوم سیکریٹری سے ملے خیر بڑی تگ و دو کے بعد ہمارے آرڈر آ گئے کہ ان دونوں خواتین کو گھر پر پہنچا کر سخت پہرہ لگا دیا جائے......اس طرح ہم گھر آ گئے.....

ایک پولیس والی گھر کے اندر رہتی تھی.....اور مرد پولیس والا باہر بیٹھا رہتا تھا......ہم نے آتے ہی بلقیس آپا (بلقیس صوفی) کو فون کیا اور میٹنگ کی تاریخ بھی مقرر کر لی.......بچے میرے پاس آ گئے تھے جو تھوڑی بہت پریشانی بچوں کی طرف سے تھی وہ بھی دور ہو گئی....پرانے سلسلے جاری ہو گئے......میٹنگیں ہوتی تھیں خواتین برقع پہن پہن کر رشتہ دار بن کر آتی تھیں اور میٹنگ کے بعد خبریں بنا کر اسی طرح سے چلی جاتی تھیں......لیکن ہمارا نام کہیں نہیں آتا تھا.....ادھر لیاقت صاحب جیل میں......ادھر میں نظر بند........سوائے ضعیف باوا اور بہن بھائیوں کے علاوہ کوئی نہ تھا.....سب ہی بہن بھائی تو دھڑلے سے نہیں آتے تھے......کچھ اپنی نوکریاں بچانے کے لئے ہم

سے دامن بھی کترانے لگے تھے........ہاں بھائی شین خاں بیرسٹر جن کی والدہ محترمہ بیگم نور الصباح ہمیں اپنی اولاد کی طرح پیار کرتی تھیں اس ناطے شین بھائی اپنے گھر سے پیدل ہی چھپتے چھپاتے ہماری اور بچوں کی خیریت دریافت کرنے آتے تھے........یہ کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں ہے کہ میرے چند ہمدردوں اور والدین، بہن نجمہ، چشتیہ آپا مرحومہ اور راشد بھائی اور رشاد نے جو ساتھ دیا ہے اس کی جزا تو اللہ ہی ان کو دے گا........گھر کا خرچ کس طرح چلتا تھا وہ بھی اللہ ہی بہتر جانتا ہے......اس طرح نرمی گرمی کے ساتھ وقت گزرتا رہا.....آخر وہ بھی وقت آگیا جب رب ذوالجلال نے اپنی رسی کھینچنا شروع کر دی........حالانکہ بھٹو مرحوم نے دوبارہ الیکشن کرانے کا بھی اعلان کر دیا تھا........جمعہ کی ہفتہ واری چھٹی کا بھی سرکاری اعلان ہو چکا تھا........شراب کباب پر بھی بھٹو مرحوم نے پابندی عائد کر دی......لیکن توبہ کا وقت گزر چکا تھا اب سب کچھ بیکار تھا......اللہ اپنے مظلوم بندوں پر مہربان ہو چکا تھا......ظلم کا خاتمہ یقینی بن گیا اور ظلم کی رسی کا پھندہ چھوٹا ہوتا گیا اور اتنے چھوٹے پھندے کا انجام وہی ہوا جسکا کہ یقین تھا......وہ بھٹو جو ایک عظیم لیڈر تھا سب ہی سے وہ اپنا لوہا منوا چکا تھا........ذہانت اور فراست میں بھٹو صاحب کا جواب نہ تھا......نڈر اور بہادر لیکن ظلم کرنے میں بھی اول...........قرآن کہتا ہے......

--بیشک تمہارے رب کی پکڑ زبردست ہے

....

سندھ کی دیہی عوام کراچی
کے حالات پر انتہائی دکھی ہیں
نیک بندوں کی اللہ حفاظت کرتا ہے

بچپن میں گڑیوں سے کھیلنے والی شمو آج پاکستانی خواتین میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں. ویسے تو پاکستان میں ہر شعبہ میں خواتین نے بے حد ترقی کی ہے...... جس پر ہمیں فخر ہے...... نام تو ان کا ہے شیمم کاظمی............ سب کا جانا پہچانا نام.......... لیکن ہم پیار سے شمو کہتے ہیں......... اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود......... بالکل غرور نہیں وہی سادہ طبیعت میک اپ سے عاری چہرہ ایک پروقار شخصیت کی غمازی کرتا ہے...... کراچی یونیورسٹی سے سوشیالوجی میں ایم اے کرنے والی شیمم کاظمی اسکالرشپ پر کینیڈا بھی جا چکی ہیں یہاں انہوں نے مختلف موضوعات پر ریسرچ کی........ اپنے وطن واپس آئیں تا کہ ملک وقوم کی خدمت کر سکیں یہ جذبہ ان کے دل میں بچپن ہی سے تھا کہ مجھے کچھ کرنا ہے...... دوسروں کیلئے....... پاکستان کے لئے اور اپنے وطن عزیز کے لئے کرو..... اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں...... کینیڈا سے واپسی پر انہیں بڑی بڑی آفرز آئیں لیکن انہوں نے کبھی سرکاری نوکری قبول نہ کی کیونکہ وہ پابند ہونا نہیں چاہتی تھیں ہم نے بھی شمو کی انجمن تجارت پیشہ خواتین کی ممبر شپ اختیار کر لی اور ان کے ساتھ کام کرنے لگے یہ اور بات ہے کہ شمو جب کسی بڑی شخصیت کو بلاتی ہیں یعنی وزیر اعظم صاحبہ یا اور کسی کو تو وہ ہمارے نام پر بالکل (صم بکم) بن جاتی ہیں..... شاید دل ہی دل میں ہم سے ڈرتی ہیں لیکن اس کا اظہار کبھی نہیں کیا ہم بھی مصلحتاً چپ ہو جاتے ہیں انہوں نے اتنے کام کیے ہیں کہ اپنا نام معتبر خواتین کی فہرست میں لکھوالیا ہے...... زندگی کے ہر شعبہ میں شیمم کاظمی کا نام عزت واحترام سے لیا جاتا ہے...... کراچی ٹیلیویژن سے ایک پروگرام آتا ہے حوا کے نام ہم اسے بڑے غور سے دیکھتے ہیں اس دفعہ جوٹی وی کھولا تو اپنے ملک کی نامور خواتین کو دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی....... ویسے تو ساری ہی خواتین محترم ہیں لیکن جن خواتین نے ملک کا نام روشن کیا ہے.

ان میں سلیم احمد بھی تھیں جو ویمن ڈویژن کی سیکریٹری بھی رہ چکی ہیں اکرم خاتون صاحب یہ بھی ایک نامور خاتون ہیں بلکہ ان کے گھرانے کی ساری ہی خواتین اپنی اپنی جگہ محترم ہیں اور ملک کا نام روشن کر رہی ہیں......اپنی شمو...جسم کاظمی بھی اس پروگرام میں موجود تھیں......اور جتنا اچھا وہ بولیں اللہ نظر بد سے بچائے تڑاخ تڑاخ سوالوں کے جوابات دے رہی تھیں بقول شخصے سب کی بولتی بند کردی تھی......بڑا ہی دلچسپ پروگرام تھا......پروگرام کے ختم ہوتے ہی ہم نے فوراً شیم کاظمی سے رابطہ کیا......اوران سے ہنسی مذاق کی گفتگو کے بعد کچھ کام کی باتیں بھی معلوم کیں......ہم نے کہا شمو یہ تو ہم کو معلوم ہے کہ تم بہت کام کر رہی ہو......کبھی اس گاؤں میں تو کبھی میلوں دور پشاور کے گاؤں میں......تم اتنا کام کیسے کر لیتی ہو کہنے لگیں محمودہ بہن اگر جذبہ سچا ہو تو خدا کی قسم سارے کام خود ہی ہوتے چلے جاتے ہیں اور میں تو خود حیران ہوں......یہ سب اللہ کی مہربانی ہے....انہوں نے ایک حیرت انگیز بات یہ بتائی کہ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۶ء تک وہ پانچسو خواتین کو ایسی ٹریننگ دے چکی ہیں جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا.....یعنی دیہاتی عورتوں کو باتوں ہی باتوں میں ایم بی اے کا کورس پڑھا دیا. کراچی سے گلگت تک خواتین کو مارکیٹنگ بھی سکھادی.....تاکہ وہ صاحب کتاب سمجھ کر اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہوسکیں...انہوں نے بتایا کہ پشاور کے ایک گاؤں میں جب میں گئی تو خواتین بات کرنا بھی نہیں جانتی تھیں بلکہ دوپٹوں سے اپنے چہرے چھپالیتی تھیں ہم نے انکو گفتگو کرنا سکھائی ان کو سمجھایا کہ مرد اور عورت جدا جدا نہیں ہیں جو کام مرد کرسکتا ہے وہ عورتیں بھی کر سکتی ہیں اور ہم نے عملی طور پر ایک بیوہ خاتون کو پرچون کی دکان کھلوائی......اور کئی اسکول بھی کھولے......جب ہم دو چار ماہ بعد واپس اس گاؤں میں گئے اور اس خاتون سے ملے جنہیں ہم نے پرچون کی دکان کھلوائی تھی......وہ بہت خوش تھی...کہنے لگی...بیگم جی آپ کی دکان سے بڑا منافع ہوا پہلے پہلے تو مجھے ۶۰۰ روپے نفع مل جاتا تھا اب بڑھ کر ڈیڑھ ہزار ہوگیا ہے.....ہم نے پوچھا کہ تمھاری برادری تو کچھ نہیں کہتی......بولی نہیں جی سب خوش ہیں......کچھ خواتین اور بھی کام کرنے لگی ہیں.....اسی طرح ہم نے سندھ کے اندر جا کر ایک ایک گاؤں میں ریسرچ کیا.محمودہ بہن سندھ کے دیہات میں بھی بڑے باشعور لوگ ہیں.انہیں

سب خبر ہے کہ کراچی میں کیا ہو رہا ہے.... پکے مسلمان ہیں کراچی کے مسلمانوں کو جب تکلیف ہوتی ہے یہ لوگ پوری رات نہیں سو سکتے .... مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے ...... "تو ساں کراچی تو آئی ہو.... واہ بی بی واہ تو تو وڈی بہادر ہے...... کراچی کے لوگوں کا ہمارا پیار بولنا...... سلام بولنا ہم ہر وقت ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں" ...... ان کا جذبہ محبت دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ ان کی بھی تجاویز سنی جائیں... اس کے علاوہ ان خواتین نے بچوں کے لئے بہت کام کیا ہے...... اجالا نام سے جگہ جگہ اسکول قائم کئے ہیں ان میں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے جو دن میں کارخانوں اور مختلف جگہوں پر کام کر کے روزی کماتے ہیں اور اپنے ماں باپ کی کفالت کرتے ہیں اس کے ساتھ وہ پڑھنا بھی چاہتے ہیں.... لیکن ان بچوں کو آسانیاں میسر نہیں ہیں کہ وہ شام کو پڑھ سکیں..... اس کمی کو دور کرنے کے لئے یہ خواتین بچوں کو کتابیں اور ضرورت کی چیزیں بھی فراہم کرتی ہیں اور ان بچوں کے لئے ایسے اوقات مقرر کئے ہیں کہ جس سے ان کی روزی بھی متاثر نہ ہو...... بچوں کو پڑھانے کے لئے باقاعدہ ٹیچروں کا بھی انتظام ہے...... کمرہ کا کرایہ...... ٹیچروں کی تنخواہیں یہ خواتین خود ادا کرتی ہیں...... گورنمنٹ سے کبھی کوئی امداد نہیں لی...... بلکہ آپس ہی میں یا اپنے اپنے خاندان والوں سے چندہ کر کے یہ اخراجات پورے کرتی ہیں..... انہوں نے بتایا کہ حیدرآباد کے سروے پر جب گئے تو ہم نے ترجیح ان کو دی جن کو عرف عام میں فقیر کہا جاتا ہے...... ان کے اعداد و شمار معلوم کئے اور یہ بھی معلوم کیا کہ وہ بھیک کیوں مانگتے ہیں..... اس موضوع پر لکھنے کے لئے الگ کالم چاہئے...... انشاء اللہ پھر بھی لکھوں گی اس کے علاوہ ان خواتین نے معاشرے کی ٹھکرائی ہوئی عورتوں کا بھی سروے کیا ہے..... حیرت ہے جنہیں ہمارے معاشرے میں ایک گالی سمجھا جاتا ہے۔ ہماری شموان کے دکھ درد بانٹنے وہاں تک پہنچ گئیں..... عوام کی آبادکاری کا جب مسئلہ آیا تو پانچ سو مردوں میں شمیم واحد خاتون تھیں جو بالکل عجوبہ روزگار لگتی تھیں...... لیکن انہوں نے ہمیشہ مرد بن کر کام کیا ہے بڑی حوصلہ مند خاتون ہیں گھر میں ڈاکے بھی پڑ چکے...... گاڑیاں بھی چوری ہو چکی ہیں.... دھمکی آمیز ٹیلی فونز تو روز کا معمول ہیں...... اللہ ہماری ان بہنوں کو ہمیشہ ثابت قدم رکھے (آمین)

مہاجروں سے بڑھ کر محبّ وطن کون

کل کی آمریت جمہوریت سے بہتر تھی

آج کی جمہوریت آمریت سے بدتر ہے

ہم نے اپنے پچھلے کالم میں لکھا تھا کہ ہم پاکستان میں قطعی مہاجر بننے کیلئے نہیں آئے تھے.. ہم کو مار مار کر مہاجر بننے پر مجبور کیا گیا ہے ورنہ ہم سے زیادہ محب وطن اور پاکستانی کوئی ہو ہی نہیں سکتا یہ تو اب پرانی ریت ہو چکی ہے کہ جو کوئی بھی اس ملک میں حقوق کی بات کرے گا یا حقوق کیلئے جد و جہد کرے گا وہ ملک کا غدار کہلائے گا اور اس غداری کو ثابت کرنے کیلئے ہماری حکومت کو کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں......وہ الگ کہانی ہے...... ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ ایوب خاں چونکہ انتہائی شریف اور قابل احترام اور بارعب شخصیت کے مالک تھے.....ہم نے آمریت کے دور میں اتنا ہنگامہ کیا اور اتنا واویلا مچایا کہ جمہوریت کے دور میں اس کا تصور کر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں. جس نے بھی کہا صحیح کہا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ ایوب خان کو یاد کر کے روئیں گے. ایک دور وہ بھی تھا کہ ہم نے آمریت کی گود میں جمہوریت کو پھلتے پھولتے دیکھا.......اور آج ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ جمہوریت کی گود میں آمریت پروان چڑھ رہی ہے......خیر وقت وقت کی بات ہے.. جب وہ دن نہ رہے تو یہ بھی نہ رہیں گے...... ہاں تو یحیٰی خان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد بھٹو مرحوم اور یحیٰی خان بہت قریب آ گئے تھے دولتانہ صاحب، مسلم لیگ کے صدر تھے عوامی دباؤ بڑھتا جا رہا تھا کہ فوج کی سربراہی میں الیکشن کرا کے اقتدار عوامی نمائندوں کے حوالے کیا جائے. اسی اثناء میں بھٹو مرحوم نے اپنے ایک سیاسی جماعت پیپلز پارٹی کے نام سے بنالی تھی.....ملک میں فوجی راج یحیٰی خان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد تقریباً دوسرے یا تیسرے روز مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی گئی......اس واقعہ سے مسلمانوں کے دلوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے...... یحیٰی خان کا دور ملک میں مارشل لا...... جلسے، جلوس پر پابندی یہ سب کچھ اپنی جگہ موجود...... ہمیں بھی جوش آیا اپنی کچھ پرانی دوستوں کو اکٹھا کیا اور اپنے ہی

گھر میں ایک جلوس نکالا...جلدی میں جو کچھ ہوسکتا تھا کیا...... گتے کے ٹکڑوں پر احتجاجی نعرے درج کیے......اور اپنی ہی قیادت میں جلوس لے کر روانہ ہوئے......جوں جوں جلوس آگے بڑھتا گیا ہزاروں کا مجمع لگ گیا اس وقت ہمارے ساتھ ایک فلسطینی خاتون بھی تھیں ان کا نام ہندالغاری تھا......وہ بھی بے تحاشہ رو رہی تھیں غرضیکہ مارشل لاء کے دور میں اتنا بڑا جلوس نکلا چونکہ یہ جلوس اچانک نکلا تھا نہ فوج کا پہرہ تھا اور نہ پولیس کا حلقہ جلوس کے شرکاء جوشیلے نعرے لگاتے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہے تھے آخر یہ جلوس قائداعظم کے مزار پر پہنچا......وہاں پر تقریریں ہوئیں......میری زندگی کی شاید وہ سب سے زیادہ جوشیلی تقریر تھی......دوسرے دن اخبارات میں صفحہ اول پر نمایاں خبریں شائع ہوئیں....ایک مارشل لا کے دور میں جلوس کا نکلنا اور پھر ہزاروں افراد کا جمع ہونا......اور تقریریں کرنا......یہ سب کچھ ایسا تھا کہ کچھ سمجھ نہیں آتا تھا مجھے یاد ہے اور ابھی تک اخبار خواتین کا وہ ٹائیٹل بھی موجود ہے جس میں مسجد اقصیٰ کی واقعہ کو بڑے ہی دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے......غرضیکہ پورے پاکستان میں اس جلوس کا چرچا تھا......ہمارے ساتھ صرف اتنا ہوا کہ ایک مجسٹریٹ صاحب تشریف لائے اور ہمیں اپنے ساتھ......ڈی سی آفس لے گئے......اور کم از کم دو گھنٹہ وہاں بٹھا کر اور تنبیہ کر کے چلے گئے کہ آپ نے دفعہ ۱۴۴ توڑی ہے مارشل لا کے قوانین کو توڑا ہے۔ لہٰذا دو گھنٹہ کی سزا دی جاتی ہے کی آپ یہاں بیٹھیں......اور پھر ان دو گھنٹوں میں ہماری چائے اور دیگر لوازمات سے خاطر تواضع کی گئی اور پھر پورے عزت و احترام کے ساتھ سرکاری گاڑی میں ہمیں گھر پہنچایا گیا......یہ یہ تھی یحییٰ خان کی آمریت......غرضیکہ اس وقت یحییٰ خان کی عیاشیوں کے قصہ بھی بچے بچے کی زبان پر تھے......شراب اور عورت کے رسیا یحییٰ خان اپنی ہی مصروفیتوں میں مصروف تھے وہ قوم اور ملک پر کیا توجہ دیتے اور بھٹو مرحوم ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے رہے......اور اس طرح انہوں نے مغربی پاکستان پر اپنی جڑیں مضبوط کر لیں، شیخ مجیب الرحمان اپنا ۶ نکاتی پروگرام لئے اگرتلہ سازش کیس میں ملوث تھے......ان کی رہائی میں بھٹو مرحوم کا بہت بڑا ہاتھ تھا اور ان کی باقاعدہ سرپرستی ہارون صاحب پیش پیش تھے۔ مہاجروں کے حقوق کسی نہ کسی شکل میں نصب ہوتے رہے بار بار کوٹہ

سسٹم کا نفاذ ہوتا رہا......پھر معلوم ہوا کہ یحیٰی خان ون یونٹ توڑنا چاہتے ہیں اور صوبے پھر سے بحال ہو جائیں گے......اس وقت مہاجر صوبہ تحریک چل رہی تھی مگر زیر زمین......ہم لوگ بھی میدان میں آگئے اور کراچی صوبہ کی تحریک چلانے میں نمایاں کردار ادا کیا......ہم نے پہلے گھریلو اجلاس منعقد کئے......ان نشستوں میں جسٹس ظہیر الحسن لاری جو اس وقت کونسل مسلم لیگ کراچی کے صدر بھی تھے شیخ لیاقت حسین، محمد عارف ایڈووکیٹ مرحوم، احتشام الحق تھانوی مرحوم، آزاد بن حیدر......اور کئی نمایاں شخصیات ہوتی تھیں۔ان نشستوں میں یہی فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت صوبوں کو بحال کرنا ہی چاہتی ہے تو پھر کراچی کو بھی صوبہ بنانا چاہتے کہ کراچی کو صوبہ بنانے کے لئے دلائل اور حقائق سے بات کی گئی، آخر طے پایا کہ اس سلسلہ میں ایک جلسہ کیا جائے پھر فیصلہ ہوا کہ پہلے کسی ہوٹل میں ایک میٹنگ کی جائے جس میں ہم خیال لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کی بھی رائے لی جائے......ہماری اس تحریک سے پہلے جے یو پی کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونی بھی لیاقت آباد ڈاکخانہ کے قریب مولانا جارچوی کی صدارت میں ۱۹۶۹ء میں ایک جلسہ سے کراچی صوبہ کے بارے میں حقائق دلائل دے چکے تھے......ہمارے پیش نظر صرف یہ تھا کہ کوٹہ سسٹم ختم کر دیا جائے......کراچی والوں کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر نوکریاں فراہم کی جائیں......اور کراچی والوں کو ان کے بنیادی حقوق دو......کیونکہ سارا ریونیو کراچی سے جاتا ہے......بلکہ پورے پاکستان کو کراچی پال رہا ہے اس لئے کراچی کو زیادہ حصہ ملنا چاہئے اور کراچی کے رہنے والوں کو وہی حقوق ملنا چاہئیں جو پاکستان کے دیگر صوبے کو لوگوں کو حاصل ہیں،اس مقصد کے لئے ہم نے خان بہادر حبیب اللہ سے بھی رابطہ کیا......انہوں نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا......شیخ لیاقت حسین صاحب نے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء میں ہوٹل جبیس میں ایک میٹنگ بلائی جس کی صدارت کے فرائض جسٹس لاری نے انجام دیئے......میٹنگ میں جن لوگوں نے شرکت کی ان میں کچھ کے نام مجھے یاد ہیں......پیر علی محمد راشدی مرحوم......آزاد بن حیدر، محمد عارف ایڈووکیٹ مرحوم، راجہ محمد شریف صاحب، اور یہ ناچیز محمودہ......ہوٹل کا ہال اخبار نویسوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا......اس میٹنگ میں دھواں دار تقریریں ہوئیں اور سب ہی نے کراچی صوبہ کی حمایت کی لیکن جب

صدارتی تقریر کا وقت آیا تو جلسے ہی کے صدر جسٹس لاری مرحوم نے بالکل مختلف اور موضوع سے ہٹ کر تقریر کی یعنی کراچی صوبہ کی زبردست مخالفت......پیر علی محمد راشدی مرحوم اس وقت ایک مبصر کی حیثیت سے بیٹھے تھے جسٹس لاری مرحوم کی تقریر پر چپ نہ رہ سکے فوراً اٹھ کھڑے ہو گئے کہنے لگے کہ میں یہاں کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا.. لیکن لاری صاحب کی تقریر نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں کچھ بولوں......میں کہتا ہوں کہ مہاجر بڑی بے غیرت قوم ہے......انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ سب چونک گئے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں.......ہر شخص سوال بن گیا تھا.....لیاقت صاحب الگ حیران کہ یہ کیا ہو گیا.....انہی حیرتوں میں سب گم تھے کہ راشدی صاحب پھر بولے ہر شخص آزادی چاہتا ہے. لیکن یہ کیسی قوم ہے جو بے حد ذہین، کاروباری، اور پڑھی لکھی قوم ہے اس قوم میں قائدانہ صلاحیتیں بھی ہیں اس کے باوجود بھی اس جلسہ کے صدر جو خود بھی مہاجر ہیں صوبہ کی آزادی نہیں چاہتے بھی سبزی دال کو جواز بنایا جا رہا ہے کہ اگر کراچی سندھ سے علیحدہ ہو گیا تو سبزی کہاں سے آئے گی......پانی کہاں سے آئے گا ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہم مسائل کی شکل دی جا رہی ہے. غرضیکہ راشدی صاحب مرحوم نے ایسی خوبصورت اور مدلل تقریر کی کہ سب کی جان میں جان آئی.....اور اس چھوٹے سے جلسہ کے بعد باقاعدہ اس تحریک کا آغاز ہوا.......

....

اظہر موہانی کی شہادت کا قصہ

سرکاری بیانات کا تضاد

احتساب کا عمل شروع ہوگیا

مولانا حسرت موہانیؒ کے پرنواسے سید اظہر حسن موہانی کو شہید ہوئے ایک سال بھی بیت گیا...... لیکن میرے رضوان بھائی کے لئے کل کی سی بات ہے..... بھابھی کی تڑپ آج بھی اسی طرح قائم ہے جیسے کہ ان کا بچہ ان سے بھیجے کا ٹکڑا ابھی ابھی چھین لیا گیا ہو...... ہر لمحہ انہیں اظہر موہانی کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے...... جس طرح پاکستان میں بہت سی شہادتیں معمہ بنی ہوئی ہیں انہی میں اظہر موہانی کی شہادت بھی ایک معمہ ہے. اظہر موہانی کو دہشت گردی کے الزام میں خود حکومتی اہلکاروں نے تشدد کے ذریعہ ہلاک کیا تھا..... پھر جب کہ بہت سی واویلا ہوا کہ حسرت موہانی کے نواسے اظہر موہانی کو بھی پولیس مقابلہ میں شہید کردیا گیا تو تھوڑی بہت خبریں اخبارات میں بھی آئی تھیں اور حکومت نے تحقیقات کا وعدہ بھی کیا تھا...... ۲۹ اکتوبر کے ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ناظم آباد پولیس نے اظہر موہانی کو "بکرا" کا لقب دیا.. جب کہ ڈیوٹی پر موجود ایک پولیس والے نے اخبار کو بتایا کہ اظہر ہمیں کسی مقدمہ میں مطلوب نہیں تھا. پتہ نہیں ہمارے افسران نے اس کی لاش رینجرز کو کیوں دی......؟ پھر اخبارات میں یہ بھی آیا تھا کہ پولیس افسروں نے بتایا ہے کہ اظہر موہانی کو پولیس نے گرفتار نہیں کیا اور نہ ہی وہ حوالات میں ہے رینجرز نے اسکی لاش تھانہ ناظم آباد کے حوالے کی تھی اور حکم دیا تھا کہ اظہر موہانی کی لاش کو ٹھکانے لگادیا جائے..... اس سے پیشتر سینیٹر اشتیاق اظہر صاحب نے بھی فاروق لغاری صدر پاکستان سے اپیل بھی کی تھی کی اظہر موہانی کی جان خطرے میں ہے اسے بچانے کی فوری طور پر کوشش کیجائے اس بیان کا بھی نہ ہی صدر صاحب پر اور نہ ہی حکومت کے کسی کارندے پر اثر ہوا تمام اپیلیں اور درخواستیں ضائع گئیں...... نتیجہ وہی نکلا یعنی اظہر موہانی دہشت گرد تھا...... اور پولیس مقابلہ میں مارا گیا..۲۶ اکتوبر کے اخبارات گواہ ہیں کہ اظہر موہانی کو کس قدر تشدد کے بعد ہلاک

کیا گیا.....ایک اخبار رقم طراز ہے کہ ہمارے فوٹو گرافر نے پوچھا کہ لاش کی تصاویر بنا سکتے ہیں تو جواب ملا کے ہم نے لاش پوسٹ مارٹم کے لئے پوری طرح رکھی ہے لہذا آپ ایک گھنٹہ بعد لاش کی تصاویر بنا سکتے ہیں انہوں نے بے حد اصرار پر بتایا کے مقتول نوجوان ہے اور اس کے جسم پر پانچ چھ جگہ زخموں کے نشانات ہیں اور ان زخموں کے بارے میں رپورٹ آنے تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ لاش ۲۱ گھنٹے پرانی.....جبکہ جناح اسپتال میں ایم ایل او کے کمرے میں ایم ایل او کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈی ایس پی عارف جاوید صدیقی نے رپورٹر کو بتایا کے میں تو شریف آباد میں زخمی ہونے والے اپنے پولیس اہلکاروں کے چکر میں یہاں بیٹھا ہوں......جبکہ اس موقع پر موجود ذیشان کاظمی نے بتایا کے ہمیں خود نہیں معلوم کہ یہ نوجوان کیسے ہلاک ہوا اور یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے......تاہم پوسٹ مارٹم کے بعد ایک اخباری فوٹو گرافر محمد عظیم نے لاش کی تصاویر بنانے کی کوشش کی تو وہاں موجود سادہ کپڑوں میں ملبوس اہلکار نے فوٹو گرافر کو دھکا دے دیا اور اس پر کلاشنکوف تان لی اور کہا کہ اگر اس کی تصویر بنانے کی کوشش کی تو گولی ماردیں گے .جیسے ہی اخبارات نے خبریں شائع کیں برصغیر کہ ایک لیڈر مولانا حسرت موہانی کہ پرنواسے کو دہشت گردی کے الزام میں شہید کردیا گیا......تو پولیس اور رینجرز نے اپنے اپنے موقف تبدیل کردیئے کیونکہ بیٹنر

اشتیاق اظہر صاحب نے بھی اپنے بیان میں واضح طور پر صدر صاحب کو بتایا تھا کہ یہ آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ اظہر موہانی کو ممکنہ قتل سے بچا کر بانیان پاکستان کی روح کے سامنے خود کو شرمندہ ہونے سے بچائیں.....اس لئے جو قومیں اور جن قوموں کے سربراہان معماران پاکستان کی اولاد کی جان کا تحفظ نہ کرسکیں تو وہ اپنی ان ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ براہ نہیں ہوسکتے جو آئین کہ تحت ان پر عائد ہوتی ہیں......۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ کو ایک مقامی اخبار میں ہر خبر شائع ہوئی جس میں پولیس نے اپنا موقف دہرایا کہ...... پولیس کے اعلانیہ کے مطابق ضلع وسطی کی پولیس نے ایم کیو ایم کے ایک کارکن اظہر عرف بکرا کی موت پر شائع ہونے والی خبروں پر مندرجہ ذیل موقف جاری کیا ہے......" افسران سمیت ۲۳ بے گناہ افراد کے قتل میں ملوث دہشت گرد اظہر عرف بکرا یونٹ نمبر ۸ ے ارنارتھ ناظم آباد

ایم کیو ایم الطاف گروپ کا انچارج تھا.........۲۳ر اکتوبر کو رینجرز نے ناظم آباد کے علاقے سے اقبال میمن کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا تھا اور ۳۱ر اکتوبر تک ریمانڈ میں تھا.......ملزم نے جو سنگین وارداتیں کی تھیں اس نے ان کا اعتراف کیا ان میں تھانہ ناظم آباد میں راکٹ لانچروں سے حملہ کرنا بھی شامل ہے ملزم نے ضلع وسطی میں الطاف گروپ کے ہر یونٹ کو ۲۔۲ر راکٹ اور ۲۰۔۲۰ر گولے تقسیم کرنے انکشاف بھی کیا تھا........پھر راقم طراز ہیں کہ قانون نافذ کرنے والی ٹیمیں باریک بینی سے تفتیش کر رہی تھیں کہ ملزم نے ۲۸ر اکتوبر کو سینے میں درد کی شکایت کی جس کو بغرض علاج اسپتال روانہ کر دیا گیا......لیکن ملزم نے راستے میں ہی دم توڑ دیا" ......بالکل یہی بیان مقامی اخبار کے ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے......۲۹ر اکتوبر کو ایک انگریزی اخبار میں کچھ اس طرح خبر شائع ہوئی ہے کہ اظہر موہانی قتل کے ۲۳ر کیسوں میں مطلوب تھا...ذیشان کاظمی انسپکٹر ناظم آباد نے اس اخبار کے رپورٹر سے کہا کہ وہ ہمیں متعدد قتل کے کیسوں میں مطلوب تھا لیکن تفتیش کے دوران اس نے سینہ میں درد کی شکایت کی اور اس کو ہم نے اسپتال روانہ کر دیا جہاں اس نے راستے ہی میں دم توڑ دیا......ایک طرف اخبارات میں پولیس کے بیانات اس طرح شائع ہو رہے ہیں کہ اظہر موہانی نے سینہ میں درد کی شکایت کی اور ان نے اسپتال جاتے ہوئے راستے ہی میں دم توڑ دیا......دوسری طرف شکست خوردہ جنرل بابر فرماتے ہیں کہ اظہر موہانی پولیس مقابلے میں ہلاک ہوا ہے........کسی دہشت گرد کے ساتھ خاندانی پس منظر کی بناء پر رعایت نہیں کی جا سکتی......یہ خبر ایک اخبار نے ۱۰۳ اکتوبر کو شائع کی ہے........۳۱ اگست کے مقامی روزنامے میں بھی جنرل بابر کا بیان اسی طرح شائع ہوا ہے کہ اظہر موہانی دہشت گردی میں ملوث تھا پولیس مقابلے میں مارا گیا.....اب آپ اپنی ہی اداؤں پر خود ہی غور کریں.....ملک کا وزیر داخلہ کھلم کھلا قتل کا اعتراف کر رہا ہے......حسرت ثانی رضوان الحسن موہانی کے صاحبزادے کو دہشت گردی میں ملوث کرنا اور پھر برملا یہ اعلان کرنا کہ ہاں ہم نے جعلی پولیس مقابلے میں پاکستان بنانے والوں کی اولاد کو گولیوں سے بھون ڈالا ہے......کر لو.......ہمارا کیا کرتے ہو......اظہر موہانی کی ہلاکت پر یہ متضاد بیانات......پولیس کہتی ہے کہ دل کا دورہ پڑا تھا اور

ہم نے اسپتال بھیجا لیکن اظہر نے راستے ہی میں دم توڑ دیا...... پولیس کے باوا آدم جنرل بابر صاحب فرماتے ہیں کہ ہاں وہ دہشت گرد تھا...... پولیس مقابلے میں مارا گیا...... ہم تو صرف جنرل بابر صاحب سے اتنا ہی عرض کریں گے کی جوبات آپ کے دماغ میں آتی ہے کیونکہ آپ تو "عقل کل" ہیں وہی پٹی پہلے سے پولیس والوں کو بھی پڑھا دیا کریں...... تاکہ پولیس بھی شرمندگی سے بچ جائے اور آپ بھی...... خدا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں...... جس طرح پولیس مقابلے میں تم نے ہمارے بے گناہ نوجوانوں کو شہید کیا ہے اس کی سزا تو خیر ملے ہی گی...... دنیا میں بھر اور آخرت میں بھی...... قدرت کی طرف سے احتساب کا عمل شروع ہو چکا ہے...... رہی دھیرے دھیرے کھینچی جا رہی ہے اے حکمرانوں اب بھی وقت ہے کہ آخری وقت ہی کچھ نیکی کے کام کر جاؤ شاید اللہ تمہاری توبہ قبول کر لے...... جس طرح تم نے مہاجر ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے دلوں میں چرکے لگائے ہیں آج ان ہی چرکوں کا درد تم بھی محسوس کر رہے ہو...... ہماری تو حسرت ثانی رضوان بھائی سے یہی دعا ہے اللہ آپ کو اور بھابھی کو سکون قلب عطا کرے اور جلدی ہی اظہر موہانی کی شہادت کے صدقہ آپ کو اپنی قدرت سے ایسی چیز عطا کرے جو آپ کی بخشش کا سامان بن جائے (آمین)

....

سپر دہشت گرد کیا ہوتا ہے

ایم کیو ایم کا ایک ہی مطالبہ

رسی دراز ہے۔۔۔۔!

ہمیں افسوس ہے تو صرف اتنا ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد کوئی یہ نہیں کہے گا کہ۔

"حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے یہ غنچہ محمودہ کی صورت میں خوب کھلا ہے......اتنا کھلا کہ ایک تناور درخت بن گیا........اور درخت بھی کونسا کہ کم بخت برگد کا۔

اتنی عمر کے بعد بھی یہی ارمان ہے کہ ابھی کچھ اور زندہ رہیں......ارے بھئی...... پوتا پوتی سے بھی اللہ نے نوازا.......منے سے پاؤں سے ان کو بھی چلتے پھرتے دیکھا.....اور کیا چاہئے.....کس لئے اب زندگی کی دعائیں مانگی جارہی ہیں.......کسی نے بالکل سچ کہا ہے کہ اللہ سے مانگو......تو صرف.....اپنے گناہوں کی معافی مانگو.......سچے دل سے توبہ کرو اور جو غلطیاں سرزد ہو چکی ہیں ان غلطیوں سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو جاؤ.......یہی عمل توبہ کو قبول کروانے کا بہترین ذریعہ ہے اور ہدایت کا راستہ بھی ہے......کون ہے جو اس دنیا میں گنہگار نہیں ہے.....مگر اب نئے زمانے اور نئی باتیں ہیں.......وہی بات ہے کہ..........

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے......حکومت کی طرف سے محاصرے ......گرفتاریں چھاپے......بے گناہ عوام پر تشدد.......تھانے بن گئے عقوبت خانے.......جو بھی نوجوان گرفتار ہوا.........پھر وہ زندہ واپس نہ آیا.......پہلے زمانے میں جب سفر پر گھر کے لوگ جاتے تھے تو بڑی بوڑھیاں یہ دعائیں دیتی تھیں.......دیکھو پیٹھ دکھا کر جا رہے ہو اور منہ دکھاتے ہوئے واپس آنا......اب جو بھی جوان پکڑ کر لے جاتے ہیں دل کم بخت کو لاکھ سنبھالو اس کا دھڑکا نہیں جاتا.......پتہ نہیں ظالم لاش بھی دیتے ہیں یا نہیں.......دل اتنے سیاہ اور سخت ہو چکے ہیں کہ تھانے سے

لاشیں لینے جاؤ تو اس کے لئے بھی رشوت.........اب ذرا غور فرمایئے.........مظلوم
خاندان.........بے گناہ لوگ.........مرنے والا بے گناہ.........جن کے پاس فاتحہ کشی کے لئے بھی ایک
پائی نہیں ان سے رشوت کا مطالبہ سوہان روح ہے.........وہ کہاں سے یہ مطالبہ پورا
کریں.........اسی لئے کہا گیا ہے کہ ظالم مارے اور رونے بھی نہ دے.....ہم بات کرر ہے
تھے......حکومت کی مذاکراتی ٹیم اور ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے بارے میں.......حکومتی ٹیم کے
سربراہ جناب این ڈی خان کہتے ہیں کہ کراچی کو مکمل طور پر امن وامان کا گہوارہ ہونا چاہئے.........ایم
کیو ایم ہڑتال کی کال دے کر مذاکرات کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے.........

واہ صاحب.....خود محاصرے کرو جوان، جوان بچوں کو پولیس مقابلہ دکھا کر مار ڈالو.....گھروں میں گھس
کر لوٹ مار مچاؤ.......بہو بیٹیوں کی عزتوں سے کھیلو چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال
کرو.....تمہارے لئے سب کچھ جائز ہے اور قانون کے دائرے میں ہے.......

اور ایم کیو ایم نے ایک ہی مطالبہ کیا ہے کہ ہماری وہ دونوں لڑکیاں جو قوم کی بیٹیاں ہیں......رئیس
فاطمہ اور شازیہ فاروق.....ان کو رہا کردو........یا صرف یہی بتادو کہ وہ کہاں ہیں.......؟ اگر نہیں
بتاتے تو یہ ہی بتادو کہ جہاں تم نے ظلم وتشدد کر کے سینکڑوں بے گناہوں کو اذیتیں دے دے کر مار ڈالا
ہے وہاں تم لوگوں نے قوم کی ان بے گناہ بیٹیوں کو بھی مار ڈالا ہے کیا......ہمیں صبر آجائے گا اور آئندہ
کے لئے اپنا لائحہ عمل تیار کریں گے.......نہیں تو پھر دنیا بھر احتجاج کے یہی طریقے ہیں......جلسے، جلوس،
مظاہرے اور پھر ہڑتالیں......پہیہ جام.........سول نافرمانی وغیرہ.........ہم بھی حکومت سے یہی
عاجزانہ اپیل کرے ہیں کہ ہماری بیٹیاں جو حکومت کی بھی بیٹیاں ہیں.......صرف ان کا پتہ بتادے اگر
کسی الزام میں ان کو پکڑا ہے تو ان کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے وکیل فراہم کرنے کا موقع دیا
جائے.......حکومت اگر چاہتی ہے کہ ہڑتالیں نہ ہوں تو صرف وہ ایم کیو ایم کا یہی ایک مطالبہ مان کر
مہاجر نہیں بلکہ قوم کی بیٹیوں کے بارے میں عوام کو صحیح صورتحال سے آگاہ کردے.......

نصیر اللہ بابر صاحب نے بیانگ دہل اعلان کیا ہے کہ دہشت گردوں کے لئے ''میں سپر دہشت گرد

ہوں" ....کیا سیاست ہے...... بعض دفعہ تو بیانات پڑھ کر ان کی عقلوں پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے......ارے بھائی آپ کوئی عام آدمی نہیں ہیں اتنے بڑے ملک کے وزیر داخلہ ہیں...... جس کے قبضے میں پورے ملک کے تھانے، پولیس ....رائفلیں، ٹی ٹی، پی پی، سب ہی کچھ تو ہوتا ہے.....ہم کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وزیر داخلہ کو سپر دہشت گر بھی کہتے ہیں.....اب آپ نے خود ہی کہہ دیا ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی...... مگر بھائی سپر دہشت گرد.......دہشت گردی اور محاصرے سے پہلے اوپر والے کی طرف بھی ایک نظر ڈال لیا کرو ہم بے چارے تو آپ کی ٹی ٹی، پی پی کے آگے بے بس ہیں مگر وہ حاکم اعلیٰ ہے اس کے گھر انصاف ضرور ہے...... کسی کو تم کتنا ہی بے عزت کرنا چاہو....... کتنا ہی ظلم کرلو.......بہو بیٹیوں کو رسوا کردو.......جو دل چاہے کرو...... ظلم کی رسی بے حد دراز ہوتی ہے.....

بابر صاحب لکھنے کو تو بہت ہے...... لیکن کیا کریں اب بڑھاپا آگیا ہے...... ڈر لگتا ہے.....اول تو ہمیں یقین ہے کہ ہمارا کالم آپ کبھی نہیں پڑھتے ہونگے.....اگر اتفاق سے نظر پڑ جائے یا کوئی آپ کو سنادے تو بالکل سنی ان سنی کردینا.....

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

....

دنیا کی پہلی مسجد

ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

اس بے خودی میں کھو نہ جائیں

ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم لوگوں نے ایک ٹیکسی لی اور زیارتوں کے لئے روانہ ہو گئے سب سے پہلے ہم نے جبل نور کی زیارت کی اس پہاڑ کے لئے مشہور ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو یہ پہاڑ کلام پاک کا بوجھ برداشت نہ کر سکا اور جل کر سیاہ ہو گیا..... اتنا اونچا پہاڑ دیکھتے ہی ایک ہیبت طاری ہوتی ہے..... راستے بھر اونچے اونچے سیاہ پہاڑ اور پورا علاقہ ریگستان کسی چھاؤں یا درخت کا نام ونشاں تک نہ تھا...... حیرت ہو رہی تھی کہ جو کچھ کتابوں میں پڑھا تھا دیکھنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ جو کچھ لکھا ہے وہ تو بالکل بچوں کا کھیل لگتا ہے...... اتنی گرم گرم ریت اور لو کے تھپیڑے اور سارا راستہ سیاہ پہاڑوں سے ڈھکا ہوا........ ٹیکسی والے نے بتایا کہ جبل نور پر بالکل چوٹی پر آپ کو ایک عورت عبا پہنے ہوئے نظر آرہی ہے.. غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ واقعی یہ کوئی پتھر کی عورت بنا کر پہاڑ پر کھڑی کر دی ہے اور وہ اپنی انگلی سے کچھ اشارہ بھی کر رہی ہے...... ٹیکسی والے نے پھر بتایا کہ یہ ایک یہودی عورت ہے...... جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کافروں کے ظلم وتشدد سے تنگ آ کر اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ سامنے والے پہاڑ کے پیچھے پناہ لی تھی تو اس عورت نے کافروں کو اشارہ سے پیارے نبی کی نشاندہی کی تھی بس اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی وقت پتھر کا بنایا اور جس طرح انگلی سے اشارہ کر رہی تھی اسی طرح کھڑی کی کھڑی رہ گئی...... ہم اس پر لعنت بھیجتے ہوئے آگے روانہ ہوئے منیٰ کی زیارت کرتے ہوئے میدان عرفات گئے...... یہاں ایک بہت اونچا پہاڑ ہے جو جبل رحمت کہلاتا ہے...... جہاں پر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے آخری خطبہ دیا تھا. یہی وہ میدان ہے جہاں پر حج کے سارے حاجی اکٹھا ہو کر دعائیں مانگتے ہیں...... ہم بھی ہمت کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے جبل رحمت پر چڑھنے کے لئے پہاڑ کو کاٹ کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی ہیں اس

زائرین چڑھتے اترتے ہیں.....ہم بھی اسی جگہ پر پہنچ گئے بلکہ اس پتھر کو بھی چوما آنکھوں سے لگایا جس پر بیٹھ کر میرے آقاؐ نے آخری خطبہ دیا تھا......دیدار شوق بڑھا اور آگے بڑھی سامنے ایک سفید رنگ کا پلر نما ایک مینار تھا......یہاں پر جو بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں اللہ میاں انہیں شرف قبولیت عطا فرماتا ہے......ہم لوگوں نے جلدی جلدی نوافل ادا کیے اور جتنے بھی نفل پڑھ سکتے تھے پڑھے اپنے پیارے بابا کے لئے اور اماں کے لئے بے حد دعائیں کیں ساتھ ہی ساتھ ان کی درازی عمر کی بھی دعائیں مانگتی رہی......بہن بھائیوں کے لئے وہی مانگا جو اپنے بچوں کے لئے مانگ سکتی تھی......ہمارا کام تو عاجزی سے مانگنا ہے......دنیا اس رب العزت کا کام ہے جو بن مانگے ہی نواز دیتا ہے......وہ بے نیاز ہے مانگتے رہو بس مانگتے رہو......ہم تو ساری زندگی اس سے مانگتے رہیں گے اور اللہ یہ ہاتھ جب تیرے آگے پھیل گئے ہیں تو ان ہاتھوں کی لاج رکھنا اور کسی کا محتاج نہ کرنا (آمین) جبل رحمت کے سیدھی جانب ایک مسجد نظر آئی.....مسجد کیا تھی بس مسجد کے آثار تھے کہ یہ بھی مسجد نما کوئی جگہ ہے......پوچھنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ دنیا کی پہلی مسجد ہے جو حضرت آدم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی......یہ سن کر دل تڑپ گیا فوراً ہی دو نفل وہاں پر بھی ادا کیے.....نوافل سے فارغ ہو کر جبل رحمت سے نیچے اترے اور ٹیکسی میں بیٹھ گئے اب ہم شیطانوں کو دیکھنے جا رہے تھے......تھوڑی ہی دور جا کر ان تینوں شیطانوں کو دیکھا......چھوٹا نشان چھوٹے شیطان کی نشاندہی کر رہا تھا پھر اس سے بڑا پلر نما نشان منجھلے شیطان کا تھا اور سب سے آخر میں ایک سفید بڑا سا پلر کھڑا تھا وہ بڑا شیطان تھا......ہم نے بھی وہیں سے دو چار کنکریاں اٹھا کر شیطانوں کو ماردیں.....دل میں خوش ہوئے لو بھئی آج ہماری بھی مڈبھیڑ شیطانوں سے ہوگئی اور ہم نے مار پیٹ کے اپنی تسلی بھی کر لی.....اب ہماری ٹیکسی نے غار حرا کا رخ کیا دل ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا......کہ ان گناہ گار آنکھوں سے وہ پہاڑی بھی دیکھوں گی جس میں میرے سرکارؐ پر وحی نازل ہوئی تھی......انہیں خیالوں میں گم تھی کہ ٹیکسی والے نے کہا لو بی بی......یہ غار حرا ہے......دو نفل پڑھ لو......اتنا اونچا پہاڑ کہ سر کو بالکل پیچھے لے جانا پڑتا ہے جن لوگوں کو اللہ نے ہمت اور عشق محمدؐ سے نوازا تھا وہ لوگ پنجوں کے بل پہاڑ پر چڑھ

رہے تھے......نیچے سے یہ لوگ بالکل چھوٹے چھوٹے کھلونے نظر آ رہے تھے......اور ایک ہیلی کوپٹر پہاڑ کے چاروں طرف مستقل چکر لگا تا رہتا ہے......تا کہ خدانخواستہ کسی زائر کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو بروقت اس کو طبی امداد مل سکے...... پہاڑ پر چڑھنے کو بہت دل چاہا......لیکن دل بھی کمزور تھا اور ایمان کی بھی کمزوری تھی تب ہی تو پہاڑ پر نہ جا سکی اور نیچے ہی کھڑے ہو کر دو نفل ادا کیے......دعا مانگتے وقت یہ سوچ رہی تھی کہ اتنا اونچا پہاڑ جس پر چڑھنا بھی کارے دارد ہے لیکن کن پاک القابات سے اپنے نبی کو یاد کروں کہ آپؐ دن میں دو دو اور تین تین دفعہ چڑھتے اور اترتے تھے...... پہاڑ پر ایک غار بھی ہے جہاں ایک جانماز بچھی رہتی ہے اور جن لوگوں کو غار حرا تک پہنچنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ اس جگہ جا کر نوافل ادا کرتے ہیں......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں اسی کتاب کو کسی پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے......یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا قلب مبارک ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوئی....پھر وہ......

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام اپنے آقا اور اللہ کے محبوب پر جن کے لئے غار حرا آنا اور جانا ایک معجزہ تھا......جب عرب کی سرزمین پر اتنے اونچے پہاڑ اور ریتلی زمین دیکھتی ہوں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ ہمارے نبیؐ نے اپنے اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کے لئے کتنی صعوبتیں برداشت کیں ہیں تو یقین نہیں آتا کہ ایک عام انسان اتنی تکالیف اور مصیبتیں برداشت کر سکتا ہے....یقیناً عام آدمی یہ کام نہیں کر سکتا یہ تو کوئی نورانی بشر تھا......جو آیا ہی تھا اللہ کی واحدانیت کا یقین دلانے اور اللہ کا پیغام عام کرنے کے لئے بے شک یہ کسی خاکی وجود کا کارنامہ نہیں ہو سکتا......یہ تو ایک نور تھا جو انسانی وجود میں ہمارے سامنے آیا تھا......سوچیں بہت زیادہ بہک رہی ہیں......آقا کی شان میں کیا لکھوں اگر کچھ لکھتی ہوں تو ڈرتی ہوں کہیں آقا کی محبت میں کفر کے فتوے نہ لگا دیئے جائیں......

اسی بے خودی میں کھو نہ جاؤں   تڑپ کملی والے کی تڑپا رہی ہے

لبوں پر درود لیے آگے بڑھے......واپسی پر جنت المعلیٰ گئے وہاں پر حضرت خدیجہؓ کے مزار پر فاتحہ پڑھی اس زمانے میں عورتوں کے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی.......حضرت خدیجہؓ کے مزارات مبارک کے برابر ہی آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت قاسمؑ کے ننھے منے مزارات تھے......اور تھوڑی دور پر حضرت اسما بنت ابوبکر صدیقؓ کا مزار تھا......سب کے مزاروں پر فاتحہ پڑھی اور سب مسلمانوں کی طرف سے سلام پہنچایا.......حضرت عبدالمطلبؓ اور حضرت ابوطالبؓ کے مزارات ذرا آگے تھے......تھک گئی تھی لہذا سوچا کہ کل ان بزرگوں کے مزارات پر بھی حاضری دوں گی.......

....

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

قائد حزب اختلاف کے انکشافات

کسمپرسی اور بے یقینی کی زندگی

ہمارے سابق وزیر اعظم میں محمد نواز شریف روزانہ ہی اخبارات میں کم از کم تین چار کالم کا بیان داغ دیتے ہیں. اپنے بیان میں میاں صاحب کوئی نہ کوئی انکشاف فرماتے رہتے ہیں. اور ہم پر ذرا بھی حیرت طاری نہیں ہوتی. کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ میں صاحب حزب اختلاف کے لیڈر ہیں اس لئے بیانات بھی اختلافی ہونگے. اور پھر میاں صاحب کو روزانہ بیان دینے کی اتنی جلدی ہوتی ہے کہ اگر ان کا بیان اخبارات کو نہ گیا تو اس دن اخبارات ہی شائع نہیں ہونگے. ان کے بیان کے مقابل وزیر اعظم بے نظیر بھی پیچھے نہیں رہتیں ہاں! تو محمودہ کہہ رہی تھی کہ قائد حزب اختلاف انکشافات فرماتے ہی رہتے ہیں. آج انہوں نے ایک بیان میں فرمایا ہے. "ہم خان ولی خان کی قیادت میں ملک دشمن، بدعنوان اور کرپٹ حکومت سے عوام کو نجات دلائیں گے." ہم میں صاحب سے یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہی گھسا پٹا جملہ رٹتے رٹتے پورے پانچ سال گزر جائیں گے: آگے فرماتے ہیں. "اب عوام سر سے کفن باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں." لیکن ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں ہمیں دور دور تک کوئی بھی ایسا جیتا جاگتا مردہ نظر نہیں آیا جس کے خوف سے بی بی اپنا تاج و تخت چھوڑ کر بھاگ جائیں اور قائد حزب اختلاف جھٹ وزیر اعظم کا پرانا لبادہ اوڑھ کر وزیر اعظم کے تخت پر براجمان ہو جائیں. ویسے بھی بنیاد ایک بار گر دیتا ہے. وہ تو قسمت کی دھنی تھیں بی بی کہ دوسری بار بھی بیٹے کے ہاتھ سے گڑ کی ڈھیلی لے اڑیں اور آپ منہ دیکھتے رہ گئے.... اور پھر وہی پرانی باتیں. الیکشن میں دھاندلی ہوئی مسلم لیگ کو پورے ملک میں نوے لاکھ سے زائد اور پی پی کو ۷۲ لاکھ ووٹ ملے تھے اس طرح مسلم لیگ نے پی پی کے مقابلہ میں پندرہ لاکھ ووٹ حاصل کئے. اور تو اور بے نظیر صاحبہ کو اسمبلی میں بھی اکثریت حاصل نہیں تھی کہ وہ حکومت بناتیں محترم نواز شریف صاحب یہ بھول گئے کہ جب وہ وزیر اعظم تھے تو بالکل اسی قسم کے

الزامات اپوزیشن ان کی ذات گرامی پر لگاتی تھی جسکو غلط ثابت کرنے کے لئے سابق وزیر اعظم ایڑی چوٹی کا زور لگاتے تھے اور اسی رسہ کشی میں جب رسہ ٹوٹا تو میاں صاحب دھم سے گر پڑے کچھ خود زخمی ہوئے اور کچھ زخم اپنوں کو بھی دیئے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قومی اسمبلی میں مہاجروں کے ووٹوں سے کامیاب ہونے والے نواز شریف نے وزیر اعظم بن کر ان ہی پر زمین تنگ کر دی۔ کراچی میں پہلا فوجی آپریشن نواز شریف کے دور میں ہوا مختلف ایجنسیوں کے ذریعہ مہاجرین کی وہ خاطر مدارات کی گئی کہ انکے بچے روپوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے.. قائد حزب اختلاف ذرا اپنے گریبان میں تو جھانک کر دیکھیں کہ ہمارے قائد تحریک الطاف حسین کو کس نے جلاوطنی پر مجبور کیا۔ کوئی اپنا ملک خوشی سے نہیں چھوڑتا جبکہ قائد تحریک کا ووٹ بینک بھی ہے اور چاہنے والے بھی بے پناہ اب وہ فرماتے ہیں کہ اگر الطاف حسین مجھے لندن بلائیں تو میں ابھی جانے کو تیار ہوں..

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت   دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

نواز شریف صاحب وہ کیا عوامل تھے جسکے لئے آج آپ شرمندہ ہیں مہاجروں پر فوجی یلغار کر کے آپ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ کا بویا ہوا بیج آج ایک تناور درخت بن چکا ہے جسکی دشمنی کے سائے میں ساری مہاجر قوم کسمپرسی اور بے یقینی کی زندگی گزار رہی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ظلم کی رسی اب اتنی دراز ہو چکی ہے کہ ایک ایک مہاجر کے لئے پھانسی کا پھندہ بن گئی ہے۔ یہ آگ آپ کی لگائی ہوئی ہے۔ یاد رکھئے مومن ایک بار ڈسا جاتا ہے۔ چھوڑیئے اس قصہ کو ہاں! مہاجر قوم کو اب سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارا کوئی نہیں ہے سب سے پہلا حملہ کراچی میں مہاجروں پر گوہر ایوب نے کیا تھا گوہر ایوب صاحب اب کچھ بھی گوہر افشانی فرمائیں.. ہمیں یاد ہیں وہ ذرا ذرا۔ اور تمہیں بھی سب یاد ہیں اب آنکھ چرا لو تو دوسری بات ہے تم کچھ بھی باتیں کرو۔ ہم اپنے بچوں کی بقاء اور سلامتی کے لئے مہاجر صوبہ کا مطالبہ کرتے رہیں گے..

....

راج ہٹ، بالک ہٹ، اور تریا ہٹ

چاند مانگنے والے شہزادے

حزب اختلاف سنجیدہ رویہ چاہتی ہے

دنیا میں تین ہٹیں بہت مشہور ہیں یہ عجیب و غریب ہٹیں ہیں جو انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہیں ایک تو ہے (''راج ہٹ'' جس کے لئے بڑے بڑے قصے کہانیاں ہیں دوسری ہے ''بالک ہٹ'' اور تیسری ''تریا ہٹ'' بالک ہٹ کے متعلق تو ایک معصوم سی کہانی ہے کہ ایک بادشاہ تھا اس کا ایک بیٹا تھا جو بڑی منتوں مرادوں کے بعد پیدا ہوا تھا اس کے منہ سے بات نکلتی اور بادشاہ سلامت اس کی ہر ضد اور بات پوری کرتے ایک دن شہزادے نے انوکھی ضد کی کہ بابا جان جو آسمان پر چاند ہے ہم وہ لیں گے۔ بادشاہ سلامت حیران و پریشان کہ یہ کیسی ''ہٹ'' ہے جو ناممکن ہے بادشاہ نے لاکھ بہلایا ایک سے ایک کھلونے لا کر دیئے کہ شاید بچہ بہل جائے مگر شہزادے کی ایک ہی رٹ تھی کہ ہم تو چاند سے کھلیں گے جب شہزادے کی بالک ہٹ بڑھ گئی تو بادشاہ سلامت نے اپنے ایک عقلمند وزیر کو بلا بھیجا اور ساری رام کہانی وزیر کو سنائی.....وزیر نے تھوڑا تبسم کیا اور کہا ظل الہٰی یہ کونسی بڑی بات ہے اپنے شہزادے کو ہم ابھی چاند لا کر دیتے ہیں بس آپ ذرا بڑے سے کٹورے میں پانی منگوا دیں: پلک جھپکتے ہی کٹورے میں پانی آ گیا اور پھر عقلمند وزیر نے کٹورے کا رخ چاند کی طرف کیا تو چاند کا پورا عکس پان میں آ گیا. وزیر نے کٹورا شہزادے کے ہاتھ میں دیا اور کہنے لگے لو میاں اب یہ تمہارا چاند ہے تم جتنا چاہو اس سے کھیلو شہزادے نے جو کٹورے میں چاند دیکھا اپنی بالک ''چھوڑ'' بابا جان کے لپٹ گئے اور بہت خوش ہوئے. اب رہ گئی تریا ہٹ اللہ میاں کسی کا واسطہ اس موئی تریا ہٹ سے نہ ڈالے. راج ہٹ پر بیٹھی ہوئی تیر یا ہٹ۔ ایک زہریلی ناگن سے کم نہیں ہوتی جبکہ راج ہٹ اور تریا ہٹ پر سایہ بھی سانپوں کے بادشاہ کا ہو......سونے پر سہاگہ......بچارے عوام کیا کریں......تریا ہٹ کے آگے مجبور ہیں...... صدر مملکت جناب فاروق لغاری ایک شکاری ہیں لیکن دہشت گردوں کے ہاتھوں صدر محترم بھی مات

کھا جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اگر آٹھ تیتر شکار کرتے ہیں تو دہشت گرد پندرہ بیس آدمی شکار کر لیتے ہیں یہ تو الگ بات ہے. لیکن صدر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ ایم کیو ایم سے بات کئے بغیر کراچی میں امن وامان بحال نہیں ہو سکتا.....وزیر اعظم البتہ ان سے متفق نہیں لگتیں.....یہ وہی کرسی تو چلی آرہی ہے اور اسی کرسی کے بل پر جب چاہا اسمبلی کے ممبروں کو جیل بھیج دیا اور جب چاہا قائد حزب اختلاف کو ڈنڈا بیڑی پہنادی...نہ کوئی پوچھنے والا......کہ قانون کی دھجیاں اڑانے کا کس نے حق دیا ہے.....؟ راج سنگھاسن پر بیٹھ کر آپ یہ نہ بھولیں کہ یہ عوامی دور ہے دور غلامی مٹ چکا ہے اب قوم کسی کی غلام بننے کو تیار نہیں ہے اب آپ اپنی تریاہٹ چھوڑ کر منافقانہ پالیسی ترک کر دیں. حزب اختلاف کے سات سنجیدگی سے مسائل کا جائزہ لیں......کیونکہ ہماری مائیں اب لاشیں اٹھاتے اٹھاتے تھک گئی ہیں مگر کیا آپ کی "تریاہٹ" آپ سے سوال نہیں کرتی کہ آپ نے اس محبت کرنے والی قوم کی راہ میں کیوں کانٹے بوئے...

....

تری بربادیوں کے مشہورے ہیں
اخبار کے صفحات پر کس کا خون ہے
پاکستان کی دیوانی قوم

سمجھ میں نہیں آتا کہ کس موضوع پر آپ سے بات کریں...... موضوعات بھرے پڑے ہیں.....اب ہر موضوع پر تو بات نہیں ہو سکتی......کوئی نہ کوئی موضوع تو ڈھونڈنا ہی پڑے گا.....آج کا اخبار اٹھایا تو اس کا ایک ایک صفحہ خون میں ڈوبا ہوا تھا......

حیران ہوں کہ دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں اخبارات کے صفحات پر خون کس کا ہے......ہمارے اپنے بچوں کا.....ہمارے جگر کے ٹکڑوں کا.....جن کو ہم بڑے ارمانوں سے پالتے ہیں. پڑھاتے ہیں اور پھر ان ہی بچوں کے ذریعہ پاکستان کے درخشندہ مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں کہ یہی بچے آگے چل کو وطن کی باگ ڈور سنبھالیں گے.....ملک کا نام روشن کریں گے......ان میں سے کوئی ڈاکٹر بنے گا. کوئی وکیل اور پھر کوئی سیاستدان......جو قوم کی رہنمائی کرے گا......اب تو صرف سوچیں ہی سوچیں رہ گئی ہیں کیونکہ قوم کے معماروں پر زندگی اجیرن کردی گئی ہے. یہی تو جوان پر آپ اور ہمارے بچے ہیں اپنی جوانی کے دن جس کسمپرسی کی حالت میں گزار رہے ہیں وہ ہم سب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے.....میں پوچھتی ہوں کہ......ہمارے بچوں کا قصور کیا ہے......؟ انہی کے آباؤ اجداد کی بنائی ہوئی زمین میں ان ہی پر تنگ کردی گئی ہے......کتنا بڑا المیہ ہے کہ پاکستان کی محبت میں سب کچھ لٹا دیئے کے بعد ہم ہی سے عیش و عشرت میں مست ہو کر کہتے ہو یہ چمن ہمارا ہے تمہارا نہیں......ہمیں نہیں معلوم تھا کہ انگریزوں کے جوتے اٹھانے والے کب چاہتے کہ ہم سے "سر" کا خطاب چھین لیا جائے اور تو اور یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ قائداعظم پر مر مٹنے والی قوم کبھی سبز ہلالی پرچم تلے متحد بھی ہو جائے گی.....انہیں اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ آزادی کے متوالے ایک آزاد ملک کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیں گے......ان کے دماغ میں یہ بات بھی نہیں تھی کہ یہ قوم پاکستان کے لئے اتنی دیوانی ہو جائے

گی کہ ان کے ننھے ننھے بچوں کے سینوں کو خنجر کی نوک سے چھیدا جائے گا اور وہ اپنے ہونٹوں پر شکوہ لائے بغیر پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگائے گی......وہ تو اتنے بے حس تھے کہ اپنی بہن، بیٹیاں رکھتے ہوئے بھی بہن بیٹیوں کی عزت کا پاس نہ تھا......اپنی ماؤں، بہنوں کو گروی رکھنے والے عورتوں کی عصمت کو کیا جانیں........

ہم نے بہاروں کے انتظار میں بڑے کٹھن مراحل طے کئے ہیں......بڑے خزاں کے موسم دیکھے ہیں. ہمیں کانٹوں میں گھسیٹنے والے خود پھولوں کی سیج پر سوئیں اب بھی ہوش کے ناخن لیجئے اور دہشت گردوں کی لگامیں کھینچے ورنہ تباہی مقدر ہے. بھائی سے بھائی کو لڑانے کی گھناؤنی سازش بند کردیجئے... محترمہ بے نظیر سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ الہ دین کا چراغ کیسے لگا......؟ جب آپ کراچی تشریف لائیں اور کچھ دن یہاں ٹھریں تو انسانی خون کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ایک دم ساکت کیسے ہوگیا......اور آپ کو غرور بھری آواز میں گولیوں کی گھن گرج کیسے دب گئی........؟ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے کس کو کیا ہدایات جاری کی ہیں...جلے کٹے بیانات ہم بھی پڑھتے ہیں.....پیر صاحب پگارا نے پیش گوئی کی ہے کہ "چوہے بلی کا کھیل اب ختم ہونے والا ہے...آیئے ہم سب مل کر دعا کریں خدا کرے اب کوئی موٹا سا بلا آئے اور ان سب چوہوں کو کھا جائے جنہوں نے ملک کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں سروں کے مینار بنانے والوں سے یہ ضرور کہنا ہے کہ.

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمان میں

....

روح سے جسم کا عارضی تعلق

را کے ایجنٹ ملک میں کیسے داخل ہوئے

منافقانہ پالیسی اور طفل تسلیاں

روح کا تعلق جسم سے عارضی ہوتا ہے اور جسم سے روح کا رشتہ کب ٹوٹ جائے کیس کو کچھ نہیں معلوم یہ سارا انظام اللہ میاں نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اگر انسانوں کے ہاتھوں میں موت وزندگی کے فیصلے دے دیئے جاتے تو وہ کب کا اس ہنستی کھلتی دنیا کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیتے رونا تو اسی بات کا ہے کہ سب کچھ جانتے بوجھتے یہ انسان اپنے فانی جسم کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے......رشوت خوری سے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرتے ہیں جب کہ پیٹ کی یہ آگ حلال روزی سے بھی بجھائی جا سکتی ہے قبر کی دو گز زمین بھول کر لوٹ مار کے ذریعہ اپنے لئے بڑے بڑے محل تیار کرے ہیں کفن کے خیال ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن یہ نرم ریشم کا حریری لباس پہنتے ہیں پینے کے لئے گدلا اور بدبودار پانی انہیں پسند نہیں اب تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ پیاس بجھانے کے لئے انسانی لہو چاہئے جو روزانہ بیس پچیس تڑپتی، سسکتی بے گور و کفن لاشوں سے حاصل ہو جاتا ہے.....رمضان کا متبرک مہینہ......خیر و برکت عفو و درگزر اور ایک ایک نیکی کے بدلے ہزار گنا ثواب کمانے کا مہینہ ہے......یہ مبارک مہینہ اللہ کا مہینہ ہے جس کی جزا خود اللہ میاں دیتے ہیں کیونکہ بندہ اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے کھانا پینا چھوڑتا ہے اور برے کاموں سے توبہ کرتا ہے......مگر حیرت ہے ہم تو کیا غیر مسلم بھی اتنا خون خرابہ دیکھ کر ششدر رہ گئے ہیں کہ یہ کیسے مسلمان ہیں......کہ رمضان کے دنوں میں اتنا تشدد ......نمازیوں کا مسجد کے اندر قتل عام.....جبکہ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۸ میں اللہ میاں ارشاد فرماتے ہیں.....(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ...عدل کرو یہ تقوے سے زیادہ نزدیک ہے اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ تم کرے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر

ہے)......... سورۃ مائدہ کی یہ آیت ہمیں صاف صاف تقوے اور پرہیز گاری کا سبق دے رہی ہے......... پھر سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۹ ہے" اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو" قرآن پاک کے واضح ارشادات کے باوجود ہمارے حکمران اس مقدس مہینہ کا کتنا احترام کرتے ہیں اس کے گواہ قومی اخبارات ہیں عوام کی جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ کرنا ہر حکومت کا اولین فرض ہے اگر یہ فرض انجام نہیں دے سکتی تو ایسی حکومت کو خدا اور رسولؐ کے احکام کے مطابق فوراً سبکدوش ہو جانا چاہیے موجودہ حکومت نے کونسے مظالم ہیں جو غریب اور لاچار عوام پر نہیں ڈھائے منافقانہ پالیسی اختیار کر کے قوم کو طفل تسلیاں دی جا رہی ہیں...... مسئلہ کشمیر کی آڑ لے کر اپنوں کے خون کا سودا کای جا رہا ہے جس ملک کی وزیر اعظم نے اپنے ہی لوگو کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہو اس کے دل میں دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات ایک ڈھونگ ہیں سیاسی دکان چمکانے کا ایک اوچھا ہتھکنڈہ ہے بے نظیر صاحبہ آپ کو علم ہے کہ چن چن کر انہی بستیوں اور محلوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے جہاں یہ ستم رسیدہ مہاجر رہتے ہیں ہمارے بچے یتیم ہو رہے ہیں اور آپ بڑے فخر سے اس راز سے پردہ اٹھاتی ہیں کہ یہ سب "را" کے ایجنٹ کر رہے ہیں میں وزیر اعظم سے یہ پوچھتی ہوں کہ یہ را کے ایجنٹ یا دہشت گرد آتے کہاں سے ہیں ان کے آنے اور جانے کا کوئی تو راستہ ہوگا...؟ کیا ہماری سرحدوں پر کوئی محافظ نہیں ہے جو ان کا راستہ روک سکے...... اگر ہمارے محافظوں پر غفلت کے ایسے پردے پڑ گئے ہیں تو پھر ان سے قوم وملک کی سلامتی کی کیا توقعات رکھی جا سکتی ہیں......؟ اقتدار کی ہوس چھوڑ کر سرحدوں کی کڑی نگرانی کی جائے دہشت گردوں سے نمٹنے کے لئے پولیس اور رینجرز کو جائے وقوع سے بھاگنے کے بجائے عوام کی جان ومال کی حفاظت کا درس دیا جائے ورنہ قوم کا ایک ایک بچہ بلاول بن کر ہی آپ سے ایک سوال کریگا بتاؤ میرے ابو کہاں ہیں......؟

....

الطاف حسین کی آواز

خاک ہو جائیں گے ہم..

پانی مہنگا اور خون سستا!

آج محمودہ بہت روئی.....الطاف حسین کا بیان ہی ایسا ہے کہ ہر آنکھ اشکبار ہے بزرگوں سے باتیں کرتے ہوئے الطاف حسین نے اپنا دل چیر کے رکھ دیا ہے اپنی زندگی داؤ پر لگانے والے الطاف حسین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان لوگوں سے کچھ سوالات بھی کرے جنھوں نے بڑے جوش و خروش سے اس ملک کے لئے سب کچھ قربان کر دیا تھا تا کہ آنے والی نسلیں سکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکیں اور جہاں محرومیاں انکا مقدر نہ بنیں.....ہمارے بزرگوں کو خود یہ نہیں معلوم تھا کہ اسلام کے مقدس نام پر حاصل ہونے والے ملک میں ہم اپنی نسلوں کے لئے قدم قدم پر گڑھے کھود رہے ہیں جس میں ہم خود تو گریں گے ہی اپنی نسل کو بھی دفن کر دیں گے بیان پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے ہزاروں میل دور رہنے والا ہمارے دلوں سے کتنا قریب ہے ہماری انگلی دکھتی ہے اس کا دل تڑپتا ہے ہمارے آنکھ سے ایک آنسو بھی گرتا ہے تو وہ پوری رات سو نہیں سکتا.....جس نے اپنی پوری جوانی اپنی قوم کی بقاء کے لئے وقف کر دی ہے.......وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ہمارے اسیر کارکنوں پر کیا گزر رہی ہے اسے اپنے روپوش کارکنوں کا غم بھی کھائے جا رہا ہے اسے یہ بھی احساس ہے کہ یہ قوم ظلم و ستم کی چکی میں کس طرح پسی جا رہی ہے.......ہاں.....ہم سے ہزاروں میل دور بیٹھنے والا چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ ہم لاشے اٹھاتے اٹھاتے تھک گئے ہیں جوانوں کے لاشے.......بوڑھوں کے لاشے.....بہنوں کی چیخیں، ماؤں کی فریادیں دل ہلا دینے کے لئے.......دل تڑپا دینے کے لئے ایک مسلسل عذاب ہیں.......اور ہم سب اس عذاب سے گزر رہے ہیں پھر بھی اسے اپنے اللہ سے امید ہے کہ وہ فرعونوں اور نمرودوں کو ضرور کیفر کردار تک پہنچائے گا.......جو ہمارے دل میں ہے وہی انکی پکار ہے..... پاکستان کے حکمران، ارباب اختیار، سیاسی اور مذہبی رہنما اپنے عمل کردار سے مہاجروں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے

ان پر نمک پاشی کر رہے ہیں......اس میں کیا جھوٹ ہے......؟ کسی لیڈر یا قوم کے رہنما نے سینہ ٹھونک کر یہ کہا ہو کہ آج ہم مظلوم قوم کے ساتھ ہیں اب ان کے ساتھ یہ ظلم برداشت نہیں کیا جائیگا......کہتے ہیں تو صرف اتنا کہ کراچی کا امن و امان بحال کرنے کے لئے مہاجروں سے بات کریں......پھر اس کے بعد سیاستدانوں کی طرف سے موت کی سی خاموشی طاری ہوجاتی ہے......ہر سیاستداں ہمارے ساتھ ہی جمالو......کا کردار اس کرکے اپنا حلوہ مانڈہ سیدھا کر رہا ہے......کسی کو کچھ مطلب نہیں ہے کہ کس کے گھر سے کتنے جنازے اٹھ گئے......کتنی مانگیں اجڑ گئیں......ان کی بلا سے......بہت ہوا تو اتنا کہہ کر ثواب کما لیا کہ حقیقی دہشت گرد کراچی کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں......اب حقیقی سیاستداں اتنا بتائیں کہ یہ حقیقی دہشت گرد کون لوگ ہیں......؟ پھر وزیر اعظم فرماتی ہیں کہ کراچی کا امن خراب کرنے میں کوئی خفیہ ہاتھ کارفرما ہے......وزیر اعلیٰ سندھ فرماتے ہیں کہ ہم آہنی ہاتھ سے دہشت گردوں کا قلع قمع کر دیں گے......ہم وزیر اعلیٰ سے اتنا پوچھتے ہیں کہ ان گوشت پوست کے بنے ہوئے ہاتھوں کو آہنی ہاتھ بنانے میں کتنا عرصہ لگے گا......

"خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک"

تمہاری زبانیں کتنی میٹھی ہیں اور دل کتنے زہریلے ہیں......من خوب می شناسم......میں پوچھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی سرپرستی میں یہ حقیقی دہشت گرد پاپوش نگر......اور لیر میں کیسے پہنچ گئے......وہاں کون رہتا ہے ذرا آنکھیں کھول کر الطاف حسین کا بیان پڑھو تو ایمان تازہ ہو جائے......انہوں نے صاف کہا ہے کہ جو لوگ طاقت کے بل پر خود کو خدا سمجھ کر مخلوق خدا پر مظالم کرتے ہیں...خدا تعالیٰ انہیں عطا کردہ تمام تر طاقت اور اختیارات چھین کر نیست و نابود کر دیتا ہے......ہمیں وزیر اعظم سے اتنا ہی کہنا ہے کہ دوسروں کے گریبانوں میں جھانکنے کے بجائے خود اپنے گریبان میں دیکھو کہ جس قوم نے قربانیاں دے کر تمہیں وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھایا ہے......وہ تم سے کیا چاہتی ہے......؟ انصاف......صرف انصاف......کرسی پر بیٹھ کر تم مہاجروں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتیں......تم ڈرتی ہو ان کی جرات سے ان کی بہادری سے......کراچی میں روزانہ بیس سے پچیس

افراد کالی مائی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں....اس کا جواب کون دے گا آج کے دور میں پانی مہنگا اور خون سستا ہو گیا ہے گلیوں میں بازاروں میں جگہ جگہ حقیقی دہشت گرد خون کی ہولی کھیل رہے ہیں اور اس کھیل کو روکنے والا کوئی نہیں ہے.....آپ کو گھوڑوں کی ناز برداریوں سے چھٹی نہیں ہے صدر صاحب کو تیتروں کے شکار سے فرصت نہیں ہے.....ہنستے بولتے انسانوں کی بستیاں ویران ہو گئی ہیں پورے ملک ہر خوف و دہشت کے سائے منڈلا رہے ہیں مگر کیا وزیر اعظم انسانوں پر حکومت کرنے کے بجائے قبرستانوں پر حکومت کرنا چاہتی ہیں.....کراچی میں قتل و غارتگری کا بازار گرم ہے گولیوں کی گھن گرج میں راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں سو وقت آ گیا ہے کہ الطاف حسین کی آواز میں آواز ملائیں.....

دورے پر نکلیں تو ادھر بھی آئیں

بلدیہ کے پائلٹ کیا کر رہے ہیں

جھوٹ بولے کوا کاٹے........

ارے کچھ تم نے سنا وہ ہیں نا! سندھ کے وزیر اعلیٰ انہوں نے اعلان کیا ہے ''عوام کے مسائل ان کے در پر جا کر حل کریں گے'' ......ارے جگ جگ جیو بھیا عبداللہ شاہ.....خدا کرے یہ بات سچ ہو ہم تو تمہارے راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں کہ کب تم پھولوں بھری سیج سے اتر کر خاردار وادیوں میں قدم رکھو......؟ ذرا ہم غریبوں میں آ کر تو دیکھو ایسی ایسی خوشبوئیں تمہارا استقبال کریں گی.......بھیا تمہارا سارا لیونڈر اور غیر ملکی خوشبو خانہ سب دھرا رہ جائے گا گلیوں میں کھیلتے ہوئے ننگ دھڑنگ بچے دیکھ کر تمہیں شرم تو بہت آئے گی مگر کیا کریں تمہارے ساتھ تو فوٹو گرافروں کی ٹیم ہو گی دائیں کیمرہ بائیں کیمرہ.....! آگے چاپلوس......پیچھے توپ بردار بلکہ پورا توپخانہ ہی تمہارے ساتھ ہو گا......دل میں کراہیت لئے تم بچوں کو پیار کرو گے اور پھر زبردستی چہرہ پر مسکراہٹ بھی لانا پڑے گی کیونکہ یہ فلم ٹی وی پر چلے گی لوگ ہاگ واہ ....واہ کریں گے کہ کیسا وزیر اعلیٰ ہے.....اتنی بڑی کوٹھی کار والا.......ہمارے گندے سندے بچوں کو کس بری طرح چمٹا چمٹا کر پیار کر رہا ہے......اے کون کہتا ہے کہ عبد اللہ شاہ بد دماغ ہے.....ارے ہمارے محلہ میں قدم رکھتے ہی دماغ ٹھکانے آ گئے ہو نگے......بھیا! گھر سے نکلو تو لالوکھیت ضرور جانا تھوڑی دیر رک کر وہاں کر حالات بھی معلوم کر لینا قریب ہی موسیٰ کالونی بھی ہے جہاں پر جگہ جگہ غلاظت کے ڈھیر پڑے ہیں اور ان پر کھیاں بھنبھناتی رہتی ہیں مگر اتنا بتا دوں موسیٰ کالونی کے رہنے والے جتنے گندے نظر آئینگے اتنے ہی دل کے اجلے ہیں محبت کرنے والے ہیں پاکستان پر مرمٹنے والے ہیں.....ان کا بھی ذرا حال احوال پوچھ لینا........غریب آباد کی جھگیوں میں بھی ذرا جھانک لینا.....شاید اخبارات میں بیان دینے کے لئے کچھ مواد مل جائے......اپنے ڈرائیور کو ہدایت کرنا کہ اس دن گاڑی کا بالکل صاف نہ

کرے...... دیکھو بھیا گاڑی صاف کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے.... سڑکوں پر جگہ جگہ گٹر ابل رہے ہیں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی کھڑا ہے..... ایسے میں جب گاڑی چلے گی تو چھینٹے تو اڑیں گے.. لہٰذا گاڑی کے شیشے بھی چڑھا لینا.....

لوگ کہتے ہیں کہ "کراچی جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہے" .... ہم کہتے ہیں کہ کراچی سڑ رہا ہے اور پائلٹ اپنی کرسی پر گھوم رہا ہے..... اب تم خود ہی دیکھو کہ تم نے کیسے کیسے مشیر اس موئی کارپوریشن میں بھیج دیے کہ وہ شہر کی صفائی ستھرائی کا انتظام سنبھالیں.... مگر بڑوں کی دیکھا دیکھی وہ بھی بندر بانٹ میں لگ گئے اب ہر کام تو وزیر دیکھتا نہیں کچھ اور لوگوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں...... کیا کریں تم سمیت کوئی بھی ذمہ داری سنبھالنے کو تیار نہیں..... یہاں تو آوے کا آوا ہی الٹا ہے..... ذرا لالوکھیت سے آگے بڑھو گے تو ایک پل آئے گا..... ذرا بھیڑ بھاڑ زیادہ ہے بچ کر نکلنا...... سہراب گوٹھ سے ہوتے ہوئے گلشن اقبال کی طرف جب آنا تو نوٹ بک نکال کر ساری ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کے نام بھی لکھتے جانا.....اور دائیں بائیں برسوں سے جو سڑکیں کھدی پڑی ہیں اور جن کا کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں ہے ان کارندوں سے بھی اچھی طرح حساب کتاب کر لینا..... ہمیں تو سب الٹا ہی بتاتے ہیں کبھی کہتے ہیں یہ سڑک ہم نے پائپ ڈالنے کے لئے کھودی ہے کبھی جواب ملتا ہے سوئی گیس کی لائنیں بچھائی جا رہی ہیں سبزی منڈی کی سڑک کو ٹوٹے ہوئے تو سالوں گزر گئے ہیں لیکن آثار اب بھی اچھے نظر نہیں آتے ہم اپنے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ کی خدمت میں کوئی گستاخی نہیں کریں گے یہ سارا کیا دھرا تو اسی میونسپل کارپوریشن کے چیئرمین کا ہے...... جو جہاز اڑاتے اڑاتے آسمان کے گر اور چیئرمین کی کرسی پر آ ٹپکا...... بچارے جمعدار بھی کیا کریں ان سے پوچھو تو جواب ملتا ہے کہ "بی بی دو مہینے ہو گئے تنخواہ نہیں ملتی.....اور جب سے یہ شخص آیا ہے تین تین مہینے بھی ہو جاتے ہیں..... ہم غریب لوگ ہیں خالی پیٹ کیسے صفائی کریں...... جتنا کام ہو سکتا ہے کر لیتے ہیں...... میں یہ کہہ رہی تھی کہ لالوکھیت سے سیدھا اور صاف ستھرا راستہ دستگیر کالونی کی طرف بھی جاتا ہے..... وہاں جا کر معلوم ہو گا وہاں جیسے کسی میلے ٹھیلے میں آ گئے ..... اتنے ظلم و ستم کے بعد بھی وہاں کی رونقیں بحال ہیں...... کیونکہ وہاں

منافقت نہیں محبتیں ملیں گی......وہیں پر ذرا آگے چل کر قائد تحریک الطاف حسین کا بھی ایک چھوٹا سا گھر ہے جسے عرف عام میں نائن زیرو کہا جاتا ہے......کوئی شرم کی بات نہیں ہے یہ معماران پاکستان کے بچے ہیں آپ مل کر خوش ہو نگے.....کیونکہ ایک زمانے میں بی بی بھی وہیں گئی تھیں لہٰذا آنکھ بند کر کے چلے جانا وہاں جاتے ہی محبتوں کی گرمی سے پگھل کر "موم" ہو جاؤ گے اور مہاجروں کے خلاف ہرزہ سرائی بند کردو گے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا کہ ہم نے ان کے ساتھ اتنی زیادتیاں اور ناانصافیاں کیوں کیں.....؟واپسی پر ذرا محمود ہ کے غریب خانے پر بھی آجانا میرے بھی تو کچھ مسائل ہیں.....اتنی دیر تو بیٹھو گے نہیں کہ میں کچھ خاطر مدارات کرسکوں البتہ ایک گلاس پانی کا ضرور پیش کرونگی تاکہ پانی پی کر تم اس "ہوائی آدمی" یعنی فہیم الزماں کی دل کھول کر خبر لینا جس نے بچت کی خاطر پانی اور گٹر کی لائنیں الگ الگ بچھانے کے بجائے ایک ہی پائپ سے دونوں کام لئے ہیں اب پانی میں خوشبوئیں تو آنے سے رہیں......دیکھو بھیا تم نے خود ہی وعدہ کیا ہے کہ قوم کے مسائل ان کے در پر جاکر حل کرو گے.....اپنا وعدہ ضرور نبھانا......ورنہ جھوٹ بولے کوا کاٹے......!

....

سیاست کے نام پر اقربا پروری

قوم کے غم میں دبلا ہونا

کراچی کی بھیانک منظر کشی

اخبار نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ کراچی میں دہشت گردی قابو سے باہر ہوتی جارہی ہے......گزشتہ ایک سال میں اس بدامنی کے نتیجہ میں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ انسان دہشت گردی کا شکار ہوئے اور اس دہشت گردی کے حوالے سے گزشتہ دنوں دو امریکی اہلکار بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے......ہم کہتے ہیں کہ اس افراتفری کی سیاست میں زیادہ حصہ سیاسی انتقام کا ہے......جب تک انتقامی سیاست کا کھیل ختم نہیں ہوگا ملک میں امن وامان کبھی قائم نہیں ہوسکتا..

موجودہ حکمران پاکستان سے زیادہ اپنی کرسیوں کو بچانے کی کوشش کررہے ہیں......سیاست کے نام پر اقربا پروری رشوت کے نام پر کمیشن......جماعتی بنیادوں پر نوکریوں کا تقرر......قابل اور اہل نوجوانوں میں مایوسی......انصاف کا خون......قانون کی پامالی......ماؤں بہنوں کی بے حرمتی عدالتوں پر دباؤ......سیاسی قیدیوں کے ساتھ خطرناک مجرموں جیسا سلوک......ان سب عوامل نے مل کر پاکستان کا حلیہ ہی بدل دیا ہے......اور پوری دنیا پاکستان کی تباہی کا تماشہ دیکھ رہی ہے بین الاقوامی ذرائع ابلاغ دن میں کئی مرتبہ اپنی نشریات میں ہمارے ملک میں ہونے والے خوفناک اور بھیانک مناظر کی تصویر کشی کررہے ہیں......پوری دنیا ششدرہ گئی ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک میں کیا مسلمان، مسلمان کی جان کے در پے ہے......؟

ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہماری وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی کارگردی مخدوش ہے......ان کے بیانات میں تضاد عام بات ہے اپنے ملک کی آگ بجھانے کے بجائے اپنے آنسوؤں سے کشمیر کی آگ بجھانا چاہتی ہیں......بے نظیر نے کبھی ہتھیاروں کا پھیلاؤ روکنے کی کوشش نہیں کی ملک میں امن سے زیادہ انہیں اپنا مشن پیارا ہے جس پر وہ بڑی خوبصورتی سے گامزن

ہیں......انصاف کو نظر انداز کر کے وہ سیاسی انتقام پر زیادہ توجہ دیتی ہیں......سیاسی مفاہمت کے بجائے وہ انسانی سروں کا سودا کرتی ہیں......ان سب باتوں کی وجہ سے پوری دنیا نے پاکستان کو دہشت گرد کہنا شروع کر دیا ہے......امریکہ نے بھی ان زہریلے اثرات کو بھگتنے کے لئے ہمیں تنہا چھوڑ دیا ہے اب اگر وہ بات بھی کرتا ہے تو اپنے مفاد کی......لگتا ہے بی بی کو کوئی فکر لاحق نہیں ہے اگر اپنے ملک اور قوم کے غم میں ذرا دبلی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہو گا......ذرا بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے سوچو کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور کیسے ہو رہا ہے......اپنے عوام کی سفوان کی ہموا بنو ایک دفعہ اس قوم سے لے تو ملا کر دیکھو......سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے......

اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے لئے جھوٹ اور منافقت کا سہارا لینا پڑتا ہے بی بی اس میں خوب ماہر ہو گئی ہیں لہٰذا جو شخص بھی اس کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کرے گا وہ اسے فکس اپ کر دیں گی لکھنے والے لکھتے ہیں وہ تو اتنے نا سمجھ ہیں کہ اپنے لکھے کو بھی نہیں سمجھ پاتے لیکن بی بی یہ خوش فہمی ہے پڑھنے والے بڑے آرام سے سمجھ جاتے ہیں وہ ہمارے تھوڑے لکھے کو بھی بہت جانتے ہیں کیونکہ یہ بڑا پر آشوب دور ہے جانور تو جانور......انسان بھی محفوظ نہیں ہیں کیا کوئی آئے کوئی جائے ہماری بلا سے......ہمیں یا ہماری نسلوں کو کونسا وزیر اعظم بننا ہے......اپنی تو وہی مثل ہے خود کنواں کھودنا اور پانی پینا اور بی بی یہ جو تم نے کہا ہے کہ رمزی یوسف مجھے قتل کرنا چاہتا تھا......تو پھر آپ نے اس کو امریکہ کے حوالے کیوں کر دیا......؟ اس کا محاسبہ تو پاکستان کی کسی عدالت میں ہونا چاہئے تھا......

....

کفن پھاڑ کر بولتا مردہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف

دکانداروں سے آنکھیں چراتے گاہک

کراچی سے بہن صوفیہ بانو لکھتی ہیں...... محمودہ بہن السلام علیکم...... روزنامہ امن میں تمھارا کالم پڑھا...... پہلے تو یقین ہی نہیں آیا کہ محمودہ سلطانہ اتنے عرصہ بعد مع اپنے برق وشرر کے ادبی دنیا میں پھر آن ٹپکیں ہم تو سمجھے تھے کیا ایک عرصہ گزر گیا۔ دنیا مرکھپ گئی...... خاک میں کتنی صورتیں پنہاں ہو گئیں...... ان ہی میں محمودہ سلطانہ بھی "مرکھپ" گئی ہوں گی...... مگر دل کہتا تھا کہ اگر محمودہ سلطانہ مرتیں تو چھوٹی سی خبر ضرور رنج والم کے ساتھ شائع ہوتی...... یہ شوخ وچنچل تحریروں والی اتنی خاموشی سے کیسے مر گئی...... ؟ اگر ہم نوحہ کناں بھی نہ ہو سکے...... آج جمعہ کو میرا بیٹا امن اخبار لے کر آیا پہلے تو میں نے سرسری طور پر اخبار دیکھا لیکن جب صفحہ پلٹا تو تمہارے کالم برق وشرر پر نظر پڑی برسوں سے یہ نام دماغ میں دھما چوکڑی مچا دیا تھا...... پھر عنوان کے نیچے تمہارا نام پڑھا...... یقین نہیں آیا...... جلدی جلدی پورا کالم پڑھا ایک نہیں بلکہ دو دفعہ پڑھا...... تحریر میں ہی دم خم...... میں تو سمجھتی تھی کہ عمر کے ساتھ قلم بھی بوڑھا ہو گیا ہو گا لیکن قلم میں اب تک وہی روانی اور تحریر میں وہی طنز و مزاح ہے...... کتنے عرصہ بعد بولی ہو...... مگر ایک بات ہے مردہ بولتا نہیں اور جب بولتا ہے تو کفن پھاڑ کے بولتا ہے...... بالکل یہی مثل تم پر صادق آتی ہے تمہارا ایک جملہ پڑھ کر پورا گھر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا...... تم نے لکھا تھا کہ اگر مرزا غالب کو راتوں رات کروڑ پتی بننے کا راز معلوم ہوتا تو وہ بھی کسی موئے فرنگی کی ٹانگ میں بم باندھ کر کب کے لکھ پتی بن چکے ہوتے اور انہیں قرض کی مے نہ پینی پڑتی"...... واہ بھئی واہ کیا دور کی کوڑی لائی ہو...... یہی تو بات ہے تمہاری تحریر کی سب کچھ کہنے کے بعد بھی کچھ نہیں کہتیں...... وہی معصوم سی معصوم...... اب تمہارے برق وشرر کی خاطر "امن" اخبار ضرور پڑھا کریں گے بشرطیکہ تمہارا قلم تمہاری زبان کی طرح چلتا رہے...... اچھا اب اجازت چاہتی

ہوں......کوئی بات بری لگی ہو تو اس کو بھی امرت سمجھ کر پی لینا کیونکہ تم تو برا بھلا سننے کی عادی ہو.....تمہاری بہن صوفیہ.......

لیاری سے محترم بھائی رحیم لکھتے ہیں.......محمودہ بہن السلام علیکم......تم نے اپنے برق وشرر میں ہمارے عبداللہ شاہ جو سندھ کے وزیراعلیٰ بھی ہیں......ان کو پوری کراچی کو سیر کرا دی.....حتیٰ کہ اپنے گھر بلا کر انہیں بدبودار پانی بھی پلا دیا.....تم ہو بڑی خود غرض ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں ایسے محلوں میں لے گئیں......جہاں متوسط طبقہ کے لوگ رہتے ہیں......کیونکہ تمہارا تعلق بھی متوسط طبقہ سے ہے......تمہیں یا تمہارے قلم کو ہم غریبوں سے کیا واسطہ......ہاں......سارے دکھ تو تمہارے اور تمہارے قبیلے کے ساتھ ہیں.....ہم تو جیسے بڑے خوشحال ہیں.....ارے محمودہ ہمارے تو اپنے بھی ہمارے کسی کام نہیں آتے......ہمارے علاقے میں چاہے مرتضیٰ بھٹو آئے چاہے اس کی بہن آوے سب اپنی اپنی بولیاں بول کر چلے جاتے ہیں.....ذرا تم ہمارے لیاری میں آ کر تو دیکھو......ایک بہن......دو بہن......سینکڑوں ننگ دھڑنگ بچے اور غربت کی ماری محنت مزدوری کرتی عورتوں سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی......اب تم ہماری زندگی کی ویرانی پر بھی قلم اٹھاؤ......ہم بھی تمہارے بھائی بہنیں ہیں......بشرطیکہ تم ہمارا دکھ سکھ سمجھ سکو یہاں آ کر ہم لوگوں سے مل کر بہت خوشی محسوس کرو گی......ارے ہم تو خود اس حکومت کے زخم خوردہ ہیں ہمارے تو وہی مثل ہے

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

............آپ کا بھائی رحیم

بدین سے قربان شاہ لکھتے ہیں......بہن جی......سلام......جب ہم چھوٹے تھے تو آپ کا کالم اخبار انجام میں بڑے شوق سے پڑھتے تھے "انجام" پاکستان کا سب سے بڑا اردو کا اخبار تھا......سچی بات تو یہ ہے کہ بہن ہمیں آپ کا کالم سن سن کر اردو پڑھنے کا شوق ہوا......جب ہمیں خود پڑھنا آ گیا تو سب سے پہلے اخبار انجام لے کر آپ کا برق وشرر ضرور پڑھتے تھے اس کے بعد ناشتہ واشتہ کرتے تھے.....ہم نے بہت سے کالم نگاروں کو پڑھا ہے......سب ہی اپنی جگہ اچھا لکھنے والوں میں شمار ہوتے

ہیں.....لیکن ایک خاتون ہوتے ہوئے آپ پر بڑی سے بڑی بات کتنی آسانی سے کہہ جاتی ہیں حیرت ہوتی ہے قلم کی آزادی پر کتنے لوگوں پر قیامتیں ٹوٹیں گی.....خدا کرے آپ کی تحریریں رنگ لائیں اور اس ڈھیٹ اور اسن مانی کرنے والی حکومت سے ہم سب کو چھٹکارا حاصل ہو.....آمین.....تمہارا بھائی قربان شاہ..........

جھنڈو سے ڈربی بی لکھتی ہیں.....اے بی محمودہ.....سلام.....سلام.....سات سلام.....تم کیوں ہاتھ دھو کر سیاستدانوں کے پیچھے پڑ گئیں.....انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے.....جو چاہتی لکھتی رہتی ہو پھر بھی قلم کی غلامی اتنی بڑھ گئی ہے کہ عام آدمی اب زندہ نہیں رہ سکتا.....سال میں ایک کے بجائے چار چار اور پانچ پانچ بجٹ آتے رہتے ہیں....کبھی یہ حکومت کہتی ہے گھی کی قیمتیں بڑھانا ناگزیر ہو گیا تھا اس لئے فی ڈبہ پانچ روپے قیمت بڑھائی جارہی ہے....کبھی اعلان ہوتا ہے کہ بین الاقوامی منڈی میں پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اس لئے ملک کے مفاد میں پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کیا جارہا ہے اس سے عام آدمی کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا.....غضب خدا کا کوئی دال ایسی نہیں جو پچیس روپے سیر سے کم ہو.....رمضان شریف کے مہینہ میں ہر روزہ دار چھوٹے اور وہی بڑے ضرور اپنے دسترخوان پر رکھتا ہے.....مگر جس کے گھر جاؤ دسترخوان سونا سونا نظر آئے گا مرچیں تو اب کسی کی آنکھوں میں جھونکنے کو بھی نہیں ملیں گی.....اب دیکھو نا.....عید قریب آرہی ہے.....اس موقع پر کتنی رونقیں ہوتی ہیں.....بازار جاؤ تو بھیڑ بھاڑ تو بہت ہے لیکن اس مہنگائی کی وجہ سے خریدار کوئی نہیں ہے سب لوگ حسرت سے کپڑوں کی طرف یکھتے ہیں اور پھر اپنی جیب کو دیکھ کر دکانداروں سے آنکھیں چرا کر خاموشی سے نکل جاتے ہیں.....پھر دوسرے دن نکلتے ہیں اور وہی سین دہراتے ہوئے ٹھنڈی آہیں بھرتے سوکھے سوکھے گھر واپس آجاتے ہیں....شوہر کا اترا چہرہ دیکھ کر بیوی کا منہ "تھوتھنی" کی طرح لٹک جاتا ہے اور منہ سے اول فول نکلتا ہے.....میرے اتنا لکھنے کو بہت سمجھنا.....کبھی خود بھی اس موضوع پر لکھنا شاید اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان کھل جائیں.....اللہ حافظ.........ڈربی بی..........

اور ڈاکو کا فون کرنا۔۔۔

دولت چلتی پھرتی چھاؤں

ہم تو سنتے آئے ہیں

ہمارا دل آج کالم لکھنے کو نہیں چاہ رہا..... لکھیں تو کیا لکھیں اور پڑھیں تو کیا پڑھیں...... وہی خونی خبریں..... دہشت گردی...... اغوا برائے تاوان........ ناانصافیاں..... لوٹ کھسوٹ..... چوری...... ڈکیتی.......... ان خبروں کو پڑھتے پڑھتے آنکھیں پتھرا گئیں اور ہم اتنے جذباتی ہو گئے کہ غصہ کے مارے مٹھیاں بھینچ لیں..... اب مٹھی بند ہے تو بند ہی رہنے دو..... ورنہ بڑے بڑے راز آشکار ہو جائیں گے اور ویسے بھی مٹھی بند ہے بند مٹھی سے کیسے کالم لکھیں ابھی ایک ہفتہ پہلے کا واقعہ ہے کہ ہمارے گھر کے پچھواڑے ایک گھر میں رات کے تقریباً ۱۱ بجے پانچ ڈاکو گھس آئے..... پہلے کال بیل بجائی منور میاں دیکھنے گئے کہ اتنی رات کو کون آیا ہے....... بس دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ ان لوگوں نے منور میاں کو دھکا دیا اور اندر داخل ہو گئے..... گھر کے سارے مردوں کو گن پوائنٹ پر اکٹھا کر کے دیوار سے لگا دیا....... اور سارے گھر کی تلاشی لی....... دو آدمی دونوں گیٹوں پر پہرہ دیتے رہے اور ایک آدمی سب کو گن پوائنٹ پر لئے کھڑا رہا..... اور دونوں ڈاکو لوٹ مار میں لگ گئے..... کیونکہ پڑوس کا معاملہ تھا لہٰذا ہمارا جانا بہت ضروری تھا ویسے بھی پڑوس کی خالہ (بیگم محمود قریشی) ہم سے اور ہمارے بچوں سے بہت محبت کرتی ہیں..... جب سے ہماری شادی ہوئی ہے اور ہم یہاں خدا داد کالونی بیاہ کر آئے تو انہوں نے اس وقت ہی سے ہمیں اپنی بیٹی بنایا ہے..... اور اسی طرح نبھاتی بھی ہیں...... ان کے بچے بھی بڑے لائق اور مہذب ہیں...... خیر تو میں وہاں گئی...... خالہ کے ہاتھ جگہ جگہ سے چھل گئے تھے...... ظالموں نے بڑی بے دردی سے چوڑیاں اتاری تھیں یہی حال ان کی بہوؤں کا بھی تھا..... غرضیکہ ڈاکو سارا مال لوٹ کر لئے گئے...... پھر تھانہ پولیس...... جو کچھ بھی ہوتا ہے ہوا..... نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات...... کبھی آج تک کوئی ڈاکو پکڑا گیا ہے جو یہ پانچ ڈاکو پکڑے

جائیں گے..... پچھلے سال ہمارے گھر بھی اسی قسم کا ڈاکہ پڑ چکا ہے.....اور ڈاکہ پڑنے کے تقریباً دو گھنٹہ بعد ڈاکو صاحب نے فون کر کے اطلاع دی میں جنگ کا نمائندہ بول رہا ہوں ڈاکہ کی تفصیل معلوم کرنا ہے........ہم نے جونہی فون پکڑا دوسری طرف سے آواز آئی میں ڈاکوؤں کا سرغنہ بول رہا ہوں ڈاکہ میرے حکم پر پڑا تھا.....آپ ہمیں معاف کر دیں.....کیونکہ آپ تو ملک کی نامی گرامی شخصیت ہیں......ہمارا نشانہ کوئی اور گھر تھا......لیکن ہمارے آدمی غلطی سے آپ کے گھر چلے گئے......انشاءاللہ میں صبح پھر ٹیلی فون کروں گا.....آپ انتظار کیجئے......ہم نے لاکھ کہا کہ تم تو ہمارے بچوں کی طرح ہو.....سامنے آ کر بات کرو اور اپنا نام بھی بتاؤ.....کہنے لگا آنٹی نام پوچھ کر کیا کریں گی میرا نام آپ کے بڑے بیٹے کے نام پر ہے.......یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا جس کی اطلاع ہم نے فوراً ہی پولیس کو دے دی......ایک بات ہے پولیس لاکھ جھوٹ بولے لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ ڈاکو جھوٹ نہیں بولتے تو ڈاکوؤں کے سردار نے دوسرے دن ٹھیک دس بجے صبح ٹیلی فون کیا اور کہا کہ آنٹی ہم آپ کا زیور اور سامان نہیں لوٹا سکتے کیونکہ ہمارا آدمی آپ کی چوڑیاں اور دوسرا زیور جوئے میں ہار گیا ہے......لہٰذا ہم آپ سے پھر معافی مانگتے ہیں......ہم نے کہا بیٹا......ٹھیک ہے جو کچھ ہوا سو ہوا......لیکن پولیس کی وہی مثل.....زمین جنبد نہ جنبد گل محمد اور وہی پرانی رٹ......بیگم صاحبہ ملزم ابھی تک نہیں ملا......جیسے ہی ملے گا آپ کا سامان بھی مل جائے گا......اس بات کو آج دو سال ہو گئے ہیں......ہمیں اس لئے شکوہ شکایت نہیں ہے کہ ہمیں معلوم تھا کہ یہی سب کچھ ہوگا.....اور دوسرے یہ کہ دولت، روپیہ پیسہ زیورات سب چلتی پھرتی چھاؤں ہیں......ان کا کیا غم.....جتنے دن ہمیں استعمال کرنا تھا کر لیا.....یہی شکر ہے کہ جانیں بچ گئیں.......ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ آج ہم کالم نہیں لکھیں گے......سو......نہیں لکھتے......مٹھی بند ہے.......کیسے لکھیں.....ہاں البتہ شاعری کی ضرور ٹانگ توڑ سکتے ہیں.....کیونکہ آزاد ہو گئی ہے.....ذرا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور داد دیں.......کنجوسی نہیں چلے گی..........

جیسا بویا ہے ویسا کاٹو گے

پھر اپنوں ہی میں بانٹو گے
یہ گھر تیرا ہے
نہ میرا ہے
بس!
چند یار رین بسیرا ہے
ہم تو سنتے آئے ہیں
یہ سرد ہوائیں
چلتی ہیں تو روتی ہیں
جانے کیا......!
دیکھ کر آئی ہیں
پہروں سوچتی رہتی ہیں
تم تو ہم سے ملتے ہو......لیکن
نفرت لے کر پھرتے ہو
یہ مشرق کے باسی
مغرب کے رہنے والوں سے
کبھی نہیں مل سکتے
ہم تو سنتے آئے ہیں
یہ نہیں ہوتا............
وہ نہیں ہوتا...........
یہ بھی ٹیڑھا.........وہ بھی ٹیڑھا
میں بھی ٹیڑھا

تو بھی ٹیڑھا

ناچ نہ جانے

وآنگن ٹیڑھا

ہم تو سنتے آئے ہیں

اس دور میں جینا مشکل..... مرنا مشکل

کون ہے.......؟

جو یہ کہتا ہے

لوٹو، مارو

کھاؤ، پیو

جینا بس یہ جینا ہے.....ہم کو اب نہیں مرنا ہے.....

مرنا ہے تو......

شرم سے مرو

چلو بھر پانی میں

ڈوب مرو.....ڈوب مرو

ہم تو سنتے آئے ہیں---

مذاکرات کیساتھ آپریشن بھی جاری

بغل میں چھری منہ میں رام رام

ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم

زباں کچھ نہیں سکتی.......اور کہے بن رہ بھی نہیں سکتی..........ہم نے اپنے قلم کو بڑا سنبھالنا چاہا......بہت روکا.....کہ بھیا کچھ نہ لکھ مذاکرات ہو رہے ہیں.....چپ رہو.....اسی میں پوری قوم اور ملک کی بھلائی ہے.....قلم نے تڑخ کر جواب دیا......واہ بی محمودہ میں کیوں چپ رہوں......تم ہی تیرہ تیزی کی گھنگھیاں منہ میں ڈالے ٹک ٹک دیدم.....دم نہ کشیدم کے مصداق بیٹھی لاشیں گنتی رہو......عجیب تماشا ہے ہمیں تو درس دیا جاتا ہے کہ دہشت گردی بند کردو.....اسلحہ پھینک دو......اور خود سرکاری اہل کار سر عام اسلحہ لے کر دندناتے پھر رہے ہیں.....پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ اچھے مذاکرات ہیں.....بغل میں چھری منہ میں رام رام......اقتدار کے نشے میں چور ہو کر ایسے ایسے کمالات دکھائے ہیں کی عقل دنگ رہ گئی ہے.....عورت پر پیارا سا تبسم اور دھیما لہجہ ہی جچتا ہے.....لہجہ کی سختی یہ بتاتی ہے کہ مذاکرات کے پس پردہ بھی کوئی چھپا بیٹھا ہے۔ بی بی آپ ملک کی وزیر اعظم ہیں......ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں.......اسلام آباد میں بیٹھ کر ذرا کراچی میں قتل و غارت گری کا منظر بھی کھلی آنکھوں سے دیکھیں.......ہم نے پہلے بھی کئی بار لکھا ہے اور الطاف حسین نے بھی بار ہا دیا بیان دیا ہے کہ ہمارا دہشت گردوں سے کوئی تعلق نہیں ہے.....آپ انہیں گرفتار کریں یا سولی پر چڑھا دیں......ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے......کیونکہ امن وامان قائم کرنا اور امن وامان برقرار رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے جب ہم دہشت گردوں کو قبول ہی نہیں کرتے تو پھر آپ کیوں ہمارا ہاتھ زبردستی دہشت گردوں کے سروں پر رکھ رہی ہیں.....اور اگر آپ ہمارا ہاتھ ہٹا کر دیکھیں گی تو.....دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف.......اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی........ہم اور آپ دو نہیں ہیں.....قسم خدا کی ہم ایک ہی ہیں.....پھر آپ کیوں ہم سے قیدیوں جیسا سلوک کرتی ہیں.......یہ

سرکاری اہل کار قوم کے پیسے پر پلتے ہیں جب ہمارے گھروں میں گھس کر ہمارے بچوں کو دیوار سے لگا کر گولیوں سے بھون دیتے ہیں تب بھی حکومت کو ہم مرنے والے ہی دہشت گرد نظر آتے ہیں......ماؤں اور بیٹوں کی بے عزتی کرتے ہیں...... پر مجھے یقین ہے کہ بی بی آپ کا دل ضرور تڑپا ہوگا........اور چاہے کسی خبر پر یا کسی معاملے میں شنوائی ہو نہ ہو مگر کسی عورت کی چادر اب نہیں چھینی جائے گی کیونکہ ہماری حفاظت کرنے والی موجود ہے........لیکن آپ کی حکومت رئیس فاطمہ کا کھوج بھی نہ لگا سکی......حیرت ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ کے لبوں پر مہر لگی ہوئی ہے.....آخر آپ کا کس بات کا خوف ہے.....عوام کا اعتماد حاصل کرنا ہی آپ کے لئے عزت و وقار کا باعث بن سکتا ہے.......جب آپ کی حکومت سے آپ کے عوام ہی نالاں ہو جائیں.....گھٹ گھٹ کر مرنے لگیں تو آپ ان سے کیسے توقع کر سکتی ہیں کہ برے حالات میں وہ آپ کا ساتھ دیں گے.....

پاکستان بھر کے اخبارات.......اپنے اداریوں میں.......خبروں میں کھل کر اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ کراچی کے لوگوں کے ساتھ قصابوں جیسا سلوک بند کرو.........ان کو بھی آزادی سے جینے کا حق دو........ہر کسی کو غدار کہنا چھوڑ دو.......ملک بنانے والوں کا احسان مانو........اب تو غیر ممالک میں بھی یہ بینرز لگ گئے ہیں کہ کراچی پر ظلم بند کرو......کل ہی کی خبر ہے کہ آسٹریلیا کے شہر کینبرا میں پاکستانی سفارت خانہ کے سامنے ایم کیو ایم اوورسیز یونٹ کے زیر اہتمام ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا......اور زبردست نعرے بازی کی گئی کہ پاکستان کے شہر کراچی میں ریاستی مظالم بند کرو......اب جب کہ مذاکرات ہو رہے ہیں تو بھی پوری دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ اتنے احتجاج کے باوجود بھی کراچی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے.......اور بے گناہوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے......اور ان پر ہی الزام تراشی بھی ہو رہی ہے.....حالانکہ مذاکراتی ٹیم کے سربراہ جناب این ڈی خان صاحب نے یقین دلایا تھا کہ مذاکرات کے دوران ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے کوئی آپریشن نہیں کیا جائے گا......اور نہ ہی کسی قسم کی اشتعال انگیز بیان بازی ہوگی اس یقین دہانی کے باوجود آپریشن ابھی تک جاری ہے.....لوٹ مار کا بازار گرم ہے.....قتل و غارت گری اپنے عروج پر

ہے...... حکومت نے اپنے نصیر اللہ بابر مسلسل بیان دے رہے ہیں...... ان کے اشتعال انگیز بیانات پورے ملک کو دہکتی ہوئی آگ میں جھونک سکتے ہیں...... بی بی اگر آپ مخلص ہیں تو اپنے وزیر داخلہ کو سرزنش کریں...... شاید آپ کی سرزنش سے یہ سدھر جائیں..........

....

پاکستان کا سیاسی زائچہ

قوم کے لئے بہتری کے آثار

کون کیا کر رہا ہے ؟

کراچی میں دہشت گردی کے واقعات سے پوری دنیا لرز کر رہ گئی ہے...... بعض ممالک نے تو اپنے عوام کو یہ ہدایت جاری کر دی ہیں کہ کراچی جانا خطرے سے خالی نہیں ہے.... اگر نہ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے...... جتنا موجودہ حکومت کے خلاف لکھا گیا ہے شاید ہی کسی اور حکومت کے بارے میں لکھا گیا ہو...... مگر حکومت ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتی...... بلکہ اپنی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی ہے..! آج کل علم نجوم اور پیشگوئیوں کا چرچا اکثر اخبارات میں رہتا ہے سو ایک سیاسی زائچہ ہم نے بھی تیار کیا لیکن ہم نے زائچہ بنا کر ایک نظر ڈالی تو حالات کچھ پیچیدہ نظر آئے تاہم پاکستان کے لئے بہتری کے آثار ہیں...... پہلے خانے کی مالک بے نظیر صاحبہ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں.. کہتی کچھ ہیں اور کرتی کچھ ہیں...... لوگوں کے لعن طعن کے باوجود بھی وہ اس جنجال سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتیں حالانکہ پانچویں خانہ کے مالک ان کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں...... نویں گھر کا مالک نواز شریف ان کا بدترین دشمن ہے ستاروں کی چال سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں گھر کا مالک جو پہلے گھر کا پڑوسی ہے وہ بھی ان کا نہیں ہے اس سے بھی ان کی کھٹ پٹ رہتی ہے کبھی کمیشن کے معاملہ پر کبھی اندرونی معاملات میں مداخلت پر جب کہ آٹھویں گھر کا مالک ان پر حاوی ہونا چاہتا ہے...... کیونکہ دسویں گھر میں امریکہ بیٹھتا ہے لہٰذا وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا...... سولہویں گھر کا مالک امریکہ بھی نویں گھر کا پیار سے دیکھتا ہے تو گھبرا کر اس کی نگاہیں پھر پہلے گھر پر واپس آ جاتی ہیں۔ ادھر ایک طوطا ہے جسے ساتویں گھر میں قید کر دیا گیا ہے اور وہ صبح شام وہی سبق رہتا ہے جو اسے پہلے گھر سے موصول ہوتا ہے..... یہ حکم کا بندہ اس کے خلاف خواہ سازشیں ہوں لیکن یہ ستارہ اتنا قوی ہے کہ اس کا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا......... چوتھے گھر کے مالک بھارت نے جب کراچی شہر میں نفرتیں

دیکھیں تو اس نے ان نفرتوں کو ہوا دینے کے لئے اپنے آدمی جنہیں دہشت گرد یا "را" کے ایجنٹ کہہ لیں پاکستان کی سرحدوں میں بھیج دیئے......کیونکہ ہماری سرحدیں بالکل لاوارث ہیں......دوسرے گھر میں ہمارے لمتھیک سیاستدان نصر اللہ بیٹھے ہیں....یہ بھی اپنا سوکھا سڑا ہاتھ بے نظیر کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور کبھی حقہ پکڑ کر نصیحتوں پر اتر آتے ہیں مگر آج کل کے بچوں پر نصیحتوں کا کیا اثر......؟ وہی کریں گے جو ان کے ستارے کہیں گے......چھٹے خانہ کی طرف ہم نے نظر ڈالی تو وہاں معین قریشی کو دیکھا جو ہاتھ باندھے بڑی عاجزی سے کہہ رہے ہیں اے پاکستانی قوم......اگر تجھے میری ضرورت ہے تو میں پھر تیری قسمت سے کھیلنے کو تیار ہوں لیکن عوام کی رائے ان کے حق میں نہیں ہے......دودھ کا جلا چھاج کو پھونک کر پیتا ہے.....آٹھویں گھر کی لالچی نگاہیں پورے پاکستان پر لگی ہوئی ہیں کہ اس پر قبضہ کر کے مظلوموں کا تاج شاہی اپنے سر پر سجا لیں......مگر پانچویں خانہ کا مالک ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا......اور پھر بارہویں خانہ کا مالک الطاف حسین جس کے سارے ستاروں پر نظریں ہیں خون سے سینچی ہوئی اس سرزمین پر کسی کا قبضہ برداشت نہیں کرے گا......بارہویں گھر کا مالک الطاف حسین جو گہری نظروں سے سب کا مطالعہ کر رہا ہے.....ملک سے غداری کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کرے گا......یہ بڑا طاقتور ستارہ ہے اور پھر ادھر ادھر سے آئے ہوئے سارے سیارے ابھی اس کے گرد جمع ہو گئے ہیں......ساتویں گھر کے مالک نواز شریف بھی بارہویں گھر میں قدم جمانے کی کوشش کر رہے ہیں......شاید یہ اشارہ ان کو پانچویں گھر کے ستارے سے ملا ہے......ستاروں کی چال یہ بتا رہی ہے کہ آئندہ تین چار ماہ حکومت کے لئے ناقص ہیں تیسرے گھر کے مالک پیر پگارا نے ہاتھ میں جھاڑو پکڑ لی ہے تا کہ صفائی کا انتظام ہو سکے......چھٹے گھر کے مالک معین قریشی نے بھی پانچویں گھر کے مالک سے علیحدگی میں ملاقات کر کے ان کے سوئے ہوئے جذبات کو ابھارا ہے اسی وجہ سے ان کی پیشانی پر شکنیں اور چہرہ تمتماہٹ ہے......ہمیں ستاروں سے آگے بھی ایک جہاں نظر آیا......جہاں اسلم بیگ اور حمید گل عمران خان کو لئے گھوم رہے ہیں......بلکہ چہل قدمی کرتے ہوئے پہلے گھر کی طرف آ رہے ہیں......ہم پہلے گھر کو اتنا ہی مشورہ

دے سکتے ہیں کہ پیرپگارا کی طرح وہ بھی کسی میز کے نیچے اپنے چھپنے کا انتظام کرے.............(واللہ اعلم بالصواب)

....

انسان ٹوٹ پھوٹ گیا ہے

مسئلہ عوام کے غدار ہونے کا

کراچی کے حالات کدھر جارہے ہیں

ہماری آنکھیں اتنی تیز نہیں ہیں کہ لوگوں کا ایکسرے یعنی پھریں کہ جس پر نظر ڈالی اور اس کی ہڈیاں پسلیاں گن ڈالیں...... اگر ایسا ہو بھی جائے پھر بھی ہم پوری ہڈیاں نہیں گن سکتے کیونکہ انسان ٹوٹ پھوٹ گیا ہے..... کمر کی ہڈیاں دیکھو تو وہ مہنگائی کے بوجھ سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکی ہیں محنت مشقت کرتے کرتے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں وحشت ناک اور دہشت ناک خبریں سنتے سنتے دماغ الٹا ہو گیا ہے دل کا حال مت پوچھو...... اس پر تو قیامتیں گزر گئی ہیں کبھی اتنی تیزی سے دھڑکتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ کے راستے باہر آ جائے گا...... کبھی رفتار اتنی سست ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ "تھک روتے روتے سو گیا ہے"...... بس اسی حال میں حضرت انسان کی گزر بسر ہو رہی ہے ڈرل مشین سے سوراخ کرنا تو عام بات ہے اس کے بغیر تو یہ ظالم سفاک مرنے ہی نہیں دیتے جو بھی لاش ملی ہے ان کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے ملے ہیں اور جسم پر جگہ جگہ سوراخ پر پھر برسٹ مار مار کر بھیجہ تک باہر نکال دیا ہے...... جس کی تصویریں ہمارے پاس بھی آئی ہیں...... کون سے کلیجہ ہے جو ایسی ایسی عبرتناک تصاویر دیکھ کر نہ پھٹ جائے اور کون وہ ہے کس کی آنکھ سے آنسو نہ نکلے...... ہر روز آپ اخبارات اٹھائیے پچیس سے تیس افراد کے اغوا و ہلاکت کی خبریں پڑھ لیجئے...... یہ تو اخباری اطلاعات ہیں جو مل جاتی ہیں اور شائع ہو جاتی ہیں اور کتنے ہی ایسے لوگ مر رہے ہوں گے جو اخبارات کی دسترس سے باہر ہیں جن کی خبریں شائع ہونے سے رہ جاتی ہیں...... اس طرح اوسطاً مرنے والوں کی تعداد چالیس سے پچاس تک ہے...... حکمران بھی عجب ہیں کہ اتنا خون خرابہ اور دہشت گردی ہو اور وہ بے بسی سے تماشہ دیکھتے رہیں...... ایسا کبھی نہ دیکھا...... نہ سنا...... کراچی کے عوام پر جو بھی گھڑی گزر رہی ہے وہ قیامت سے کم نہیں...... باہر نکل کر زندہ بچ جانا

ایک معجزہ ہے......گھروں کے اندر بیٹھے ہوئے لوگ محفوظ نہیں ہیں......حکومت سے بار بار تحفظ کی بھیک مانگنا اور بار بار یہ کہنا کہ حکومت جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہوگئی ہے یہ بھی بات پرانی ہوگئی ہے......ملک دشمن عناصر اپنی چالوں میں کامیاب ہوگئے ہیں اس لئے پوری قوم کو متحد ہوکر یہ جنگ لڑنا ہوگی یہ ہماری موت و زیست کا سوال ہے وزیر اعظم نے مہاجروں سے اور مہاجروں کے قائد سے ت نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے وزیر داخلہ جناب نصیر اللہ بابر کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ.........ان کے بیان بھی جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں......ہم تو وزیر داخلہ صاحب سے اتنا ہی کہیں گے کہ آپ قسطوں میں پاکستان کے لوگوں کو غدار کیوں قرار دیتے ہیں......بس ایک دفعہ ایک ہی بیان دیں کہ پیپلز پارٹی اور اس کے دہشت گردوں کو چھوڑ کر پورا ملک غدار ہے......شاید آپ کے کلیجہ میں ٹھنڈک پڑ جائے......وزیر داخلہ صاحب کو سوچنا چاہئے کہ پورے ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے سے حکومت کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے کچھ لوگ تو غدار ہوسکتے ہیں لیکن پوری قوم غدار ہوجائے یہ ناممکن ہے......اس کا صاف یہ مطلب ہوا کہ جو آپ کی بچکانہ پالیسیوں سے اتفاق کرے وہ محب وطن اور جن لوگوں کو آپ کی بنائی ہوئی پالیسیوں سے اتفاق نہیں ہے وہ سارے کے سارے غدار......!

کراچی میں رونما ہونے والے واقعات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں عوام کی ہلاکت ریاستی تشدد کا نتیجہ ہے اور حکمرانوں کے بیانات سے بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ حکومت کسی بھی عوامی مطالبے کو گفت و شنید اور مصالحت سے حل کرنے کے بجائے اندھا دھند ریاستی طاقت سے کچلنے کی پالیسی اپنائے ہوئے ہے جس کے نتیجہ میں کوئی بھی مسئلہ اب جمہوری طریقہ سے حل نہیں ہوسکتا کراچی کے مسئلہ پر حکومت کا ایک طرفہ پروپیگنڈہ انتہائی بددیانتی کی عکاسی کرتا ہے......جو کچھ ہورہا ہے وہ سب دیکھ رہے ہیں......غیر ممالک کے نشریاتی ادارے جس طرح پاکستان کے عوام کے مسائل پیش کر رہے ہیں وہ ڈوب مرنے کا مقام ہے......لیکن پوری دنیا اب جانتی ہے کہ حکومت نے ڈھٹائی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے......

....

جو بات کی لاجواب کی

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے الزامات

۱۳۰ افراد کا قتل معمولی بات ہے

تادم تحریر حکومت اور ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے مذاکرات تعطل کا شکار ہیں..... این ڈی خاں صاحب جو حکومت کی طرف سے مذاکراتی ٹیم کے کپتان ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ غلط ہے کہ مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے ہیں ہم قدم بقدم آگے بڑھ رہے ہیں۔.''الطاف گروپ'' سے ہم نے جن باتوں کی وضاحت کے لئے کہا ہے اگر وہ ان وضاحت کردیں تو مذاکرات تیزی سے آگے بڑھیں گے...ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اجمل دہلوی کا کہنا ہے کہ اگر حکومت نے ان کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب نہ دیا تو ہم لوگ مذاکرات میں شرکت کے لئے اسلام آباد نہیں جائیں گے.....انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے سرکاری ٹیم کو چار نکات پیش کئے تھے اور انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ جب تک ان اعتراضات کا تسلی بخش جواب نہیں دیا جائے گا یہ تعطل جاری رہے گا....ادھر حکومت نے ایم کیو ایم پر جو ۲۱ الزامات لگائے تھے ان کا جواب اخبارات روزانہ قسط وار شائع کر رہے ہیں..... پوری قوم ششدر ہے کہ اتنے بھونڈے الزامات بھی کوئی حکومت عائد کر سکتی ہے اب آپ ہی بتائیں کہ ایسے الزامات یا ایسے نکات کا کیا فائدہ جو سب کی سمجھ سے بالاتر ہوں اور سرے سے جن باتوں کا وجود ہی نہیں ہے وہ باتیں بھی حکومتی ٹیم کی جانب سے نکات کا حصہ ہیں..... بی بی نے بھی حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کے جوابات پڑھے ہونگے.....لیکن ابھی انہیں غصہ ہے اور وہ برطانوی حکومت کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ الطاف حسین کو اپنی سرزمین نہ استعمال کرنے دے..الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر ہڑتال کی کال دیتے ہیں..اور کراچی میں ان کے انتہا پسند دہشت گردی کر کے روزانہ ۱۳۰ افراد کو ہلاک کر دیتے ہیں.....میں نے جو ہے نہیں کہا....میری زندگی کو سخت خطرہ ہے.......بی بی نے اس بات کا اعتراف بھی کرلیا کہ کراچی میں روزانہ ۱۳۰ افراد کو ہلاک کر دیا جاتا ہے......کسی بھی جمہوری ملک کی

وزیراعظم کا یہ اعتراف کرنا کہ اس کے دور حکومت میں امن وامان کی یہ حالت ہے کہ ۳۰ افراد کا روزانہ قتل ایک معمول بات ہے۔اس سے بڑھ کرنا کامی کا اعلان اور کیا ہوگا...

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی ہیں ..ہمیں ان کا جواب چاہئے..

ا۔رپورٹ میں الزام لگایا ہے کہ حکومت پاکستان نے توہین رسالتؐ کے مقدموں میں متعلقہ قانون میں ضابطے کی بعض تبدیلیوں کا اعلان کیا مگر اس ضمن میں کوئی اقدام نہیں کیا گیا..

۲۔سندھ میں آپریشن کے دوران ایم کیو ایم کے سینکڑوں کارکن گرفتار کر لئے گئے جن میں درجنوں ضمیر کے قیدی تھے مطلوبہ کارکن نہ ملنے کی صورت میں ان کے رشتہ داروں کو پکڑ لیا گیا اور اذیتیں دی گئیں..

۳۔اندرون سندھ متعدد سیاسی پارٹیوں کے کارکن گرفتار کر لئے گئے.

۴۔۹۶ سالہ جی ایم سید کی نظر بندی جاری رہی.....

۵۔مسلم لیگ (ن) کے سینکڑوں کارکنوں کو حکومت کے خلاف مظاہروں کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور درجنوں افراد کو ایم پی او کے تحت نظر بند کیا گیا اور ان میں کچھ نظر بند ضمیر کے قیدی تھے......

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی رپورٹ میں الزام لگایا ہے کہ پولیس اور عدالتی تحویل میں تشدد.خواتین کی آبروریزی اور مجرمانہ حملوں کے نتیجے میں ۱۶۲ افراد ہلاک ہو گئے...اور ایک سال میں صرف کراچی میں سات سو افراد ہلاک ہو گئے.......

۶۔مالاکنڈ میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی تحریک کچلنے کے لئے حکومت نے نیم فوجی دستوں سے کام لیا..

یہ چند الزامات ہیں جو ایمنسٹی انٹرنیشنل نے حکومت پاکستان پر لگائے ہیں...انسانیت سوز مظالم کے خلاف ایم کیو ایم ہی نہیں اب دوسری سیاسی جماعتیں بھی متحد نظر آتی ہیں جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ عوام کراچی کو ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے میدان میں آئیں.....اور اگر چار قومیتوں کی بات ہوگی تو پھر مہاجر قومیت کا بھی مطالبہ کیا جائے

گا........مہاجر قومیت کو تسلیم نہ کرنا سراسر زیادتی ہے.....حکومت اگر قیام امن میں مخلص ہوتی اور مذاکرات کا مقصد بھی امن قائم کرنا ہوتا تو محاصروں کے ذریعہ مہاجر بستیوں میں آپریشن نہ کیا جاتا.....ہم پوچھتے ہیں کہ کیا سارے دہشت گرد مہاجر بستیوں میں رہتے ہیں کیا کسی اور جماعت یا کسی اور بستی میں کوئی دہشت گرد نہیں......دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے گی کہ سب ٹھیک ہے.........

ان سب کے باوجود وزیر قانون کہتے ہیں "حقوق انسانی کے بارے میں ہماری پارٹی اور حکومت کا ٹریک ریکارڈ بہت اچھا ہے".....جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی.....

....

قانون اندھا ہوتا ہے

کرش کرنے کی پالیسی

ہمارا مرنا جینا یہاں ہے

قانون تو اندھا ہوتا ہی ہے اب حکومت بھی اندھی ہوگئی ہے........جب یہ دونوں ہی اندھے ہوگئے ہیں تو کاروبار زندگی کیسے چلے........؟ ابھی کچھ بینا لوگ پاکستان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہیں اور خبر آئی کہ حکومتی پارٹی ایم کیو ایم سے مذاکرات پر تیار ہے......اور اس طرح باقاعدہ مذاکرات شروع ہوئے......اب یہ نہیں معلوم کون سی ایسی چھڑی گھمائی گئی جو ضدی جابر اور ظالم حکومت گھٹنے ٹیکتی مذاکرات کی میز پر آئی......اور پوری قوم خوشی سے جھوم اٹھی کہ......اب امن قائم ہوتا ہے اور تب......لیکن جہاندیدہ لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ سب ڈھونگ ہے......یہ ضدی فطرت بی بی کسی کے قابو کی نہیں ہیں......پتہ نہیں ایسا کیا تھا کہ وہ مذاکرات کے لئے تیار ہوگئیں......آپریشن بھی جاری رہا اور اس ناسازگار ماحول میں قوم کی امنگوں کے مطابق مذاکرات بھی ہوتے رہے......آخر کب تک صبر کی بھی انتہا ہوتی ہے......حکومت کی غیر سنجیدہ حکمت عملی کے باعث اچھے بھلے مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے......سب کی امیدوں پر پانی پھر گیا......پہلے بھی اس خدشہ کا اظہار کیا گیا تھا کہ حکومت نے جو یہ ڈھونگ رچایا ہے اس کا بھانڈہ خود حکومت کی طرف سے پھوٹے گا......اور ہوا بھی یہی......این ڈی خان صاحب کا بیان آیا کہ ہم تو انتظار کرتے ہی رہے اور وہ نہ آئے......ارے بھیا......جب تم نے رابطہ ہی نہیں کیا......تو کون آتا......اور کیسے آتا......اتنا جھوٹ بولو کہ بخار نہ آئے اور نہ کوا کاٹے......ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے بینا دانا لوگوں کا کہنا ہے کہ ایم کیو ایم اور حکومت کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ ٹوٹنے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ حکومت اب کرش کرنے کی پالیسی پر عمل کرے گی جس کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے کراچی میں امن قائم ہونے کے لئے ایم کیو ایم اور حکومت کے مابین تعطل کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ دونوں فریقوں کو فوراً مذاکرات شروع کرنے

چاہئیں......جس طرح دانا و بینا افراد ملک اور قوم کے مفاد میں سوچتے ہیں اسی طرح اور لوگوں کو بھی ملک کا مفاد عزیز ہوگا......اور یقیناً وہ بھی کراچی میں قیام امن کے لئے سنجیدہ ہوں گے......لیکن وہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں میرے ان سے بھی درخواست ہے جو محب وطن افراد خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں اور حکومت پر ان کا اثر ورسوخ بھی ہے وہ بھی آگے آئیں اور حکومت کو اسکی بے جا ضد اور غلطیوں سے آگاہ کردیں......شاید کسی کا نسخہ تیر بہدف ثابت ہو......ہمیں یقین ہے کہ ملک کا ہر شہری محب وطن ہے بالکل اسی طرح برصغیر سے آئے ہوئے مسلمان بھی اپنے اس ملک سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے وطن کے لئے عظیم الشان قربانیاں دے کر آئے ہیں اور اس نیت سے آئے ہیں کہ یہ ملک پاکستان ہمارا وطن عزیز ہے....اور ہماری قربانیوں کے نتیجہ میں اس کا وجود عمل میں آیا ہے.....اب ہم کہاں جائیں گے......ہمارا کہاں ٹھکانہ ہے......ہمیں جینا اور مرنا اسی پاکستان میں ہے اور ہم اسے توڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے.....اسی طرح اس ملک کے دیگر صوبوں کے شہری ہیں ان کا بھی کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے......اول اور آخر منزل پاکستان ہے.....یہی سوچیں رکھتے ہوئے ہم کبھی کسی کو غدار نہیں کہتے اور نہ ہی کسی کی نیتوں پر شبہ کرتے ہیں ہماری ہمت اور صبر قابل ستائش ہے کہ ہم پر ایک عرصہ سے غداری کے الزامات عائد کئے جارہے ہیں کسی کو غدار کہنا کتنی بڑی گالی ہے اور ہم مسلسل یہ گالیاں سن رہے ہیں......برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے......دل چھلنی ہوچکے ہیں......لاوا پک چکا ہے کسی بھی وقت پھٹنے والا ہے......اس سے پیشتر کہ لاوا پھٹے اور سب کچھ ختم ہوجائے....حکومت کو چاہئے کہ اپنے لب ولہجہ میں شائستگی پیدا کرے......جھوٹے اور غیر مہذب بیانات دینے سے گریز کرے......جنرل نصیر اللہ بابر کے بیانات جلتی پر آگ کا کام کررہے ہیں انہیں بیان بازی سے روکا جائے......ہم تو خود دہشت گردی کے خلاف ہیں.....ہم نے بارہا دہشت گردوں کے خلاف لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو مجرم ہے اسے ضرور سزا ملنی چاہئے ہم مجرم اور دہشت گرد کو کسی مراعات کا مستحق نہیں سمجھتے......لیکن بلاوجہ گھروں پر چھاپے مارنا مجرم نہ ملے تو اس کے رشتہ داروں کو زدوکوب کرنا اور گرفتار کرکے لے جانا اور بے جا تشدد کرکے ہلاک کردینا یہ کہاں کا قانون ہے باپردہ

خواتین کے بے آبرو کرنا گھر کا ساز و سامان لوٹ لینا..... یہ کس کھاتے میں جاتا ہے. تھانوں کو عقوبت خانے بنا دینا کون سا اصول ہے..... ہمارے جوانوں کو گرفتار کر کے ان پر جبر کر کے....... ٹی وی پر پیش کرنا یہ کون سی انسانیت ہے...... ٹی وی پر لکھے ہوئے بیانات پڑھوا کر حکومت نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے کیونکہ ساری دنیا نے دیکھا کہ کس طرح سے اور کس حالات میں انہوں نے بیانات دیے ہیں...... با اثر محب وطن عناصر آگے بڑھیں اور کراچی میں امن قائم کرنے کے سلسلہ میں اپنا موثر اور تاریخی کردار ادا کریں..... حکومت پر زور دیں کی مہاجروں کو کرش کرنے کی پالیسی ترک کر کے ان کو انکے جائز حقوق دے........

....

انکل سام ہار گئے

مہربانی کے بدلے آنکھ، کان

ایران کے خلاف پابندیاں

انکل سام ہار گئے...... ہم بہت خوش ہیں کہ کوئی تو مائی کا لال نکلا جو خم ٹھونک کے امریکہ کے مقابلہ پر آیا..... ورنہ جہاں انکل سام نے کسی ملک کے خلاف آنکھیں لال پیلی کیں تو اس ملک کی دھجیاں بکھرنے میں ذرا دیر نہیں لگتی.... ہمارے ملک کو کچھ نہ کہو.... ساری دنیا کی نظریں انکل پر رہتی ہیں...... یہود نصاریٰ مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں..... امریکہ نے کبھی دو مسلم ممالک کو ایک نہیں ہونے دیا بلکہ جہاں دیکھا کہ اسلام کا نام زیادہ لیا جا رہا ہے اسی ملک کا تیا پانچا کر دیا..... فلسطینی مسلمانوں کا جو حشر ہوا...... دنیا نے دیکھا..... عراق اور بیروت میں کیا ہوا......؟ کون کس کا ایجنٹ تھا سب ہی جانتے ہیں..... بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے.... چیچنیا میں کس کے حکم پر سب کچھ ہوا.... غرضیکہ جہاں جہاں مسلمان ہیں امریکہ ان کے پیچھے گولہ بارود لئے بیٹھا ہے کسی بھی ملک کو دہشت گرد قرار دے دینا تو انکل سام کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے..... اگر انصاف سے دیکھا جائے تو سب سے بڑے دہشت گرد خود انکل سام ہیں..... کیا کریں وہی مثل ہے.... کانا سو ہے بھائے نہیں... کانا بن سہائے نہیں..... یعنی کانے کے بغیر گزارہ بھی ناممکن ہے..... لوٹ مار پر ایسی کمر باندھی ہے کہ پاکستان کا کروڑوں روپیہ ہضم..... کسی نے کیا بگاڑ لیا..... بلکہ ہم خوش ہمارا خدا خوش..... حکومت بھنگڑے ڈلوا رہی ہے..... جس کی لاٹھی اس کی بھینس..... کوئی کیا کر سکتا ہے..... امریکہ کو معلوم ہے کہ ایران واحد ملک ہے جس نے امریکہ کی شرائط قبول نہیں کی ہیں اب امریکہ کہتا ہے کہ ایران ایک دہشت گرد ملک ہے اس لئے ایران کے ساتھ تجارت پر پابندی عائد کر دی جائے... یہودیوں کی عالمی کانفرنس میں صدر کلنٹن نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ایران جس تیز رفتاری سے ایٹمی قوت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ایٹمی ہتھیاروں

کی صلاحیت حاصل کرلے گا انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے دورہ ماسکو کے دوران روس پر بھی دباؤ ڈالیں گے کہ وہ ایران کے ایک ارب ڈالر کا ایٹمی ری ایکٹر کا سودا منسوخ کردے انہوں نے ایک معاہدے پر بھی دستخط کردیے ہیں کہ ایران کے ساتھ تمام تجارتی پالیسیاں ختم کردی جائیں اور انہوں نے کچھ ممالک پر بھی زور ڈالا ہے کہ وہ ایران سے تیل نہ خریدیں...... لیکن نتیجہ کیا نکلا...... امریکہ کو منہ کی کھانی پڑی...... کیونکہ ان ممالک نے امریکہ کا حکم ماننے سے انکار کردیا ہے یورپی اتحادیوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ اقتصادی پابندیوں میں امریکہ کا ساتھ نہیں دیں گے...... ادھر ایران کے صدر رفسنجانی نے کہا کہ اس کا نقصان خود امریکہ کو ہوگا یورپی اتحادیوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہماری پندرہ رکنی یونین امریکہ سے اہم سیاسی مذاکرات جاری رکھے گی...... فرانس کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ فرانس یک طرفہ پابندیوں پر یقین نہیں رکھتا جرمن حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جرمنی کی نظر میں یہ ناپسندیدہ طریقہ ہے...... اس سے امریکہ کو ہی نقصان پہنچ سکتا ہے اور امریکہ کی یہ پالیسیاں بالکل غلط ہیں برطانیہ نے بھی ایران کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کے امریکی اقدام کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ موثر ثابت نہیں ہوں گی...... اور تو اور دنیا کی سب سے بڑی تیل کی کمپنی...... ایکسون نے بھی امریکہ کی پالیسی کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا ہے کہ اس پابندی سے ایران پر کوئی اثر نہیں پڑے گا...... اب ایسا معلوم ہوتا کہ روس کی تباہی کے بعد اب امریکہ کی باری ہے...... کیونکہ اس نے ایران پر پابندیاں عائد کر کے سارے ممالک کی مخالفت مول لے لی ہے دراصل امریکہ بنیاد پرستی کی آڑ لے کر اسلامی ممالک میں دہشت گردی کر رہا ہے اور اس نے مسلمان ممالک کو نشانہ بنانے کا جو عمل جاری کیا ہے وہ بین الاقوامی سطح پر دوہرے معیار کی عکاسی کرتا ہے...... اس کی یہ دلی تمنا ہے کہ مسلمانوں کی تمام ریاستیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں...... چیچنیا میں مسلمانوں پر کتنا ظلم ہو رہا ہے کشمیر میں مسلمانوں کو چن چن کر اذیتیں دی جا رہی ہیں...... کیا کبھی امریکہ نے ان مظالم کے خلاف آواز اٹھائی...... کبھی ان ممالک کو جو مسلمانوں پر قیامتیں ڈھا رہے ہیں...... کبھی دہشت گرد کہا...... ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے کس قدر ایٹمی توانائی حاصل کی ہے...... کتنے میزائل بنائے

ہیں......؟ کیا بھی امریکہ کو توفیق ہوئی کہ بھارت سے باز پرس کرے......! جب کہ پاکستان کو پرامن ایٹمی توانائی حاصل کرنے پر نت نئے انداز سے سزا دلاتا ہے ہم ایسے خدائی فوجدار کو نہیں مانتے جسکے دو منہ ہوں اور دو زبانیں ہوں...... یعنی رام رام جپنا پرایا مال اپنا یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ اگر امریکہ کسی بھی ملک کی مالی امداد کرتا ہے یا کسی اور نوعیت کی امداد ہو...... بدلے میں ناک، کان ضرور لے لیتا ہے پھر بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں اور اب تو امریکہ کا ایجنٹ ہونا فیشن بن گیا ہے..... بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم تو امریکہ کے ہمنوا ہیں...... اتنی بڑی طاقت سے بگاڑ کر کے کیسے زندہ رہ سکتے ہیں.... ہمارے حکمرانوں دوسروں کو تو سادگی اختیار کرنے کا درس دیتے ہیں...... لیکن ان کے دن عید اور راتیں شب راتیں ہیں اگر یہی سدھر جائیں ملک سے بدعنوانی...... رشوت...... بددیانتی اور مہنگائی کا خاتمہ کردیں عدل وانصاف کو حکومت کی بنیاد بنائیں پھر دیکھیں کہ اللہ اپنے گنہگار بندوں پر کس طرح مہربان ہوتا ہے......

....

ذکر خون کی خرابی کا۔۔۔

پاکستان اس دن کے لئے بنا تھا

یہ ملک نہیں ٹوٹ سکتا۔۔۔

ہم لوگ بزدل اور چوہے ہیں اور ہمارا خون بھی خراب ہے...... بجا فرمایا وزیراعظم صاحبہ نے لیکن جن لوگوں کی بدولت انہیں راج سنگھاسن پر بیٹھنا نصیب ہوا وہی پھول اب خار بن کر ان کی آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں....... اپنے شیشے کے محل میں بیٹھ کر انہوں نے مہاجروں کو اتنے پتھر مارے ہیں کہ ہر مہاجر کا دل چکنا چور ہو گیا ہے...... ارے ہمیں گالی دینے سے پہلے اتنا تو سوچ لیا ہوتا کہ ابھی ایسے لوگ زندہ ہیں جو تمہارا شجرہ نسب بھی جانتے ہیں..... اگر ہماری زبانیں کھل گئیں اور قلم آزاد ہو گئے تو سارا کچا چٹھا سامنے آجائے گا..... انسان اتنا کھائے جتنا ہضم کر سکے..... ہمیں اپنے خون پر فخر ہے اور یہی خون پاکستان کی بنیادوں میں بھی ہے اور تمہاری کرسی بھی اسی خون پر رکھی ہوئی ہے...... تم نے مہاجروں کو گالی دے کر شرافت اور قانون کی ساری حدیں پار کر لی ہیں..... یہ مت سوچو کہ تم نے کوئی کارنامہ انجام دیا ہے..... ہر مہاجر خواہ وہ کیسی پارٹی میں ہو یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ پاکستان کے لئے قربانیاں ہم نے اس لئے دی تھیں کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالی دی جائے گی...... ہمارے بچوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جائیں گے...... ہمارے ساتھ کافروں سے خراب سلوک کیا جائے گا.......

کچھ تو سوچا ہوتا کہ میں کیا کہہ رہی ہوں...... کس کو گالی دے رہی ہوں...... تمہارے والد نے بھی ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان کے بنگالیوں کو اسی طرح کی گالیاں دی تھیں...... اور انہیں غدار قرار دیا تھا...... آج تم وہی کہانی دہرانے کی کوشش میں ہو...... مہاجر قوم تو ادب، تہذیب اور شائستگی کا مجسمہ ہے اور یہی ہمارا سرمایہ ہے...... ہم ایسی زبان سننے کی نہ عادی ہیں اور نہ ایسی زبان استعمال کرتے ہیں...... اب تم نے اینٹ پھینکی ہے تو جواب میں پتھر ہی آئیں گے...... جو تیر تم نے اپنی زبان سے چلائے ہیں ان کی چبھن ایک دن تم ضرور اپنے دل کے اندر محسوس کرو گی..... اور...... بہت

پچھتاؤ گی...... وقت کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا...... اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ تمہاری صفوں میں کتنے دہشت گرد موجود ہیں...... پی آئی اے کا طیارہ کس نے اغوا کیا تھا اور اس کا اعتراف بھی کیا تھا...... کیا تمہارے وزیر نے یہ بیان نہیں دیا تھا کہ اب میں پاکستان میں بھارتی ٹینک پر بیٹھ کر آؤں گا......؟ ہم نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کیا اور نہ کہا......! صرف اپنے حقوق کی بات کی ہے...... اپنے حق کے لئے جدوجہد کی ہے...... ہم نے تو آپ سے یہ کبھی نہیں کہا کہ جاؤ اپنی ماں سے پوچھو کہ ان کا ماضی کیا تھا......؟ ہم نے تو کبھی نہیں کہا کہ اپنے باپ کا شجرہ نسب پوچھو......؟ اور پھر پوری قوم کو بتاؤ کہ تمہاری رگوں میں کس کا خون دوڑ رہا ہے دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے سے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دیکھ لیا کرو...... ہر ایک نے تمہاری شرانگیز تقریر کی مذمت کی ہے...... اور کہا ہے کہ بے نظیر کی تقریر سندھ میں خانہ جنگی کی آگ لگانے کی ایک مذموم حرکت ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے کیونکہ ویسے ہی سندھ کے نوجوان...... بے روزگاری، قتل و غارت گری سے بے حد پریشان ہیں...... اوپر سے بی بی کی تقریر نے ان کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے...... جن لوگوں کا سیاست سے کبھی واسطہ نہیں رہا...... انہوں نے بھی اسے بری طرح محسوس کیا ہے...... انہوں نے کہا ہے کہ وزیراعظم نے جس انداز سے مہاجروں کو غدار...... دہشت گرد اور بزدل کہا ہے اس سے ہمیں بے حد صدمہ پہنچا ہے...... بے نظیر نے غیر شائستہ الفاظ استعمال کر کے نہ صرف ہمارے بزرگوں کی توہین کی ہے بلکہ اپنا بھی پس منظر بیان کر دیا ہے...... انہوں نے اپنے منصب کی خلاف ورزی کی ہے...... محترمہ نے جس طرح بھرے جلسہ میں گالیاں دی ہیں اسی طرح وہ کراچی میں کسی بڑے اجتماع میں آ کر پوری قوم سے معافی مانگیں...... اسی میں ان کی بڑائی ہے...... قوم کا شیرازہ بکھر جائے...... یہ کہاں کی سیاست ہے...... پوری مہاجر قوم کو نفرت کی چکی میں پیس ڈالو...... یہ کہاں کی عقل مندی ہے اقتدار کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنا کس کے اشارے پر ہے......؟ لگتا ہے تم صرف اور صرف پاکستان سے انتقام لینا چاہتی ہو...... لیکن جب تک مہاجر قوم کا ایک ایک بچہ زندہ ہے یہ ملک کبھی نہیں ٹوٹ سکتا...... ہم ملک توڑنے والوں کے خلاف ایک آہنی دیوار

بن جائیں گے ہم نے اپنا خون دے کر اس ملک کو بنایا ہے.....اور اپنا ہی خون دے کر اس ملک کو قائم و دائم رکھیں گے......انشاءاللہ.......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

....

پاکستان میں امریکی مداخلت

محاذ آرائی پر تشویش

کیا یہ ملی بھگت ہے؟

ہمارے انکل نے اب آنا کانی چھوڑ دی ہے اور لنگر لنگوٹ کس کے میدان میں کود پڑے ہیں...... یہ تو اچھی بات ہے کہ جو کچھ کہنا ہے اور جو کچھ کرنا ہے عوام کے سامنے کرو اور عوام کو بتا کر میدان میں آؤ...... یہی جمہوریت کے اصول....... پاکستان میں کبھی بھی اصلی جمہوریت نہیں آئی اگر آئی بھی تھی تو وہ بھی پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کے ساتھ شہید ہو گئی...... اور بات ہے کہ شہید مرا نہیں کرتے بلکہ دنیا سے پردہ کر لیتے ہیں..... جمہوریت بظاہر تو مر گئی ہے لیکن اس کے باوجود اس کا نام چل رہا ہے لیکن یہ بھی کوئی زندگی ہے..... جمہوریت کے نام پر روزانہ پچیس سے تیس افراد کی قربانی دی جاتی ہے..... یہ کیسی جمہوریت ہے کس کو ہر وقت خون کی ضرورت رہتی ہے اور وہ خون پر ہی زندہ رہتی ہے.......

اخبارات میں ہم نے پڑھا ہے کہ انکل سام اب کھل کر سامنے آ گئے ہیں اور انہوں نے بیا نگ دہل پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے..... محمودہ تو بہت خوش ہے...... اس لئے نہیں کہ انکل نے مداخلت کی ہے بلکہ اس لئے خوش ہے کہ انکل سام چلمن سے باہر آ گئے ہیں...... انہوں نے پاکستان کی حکومت اور اپوزیشن کے درمیان بڑھتی ہوئی محاذ آرائی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں پارٹیاں مذاکرات کے ذریعہ مسائل حل کریں۔ محکمہ خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کرنے کی حکومت پاکستان کا فیصلہ پر امریکہ کو تشویش ہے۔ امریکہ کی حکومت کے لے اس کیس پر تبصرہ کرنا یقیناً مناسب نہیں تاہم اس فیصلے پر ہم حیران ہیں کہ ایسی مثال پاکستان کے جمہوری اور عدالتی اداروں کے لئے اچھا شگون نہیں...... انکل سام کو یہ بھی تشویش ہے کہ حکومت اور اپوزیشن مسلسل محاذ آرائی پر قائم ہین اب انکل

سام نے فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ نواز شریف کے خلاف بغاوت کے مقدمہ پر کڑی نظر رکھیں گے.........اور وہ کراچی میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے بھی خلاف ہیں.....اپنے لوگوں کا تو انکل نے تحفظ کا ذمہ لے ہی رکھا ہے اب وہ پاکستان کے مظلوم عوام کو بھی دہشت سے بچانا چاہتے ہیں......سبحان تیری قدرت......سبحان تیرے کھیل.... اب ہماری حکومت نے جو جواب دیا ہے......ذرا اس کا بھی تجزیہ کریں......دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے نواز شریف کے خلاف غداری کے مقدمہ کے حوالے سے امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان کے بیان کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں مگر یہ ایک دوسرے کی خود مختاری کے احترام کی بنیاد پر قائم ہیں.اس قسم کے امور پر امریکی ترجمان کا تبصرہ کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں اس مسئلہ پر پاکستان کا موقف امریکہ کو پہنچا دیا گیا ہے......امریکہ نے پاکستان کا موقف تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ امریکہ اپنے فیصلہ پر اب بھی قائم ہے.....ان دو بڑوں کے بیانات کی روشنی میں......بی بی سی نے کہا ہے کہ امریکہ کے بیان سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عوام کا ردعمل پاکستانی اقدام کے فوراً بعد آیا اگر سفارتی سطح پر پاکستان سے تشویش کا اظہار روکا گیا تھا تو عموماً اس کے اثرات کا انتظار کیا جاتا......ایسے وقت میں اپوزیشن کے لئے ایسا ہمدردانہ بیان بڑا معنی خیز ہے جب کہ کراچی کے مخدوش حالات کی وجہ سے خفیہ ادارے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو کراچی نہ آنے کا مشورہ دے رہے ہیں......دونوں ممالک کے بیانات پڑھ کر آج ہر آدمی سوچنے پر مجبور ہے کہ ایسا کیوں ہوا......جب کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے امریکہ سے گہرے تعلقات کا سب کو علم ہے.......ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی سیاسی چال ہے......جس کی جڑیں بہت ہی گہری ہیں......

امریکہ چونکہ پاکستان پر بہت مہربان ہے اور اپنے مفادات کے لئے اسے استعمال بھی کرتا ہے اس لئے یہ راستہ نکالا گیا کہ بی بی امریکہ کے خلاف بیان دیں اور ان کا اعتماد پھر پاکستانی قوم پر بحال ہو جائے......اگر نواز شریف امریکہ کے ایسے ہی لاڈلے تھے تو پھر ان کے وزیر اعظم رہنے پر انکل

سام کو کیا اعتراض تھا جب کہ سپریم کورٹ بھی ان کو وزیر اعظم کے عہدہ پر بحال کر چکی تھی اور ملک میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی...... پھر اچانک یہ کیسا فیصلہ ہوا...... کہ سابق صدر پاکستان غلام اسحاق خان بھی اور وزیر اعظم نواز شریف بھی ایک ساتھ اپنے اپنے عہدوں سے رخصت ہو گئے..... اس وقت امریکہ نے کوئی ردعمل نہیں ظاہر کیا...... معین قریشی آ گئے تب بھی امریکہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا...... اگر یہ ملی بھگت ہے تو انکل سام جانیں اور بی بی......

اوراب دھماکوں کی سیاست

شفاف سیاست کی بساط

خود ہی منصف ٹھہرے

ہمارے ملک میں سیاست چلانے کے لئے نئے نئے ڈھنگ ہیں اور ہر دور کی سیاست اپنے اندر ایک انفرادیت رکھتی ہے۔ کبھی صاف شفاف سیاست کی بساط بچھائی جاتی ہے تو کبھی جمہوریت کا راگ الاپ الاپ کر اپنی مدت پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے......اور کبھی کلاشنکوف کلچر جنم لے لیتا ہے اب تو بوری کی سیاست کو اتنی شہرت ملی کہ ہمارے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر صاحب کو بھی یہ کہنا پڑا کہ ابھی میرے سائز کی بوری تیار ہی نہیں ہوئی ہے.........بوریاں تو خیر ہر سائز میں مل جاتی ہیں.......مگر اس کا کیا کیا جائے کہ کسی کے مقدر میں بوری ہے تو کسی کے مقدر کو کانٹوں میں گھسیٹ کر خاردار جھاڑیوں کے پیچھے پھینک دیا جاتا ہے......اغوا برائے تاوان کی سیاست کا تو کاروبار مندا پڑ گیا......لاشوں کا کاروبار شروع ہوگیا......بوری کی سیاست اب کہیں کہیں نظر آتی ہے......حکومت نے اگر بوریاں بنانے والے کارخانوں کو بند کرنے کا حکم دے دیا تو پھر سوچنا پڑے گا کہ اب کون سی سیاست جنم لیتی ہے.......ہم اپنے خیالات میں ہی گم تھے کہ معلوم ہوا کہ اب دھماکوں کی سیاست چل پڑی ہے.........اس کمبخت سیاست کو بھی چین نہیں ہے کروٹوں پر کروٹیں بدل رہی ہے۔ کسی پہلو قرار نہیں ہے۔ آخر کو جمہوریت ہے تو سیاست کو بھی جمہوریت کا حق حاصل ہے.........جس طرح چاہے اٹھے بیٹھے.........ہم اعتراض کرنے والے کون......؟ اور ہم کسی کا بوریا بستر کیوں گول کریں.......اگر ہم نے سوچا بھی تو ہم پر بھی ہزاروں قسم کے جھوٹے اور حکومت کی جو قسمیں ہیں ان کے لحاظ سے سچے مقدمات قائم ہوجائیں گے......مقدمات بے شک قائم کردو......کبھی نہ کبھی تو اس حکومت کو جانا ہی جاتا ہے کیونکہ جمہوریت میں کوئی سدا نہیں رہتا.......جب بھی کوئی دوسری حکومت آئے گی ہمیں یقین ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے اگر وہ عدل و

انصاف پر قائم ہوگی تو ہمارے سب بے گناہ بھائیوں اور بہنوں پر سے جھوٹے اور نام نہاد مقدمات واپس لے لئے جائیں گے۔...... کیونکہ آنے والے بھی جانتے ہیں کہ کس طرح بیچارے عوام کو ہراساں کرنے کے لئے مقدمات قائم کیے گے ہیں آپ ہی سوچیئے ہمارے محترم سینیٹر اشتیاق اظہر کیا عمر کے اس حصہ میں بھی اغوا برائے تاوان کا پیشہ اختیار کر سکتے ہیں...... ؟ کیا عمر کے آخری حصہ میں اپنی عاقبت خراب کرنے کا سوچیں گے یا...... عاقبت سنوارنے کا...... پس آگے ہمارے اعمال اور ان کے پیچھے ہماری سواری جائے گی...... کیا مذاکراتی ٹیم کے ممبران صاحبان..... اجمل دہلوی..... شیخ لیاقت حسین...... شعیب بخاری صاحب گھیراؤ جلاؤ جیسے گھناؤنے فعل میں ملوث ہو سکتے ہیں کیا یہ لوگ اس خاندان یا قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کا کام ہی لوٹ مار اور دہشت گردی ہے...... کیا کبھی آپ حضرات نے یہ سنا ہے کہ ان لوگوں میں سے کسی نے بھی تانگوں میں بم باندھ کر پرایا مال ہڑپ کر لیا ہو...... یہ جو کہانیاں حکومتی افراد کے لئے آپ بیتی تھیں اب انہیں جگ بیتی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے...... کبھی آپ نے یہ لطیفہ بھی سنا ہے کہ شہر کا میئر جو فادر آف سٹی کہلاتا ہے اس کو گھناؤنے مقدمات میں ملوث کر کے ڈنڈا بیڑی پہنا دی گئی..... موجودہ دور حکومت میں یا یوں کہیئے پاکستان کی سیاست میں قائد تحریک الطاف حسین ایک پرکشش شخصیت کے مالک ہیں اتنی سحر انگیز شخصیت اس صدی میں قائد اعظم کے بعد شاید ہی گزری ہو...... اس کی سحر انگیزی سے تنگ آ کر اس کے خاندان ہی کو تباہ کر ڈالا..... اور پھر وعدے کرتے ہیں کہ ہم غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائیں گے...... سیدھی بات ہے...... بھیا ہمیں نہ حکومت پر بھروسہ ہے اور نہ ان کی تحقیقات پر کیونکہ خود ہی جابر اور خود ہی منصف ٹھہرے...... کر لو جو کرنا ہے...... ! ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ دھماکوں کی سیاست سے بچ کر نکل جاؤ اب بھی وقت ہے پھر نہ کہنا کہ محمودہ نے ہمیں خبر نہیں دی...... اب ہر شخص خوفزدہ ہے۔ ہم تو خیر بھگت ہی رہے تھے...... دیکھیں ہمارے ساتھ اب اور کون کون بھگتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ گیہوں سے ساتھ گھن بھی پستے ہیں..... ہمیں گیہوں سے تو کچھ لینا دینا نہیں ہے کیونکہ انہیں تو ہر حال میں پسنا ہی ہے ہاں البتہ ہم گھنوں کو خبردار کر دیتے ہیں کہ گیہوں کے بیچ میں سے نکل جاؤ اب بھی وقت ہے...... کیا معلوم

وقت کی چکی کب چل پڑے اور اس الٹی چکی میں سب ہی پس کر رہ جائیں گے......ہم اتنا کچھ لکھنے کے باوجود مطمئن ہیں کہ کلمہ حق تو بلند کر دیتے ہیں نہ معلوم کب عزرائیل صاحب تشریف لے آئیں اور ہمارا ٹینٹوا دبا دیں اور ہمیں "اف" کرنے تک کی مہلت نہ ملے ہو کر رہ گئی جیسے جمہوریت کی زندگی اتنی مختصر ہو کر رہ گئی جیسے جمہوریت کی زندگی جو ہمیشہ ہی مختصر رہی ہے......اے حکومت کے رکھوالو......اے پینے پلانے والو اے ظلم کو ثواب کہنے والو......اے ملک کو لوٹنے والوں.....ملک کو دو ٹکڑے کرنے والو......اب بھی وقت ہے کہ جمہوریت کا راگ الاپنا چھوڑ دو نہ..........جمہوریت کے دوشالے میں لپٹ کر جس طرح تم آمریت کے ڈنڈے برسا رہے ہو......کچھ خدا کا خوف کرو اتنا ظلم کرو جتنا تم سہہ سکو......کیونکہ یہ بات تو بہت پرانی ہے کہ ظلم کا بدلہ ہمیشہ ظلم ہی سے ملتا ہے......پتھر مارو گے تو جواب میں پھول تو برسنے سے رہے......ہو سکتا کہ پتھر کا جواب اینٹ سے مل جائے......دھماکوں کی جمہوریت تو شروع ہو ہی چکی ہے......اب ذرا......آہستہ......آہستہ

اے میری عمر رواں اور ذرا آہستہ

....

کامیاب اور نتیجہ خیز مذاکرات

تھانے یا عقوبت خانے

انسان اور حیوانی سلوک

قالو ان للہ وان الیہ راجعون.....خدا شہادت قبول فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے.....بڑی بیدردی اور سفاکی سے ظالموں نے ایم کیوایم کے ایک اور نوجوان اسلم سبزواری کو سرکاری تحویل میں بے پناہ تشدد کر کے ہلاک کردیا.....ظلم اور بربریت کی ایسی دردناک مثالیں تو پوری دنیا میں نہیں ملیں گی.....انسانی جسم کے ساتھ حیوانی سلوک.....قصائی بھی جب بکرا ذبح کرتا ہے تو اس کو دانہ، پانی سے محروم نہیں رکھتا اور بڑے اہتمام سے اللہ اکبر کہہ کر چھری پھیرتا ہے.....آج کا انسان جانور سے بھی بدتر ہے.....زندہ جانور کے بھی ڈرل مشین سے سوراخ نہیں کیئے جاتے.....ان کی آنکھیں نہیں نکالی جاتیں.....یہاں زندہ انسانوں کو گھروں میں گھس کر.....یا پھر کہیں باہر گھونسوں اور تھپڑوں کی بارش کر کے اذیت خانہ پہنچادیا جاتا ہے اور پھر اس بے گناہ سے وہ سب قبولوانے کی کوشش کرجاتی ہے جس کا اس شخص سے واسطہ ہی نہیں ہوتا.....ان بیانات پر جبری دستخط لئے جاتے ہیں جو اس کے ضمیر کے خلاف ہیں اور جو وہ کسی حالت میں دینے کو تیار نہیں ہوتا.....اس شخص کو اتنی نشہ آور ادویات دی جاتی ہیں کہ وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور اس بے ہوشی کے عالم میں سرکار جو چاہے لکھوالیتی ہے اور پھر بڑے فخر کے ساتھ اپنے اس عظیم کارنامے کے لئے سرکاری میڈیا استعمال کرتے ہیں اور عوام کو بیوقوف بناتے ہیں.....لیکن دنیا دیکھ رہی ہے بیانات کن حالات میں حاصل کئے گئے ہیں.....اگر ایسے ہی انصاف والے ہو تو.....پھر.....اسلم سبزواری کی لاش کو بھی ٹی وی پر لے آؤ.......تاکہ پوری دنیا دیکھے کہ.....پاکستان بنانے والوں کی اولادوں پر کس طرح ظلم وستم ڈھائے جارہے ہیں.....لاش کے جسم پر ڈرل مشین کے نشانات.....ایک آنکھ باہر نکلی ہوئی.....ناک اور کان سے بہتا خون لاش کیسی داستان سنا رہی ہے.....اور پھر.....سرکاری سرپرستی میں جھوٹ.....اتنا

جھوٹ کہ کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہیں کہ اسلم سبزواری دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے میں ارباب اقتدار سے پوچھنا چاہتی ہوں اور ان ماہر امراض قلب سے بھی ایک سوال ہے کہ...... کیا جب دل کا دورہ پڑتا ہے تو آنکھ باہر آ جاتی ہے..... یا پھر دل کا دورہ پڑنے سے بازوؤں میں سوراخ ہو جاتے ہیں......؟ یہ کیسا دل کا دورہ تھا کہ ظلم و بربریت کے نشانات اسلم سبزواری کے جسم پر چھوڑ گیا..... ایک اور سہاگن بیوہ ہو گئی..... چند بچے اور یتیم ہو گئے..... بوڑھے ماں باپ نے ایک اور جوان لاشہ اٹھایا..... پھر کسی کے گھر کا چولہا ٹھنڈا ہو گیا اور گھروں سے آہ و بکا کے نالے بلند ہونے لگے..... سرکاری سرپرستی میں اتنا ظلم..... ظلم کرنے والوں کے دل کس پتھر کے بنے ہوئے ہیں کہ انہیں ظلم کرتے ذرہ برابر بھی رحم نہیں آتا..... کیا اس وقت ان کی آنکھوں میں اپنی مائیں، بہنیں اور اپنے بچے نہیں نظر آتے......؟ کس کس کو جھٹلاؤ گے...... یہ دردناک منظر تمام صحافی برادری نے اپنی نمناک آنکھوں سے دیکھا اور دل پر پتھر رکھ کر تصاویر بھی بنائیں...... جمہوریت کی آڑ میں خوفناک اور بھیانک ظلم کی تصاویر پوری دنیا کے اخبارات کے صفحات کی زینت بنیں..... پوری دنیا نے اسلم سبزواری کے بہیمانہ قتل پر حکومت کی بے حسی اور جمہوریت کی پامالی کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے.....

آج ہر مہاجر یہ کہنے پر مجبور ہے کہ کیا پاکستان میں کوئی قانون نہیں ہے..... کیا پاکستان ہم نے اسی لئے بنایا تھا کہ ہماری نسل کشی کی جائے...... اور ہماری ہی بستیوں کا گھیراؤ کر کے وہاں کے رہنے والوں پر مظالم ڈھائے جائیں...... تلاشی کی آڑ میں ماؤں، بہنوں کی عزتوں کو پامال کیا جائے...... شبہ کی بنا پر خاندان کو گولیوں سے بھون دیے جائیں.....؟ اس کراچی میں صرف مہاجر ہی تو نہیں رہتے اور بھی قومیں آباد ہیں...... جو ہنسی خوشی اپنے اہل و عیال کے ساتھ زندگی کے دن گزار رہی ہیں..... لیکن تشدد کا نشانہ صرف مہاجر ہیں......! ان کے ہی گھر لوٹے جاتے ہیں...... ظلم کا نشانہ ایک ہی طبقہ ہے......اور وہ طبقہ ہے پاکستان بنانے والوں کا اور پھر ظلم یہ کہ ظالم مارے اور رونے بھی نہ دے...... پوری دنیا میں ناانصافیوں پر احتجاج کیا جاتا ہے..... جس کے چند طریقے ہیں پہلے تو

مذاکرات کے ذریعے مسائل حل کرنے کی کوشش اور اگر مذاکرات ناکام ہو جائیں تو اجلاس منعقد کر کے رائے عامہ ہموار کی جاتی ہے...... پھر اس کے بعد جلوس...... ہڑتالیں..... ہماری کہیں نہیں سنی گئی..... مذاکرات کے بہانے بلا کر اپنے اقتدار کو طول دینے کی کوشش کی...... مخالفین پر گھناؤنے مقدمے بنائے گئے..... بیانگ دہل سرکاری دہشت گردوں کے حوالے کر دیا...... ان سب مظالم کے جواب میں.... صرف...... ہڑتال کی وہ بھی خاموش اور پر امن...... لیکن ہماری ہڑتال کے جواب میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ دیکھ بھی رہے ہیں اور دیکھا بھی رہے ہیں..... اب جب کہ منزل کے نشان نظر آ رہے تھے اور مذاکرات کی تیاریاں دونوں پارٹیاں کر چکی ہیں..... ان حالات میں ریاستی تشدد اور مظالم کا کیا جواز ہے..... مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لئے تشدد اور مظالم کا جواز کیا ہے..... مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لئے قائد تحریک نے ایک دن کا سوگ بھی منسوخ کر دیا ہے...... ہماری یہ کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے کہ مذاکرات نتیجہ خیز ثابت ہوں...... ہم حکومت سے ایک بار پھر درخواست کرتے ہیں کہ اسلم سبزواری پر تشدد کرنے والوں کو عبرتناک سزا دی جائے تاکہ پھر کسی سرکاری اہلکار کو تشدد کرنے کی جرات نہ ہو.... اگر سبزواری پولیس کو متعدد مقدمات میں مطلوب تھا..... تو اس کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جاتا اور جرم ثابت ہونے پر وہ جس سزا کا بھی مستحق قرار پاتا اسے قانون کے مطابق سزا دی جاتی..... لیکن اس کے برعکس تھانے عقوبت گاہوں میں تبدیل ہو گئے ہیں..... کراچی میں امن قائم کرنے کے لئے حکومت کو اپنے مزاج کو بدلنا ہو گا..... منفی سوچوں کا خاتمہ کرنا ہو گا..... ہر فرقے کو اپنا سمجھ کر سینے سے لگانا ہو گا..... حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا ہو گا...... پھر دیکھیں کراچی میں کیسے امن قائم نہیں ہوتا......

....

امریکہ کا فتویٰ

اپنی آنکھ کا شہتیر

شطرنج کے مہرے

امریکہ نے کچھ ممالک کو دہشت گرد قرار دے دیا ہے..... ایران...... یہود و نصاریٰ سے دوستی کو اسلام دشمنی سمجھتا ہے...... اس لئے دہشت گرد ہے اور دہشت گردی میں دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے...... اس کے علاوہ عراق...... لیبیا..... سوڈان..... شام، شمالی کوریا یہ سب بین الاقوامی دہشت گرد ہیں...... شمالی کوریا کے سوا باقی سب اسلامی ممالک ہیں یعنی سارے مسلمان دہشت گرد..... امریکہ کی نظروں میں یہود و نصاریٰ امن پسند ممالک ہیں...... اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا...... آنکھوں کے شہتیر نظر نہیں آتے...... فلسطین میں یہودیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام کس نے کرایا عراق اور کویت کو آپس میں کس نے لڑوایا..... گریبان میں جھانک کر دیکھو...... لیبیا..... سوڈان اور شام، شمالی کوریا کی بربادی میں تمہارا کتنا حصہ ہے...... شاتم رسولؐ..... گستاخ سلمان رشدی کو کس نے پناہ دی اور آج بھی ایران سلمان رشدی کے قتل کے فتوے پر قائم ہے اب تو امریکہ صاحب بھی مولانا بنتے نظر آرہے ہیں فتوے صادر کرنے لگے ہیں..... امریکہ کے محکمہ خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ ان سات ملکوں پر اقتصادی اور سیاسی پابندیاں عائد رہیں گی اسرائیل جو سب سے بڑا دہشت گرد ہے اس کے متعلق ارشاد ہے جو کوشش امن قائم کرنے کے لئے اسرائیل کر رہا ہے ان کوششوں کو عرب ممالک سبوتاژ کر رہے ہیں..... امریکہ کا بس نہیں چلتا کہ تمام اسلامی ممالک کو دیوار سے لگا کر گولیوں سے بھون ڈالے یا بمباری کر کے ان ممالک کو تباہ و برباد کر دے...... دور کیوں جائیں اپنے وطن عزیز پاکستان کو ہی دیکھ لیجئے...... پاکستان کو بھی دہشت گرد کہنا امریکہ کی فطرت بن گئی ہے..... یہ دنیا جانتی ہے کہ امریکہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں کس حد تک مداخلت کر رہا ہے..... اور پھر معصوم کا معصوم..... اس ملک میں اپنی کوئی پالیسی اور اپنا کوئی قانون نہیں ہے...... یہاں کا ہر قانون اور ہر

پالیسی امریکہ کی تابع ہے جو امریکہ کے مفادات کا خیال رکھے.....وہی وزارت عظمیٰ کا حق دار...... مسلم لیگ ہو......جماعت اسلامی یا پیپلز پارٹی سب ہی کسی کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہیں...... پاکستان کے مفاد کا کسی کو خیال نہیں ہے اگر آج ہمارے حکمران یہ سوچ لیں کہ اگر پاکستان قائم رہے گا تو ہماری کرسیاں بھی قائم رہیں گی.....ورنہ غلامی کی زنجیر ہمارا مقدر ہے برصغیر کے مسلمانوں نے تو آزادی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دے کر یہ ثابت کردیا کہ آزادی کی جنگ کس طرح لڑی جاتی ہے غلامی سے نجات دلانے والے انسانوں سے آزادی سے جینے کا حق چھین لیا گیا ہے.....اب تو وہ غلام ابن غلام بن کر زندگی کے دن گزار رہے ہیں.....اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرتے ہیں تو انہیں غدار جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے....ولی خان ایک بہت بڑے سیاستداں ہیں اور پاکستان کے حامی ہیں ان کا بنیادی سوال یہ ہے کہ کراچی میں عوام کی نمائندگی کون کررہا ہے......؟ جماعت اسلامی..... مسلم لیگ...... پیپلز پارٹی کراچی کے عوام کی نمائندگی نہیں کرتی ہے......یہاں کے منتخب نمائندے ایم کیو ایم کے ہیں جب تک ایم کیو ایم کو شریک نہ کیا جائے تو یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوسکتا......اور ہم خود کئی بار دیکھ چکے ہیں کہ فوج.... پولیس......رینجرز...... مسائل کا حل نہیں ہیں.....اس سے نفرتیں بڑھیں گی یہ سب دہشت گردی.....خون خرابہ.....عوام کی عزتوں سے کھیلنا......یہ سارے کھیل کس کی سرپرستی میں ہورہے ہیں...... مطلب صرف اتنا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے.....خواہ کسی گروپ یا کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں...... ہیں تو نڈر......بے باک......نہ بکنے اور نہ جھکنے والے مسلمان اور وہ بھی نوجوان.....گرم خون ہے.....جذباتی ہیں اگر زندہ رہے تو بہت کچھ تبدیلی یقینی ہے......ان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے ان کو بے دست و پا کردو......مگر ظالم و جابر حکمرانوں کو یہ نہیں معلوم کہ اسلام میں قدرت نے اتنی لچک دی ہے کہ جتنا اس کو دباؤ گے یہ اتنا ہی ابھرے گا......

غضب خدا کا کبھی آپ نے یہ سنا ہے کہ انتقام کی آگ میں اندھے ہو کر عوام کے الاٹمنٹ منسوخ کردیئے جائیں......میرے خیال سے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے.....حیدرآباد.....آجکل بدترین

دور سے گزر رہا ہے وہاں خدمت خلق کمیٹی کی الاٹ شدہ زمین کے الاٹمنٹ آرڈر منسوخ کر کے وہاں پر بیٹھنے والوں پر بے تحاشہ تشدد کیا گیا...اور خدمت خلق کمیٹی کے دفتر رینجرز اور پولیس کے ذریعہ قبضہ کرلیا گیا.....ایک پاکستانی ڈاکٹر علی حیدر ہیں وہ جناح اسپتال میں متعین تھے ان کا کہنا ہے کہ کراچی میں پولیس اور سیکیورٹی ایجنسیاں سیاسی مخالفین کے ساتھ زبردست وحشیانہ سلوک کرتی ہیں ایک برطانوی رسالہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ۱۹۹۲ء سے لے کر گزشتہ سال کے دوران ایمرجنسی وارڈ میں رہے ان کے زمانے میں ایذا رسانی کے سیکڑوں واقعات ہوئے بعض لوگوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچا گیا اور ان کے نازک اعضا پر مرچیں بھر دی گئیں اور پھر ان پر ڈنڈے برسائے.....اتنے گھناؤنے اور دردناک مظالم کئے گئے کہ اگر ان کی تفصیل لکھی جائے تو ایک کتاب بن جائے.....آج حیدر آباد ظلم و تشدد کا شکار ہے.....سارا شہر آسیب زدہ معلوم ہوتا ہے خوف و ہراس اپنے عروج پر ہے پولیس اور رینجرز کے اہلکار گھر گھر تلاشی لے رہے ہیں کاروبار ٹھپ ہو چکے ہیں....عام زندگی بری طرح متاثر ہے گزشتہ کئی روز سے چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے.... پولیس کا رویہ شہریوں کے ساتھ باعث تشویش ہے پولیس نوجوانوں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کرتی ہے یہ سب کچھ کس کے اشارے پر ہو رہا ہے.....وہی جو دہشت گردوں کا سب سے بڑا سرپرست ہے....جس سے جو چاہے کام لے لے.....مجال ہے جو کوئی اف کر سکے ہم تو صرف اپنی کرسیوں پر بیٹھے امریکہ کے مہرے ہیں.......یہ شطرنج کی چالیں ہیں سمجھنے کی نہ سمجھانے کی:.....جس کو شطرنج سے دلچسپی ہے وہ ان چالوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور لکھتے بھی رہتے ہیں....خدا ہمارے پاکستان کو شطرنج کی چالوں سے بچائے (آمین)

....

محرومیوں کی ایک طویل داستان

بیان بازی کا سلسلہ روک دیا جائے

ناانصافیوں کو ختم کیا جائے

خدا خدا کر کے وہ گھڑی آئی جس کا پوری قوم کو بے چینی سے انتظار تھا حکومت نے ایم کیو ایم سے مذاکرات کرنے کے لئے این ڈی خان کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی اور اس کمیٹی کو اختیار دیا ہے کہ ایم کیو ایم کے لیڈروں سے بامقصد اور مفید بات چیت کرے......ادھر قائد تحریک الطاف حسین نے بھی اجمل دہلوی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو حکومت سے مذاکرات کر کے اپنے چھ نکات کو عملی جامہ پہنائے گی.....ان کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دونوں پارٹیوں کی جانب سے خیر سگالی کے طور پر بیان بازی اور الزام تراشی کا جو سلسلہ شروع ہوا.....وہ بند ہو جاتا......اس سے ماحول میں ایک خوشگوار فضا قائم ہوتی اور دونوں فریقین کو اپنا اپنا نکتہ نظر سمجھانے میں بڑی مدد ملتی......اگر الزام تراشیوں کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری رہا تو پھر اس ملک اور قوم کا اللہ ہی حافظ ہے..ہم سندھ کے وزیر اعلیٰ سید عبداللہ شاہ سے بھی مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی مہاجروں کے خلاف اشتعال انگیز بیان دینا بند کردیں وہ خود یہ سوچیں کہ وہ پورے سندھ کے وزیر اعلیٰ ہیں جہاں پر دو بڑی قومیں آباد ہیں...ایک سندھی بولنے والے بھائی ہیں تو دوسری طرف اردو بولنے والوں کی بھی اکثریت ہے...اس کے علاوہ ہمارے پنجابی، بلوچی اور پٹھان بھائی بھی رہتے ہیں......پہلے بھی رہتے تھے لیکن سب مل جل کر رہتے تھے سب پاکستانی تھے......بھائی بھائی تھے......دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہوگیا......بھائی ہی بھائی کا دشمن بن گیا......کیوں.....آخر کیوں......؟ پہلے تو کوٹہ سسٹم قائم کر کے تفریق پیدا کی گئی ہے......ارے کس بات کا کوٹہ سسٹم جو جس لائق ہے جس کی جتنی قابلیت ہے اسی کی بنیاد پر عوام کو ان کے جائز حقوق دیئے جائیں......لیکن ایسا نہیں ہوا......جھگڑا اسی سے شروع ہوا کوٹہ سسٹم قائم کر کے اردو بولنے والوں کا استحصال کیا

گیا......ہمارے بچے ہاتھوں میں ڈگریاں لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہے.....اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی کوٹہ کی زد میں مارا گیا......یہیں سے احساس محرومی پیدا ہوا اور ہمارے پڑھے لکھے نوجوان ذریعہ معاش کی تلاش میں غیر ممالک میں پانے بیوی بچوں سے ہزاروں میل دور بیٹھے کسی اچھے وقت کا انتظار کر رہے ہیں......

دوسری اور سب سے بڑی خرابی کی جڑ ہمارے ملک میں سفارش اور رشورت ہے......اگر کوئی نوجوان اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری رکھتا ہے.....ذہین بھی ہے.....لیکن اس کے پاس سفارش یا نوکری حاصل کرنے کے لئے بھاری رشوت دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو پھر وہ بیٹھا اپنی ڈگری چاٹتا رہے اس کے برعکس اگر کسی میٹرک پاس نوجوان کے پاس بڑی سے بڑی سفارش ہے تو پھر اس کے لئے نوکری بھی پکی اور اس کے ساتھ ہی اچھا سا گریڈ بھی مل جائے گا......رشوت اور سفارش نے بھی ہمارے نوجوانوں میں احساس محرومی پیدا کیا ہے......

تیسری سب سے بڑی لعنت یہ ہے کہ ملک میں پارٹی بازی کا بھی سسٹم بہت زوروں پر رائج ہے.....اگر ہمارے نوجوان برسراقتدار پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے تو ان کی دنیا بھی جہنم اور دین کا حال تو خدا جانے......عوام کے ووٹوں سے اسمبلیوں میں پہنچنے والے افراد یہ نہیں دیکھتے کی جو مجبور انسان ہمارے پاس آیا ہے.....وہ قابل ہے اور پاکستانی بھی ہے اور ہمارے ہی علاقہ کا رہنے والا بھی ہے.....ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے عوام کا نمائندہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ اس شخص نے مجھے ووٹ دی تھی کہ نہیں یا اس شخص کی وفاداریاں کس کے ساتھ ہیں......؟

چوتھی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ان چند سالوں میں کمیشن کا رواج عام ہوگیا.....اگر بغیر سفارش کے عام آدمی اپنی جائز ضرورت کے لئے کسی بھی کام سے جاتا ہے تو دفتروں میں بیٹھے ہوئے بڑے بڑے افسران بھی اپنی حیثیت بھول کر بڑے فخر سے اپنی بتیسی نکال کر پوچھیں گے کہ "بھائی کام تو ہو جائیگا ہمیں کتنا کمیشن ملے گا"......کام جائز ہے......لیکن کمیشن میں دینے کے لئے غریب کے پاس کچھ بھی نہیں ہے......تو پھر اپنا جائز کام لئے آپ بڑے سے بڑے دربار میں پہنچ

جائیں......کام گھٹتا جائیگا اور.....کمیشن بڑھتا جائے گا.......میں ایسے کتنے ہی لوگوں کو جانتی ہوں جنکی ترقیاں محض اس بنا پر رکی ہوئی ہیں.....کہ

۔ان کے پاس سفارش نہیں ہے

۔وہ برسر اقتدار پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے

۔وہ کسی ایم این اے یا ایم پی اے کے منظور نظر نہیں ہیں...

۔نہ وہ رشوت لے کر اپنے بڑوں کو پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان افسران کے لئے کوئی اور بندوبست کر سکتے ہیں....کیونکہ ان میں خوبیاں نہیں ہیں لہٰذا وہ سات سات اور آٹھ آٹھ سال سے اپنی کرسیوں پر جمے بیٹھے ہیں اور ان سے کہیں نیچے کے افراد یہ سب سامان مہیا کر کے بڑے بڑے افسران بن گئے ہیں.....

پانچویں خرابی یہ کہ حکومت نے گریڈ دو سے لے کر یعنی چپراسی سے لے کر افسران تک کی تقرریاں اپنی دسترس میں رکھی ہیں.....کسی بھی محکمہ میں کسی بھی افسر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی صوابدید پر کوئی چپراسی بھی بھرتی کرنے.......افسران بے اختیار ہیں.......ان کے اختیارات سلب ہو کر ایک ہی شخص کے پاس چلے گئے ہیں اور وہ ہے اپنے اپنے صوبے کا وزیر اعلیٰ........کوئی بھی شخص اس دور حکومت میں چپراسی کی نوکری نہیں دے سکتا......کے ڈی اے کے ڈائریکٹر صاحب اپنے بال بچوں کا سر چھپانے کے لئے ایک معمولی ساٹھ گز زمین کا ٹکڑا بھی نہیں حاصل کر سکتا.......آخر کے ڈی اے کا ڈائریکٹر ہے اسکے بھی کچھ اختیارات ہونے چاہئیں......یہاں سب بے بس ہیں......بس لاٹھی چل رہی ہے.....اور بھینس اشاروں پر ناچ رہی ہے.....خدا کے لئے ان ناانصافیوں کو دور کر کے ملک میں امن وامان قائم کریں......مذاکرات سے پہلے ہی کورنگی کا محاصرہ ختم کر کے وہاں کے لوگوں کو جانی اور مالی تحفظ فراہم کیا جائے.....مہاجر بستیوں پر ظلم وتشدد فوری طور پر بند کیا جائے......

....

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

جمہوریت کے منہ پر طمانچہ

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں...... ہم تو اب سچ مچ ضمیر کے قیدی ہو گئے ہیں.... اگر اپنے آپ کو ضمیر کی قید سے آزاد کرنا بھی چاہیں تو یہ بہت مشکل کام ہے.... پر اتنے نہیں کہ اڑ سکیں اور اپنے آپ کو اس قید سے آزاد کر لیں.... نہ کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ کھل کر لکھ سکتے ہیں.... ادھر کنواں ...... ادھر کھائی.... آگے بولو...... رام دہائی...... اخبارات پڑھ پڑھ کر دل بے قابو ہوا جاتا ہے.... خون میں ڈوبی ہوئی سرخیاں...... کرچی کرچی خبریں.... کچھ بھی تو صحیح سلامت نہیں ہے اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کی لاشیں...... نالوں میں پڑی لاشیں...... گھروں میں سسکتی بلکتی لاشیں...... ایک ایک دن میں تیس تیس اور پچاس پچاس لاشیں...... پھر بھی کراچی میں امن وامان ہے...... اگر امن وامان کی صحیح صورت حال یہ ہے تو پھر بدامنی اور لاقانونیت کا دور کیسا ہوگا......؟ ذرائع ابلاغ کو جس طرح اپنی شان وشوکت اور اپنے کارہائے نمایاں کرنے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے وہ پوری دنیا پر عیاں ہے...... ادھر گولیوں کی گھن گرج ہے تو ہمارے میڈیا پر پائل کی جھنکار ہے...... حقیقت میں روتی بلکتی مائیں، بہنیں ہیں.... تو میڈیا پر قہقہہ لگاتی پرکشش عریانی ہے...... ادھر غم کی تاریکی ہے تو اُدھر خوشی ومستی کا عالم ہے...... اب تو غیر ممالک سے بھی آوازیں آرہی ہیں کہ کشمیر کی لاشوں پر اب سیاست نہیں ہوسکتی پہلے اپنے گھر کی لاش تو گنو...... کشمیر میں اگر ایک ہفتہ میں تیس یا چالیس شہادتیں ہوتی ہیں تو اپنے پاکستان میں تیس سے چالیس افراد روزانہ اقتدار کی بھینٹ چڑھا دیے جاتے ہیں...... حکومت.... جس کے پاس سب کچھ ہے...... سارے ذرائع ہیں.... پولیس ہے...... بکتر بند گاڑیاں ہیں.... ظالم اور جفا کار انتظامیہ ہے...... جس سے جب چاہیں جو بھی کام چاہیں لے لیں.... ان پر کس کا پہرہ ہے اور ان کی سوچوں پر بھی کس کا پہرہ نہیں ہے.... ہمارے تو گھروں پر

پہرہ...... محفلوں پر پہرہ...... ہماری حرکات وسکنات پر پہرہ.... آزاد ہوتے ہوئے بھی ایک قیدی کی سی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں...... ہم وہ ہیں جن کے آباؤ اجداد نے یہ ملک بنایا..... ہم ملک سے محبت کرنے والے لوگ ہیں..... ہمارے کسی ملک سے سیاسی رابطے نہیں ہیں..... جب اپنے ہی لوگ رابطہ رکھنے کو تیار نہیں ہیں..... طرح طرح کے الزامات لگا کر دنیا میں بدنام کرنے کے مذموم سازشیں کر رہے ہیں تو پھر کسی اور سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں..... حکمرانوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ قوم اتنے مظالم جھیلنے کے بعد بھی ایک عزم اور ایک حوصلہ رکھتی ہے...... بہت کوشش کی گئی...... بہت چاہا کہ یہ تین روزہ ہڑتال کسی نہ کسی طرح جاری رہے..... تا کہ لوگ پریشان ہو کر مہاجروں کے خلاف سڑکوں پر نکل آئیں لیکن دشمن اپنی چال میں کامیاب نہ ہو سکے تو جنرل بابر نے گرینڈ آپریشن شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا..... ان کی شہرت اس لحاظ سے بھی ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت کے ہاتھوں جنگی قیدی بن چکے ہیں..... گنگا میا کا پانی پینے والوں پر تو اپنا غصہ اتار نہ سکے نہتے عوام کو اپنے غیض وغضب کا نشانہ بنا کر دل کی بھڑاس نکالنے کا یہ انوکھا طریقہ ہے پورے شہر میں خوف کی فضا طاری ہے گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں مرنے والوں کی تعداد چالیس ہو گئی ہے..... قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ۳۰۰ سے زیادہ نوجوانوں کا پکڑ لیا ہے..... اگر کچھ لکھو تو کہتے ہیں یہ اخبارات سنسنی خیز مواد شائع کرتے ہیں جس سے عوام میں اشتعال پیدا ہوتا ہے..... کراچی کی صورت حال بھی یہ اخبارات خراب کرتے ہیں واہ بھیا واہ...... الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے..... آج شام کے ایک اخبار میں دردناک تصاویر شائع ہوئی ہیں کیا وہ بھی اخبار والوں نے جعلی بنائی ہیں..... ارے دہشت گردوں نے کس بے دردی سے مارا ہے...... مارنے کے بعد بھی چین نہ آیا تو جسم سے ایک ایک عضو الگ کر دیا...... لاشوں کے ساتھ کٹے ہوئے اعضاء کی بھی تصاویر ہیں یہ تصاویر غیر ممالک میں بھی دیکھی جاتی ہیں یہ جمہوریت کے منہ پر ایک طمانچہ ہیں..... مر ناسب کو ہے..... لیکن خدا سفاکوں اور دہشت گردوں سے پالا نہ ڈالے..... اس دہشت گردی اور درندگی کے بدلے میں تمہیں کیا ملے گا ..... کبھی سوچا ہے..... ؟ حکومت سدا رہنے والی چیز نہیں ہے...... یہ چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اصل چیز ہیں اعمال جو اب سیاہ ہو چکے ہیں اور

جن کی سیاہی سے ہمارے دن بھی تاریک ہو گئے ہیں ملک توڑنے والوں اور ملک دشمن عناصر کی روحیں چیخ چیخ کو کہہ رہی ہیں کہ اے حکمرانوں......! ہمارے اعمال سے سبق حاصل کرو ہمیں غور سے دیکھو کہ ہم عبرت کا نشان بن کر رہ گئے ہیں......اپنے لوگوں کو اور خداوند عالم کا دیا ہے عطیہ اپنے ملک پاکستان کو ہم نے نقصان پہنچایا اور چندروزہ زندگی کے عوض ہم نے بڑے گھاٹے کا سودا کیا تھا........

....

حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں
ایم کیو ایم کو بدنام کرنیکی سازش
مخالفوں کو کچلنے کی خواہش

ہم نے اس ہفتہ کالم نہیں لکھا تو کیا ہوا... کیا کراچی میں امن و امان قائم ہوگیا...... کیا لوٹ مار اور اغوا کی وارداتوں میں کمی آگئی...... کیا قتل و غارت گری کا جو بازار گرم تھا...... وہ سرد ہوگیا...... کیا اورنگی، کورنگی اور گولی مار کا محاصرہ ختم کردیا گیا...... نہیں کچھ بھی تو نہیں ہوا ہر چیز اپنے عروج پر ہے...... برائی کا پلڑا بھاری ہے اور نہ جانے کب تک یہ پلڑا بھاری ہی رہے گا...... مذاکرات میں تعطل پیدا ہوگیا...... الٰہی خیر...... یہی مذاکرات تو مظلوموں اور بے کسوں کا آخری سہارہ تھے ہم کیا پوری قوم جانتی تھی کی حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں ہے کچھ ''بڑوں'' کے کہنے سے مذاکرات کرنے پر آمادہ ہوگئی تھی...... حکومت کی پہلے ہی دن سے نیت خراب تھی...... لیکن وطن کو خاطر...... پاکستان کو مزید ٹکڑے ہونے سے بچانے کی خاطر پوری قوم نے اپنی زبانیں بند کرلی تھیں...... ظلم کے خلاف لکھنے والے قلم...... رک گئے تھے...... ہمارے بیانات میں تبدیلی آگئی تھی...... لیکن حکومت کی جانب سے ان کا ایک پہلوان نصیر اللہ بابر کافی ہے...... مذاکرات سے پہلے ہی طے ہوگیا تھا فضا کو خوشگوار اور سازگار بنانے کے لئے...... بیان بازی بند کردی جائے گی...... لیکن ایسا نہ ہوا...... ایم کیو ایم کی ٹیم نے حکومت کی مذاکراتی ٹیم نے درخواست کی تھی کہ ہمیں میڈیا پر الطاف گروپ نہ کہا جائے بلکہ مہاجر قومی موومنٹ لکھا اور پڑھا جائے...... بات بالکل معقول ہے مذاکرات کسی گروپ سے نہیں ہورہے ہیں بلکہ پوری مہاجر قوم سے بات چیت جاری ہے...... مذاکراتی ٹیم کے لوگ تو صرف ہمارے نمائندے ہیں...... جس طرح پوری حکومت کے نمائندے موجود ہیں...... ہمیں معلوم ہے کہ یہ پیپلز پارٹی کے لوگ نہیں کہتے...... کیونکہ انہیں حکومت نے نامزد کیا ہے...... اسی طرح مہاجروں کے نمائندے، مہاجروں کے لیڈر قائد تحریک نے نامزد کیئے ہیں...... جب یہ ذرا سے بات بھی ماننا

حکومت کو گوارا نہیں تو پھر ہم کیسے اعتماد کر سکتے ہیں کہ باقی نکات بھی مان لئے جائیں گے......ہم کچھ اور نہیں لکھنا چاہتے کیونکہ مذاکرات ابھی جاری ہیں صرف تعطل کا شکار ہوئے ہیں......ہماری اب بھی یہ دعا ہے کہ اللہ میاں مذاکرات کامیاب ہو جائیں تا کہ ملک پر جو خوف و ہراس طاری ہے اور مایوسی کے بادل چھائے ہوئے ہیں وہ دور ہوں مذاکرات کی یہی کرن روشنی میں تبدیل ہو جائے تا کہ دہشت گردوں کے نام پر ہونے والا مہاجروں کا قتل عام بند ہو......اب تو مہاجروں کو بدنام کرنے کا ایک نیا طریقہ بھی دریافت ہو گیا ہے کچھ لوگ شہر کے فیشن ایبل علاقوں میں لوٹ مار کرتے ہیں....گھروں میں گھس کر ڈاکے ڈالتے ہیں اور جب پکڑے جاتے ہیں تو اعتراف یہ کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق ایم کیو ایم کے الطاف گروپ سے ہے اتنا کہلوانے کے بعد ان دہشت گردوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے......ایم کیو ایم کو بدنام کرنے کی کتنی سستی اور چھچھوری سازش ہے....ادھر اخبارات یہ خبریں دے رہے ہیں کہ آپریشن کی آڑ میں صرف لیاقت آباد سے ایم کیو ایم کے ڈھائی ہزار کارکنوں کو ان کے گھروں سے گرفتار کر لیا گیا ہے......اب جبکہ مذاکرات کی نوعیت بھی کافی بدل گئی ہے اس مقام پر یکطرفہ کاروائی حکومت کو زیب نہیں دیتی ....ایم کیو ایم نے حکومت کے اٹھائے ہوئے نکات کے جوابات بھی تیار کر لئے ہیں تو ایسے نازک وقت میں ہم حکومت سے ملک و قوم کے نام پر اپیل ہی کر سکتے ہیں کہ خدارا اپنی منفی سوچ کو ترک کر کے پوری قوم کو انصاف مہیا کرے...ایم کیو ایم کا کہنا ہے کہ حکومت عالمی دباؤ کے تحت ایم کیو ایم سے مذاکرات پر آمادہ ہوئی ہے......الطاف گروپ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم نے صرف قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں علیحدہ صوبے......علیحدہ ملک یا مہاجرستان کے لئے ہم نے قربانیاں نہیں دی تھیں اتنے واضح اعلان کے باوجود بھی مہاجروں پر علیحدہ صوبے بنانے کا بہتان لگانا کہاں تک درست ہے......یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حکومت اپنے مخالفوں کو ہر قیمت پر کچلنا چاہتی ہے اس کے لئے ہر روز نت نئے بہانے تراشنا اسکی عادت بن گئی ہے یعنی......وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے.....ہم اپنی وضع کیوں بدلیں......اس وقت ہمیں ایک کہانی یاد آگئی ہے جو حکومت کے حسب حال ہے.....ایک دفعہ ایک

بکری کا بچہ دریا پر پانی پینے آ گیا..... سامنے سے ایک بھیڑیا آیا اور غرا کر بکری کے بچے سے کہنے لگا کہ تجھے معلوم نہیں یہ دریا میرا ہے تو یہاں پانی پینے کیوں آیا.......؟ بکری کے بچے نے منمنا کر کہا کہ ......سرکار میں تو آج ہی یہاں پانی پینے آیا ہوں....... بھیڑیے نے پھر کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اگر کل کو نہیں آیا تھا تو تیری ماں آئی ہوگی..... اس نے اتنا کہا اور بکری کے بچے کو چیر پھاڑ کر کھا گیا...... یعنی حکومت کے لئے تو مہاجر تر نوالہ ہیں.......!

ہماری نظر میں صوبہ کا مطالبہ کرنا...... کوئی غداری نہیں ہے جب ون یونٹ توڑ کر چار صوبے بن سکتے ہیں تو پانچواں صوبہ بھی بن سکتا ہے یہ کوئی علیحدگی یا غداری کی بات نہیں ہے...... آئین کی حدود میں رہ کر اپنے حقوق مانگنا.... کسی غداری کے زمرے میں نہیں آتا...... کراچی صوبہ کی تحریک آج سے کئی سال پہلے بھی چل چکی ہے...... کیسے چلی اور کس کس نے چلائی...... یہ ایک تاریخی دستاویز ہے...... ہم اپنے آئندہ کسی کالم میں حقیقت اور ٹھوس ثبوت کے ساتھ اس پر روشنی ڈالیں گے.... ایک لمحہ وہ بھی آیا تھا کہ جب کراچی صوبہ کا اعلان ہونے والا تھا...... لیکن کچھ مہاجر اکابرین نے کراچی کو صوبہ بنانے کی مخالفت کی.... سائیں جی ایم سید نے مجھے فون کر کے بتایا کہ کراچی صوبہ نہیں بن سکتا..... تمہارے ہی لوگوں نے جنرل یحییٰ خان سے کراچی صوبہ کی مخالفت کی ہے...... اس موضوع پر تفصیلی مضمون بعد میں لکھوں گی.... اللہ خیر کرے..... سب کو اپنی حفظ و اماں میں رکھے اور محرومیوں کا خاتمہ کرے.. آمین..

....

قصہ غم کسے سنائیں

چاردیواری کے اندر چادر تار تار

عرش کو ہلانے والی آہِ مظلوم

قصہ غم کسے سنائیں...... اتنے آنسو کہاں سے لائیں....

اے میرے مولیٰ یہ کیسا ظلم ہے جس کی انتہا نہیں ہے..... یہ کیسا ستم ہے جس کی کوئی سنوائی نہیں ہے..... اے عزتوں کے محافظ آج پھر ایک معصوم کی عزت لٹ گئی...... چاردیواری کے اندر چادر تار تار ہوگئی...... آج ایک حوا کی بیٹی سہمی سہمی سی ہے..... روتی ہے..... تڑپتی ہے.....کوئی سننے والا نہیں..... کس سے فریاد کرے..... اپنی دکھ بھری داستان کس کو سنائے سننے والے بہت..... ہنسنے والے بھی بہت...... آنسو پونچھنے والے چند ہمدرد دل رکھنے والے..... جن کے دل رو رہے ہیں دل میں ایک بدلے کی آگ لگی ہوئی ہے..... بدلہ کیسا بدلہ...... کس سے بدلہ لیں..... یہ کام غیروں کا نہیں ہے...... نہ غیر ملکیوں کا یہ کام ہے..... لوٹنے والے بھی اپنے ہی ہیں..... اور لٹنے والے بھی اسی قوم کی بیٹی ہے کتنا سفاک تھا وہ دن جب غریب آباد کے ایک چھوٹے سے مکان میں ایک ماں عزت کے ساتھ بیٹی کی آبرو لئے بیٹھی تھی..... اچانک پیپلز پارٹی کا کونسلر اپنے چند دہشت گرد ساتھیوں کے ساتھ سرکاری گاڑی میں آیا دندناتا ہوا غریب گھر میں ایسے داخل ہوا جیسے کہ وہ اس کی راجدھانی ہے..... انہوں نے گھر میں داخل ہوکر دہشت پھیلائی اور معصوم بچی فرزانہ سلطان کو زبردستی برہنہ کردیا..... ماں چیختی رہی..... اللہ رسولؐ کے واسطے دیتی رہی کہ خدارا تم ہماری عزت سے مت کھیلو..... جو چاہو لے جاؤ مگر ہماری بچی کو چھوڑ دو...... معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں خدا اور رسول کا خوف نہیں تھا..... ساری منتیں سماجتیں بیکار گئیں..... انسانیت چیخ اٹھی..... اور معصوم فرزانہ کی چیخیں ان کے شیطانی قہقہوں تلے دم توڑ گئیں...... حوا کی بیٹی کی عزت لٹ چکی تھی..... شیطان صفت درندے اپنی کامیابی پر مسکراتے ہوئے سرکاری گاڑیوں میں بیٹھ کر اپنے آقاؤں کو اپنے

کارنامے سنانے چلے گئے...... فرزانہ پر اور اس کے گھر والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی...... ماں فرزانہ کی زندہ لاش لے کر کہاں جاتی...... اپنی عزت کے لٹنے کا دکھڑا کس کس کو سناتی...... غم کی ماری غم سے نڈھال اپنی عزت کے لٹنے پر آنسو بہا رہی تھی...... پورے محلے سے مشورہ کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ اس واقعہ کو چھپانا اچھا فعل نہیں ہے اس سے ان کے حوصلے اور بڑھیں گے...... عزت کا لٹیرا کوئی عام آدمی نہیں تھا وہ پیپلز پارٹی کا ایک جانا پہچانا کونسلر تھا...... جس کو فرزانہ کے گھر والے اچھی طرح جانتے تھے...... اگر یہ واقعہ عوام کے سامنے نہ لایا گیا تو نہ معلوم یہ عزت کا لٹیرا کہاں کہاں جائے گا ایم کیو ایم کی خواتین ارکان فوراً موقع پر پہنچیں...... فرزانہ کے گھر والوں کو تسلیاں دیں اور انہیں اس بات پر راضی کیا کہ اس واقعہ کو منظر عام پر لانا پوری قوم کے لئے بہتر ہوگا...... بڑی مشکل سے فرزانہ سلطان اور اس کے گھر والوں کو ذہنی طور پر تیار کیا کہ وہ پریس کانفرنس میں اصل حقائق بیان کریں...... پریس کانفرنس پر ہجوم تھی...... ہر آنکھ اشکبار تھی پریس کانفرنس کے بعد جب صحافیوں سے کہا گیا کہ اب آپ سوالات کر سکتے ہیں...... تو صحافیوں نے روتے ہوئے کہا کہ اس بچی سے ہم کیا سوال کریں...... ہمارے گھر میں بھی بہو بیٹیاں ہیں...... یوں یہ دردناک داستان منظر عام پر آئی...... پوری قوم فرزانہ کی جرات کو سلام پیش کرتی ہے اور عہد کرتی ہے ہم فرزانہ کا انتقام ضرور لیں گے...... تاکہ کسی کے گھر میں یہ داستان نہ دہرائی جائے...... ساری قوم کو جیسے سکتہ ہو گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے کوئی حوصلہ افزا بات نہیں کہی گئی...... اتنی چیخ و پکار کے بعد صرف اتنا ہوا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دے دیا ہے...... بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس ملک کی وزیر اعظم ایک عورت ہے اسی ملک میں عورتوں کی چادریں نیلام کی جا رہی ہیں...... محترمہ صرف اپنی چادر اور اپنی کرسی کا تحفظ کر رہی ہیں ان حالات میں شاید وہ کرسی کا تحفظ نہ کر سکیں...... کوئی سالوں کی بات نہیں ہے...... حال ہی کا واقعہ ہے کہ شوکت حیات کی بیٹی وینا حیات بھی اس طرح کے واقعات سے گزری تھیں...... تو یہی بے نظیر صاحبہ اپنی جگری دوست وینا حیات سے غم کا اظہار کرنے ان کے گھر گئی تھیں اور ان کے اشارے پر کراچی میں پیپلز پارٹی کی خواتین نے ایک جلوس بھی نکالا تھا جو ریگل چوک سے

شروع ہو کر پریس کلب تک گیا تھا اور وہاں پر خواتین نے عرفان اللہ مروت اور سمیع مروت کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی تھی اور مطالبہ کیا تھا کہ ان دونوں افراد کو پھانسی دی جائے......اور پھر وینا حیات کے والد بزرگوار شوکت حیات خان نے اپنا جرگہ بھی بلایا تھا اور اس میں سخت قسم کے فیصلے کئے گئے تھے......لیکن ہوا کیا......عرفان اللہ مروت اپنی جگہ......سمیع مروت اپنی جگہ......جب کہ یہ سب شک کی بنیاد پر تھا......لیکن فرزانہ کا معاملہ مختلف ہے......ان کے گرد والے اچھی طرح سے پہچان بھی گئے اور بار ہا کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک کونسلر تھا اور سے نعیم قریشی کے نام سے شناخت بھی کر لیا ہے تو پھر حکومت کے پاس اس بات کا کیا جواز ہے کہ مذکورہ کونسلر کو اب تک نہیں پکڑا گیا اور وہ آزادانہ گھومتا پھر رہا ہے......پھر فرزانہ کی طبی رپورٹ میں وزیر اعلیٰ بذات خود اتنی دلچسپی لے رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے دہشت گردوں کے سب سے بڑے سرپرست خود پیپلز پارٹی کے وزیر اعلیٰ ہیں......اور دہشت گرد وارداتیں کر کے چیف منسٹر ہاؤس میں پناہ لیتے ہیں......کیونکہ ہمارے پاس کوئی پناہ گاہ نہیں ہے ہم کہاں جائیں......کس سے انصاف مانگیں کس سے فریاد کریں......اب ہم حکومت پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں اگر حکومت نے فرزانہ کے معاملہ میں انصاف سے کام نہ لیا تو حالات پھر کسی طرف بھی جا سکتے ہیں......بے نظیر صاحبہ سے اتنا ہی کہیں گے کہ فرزانہ پورے ملک کی بیٹی ہے آپ بھی اسے اپنی بیٹی سمجھ کر اس کے ساتھ انصاف کریں......یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے کہ اپنی پارٹی کے کونسلر کو کیسے بچایا جائے......؟ بلکہ اس کے دہشت گرد ساتھیوں کو ایسی عبرتناک سزا دیں تاکہ پھر کسی کو جرات نہ ہو کہ وہ یہ کھیل دوبارہ دہرا سکے یہ مت سوچنے کی اس کا تعلق کس سے تھا بلکہ یہ دیکھئے کہ وہ ایک عورت تھی اور عورت کی ہی حکومت میں اس کی عصمت تار تار کی گئی یہ ہمارے لئے بڑے شرم کا مقام ہے ہم دنیا کے نظروں میں اسی طرح سرخرو ہو سکتے ہیں کہ مجرموں کو بلا تاخیر قرار واقعی سزا دی جائے......شاید یہی نیکی آپ کے آگے آئے......ورنہ مظلوم کی آہ عرش کو ہلا دیتی ہے........

....

کس قیامت کے یہ نامے

ایسی زندگی سے موت بہتر ہے

اندھی و بہری حکومت

کس قیامت کے یہ نامے میرے آتے ہیں...... کراچی ملیر کینٹ سے زہرہ جمال لکھتی ہیں...... تمہارا چٹ پٹا کالم پڑھ کر یقین مانو بہت مزا آتا ہے لیکن چند ہفتوں سے تم نے طنز و مزاح چھوڑ کر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے...... آخر ایسا کیوں ہے.؟ اس پُر آشوب دور میں تمہارا کالم پڑھ کر ذرا مسکرا لیتے تھے...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اور تمہارے کالم کو بھی دہشت گردوں نے گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے...... اسی لئے تمہاری تحریر کی شوخی بھی دم توڑ چکی ہے...... نہ محمودہ ایسا مت کرنا...... پاکستان بنے ہوئے پینتالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس عرصہ میں ہماری گناہگار آنکھیں بڑے بڑے تماشے دیکھ چکی ہیں...... کس شان سے لوگ آتے ہیں اور کتنا ذلیل و رسوا ہو کر جاتے ہیں...... یہ سب زندگی کے میلے ٹھیلے ہیں...... اس پاکستان پر بڑے ہی کٹھن وقت پڑے ہیں اس ملک پر مصیبتیں آندھی کی طرح آتی ہیں اور طوفان کی طرح گزر جاتی ہیں پاکستان کو نیست و نابود کرنے والے خود ہی مٹ جاتے ہیں اور آئندہ بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے انشاءاللہ ہمارا ملک زندہ و پائندہ رہے گا...... یہ سب باتیں تمہیں تسلی دینے کے لئے لکھ رہی ہوں...... کیونکہ جس طرح بچوں کو نصیحتیں کی جاتی ہیں اسی طرح تم کو بھی نصیحتیں کرنا پڑ رہی ہیں کیونکہ تم جانتی ہو کہ بچہ بوڑھا برابر ہوتا ہے...... اور تم بھی اب عمر کے اس حصہ میں ہو کہ پھر سے بچہ بن گئی ہو...... اب بچہ بن گئی ہو تو بچہ ہی بنی رہو اور اپنی شوخ تحریروں سے قارئین کا حوصلہ بڑھاتی رہو...... ارے محمودہ تم تو دلی آتی تھیں...... ۱۹۴۷ء کا کتنا بڑا عذر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی ہو...... حوصلہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا...... کٹھن منزلیں بھی خدا کے حکم سے آسان ہو جایا کرتی ہیں......

اورنگی ٹاؤن سے بھائی سعید کمال لکھتے ہیں محمودہ بہن...... زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں اب تو حالات نے

اتنا مجبور کر دیا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ اس محصوری کی زندگی سے باہر نکلوں اور کوئی دہشت گرد گولیوں سے بھون ڈالے تا کہ اس دکھ بھری زندگی سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے...... باجی یہ میرے دلی جذبات ہیں.... آپ ذرا اورنگی آ کر تو دیکھیں کہ ہم لوگ کس کرب کی زندگی گزار رہے ہیں...... ہزاروں نوجوان بے روزگاری اور بے یقینی کی زندگی گزار رہے ہیں...... کتنے ہی گھر ایسے ہیں جہاں مہینوں سے چولہا نہیں جلا ہے...... بچے بھوک سے بلک رہے ہیں اگر بیوی بچوں کے پیٹ کی دوزخ بھرنے کے لئے باہر نکلو تو کسی کی گولی کا نشانہ کبھی بھی بن سکتے ہیں...... جان و آبرو کچھ تو محفوظ نہیں ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے.... اب تو ہم حکومت سے استدعا کرتے ہیں کہ اگر وہ ہماری جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتی تو مستعفی ہو جائے ہم تو یہ مطالبہ کریں گے کہ ہمیں جیتے جی مارنے سے تو بہتر ہے کہ ہماری بستیوں پر بمباری کرے اور ہمیں زندگی کے دکھوں سے نجات دلا دے اس حکومت کا ہم مہاجروں پر بڑا احسان ہوگا...

لیاقت آباد سے جمیلہ لکھتی ہیں......

محمودہ بی بی...... سلام..........

تمہارے قلم کو کیا ہو گیا ہے...... کھل کر بات ہی نہیں کرتیں بڑی سے بڑی باتیں اشاروں کنایوں میں کہتی ہو...... کچھ لوگ تمہارے اشارے سمجھ لیتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھ پاتے اسی لئے کہہ رہی ہوں جو لکھا کرو دل کھول کے لکھا کرو...... سوائے خدا کے کسی سے مت ڈرنا...... اب لیاقت آباد کی حالت میں تمہیں کیا بتاؤں تم نے اخبارات میں تو پڑھا ہی ہوگا کہ یہاں "پیلی کوٹھی" کے نام سے ایک عقوبت خانہ ہے پچھلے ماہ یہاں پر رینجرز نے آپریشن کیا تھا اور اسے خالی کرا کے اس میں چوکی قائم کی تھی کچھ دن تو سکون سے گزر گئے...... اب پیلی کوٹھی پھر دہشت گردوں کے قبضہ میں آگئی ہے...... عوام کی جان و مال محفوظ نہیں ہے...... جب چاہتے ہیں ڈھاٹا باندھ کر دندناتے ہوئے دکانوں اور گھروں میں گھس کر زبردستی بھتہ وصول کرتے ہیں اور بھتہ نہ دینے کی صورت میں خوفناک قسم کی دھمکیاں.......... جوان بچیوں کو اغوا تک کرنے کی دھمکی دیتے ہیں...... ہماری زندگی اجیرن ہو کر

رہ گئی ہے........جب تک مہاجر قومی موومنٹ کام کر رہی تھی ہمارے لیاقت آباد میں چین اور سکون تھا.......مزے کی نیند سوتے تھے اور چین سے اٹھتے تھے.......اب تو سب کاروبار زندگی معطل، کاروبار ٹھپ.......ڈر کے مارے لوگ دکانیں نہیں کھولتے شام پانچ بجے ہی سے ہو کا عالم ہو جاتا ہے. ایک خوفناک دہشت فضا پر طاری ہو جاتی ہے.....بس یہ کہو کہ یہاں اُلو نہیں ہے ورنہ اُلو بھی بولنا شروع کر دیتے.....ایک موت کی سی خاموشی پوری کراچی پر طاری ہے.......کوئی کہنے سننے والا نہیں.....کہتے ہیں کہ قانون اندھا ہوتا ہے.......یہ صرف محاورہ تھا لیکن یہ محاورہ اب ایک حقیقت بن چکا ہے.........اول تو کوئی قانون ہے ہی نہیں اگر ہے بھی تو واقعی وہ اندھا ہے اور جب یہ اندھا لاٹھی گھماتا ہے تو پھر اس کی زد میں جو بھی آجائے وہی مجرم ہے رونا تو یہ ہے کہ قانون کے ساتھ ساتھ حکومت بھی اندھی اور بہری ہو چکی ہے.......وہ سمجھتی ہے کہ یہ بدقسمت لوگ کتنا چلائیں گے......کتنا شور مچائیں گے.......آخر ایک دن تھک کر خود ہی دم توڑ دیں گے.......پھر یہ انسانوں پر نہیں مردوں پر حکومت کریں گے......خدا ان عقل کے اندھوں کو عقل سلیم عطا فرمائے..........

....

پاکستان دشمن طاقتیں

دوست و دشمن میں تمیز

یہ ملک عطیہ خداوندی

پاکستان کی تاریخ میں سن ۱۹۷۱ء بڑی منحوس سال ثابت ہوا اور پاکستان کے دیکھتے ہی دیکھتے دو ٹکڑے ہو گئے...... پاکستان کو چاہنے والے دو قومی نظریہ پر یقین رکھنے والے ایک ایسے کرب میں مبتلا ہوئے ایسے دکھ میں مبتلا ہوئے کہ سب ہی کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں...... عوامل وہی تھے جو آج بھی ہیں...... کسی کا حق غصب کرنا...... احساس محرومی...... ظلم و ستم وغیرہ وغیرہ...... پاکستان بنانے والوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی پاکستان ٹوٹ جائے گا اور یہ سانحہ تحریک آزادی کے پروانوں کو چکنا چور کر دیگا۔ یہ وہی لوگ جانتے ہیں جو اپنا سب کچھ لٹا کر پاکستان آئے تھے...... نظریہ پاکستان کے مخالفوں نے کتنی خوشیاں منائیں اس دن کتنے خوش تھے وہ لوگ جو اس منصوبہ پر عمل کرنے کے لئے برسوں سے کوشاں تھے...... ان میں وہ صیہونی طاقتیں بھی شامل ہیں جنہیں بھارت کی تقسیم کبھی بھی نہ گوارا نہ تھی...... اور وہ وقت کا انتظار کر رہے تھے...... اور موقع ملتے ہی ان لوگوں نے پاکستان کے خلاف سازشوں کے جال بچھا دیئے اور ہمارے سیاستدان ان تانوں بانوں میں ایسے الجھے کہ انہیں دوست دشمن کی پہچان بھی جاتی رہی...... ایوب خان کا دور حکومت گیا...... جنرل یحییٰ خان نے اقتدار سنبھالا...... قوم کی طرف سے جمہوریت بحال کرنے کے لئے دباؤ بڑھتا گیا...... جمہوریت کو بحال کرنے کے لئے فوج کی نگرانی میں عام انتخابات بھی ہوئے...... بھٹو مرحوم نے اپنی ایک سیاسی پارٹی بنائی جس کا نام پاکستان پیپلز پارٹی رکھا...... اور اس پارٹی کا انتخابی نعرہ...... روٹی...... کپڑا اور مکان تھا یہ نعرہ اتنا دل فریب تھا کہ عام آدمی اس نعرے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس پارٹی نے زبردست مقبولیت حاصل...... کر لی...... مغربی پاکستان میں بھٹو مرحوم کی پیپلز پارٹی نے اپنا سکہ جمایا اور مشرقی پاکستان میں عوامی پارٹی نے شور مچایا...... فوج کی نگرانی میں یہ

انتخابات بڑے صاف ستھرے طریقہ سے ہوئے......بے ایمانی کا شائبہ تک نہ تھا......عوام نے دل کھول کر حصہ لیا ساری سیاسی پارٹیاں اپنے اپنے نمائندوں کو منتخب کرانے کے لئے بھر پور کردار ادا کرتی رہیں نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی اکثریت سے الیکشن جیتی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ اپنے عروج پر تھی......باقی ساری سیاسی جماعتیں بری طرح شکست سے دوچار ہوئی تھیں مشرقی پاکستان چونکہ پاکستان کا ایک بڑا صوبہ تھا اسی لحاظ سے وہاں پر اسمبلی کے ممبروں کی تعداد بھی زیادہ تھی......یا یوں کہیے کہ پورے پاکستان میں عوامی لیگ اکثریت سے جیت کر آئی تھی اور پیپلز پارٹی دوسرے نمبر پر تھی......جمہوریت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کو دعوت دیتا کہ آیئے بھائی جان اپنا حق استعمال کیجئے اور پاکستان میں اپنی حکومت قائم کر کے اس ملک کے وزیر اعظم بنیں......لیکن ہوا اسکے بالکل برعکس......شیخ مجیب الرحمن نے ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس بلانا چاہا تو جمہوریت کا پرچار کرنے والے بھٹو مرحوم نے فوراً ہی ایک بیان جاری کر دیا جس میں کہا گیا کہ اگر مغربی پاکستان کا کوئی بھی ممبر مشرقی پاکستان گیا تو اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی......بھٹو مرحوم کا اتنا کہنا تھا کہ کچھ سازشی مکھیوں نے بھنبھنانا شروع کر دیا......بھٹو مرحوم کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ پاکستان کے وزیر اعظم بنیں......خواہ پاکستان کو کبھی بھی نقصان پہنچے......وزیر اعظم کا عہدہ مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف سازشیں کی گئیں......اس سازش میں شامل کچھ تو ملک سے باہر ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں اور کچھ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں......

پاکستان توڑنے کے دو مرکزی کردار بھی کیفر کردار تک پہنچ چکے ہیں......۱۹۷۱ء سے آج ۱۹۹۵ء میں داخل ہو چکے ہیں یعنی اس دردناک واقعہ کو چوبیس سال گزر چکے ہیں لیکن ہم نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا......آج بھی وہی باتیں دہرائی جا رہی ہیں جو سانحہ مشرقی پاکستان کا سبب بنیں......وہی حقوق غصب کرنا......ایک دوسرے کو غدار کہنا......درندہ صفت لوگوں کے ہاتھوں ماؤں، بہنوں کا بے عزت ہونا، جمہوریت کے نام پر آمرانہ رویہ ہے جو قوم کی روح پر ایک تازیانہ ہے......لوگ تڑپ رہے ہیں مر رہے ہیں......چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں غدار نہ

کہو...... ہم تو وفا کے پتلے ہیں..... ہمارے آباواجداد نے اس ملک کی سرزمین کو اپنے خون سے سینچا ہے...... ہم ان ہی کی اولادیں ہیں........ ہم پر غداری کا الزام ایک بہتان ہے پاکستان کو مزید ٹکڑے کرنے کی سازش ہے خدا کے لئے آنکھیں کھولو........ دوست دشمن میں تمیز کرو...... بھٹو مرحوم پر اس ملک کو توڑنے کا الزام ہے اس کے باوجود بھی ہم نے کبھی ان کو غدار نہیں کہا...... پھر اتنی بڑی کرسی پر بیٹھ کر اتنے سنگین الزامات ہم پر کیوں لگا رہی ہو..... خود ایسے افراد میں گھری ہوئی ہو جو پاکستان کے سراسر دشمن ہیں پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں...... لیکن ایسا کبھی نہ ہوگا...... پاکستان خداوند عالم کا ایک عطیہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا........ انشاءاللہ........ پاکستان زندہ باد........

....

وقت دعا ہے۔۔۔۔!

ماؤں کا دکھ۔۔۔۔!

آپ واقعی سپر دہشت گرد ہیں

محفل محفل مقتل مقتل سب بسمل.........جلاد ہے کون

کوئی سمجھ کر بھی نہ سمجھے کوئی اشارہ جانے ہے.....

نام ہے کس کا دام ہے کس کا اور یہاں صیاد ہے کون

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے.....

آج کے اخبارات پڑھ کر احمد فراز کے شعر بے ساختہ زبان پر آ گے اور خبریں پڑھ پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا رہا.............جو بچے بے گناہ مارے گئے.........ہاتھوں میں ہتھکڑیاں.........پاؤں میں بیڑیاں..........زبردست پولیس کے پہرے میں..........ظالموں نے ان بچوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا..........مائیں تڑپ گئیں..........آسمان بھی رویا..........اور دیکھنے والے نے بھی دیکھا.....کہ کیا قصور تھا ان بچوں کا.....؟ ارے کل ہی تو ذیشان حیدر کی ماں اپنے لال سے ملنے جیل گئی تھی.....بیٹے کو دیکھ کر چہرہ بشاش تھا.....جسم میں ایک تازگی آ گئی تھی سب سے خوشی خوشی بتا رہی تھی کہ دیکھو میرے بیٹے کو.........وہ جیل میں بھی پڑھنا چاہتا ہے.........ہاں ہاں.........اس نے مجھ سے خود کہا ہے کہ اماں آئندہ آنا تو میری کتابیں لیتی آنا میں جیل میں پڑھوں گا.....اور پھر جب تک تو میں رہا ہو جاؤں گا ابھی سالانہ امتحان تو دور ہیں.....میں امتحان کی تیاری جیل میں ہی کروں گا.....ماں نے بتایا کہ میں ذرا افسردہ ہو گئی تھی تو میرا حوصلہ بڑھانے کے لئے کہنے لگا.....اماں میں جانتا ہوں تم بھائی کو یاد کر کے رو رہی ہے جو چند ماہ پیشتر ہی ان ظالموں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تھا اور اس کو میرے بھائی کو میرے اپنے خون کو پولیس مقابلہ دکھا کر ہلاک کیا گیا ہے.....نہیں ماں.....اب ایسا کبھی نہیں ہوگا.....میں پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بنوں گا.....ماں میں

تیرا سہارا بنوں گا........گھر کا بوجھ میں خود اٹھاؤں گا......کیوں روتی ہے ماں......بس کچھ ہی دنوں کی تو بات ہے سارے دکھ ختم ہو جائیں گے......بس دعا کر ماں دعا کر.......اور ماں دعائیں دیتی ہوئی جیل سے واپس گھر آ گئی.......اور پھر.........دوسرے دن جو کچھ ہوا اسے دنیا نے دیکھا......عالمی ادارے بھی چیخ پڑے......واشنگٹن ریڈیو رپورٹ کے مطابق اس دردناک واقعہ کے بعد ایم کیو ایم کے ان الزامات کو تقویت ملتی ہے کہ بے گناہ مہاجروں کو پولیس مقابلہ دیکھا کر ہلاک کر دیا جاتا ہے......عجیب اور انوکھا پولیس مقابلہ ہوتا ہے کہ مجرم پولیس کی تحویل میں ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے......اور سرکاری اہلکار جدید اسلحے سے آراستہ......گھن گرج کے ساتھ ساری گولیاں معصوم نوجوانوں کے سینے چھلنی کرتی ہوئی نکل جاتی ہیں......اور اس مقابلہ میں دوسرے فریق کو خراش تک نہیں آتی......یہ اچھا ڈرامہ ہے.........اور بہت خوب ہے......اس ڈرامہ کا مصنف خدا کی منصفی سے ڈرے..........

اس واقعہ میں جو پولیس آفیسر ملوث ہیں ان کا کہنا ہے کہ چاروں افراد مکان کے باہر مارے گئے ہیں لیکن جب صحافیوں نے جائے واردات کا دورہ کیا تو مکان کی پہلی منزل پر خون پھیلا ہوا تھا اور گولیوں کے خالی خول بھی تھے......سینئر پولیس سپرنٹنڈنٹ بھی اس کی وجہ نہ بتا سکے...........ڈاکٹروں نے رپورٹ دی کہ گولیاں نوجوانوں کی پشت پر لگی ہیں......ڈاکٹروں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ پشت پر گولیاں لگنے کا کیا مطلب ہے......یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے......وائس آف امریکہ نے بھی یہ رپورٹ دی ہے کہ جب صحافیوں نے جنرل بابر سے سوال کیا تو انہوں نے جلا کر کہا کہ آپ لوگ فہیم کمانڈو کے بارے میں شور مچا رہے ہیں کراچی میں گزشتہ چند سال میں دس بارہ ہزار افراد مارے گئے ہیں......کیا وہ صحیح مارے گئے......؟ ہم جنرل بابر کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے دس گیارہ ہزار افراد کی ہلاکت کا اقرار کر کے خود ہی اپنی نا اہلی کا اعتراف کر لیا ہے......وہ لوگ بھی بے گناہ تھے جیسے یہ بے گناہ تھے......وہ لوگ بھی آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ کے جوتے چاٹنے والوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گئے......جس کی تصدیق کے لئے پچھلے دنوں کے اخبارات کا مطالعہ

کیجئے اور پھر خود ہی اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ آپ نے اب تک کتنے بے گناہ نوجوانوں کو موت کی نیند سلادیا ہے کتنی ماؤں کی گودیں اجاڑ دی ہیں..........وہ خواتین جو آپ کی بہنیں ہیں انہیں کس بے دردی اور سفاکی سے آپ نے بیوگی کا کفن پہنادیا ہے......ارے بھائی تو اپنی بہنوں کے سہاگ پر قربان ہوجاتے ہیں......آپ ایک مظلوم قوم کے کیسے بھائی ہیں.....ذرا آئینہ دیکھئے.......کیا آپ کی پیشانی پر نوجوانوں کا خون نظر نہیں آتا.....کوئی جانے یا نہ مانے مگر ہم مانتے ہیں کہ آپ اور پی پی......قول کے پکے ہیں.......پی پی پہلے ہی غیر ملکی اخباروں کو انٹرویو دے چکی ہیں کہ.......ایم کیو ایم کے رہنماؤں کو پولیس مقابلے میں مرنا ہوگا......

ہم مان گئے کہ آپ واقعی سپر دہشت گرد ہیں کبھی کبھی سچی بات زبان سے نکل ہی جاتی ہے.....جیسے ہمارے قلم کے ذریعہ کیسے راز آشکار ہوجاتے ہیں.....فرق یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھی خوف نہیں ہے........اور ہم اللہ سے ڈرتے ہیں پھر یہ خوف بھی ہے کہ آپ کہیں زنانہ پولیس مقابلہ بھی نہ کروا بیٹھیں.........ہماری آپ سے ایک استدعا ہے کہ کل جن بچوں کو پولیس تحویل میں مارا گیا ہے.......ان کی ماؤں سے مل کر ان کی آہیں اور آنسو بھی دیکھ لیں......ان کے زخمی دلوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں سے شاید آپ کا دل موم ہوجائے.........کل سے پہلے یہ مائیں کتنی خوش تھیں کہ وہ جیل میں ہیں تو محفوظ ہیں کبھی نہ کبھی تو اللہ ملوا ہی دے گا.....آپ نے اپنی بہنوں سے یہ آس بھی چھین لی..........

اے خاصہ خاصان رسلؐ وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

....

ظلم کی سیاہ اور لمبی رات

دو گز زمین بھی نہ ملی

سب ٹاٹھ پڑا رہ جائے گا

کہتے ہیں کہ ظلم کی رات جتنی سیاہ ہوتی ہے اتنی لمبی بھی......اور پر ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں......ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں......کہنے والوں نے بڑے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد یہ بات کہی ہے......کوئی صدی دو صدی کی بات نہیں ہے....اسی انیسویں صدی میں ہم لوگ اپنی آنکھوں سے کتنے انقلابات دیکھ چکے ہیں....جہاں جہاں اور جب بھی انقلابات آئے ظلم کی رسی دراز ہونے کے بعد آئے جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے تو بڑے بڑے تاج وتخت ایک ٹھوکر سے گرا دیئے جاتے ہیں شہر کے شہر کھنڈر بن جاتے ہیں.....یہ عبرت کی نشانیاں ہیں ہمیں سبق سیکھنا چاہئے......ایران دنیائے اسلام کی ایک شاندار سلطنت......رضا شاہ پہلوی......ایران کا بادشاہ....عیاش اور ظالم حکمراں......اس کے سامنے کسی کو زبان ہلانے کی جرات نہ تھی حق بات کہنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا جاتا تھا......ایران میں کتنے ایسے لوگ تھے جو صہیونیوں کے ساتھ کئے گئے سازشی سمجھوتے کے خلاف تھے......حضرت آیت اللہ علی الخامنائی کا ایک واقعہ پڑھ رہی تھی فرماتے ہیں کہ "ایران کی حالت دیکھ کر ہمارے دل خون کے آنسو روتے تھے لیکن کچھ کہہ نہیں سکتے تھے.....ایک دفعہ میں نے یونیورسٹی کے طلبا کے سامنے سورۃ بقر کی ابتدائی آیتوں کی (جو بنی اسرائیل سے متعلق تھیں) تفسیر بیان کی تھی بعد میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور نہایت اذیت دیتے ہوئے مجھ سے سوال کیا کہ تم نے بنی اسرائیل کا نام لیا ہے.....میں کہا کہ آیات بنی اسرائیل کے متعلق تھیں......پھر پوچھا کہ ہم پوچھتے ہیں کہ تم نے بنی اسرائیل کا نام کیوں لیا" ......یعنی جو شخص قرآن کی تفسیر بھی بیان کرتا تھا اسے بھی یہ حق نہیں تھا کہ بنی اسرائیل کے سلسلہ میں ایک لفظ بھی کہے......کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خبیث حکومت کے اتحادی کو برا لگے کیونکہ حکومت ایران کے اسرائیل سے بڑے اچھے تعلقات تھے......ایک ذراسی جھلک ہم نے آپ کو

دکھائی ہے کہ قرآن کا ترجمہ بھی صحیح طریقہ سے کرنا جرم تھا.....اور نام تھا اسلامی حکومت کا.....آخر اللہ تعالیٰ کا جلال آیا اور ایک شخص امام خمینی کے نام سے اٹھا اور اس نے اپنے ارشادات.....اپنی فکر اور اپنے علم اور روحانیت کے ذریعہ ایران کی کایا پلٹ دی.....امام خمینی نے ایران انقلاب کی تحریک دیار غیر میں بیٹھ کر چلائی ان کا ایمان تھا کہ جزا اور سزا کا مالک خالق حقیقی ہے.....

نہ کوئی شیعہ اور نہ کوئی سنی.....سب مسلمان ہیں انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ شیعہ حضرات سنی علما کے پیچھے اور سنی علما شیعہ علما کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں.....مقصد خدا کی عبادت کرنا ہے.....ایرانی انقلاب کے بانی نے ایک ہی ٹھوکر سے تخت و تاج تاراج کر دیئے.....شہنشاہ کو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگنا پڑا.....اخبارات گواہ ہیں کہ شہنشاہ رضا شاہ پہلوی نے جس کی سلطنت کی ہیبت سے ایک دنیا مرعوب تھی کس کسمپرسی کے عالم میں زندگی کے باقی دن گزارے.....کوئی حکومت اسے قبول کرنے کو تیار نہ تھی حتیٰ کہ مرنے کے بعد وطن میں ان کو دو گز زمین بھی نہ ملی.....جس زمین پر ان کی لاش رکھی ہے.....وہ بھی امانتاً رکھی ہے.....کتنی عبرت کا مقام ہے.....انقلاب نے ایران کے لوگوں کا ایک سیاسی شعور دیا.....نفاذ اسلام کے لئے خمینی نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اس کے لئے ایک الگ باب چاہئے.....وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کر کے حکومت چلانا چاہتے تھے.....وہ نہ صرف اسلام کی بالادستی چاہتے تھے.....ایران میں ایک خاتون بھی اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو سکتی ہے.....اور وہاں پر خواتین بڑے بڑے اداروں سے منسلک ہیں اور تحقیقاتی کام کر رہی ہیں.....امام خمینی نے عوام کا اتنا شعور دیا ہے کہ وہ اپنے مسائل بین الاقوامی تناظر میں دیکھتے ہیں.....عام آدمی کی بھی سوچیں بہت وسیع ہیں.....انقلاب کے بعد خواندگی کا تناسب اسی فیصد ہے امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ انقلاب کے بعد سے ۱۵ سال میں صرف دو ڈکیتیاں ہوئی ہیں.....اور ڈاکو چوبیس گھنٹے کے اندر گرفتار کر لئے گئے اور ان سے مال بھی برآمد کر لیا گیا.....وہاں پر پولیس ہر حادثہ ہماری کوتاہی کے سبب پیش آیا ہے.....اور تھانے کا ایس ایچ او بھی اپنی غلطی پر معافی مانگتا ہے.....کسی عام آدمی کا اسلحہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے.....اور ہمارے پاکستان میں ماشاءاللہ اسلحہ کی ریل پیل ہے ایران میں آٹا اگر مہنگا

ہو جائے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے عوام کا روٹی مہیا کرے اس مقصد کے لئے حکومت ہوٹلوں اور تندروں کا آٹا مہیا کرتی ہے کہ عوام سے روٹی کی قیمت زیادہ نہ کی جائے جبکہ روٹی بھی بہت بڑی ہوتی ہے ہماری اطلاعات کے مطابق پاکستان میں حاجیوں سے جو اخراجات لئے جاتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں جب کہ ایران میں حاجیوں سے بہت ہی کم پیسے لئے جاتے ہیں......اور جو نقصان ہوتا ہے وہ حکومت پورا کرتی ہی سچ ہے جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے اللہ کی حاکمیت پر یقین رکھنے والے حکمراں......ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتے ہیں پھر انہیں نہ زر کی پرواہوتی ہے اور نہ زمین کی.....وہ صرف اور صرف اس کے بندوں کی بھلائی کے لئے کوشاں رہتے ہیں.....وہ جانتے ہیں دنیا چند روزہ ہے.....آخری زندگی دائمی اور ابدی ہے....سب کچھ یہیں چھوڑ کر ہو جاتا ہے....

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا　　جب لاد چلے کا بنجارہ

....

رہے نام اللہ کا

یہ عوام تو آپکے اپنے ہیں

امانت میں خیانت

ہمیں کچھ بھی تو نہیں آتا.....نہ سلام کرنا.....نہ کورنش بجالانا.....نہ تسلیمات اور نہ آداب عرض کے نعرے.......حالانکہ ہمارے والد محترم جناب قبلہ سردار علی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیں بچپن ہی سے یہ سکھایا تھا کہ بیٹا اپنے سے بڑوں کی ہمیشہ عزت کرنا.....خواہ وہ کوئی بھی ہو......ان کی تربیت کے نتیجہ میں اگر جمعدارنی صفائی کرنے آئے تو اس کو بھی سلام کرو خالہ سلام.......بہشتی پانی بھرنے آئے تو چاچا سلام.....اور گھر میں کام کرنے والی مامائیں ہیں تو خالہ، دادی وغیرہ وغیرہ.....اسی طرح انہوں نے ہماری سیاسی اور صحافتی تربیت بھی کی......ہمیشہ کہا کہ قلم کی آبرو کی حفاظت کرنا......ہم نے پوچھا قلم کی آبرو کیا ہے....فرمانے لگے اپنے قلم سے کبھی کوئی جھوٹ بات مت لکھنا......سچ اور حق بات کہنا.....اس کے لئے تمہیں صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں تو کرنا......صحافت بڑی پر خار وادی ہے.......ظالم اور جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا جہاد ہے.....اس پر ہمیشہ عمل کرنا.....تہذیب اور شائستگی کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑنا.....سب کچھ لکھنا مگر تہذیب کے دائرے میں......کیونکہ تمہاری تحریر کا ایک ایک لفظ تمہارے قلم کا امین ہے اس امانت میں خیانت مت کرنا......جب بھی قلم اٹھانا مظلوموں کی حمایت میں اٹھانا.....بھٹکے ہوئے اور گمراہ انسانوں کی قلم کے ذریعہ اصلاح کرنا.....میری بچی قلم سے تم تلوار کا کام بھی کرتی رہو......ظالموں، ملک فروشوں کی گردنیں اپنے قلم سے اڑادو......قلم کی حرمت کا کبھی سودا نہ کرنا......جو بات صحیح ہو وہی لکھنا اگر بات تمہارے یا تمہارے خاندان کے خلاف بھی جاتی ہو تو پرواہ مت کرنا.....کہا اور بہت کچھ تھا......ان پر پورا اترنے کی کوشش ضرور کرتی ہوں......وہ کچھ لکھنا چاہتی ہوں جو چھپ نہیں سکتا اور جو چھپ جاتا ہے وہی غنیمت ہے.......مطلب نکالنے والے سب کچھ سمجھ جاتے ہیں کیونکہ عوام اب باشعور ہو چکے ہیں انہیں ہم لالی پاپ دے کر نہیں

بہلا سکتے......ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے کچھ تو کہنا ہی پڑتا ہے.....حقیقت یہ ہے کہ ہماری قوم بڑی دکھی ہے......ہر وقت جان و مال کی سلامتی کی دعائیں ہر ایک کی زبان پر ہیں.....مائیں پریشان ہیں......بچے حیران ہیں کہ اللہ یہاں سب شام کو صبح سلامت واپس آئیں....زندگیوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے......ان حالات میں اگر کسی کا بھی بیان دکھی عوام کی اشک شوئی کے لئے چھپ جاتا ہے.....تو عوام کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں.....دعاوں کے علاوہ یہ کر بھی کیا سکتے ہیں.....اپنی نامحرومیوں اور ناکامیوں پر ظالم حکمرانوں کو بددعائیں دیتے ہیں......یہ غیرت مند عوام اتنے خوددار ہین کہ چاہے کتنی ہی مصیبتیں ان پر نازل ہو جائیں، کتنے ہی قہر ٹوٹ جائیں ان کی نگائیں کبھی غیر ملکیوں کی طرف نہیں اٹھیں گی کہ آؤ ہماری مدد کرو......تڑپتی......بلکتی خون میں لتھڑی جب جوان لاشوں کی طرف دیکھتے ہیں.......ان کی نگائیں تڑپ کر اپنی بہادر افواج کی طرف اٹھتی ہیں...عوام کی ملک وقوم سے یہ محبت کیا کم ہے کہ اتنے ظلم سہنے کے بعد بھی غیر ملکیوں کو اپنے ملک میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتے اور نہ کبھی دیں گے......ڈرو اس وقت سے جب کسی دوسرے ملک کی فوجیں ہمارے ملک میں آجائیں.....اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں خواہ وہ لیڈروں کی شکل میں ہوں یا مسلح افواج کی شکل میں......ہم پاک فوج کا بڑا احترام کرتے ہیں......پاک فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید صاحب اشارتاً کنایتاً........بہت کچھ کہہ چکے ہیں......بیرونی حالات کے ساتھ ساتھ وہ اندرونی حالات سے بھی باخبر ہیں......وہ سیاستدان نہیں ہیں......لیکن موجودہ سیاست پر ان کی گہری نظر ہے......وہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ کراچی کے عوام پر کیا کیا قیامتیں نہیں ٹوٹی ہیں.....لیکن جمہوریت کو پروان چڑھانے کے لئے سب کچھ برداشت کر رہے ہیں.....وہ چاہتے ہین کہ سیاستداں اب بھی سدھر جائیں.....آپس میں مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں تاکہ دنیا کو جگ ہنسائی کا موقع نہ ملے......لیکن ہمارے حکمرانوں کے سروں پر جوں تک نہیں رینگتی کہ ان کو مدہوشی سے ہوش میں لے آئیں.....لکھنے والے تو اشاروں ہی اشاروں میں بہت کچھ کہتے ہیں......جب غفلت کے پردے پڑ جائیں تو پھر کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا اللہ ہی بیڑا پار لگائے......یہ چھاپے یہ گرفتاریاں مسائل کا حل نہیں ہیں......سب

سے بڑی بات ہے سرحدوں کی کڑی کرنا..... آج بھی ہم نے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل عبدالوحید کا بیان پڑھا..... کہا تو انہوں نے بہت کچھ ہے..... سمجھنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ "ملک کو درپیش خطرات سے فوج بے خبر نہیں"...... ہمیں تو یہ جملہ ہی پڑھ کر ایسا لگا جیسے کسی نے ٹھٹھرتی سردی میں کمبل اڑھا دیا ہو..... اب سمجھ میں نہیں آتا کہ جنرل صاحب کو کس طرح سلام کریں...... آداب کہیں..... تسلیمات کریں..... سلام کریں یا پھر سیلوٹ ماریں...... بھیا جنرل صاحب...... رینجرز سے بھی کہہ دیں کہ تمہاری توپوں کے دہانے غریب عوام کی طرف نہ اٹھیں یہ بندوقیں تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہوتی ہیں...... یہ عوام تو تمہارے اپنے عوام ہیں...... ملک کی یہ مائیں بہنیں ہیں ان کا احترام کرنا..... تاکہ تمہارا بھی وقار مجروح نہ ہو..... قوم کے نوجوانوں سے پیار کرو پھر دیکھو تمہیں کتنی محبتیں ملیں گی..... اچھے سب جگہ ہوتے ہیں..... اچھے بننے کی کوشش کرو..... تاکہ تاریخ میں تمہارا نام رہ جائے رہے گا نام اللہ تعالیٰ کا..... اللہ باقی دنیا فانی...

....

آزادی کیلئے لڑنیوالا آزادی سے جی بھی نہیں سکا

سائیں بابا کی یاد میں

بابا مر گئے......کون کہتا ہے کہ بابا مر گئے......وہ زندہ ہیں......تا قیامت زندہ رہیں گے......جب تک یہ پاکستان ہے......بابا بھی ہیں ۱۹۳۸ء میں سندھ اسمبلی میں پاکستان کی قرارداد پیش کرنے والے بابا تاریخ کا ایک سنہری باب بن گئے ہیں......کون کہتا ہے کہ وہ غدار تھے......وہ اس ملک سے پیار کرتے تھے......وہ تو ایک صوفی تھے......ایک بزرگ تھے......ایک زندہ جاوید حقیقت تھے......ان کا کوئی گارڈ نہیں تھا......ان کا کوئی محافظ نہیں تھا......بس وہ تھے اور خدا کی ذات......حیدر منزل کے ایک کمرے میں ایک تخت بچھا رہتا ہے اور اس کمرے کا دروازہ بالکل گیٹ کے سامنے ہے......لیکن بابا کسی خوف کے بغیر اپنے تخت پر گاؤ تکیہ کے سہارے سارا دن بیٹھے لوگوں سے ملتے رہتے تھے......ان سے ملنے پر گھر والوں کی طرف سے کسی قسم کی پابندی نہیں تھی......حالانکہ ان کے دشمن بہت......اور دوست کم......لیکن چاہنے والے بے پناہ تھے......ان کو یہ فکر نہیں تھی کہ نہ جانے کس بھیس میں کوئی آجائے اور ان کو زندگی کا چراغ گل کردے......وہ کہتے تھے کہ بیٹا......موت کا وقت مقرر ہے کوئی کسی کو نہیں مار سکتا......ہم نے خود کتنی مرتبہ کہا کہ بابا آپ اس طرح تنہا پڑے رہتے ہیں کچھ تو حفاظت کیجئے......بس صرف مسکرا دیئے......ہم نے صوفی اور ولی صفت بزرگ نہیں دیکھے لیکن جو صفات ہم نے ان بزرگوں کے بارے میں پڑھی ہیں وہ ساری خصوصیات ہمارے بابا سائیں میں اکٹھا ہو گئی تھیں......وہ جو کوئی بھی کام کرتے تھے اس میں لالچ و دنیاوی مفاد کا شائبہ تک نہ تھا وہ بے خوف و خطر ہر بات کہنے کے عادی تھے ان کے سعادت مند بیٹے......امیر حیدر شاہ......امداد شاہ......ہر وقت باپ کے سامنے ہاتھ باندھے بیٹھے رہتے تھے......مبادا کہ باپ کو کسی چیز کی ضرورت نہ ہو......ان کے دونوں بیٹے بھی اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں......لیکن وہ دونوں بھی اپنے باپ کی تصویر ہیں......کم گو......اور محبت کرنے والے......حالانکہ ان کا حلقہ مختصر ہے......لیکن وفادار

ہے...... بے مثال ہے...... ہمیں کیا پوری دنیا کو حیرت ہے کہ...... ایک پچانوے سالہ بوڑھا شخص جو چل پھر بھی نہیں سکتا اس کو پابہ زنجیر کر دیا گیا...... صرف شخصی مخالفت کی بنا پر...... اس کی ساری کاوش پر پانی پھیر دیا گیا...... کیوں...... کیونکہ سچ بولتا تھا...... حق کو حق...... باطل کو باطل کہتا...... ہمارے سائیں جی ایم سید کی فطرت تھی...... نہ انہیں لائسنس کی پرواہ تھی اور نہ الاٹمنٹ کی خواہش...... پاکستان بننے سے پہلے ہی وہ ایک زمیندار تھے...... پاکستان بننے کے بعد انہیں یا ان کی اولاد کو کچھ بھی نہ ملا...... ملی بھی تو صرف جیل کی سلاخیں...... ایک دفعہ بھٹو مرحوم کے دور میں ہم بابا سائیں سے ملنے گئے...... ہم نے پوچھا کہ بابا سائیں آپ جیل سے گھر میں کیسے نظر بند ہو گئے...... فرمانے لگے بیٹا جیل میں بڑی خوفناک زندگی تھی...... میرے ساتھ ایک قیدی تھا ادھیڑ عمر کا...... میں پوچھا کہ تم کیسے آئے...... رونے لگا اور بہت رویا پھر میں نے اسے تسلی دی کہ بتاؤ کیا بات ہے...... وہ بولا کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے بھٹو کے خلاف اپنے ووٹ استعمال کئے تھے...... ان لوگوں نے تھانہ میں مجھ پر بہت تشدد کیا اور جیل میں بھجوا دیا...... سائیں سید نے زندگی بھر معافی نہیں مانگی...... سائیں کی زندگی کا ایک طویل حصہ اسیری میں گزرا...... سائیں بابا نے کبھی کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی...... لیکن اس کے باوجود ان کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا...... انگریزی، فارسی، عربی، سندھی روانی سے بولتے تھے...... گفتگو کرو تو معلوم ہوتا کہ اردو زبان کے تو بادشاہ ہیں...... نپے تلے خوبصورت الفاظ...... دل موہ لیتے تھے...... کبھی کسی کی برائی نہیں کرتے تھے جو کہتے برملا کہتے...... ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم حیدر منزل گئے...... بابا اسی طرح گاؤ تکیے لگائے اپنے تخت پر بیٹھے تھے اور سامنے ہی چار پانچ اخبار نویس بیٹھے ان سے انٹرویو لے رہے تھے ایک نمائندے نے ان سے سوال کیا کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ "پاکستان توڑ دو"...... اسی لئے لوگ آپ کے بہت مخالف ہیں...... کہنے لگے میں آپ کو کیا مثال دوں میں کیوں کہتا ہوں...... فرض کیجئے...... ایک مالی ہے وہ بیج بوتا ہے پودا لگاتا ہے...... اور روز اس پودے کو پانی دیتا ہے کہ کب اس بیج میں سے پتیاں نکلیں گی اور جب بیج پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے ننھی پتیاں نکلتی ہیں تو مالی کی خوشی کا

کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا...... پھر وہ اس کو پروان چڑھانے کے لئے شب و روز محنت کرتا ہے...... اس جب پودا ذرا بڑا ہوتا ہے تو مالی کو دھکے دے کر باہر نکال دیا جاتا ہے...... پھر اس کے بعد مالی پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے...... جس کا کوئی نام نہیں ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ ایک ہی جھٹکے میں اس پودے کو نوچ کر پھینک دے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا لگایا ہوا پودا ہے...... اسے میں نے پروان چڑھایا ہے...... میں نے کڑے وقت میں بھی اس سے محبت کی ہے...... اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا ہے...... کون ہوتا ہے مجھے نکالنے والا...... اگر یہ پودا میرا نہیں ہے تو پھر کسی کا بھی نہیں ہے...... بس اتنی سی بات کی ہے...... یہ کہہ کر وہ کسی گہری سوچ میں چلے گئے...... انہوں نے یہ واقعہ اتنے دردناک لہجہ میں سنایا تھا کہ سب کی آنکھیں بھر آئیں اور ہمارے دماغ میں یہ مقولہ گونجتا رہا کہ نفرت بھی پیار کے اظہار کا ایک طریقہ ہے..... پاکستان بننے سے قبل بابا سائیں مسلم لیگ کو مضبوط بنا دینا چاہتے تھے اس ضمن میں انہوں نے گھر گھر مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا...... اور ایک ہی سال کی جدوجہد کے نتیجہ میں مسلم لیگ ایک بہت بڑی قوت بن گئی..... اخبارات میں قائداعظم کے کچھ خطوط بھی جی ایم سید کے حوالے سے شائع ہوئے ہیں..... ایک خط میں قائداعظم نے جی ایم سید کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے...... مجھے اس بات کا انتظار ہے کہ آپ نے ۳ جنوری کو میرپور خاص میں کیا فیصلہ کیا...... مجھے آپ کا یکم جنوری کا لکھا ہوا خط بھی ملا جس میں آپ نے مسٹر ابوالکلام آزاد کے تار کی نقل روانہ کی ہے نہ جانے کتنی ہی شخصیات کے خطوط بابا سائیں کے نام ہیں..... سیٹوں کی تقسیم پر قائداعظم سے اختلافات ہوئے اور انہوں نے ۱۹۴۰ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے مسلم لیگ کے امیدوار کے خلاف الیکشن لڑا...... اسکے بعد وہ قوم پرست سیاستدان بن گئے..... آج بابا سائیں پاکستان کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر ہماری اور آپ کی دنیا سے چلے گئے..... آزادی کی جنگ لڑنے والا...... آزادی سے جی بھی نہ سکا..... ان کی زندگی کا زیادہ حصہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے گزرا...... لکھنے کو دفتر کے دفتر ہیں اخبارات بہت کچھ لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے......

مرنے والے تجھے روئے کا زمانہ برسوں

کمر توڑ مہنگائی اور عوام

ہواؤں پر ٹیکس لاگو ہوگا

پیٹ کا دوزخ اور غریب آدمی

قارئین "امن" کو ہماری طرف سے بقرعید مبارک ہو...... مبارک باد قبول کریں "باسی"...... ہی سہی ہے تو مبارک باد...... کیونکہ جب تک ہمارا کالم آپکے ہاتھوں میں پہنچے گا بقرعید بیگم رفو چکر ہو چکی ہوں گی...... اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما...... یہ دونوں بہنیں عیدن اور بقریدن...... جب بھی آئی ہیں تو خوشی کی جگہ فکریں اور پریشانیاں لے کر آئی ہیں ویسے ہی کیا کم پریشانی ہے...... مہنگائی نے کمر توڑ کمر ہاتھ پاؤں سب ہی توڑ کے رکھ دیئے ہیں...... جو کچھ کما کر لاتے ہیں وہ ہماری حکومت ٹیکسوں کے ذریعہ کھالیتی ہے...... ٹیکس لینے کا مطلب یہ ہے کہ عوام کو ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دلانا...... موئی یہ کوئی نجات ہے...... سڑکیں ٹوٹی پھوٹی...... جگہ جگہ گٹر ابل رہے ہیں...... پانی کے نام پر نکلے آنسو بہا رہے ہیں...... راتوں کی نیندیں اڑ چکی ہیں...... چوکیداروں کی جگہ خود پہرہ دینا پڑتا ہے...... پھر بھی ظلم ہے...... ٹیکس ادا کرو...... ہماری حکومت کو جو چیز نظر آتی ہے اس پر ٹیکس لگا دیتی ہے...... گوشت...... سبزی...... دالیں...... مرچیں گرم مصالحہ...... گھی...... آٹا...... پٹرول...... پانی...... یہ سب نظر آنے والی چیزیں ہیں...... اسی لئے ان کی قیمتیں بھی آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں اور ٹیکس بھی دل کھول کر لگائے جاتے ہیں...... اور ہاں...... بھول گئی...... ٹی...... وی...... وی سی آر یہ بھی تو نظر آتے ہیں...... ان پر بھی ٹیکس...... اگر نظر نہیں آتیں تو ان کو ہوائیں نظر نہیں آتیں...... اس لئے ہواؤں پر ٹیکس نہیں ہے ورنہ یہ حکومت تو ہواؤں پر بھی ٹیکس لگا کر انسانوں کے سانس لینے پر بھی پابندی لگا دے اور انسان دم گھٹ کر مر جائے...... اب کونسا جی رہے ہیں...... بات کہنا تو کچا...... انسان "دم بخت"...... ہو کر رہ گئے ہیں ہر سال بجٹ پر حکومت عوام سے وعدہ کرتی ہے کہ کوئی نئی بجٹ نہیں آئے گا...... پھر ایک مہینہ بھی گزرنے نہیں پاتا کہ

حکومت ہی کی طرف سے اعلان آجاتا ہے......گیہوں کی قیمتوں میں اضافہ ناگزیر ہوگیا تھا لہذا مجبوراً آٹے کی قیمت بڑھادی گئی اور عوام اپنے مفاد میں یہ قیمت قبول کریں پھر کچھ دن بعد اعلان ہوتا ہے کہ گھی کی قیمتوں میں پچیس فیصد اضافہ کردیا گیا ہے......اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کا اعلان تو خدا جھوٹ نہ بلوائے پانچ چھ بار ہو چکا ہے..اسی طرح......سبزیاں......دالیں......مرچیں......گوشت......اور دودھ کی قیمتوں میں بار بار اضافہ کیا اگر حکومت کی طرف سے اضافہ پچیس فیصد ہوگا تو دکاندار پچیس فیصد اپنی طرف سے بڑھا لیتے ہیں......کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی چھوٹا موٹا افسر آئے گا بھی تو اس کی مٹھی گرم کردیں گے اور سال بھر آرام سے لاکھوں میں کھیلیں گے......مٹھی گرم کرنے اور کروانے والوں کو یہ نہیں معلوم کہ جب خدا کے دربار میں حاضر ہوں گے تو......پھر......واقعی گرم ہوگی......مزا آجائے گا ایک ہی انگارے سے کس بل نکل جائیں گے......مگر خدا کا خوف کس کو ہے......جب ہمارے حکمراں ہی آگ اور خون کی ہولی کھیل رہے ہیں تو پھر سب ہی اس کھیل میں شریک ہوگئے ہیں وہی مثل ہے......"بول میری مچھلی کتنا پانی" ......اب مچھلی کیا بتائے کے پانی کتنا ہے......پانی صرف اتنا ہے کہ بے شرم ڈوب نہیں سکتے اور مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی......بے چاری تڑپ تڑپ کر جان دے دیگی......آگ اور خون کا کھیل کھیلنے والی حکومت نے تو عوام کی طرف سے آنکھیں بند کر کے پیٹھ میں چھرا گھونپنے کا کھیل شروع کردیا ہے......ایک عام آدمی کو اتنا لاچار اور مجبور کردیا گیا ہے کہ اسے سر چھپانے اور دو وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت اور مشقت کرنا پڑتی ہے کہ سر اٹھانے سے فرصت ہی کب ہے جو بے چارہ کچھ سوچ سکے......اگر سوچنا بھی چاہے تو سامنے بھوکے پیاسے بچے اور بیمار بیوی کا چہرہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے......سارے حوصلے پست ہوجاتے ہیں......پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے......پہلے بے چارہ عام آدمی بھی روکھی روٹی اور پیاز کھا کر خوش رہتا تھا اور مزے سے ٹانگ پھیلا کر سوتا تھا اور اب تو روٹی کے ساتھ پیاز کی بھی فکر ہے لیکن پیاز بیگم بہت خوش ہیں کہ چلو میں بھی اب محلے دو محلے کی سیر کرتی ہوں......ان کے پلے ہے ہی کیا......جو میں ایک ان کی جھونپڑیوں

میں جاؤں جب چاہتے ہیں ایک گھونسہ سے میرا دم نکال کے روٹی کے ساتھ کچر کچر کر کے کھا جاتے ہیں......میں بھی تو دیکھوں اب یہ روٹی کھاتے ہیں یا روٹی انہیں کھاتی ہے.....دال سبزی تو خریدنے کا حوصلہ نہیں ہے اور چلے ہیں بکرے خریدنے......بکرے بھی کوئی ایسے ویسے نہیں ہیں جو کوڑیوں کے مول بکیں.......مرے گرے بھی کوئی بکرا تین ہزار سے کم نہیں ہے.....اب تو سنا ہے اگر کسی بکرے کی قیمت گاہک کم لگاتا ہے تو یہ اپنی تھوتھنی نیچے کر کے سینگ اوپر کر دیتے ہیں اور تیزی سے خریدار کی طرف لپکتے ہیں......بے چارہ خریدار اگر دو قدم پیچھے نہ ہٹے تو یہ اپنے سینگ خریدار کے پیٹ میں بھونک دیں......اور بے چارہ خریدار مع اپنے ارمانوں کے وہیں شہید ہو جائے......دیکھا آپ نے مثل مشہور ہے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے......دہشت گردی سے متعلق بیانات پڑھ پڑھ کر اب تو بکرے بھی دہشت گرد بن گئے ہیں......لیکن بھائی قصائی کو جب تاؤ آتا ہے ان کی دہشت گردی چھری تلے ہی دم توڑ دیتی ہے......جب تک سیر کو سوا سیر نہ ملے دماغ ہی درست نہیں ہوتے......بقر عید کے موقع پر جب ہم نے بازار کا سروے کیا تو دکانداروں نے ہمیں بتایا کہ بی بی آج کل لوگ شلوار قمیض کی جگہ تہمد اور بنیانیں خرید رہے ہیں......ہم نے حیران ہو کر پوچھا بھائی کیوں.....تو دکانداروں نے بڑے ہی رازدارانہ انداز میں بتایا کہ بکروں کی قیمتوں کے ساتھ ساتھ اب تو قصائی بھیانے بھی فی بکرا چھ سو اور سات سو قیمت مقرر کر دی ہے اور بیگم صاحبہ اگر کسی نے دو بکرے بھی کئے تو اس سے بہتر ہے کہ انسان خود قربان ہو جائے......اور پھر تجارتی خبریں بھی کچھ اس طرح ہیں کہ آج کل بکروں کی قیمتیں بڑھ جانے کی وجہ اسلحہ کی دکانوں پر مندی کا رجحان ہے......ٹی......ٹی.......پی......ٹی کے دام اچانک گر گئے ہیں جب کہ چھرے اور چاقوؤں کی قیمت میں اسی سے نوے روپے تک اضافہ ہو گیا ہے......اب آپ بھی تہمد اور بنیان کی کہانی سمجھ گئے ہوں گے کسی بھی وجہ سے اب لوگ کفایت شعار ہو گئے ہیں اور اس اشتہار پر عمل پیرا ہیں کی روپیہ بچائیے کل کام آئے گا......

....

بنتِ زہراؑ دربار یزید میں

جب اللہ کی رسی دراز ہوئی

پابجولاں عابدؑ بیمار

یوم عاشورہ کو سیاہ شام کی سیاہ کاریوں سے خورشید امامت شام ہونے سے پہلے ہی دریائے فرات کے کنارے غروب ہوگیا.... فاطمۃ الزہرا کی آخری نشانی پردہ شہادت میں نہاں ہوگئی... باغ فردوس میں بہار تازہ آئی زہراؑ کا بھرا گھر تاراج ہوا... یزیدیوں نے فتح کے شادیانے بجا کر اہل بیتؑ کے خیموں کو آگ لگائی...... رسولؐ اللہ کی نواسیوں اور بہوؤں کے سروں کی چادروں کو بھی مال غنیمت سمجھا یتیم معصوم سکینہؑ کے پھول سے رخساروں پر طمانچے مار کر کانوں سے گہر چھین لئے شہیدان کربلا کے سروں کو قلم کر کے نیزوں پر نصب کرنا افواج یزید کی فوجوں کے لئے یہ بھی تو ایک کام تھا...... رات اس بھیانک مشغلے میں گزری صبح عابدؑ بیمار کی گردن میں طوق آہنی پہنایا گیا..... ناموس رسول کو زنجیروں میں جکڑ کر اونٹوں کی برہنہ پشت پر بٹھایا گیا.... اور یزید کی فوجیں فتح کے نقارے بجاتی ہوئی اس شان کے ساتھ دمشق کو روانہ ہوئیں کہ آگے آگے نیزوں پر شہیدان کربلا کے سر تھے پیچھے پیچھے خاندان نبوت کا لٹا ہوا قافلہ اور پابجولاں عابدؑ بیمار کے ہاتھوں میں اونٹوں کی مہار...... !

اسیران ستم کا یہ تباہ حال قافلہ سینکڑوں میل طویل سفر کی صعوبتیں جھیلتا ہوا کربلا سے دمشق پہنچا اور اسے یزید کے دربار میں پیش کیا گیا... نو عمر اور بیمار زین العابدینؑ اب خاندانِ رسالت کی بیواؤں اور یتیموں کے وارث تھے اور شاہ مرداں علی مرتضیٰؑ کی بیٹی اور جعفر طیارؑ کی بہو سیدہ زینبؑ قیدیوں کی جانب سے ہر موقع پر ترجمانی کے فرائض انجام دیتی تھیں... اسیران کربلا میں حضرت زینبؑ کی چھوٹی بہن بھی شامل تھیں. دربار یزید میں ایک شامی سردار کی منحوس نظریں ان کی جانب اٹھیں اور اس نے یزید سے درخواست کی کہ جہاں پناہ اس فتح کی خوشی میں یہ ہاشمی لڑکی مجھے بطور کنیز عطا کر دی جائے..... نو عمر بہن سہم کر پیچھے ہٹیں اور اپنی بہن کی چادر پکڑ لی... جلال مرتضویؑ زینبؑ کی پیشانی مبارک کا جھومر بنا وہ

بپھری ہوئی شیرنی کی طرح گرج کر آگے بڑھیں اور شامی سردار سے کہا...... اپنی زبان بند کر تجھے اس لڑکی کو لینے کا کوئی حق نہیں...... یزید بولا...... لیکن مجھے تو حق ہے جس کو چاہوں یہ لڑکی بطور کنیز عطا کر دوں...... سیدہ زینبؑ نے ارشاد فرمایا... تو جھوٹا ہے اور تجھے اس بات کا کوئی حق نہیں......... بھرے دربار میں بنتِ علیؑ کی یہ ہمت دیکھ کر یزید مشتعل ہو گیا... بولا یقیناً میں اس لڑکی کو ابھی شامی سردار کے حوالے کر سکتا ہوں...... سیدہؑ نے ارشاد فرمایا..... او دشمن خدا تجھے یہ حق صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تو ہمارا دین چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار کرے..... یزید غصے سے بیتاب ہو کر چلایا..... سر دربار یہ گفتگو......؟ تو بھول رہی ہے (نعوذ باللہ) دین سے تیرا باپ تیرا بھائی حسین نکل چکا ہے..... سیدہؑ نے فرمایا...... میں نہیں بھولی بلکہ تو سلطنت کے نشے میں بھول رہا ہے کہ میرے اللہ کے دین سے میرے نانا محمدؐ رسول اللہ کے دین میرے باپ اور بھائی کے دین سے تیرے باپ اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے یزید فرط غیظ سے دیوانہ ہو کر بولا...... تو دشمن خدا ہے تو جھوٹی ہے..... سیدہ زینبؑ کی رگوں میں شیر خدا کا خون اب پوری تیزی سے رواں ہو چکا تھا..... دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے شہنشاہ سے بولیں...... دشمن خدا تو ہے...... جھوٹا تو ہے...... اس کے بعد آپ نے دربار یزید میں بہت پرجوش تقریر فرمائی جو عرب خواتین کے بہترین خطبات میں شمار ہوتی ہے اور جس کا ترجمہ درج ذیل ہے.....

سیدہ زینبؑ نے فرمایا...... اے یزید سیاہ کاروں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ آیات الٰہی کو جھٹلاتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں...... اے یزید کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر اہل بیت رسولؐ پر زمین تنگ کر دی گئی وہ آسمان کے نیچے گھیر لئے گئے اور تیرے دربار میں قیدیوں کی حیثیت سے پیش کیے گئے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ حقیر ہو گئے اور تو عزت والا بن گیا......؟ کیا اس انقلاب کی وجہ سے اللہ اور رسولؐ کی نظر میں تیرا رتبہ ہم لوگوں سے بڑھ گیا......؟ کیا تو اس بات پر اکڑ رہا ہے کہ دنیا تیرے سامنے جھک گئی......؟ اے یزید جامے سے باہر نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے جیسا کہ وہ ہمارے نانا رسولؐ اللہ پر نازل ہونے والے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) منکران حق یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا انہیں ڈھیل

دینا ان کے حق میں بھلائی ہے ہم صرف اس لئے ان کی رسی دراز کرتے ہیں کہ وہ زیادہ گناہ سمیٹ لیں اور ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے........

اے ہندہ کے پوتے! جیسے میرے نانا محمدؐ نے فتح مکہ کے بعد معاف فرمایا تھا......کیا انصاف یہی کہ تیری عورتیں تو پردے میں بیٹھیں اور رسول خداؐ کی بیٹیاں بے پردہ ننگے پیر کشاں کشاں تیرے دربار میں پیش کی جائیں......؟ ہماری آوازیں بیٹھ گئی ہیں......ہمارے چہروں پر افسردگی طاری ہے......دشمن ہمیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر لئے پھر رہے ہیں نہ ہماری حفاظت کی جاتی ہے اور نہ ہی ہمیں پناہ دی جاتی ہے......غیروں کی نظریں ہماری جانب اٹھتی ہیں اور ہمارے ساتھ اس بیمار لڑکے زین العابدینؑ کے سوا کوئی محرم رشتہ دار نہیں. اللہ تعالیٰ اس شخص کو کیسے معاف کرے گا جس کی نظریں ہماری جانب اٹھتی ہیں اور جس نے ہم سے دشمنی کی ہے......؟ اے یزید تو نے ہمارے زخم کو مندمل ہونے سے پہلے ہی ہرا کر دیا...تو نے رسول اللہؐ کی اولاد کا خون بہایا......بنو ہاشم کے ستارے توڑ ڈالے. مگر یاد رکھ تیری بادشاہی ہمیشہ قائم نہ رہے گی تو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک مجرم کی حیثیت سے پیش کیا جائے گا اور تو آرزو کرے گا......کاش میں اندھا اور گونگا ہوتا......خدایا تو ہمارا حق لے. ہمارا انتقام لے. اے یزید بخدا تو نے اپنا ہی گوشت نوچا ہے وہ دن دور نہیں جب رنج وغم کی حالت میں رسول اللہؐ کے ساتھ دیکھے گا آج جن لوگوں کو تو مقتول سمجھ رہا ہے وہ خدا کے ہاں زندہ ہیں......اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں نازل ہونے والی کتاب مبین میں فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ ہرگز نہ کہو یہ لوگ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں......

اے دشمن خدا یزید تو اپنی حماقت پر نازاں ہے......لیکن بخدا میں تجھے اتنا حقیر سمجھتی ہوں کہ ملامت کرتے بھی شرم آتی ہے. ......مگر کیا کروں آنکھیں اشکبار ہیں. کلیجہ میں آگ سی بھڑک رہی ہے اس بحث سے فائدہ بھی کیا......؟ حسینؑ شہید ہو چکے......یاد رکھ کل یہی مال غنیمت تیرے لئے وبال جان بن جائے گا ......وہ وقت آنے والا ہے جب نہ تیرا اجلال ہوگا اور نہ مال وطاقت......صرف تیرے اعمال ہوں گے......اس دن تو گلا پھاڑ کر ابن مرجانہ کو پکارے گا اور ابن مرجانہ تجھے پکارے گا

مگر نہ وہ تیرے کام آئے گا اور نہ تو اس کے کام آئے گا اور تیرے سارے مددگار قیامت کے دن ایک دوسرے کو پکارتے ہوں گے مگر کوئی کسی کی مدد کو نہ آئے گا. قیامت کے دن تیرے ساتھ معاویہ کی سب سے بڑی سلطنت نہ ہوگی بلکہ آل رسول کا قتل ہوگا......

خدا کی قسم میں آج تک اپنے پروردگار کے سوا کسی سے نہیں ڈری آج بھی تیرا جاہ و جلال مجھے مرعوب نہیں کرسکتا......تو اپنے ارادوں میں کوتاہی نہ کر اپنی ساری کوششیں ختم کر لے...تو ہمیں جتنا بھی ستا سکتا ہے ستا لے......لیکن تو نے ہمارے ساتھ تو جو کچھ کیا ہے اس کا وبال خدا کی قسم کبھی تجھ سے دور نہ ہوگا......میری زبان اللہ کے شکوے سے کبھی آلودہ نہیں ہو سکتی......خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ ان نے نوجوان بہشت کے سرداروں کی دنیاوی زندگی سعادت و مغفرت پر ختم فرمائی اور ان پر بہشت واجب کردی......

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے درجے اور بھی بلند کرے (آمین) زیادہ سے زیادہ فضل و کرم کا مستحق قرار فرمادے.....کیونکہ میرا اللہ اصل مددگار اور حقیقی قدرت والا ہے......

....

بلوچستان کے وزیر کا قتل

مصر کے سفارت خانے کا دھماکہ

ایم کیو ایم پر ایک اور تہمت

مختلف قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں.....اور اچھے خاصے بڑے بڑے واقعات ہوجاتے ہیں......ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں........ہم کچھ غلط لکھ گئے......ہماری گردنیں شرم سے کیوں جھکیں......اللہ نہ کرے کیا ہم وزیراعظم ہیں یا صدر پاکستان......یا پھر وزیر......سفیر......کچھ بھی تو نہیں ہیں......بس ایک عام سی عورت جس کا نام محمودہ سلطانہ ہے بڑی خبروں میں پہلے خبر یہ ہے کہ......بلوچستان کے صوبائی وزیر اور الیکشن کمشنر قتل کر دیے گئے......انا اللہ......شکر ہے اس بات پر کہ جتوئی وزیر داخلہ......ہم نہیں کہتے معاذ اللہ ......ہم اتنے شیر نہیں......لوگ اپنے بیانات میں بیچارے وزیر داخلہ کو کیا کچھ نہیں کہتے......ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ نصیر اللہ بابر صاحب نے بلوچستان میں ایک وزیر اور الیکشن کمشنر کے قتل پر ایم کیو ایم کو ملوث نہیں کیا......بڑی خوش آئند تبدیلی ہے......ورنہ جہاں پتہ کھڑکا......آ گئی پھر آ گئی. ایم کیو ایم......وہ بھی بیچارے کیا کریں......ہروقت الطاف......الطاف سنتے سنتے ذہنی مریض بن گئے ہیں......اللہ اپنا فضل کرے......ابھی ہم حیرت ہی میں تھے کہ اخبارات میں ایک اور چونکا دینے والی خبر بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی......بم دھماکوں سے مصری سفارت خانہ تباہ اور اس تباہی میں ١٧ افراد ہلاک ہوگئے......ہلاک ہونے والوں کے اعضاء چاروں طرف بکھرے پڑے تھے اور اس دھماکہ کے نتیجہ میں بیس گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں مگر شکر ہے کہ مصری سفیر زندہ بچ گئے......اس کے بعد حکومت پاکستان کے اعلیٰ افسران نے سفارت خانے کا دورہ کیا اور پاکستان کی فوج نے مصری سفارت خانہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا......ہم سوچ رہے تھے کہ اتنی بڑی خبر ہے......اور غیر ملک کا معاملہ ہے......کہیں جنرل صاحب اس دھماکہ کا الزام بھی ایم کیو ایم پر نہ ڈال دیں......لیکن ایک خبر کچھ اس

طرح شائع ہوئی کہ مصر کی تین انتہا پسند اسلامی تنظیموں نے اسلام آباد میں قائم مصری سفارت خانے کو بم سے اڑانے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔جنرل صاحب خوش ہو گئے..... جلوز بادہ تنگ ودو نہیں کرنا پڑی مجرم خود ہی اقرار کر بیٹھے...... کچھ تو کرنا ہی تھا... آخر کو وزیر داخلہ ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں..... فوراً ہی بابر صاحب نے ایک انٹرویو میں فرمادیا..... اسلامی یونیورسٹی اور مدرسے دہشت گردوں کی پناہ گاہیں ہیں..... میرے اختیار میں ہو تو اسلامی یونیورسٹی بند کردوں..... ارے جنرل صاحب آپ کا بس چلتا تو پاکستان کے ساتھ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھا جاتا ہے اس میں سے بھی آپ "اسلامی" ...... کا لفظ کھرچ کر نکال دیتے...... یہاں آپ کی بے بسی پر ہم کو بڑا ترس آتا ہے...... کیا کریں ہم بھی آپ ہی کی طرح مجبور ہیں..... آپ کے دماغ میں اسلام کے خلاف جو بات بیٹھ گئی ہے وہ اب نہیں نکلتی..... اس کے آڑ لے کر آپ نے علما کرام کی پکڑ دھکڑ شروع کردی...... ہم خوش ہمارا خدا خوش...... شاید اب اس حکومت کا تیا پانچا ہو جائے اور تو اور اسلامی یونیورسٹی کے طلبا کو بھی حراست میں لے لیا گیا..... گرفتاریوں میں سپاہ صحابہ کے مولوی حضرات سمیت ۵۵ افراد گرفتار کئے...... سپاہ محمدؐ کے ۷۰ کارکن اور جے یو آئی لاہور کے رہنما سمیت ۱۴ افراد بھی پکڑ لئے...... بس پھر کیا ہے...... جنرل صاحب نے چھتے کو چھولیا ہے...... اب بڑا مزہ آئے گا...... کیونکہ ہمارے لئے تو کوئی بھی قربانی دینے کو تیار نہ تھا اور نہ ہے...... مگر ہمارے قاضی حسین احمد صاحب نے ببانگ دہل اعلان کر دیا ہے کہ...... میاں جنرل صاحب ...... ہمیں پکڑ کر دیکھو...... اگر جماعت اسلامی پر پابندی لگائی تو ہر کارکن ڈٹ کر مقابلہ کریگا..... ملی یکجہتی کونسل کو انتخابی وسیاسی اتحاد کی شکل دے دی جائے گی اور یہ اتحاد آئندہ الیکشن میں صرف اسلام کی حامی قوتوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے قائم کیا جائے گا اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس کا فائدہ پیپلز پارٹی کو نہ پہنچے...... لیجئے جنرل صاحب..... قاضی صاحب بھی آپ کو روتا دھوتا چھوڑ کر اپنے جامے میں واپس چلے گئے..... ادھر کراچی میں سی آئی اے نے کرائم برانچ اور رینجرز کے ساتھ ملکر مذہبی جماعتوں کے خلاف...... جعفر طیار...... انچولی اور نارتھ کراچی...... کورنگی اور گلشن اقبال میں آپریشن شروع

کردیا......ادھر رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع سے آنے والوں میں سے سو سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا اور مسجدوں کا گھیراؤ شروع کردیا گیا......اللہ اکبر......آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا......یہ خبر تو ابھی چل ہی رہی ہے اور نہ جانیئے کہاں تک پہنچے......خوف اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے......جاپانی سفارت خانہ بھی خالی ہوگیا ہے......اس ملک میں بہت کچھ خالی ہو چکا ہے......

حیران ہوں کہ دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں....۷۷ء جیسی تحریک کی تیاریاں اپنے عروج پر ہیں...ابھی یہ خبر تازہ ہی ہے کہ ایک اور وحشتناک خبر سننے میں آیہ کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کے بھائی...ان کے دوست اور ڈرائیور کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا......بڑا افسوس ہوا......مگر اپنے شہر میں کیا نہیں ہو رہا ہے ہماری بہنیں روئیں...چیخیں چلائیں...مگر ان کی گودیں اجاڑ دی گئیں....ماؤں بہنوں کے سروں سے چادریں چھیں لی گئیں...جوان جوان لڑکیاں اغوا کرلی گئیں...بیچ بازار میں ہماری بچیوں کی عزتوں کو لوٹا گیا...ہم صرف فریاد کرتے رہے چیختے رہے......حکومت کو اصل حقائق بتاتے رہے...لیکن کچھ بھی تو نہ ہوا...کیونکہ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بے بس ہیں...کچھ بھی نہیں ہے ان کے اختیار میں اگر کچھ ہوتا تو ظلم وستم میں کچھ تو کمی ہوتی...ہم سوچ ہی رہے تھے کہ شاہ صاحب سے کیسے پرسا کریں کہ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں...کسی گھر سے جوان جنازے نہ انھیں خدا کرے اب کبھی کوئی بچہ یتیم نہ ہو....مگر پھر مرغے کی ایک ٹانگ جنرل صاحب اور گورنر صاحب کا فرمان شاہی آگیا کہ یہ قتل بھی الطاف گروپ نے کیا ہے...اب ہم کیا کہتے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیقات کے الزام تراشی خدا کے نزدیک ناپسندہ فعل ہے کون کس کو چھوڑتا ہے دوسرے قسم کے بیانات بھی آنا شروع ہوگئے...کہ شاہ صاحب کے بھائی کا قتل آپس کی رنجش کا نتیجہ ہے اور یہ کہ دونوں بھائیوں میں آپس میں بول چال بھی بند تھی...اللہ جانے کو قاتل اور کون مقتول......جبکہ قائد تحریک الطاف حسین کا مذمتی بیان آچکا ہے...اس کے باوجود بھی دلوں کی بے انصافی...ہم اب بھی شاہ صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں...ایسا لگتا ہے کہ مقتول کہہ رہا ہے......

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جون کا مہینہ مہنگائی کا مہینہ

جناح اسپتال کی روداد

غریبوں کی کون سنتا ہے

جون کا مہینہ آن پہنچا ہے مہینہ...... بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ...... گرمی قیامت خیز گرمی...... اوپر سے گرما گرم خبریں...... دل ہلا دینے والی خبریں خون میں جوش پیدا کرنے والی خبریں...... دلوں کو گرما دینے والی خبریں...... بجٹ کے آنے سے پہلے ہی اشیا کی قیمتیں بڑھ جانے کی خبریں...... اب لوگ بے ہوش نہیں ہوں گے تو کیا تازہ دم ہو کر ایسی ایسی خطرناک خبریں سنتے رہیں گے...... کون ہے......؟ جس کے اعصاب اتنے مضبوط ہیں حکومت ہمیشہ وعدے کرتی ہے کہ اس سال بجٹ میں غریبوں کو آسانیاں فراہم کی جائیں گی اور پورے سال کوئی نیا بجٹ نہیں آئے گا...... خدا جھوٹ نہ بلوائے تو بھیا وزیر خزانہ ایمان لگتی کہیں اور جاتے جاتے دولتی جھاڑ کے گیس کے نرخوں اور بجلی کے نرخوں میں اضافہ کر دیا...... صرف آٹے اور دودھ کی قیمتوں کا ہی حساب لگالیں کہ ۱۹۹۴ء میں کتنی بار دودھ اور آٹے کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے...... اور یہ اضافہ صرف قوم کے مفاد میں کیا گیا ہے...... واہ کیا بات ہے...... ہماری حکومت کی میٹھا میٹھا ہپ ہپ...... کڑوا کڑوا تھو تھو...... ہم کئی بار ملک سے باہر گئے ہیں...... ان ممالک میں جو ٹیکس لئے جاتے ہیں تو اس کے بدلے عوام کو ایسی ایسی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے...... ٹیکسوں کے بدلے میں عوام کو صاف ستھرا پانی...... صحت و زندگی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ صاف ستھرے اسپتال بالکل مفت، دوائیں بھی مفت...... سڑکیں ایسی شفاف کی سوئی بھی گرے تو صاف نظر آجائے...... کوڑے کرکٹ کا کہیں نام و نشان نہیں...... اگر کہیں سے گیس لیک کر رہی ہے یا مچھر ہو گئے ہیں آپ فوراً متعلقہ محکمہ کو فون کیجئے پانچ منٹ کے اندر اندر آدمی آئے گا اور آپ کی شکایات دور کر دے گا...... اگر کوئی بے روزگار ہے تو الاؤنس بھی ملتا ہے اور رہنے کے لئے فلیٹ بھی ملتا ہے جس کی ایک اسکیم الگ ہے جو بے روزگاری

الاؤنس کہلاتی ہے.......کبھی کسی کو بھیک مانگتے نہ دیکھا.....عمرہ کی سعادت بھی ان ناچیز کو بار بار نصیب ہوئی ہے.......خانہ کعبہ خدا کا گھر رات دن روشنیوں سے جگمگاتا رہتا ہے.......ہر وقت لاکھوں کا مجمع رہتا ہے......حکومت کی جانب سے بہترین انتظامات ہیں......وہاں کبھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی...... پینے کو بدبودار پانی بھی نہیں ملتا صحت و صفائی کے ایسے انتظامات کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے......

آج سے دس سال پہلے بھی سالن کے ساتھ روٹی مفت ملتی تھی اور آج بھی وہی عالم ہے.....کوئی سا بھی مشروب لیں......آج سے دس سال پہلے ایک ریال کا تھا اور آج بھی ایک ریال کا ہے......لوگوں کی صحت اور تندرستی کے لئے جگہ جگہ شفا خانے موجود ہیں......کھانا پینا اتنا سستا کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے......میں یہ کہتی ہوں کہ ان ممالک میں کیا انسان نہیں رہتے......کیا انسانیت نہیں رہتی.......ہمارے ملک پاکستان میں تو انسانوں نے بھی اور انسانیت بھی دم توڑ دیا ہے......کیا ہماری بی بی......اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ نہیں دیکھتیں......حکومت نے یا اس کے اہل کاروں نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش نہیں کی کہ ان ممالک میں بھی لاکھوں کروڑوں افراد رہتے ہیں.......نہ یہاں بجلی جاتی ہے کہ لوگ تین تین اور چار چار دن تاریکی میں اور گرمی کے زمانے میں تو جہنم میں اپنی زندگی گزارتے ہیں......اتنے بھاری ٹیکس وصول کرنے کے بعد بھی پینے کے لئے بدبودار پانی وہ بھی ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ.......تعلیم کا کوئی انتظام نہیں......صفائی ستھرائی کا جیسا انتظام ہے وہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے.....جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر لگے ہیں تعفن اٹھ رہی ہے......بیماریوں نے ہر ایک گھر دیکھ لیا ہے.....اسپتال کا ناقص انتظام......مریض صبح ٦ بجے سے لائنیں لگا کر بیٹھ جاتے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب ندارد...انہیں کونسا کسی کو حساب کتاب دینا ہے......مہینہ پورا ہوگا تنخواہ تو مل ہی جائے گی......حکومت جناح اسپتال کو مریضوں کی دیکھ بھال اور دواؤں کے لئے کروڑوں کا بجٹ دیتی ہے جس سے دوائیں اور دوسری اشیائے صرف ضرورت خریدی جائیں......مگر وہ کروڑوں روپیہ بندر بانٹ کی نظر ہو جاتا ہے......مجھے اپنے بڑے بھائی راشد علی صابری کو جناح اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں لے جانے کا

اتفاق ہو...ان پر فالج کا زبردست حملہ ہوا...ہم لوگ لے کر جناح اسپتال گئے..ایمرجنسی وارڈ کے ڈاکٹروں کی شاہی دیکھنے کے قابل تھی.....ہم تصویر حیرت بنے ہر ڈاکٹر کی خوشامد کر رہے تھے کہ آپ ذرا دومنٹ کے لئے ہمارے بھائی کو دیکھ لیں انہیں فالج کا سخت حملہ ہوا ہے.....کوئی بھی سننے کو تیار نہ تھا آخر خدا خدا کر کے ایک ڈاکٹر صاحب کو ترس آیا اور وہ ہمارے ساتھ آئے اور ہمارے بھائی کو دیکھنے کے بعد کہنے لگے یہ ہمارا کیس نہیں ہے..یہ تو فالج کا حملہ ہے آپ گھر لے جائیں...ہم نے کہا بھائی ڈاکٹر صاحب...ہم گھر سے ہی تو لائے ہیں.....اسپتال میں داخل کرانے...اگر فالج کا علاج یہاں نہیں ہوتا تو پھر کہاں ہوتا ہے....؟ کہنے لگے ہم جو کہہ رہے ہیں آپ گھر لے جائیں...خیر ہم بھائی جان کو وہیں چھوڑ کر اسپتال کے ایڈمنسٹریٹر سرجن بھٹی سے ملنے گئے کہ شائد کوئی بات بن جائے ان کے پی اے کو اپنا کارڈ دیا اور مدعا بیان کیا.....پی اے صاحب نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کہا کہ صاحب تو میٹنگ میں ہیں نہ معلوم کب تک فارغ ہوں آپ ایسا کریں اسی ڈاکٹر سے درخواست کریں تو وہ داخل کر لیں گے ہم پھر واپس ان ہی ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے بہت گڑگڑا کے فریاد کی...جب انہوں نے وارڈ نمبر ٦ میں داخلے کا آرڈر دے دیا لیکن یقین مانئے.....صبح گیارہ بجے داخل کیا شام ۵ بجے تک کوئی نہ آیا..پوچھا تو کہنے لگے آپ نے داخل کرنے کو کہا تھا سو کر لیا.....اب آپ کیا چاہتی ہیں...ناچار بھائی جان کو واپس لائے اور شہید ملت اسپتال لے گئے...جہاں انہوں نے فوراً ہی ڈرپ لگائی انجکشن وغیرہ دیئے اور علاج شروع کر دیا...یہ ہے یہاں کے سرکاری اسپتال کی حالت...قیمتی دوائیں مریضوں کو دینا تو کجا انجکشن لگانے کی سرنج بھی کہتے ہیں کے کر آؤ....ساری دوائیں مل کر بیچ دیتے ہیں...اور غریبوں کو صرف بستر مہیا کرتے ہیں وہ بھی سفارش پر اور دواؤں کا سارا خرچ مریض اور اس کے گھر والے برداشت کرتے ہیں. .یہ تو ایک ذرا سی جھلک تھی کسی دن پورے اسپتال کی سیر کراؤنگی اور مریضوں کے تاثرات بھی حکومت جناح اسپتال کے ایڈمنسٹریٹر سے پوچھے کہ سارا بجٹ کہاں جاتا ہے...سیکریٹری صحت یا وزیر صحت کسی دن غریب مریض بن کر جائیں یا اپنے کارندوں کو دو تین دفعہ بھیجیں تو حقیقت خود بخود سامنے آجائے گی........

ٹیکسوں کے بدلے امن اور تحفظ

سولہ فیصد منافع کا اعلان

عوام کے بنیادی مسائل کا حل

سندھ شہری کمیٹی کے صدر اور ان کے ساتھیوں نے اپنے اجلاس میں ایک دلچسپ فیصلہ کیا ہے......انہوں نے ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ......کراچی میں لاقانونیت کے واقعات پر حکومت قابو پانے میں ناکام ہو چکی ہے لہٰذا شہریوں کو اب نظریہ ضرورت کے تحت کراچی میں سرگرم مسلح گروپوں سے ان شرائط پر سمجھوتہ کرنے کے لئے غور کرنا چاہئے کہ شہری انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، جائیداد ٹیکس بینکوں میں جمع کرانے کے بجائے مسلح گروپوں کو یہ ٹیکس دے کر ان سے رسید حاصل کر لیں گے اور دیگر امور میں شہری ان مسلح گروپوں سے تعاون کریں......اس اجلاس میں تمام مسلح گروپوں کے رہنماؤں اور کمانڈوز سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر نظم و ضبط برقرار رکھیں اور شہریوں سے اپنے لئے ٹیکسوں کی وصولی کے لئے باقاعدہ طریقہ کار کا اعلان کریں......محاذ آرائی، لوٹ مار، قتل و غارت گری فوری بور پر معطل کر دی جائے اور شہریوں کو تمام ٹیکسوں کی ادائیگی کے بدلے میں انہیں پر امن ماحول اور تحفظ دیا جائے اس ایجنڈے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت پاکستان انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس اور دیگر ٹیکسوں سے فوری طور پر دستبرداری کا اعلان کرے......تا کہ شہریوں پر دوہرا بوجھ نہ پڑے اس قرارداد سے کوئی متفق ہو نہ ہو محمودہ کی تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں کہ کوئی تو جوانمرد ہے جس نے کھری کھری باتیں کہی ہیں اگر سندھ شہری کمیٹی کے صدر صاحب برا نہ مانیں تو اپنے ایجنڈے میں محمودہ کی بھی کچھ تجاویز کا اضافہ کر لیں......ہماری طرف سے ڈاکوؤں اور مسلح دہشت گردوں سے یہ اپیل بھی کی جائے بلکہ پوری قوم کی طرف سے عاجزانہ گزارش بھی کی جائے کہ اے بھیا ڈاکوؤں اور دہشت گردوں ہمیں ان قومی بینکوں سے بھی نجات دلواؤ جہاں ہر وقت بینک ڈکیتی ہوتی رہتی ہے......تم لوگ اپنے بینک بھی کھول لو......اور سولہ فیصد منافع کا اعلان بھی

کردو.....پھر دیکھنا جن بیچارے غریب شہریوں نے عوام کا گلا کاٹ کاٹ کر جو رقم اکٹھا کی ہے وہ رقمیں جنہیں کالا دھن کہتے ہیں.....اور جن کے تحفظ کا کوئی انتظام نہیں ہے.....کیونکہ یہ حکومت بہت جھوٹی ہے کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے.......تمہاری تو زبانوں پر جو بات ہے وہی چیز ہاتھوں میں بھی ہے.....تمہارے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں....لہٰذا دیکھنا تمہارے کھولے گئے بینکوں میں قطاریں ہی قطاریں نظر آئیں گی.....یقین نہ آئے تو اپنے اپنے بینک کھول کر دیکھ لو......اور ہاں بینکوں کے نام بھی اپنے دہشت گردوں کے نام پر رکھنا.....جس دن تمہارے بینک کھلیں گے اس دن یہ غریب محمود وہ بھی "ڈھاٹا" باندھ کر اپنی جمع پونجی جمع کرانے آجائے گی.....تمہارے بینک میں آنے کے لئے ڈھاٹا باندھنا بڑا ضروری ہے اگر حکومت کو پتہ چل گیا تو وہ ہمارے ساتھ پوری قوم اک تیا پانچہ کر دے گی اس لئے احتیاط لازم ہے ویسے بھی خزانہ خالی ہو چکا ہے.....لوگوں نے اپنی اپنی رقوم نکلوا کر باہر کے بینکوں میں جمع کرانا شروع کر دی ہے خزانہ خالی ہونے سے سرکاری ملازمین کو چار چار ماہ سے تنخواہیں بھی نہیں ملی ہیں بے چارے سرکاری عوام روتے پھر رہے ہیں ہم بڑے ہی ادب سے ایک دفعہ پھر ڈھاٹا باندھ کر کہیں گے کہ بھیا ڈاکوؤں ان ملازمین کو بھی چھوٹی موٹی نوکریاں دے دینا......اللہ تمہارا بھلا کرے گا.......ہماری ایک تجویز اور ہے کہ اپنے اپنے اسکول بھی کھول لینا......کیونکہ آئے دن بچے اغوا ہوتے رہتے ہیں......جب ہمارے بچے تمہارے اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں گے تو خود بخود تربیت یافتہ ہو جائیں گے.....اور ماں باپ پاؤں پھیلا کر میٹھی نیند سوئیں گے......چلو بچوں کا مستقبل تو سدھرا......اب حکومت میں دم خم ہے تو ہمارے بچوں کو اغوا کر کے دکھائے......ہمیں اپنی بات کہنے کے لئے بار بار ڈھاٹا باندھنا پڑ رہا ہے.....ایک آخری بات اور ہے کہ اگر تمہارے بچوں میں ذرا سا بھی ایمان ہے تو اپنے اپنے علاقوں میں مسجدیں بھی تعمیر کر کے اعلان کرا دو کہ اب کوئی مسلمان سرکاری ہتھیاروں کے سائے میں نماز ادا نہیں کرے گا......دہشت گردوں کی مسجدوں میں بلا خوف و خطر آئیں اور اللہ کے حضور شکرانے ادا کریں.....اگر ہماری چند ٹوٹی پھوٹی تجاویز پر عمل کر لو گے تو بھیا سرخروئی تمہارا مقدر ہے.....جب لوگوں کے تعلیم اور روزگار جیسے مسائل حل ہو جائیں گے تو تمہاری

پیشانیوں سے یہ کلنک کا ٹیکہ خود بخود مٹ جائے گا......ہم دل ہی دل میں خوش ہیں......ظاہر ہے کہ اتنی بڑی خوشی ہم چھپا بھی نہیں سکتے کہ اب پوری قوم چین کی نیند سوئے گی راتوں کو جاگ جاگ کر پہرہ دینے کی مصیبت سے از خود نجات مل جائے گی. ....جس نے عوام سے ٹیکس وصول کئے ہیں.....وہی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت کی ذمہ دار ہے......خواہ حکومت ہو.....خواہ دہشت گرد.....ہمیں کیا ہمیں کونسا وزیر اعظم بننا ہے.....عوام کو تو جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کی ضمانت چاہئے امید ہے کہ اہل کراچی ہماری ترامیم کے ساتھ اس قرارداد سے متفق ہوں گے....

رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں راہزن کو

....

بچوں کے چہروں پر سنجیدگی کی مہر

مجاہدوں کی مخبری کرنیوالے

مہاجر پاکستان کیخلاف سازش نہیں کرتے

ناحق ہم مجبوریوں پر تہمت ہے غداری کی   جو چاہیں سو آپ ہم کو عیث بدنام کیا

ہمارے پاس ڈاک میں کچھ اخبارات ورسائل بھی آتے ہیں اب ہم زیادہ پڑھے لکھے تو ہیں نہیں جو ہر اخبار کھول کر پڑھیں بڑھاپا آگیا لیکن اب تک حرکتیں وہی بچوں جیسی ... لطیفے پڑھنے میں بڑا لطف آتا ہے سنجیدہ مضمون کبھی غور سے پڑھا ہی نہیں..... پھر حالات نے چھوٹے بچوں کے چہروں پر سنجیدگی کی مہر لگادی ہے...... جو وقت لطیفے پڑھ کر گزر جائے وہی غنیمت ہے اس مختصر سی زندگی میں خوشیاں کب نصیب ہوں..... کوئی نہیں جانتا کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ لمحہ بھر میں کیا سے کیا ہو جائے..... اسی لئے کبھی کبھی ہم دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے یا اپنی فطرت سے مجبور ہو کر لطیفوں سے دل بہلا لیتے ہیں..... آپ کہیں گے محمود نے اتنی تمہید باندھی لیکن لطیفہ اب بھی نہیں سنایا ..... خیر ہم لطیفہ تو نہیں سناتے ایک قصہ سناتے ہیں.. ..... اس قصے کو معذرت کے ساتھ ہم اپنے ہی نام نامی سے منسوب کر لیتے ہیں...... ہوا یوں کہ ایک دن ہم قبرستان سے گزر رہے تھے کہ ایک قبر سے بڑی زور سے جمائی لینے کی آواز آئی ہمیں تجسس پیدا ہوا اور ہم قبروں کے بالکل قریب پہنچ گئے...... ایک قبر میں مردہ کہہ رہا تھا کہ اے بڑے بھائی میری بات سنو...... رات زیادہ ہو گئی ہے مجھے نیند نہیں آرہی ہے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں..... میں لسانی فسادات میں مارا گیا تھا...... میری زبان اردو ہے جو سارے ملک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور ہمارے حکمراں بھی تقریریں اور تدبیریں اسی زبان کے ذریعہ کرتے ہیں اس کے باوجود بھی ان کی ایجنسیوں نے مجھے مار دیا...... دوسرا مردہ بولا...... بھائی میں وہ زبان جانتا ہوں جو اس ملک میں صدیوں سے بولی جاتی ہے اس کے باوجود بھی دہشت گرد مجھے ایک تنہا گھر میں لے گئے اور میرے جسم میں ڈرل مشین سے سینکڑوں سوراخ کر کے شہید کر دیا...... پہلے مردے نے بڑے

تاسف سے کہا کہ مجھے تمہارے انجام پر بے حد صدمہ ہے لیکن ہمارے درمیان ایک اور قبر ہے اس میں جو شخص لیٹا ہے وہ بے چارہ آواز دینے پر بھی نہیں بولتا......شاید ہم سے ناراض ہے..... پہلے مردے نے کہا نہیں ناراض نہیں ہے......حیرت ہے کہ ہمارے درمیان لیٹا ہے اور تم کچھ نہیں جانتے......وہ تو ماں کی گود میں تھا گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا اس بے چارے کو تو بولنا بھی نہیں آتا تھا...... ہاں اتنا معلوم ہے کہ اس کے ماں باپ مہاجر تھے اور اردو بولتے تھے......یہ تو تھی شہیدوں کی باتیں.....یہ لطیفہ نہیں حقیقت ہے کہ ہر قسم کے فساد کے نتیجہ میں معلوم ہوگا کہ مہاجر ہی مارے جاتے ہیں......مساجد میں جو نمازی شہید ہوئے وہ بھی اردو بولنے والے تھے......کیا نماز صرف اردو بولنے والے پڑھتے ہیں.....؟ شیعہ سنی فساد کا نام دے کر بھی مہاجروں ہی کا خون بہایا جاتا ہے.....کیا کوئی اور زبان بولنے والوں میں شیعہ سنی نہیں ہوتے......یہ دو فرقے صرف اردو بولنے والوں ہی میں ملیں گے.....

ٹھیک ہی تو کہا ہے قائد تحریک الطاف حسین نے کہ جنگ آزادی کی مجاہدوں کی مخبری کرنے والے غداروں کی اولادیں آج محب وطن بن کر وزارتوں کے مزے لوٹ رہی ہیں......الطاف حسین نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اہم عہدوں پر فائز شخصیات کے مابین مہاجروں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا سمجھوتہ ہو گیا ہے........۲۰ لاکھ مہاجروں کے خون سے حاصل ہونے والی سرزمین پر ایک مخصوص ٹولہ نے قبضہ کر کے مہاجروں کو یرغمال بنالیا ہے......ان کے جائز حقوق سلب کر لئے ہیں. .....ان کو چن چن کر سرکاری ملازمتوں سے نکالا جا رہا ہے ان محب وطن پاکستانیوں پر گھناؤنے الزامات لگائے جا رہے ہیں.... پہلے بھی انے آقاؤں کے اشاروں پر ملک کے دو ٹکڑے کر کے ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا تھا اور الزامات کی رسی کسی دوسرے کی گردن میں ڈال دی گئی تھی......الطاف حسین نے اس راز پر سے بھی پردہ اٹھایا ہے کی پی پی امریکہ کا جنرل سیکریٹری جس شخص کو مقرر کیا گیا ہے اس کے بارے میں امریکہ میں آباد تمام محب وطن پاکستانی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ شخص سندھودیش کا کٹر حامی ہے اور سندھودیش کے قیام کی جدوجہد میں پیش پیش رہا ہے ایم کیو ایم سے نفرت کرنے والوں سے بھی

الطاف حسین کی یہی التجا ہے کہ ہماری نفرت میں آپ یہ نہ بھولیں کہ ان ہی حکمرانوں نے سازش کر کے ملک کو دولخت کیا تھا...... آج وہی عناصر پھر برسرپیکار ہیں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ جنہوں نے الطاف حسین کا پورا بیان پڑھ لیا ہے وہ سچائی کو تسلیم کریں کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے نہ پہلے مہاجروں نے کئے اور نہ اب اس سازش میں شریک ہیں...... مہاجروں نے ہمیشہ پاکستان کی بقا کی جنگ لڑی ہے اور آج بھی پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے بچہ بچہ کٹ مرنے کو تیار ہے. ہمارے حکمراں یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب تک یہ قوم زندہ ہے وہ اپنی مذموم کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے...... لہٰذا ان کی گھناؤنی سازش کے تحت آپس میں ہی لڑوا کر ان کا خاتمہ ان ہی کے ہاتھوں کردیا جائے...... اور پھر دہشت گرد کا تمغہ بھی ان کی پیشانیوں پر لگا کر اپنے آقاؤں سے داد وصول کی جائے..... مہاجروں کو چاہئے کہ اس بین الاقوامی یہودی سازش کو سمجھیں اور متحد ہو کر پاکستان کو مزید ٹکڑے ہونے سے بچائیں پاکستان ہمارا ہے...... ہم پاکستان کے ہیں...... ہم کو مٹانے والے انشاءاللہ خود ہی مٹ جائیں گے......

ہمیں دعا دینے والے

ایک خوبصورت کتاب کا تحفہ!

اپنی تعریف پہ آنسو آئے!

ہم تو سمجھ رہے تھے اب ہم اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں کہ ہمیں کوئی دعائیں دینے والا باقی نہیں بچا ہے......بلکہ اب سارے ہی لوگ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں......اگر ہم اسی طرح چند سالوں تک اور لکھتے رہے تو کچھ دن بعد بھی بچے ہمارے کالم پڑھ پڑھ کر کہیں گے......بڑھیا......آفت کی پڑیا......یہی سوچ سوچ کر دل مارے خوف کے ہول رہا تھا کہ الٰہی اس وقت سے بچانا......ابھی ان ہی سوچوں میں گم تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی......چوکیدار......بڑے لوگوں کی باتیں......ارے وہی گارڈ جو حکومت کی طرف سے ملا ہوا ہے......ہم کو نہیں......ہمارے میاں شیخ لیاقت حسین کو کیونکہ وہ مذاکراتی ٹیم کے ممبر ہیں......اس حیثیت سے گارڈ کی تعیناتی ضروری ہے......ہم "نادراؤں" کی قسمت میں گارڈ یا چوکیدار کہاں......بس اسی سرکاری گارڈ کو چوکیدار کہہ کر اپنے آپ کو بڑا تصور کر لیتے ہیں......ہاں! تو میں کہہ رہی تھی کہ چوکیدار نے ہمیں دو کتابیں لا کر دیں......ان کتابوں کو بڑی بے اعتنائی سے میز کے ایک کونے میں رکھ دیا کیونکہ اکثر و بیشتر لوگ ہمیں کتابیں بھیجتے ہی رہتے ہیں اور انہیں پڑھ پڑھ کر ہم اپنی عمر عزیز کے قیمتی سال ضائع کرتے رہتے ہیں......سوچا جب موقع ملے گا تو ان کو پڑھ لیں گے کہ مصنف نے کونسا "تیر" چلایا ہے......کتاب کا پہلا صفحہ ہی کھولا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے. ہاتھ پاؤں میں لرزہ طاری ہو گیا......اے اللہ کیا ہم ابھی تک زندگی کی اس منزل میں ہیں جہاں لوگ اب بھی ہم کو ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہیں......کتاب کا نام مقدمۃ الکلام عروض و قافیہ......اس کتاب کے مصنف ہیں پروفیسر ڈاکٹر خورشید خاور امروہوی نام پڑھ کر چونک گئی......کیونکہ ادبی دنیا میں یہ نام بڑا جانا پہچانا ہے......اور اکثر ادبی محفلوں میں خاور صاحب سے ہماری ملاقاتیں بھی ہو چکی ہیں......پہلا صفحہ کھولا......بڑے ہی پیار

اور محبت کے ساتھ لکھا تھا "منفرد انداز تحریر کی حامل نامور قلم کارہ عزیزہ محمودہ سلطانہ کو پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں" ......اور نیچے خاور صاحب کے دستخط ہیں......یقین مانیئے اپنے متعلق یہ الفاظ لکھتے ہوئے ہم بڑی ندامت محسوس کر رہے ہیں......کیونکہ ہم قطعی اتنے بڑے فنکار نہیں ہیں کہ ہمارے ہی زندگی میں ہماری اس طرح مدح سرائی کی جائے......! کچھ اچھا نہیں لگا......اگر ہمارے مرنے کے بعد اس طرح کی قصیدہ گوئی کی جاتی تو شاید قبر کے کسی کونے میں ہم بھی چین سے کروٹ بدل لیتے اور کہتے کہ......مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں......خاور صاحب نے ہمیں ہماری زندگی ہی میں ڈھیر ساری دعائیں دے ڈالیں......اللہ انہیں خوش رکھے اور صحت کے ساتھ عمر دارز کرے خاور صاحب خود بہت بڑے قلم کار ہیں ان کے لئے کچھ لکھنا یا کہنا......یہ اپنے بس کی بات نہیں ہے......انہوں نے خود ہی فرمادیا ہے......

چھوڑ جاؤں گا جب کلام اپنا
کیسے مٹ جائے گا نشاں میرا

ہم نے سرسری طور پر کتاب کو دیکھا ہے......اس کتاب میں وہ سب کچھ ہے جسے کہنے کو دل چاہتا ہے......خاور صاحب کا یہ شعر پڑھ کر مولانا حسرت موہانی کے چند اشعار یاد آگئے......فرماتے ہیں......

نہیں ہے قدرداں کوئی تو میں ہوں قدرداں اپنا
تکلف برطرف بے گانہ رسم شکایت ہوں
کمال خاکساری پر یہ بے پروائیاں حسرت
میں اپنی داد خود دے لوں کہ میں بھی کیا قیامت ہوں

محترم خاور صاحب نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ علم و حکمت کا اتنا ذخیرہ دے دیا ہے کہ بس دل چاہتا ہے کہ ایک صفحہ کے بعد دوسرا صفحہ الٹتے ہی چلے جاؤ اور ان اشعار کی بدولت کبھی ماضی کے جھروکے یاد آتے ہیں حال کی بدحالیاں......اور مستقبل کے وسوسے......ایک جگہ فرماتے ہیں......

وہ جو کہتے تھے میری کمر بہت مضبوط ہے

ان سے پوچھو کیا ہوئی کرسی کی مضبوطی جناب

خاور صاحب کی یہ طویل نظم پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے آنے والے دور کی دھندلی سی تصویر ہے......ایک نظم میں فرماتے ہیں........

میں دنیا میں قیدی سا ہوں قید بھی میری انوکھی ہے

نئے نئے قانون کے بندھن نئی نئی زنجیریں ہیں

خاور صاحب کی دوسری کتاب کا نام ہے......بشت بہشت......اس کتاب کے صفحہ اول پر اس ناچیز محمودہ کو اس طرح یاد کرتے ہیں......ایسے ہی لوگوں کو کتاب پیش کر کے خوشی ہوتی ہے جو علم کے عاشق اور عالموں کے قدرداں ہوں......میرے خیال میں عزیز محمودہ سلطانہ اس معیار پر پوری اترتی ہے......

اس قدر دانی کے لئے میں خاور صاحب کی بہت ممنون ہوں ......یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے......خاور صاحب نے اپنے پڑھنے والوں کو مایوس نہیں کیا ہے.....غزلیں بھی ہیں......نظمیں بھی......دوہے بھی......ریختی بھی......ضرب المثل بھی.....غرض خاور صاحب نے شاعری کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا ہے......

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے دوستو! ایک دن

یہ سودا نقد ہے اس میں کوئی ادھار نہیں

کچھ اور گرمی رفتار ابلق ایام

ہمارے واسطے یہ دور سازگار نہیں

خاور صاحب کا ایک قطعہ پیش خدمت ہے

کتنے صدمے گزر گئے دل پر

انقلابات کتنے دیکھے ہیں

ظرف دل لوٹنے کے اے خاور

اتفاقات کتنے دیکھے ہیں

کتاب پڑھنے سے اور ان کے اشعار پر ذرا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاور صاحب کو مسلمانوں سے اور اپنے ملک سے بے پناہ محبت ہے........ کبھی بہت ہی رنجیدہ اور دلگیر نظر آتے ہیں...... کبھی قوم کو حوصلہ دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں قوم کی غیرت کو للکار رہے ہیں مثال کے طور پر..... فرماتے ہیں....

ہاتھ ظالم کے مضبوط تر ہو گئے

تھک کے جب مظلوم کی فغاں سو گئی

سب ہی کیوں آج مغرب زدہ ہو گئے

غیرت قوم مسلم کہاں سو گئی

کراچی کی محبت ان کی نظم جس کا عنوان ہے "اے کراچی اے شاعروں کی سرزمین" بہت خوبصورت ہے ہمارے پاس بہت سی کتابیں رکھی ہیں ان سب کا بھی شکریہ.......

....

ایک اور ہڑتال

قوم سراپا احتجاج ہے

آزاد ملک یا امریکی کالونی

''سنا ہے پھر ہڑتال ہے''... ......؟

''ہونے دو کسی کو کیا فرق پڑتا ہے''............

''تم ہڑتالیں کیے جاؤ.. .....اور وہ تمہارے بندے مارے جائیں فرق کیوں نہیں پڑتا''......!''اسی ظلم اور ناانصافی کے لئے تو ہڑتال کرتے ہیں ......جمہوریت میں یہ تو ہوتا ہے کہ اپنی بات حکومت تک پہنچانے کے لئے......جلسے کیے جاتے ہیں۔جلوس نکالے جاتے ہیں۔ہڑتالیں کی جاتی ہیں۔جلسے، جلوس نکال نہیں سکتے......ہزاروں لوگ بے گناہ مار دیئے جائیں گے......یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اگر ایم کیو ایم نے یہ کال دے دی ہے کہ ظلم حد سے بڑھ گیا ہے اور سارے عوام سڑکوں پر آجائیں''......!

''تو پھر کیا ہوگا''..............؟

''ہوگا کیا.........پوری قوم سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر آجائے گی ادھر سے بندوقیں بردار، توپ بردار، رینجرز، پولیس سب ہی تو میدان میں آجائیں گے.....اور دوسری طرف نہتے عوام ہونگے..........تم خود ہی سوچو.......پھر یہ حکومت کیا کرے گی''......!

''معلوم ہے کیا ہوگا.........اگر جعلی مقابلہ تو نہیں ہوگا.......! کراچی کی سڑکیں میدان کارزار بن کر جنگ کا نقشہ پیش کریں گی.........!

سارے اخبارات یہی خبریں چھاپیں گے کہ.........جنرل بابر نے کراچی کو فتح کرلیا.....اب تک تو فاتح کراچی کے نام کے تھے..پھر تو واقعی فاتح کراچی ہوجائیں گے......!

ہاں یہ بات تو ہے......پھر ان کی چوڑی چکلی چھاتی تمغوں سے سجادی جائے گی.....اور پھر وہ بڑی

بڑی میٹنگوں میں صلاح مشورے کے لئے بلائیں جائیں گے......اور آہستہ آہستہ خدا کی یہ بستی......قبرستان بن جائے گی.......... ....!

پھر تو حکومت کرنے کا بڑا مزا آئے گا......جو مرضی کرو۔ کوئی بچا ہی نہیں ہے......جو روک ٹوک کرے......چاہے اسرائیل کو تسلیم کرو......یا پاکستان کو امریکہ کی کالونی بنا دو......!

اب ایسا بھی نہیں ہے......کچھ لوگ تو زندہ بچ ہی جائیں گے......اسی لئے تو ہم ہڑتال کرتے ہیں اور وہ بھی پر امن......تاکہ انسانی جانیں ضائع نہ ہوں..........!

مگر وزیر اعظم صاحب تو فرماتی ہیں کہ روز روز کی ہڑتال عوام کا اقتصادی قتل ہے......!

وزیر اعظم صاحب فرماتی ہیں نا......مگر ہڑتال والے دن ٹی وی پر جو خبر نامہ دکھایا جاتا ہے تو اس میں عوام تو کیا پوری دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایم کیو ایم کی کال پر ہڑتال بری طرح ناکام ہوگئی......سڑکوں پر ٹریفک چلتا رہا......تمام کاروباری مراکز کھلے رہے.....اور پھر ایک جم غفیر دکھایا جاتا ہے کہ لوگ خریداری کر رہے ہیں......

ہاں یہ بات تو ہے اتنی مہنگائی......اور خریداری کے لئے عوام کا ہجوم......سب ہی تو ہنستے ہیں......عید......بقر عید کی کوئی پرانی فلم چلا دیتے ہیں......!

آپ نے دیکھا نہیں دوسرے دن اخبارات میں اپنے خبر نامے کو خود ہی جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہیں......کہ ہڑتال سے اربوں روپے کا نقصان ہوا.....کاروباری مراکز بند رہے.....اسکولوں میں حاضری بھی برائے نام تھی.....اسٹاک ایکسچینج مارکیٹ بھی بند رہی......ارے بھائی بقول حکومت کے ہڑتال ہوئی ہی نہیں تو پھر اربوں روپے کا نقصان کیسے ہوگیا......؟ اپنی ایک بات پر قائم رہو......جو بڑا مشکل کام ہے......!

آخر آپ لوگ چاہتے کیا ہیں.........!

جعلی پولیس مقابلہ بند کرو......نوجوانوں کا قتل عام بند کرو......جو دہشت گرد ہے اس کو ضرور سزا دو......لیکن ہر ایک کو دہشت گرد کہہ کر مار دینا کسی قانون اور مذہب میں جائز نہیں ہے......دوسرا

مطالبہ ہمارا یہ ہے......قوم کی بیٹیوں......رئیس فاطمہ اور شازیہ فاروق کا پتہ بتادو وہ کہاں ہیں اور ان کو رہا کرو..........!

ابھی تو این ڈی خان نے کہا ہے کہ مذاکرات کی میز پر آجاؤ تو پھر شازیہ فاروق اور رئیس فاطمہ کے بارے میں بات ہوسکتی ہے...

کتنی بے انصافی ہے......مذاکرات......اور خواتین کو حبس بے جا میں رکھنا دو الگ اور متضاد باتیں ہیں........!

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں ہے...

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ اب ہڑتالیں چھوڑ کر کوئی دوسرا ہی راستہ اختیار کرو.......!

مثلاً کیسا راستہ اختیار کریں.........!

سول نافرمانی کی تحریک چلاؤ......انکم ٹیکس، جائیداد ٹیکس.........اور الم غلم نہ جانے کون کون سے ٹیکس ہیں......کچھ بھی نہیں دیں گے......یہ بھی ایک طریقہ ہے......

ایک بات بتائیے رئیس فاطمہ......اور شازیہ فاروق کے لئے پوری دنیا کے اخبارات چیخ رہے ہیں......اور یہ حکومت ان کا پتہ بتانے کو تیار نہیں ہے......آخر ان بیچاری خواتین کا ایسا کیا قصور ہے......کیا انہوں نے حکومت کے کسی اہلکار کو قتل کردیا ہے یا پھر کسی پولیس والے کو اغوا کر کے ان پر ظلم وتشدد کیا ہے......کیا کیا ہے......؟ ان معصوم خواتین نے......جب کوئی الزام ہی نہیں تو پھر حبس بے جا میں رکھنے کا مقدمہ قائم ہونا چاہئے اس ظالم حکومت پر.......!

ارے مقدمہ کون قائم کرے گا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو انصاف مل جائیگا......"خود ہی مجرم خود ہی منصف ٹھہرے".

تمہارے خواب کا تو بی بی پر اثر ہو گیا.......!

جو کچھ بھی ہوا ہمارے لئے یہی بہت ہے......کیا آج کا اخبار نہیں پڑھا.........!

"نہیں پڑھا......اخبار ہم کم پڑھتے ہیں" ....!

بی بی فرماتی ہیں الطاف گروپ سے مذاکرات جاری ہیں اس میں کچھ وقت لگے گا.....کراچی کے لوگوں نے الطاف گروپ کا جتنا ساتھ دیا ہے.......اس کی مثال نہیں ملتی.......اور الطاف گروپ کا ووٹ بینک بھی ختم نہیں ہوا ہے.........ان کی طاقت اور پوزیشن ہے.......ہم اہل کراچی کا دل جیتنا چاہتے ہیں.........!

ارے واقعی......بی بی نے سیاست میں الطاف گروپ کی اہمیت کا اقرار کرلیا......اس سے اچھی اور کیا بات ہے......ہمیں یقین ہے کہ جب دل میں گنجائش پیدا ہوجائے تو سارے مسائل خود بخود حل ہوجائیں گے.........ہمیں یہ بھی امید ہے کہ وہ وزیر داخلہ کے دماغ کا علاج کرانے کے لئے انہیں ضرور بیرون ملک بھجوادیں گی.........!

اس سے کیا فائدہ ہوگا..........؟

کراچی کے عوام سکون کا سانس لیں گے..............اور بی بی کو جھولی بھر بھر کر دعائیں دیں گے..............!

....

صاف وشفاف وزیر اعظم

پینے کا صاف پانی اور تن ڈھانپنے کو کپڑا

تھر میں کوئلے اور ہیروں کی کانیں

اے لو.....! وہ پھر آرہے ہیں.....ارے وہی شیطان کی آنت کی طرح سوکھے، صاف شفاف اور امپورٹیڈ سابق وزیر اعظم معین قریشی جنہوں نے آتے ہی ہمارے روپے کو کوڑیوں میں تبدیل کر دیا تھا جو اپنے ساتھ ایک ایسی امپورٹیڈ چکی بھی لائے تھے جس کے ایک ہی چکر سے پوری قوم چکرا کر رہ گئی تھی..... آٹے کی قیمتیں کیا.....دالوں کا بھاؤ کیا سب ہی شفاف طریقے سے ان ہی کے دور میں تو بڑھا تھا اور اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے کہ "پیدل چلنا صحت کے لئے فائدہ مند ہے".....پیٹرول کی قیمت بڑھا کر بڑی بڑی گاڑیوں کو "دیوار" سے لگا دیا.....اب لوگوں کو گاڑی تو چلانا ہی ہے چاہے وہ لوٹ مار کر کے چلائیں یا رشوت اور چور بازاری کر کے چلائیں امپورٹیڈ وزیر اعظم تو سب کو دھندے سے لگا گئے......اور پھر اپنی نگرانی میں ایسے "صاف شفاف" الیکشن کرائے کہ لوگوں کی آنکھیں چندھیا گئیں..... عقل پر پتھر پڑ گئے......ایسی صاف شفاف وزیر اعظم بٹھائے کہ جس کو نہ نگلے چین ہے اور نہ اگلے.....اب سنا ہے کہ وہ فروری کے کسی ہفتہ میں آدھمکیں گے.......الٰہی خیر......یہ امریکن طوطے......اب کس چیز کی رٹ لگاتے ہیں.....پہلے تو ایک ہی لفظ سیکھ کر آئے تھے صاف شفاف......کسی کی آنکھ کا کچا تو دور کی بات ہے قریشی صاحب کی آنکھ کا "شہتیر" "صاف شفاف نظر آرہا ہے مگر گیا کر ان اظہار کرنے سے قاصر ہیں.....یہ سابق عارضی وزیر اعظم اتریں گے تو کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈہ پر.....لیکن اس کے بعد کچھ "کانا پھوسی" کرنے اسلام آباد بھی جائیں گے.....سنا ہے کہ وہ اس ملک کے صاف شفاف سیاستدانوں سے بھی رابطے کریں گے اور انہیں ہدایت کریں گے......کہ یہ کیسی قتل وغارت گری ہے.....ہر جگہ لاشیں بکھری پڑی ہیں.....گلیوں میں خون ہی خون جمع ہو کر سڑنا شروع ہو گیا ہے......مجھے تو امریکہ میں بیٹھ کر بھی غلاظت ہی غلاظت نظر آتی ہے جب

کہ میں "صاف شفاف" کا سبق دے کر گیا تھا.....ان کے آنے کا سن کر بڑی بڑی کرسیاں لرز کر رہ گئی ہیں......اور ہم غریبوں کا کلیجہ بھی منہ کو آرہا ہے......الہیٰ خیر......فروری کا مہینہ تو گزر ہی رہا ہے......آئندہ دو تین ماہ بعد ملکی بجٹ آرہا ہے.....جب کہ سال میں ہر دو ماہ بعد "منی بجٹ" بھی آتے رہتے ہیں حالانکہ حکومت بجٹ پیش کرنے کے بعد ہمیشہ وعدہ کرتی ہے کہ اب آئندہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا لیکن وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا......اب ہمارے آقا امریکہ نے کیا نئی ہدایت دے کر بھیجا ہے جس پر عمل درآمد کر کے سب کی کرسیاں بچ سکتی ہیں......ورنہ نیا دانہ......نیا پانی اگر کچھ پند و نصائح لائے بھی ہوں گے تو وہ ہم کو کیوں بتائیں گے وہ تو سرگوشیوں میں باتیں کریں گے......یہ اور بات ہے کہ ان کی سرگوشیاں عوام کے لئے دردناک چیخیں بن جائیں......اب اگر آہی رہے ہیں تو اپنی صاف شفاف عینک سے یہ بھی دیکھیں کہ ملک کا خزانہ خالی ہو چکا ہے......کے. ایم. سی، کے. ڈی. اے اور دیگر سرکاری محکموں میں ملازمین کو دینے کے لئے تنخواہیں تک نہیں ہیں دو تین ماہ گزر چکے ہیں اور بچارے غریب عوام "فکر فراز" پر جی رہے ہیں.....کروڑوں روپیہ اس ملک سے فرار ہو کر سوئزرلینڈ اور دیگر ممالک میں جا چھپا ہے....عوام کو دینے کے لئے کچھ بھی تو نہیں بچا.....اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اربوں روپے کے نوٹ چھاپ دیئے ہیں......جس سے مہنگائی میں پانچ سو گنا اضافہ ہو گیا ہے.....عید کے دن قریب ہیں.....لوگوں کے پاس کھانے کو نہیں ہے عید کیسے منائیں......جو جمع پونجی ہے وہ لے کر لنڈا بازار کے چکر کاٹ رہے ہیں کہ ننگے پھرنے سے تو بہتر ہے کہ فرنگیوں کی اترن پہن کر ہی اپنے بیوی بچوں کے تن ڈھانپیں......جس ملک کی یہ حالت ہو کر پینے کو صاف پانی اور تن ڈھانپنے کو کپڑا میسر نہ ہو......اس قوم کے حکمرانوں کی "عیاشی" قابل دید ہے فرانس میں بیٹھ کر "بھنڈی کی ہانڈی".....پاکستان سے جائے گی کیونکہ.....اور کوئی کھانا پسند نہیں ہے......چاہے جہاز کے آنے جانے پر لاکھوں روپے کا پیٹرول خرچ ہو جائے......لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا......کہ یہاں بھنڈی نہیں ہے تو کچھ اور ہی "زہر مار" کر لو......یہ پیسہ قوم کی امانت ہے......سنا ہے کہ معین قریشی صاحب ایک ہفتہ پاکستان میں قیام کریں گے......ارے ان کو ہرگز یہ نہ بتانا کہ

''تھر'' کے علاقے میں کوئلے کی کانوں کے ساتھ ساتھ قیمتی ہیرے کی کانیں بھی دریافت ہوئی ہیں.......ورنہ یہ کونسے ساہوکار ہیں......اپنا ڈیرہ اسلام آباد سے اٹھا کر جھٹ تھر میں جما لیں گے......ہوسکتا ہے کی معین قریشی صاحب کو سن گن مل گئی ہو.....اور وہ مشورہ بھی وزیراعظم کو دے سکتے ہیں کہ بی بی کس چکر میں پڑی ہو.......حکومت بھی چلاؤ اور سب کی گالیاں کو سنے بھی سنو.......یہ کہاں کی عقل مندی ہے.......اس قحط زدہ علاقے کو بھی گوادر کی طرح بیچ کر جان چھڑاؤ.......کوئی تمہارا کیا بگاڑ لے گا.......گوادر بیچ دیا تو کسی نے تمہارا کیا بگاڑ لیا.....رات دن خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے.......جوان جوان لڑکے موت کی آغوش میں ایسے جارہے ہیں جیسے قبریں نہیں مائیں بازو پھیلائے کھڑی ہیں آؤ میرے بچوں.......ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا.....چھوڑو یہ باتیں لوگوں کی تو عادت ہی ہر وقت رونے گانے کی ہے اب سیدھی بات یہ ہے کہ ''تھر'' میں جا کر اپنا ڈیرہ جمائیں گے ہماری صاف شفاف عینک ہیروں کی چمک سے آنکھیں چندھیائے دے رہی ہیں.....اگر اپنی کرسی بچانا ہے تو آقاؤں کے کہنے پر گوادر کی طرح ''تھر'' بھی فروخت کردو.......اور آرام سے حکومت کرتی رہو.......کمیشن کے طور پر ہمیں بھی سینٹ پر سٹ دے دینا.....پھر مجال ہے تمہاری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے.....میری معرفت سارے سودے طے کرلو.......ورنہ پچھتاؤ گی.....ویسے بھی بدامنی اپنے عروج پر ہے...قتل و غارت گری روز کا معمول ہے مذہبی فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے ایجنسیاں کافی ہیں.... پاکستان ٹوٹنے کے تو سارے کام خود بخود ہو رہے ہیں.....تم کیوں سارے الزامات اپنے اوپر ڈالو.......بھاگ چلو.......

....

ظلم کی یہ کالی رسی

دل کی بھڑاس اور بی جمالو

آپ کا ٹین پرسینٹ بنتا

سنجیدگی سے سوچتے اور سنجیدگی سے لکھتے پڑھتے بہت دن ہو گئے.....کہاں ہم اور کہاں سنجیدگی......ہمارا تو کام ہی ہے تنقید کرنا.....طعنے دینا......کچھ بھی تو نہیں کیا اتنے دنوں سے......دل بہت گھبرا رہا ہے کس سے دل کی باتیں کریں......کون اپنا ہے......سب ہی پرائے ہو گئے......اب تو دل کی بھڑاس نکالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ "بی جمالو"......بن جائیں......کچھ تو لگائی بجھائی کر کے اپنی جان کو ہلکا کریں.....ایک بوجھ ہے جو لئے پھر رہے ہیں جو اٹھائے نہیں اٹھتا......ہماری بی بی تو سب کی بہن ہیں.....لیکن ہماری بہن بننے پر وہ کسی طرح آمادہ نظر نہیں آتیں......لاکھ سمجھایا.....اشاروں کنایوں سے بھی کام لیا.....لیکن اب پر تو ایسا بھوت سوار ہے جس کے سوار ہونے کی ہم بھی تمنا کرتے ہیں.....لیکن ہماری تمنا ہمیشہ کے لئے تمنا ہی رہے گی اب وہ ہمارے بہن بنیں یا نہیں......ہم آصف زرداری کو اپنا بھیا مان کر سارے دکھڑے روئیں گے......ہمارا کوئی کیا بگاڑ لے گا......اس رشتہ سے ہم بی بی کی نند بجلی بسنت بن گئے......بھیا آصف آپ جو دلہن بیاہ کر لائے ہیں ان کی شکل وصورت سے ہمیں کیا لینا دینا شکل صورت تو میاں کے لئے ہوتی ہے سسرال والے تو بس عادت واخلاق پر مرتے ہیں......بھیا آصف ان کا رویہ آپ کی بہنوں کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے......کہتے ہیں کہ عورت چاہے تو کوڑیوں میں گھر چلا سکتی ہے اگر نہ چاہے تو لاکھ کا گھر بھی خاک کر دیتی ہے.....میاں جی کو رشوت لینے پر بھی عورت ہی اکساتی ہے....اب آپ کا کیا قصور......گھر کے اخراجات ہی اتنے بڑھ چکے ہیں کی آپ کو "ٹین پرسینٹ" لینا پڑتا تھا......خیر یہ بھی گوارا تھا......بھائی دنیا میں بدنام ہوا لیکن ہم چپ رہے کہ میاں بیوی کے معاملات میں کیوں دخل اندازی کریں......لیکن بھیا اب ہم سے چپ نہیں رہا جاتا کیونکہ آپ کی بیگم ملک کی وزیر اعظم ہیں

اگر آپ نے ہماری ''کانا پھوسی'' اپنی بیگم سے لگادی تو وہ تو نہ رشتہ دیکھیں گی نہ ناطہ جھٹ زن بچہ کولہو پلوادیں گی......اے بھیا آصف یہ بھی کوئی بات ہوئی.....کرتی سب کچھ ''وہ'' اور بدنامی کا سہرا جھٹ آپ کے سر باندھ دیا جاتا ہے کہ ''بی بی'' تو نام کی وزیر اعظم ہیں اصل وزیر اعظم تو آصف میاں ہیں......اب دیکھو نا......گوادر کا سودا ہوا تو معلوم ہوا کی آپ ہی ک ایما پر سب کچھ ہوا اور اس میں بھی آپ نے اپنا زیادہ سے زیادہ حصہ رکھا ہے.....ہمیں معلوم ہے کہ بھیا.....آپ کتنے معصوم ہیں یہ سب کرتوت تو آپ کی چہیتی اور لاڈلی بیوی کے ہیں کیونکہ جس کی ''لاٹھی اس کی بھینس''.......حکومت کا کاروبار چلا رہی ہیں کوئی نادان تو نہیں ہیں.....بڑے بڑے تمہاری بیوی بنو کے ہاتھوں کھلونا بنے اچھے اچھوں کو تگنی کا ناچ نچا دیا ہے ضدی اتنی ہیں کہ اللہ دے اور بندہ لے.....جو بات دماغ میں سما جائے وہی بات صحیح ہے.....برا مت ماننا.....بھیا خود بھی تو آپ جورو کے غلام بن گئے ہیں.....ذرا آپ خود ہی انصاف کریں کیا حکومت چلانے کے یہی طریقے ہیں کہ نت نئی انداز سے ظلم وستم کئے جائیں آپ سمجھاتے نہیں کہ ایک اچھی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کو بھی اتنا ناراض کرے جتنا کہ وہ برداشت کر سکے......لیکن بی بی تو ساری حدیں پھلانگ چکی ہیں......جہاں کسی نے ''اف'' کی بیوی نے ''تف'' کہہ کر اسے راستے سے ہٹا دیا......یہ کہاں کا انصاف ہے......خود ہی ظالم خود ہی مظلوم......اے بھیا آصف انہیں یہ بھی سمجھانا کہ ظلم کی ایک حد ہوتی ہے اور رات بھی سیاہ ہوتی ہے......اور جب سویرا نکلتا ہے تو ساری سیاہی کو کھا جاتا ہے......اپنی بیوی کا اچھی اچھی مثالیں دیا کرو کہ دیکھو بی بی......فرعون کا انجام کیا ہوا......نمرود کی خدائی بھی دیکھ لی یزید بھی اپنے کیفر کردار تک پہنچا دیکھو آصف بھیا سختی مت کرنا بس پیار پیار میں ان کا خطرناک نتائج کی دھمکیاں دو......عورت ذات ہے شاید سمجھ جائے......کیا کریں بھیا ہم تو نصیب کو روتے ہیں کونسی گھڑی تھی جو یہ وزیر اعظم بنیں اور قوم کی کم بختی آئی.....ہمیں تو اپنے بھیا کا بھی خیال ہے جو آج کل بدنامی کے جھنڈے پر چڑھا ہوا ہے ہوسکتا ہے بھیا.....آپ بھی بدل گئے ہوں کیونکہ جب سے آپ کی شادی ہوئی ہے ''بی بی'' ہم سے ملنے پر پابندی لگا دی ہے......بہنوں سے کوئی اس طرح

آنکھیں پھیرتے ہیں.....اتنا ظلم وستم اچھا نہیں ہے.......عورت کا دل تو بڑا نرم ہوتا ہے.....قوم کے بچے تشدد کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں کیا بی بی کی آنکھ سے ایک آنسو نہیں نکلتا......بھیا یہ کونسی عورت ہے اپنے آگے اولاد رکھ کر دوسروں کا درد نہیں جانتی.......اکیلے میں خوب خبر لینا.......بھیا یہ مت سمجھنا کہ ہم نے ''بی بی'' لگائی بجھائی کی ہے ہاں ایک بات اور سن لو.....اب تو بیگم صاحبہ کا جھکاؤ بھی امریکہ کی طرف ہو گیا ہے.....اب انہیں تمہاری یا قوم کی کیا پرواہ......وہ موا شیطان پیچھا ہی نہیں چھوڑتا......ہم نے اپنی بی بی کے لئے کچھ شاعری کی ہے وہ پڑھ کر سنا دینا کیونکہ یہ پوری قوم کی آواز ہے......

یہ رسی ہے......یہ کالی ہے
یہ ظلم کی کالی رسی ہے
یہ دیس میرا ہے
اس کی بنیادوں میں خون بھی میرا ہے
آج بھی جو خون بہتا ہے
وہ بھی میرا اپنا ہے
یہ بچے میرے ہیں
گولیوں سے بھونے جاتے ہیں
مائیں روتی رہتی ہیں
تڑپتی ہیں اور بلکتی ہیں
یہ رسی ہے......یہ کالی ہے
یہ ظلم کی کالی رسی ہے
جب چادر چاردیواری کا
پامال تقدس ہوتا ہے

جب بچے چھینے جاتے ہیں
دروازے توڑے جاتے ہیں
تو ماؤں اور بہنوں کے چیخیں
اس شہر کو لرزا دیتی ہیں
یہ رسی ہے......یہ کالی ہے
یہ ظلم کی کالی رسی ہے
میرے دیس کے حاکم
راشی ہیں.......!
نہ جانے..........
کس دیس کے باسی ہیں
ہم نہیں کہتے......کہنے والے کہتے ہیں
جب ظلم بڑھتا جاتا ہے
تو
یہ پھندہ بنتی جاتی ہے
یہ کالی ہے......یہ رسی ہے
یہ ظلم کی کالی رسی ہے

....

جس پر خالق درود بھیجے!

پاکستان میں خون مسلم کی ارزانی

آقائے دو عالمؐ سے فریاد!

ہزاروں دورود و سلام اس نور مجسم پر جو کائنات میں نور ین کر پھیل گیا آج کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی سے جھوم رہا ہے.... کہ آج اللہ کے محبوب کا ظہور ہونے والا ہے...... جو وجہ کائنات ہے. نورالہدی کہف الوریٰ....... یتیموں کا والی اور بے کسوں کا آسرا ہے...... جو اس دنیا سے جہالت کی تاریکی کو مٹانے آ رہا ہے...... جو بت شکن ہے وہ خدا کی واحدنیت کا یقین دلانے آ رہا ہے....... وہ ایک ایسی روشن کتاب لے کر آ رہا ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالی نے لیا ہے.....اس کی شان میں لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہے...... میں کیا...... میری ہستی کیا...... کہ اللہ کے محبوبؐ کی مدح سرائی کرسکوں..... مگر جو بھی کہوں گی یا جو بھی لکھوں گی دل کی گہرائیوں سے لکھوں گی کہ شاید میرے قلم سے کوئی لفظ ایسا نکل جائے جو میری بخشش کا ذریعہ بن جائے......

اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں پر نماز فرض کردی...... زکوۃ فرض کردی روزہ کو فرض قرار دیا... حج کو صاحب استطاعت لوگوں پر فرض قرار دیا...... لیکن اپنے لئے خدا وند تعالی نے کوئی چیز فرض قرار نہیں دی..... بس میرا رب ایک ہی کام کرتا ہے..... اور وہ...... اپنے محبوب پر تمام ملائکہ کے ساتھ دورد بھیجتا ہے اور مومنین کو بھی حکم دیتا ہے کہ اے ایمان والوں تم بھی میرے حبیبؐ پر دورد بھیجو...... اللہ کے محبوب کی جتنی بھی مدح سرائی کی جائے کم ہے...... جن اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کا مجسمہ بنایا تو سارے فرشتے آدمؑ کی پیشانی میں اللہ کے محبوب کا نور دیکھ کر سجدہ ریز ہو گئے لیکن ابلیس ملعون نے سجدہ کرنے سے صاف انکار کر دیا وہ غرور اور تکبر میں مبتلا ہو گیا کہ میں تو آگ سے بنا ہوا ہوں اس مٹی کے پتلے کو سجدہ کیوں کروں......! اس نے آدمؑ کی پیشانی کی طرف نہیں دیکھا تھا کہ اس نور میں کتنی ٹھنڈک ہے کہ تیری آگ کو بھی ٹھنڈا کر دے...... میرے آقا کو نور تو ابد سے ہے اور ازل تک رہے گا...... آپؐ

نبیوں میں سے پہلے تخلیق کیے گئے......اور آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا......یعنی اول......آخر......تو ہی......تو ہے......صلی اللہ علیہ وسلم......دنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے......اللہ تعالیٰ نے سب ہی کو مختلف معجزوں سے نوازا اور نشانیاں دے کر بھیجا......حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے......حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا......لیکن موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے جلوے کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے اور کوہ طور جل کر سیاہ ہو گیا......لیکن کیا شان ہے میرے آقا کی معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور براق بھیج کر خود بلوایا......اور اللہ کا محبوبؐ وہاں تک پہنچا جہاں پر جبرائیل کے پر بھی جلنے لگے تھے......پس جبرائیل علیہ السلام نے بھی آگے جانے سے انکار کر دیا......بس اللہ تھا اور اس محبوبؐ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

آپ کی آواز پر لبیک کہنے والے یہ بات اچھی طرح جان چکے تھے کہ یہ وہی نورانی ہستی ہے جس کا صدیوں سے انتظار تھا......جس کی پیشنگوئیاں تورات اور انجیل میں بھی ہو چکی تھیں......بڑے بڑے کاہن اس آرزو میں زندہ رہنا چاہتے تھے کہ کاش ہمیں اتنی مہلت مل جائے کہ ہم بھی اس نور مجسم کا دیدار کر سکیں......جو پیغمبر جانتے تھے کہ اس دنیا میں ایک اور نبی آئے گا جو اس کائنات کا آخری نبی ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوبؐ کے لقب سے نوازیں گے......تو وہ بھی یہی کہتے تھے کہ کاش ہم بھی اس نبی کے دور میں پیدا ہوتے......جاننے والے جانتے تھے کہ یہ نور پوری کائنات پر چھا جائے گا......اس نبی کو اللہ کی وحدانیت کا یقین دلانے کے لئے بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا......مگر وہ پیکر صبر و استقامت ساری تکالیف کو بڑی خندق پیشانی سے برداشت کرے گا اور ہر کڑے سے کڑے امتحان میں بھی ثابت قدم رہے گا......جب آپؐ نے لوگوں کو دعوت حق دی......اور فرمایا کہ مٹی کے بتوں کی پوجا چھوڑ دو......میں اللہ کا نبی ہوں تمہیں حق کی طرف بلاتا ہوں......خدا ایک ہے وہی لائق عبادت ہے......تمام حمد و ثنا اسی کے لئے ہے......تو کچھ لوگ تو آپؐ پر ایمان لے آئے

بڑے بڑے سرداروں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے صدیوں پرانے مذہب کو یہ برا بھلا کہہ رہے ہیں......بتوں کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں نے عرب کے لڑکوں کی ایک ٹولی آپؐ کے پیچھے لگادی جو آپ کو پتھر مارتے تھے اور نعوذ باللہ مجنوں کہتے تھے......تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا......ن......قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جس سے لکھنے والے لکھ رہے ہیں اے حبیب تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو.اور یقیناً تمہارے لئے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں اور بیشک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو......سورۃ قلم آیت نمبر ایک تا چار

صلی اللہ علیک یارسول اللہ

قرآن شریف کیا ہے......اللہ کا پیغام ہے جو اس نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ لوگوں تک پہنچایا......اب جو بھی اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت پر ایمان لایا اس نے سیدھا راستہ اختیار کیا......ارشاد ربانی ہے......سورۃ سبا آیت نمبر ۴۶ تا ۵۰ اے نبیؐ ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں......سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴ اے نبیؐ تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو......ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے......بشارت دینے والے اور ڈرانے والا بنا کر......سورۃ یٰسین میں ارشاد ہوا......قسم ہے قرآن حکیم کی تم یقیناً رسولوں میں سے ہو اور سیدھے رستے پر ہو......کیا شان ہے میرے محبوب کی......جگہ جگہ اللہ نے اپنے حبیب کی مدح سرائی کی ہے اور بار بار درود پڑھنے کی تاکید ہے............

صلی اللہ علیک یارسول اللہ

یارسول اللہ آپؐ شافع محشر ہیں......ساقی کوثر ہیں......اللہ کے محبوب ہیں......گناہگاروں کو بخشوانے کا نا کی شفاعت فرمانے کا ذمہ آپؐ نے لیا ہے......آپؐ نے خود فرمایا ہے کہ "اچھے تو اللہ کے ہیں اور برے میرے ہیں"......آقا آپؐ کے فرمان کی روشنی میں میں رو رو کر اتنا عرض کروں گی کہ اے اللہ کے محبوب گناہ گاروں کے شفاعت فرمانے والے آقا......یہ ناچیز بے حد گناہگار اور خطاکار ہے......لیکن پھر بھی آپؐ کے کرم سے مایوس نہیں ہے......رحمت دو عالمؐ رحم

فرمایئے......میرے کالی کملی والے آقاؐ مجھ گنہگار کو بھی اپنی کملی کے سایہ میں لے لیجئے......اے یتیموں کے والی بے وارثوں کے وارث......اپنی کوتاہ جھولی پھیلا کر آپؐ سے اپنی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت کی بھیک مانگتی ہوں......ایک نظر کرم میرے آقاؐ......مجھے مایوس مت کرنا......سارے در بند ہو چکے ہیں......ایک ہی در بچا ہے......اور وہ آپ کا جس کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہونے سے بڑے بڑے عاصی اور خطا کار بخشے گئے ہیں......گنہگاروں کی دادرسی کرنے والے آقا مظلوموں پر رحم کرنے والے یا سیدی......یا یٰسین......یا طٰہٰ ایک نظر کرم پاکستان میں رہنے والے ان مظلوموں پر ڈال دیجئے جو ہجرت کر کے اس لئے آئے تھے کہ آپؐ کے پھیلائے ہوئے دین کا بول بالا ہوگا اور ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں انصاف ملے گا......ہمارے ساتھ عدل کیا جائے گا......ہماری چادر اور چار دیواری کی حفاظت کی جائے گی......مسلمان حکمران اپنے مسلمان بھائیوں کا قتل عام نہیں کریں گے......ایسا کچھ بھی نہ ہوا......میرے آقاؐ......خون مسلم کی جتنی ارزانی آج ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی......غیروں کا کیا شکوہ کریں آقاؐ......اپنے ہی بیگانے ہو گئے ہیں......ایک نظر......صرف ایک نظر میرے آقاؐ......پاکستان میں رہنے والے......ہجرت کر کے آنے والوں پر ایک نظر کرم......سرکارؐ......اب تو ان گنہگاروں کو اپنی رحمت اور بخشش سے نواز دیں......اے اللہ کے محبوبؐ میرے ماں باپ میری اولاد آپؐ پر قربان دیکھئے......آپ ہمیں مایوس مت کیجئے......آپ کا در چھوڑ کر کہاں جائیں......اگر آپؐ نے بھی ہماری چیخیں اور فریادیں نہ سنیں تو پھر اپنی بے کسی اور بے بسی کے آنسو کسے دکھائیں اس طرح تو دنیا میں ہم تماشہ بن جائیں گے......

طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

آپ کو خونِ حسینؓ کا واسطہ چادرِ زینبؓ کا واسطہ......فاطمہؓ کی بے کسی کا واسطہ......آپ کو مشکل کشا کا واسطہ......ہماری مشکلات کو حل کر دیجئے اور ہمارے حکمرانوں کے دلوں میں رحم ڈال دیجئے ان کی فرعونیت کو اللہ کے واسطے خاک میں ملا دیجئے......ہم مظلوم ہیں......رحم

کیجئے.........سرکار.........رحم اور رحم............ حسنؑ و حسینؑ کے نانا جان اپنے در سے اس کنیز کو مایوس مت لوٹانا کیونکہ آقا آپؐ کے دراقدس سے کبھی کوئی مایوس نہیں لوٹا.......ذرا اپنی گھنیری پلکیں اٹھا کر تو دیکھئے کب سے یہ کنیز آپؐ کے در پر کھڑی آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے......اس اسلام کی آبیاری کی بھیک مانگ رہی ہے جس کی بقا کے لئے آپؐ کے لاڈلے نواسے حسینؑ نے کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں اپنا بھر گھر لٹا دیا تھا......چاند کو ٹکڑے کرنے والے آقا تم پر لاکھوں دورود وسلام

صلی اللہ علیک یارسول اللہ

....

خلیفہ ہارون رشید کا شہر

علی بابا چالیس چور کی کہانی

پرانے شہر بابل کی سیر

خلیفہ ہارون رشید کا شہر......خوابوں کی سرزمین پہلے جس کا ذکر صرف کتابوں میں پڑھا تھا......چپہ چپہ سے خوبصورتی ٹپکتی ہے......دریائے دجلہ سے حضرت غوث پاک کا مزار مبارک صرف چند منٹ کے فاصلے پر واقع ہے......ہم نے اپنے پچھلے کالم میں بتایا تھا کہ پہلے ہم حضرت غوث پاک کے مزار پر گئے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد ہم باہر آگئے اور ٹیکسی لی......چونکہ زیارتوں کیلئے دل بے تاب تھا بقول علامہ اقبال کہ.

آں امام عاشقاں بود بتولؑ
سرو آزارے زبستاں رسولؑ
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد پسر

ان پاک ہستیوں کی زیارت......یہ گنہگار آنکھیں......ان ہستیوں کی تکالیف پر دل بھر آیا بے حد روئی......شاید ان آنسوؤں سے آنکھیں پاک ہو جائیں اور پھر متبرک ہستیوں کی زیارت کر سکیں کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ زندگی میں ایسے مقامات بھی آئیں گے......ہم جیسے گنہگاروں کو یہ سعادت بھی حاصل ہوگی راستے میں بڑے بڑے خوبصورت چوراہے ملے جن پر حسین قسم کے مختلف افسانوی داستانوں کے مجسمے نصب تھے......ایک ایسا چوک بھی دیکھا جس کو علی بابا چوک کہتے ہیں......مرجینا کا بہت بڑا مجسمہ تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک مینا نما صراحی تھی جس سے مستقل پانی نکلتا رہتا ہے اور مرجینا کے قدموں میں چالیس مٹکے رکھے ہوئے ہیں اور پانی کی دھار ان مٹکوں پر پڑ رہی ہے......بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ کتابوں میں پڑھا تھا......کہ مرجینا نے چالیس مٹکوں میں چھپے

ہوئے چوروں پر کھولتا ہوا تیل ڈال دیا تھا......اور اسطرح اس نے اپنی عقل مندی سے چوروں کا خاتمہ کر دیا تھا......علی بابا چوک دیکھتے ہی دماغ میں علی بابا چالیس چور کی کہانی آ جاتی ہے......ایسے ہی کتنے خوبصورت چوک دیکھتے جا رہے تھے......ہم نے بغداد میں یہ بھی دیکھا کہ وہاں مرد حضرات تو جنگوں میں مارے گئے تھے......سارا کاروبار زندگی عورتیں ہی چلا رہی تھیں. .....بسیں چلانے سے لیکر فٹ پاتھ پر سودا تک بھی خواتین بیچ رہی تھیں......چاروں طرف عالیشان عمارتوں سے ڈھکا ہوا شہر بغداد واقعی خوابوں کی سرزمین ہے سب سے پہلے کاظمین شریف گئے..خوبصورت بازاروں سے گزرتے ہوئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مزار مبارک پر پہنچے سونے کے اونچے اونچے مینار اور خوبصورت گنبد دور ہی سے نظر آنے لگے....مزار مبارک کیا ہے پورا قلعہ بنا ہوا ہے شیشے کے کام سے مزین چاندی کا ایک بہت بڑا گیٹ ہے گیٹ سے گزر کر آگے بڑے تو اندر احاطے میں دو مزار مبارک ہیں ایک امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور دوسرا مزار امام محمد تقی علیہ السلام کا.......دونوں مزاروں پر حاضری دی اور رو کر سب کے لئے نام بنام دعائیں مانگیں. عصر کی نماز ادا کر کے باہر نکلے فٹ پاتھ پر چھولے والے کھڑے تھے وہاں پر گرما گرم چھولے کھائے...ان چھولوں کا ذائقہ ابھی بھی محسوس ہوتا ہے......ہاں ایک بات اور بتاتی چلوں کہ یہاں پر سبز رنگ ہر چیز پر غالب ہے راستے میں ٹرین گزرتی ہوئی دیکھی وہ بھی آدھی گہری سبز اور آدھی ہلکی سبز تھی......راستے ہی میں سعودیہ کا دفتر نظر آیا......سوچا سیٹ کرا لیں کہیں بعد میں مشکل نہ ہو واپسی پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر گئے..امام ابو حنیفہؒ کا مزار عظمیہ میں ہے.......ارے امام ابو حنیفہؒ کے مزار مبارک کا کیا کہنا سارا دالان بیش بہا قیمتی قالینوں سے مزین ہے بڑے بڑے جھاڑ فانوس آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہے تھے.......جس راستہ سے جانا تھا اسی راستے میں پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دوبارہ سلام کرنے کا موقع ملا......مقدر کی بات ہے.......راستے میں بغداد کے پرانے شہر بابل کو بھی دیکھا جس کے بارے میں قرآن پاک میں بھی ذکر ہے اور بابل سے متعلق مختلف روایات بھی مشہور ہیں......بابل شہر کا عجائب گھر بھی دیکھا اور بابل کا وہ محل بھی دیکھا جس کے کھنڈرات آج بھی اس محل کی کہانی سنا رہے ہیں خدا اپنے عذاب

سے بچائے...... یہ سب نشانیاں ہیں تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں..... بابل شہر گھومنے میں تقریباً آدھ گھنٹہ لگا..... اس کے بعد ہماری منزل کوفہ کی طرف تھی..... کوفہ میں داخل ہوتے ہی کوفیوں کے مظالم یاد آئے...... دل ایک دم سے جیسے سنسان وادی کی طرح ہو گیا...... گم سم...... سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کریں......؟ اور کس طرح دیدار کریں سب سے پہلے کوفہ کی عالیشان قلعہ نما مسجد میں داخل ہوئے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلے کی زیارت کی جس کے متعلق مشہور ہے جب آپ معراج پر تشریف لے گئے تھے تو آپ نے نماز یہیں ادا کی تھی اس کے بعد مقام علی کو دیکھا اور وہ جگہ بھی دیکھی جہاں حضرت علی کو حالتِ نماز میں ضربیں لگائی تھیں۔ اس جگہ کو چاندی کی جالیاں بنا کر محفوظ کر دیا گیا ہے. کوفہ کی مسجد میں بھی دو بڑی زیارتیں ہیں. سب سے بڑی زیارت حضرت مسلم بن عقیلؑ کی ہے آپ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد حضرت مختارؒ کے مزار پر گئے مزار مبارک کے پاس ان کی تصویر بھی رکھی ہوئی تھی.... کوفہ کی مسجد کی زیارتیں کرنے کے بعد باہر آئے ...... سڑک پار کر کے دوسری طرف حضرت خدیجہؒ بنت علیؑ اور حضرت عباسؑ علمبردار کی بہن کا مزار مبارک ہے یہاں بھی فاتحہ پڑھی اور حاضری دی...... اس کے بعد ہم لوگ کوفہ میں حضرت علیؑ کے گھر گئے......

حضرت علیؑ کے گھر کا نقشہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک بڑا سا لکڑی کا پھاٹک ہے اور اس کے سامنے ہی آنگن ہے آنگن کے بالکل بائیں جانب حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ کا مکتب ہے جہاں آپ پڑھا کرتے تھے. کمرے میں جانے کے لئے ایک محراب نما دروازہ ہے فرش پر سرخ رنگ کا قالین بچھا ہے...... صحن کے دائیں جانب پھر ایک محراب نما دروازہ ہے اس سے اندر داخل ہوں تو سامنے ہی گھر کے اندر ایک چھوٹا سا کنواں ہے جس سے امام علیؑ کے گھرانے کے لوگ پانی پیتے تھے اور یہی پانی گھر کے کام کاج کے لئے استعمال ہوتا تھا..... کنویں پر بے پناہ ہجوم تھا کنویں پر ایک خادم بیٹھا رہتا ہے جو پلاسٹک کے رنگ برنگ گلاسوں میں پانی بھر بھر کر زائرین کو دیتا جاتا ہے اور زائرین اس مقدس پانی کو بڑی عقیدت سے پیتے ہیں اور ڈول بھر بھر کر اپنے اپنے گھروں کو بھی لے جاتے

ہیں اور آگے چلیں تو محراب نما کئی کمرے ملیں گے جس میں گھر والے رہتے تھے........دوبارہ صحن میں آئے تو گھر سے متصل ایک اور راہداری ہے اور ایک بڑا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے اور اس چبوترے پر بھی قالین بچھا ہے چبوترے کے دائیں جانب دو شہ نشینیں ہیں جن پر دونوں شہزادے امام حسنؑ اور امام حسینؑ بیٹھتے تھے........روایت ہے کہ جب حضرت علیؑ کو شہید کرنے کے بعد کفن پہنا کر اسی چبوترے پر رکھا گیا تھا دائیں اور بائیں جانب دونوں شہزادے اسی چبوترے پر بیٹھتے تھے........چبوترے کے بالکل سامنے ایک اور جگہ ہے جہاں پر ایک بڑا تختہ رکھا ہوا ہے........وہاں پر لوگوں نے بتایا کہ یہ وہ تختہ ہے جس پر مولائے کائنات کو غسل دیا گیا تھا ان سب زیارتوں کے بعد باہر نکلے تو دیکھا کہ آپ کے گھر سے متصل بالکل دائیں جانب کوفہ کے گورنر ابن زیاد کا وہ شاندار محل تھا جو اب کھنڈر بن چکا ہے..جس کا ڈھیر ابھی تک جوں کا توں ہے......محل کا گنبد اور عالیشان ساز و سامان قیمتی پتھر جو محل میں استعمال کیا گیا تھا اس طرح پڑا ہوا ہے......ایک چار دیواری ہے جس کے اندر ان کھنڈرات کو دیکھ سکتے ہیں......ایک طرف عالیشان محل کا اندھیرا اور دوسری طرف علیؑ کے کچھ کچے اور کچھ پکے گھر کا محفوظ رہنا یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے........ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ عبرت کا مقام ہے........کہاں ہیں بڑے بڑے بادشاہوں کے تخوت اور تکبر سے بھرے ہوئے محل......؟علیؑ کا گھر پندرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی لوگوں کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے.........

کوفہ سے نجف اشرف تک راستہ کچھ زیادہ نہیں ہے........جوں جوں مولا کا دربار قریب آتا جا رہا تھا........دل کی کیفیت بھی بدلتی جا رہی تھی......اتنا بڑا دربار اور یہ حقیر ہستی........دور ہی سے سونے کے مینار نظر آنے شروع ہو گئے........اور لبوں پر سلام آ گیا..............

....

مذاکرات کیسے شروع ہوں

زندگی اور موت کا مسئلہ

مایوسی کفر ہے

مذاکراتی ٹیم کے سربراہ جناب اجمل دہلوی نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ مذاکرات اسی صورت میں دوبارہ شروع ہو سکتے ہیں جبکہ حکومت مذاکرات کا با مقصد بنانے کے لئے ریاستی تشدد بند کرے اور حکومت مہاجروں کو یہ بھی یقین دلائے کہ مہاجر قوم کے خلاف سرکاری مظالم اور حراست کے دوران نوجوانوں کا قتل عام بند کیا جائے..... جعلی پولیس مقابلہ دکھا کر بے گناہوں کو مارنا کہاں کا انصاف ہے...... اجمل دہلوی نے یہ بھی کہا ہے کہ حکومت کراچی کے مسائل حل کرنے کے لئے بالکل سنجیدہ نہیں ہے بلکہ یہ مذاکرات محض ایک ڈھونگ ہیں...... اجمل دہلوی صاحب نے تو بہت کچھ کہا ہے ہم صرف انہی نکات پر بات کریں گے جو مہاجروں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہیں..... آج کل ماشاءاللہ معین قریشی...... ڈاکٹر محبوب الحق اور برکی صاحب پاکستان آئے ہوئے ہیں..... یہ تینوں شخصیات اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتی ہیں..... بلکہ معین قریشی صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ امن وامان کی صورت حال نے محب وطن عوام کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے...... کراچی میں ہزاروں افراد قتل کئے گئے ہیں...... لاکھوں اور کروڑوں عوام خوف اور دہشت زدہ زندگی گزار رہے ہیں..... ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا ہے...... اور ملک کو سنگین خطرہ لاحق ہے...... معین قریشی صاحب ہفتہ کی ایک کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے...... انہوں نے یہ بھی کہا کہ جرائم پیشہ افراد متحد ہو رہے ہیں اور بے گناہ عوام تشدد کے ذریعہ ہلاک کئے جا رہے ہیں..... حالات کو بدلنے کے لئے اور ملک کو بچانے کے لئے سنجیدہ مذاکرات کی ضرورت ہے..... قسم خدا کی معین صاحب جو آپ کے دل میں ہے یہی باتیں پاکستان بنانے والوں کی اولادیں بھی سوچتی اور سمجھتی ہیں...... آپ کے خیالات بھی بالکل ہمارے جیسے ہیں بلکہ میں تو یہی کہوں گی..... جو تیری زبان پر ہے وہی میرے دل میں ہے...... مگر

آپ خود ہی ہم پر ایک ایسا عذاب نازل کر کے گئے ہیں جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا......کیونکہ حکومت کی نظروں میں ہم جھوٹے ہمارے بیانات جھوٹے......ہمارے مخلص اور سچے احساسات بھی جھوٹے......اب انتہا بھیانک دور آچکا ہے کہ ہماری مائیں بہنیں جنازوں کو کاندھا بھی دینے لگیں جن کی تصاویر ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے بھی شائع کیں ہیں......لیکن وہ سب بھی جھوٹ کا پلندہ ہیں...... پورے پاکستان میں جو شخص سچا اور محب وطن ہے......اور عوام سے بے پناہ محبت کرنے والا ہے وہ حکومت کا ایک اہلکار جنرل نصیر اللہ بابر ہے جو وہ کہہ دیں صحیح باقی سب جھوٹ اب اس کا کیا علاج کریں......ہماری طرف سے تو کوئی بولنے والا بھی نہیں ہے......سب اللہ وکیل......وہی دیکھ رہا ہے کہ کس کے ہاتھوں پر مظلوموں کا خون ہے......چاہے لاکھ دستانے پہن لو......لیکن پروردگار جو دلوں کے حال جانتا ہے اس سے کچھ بھی نہیں چھپ سکتا......ایک نہ ایک دن تو اپنے اعمال کی سزا بھگتنی ہی ہوگی......معین قریشی صاحب نے بری فوج کے سربراہ جنرل وحید سے بھی ملاقات کر کے ان پر اپنی تشویش کا اظہار کر دیا ہے......لیکن جنرل صاحب پوری گفتگو سے لاتعلق سے رہے اور صرف اتنا کہا کہ فوج سیاست سے بالکل لاتعلق ہے......سیاستدانوں کو اپنے مسائل اور اختلافات خود طے کرنے چاہئیں.....ملک میں سازگار حالات کے اندر جمہوریت استحکام اور عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کرے......واہ جنرل صاحب واہ.....شاباش آپ کی نیک نیتی پر......فوج پاکستان کا ایک ایسا مستحکم ادارہ ہے جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے......کسی جماعت میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ فوج سے محاذ آرائی کرے......بڑے بڑے سورما فوج کو دیکھ کر جلدی جلدی چوڑیاں پہن کر سر پر چادریں اوڑھ لیتے ہیں معین قریشی صاحب نے لب کشائی تو کی......اس جرات پر پوری قوم ان کو مبارکباد پیش کرتی ہے......ویسے بھی ہم معین قریشی صاحب کو ایک بات بتانا چاہتے ہیں کہ جتنا پاکستان اس اس کے بے گناہ عوام کی ہلاکتوں کو وہ جانتے ہیں آپ تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتے جب بے گناہ مہاجروں کو پولیس مقابلہ دکھا کر مارا جاتا ہے ظلم و بربریت کی جو تصاویر آپکی نظروں سے گزرتی ہیں وہ بھی بقول حکومت کے جھوٹی ہیں...... جعلی ہیں......افراط زر

بڑھ گیا......خزانہ خالی ہوگیا......محبوب الحق صاحب جو ماہر اقتصادیات ہیں......وہ بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں......خزانہ بھرا پڑا ہے کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا کیونکہ قوم کی امانت ہے......ہم محبوب الحق صاحب کو بتانا چاہتے ہیں کہ نہ تو اس ملک میں ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کمیشن لیا جاتا ہے......چھان بین میں بلاضرورت اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں......اخبارات تو ملکی ہوں یا غیر ملکی ان کا تو کام ہی شور مچانا ہے......جس طرح سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں اور پاکستان بنانے والوں کی اولادوں پر ظلم وستم دیکھ کر بھی ان کا دل نہیں دکھتا......عورتیں جنازے اٹھا رہی ہیں......علمائے کرام کی نظروں میں یہ بھی جائز ہے......تو پھر ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں پولیس اور رینجرز کے مظالم دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں......سب جانتے ہیں......کو کون کیا کر رہا ہے اور کون کس کے مقاصد پورے کر رہا ہے......وہ تو ہونا ہی ہوتا ہے......مگر ہم اتنا ضرور بتادیں کچھ باغیرت لوگ ابھی زندہ ہیں......پاکستان کو اپنی جان سے زیادہ پیار کرتے ہیں......پاکستان کی خاک میں مل جانا پسند کریں گے لیکن پاکستان میں مشرقی پاکستان کا ڈرامہ کھیلنے کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں مہاجر تھے جب شہید ہوئے تو ان کی زبان پر بھی یہی الفاظ تھے اللہ پاکستان کی حفاظت کرے پاکستان کو مٹانے والے ایک دن خود ہی زمین کا پیوند بن جائیں گے......انشاءاللہ ......اب یوسف رضا گیلانی کی غیرت بھی جاگ اٹھی انہوں نے وزیر اعظم سے صاف کہہ دیا کہ ایک ایک رکن اسمبلی کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے انہیں تہمینہ دولتانہ پر ہونے والے ظلم کی تصاویر بھی دکھائیں......اور بی بی نے تحقیقات کا وعدہ بھی کرلیا ہے......خدا کرے ایسا ہی کوئی مرد مجاہد ہم بیکسوں کیلئے بھی پیدا ہو جائے......میں اپنے خدا سے مایوس نہیں ہوں......اور نہ آپ مایوس ہوں......مایوسی کفر ہے............

....

پاکستان ہمارا ہے

امن کا پرچار اور عوام پر تشدد

اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت

ایم کیو ایم اور نواز شریف نے ایک فارمولا طے کیا ہے کہ کس طرح کراچی کے حالات بہتر بنائے جاسکتے ہیں دونوں رہنماؤں نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ملک کو موجودہ سنگین بحران سے نکالنے کے لئے تحریک پاکستان کے اس جذبہ کو اجاگر کرنا ہوگا جس کے تحت مسلمانوں نے قائد اعظم کی قیادت میں متحد ہو کر قیام پاکستان کا معجزہ کر دکھایا اور آج بھی وہی بحران درپیش ہے........عوام کا چاہئے کہ وہ اس آزادی کی حفاظت کریں......اس معاہدے کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ بے گناہوں پر جھوٹے مقدمات واپس لئے جائیں ایم کیو ایم کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے بے گناہ عوام کا قتل عام بند کیا جائے........سیاسی انتقامی کارروائیاں بند کی جائیں کراچی کے مسئلہ کا منصفانہ حل تلاش کر کے تمام متاثرین کو بلا تفریق معاوضہ ادا کیا جائے.......اور تمام جھوٹے مقدمات بھی واپس لئے جائیں...... پاکستان میں جس طرح بنیادی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے......ہمیں پاکستان بچانے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو عبور کرنا ہوگا سیاسی انتقام لینے کے لئے عوام پر تشدد کرنا ایک مکروہ حرکت ہے جس کے سدباب کے لئے عوام کا متحد ہونا بے حد ضروری ہے.......اور جب تک ایم کیو ایم کو کراچی اور سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ جماعت تسلیم کر کے ٹھوس اقدامات نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک امن کا ڈھنڈورا پیٹنا ایک مضحکہ خیز عمل ہے اور اس سے منافقت کا پہلو نکلتا ہے حکومت کا اقدام ایسا ہونا چاہئے کہ تمام شہریوں کو......زبان......زمین.......قومیت........یا مذہبی امتیاز کے بغیر بنیادی حقوق فراہم کرے.......ان چیزوں پر عمل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے اگر دل میں ایمان اور انصاف ہے......! اگر بات سیاسی انتقام لینے اور ملک کی قسمت سے کھیلنے کی نہ ہوتی تو آج غیر ملکی اخبارات بھی پاکستان کی گرتی ہوئی

حالت پر افسوس ظاہر نہ کرتے...... برطانوی اخبار گارجین نے ایک رپورٹ شائع کی ہے...... جس میں ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو تشویش ناک قرار دیا ہے اخبار نے صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ کراچی میں چھ ہزار کرائے کے قاتل موجود ہیں غیر ملکی سفارتی عملہ محافظوں کے بغیر باہر نکلتے ہوئے خوف کھاتا ہے...... رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مقدس مہینہ رمضان المبارک میں شہر کی ایک نواحی بستی میں مشین گنوں سے مسلح دہشت گرد ایک مکان میں داخل ہوئے انہوں نے دو گھروں کے مکینوں کو کئی گھنٹے تک یرغمال بنائے رکھا...... مردوں کو زدوکوب کیا اور گھر کا سارا قیمتی سامان گاڑی میں لادا اور پھر گھر میں موجود سات مردوں کو گولیوں سے بھون ڈالا...... اس واقعہ کے بعد مسز ایوب اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی ہیں...... ان کی ایک بیٹی نے ملزمان کے حلیئے بتاتے ہوئے کہا کہ وہ قیمتی سوٹ پہنے ہوئے تھے...... وہ معزز تاجر نظر آ رہے تھے اور ہاتھ میں موبائل فون بھی تھا جس سے وہ اپنے ''باس'' سے کچھ ہدایت بھی حاصل کر رہے تھے...... یہ واقعی اپنی نوعیت کا اکلوتا واقعہ نہیں...... ہمارے اردگرد سینکڑوں ایسے واقعات بکھرے پڑے ہیں سوسائٹی کے علاقے میں سات افراد کا اجتماعی قتل عام سب سے بڑی دہشت گردی ہے...... سمجھ میں نہیں آتا کہ وزیر اعظم صاحبہ چاہتی کیا ہیں وہ مذہبی گروپوں سے دامن بچا کر مغربی قوتوں کی وفادار بننا چاہتی ہیں وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ دنیا کی توجہ دہشت گردی سے ہٹانے کے لئے پاکستان میں امن و امان کا جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جائے تاکہ بیرونی دنیا میں ان کی ساکھ قائم رہے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر اداروں کو یہ شکایت تھی کہ بااثر افراد ملزموں کو اپنے اثر و رسوخ سے رہا کرا لیتے ہیں چنانچہ دہشت گردوں کی قوت مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی ہے یہ سب کھیل سرکاری سرپرستی میں شروع ہوا تھا اور آج اسی سرکار کے لئے مصیبت بن گیا ہے...... سانپ کے منہ کی چھچھوندر نہ کھائے چین نہ اگلے چین...... ایک مغربی سفارت کار نے کہا ہے کہ ''حکومت نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے جو حالات پیدا کئے تھے آج حکومت کے کنٹرول سے بھی باہر ہو گئے ہیں...... آج کراچی میں کئی گروپ کام کر رہے ہیں جو جدید اسلحہ سے لیس ہیں''...... حالات کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دو امریکی

اہلکاروں کے قتل کی تحقیقات کے لئے امریکہ سے ٹیمیں آئی ہیں.......حیرت ہے کہ حکومت پاکستان نے ان لوگوں کو آنے کی اجازت کیسے دی.......یہ ہمارا اندرونی معاملہ تھا ہم خود تحقیقات کرتے......کیا ہم اتنے بے بس ہیں کہ غیر ملکی آ کر ہمارے معاملات میں مداخلت کریں.......فرض کیجئے کسی غیر ملک میں ہمارے پاکستانی مر جاتے ہیں تو کیا وہ ملک ہمیں اس بات کی اجازت دے گا کہ ہم تحقیقات کے بہانے اپنی فوجیں اتار دیں اور ان کے سارے ذرائع اور اختیارات اپنے ہاتھوں میں لے لیں.......! کبھی نہیں کوئی قانون ایسا نہیں ہے.......غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر حکومت کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہی ہے ملک کی گرتی ہوئی حالت کو دیکھ کر وزیر اعظم کو چاہیئے کہ غیر ملکی دورے منسوخ کر کے اپنے ملک میں طوفانی دورے کریں اور عوام کا کھویا ہوا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں........بی بی یہ نہ بھولیں کہ ان غیر ملکی طاقتوں کو صرف اپنے مفادات عزیز ہوتے ہیں اپنے مقاصد پورے ہوتے ہی کان سے پکڑ کر باہر نکالنے میں انہیں ایک منٹ بھی نہیں لگتا........اپنے پھر اپنے ہوتے ہیں.......تم لاکھ ظلم بھی کرلو تب بھی یہ تمہارے اپنے ہیں......ملک کے وفادار ہیں جب تک یہ متحد ہیں ملک کی طرف کوئی نگاہ اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتا......علماء کرام نے اس خبر کا بھی سختی سے نوٹس لیا ہے جس میں بے نظیر صاحبہ نے "اسلامی قوتوں کو کچلنے کے لئے مغربی طاقتوں سے امداد طلب کی ہے ان کا کہنا ہے کہ پاکستان کے علماء اس سازش کو کچل دیں گے".......غضب خدا کا......مثل مشہور ہے کہ اپنا مارے چھاؤں میں بٹھائے.......یہ اپنی کیسی وزیر اعظم ہے کہ علماء کے خلاف غیر ملکی آقاؤں سے مدد مانگ رہی ہے بہر حال یہ بات طے ہے کہ ہم اب بھی پاکستان کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ہمیں اپنے ملک کو بچانا ہے چاہے ہمیں اس کے لئے انتہائی قدم ہی کیوں نا اٹھانا پڑے قسم خدا کی ہم کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے........پاکستان ہمارا ہے.....اور........ہم پاکستان کے ہیں.....

....

بے گناہ کا خون رنگ لائے گا

یہ دور ظلم کب تک

مصیبت و ابتلا کا کوہ گراں

اخبارات میں اظہر موہانی کی شہادت کی خبر پڑھی..............دل ایک دم بیٹھ گیا الٰہی یہ کیا ہو گیا.......؟ حسرت موہانی کے خاندان کو اس طرح بھی رسوا کیا جائے گا..........کون حسرت.......جنگ آزادی میں پیش پیش رہنے والا حسرت......برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک معتبر نام.....قائداعظم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا حسرت........چکی کی مشقتیں برداشت کرنے والا حسرت.......وہ تو سرتاپا خوبیوں کو مجسمہ تھے.......درویش صفت انسان جسے دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا......ان کی زندگی پر نظر ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ولی اس دنیا میں آیا تھا اور محبت، ایمانداری اور آزادی کا درس دے کر چلا گیا....مولانا حسرت کے گھرانے سے ہمارا انتہائی دیرینہ تعلق ہے.......ہمارے والد قبلہ سردار علی صابری مرحوم.......مولانا کے دست راست تھے........وہ بھی درویش صفت انسان تھے......اپنی ساری زمینداری مولانا حسرت موہانی کے عشق میں قربان کر دی.......اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر مولانا کا سودیشی اسٹور سنبھالا.....یہ بات شاید کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مولانا حسرت موہانی ایک بلند پایہ بزرگ بھی تھے اور خود ایک پیر بھی تھے لیکن انہوں نے اپنی زندگی میں کسی کو اپنا ''مرید'' نہیں بنایا.......صرف سردار علی صابری کو ہی انہوں نے اس کا اہل سمجھا اور انہیں اپنی مریدی میں لے لیا......اس کے بعد مولانا نے کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا.......یعنی واحد پیر مولانا حسرت موہانی اور ان کا واحد شاگرد اور مرید سردار علی صابری.......اب دونوں ہستیاں اس جہاں میں نہیں ہیں لیکن سردار علی صابری نے اخبار انجام میں مولانا حسرت موہانی کے لئے جو کچھ لکھا آج وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے......اس ناطے ہمارے باوا حسرت موہانی کے روحانی فرزند تھے......گھر میں بلاتکلف آنا جانا تھا.......بیگم حسرت بھی بچوں کے طرح پیار کرتی تھیں.......مولانا کی

ایک ہی صاحبزادی تھیں نعیمہ بیگم...... ہمیشہ بڑی محبت سے والد صاحب کو بھائی کہتی تھیں...... مولانا صاحب جب دہلی تشریف لاتے تو ہمارے ہی غریب خانہ پر ٹھہرتے تھے........ مجھے یہ لکھتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جب میری پیدائش ہوئی تو مولانا حسرت موہانی ہمارے ہی گھر میں تشریف فرما تھے........ ہمارے باوا نے مجھے مولانا کی گود میں دیتے ہوئے کہا کہ قبلہ اس کا نام آپ رکھئے...... گیارہویں شریف کا مہینہ تھا اور اتفاق سے تاریخ بھی گیارہ تھی...... مولانا نے فوراً کہا سردار علی اس کا نام غوثیہ رکھو...... اس طرح ہمارا پیدائشی نام مولانا نے غوثیہ رکھا اور قلمی نام محمودہ سلطانہ کے نام سے ہم نے ادبی شہرت حاصل کی مختصر ہم نے آنکھ مولانا کی گود میں کھولی.......... زمانے کے بڑے سرگرم دیکھے تحریک پاکستان زوروں پر تھی آخر دنیا پر نقشہ پر پاکستان بھی وجود میں آگیا ہمارے باوا قبلہ اخبار انجام کے ایڈیٹر تھے اس وقت اخبار انجام چوٹی کے اخباروں میں شمار ہوتا تھا...... سردار علی صابری نے تحریک پاکستان کی جنگ جس طرح لڑی...... وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں...... ہر مصائب کا سامنا کیا...... قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں...... کس لئے........ پاکستان کے حصول کے لئے...... اگر لکھنے بیٹھوں تو مولانا حسرت موہانی اور سردار علی صابری کی رفاقت کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس کے لئے تو ایک علیحدہ کتاب چاہئے...... غرضیکہ پاکستان بن گیا...... اور قبلہ والد صاحب فوراً ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پاکستان آگئے....... باوا قبلہ کے پاکستان جانے کے ایک ہفتہ بعد مولانا حسرت موہانی جنہیں ہم سب دادا میاں کہتے تھے...... کانپور سے ایک ٹرک لے کر آئے .... دلی میں فسادات زوروں پر تھے........ آتے ہی کہنے لگے........ دلہن (والدہ کو دلہن کہتے تھے) میں ٹرک لے کر آگیا ہوں...... جو کچھ لینا ہے لے لو اور کانپور چلو میں تم لوگوں کو لینے آیا ہوں...... رات ہمارے گھر گزاری.... تمام رات گولیاں چلتی رہیں اور ہم سب بچے سہم کر دادا کے گرد اکٹھا ہو جاتے تھے کیونکہ والد صاحب پاکستان جا چکے تھے گھر میں سوائے دادا میں کے کوئی بڑا نظر نہیں آتا تھا...... مولانا نے بہت اصرار کیا لیکن والدہ صاحبہ نے یہی کہا کہ آپ کے بیٹے سے پوچھے بغیر کسے جاؤں کہنے لگے...... تم بچوں کو لے نکل چلو....... سردار علی کو میں اطلاع کر دونگا...... کافی بحث و

مباحثہ کے بعد مولانا ہم لوگوں کو لئے بغیر واپس کانپور چلے گئے.....حالات یہ تھے........ہم بھی پاکستان آگئے........بے سروسامانی کی حالت میں.......رنچھوڑ لائن کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں گزر بسر کی کچھ ہی دنوں کے بعد مولانا کی صاحبزادی نعیمہ پھوپھی بھی اپنے اہل وعیال لے ساتھ آگئیں اور بہار کالونی میں قیام فرمایا قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کیسے کیسے گوہر اور آبدار موتی کیچڑ میں پھینکے گئے.....اس پر بھی کوئی شکوہ نہ کیا.......نعیمہ پھوپھی زیادہ تر اپنے بھائی سردار علی صابری کے گھر میں رہتی تھیں......بھائی سے بے حد پیار تھا پھوپھا صاحب (نصرت موہانی) بھی روز آجاتے تھے......کبھی ہم لوگ بہار کالونی چلے گئے.......کبھی سب لوگ ہمارے گھر آگئے.........نعیمہ پھوپھی کے بڑے فرزند رضوان بھائی ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے تے ہمارے باوا کو سارے ہی بچے ماموں جان کہتے تھے.......ان کے ساتھ بیٹھ کر ایسے ایسے قصے بیان کرتے تھے........جو آپ کو کتابوں میں نہیں ملیں گے.......غرض ہم دونوں گھرانوں کی زندگیاں اسی طرح ہنسی خوشی بسر ہوتی رہیں.......اس وقت نعیمہ پھوپھی کے دو بیٹوں کے شادی ہو چکی تھی......رضوان بھائی اور احسان بھائی.......ان کی بیویاں بھی بے حد محبت کرنے والی ہیں.......جہاں کہیں بھی ملتی ہیں.........ہمیں غوثیہ بیٹا کہہ کر اس طرح سینے سے لگاتی ہیں کہ ہمارا دل بھی بچی خوشی سے جھوم اٹھتا ہے جب تک باوا زندہ رہے رضوان بھائی اور احسان بھائی برابر آتے جاتے رہے.......پھر صحتوں نے اجازت نہ دی نعیمہ پھوپھی بھی صاحب فراش ہوگئیں باوا بھی بیمار رہنے لگے.........اسی بیماری کی حالت میں ہم سب بہن بھائی باوا کو نعیمہ پھوپھی سے ملانے لے گئے.....دونوں بہن بھائی پھوٹ پھوٹ کر روئے.......پرانی یادیں آنسوؤں میں بہہ نکلی.......اس وقت کی کچھ یادگار تصویریں میرے پاس موجود ہیں.......اللہ رضوان بھائی کو زندگی دے........اظہر موہانی کی شہادت ایک ایسا سانحہ ہے جو کسی بھی وقت کسی کے ساتھ پیش آسکتا ہے.......پرسے کے لئے رضوان بھائی کے گھر گئے........دروازے پر ہی احسان بھائی کی بیوی یعنی بھابھی کھڑی تھیں.......دیکھتے ہی چمٹ کر رونے لگیں غوثیہ تمہارا بھتیجہ........ہم نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا کہ بڑی بھابھی کہاں

ہیں........سامنے دیکھا سفید ساڑی میں لپٹی ہوئی ایک زندہ لاش کی طرح بیٹھی تھیں......نہ کسی کو پہچان رہی تھیں اور نہ منہ سے کچھ بول رہیں تھیں سکتہ کی سی کیفیت تھی......خدا کسی ماں کو کڑیل جوان کی موت نہ دکھائے.........عصر کا وقت ہو گیا تھا......ہم نے نماز پڑھی......رضوان بھائی کے پاس گئی ......بس کیا کہتی.....ایسے موقع پر الفاظ ہی نہیں ملتے......آنسو ہی زبان کا کام دیتے ہیں......بوجھل قدموں سے واپس آئی.......فرشتے کہہ رہے ہیں یہ جھوٹ ہے.....یہ حسرت موہانی کا لعل ہے.........یہ زندہ ہے.........اس کا خون ضرور رنگ لائے گا.........اسی کے خون سے تو انقلاب آئے گا.......یہ معصوم اور بے گناہ کا خون ہے اللہ میاں رضوان بھائی اور ان کے اہل خانہ کو اس مصیبت پر صبر کی توفیق عطا فرمائے (آمین) دہشت گرد اور ظالم حکومت کو ایک دن ختم ہونا ہی ہے.......

....

جمہوریت کے نام پر سیاسی انتقام

بی بی کھیل کے اصول سیکھیں

برسر اقتدار رہنے کیلئے سب سے دوستی

سنا ہے..... کیا مطلب..... پڑھا کہ جمہوریت کا راگ الاپنے والے ہی جمہوریت کے دشمن بن گے ہیں..... جمہوریت میں تو یہ طے شدہ اصول ہیں کہ..... بولنے کی لکھنے پڑھنے کی..... تنقید کرنے کی ہر وقت اجازت ہے اس کی کوئی پکڑ دھکڑ نہیں ہے..... لیکن یہاں تو وہی مثل ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے..... نہ ہم چور ہیں اور نہ کوتوال سیدھے سادھے سے ایک کالم نویس ہیں..... جو ہر وقت دال روٹی کے چکر میں گرفتار ہے تو دوسری گرفتاری کیا دے گا پاکستان میں تقریباً تمام اخبارات کے کالم نویسوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دورہ امریکہ پر صفحات کے صفحات سیاہ کر ڈالے ہمارا اس پر لکھنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا..... ویسے جذبات ہمارے بھی ہیں ہم بھی بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں..... کیونکہ کالم نویس ہونے کے ساتھ ساتھ ہم ایک سیاست دان بھی ہیں.....

جب تک ہمارا کالم آپ تک پہنچے گا بی بی پاکستان تشریف لا چکی ہوں گی..... الہیٰ خیر..... دیکھیں بی بی کا موڈ کیسا ہے..... کیونکہ مہاجروں نے بی بی کی بڑی کھنچائی کی ہے جس کی کچھ جھلکیاں ہم نے غیر ملکی نشریاتی رابطہ پر دیکھی ہیں..... جب ہم نے ٹی وی کھولا تو دیکھا ایک پچیس تیس سال کا جوان آدمی غصہ میں کھڑا بے نظیر صاحبہ کو بے حد سنا رہا تھا اور سیکورٹی کا عملہ اس کی گردن پکڑے اسے باہر نکالنے کی کوشش کر رہا تھا..... جب سیکورٹی کا عملہ اس کو باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر دیکھایا کہ باہر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ہاتھوں میں بینرز لئے نعرے لگا رہے ہیں قاتل قاتل بھٹو قاتل..... یہ واقعات وہ ہیں جو ہم نے ہی کیا ہزاروں افراد نے دیکھے ہوں گے..... اب تو ہمارے ذرائع ابلاغ بھی اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ بے نظیر صاحبہ کی امریکہ میں موجودگی کے دوران جو مظاہرے ہوئے تھے ان کو پاکستان ٹیلی ویژن پر دکھایا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بی بی کن اذیتوں

سے دوچار ہوئی ہیں ہم کیا چاہتے ہیں...... پوری قوم یہ چاہتی ہے کہ جو کچھ بھی ہوا اچھا یا برا مخالفت میں یا موافقت میں اس سے عوام کو آگاہی ہونا چاہئے یہی جمہوریت ہے اور یہی جمہوریت کے تقاضے........جب وزارت کی کرسی سنبھالی ہے تو بنورانی کو کڑوی گولیاں سب ہی نگلنی پڑیں گی.....اپنے عوام تو یہاں بھی بہت کچھ کریں لیکن بی بی کے عتاب سے ڈرتے ہیں کیونکہ جب وہ چیخ چلاتی ہیں تو گیسوں کے ساتھ ہزاروں گھن بھی پیس ڈالتی ہیں ان کو چاہئے کہ کسی مشہور کھلاڑی کی شاگرد بن جائیں اور کھیل کے سارے اصول سیکھ لیں.....تاکہ اپنی ہار پر واویلا نہ مچائیں......اگر ہماری وزیراعظم ذرا بھی سمجھدار ہوتیں.....تو امریکہ میں اپنے خلاف مظاہرہ کرنے والوں کے لیڈروں کو بلا کر بات چیت کرتیں.....ان کی مشکلات معلوم کرتیں اور کچھ نہ کچھ فرما بھی دیتیں چاہے وہ کرب کی حالت میں ہوتیں لیکن چہرے پر مسکراہٹ لاکر فرماتیں بین الاقوامی نشریاتی ادارے بھی بڑے تزک واحتشام سے ان کے یہ پوز دکھاتے اور پوری دنیا میں واہ واہ مچ جاتی.......دیکھو یہ ہے جمہوریت.....مظاہرے کرنے والے تو مظاہرے کر چکے.....اور پوری دنیا کو یہ بتلانے میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں کہ پاکستان میں کس طرح جمہوریت کو پامال کیا جارہا ہے اس جمہوریت کے نام پر سیاسی انتقام کا ایک دفتر کھل گیا ہے آج ہر مہاجر کا دل بری طرح دھڑک رہا ہے کہ دیکھئے بی بی واپس آکر اب کون سا تیر آزمائیں گی......کس کس پر جھوٹے مقدمات قائم ہوں گے اور کتنے بے گناہ پولیس مقابلہ دکھا کر گولیوں کا نشانہ بنیں گے.....اور کس طرح تشدد کر کے حاصل ہونے والے جھوٹے بیانات کو سچ ثابت کیا جائے گا......گھروں کا محاصرہ کر کے کتنی ماؤں بہنوں کے سروں سے چادریں کھینچ لی جائیں گی......کتنی ماؤں کے لعل تشدد خانوں میں دم توڑ دیں گے اور ان کی لاشوں کا بھی یہ پتہ نہیں چلے گا......خدا کرے ہمارا یہ وہم......وہم ہی رہے.....اور بی بی کو بھی عقل آجائے......ایم کیو ایم سے مذاکرات کریں ان کی مشکلات معلوم کریں......ان کی شکایتوں کا ازالہ فرمائیں غیر جانبدارانہ تحقیقات کروائیں.....مرنے والوں کو معاوضہ دیں......سرکاری اہلکاروں کی سختی سے باز پرس کریں اور جو لوگ واقعی شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے کی کوشش میں حکومت کو بدنام کر رہے ہیں ان لوگوں کی اچھی

طرح باز پرس کی جائے...... بی بی کو یہ بھی مشورہ ہے کہ وہ یک طرفہ کاروائی سے باز آ جائیں...... تسبیح ضرور گھمائیں مگر الٹی نہ گھمائیں مہاجروں کو دہشت گرد کہنا چھوڑ دیں..... ہم تو کہتے ہیں سب ہی ملک کے وفادار ہیں..... سرکاری سرپرستی میں جن افراد کو دہشت گردی میں ملوث کر دیا گیا ہے........ ان کی بھی اپنی مجبوریاں ہیں........ جرات ہر شخص میں نہیں ہوتی...... میر جعفر...... میر صادق کی مثال موجود ہے اپنوں ہی میں سے تھے...... یہ ہڑتالیں...... گرفتاریاں...... تشدد جھوٹے مقدمات مسائل کا حل نہیں ہیں اب یہ ہتھکنڈے پرانے ہو چکے ہیں..... نیا دور ہے نئے تقاضے ہیں..... نیا خون ہے...... بڑے صبر و تحمل کی ضرورت ہے...... وزیر اعظم بننا آسان نہیں ہے...... غیر ملکیوں کے بے جا لاڈ و پیار نے بھی ہماری بی بی کو ضدی اور سرکش بنا دیا ہے اور یہ سرکشی ان کے لئے ہی نہیں ملک کے لئے بھی نقصان دہ ہے...... وہ ذرا سوچیں...... کیا کر رہی ہیں...... اور کیا کرنا چاہتی ہیں...... اگر انہیں اس کرسی پر رہنا ہے تو عوام سے مصالحت کرنا پڑے گی...... اس میں ان کی سب کی نہیں بڑائی ہے......

ادھر صدر صاحب نے بھی مہاجروں کو کچلنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کر دیا ہے..... اس آرڈیننس کے تحت ملزم کے پولیس کی تحویل میں دیئے گئے بیان کی بنیاد پر اس کے خلاف مقدمہ چلایا جا سکتا ہے...... آپ خود سمجھدار ہیں کیا صدر صاحب کراچی کو پولیس اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں..... لوگ پولیس کے نام سے گھبراتے ہیں... جھوٹے مقدمے قائم کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے.... اور پھر ظلم و ستم کر کے کیا کچھ نہیں کہلوا سکتے... اور پھر مقدمہ تیار... ہم صدر صاحب سے بھی استدعا کریں گے کہ ایسے مزاحیہ آرڈیننس نہ جاری کریں جسکا مطلب عوام اچھی طرح جانتے ہیں...... ویسے بھی قومی اسمبلی کے ممبران اس آرڈیننس کے خلاف ایک تحریک پیش کر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ اکثریت سے یہ آرڈیننس منسوخ ہو جائے.... یہ سب خانہ بربادیاں کیوں ہو رہی ہیں اس سے کسی کو کیا فائدہ پہنچے گا ہمیں کچھ نہیں چاہئے ملک کی سالمیت عزیز ہے اس کے لئے ہم جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے... آپس میں لڑو جھگڑو..... لیکن کسی دوسرے کی مداخلت کو نظر انداز کرنا سیاسی بددیانتی ہے........

شکوۂ ارباب وفا بھی سن لے

مہندی ہے نہ کھنکھناتی چوڑیاں

بھیانک سماں اور موت کا سناٹا

اے خدا شکوہ ارباب وفا بھی سن لے
خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

رمضان شریف کے روزوں کے بعد خوشیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس دن کو ''عید'' کہتے ہیں...... مسلمان دل کھول کر بے پنا خوشی کا اظہار کرتے ہیں...... بہترین سے بہترین لباس زیب تن کرتے ہیں خدا کے گھر کو اپنے سجدوں سے آباد کرتے ہیں اس کے حضور اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکرادا کرتے ہیں.... آپس کی رنجشیں بھلا کر ایک دوسرے کے گلے ملتے ہیں..... اور جب گلے لگ گئے تو سارا گلہ جاتا رہا..... اب جو عید آرہی ہے نہ اس کے چہرے پر ہنسی ہے نہ مسکراہٹ نہ ہاتھوں میں مہندی ہے اور نہ کھنکھناتی چوڑیاں..... لباس بھی تار تار ہے..... ننگے سر...... بال کھلے کسی بیوہ کی طرح........ میں نے پوچھا کہ....... عید بی بی ...... تمہارا کیا حال ہے........ تمہارا تو نام ہی ''عید'' ہے تمہارے ''چاند'' کی تو مثالیں دی جاتی ہیں تم تو ہر سال چھما چھم کرتی آتی ہو...... تمہارا چاند دیکھتے ہی مبارک سلامت کی دعائیں دی جاتی ہیں..... مگر آج ایسا کچھ بھی تو نہیں ہے..... اتنا سننا تھا کہ عید بیگم محمودہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی...... ہاں روتی بلکتی...... خون میں نہائی عید ماتم کر رہی تھی...... اپنے پیاروں کا...... چاہنے والوں کا...... روزے میں جام شہادت نوش کرنے والوں کا........ ان بیواؤں کا جن کے ہاتھوں کی مہندی ابھی ماند بھی نہیں پڑی تھی....... ان بے سہارا یتیم بچوں کے رونے اور بلکنے کا جن کو ابھی ''غم'' کے معنی بھی نہیں معلوم خون میں نہائی ہوئی مسجدوں کا جو اللہ کا گھر ہیں..... اس اللہ کا گھر ہیں جو بے حد مہربان اور رحم والا ہے اور ساتھ ہی ''قہار اور جبار'' بھی ہے........ عید بی بی تم سچ کہتی ہو...... تم ہی نہیں آج ہر آنکھ اشکبار ہے...... ایک ایک گھر

سے چار چار جنازے اٹھ گئے...... محفل مرتضٰی پر نماز کے وقت فائرنگ کی گئی اور بارہ جوان بچوں کو اللہ کے گھر میں گولیوں سے بھون ڈالا...... مسجدوں کی دیواروں پر جوان بچوں کے گرم گرم لہو کے چھینٹے چیخ چیخ کر پوچھ رہے ہیں کہ اے اللہ ہمارا کیا قصور کیا ہے...... ہم تو بڑی محبت سے تیرے فرمان کے مطابق مسجدوں کو آباد کرو...... تیرے حضور میں سجدہ ریز ہونے کو آئے تھے...... ہم نے کبھی رشوت نہیں لی...... چوری نہیں کی، کسی کا ناحق قتل نہیں کیا، کسی سیاست میں حصہ نہیں لی، کسی کے گھر نہیں لوٹا...... کسی ماں بہن کے بال پکڑ کر گھسیٹ کر انہیں بے عزت نہیں کیا...... ہم نے تو اپنی جوانی کا کوئی سکھ بھی نہیں دیکھا قہر تو ظالم حکمرانوں پر نازل ہونا چاہئے..... لیکن ہم بے گناہوں پر یہ تیرا کیسا قہر ہے...... اے خدا...... اب تو اپنے قہر کا رخ بدل دے...... ورنہ...... طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں..... اے خدا تو دیکھ رہا ہے کہ ان دہشت گردوں کو بھی اور ان دہشت گردوں کو ظلم و بربریت کی ہدایت دینے والوں کو بھی...... اے خدا ہم دکھی مائیں تجھ سے سوال کرتی ہیں کہ تو نے ہمارے دلوں میں اولادوں کی اتنی محبت کیوں دی جسے ''ممتا'' کہا جاتا ہے...... ہمارے بچے جن کے ابھی سہرے کے پھول بھی نہیں کھلے...... انہیں خون میں نہلا کر ہماری ممتا کا تو کون سا امتحان لے رہا ہے......؟ اگر ہم سے کوئی قصور ہوا ہے تو اس کے سزاوار ہم ہیں...... بچے معصوم ہیں...... بے گناہ ہیں ابھی تو انہوں نے جوانی میں قدم ہی رکھا تھا...... اس کا کوئی سکھ نہیں دیکھا جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے اس سرزمین کو ہم اپنا ہی خون دے رہے ہیں اس کے باوجود بھی ہم ہی پر اب تک الزام تراشیوں کا سلسلہ جاری ہے...... اے اللہ میاں کہتے ہیں کہ جیسے تمہارے اعمال ویسے ہی حاکم مقرر کئے جاتے ہیں...... اب تو ہمارے گناہوں کو معاف کر کے اپنا رخ ظالموں، جابروں کی طرف پھیر دے...... یہ ہماری ہی غلطی ہے کہ ہم نے بے انصاف حاکموں کو تختے سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا...... ہمیں اس کا اعتراف ہے...... ہماری اس غلطی کو تو معاف کر دے...... ووٹ قوم کی امانت ہے...... ہم نے اپنے ووٹ کا غلط استعمال کیا...... جس کا خمیازہ پوری مہاجر قوم بھگت رہی ہے...... اے میرے خدا ! حاکموں نے ہماری ہی زمین ہم پر تنگ کر دی ہے...... تیرے ہی عطا

کردہ پاکستان میں کراچی شہر کو ویران کر کے خون میں نہلا دیا ہے...... آج مسجدیں بھی نوحہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے...... ہمارے گھروں کے ساتھ ساتھ تیرے گھر بھی ویران ہو گئے ہیں جن میں سائیں سائیں کرتے بھیانک سناٹے موت کا سماں پیدا کر رہے ہیں لیکن ہمارے ٹوٹے اور دکھی دلوں سے اب تک لاالہٰ کی صدائیں نکل رہی ہیں.... اے اللہ ہم تیرے کمزور بندے ہیں اتنی ہی تکلیف دے جتنی ہم برداشت کر سکیں...... ہم صرف رحم کے قابل ہیں...... تیری مضبوط رسی کو پکڑ کر تجھ سے فریاد کرتے ہیں کہ اب ہمارے ننھے منے بچوں کو یتیمی کے داغ سے بچالے...... ماؤں کی فریادیں تیرے عرش تک پہنچ چکی ہیں...... دیکھیں کب تو ظلم کی رسی کو کھینچ کر ظالموں کی گردنوں کا پھندہ بنائے گا...... اے اللہ ہم ایک بار پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے بعد اتنا کہنے کی جسارت کر رہے ہیں...... کہ ہماری آہیں اور فریادیں کب تک بے اثر ہوتی رہیں گی...... کب تک ہماری بچیوں کے سہاگ خون میں نہاتے رہیں گے...... اور ہمارے حکمراں ہماری بے گور و کفن لاشوں پر کب تک شیطانی رقص کرتے رہیں گے مجھے ڈر ہے کہ یہ تیرے قرآن کے مطابق بدلے پر نہ اتر آئیں...... ہاں تو نے ہی بدلے کو جائز قرار دیا ہے..... کہ آنکھ کے بدلے آنکھ... کان کے بدلے کان..... اور پھر جان کے بدلے......؟ اے میرے ان دیکھے خدا..... ہمارا ایمان ہے کہ تو ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا ضرور دیتا ہے اے اللہ تجھے اپنے اس محبوب کا واسطہ جس پر رات دن تو اپنے ملائکہ کے ساتھ درود بھیجتا ہے...... ہماری مصیبتوں اور ذلتوں کا خاتمہ کر دے...... ہمارے بچوں کی زندگیوں کی حفاظت فرما...... زندگی تیری ہی امانت ہے...... اس امانت میں خیانت کرنے والوں کو نیست و نابود کر دے...... اے اللہ تیرے گھر میں جا کر بھی تیری دہائی نہیں دے سکتے...... کیونکہ تیرے گھر کے باہر بھی شداد و نمرود کا پہرہ ہے...... فرعون کے گھر میں موسیٰ کو پالنے والے ہمارے پاس بھی کسی موسیٰ کو بھیج دے ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے...... اب ظلم کی کشتی کو غرق کر دے...... آمین ہماری درد بھری التجاؤں کے جواب میں یہ نہ کہہ دینا......

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو　　بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

اللہ رے جذبہ حق پرستی

حق وباطل کی جنگ

کیسا خون اور کیسی رشتہ داری

دنیا کے سب سے بڑے شہنشاہ یزید کی بے شمار فوجیں میدان کربلا میں مدینہ کے بہتر بے گناہ تشنہ لب مسافروں کے خون سے ہاتھ رنگنے کی تیاریاں کر رہی ہیں.....تلواریں تیز کی جا رہی ہیں.....نیزوں کی نوکیں زہر میں بجھائی جا رہی ہیں.....جنگ کے مورچے تیار کیے جا رہے ہیں.......مقابل کون ہے......؟ کسی غنیم کا لشکر جرار نہیں......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لخت جگر حسینؑ........ساتھ میں خاندان نبوت کے چند افراد......چند جاں نثار خدام ....چند پردہ نشین خواتین اور چند معصوم بچے.....!

افواج شام کا نیا کمانڈر شمر ذی الجوشن سپاہیوں کا معائنہ کر رہا ہے......دفعتاً کچھ سوچنے لگا.......چہرے پہ ایک رنگ آیا ایک گیا......مظلوم کے مٹھی بھر جاں نثاروں میں شمر کے بھانجے بھی تو شامل ہیں......! اس کی بہن حضرت ام البنینؓ کے لخت جگر.....جلال مرتضوی کے وارث وسپاہ حسینؑ کے علمبردار......اہل بیت کے سقائے محرم......سید حضرت عباسؑ بن علی مرتضیٰ علیہ السلام......

شمر اپنی فوجوں کا معائنہ کرتے کرتے دبے پاؤں اہل بیت رسولؐ کے خیموں کی طرف بڑھا.....مدینہ کے غریب الوطن مسافروں کا چھوٹا سا قافلہ.....تین دن کی بھوک وپیاس.....گرمی کا زمانہ.....نینوا کا تپتا ہوا ریگستان......دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کی ستر ہزار فوج کا سامنا.....مگر اللہ رے جذبہ حق پرستی......اللہ رے شان سرفروشی چتون پر میل نہیں......خمکدہ حجاز کے متوالے......بادہ عشق الٰہی سے مخمور اسلام کی راہ میں سر کٹانے کے لئے بے چین......عروس شہادت سے ہمکنار ہونے کے لئے بیتاب......کہیں ہتھیار درست کیے جا رہے ہیں.....کہیں نماز فجر کی تیاریاں.....کہیں قرآن مجید کی تلاوت ہے اور کہیں تسبیح وتہلیل کا غلغلہ......

شمر دھڑ کتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے قدموں سے حضرت عباسؑ علمبردار کے خیمہ مبارک کی طرف آیا...... آہستہ سے دستک دی...... خاندان رسالت کے شیر شاہ خیبر شکنؑ کے لخت جگر حضرت عباسؑ باہر تشریف لائے...... چہرہ پر جمال پر جلال مرتضوی کی جھلک دیکھ کر شمر کا دل لرز گیا جسم میں رعشہ آ گیا سہم کر بولا...... عباسؑ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں...... فرمایا...... ہاں میں خوب جانتا ہوں...... یزید کے وائسرائے ابن زیاد نے تجھے شانِ فاطمہؑ کی راراجی کے لئے کوفے سے بھیجا ہے اور آج سپاہ شام کی کمان تیرے ہاتھ میں ہے...... شمر بولا...... مگر تم یہ بھی جانتے ہو کہ رشتہ کے لحاظ سے میں تمہارا ماموں ہوں......؟ فرمایا...... ہاں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو میری والدہ ماجدہ کا بھائی ہے مگر اس سوال سے تیرا کیا مطلب ہے......؟ بولا میں نے قرابت کا پاس کر کے تمہارے لئے...... تمہارے چھوٹے بھائیوں کے لئے اور تمہارے بال بچوں کے لئے امان حاصل کر لی ہے شیر خدا کے شیر دل فرزند نے اس کی طرف حقارت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا...... لیکن مجھے اپنے پروردگار کے سوا کسی کی امان درکار نہیں...... شمر بولا...... عباسؑ کیا کہہ رہے ہو...... تم جانتے ہو کہ ذرا دیر میں اس میدان میں حشر بپا ہونے والا ہے...... بنو ہاشم کی شجاعت سے انکار نہیں...... جانتا ہوں تم گہوارے میں اژدہ کو چیرنے والے...... در خیبر کو سپر بنانے والے...... شہپر جبریلؑ کا ضربت ذوالفقار رقم کرنے والے علیؑ مرتضیٰ کے فرزند ہو...... مگر اتنا سوچو تین کے بھوکے پیاسے مٹھی بھر افراد اور کہاں شہنشاہ یزید کی بے شمار فوج...... کتنی دیر لڑو گے......؟ ذرا دیر میں کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا...... سبھی کے تن سر سے اتارے جائیں گے...... خون میں نہائے ہوئے شہیدوں کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کی جائیں گی بنتِ زہراؑ کے سر سے چادر اتار لی جائیگی...... معصوم سکینہؑ کے کانوں سے گہر چھین لئے جائیں گے...... اصغرؑ بے شیر کی ننھی گردن کو تیروں کا نشانہ بنایا جائیگا...... عابدؑ بیمار کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا...... اہل بیت کے خیموں کو آگ لگا دی جائیگی...... خاندان رسالت کی خواتین اور بچوں کو قیدی بنا کر اور ایک رسی میں بارہ گردنیں باندھ کر شہنشاہ یزید کے دربار میں پیش کیا جائے گا......

عباسؑ شاہ مرداں شیر یزداں کا دلبند عباسؑ ان گیدڑ بھبھکیوں سے کیا متاثر ہوتا...... جبین نورانی پر بل پڑ

گیئے..... فرمایا...... یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ اس میدان میں ذرا دیر بعد کیا ہوگا اور کیا ہونے والا ہے...... لیکن ہم توفیق ایزدی کے بل پر حق وصداقت کی راہ میں تمام مصیبتیں صبر وشکر کے ساتھ جھیلیں گے...... اپنی گردنیں کٹا دیں گے..... ننھے ننھے بچوں کو قربان کردیں گے..... خاندان کی بربادی گوارا کرلیں گے...... مگر کعبہ کے رب کی قسم فاسق وفاجر یزید کی بیعت نہیں کریں گے اور اسلام کے حق میں پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیں گے..... شمر نے کہا...... ! عباسؑ جذبات سے مغلوب نہ ہو...... ضد نہ کرو..... یہ سمجھ لو کہ حسینؑ کی محبت تمہارے کام نہ آئے گی....... تم تین دن سے بھوکے ہو..... پیاسے ہو..... صبح کے آثار ظاہر ہونے کی دیر ہے..... صحرائے کربلا کی تپتی ہوئی خاک کے ذرے تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گے...... تمہارے دونوں بازو تلواروں سے قلم کئے جائیں گے...... تمہارے چھوٹے بھائیون کے سرتن سے جدا کئے جائیں گے..... تمہارے ننھے ننھے نازک بچوں کی کلائیاں رسی سے جکڑی جائیں گی..... دیکھو میرا کہنا مانو...... حسینؑ کی محبت میں اپنی گھر نہ اجاڑ دو میں تمہارا ماموں ہوں..... تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں چلو میرے ساتھ میں نے فوجوں کی کمان سنبھالنے سے پیشتر تمہارے حق میں ابن زیاد سے سب کچھ طے کرلیا ہے میرے مشورہ پر عمل کرو گے تو

جاگیر بھی ہاتھ آئیگی راحت بھی ملے گی　　　دولت بھی مدینہ کی حکومت بھی ملے گی

یہ سن کر اللہ کے فرزند کو ضبط کا یارا نہ رہا...... ہاتھ قبضہ شمشیر پر پہنچا شیر کی طرح گرج کر فرمایا..... او دشمن خدا...... اپنی زبان بند کر...... تو میرے ایمان کی آزمائش کے لئے آیا ہے...... کیسا خون...... کیسی رشتہ داری..... کربلا کے میدان میں حق و باطل کی جنگ ہے..... کفر و ایمان کی جنگ ہے...... مسلمانوں کی زندگی اور موت...... دوستی اور دشمنی..... قرابت اور غیرت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے...... دور ہو جا اے لعین میری نظروں کے سامنے سے

فرزند گرامی میرا اکبرؑ پہ تصدق
چھوٹا میرا بیٹا علی اصغرؑ پہ تصدق

زوجہ میری شبیرؑ کی خواہرؑ پہ تصدق
سارا میرا گھر فاطمہؑ کے گھر پہ تصدق
ہو جان گرامی سر شبیرؑ کے صدقے
عباسؑ، علیؑ، دختر شبیرؑ کے صدقے

....

قصہ عمران کی شادی کا

کتنے دل ٹوٹے اور کتنے چکنا چور ہوئے

ملک کا مستقبل اور نوجوان

لو بھئی! عمران خان کی بھی شادی ہوگئی.... کتنے دلوں پر اوس پڑی کتنے دل چکنا چور ہوئے اس کی تصدیق یا تردید کرنے والے ہم کون یہ تو عمران خان ہی بتا سکتے ہیں..... ہاں مسز عمران خان ضرور یہ گنگنارہی ہونگی......

کتنے جل جل مریں گے.....

کتنے پھانسی چڑھینگے۔ اور کتنے دلوں کو خمار آئے گا۔

آج گھوڑے پر چڑھ کر میرا پار آئے گا۔

جلنے والے جلا کریں...... عمران خان تو دودھ ملائی کھا گئے...... اب نتیجہ دیکھیں کیا نکلتا ہے..... ہم تو بہت دن سے دیکھ رہے ہیں اور تجزیہ کر رہے ہیں کہ ایک کرکٹر تو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا جارہا ہے..... خدا خیر کرے..... کبھی ستار ایدھی کے ساتھ تو کبھی جنرل حمید گل کے حوالے سے ایسی ایسی خبریں اور بیانات کا سلسلہ جاری ہے تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں.. کسی کی شخصیت کو عوام کے سامنے لانے سے پہلے اس کے لیے راہیں ہموار کی جاتی ہیں...... سو وہ راہیں تقریباً سال بھر ہموار کی جارہی ہیں.. کبھی کوئی بہانہ..... کبھی کوئی نئی دریافت اور تو اور عمران خان کو ایک تجزیہ نگار کی حیثیت سے بھی پیش کیا جاتا ہے...... جس کو صحیح اردو لکھنا پڑھنا نہ آئے اور جو مذہب سے بھی ناواقف ہو اس کے نام سے پاکستان کے سب سے بڑے اخبار میں مضامین شائع کروائے جاتے ہیں. کبھی مذہبی مضامین تو کبھی سیاسی..... پڑھنے والے سب سمجھتے ہیں.... کیونکہ یہ ایک اسلامی ملک ہے اس لئے ملک کی باگ دوڑ سنبھالنے والا کچھ تو مذہبی ہو اور اسلامی قدروں کو پہنچانتا ہو...... سو یہ کارنامہ ان کے مضامین نے کر دکھایا.... اب ایک یہودی سے شادی کرنے کے بعد عوام کی سمجھ میں یہ نئی کہانی آ گئی

ہوگی......سابق جنرلوں نے جس طرح عمران خان کی پیٹھ ٹھونک کران کو اشیر باردی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے......ہمارے حکمرانوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ عمران کی ایک یہودی لڑکی سے شادی کروانے میں کونسی بڑی طاقتیں ملوث ہیں.....؟ یہ ایک سازش ہے.....اور بہت بڑی سازش جس کا نتیجہ آئندہ دو چار سالوں میں ظاہر ہو جائے گا......جس طرح یہودی لابی اس ملک میں کام کر رہی ہے.....وہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے......شادی کی خبر شائع ہوتے ہی دوسرے دن عمران خان نے اخبارات کو جو بیان جاری کیا ہے.....وہ بڑا معنی خیز ہے فرماتے ہیں کہ اگر میں عوام میں نکل آیا تو حکومت کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا انہوں نے حکومت کو بھی دھمکی دے ہے کہ موجودہ حکومت نے شوکت خانم اسپتال کے لئے زکواۃ کے اشتہارات روک کران کے مشن کو متاثر کیا ہے اگر حکومت کے اس فیصلے سے بڑے منصوبے پر برے اثرات پڑے تو میں باہر آنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرونگا اور عوام کو ساتھ لے کر کچھ کام کرونگا......اور پھر بے نظیر صاحبہ نے بھی خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ ان سے ملنا چاہتی ہیں.....لیکن میں انکار کر دیا......سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے.....اور نہ وزیراعظم بننا چاہتا ہوں......ہم تو عمران میاں سے اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو لیڈر اور سیاستدان بننے کی پہلی نشانی ہے.....کہو کچھ اور......کرو کچھ......آپ نے کہا ہے کہ سیاست میں آنے کا کوئی ارادہ نہیں بالکل غلط ہے.....آپ کب کے سیاسی دروازے پر دستک دے چکے ہیں اور بقول آپ کے آپ کے پیچھے عوام کی بہت بڑی طاقت ہے....پھر آپ نے اپنے ملک کی وزیراعظم سے بھی ملنے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ خود مستقبل کے وزیراعظم بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور آپ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں یہود ونصاریٰ کا سایہ جس کے سر پر ہو وہی اس ملک کی تقدیر کا مالک ہوگا......عوام لاکھ گڑ گڑائیں سر پٹخیں......لا حاصل......پھر آپ کے سسر صاحب کٹر یہودی مسلمانوں کے بدترین دشمن جو مسلمانوں کو کرہ ارض پر دیکھنا نہیں چاہتے اور اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والی صہیونی تنظیموں کو کروڑوں روپے کا بلکہ کروڑوں ڈالر کا چندہ صرف اس لئے دیتے ہیں کہ مسلمانوں نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے......یہ سب کو چھ اس وجہ ہے ہے کہ وہ انتہا پسند یہودی ہیں اور ان کی بیٹی سے شادی کر

کے آپ نے زگ زیگ سے بچ بچا کر سیدھی راہ پر متعین ہو گئے ہیں..... مور مچائے شور......اس سے کچھ نہیں ہوتا......ہمارے ملک میں وہی ہوتا ہے کہ جو یہود و نصاریٰ چاہیں.....دشمن اسلام کی بیٹی سے شادی رچا کر آپ نے اپنی وزیر اعظم کی سیٹ تو پکی کر ہی لی ہے اب اسلام کا ڈھونگ رچانے سے کیا فائدہ......یہ سب کچھ منصوبہ بندی کے تحت ہوا ہے.....دولت اور اقتدار کسے پیارا نہیں.....اسے حاصل کرنے کے لئے تو بڑی بڑی قربانیاں دینا پڑتی ہیں....آپ نے تو اس چیز کو قربانی دی ہے جو کبھی آپ کے پاس تھی ہی نہیں......یعنی ایمان کی دولت.....زر اور زن......دونوں ساتھ آئیں تو آپ کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہے......اور پھر یہ اپنے ساتھ چھپا کر اقتدار بھی لائیں تو سونے پہ سہاگہ......جتنا بھی آپ اپنی قسمت پر ناز کریں کم ہے.....وہی مثل ہو گئی.....دمڑی کی ہانڈی گئی اور کسی کی ذات سامنے آئی.....ویسے بھی آپ جھوٹے تو مشہور ہی ہیں اور آپ نے خود اس کی تصدیق کر دی ہے کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں ایک اسلامی ذہن کا آدمی ہوں اور کسی پاکستانی لڑکی سے شادی کرونگا......یعنی کہیں پر نگاہیں کہیں پہ نشانہ لیکن جب پھل کھانے کا وقت آیا تو آپ نے پاکستان کی پیٹھ پر چھرا گھونپ دیا...ارے کچھ تو اپنے ملک کا خیال کیا ہوتا.....یا اپنے کہے ہوئے قائم رہتے.....ایک یہودی کو پاکستان کی گود میں لاکر بٹھا دیا.....بھیا.....پلے بوائے کا زمانہ گزر چکا ہے...آپ عمر کے اس پختہ حصے میں ہیں جہاں سوچیں اور فکریں جواں ہوتی ہیں.....یہ آپ کا اپنا ملک ہے اس کا مستقبل ہمارے نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہے اگر یہی نوجوان بے راہ روی اختیار کر لیں تو پھر پاکستان کا مستقبل تاریک ہو جائے گا.دشمنوں کا تالی بجانے کا موقع ملے گا...اپنے آپ کو سنبھالئے اور خدا کے لئے دشمن اسلام ننگ دیں...ننگ وطن کی بیٹی کو سمجھا دینا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اسلام سے مذاق انہیں بہت مہنگا پڑے گا....ابھی دین اسلام کو سمجھنے والے بھی زندہ ہیں اور اسلام بھی زندہ ہے.....پاکستان پائندہ باد......

....

کراچی میں اولڈ ہاؤسیز کا تصور
بالکل فائیو اسٹار ہوٹل کے طرح
ساٹھ سال سے زائد عمر کے لوگ

سوشل ورک ایک اچھی عادت ہے اس سے عوام کے مسائل حل ہو جاتے ہیں اگر نیت نیک ہے تو دین اور دنیا میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے لیکن اگر سوشل ورک کے نام پر رئیس بنو رہنا مقصود ہے تو پھر دنیا میں بھی ذلت رسوائی اور دین کا معاملہ تو خدا جانے کیا ہو.... اللہ بچائے چوری بے ایمانی سے .... کراچی میں بھی خدمت اور عظمت کے نام سے بڑے بڑے ادارے کام کر رہے ہیں..... ایسے ہی ایک ادارے کا اشتہار ہم نے پڑھا جو کچھ یوں تھا جو کچھ یوں تھا کہ میڈیکو ہیلتھ سینٹر نے ''رہائش گاہ بزرگان'' ...... کے نام سے ایک ادارہ کھولا ہے جہاں....... بیمار اور بزرگ لوگوں کو رہائش کے علاوہ تمام سہولیات میسر ہیں...... محمودہ تو ہے ہی سیلانی...... سوچا چلو اپنے پاکستان میں دیکھیں کہ یہ ادارے کس نہج پر چلائے جا رہے ہیں کیونکہ اس سے پیشتر ہم لندن میں ڈاکٹر انور انصاری کے زیر انتظام چلنے والے اولڈ ہاؤسیس دیکھ چکے تھے...... خیر وہاں کی کیا بات ہے..... اُدھر کا تو معاشرہ ہی یہ سبق دیتا ہے کہ ''میاں سولہ سال کے ہو گئے اپنا رستہ ناپو'' ...... جب کہ ہمارے معاشرے میں بڑھاپے تک اولادوں کو کلیجے سے لگائے رکھتے ہیں... جہاں کسی نے کہا........؟ اماں بی ہمارے ہاں بچے بھی بڑے ہو گئے ہیں اب اس چھوٹے سے گھر میں گزر بسر نہیں ہوتی اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم الگ گھر لے لیں..... اتنا سنتے ہی اماں بی رونے بسورنے بیٹھ جاتی ہیں..... ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ اخبار میں اشتہار پڑھ کر ''ہم نے فون گھمایا کہ ہم آنا چاہتے ہیں'' ...... یہ ادارہ اورنگی ٹاؤن میں واقع ہے...... ہمارے ٹیلی فون کرنے کے تقریباً دو ڈھائی گھنٹہ بعد معلوم ہوا کہ وہاں پر تو زبردست کاٹا ماری ہو رہی ہے لہذا جانا ملتوی کر دیا عید سے کچھ دن پیشتر یہ خیال آیا کہ چلو ہمت کر ہی ڈالو...... نیک کام ہے شاید کوئی کام کی بات بن جائے جس سے غریب عوام کو فائدہ پہنچے... ہم نے

پھر ٹیلی فون کیا دوسری طرف سے ہیلتھ میڈیکو کے انچارج ڈاکٹر بولی خان نے ٹیلی فون اٹھایا ہماری خواہش پر انہوں نے خوش آمدید کہا.....اور اس طرح ہم ایک دن ہیلتھ میڈیکو سینٹر پہنچ گئے...... یہ ہیلتھ سینٹر بڑی ہی وسیع وعریض جگہ پر قائم ہے.....ڈاکٹر صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے مریضوں کی فائلیں دیکھ رہے تھے بڑے پرتپاک انداز میں ہمارا خیر مقدم کیا.....ہم نے اپنے آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب سے پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ یہ ادارہ آپ ذاتی حیثیت میں چلا رہے ہیں.....یا کسی کے تعاون سے......اور اس کے مقاصد کیا ہیں......؟ڈاکٹر صاحب نے ہمیں بتایا کہ یہ خیال سب سے پہلے کراچی روٹری کلب.....کو آیا اور ان ہی کے چندے سے بزرگ شہریوں کی رہائش گاہ تعمیر کی گئی......بعد میں ملکی اور غیر ملکی ادارے بھی ہم سے تعاون کرنے لگے.....انہوں نے یہی بھی بتایا کہ پاکستان میں یہ پہلا ادارہ ہے جو بلا تخصیص بزرگوں کی خدمت کر رہا ہے.....اس سے پیشتر......پارسی اور آغا خان برادری کے ادارے کام کر رہے ہیں.....لیکن وہ صرف کمیونٹی بنیاد پر بزرگوں کو داخل کرتے ہیں اور ہمارے بزرگوں کے لئے ان اداروں میں کوئی جگہ نہیں ہے.....ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم لوگوں نے اس پر کام شروع کیا ... آج ہم بڑے کامیاب ہوئے ہیں......ہم نے پوچھا کہ مریضوں کو داخل کرتے وقت آپ کیا شرائط رکھتے ہیں.....؟انہوں نے بتایا کہ کوئی خاص شرائط نہیں ہیں......جنرل وارڈ میں اس وقت کافی مریض داخل ہیں.....جو بزرگ پیسے دے سکتے ہیں یا ان کے عزیز ورشتہ دار جو ان کو یہاں چھوڑ کر جاتے ہیں اس سے ہم ایک ہزار روپے ماہوار وصول کرتے ہیں......جس میں رہائش دو وقت کا کھانا.....ناشتہ.......کپڑوں کی دھلائی........ مرد حضرات کے لئے شیونگ......اور اس کے علاوہ طبی اخراجات بھی ادارہ برداشت کرتا ہے. اگر کوئی یہ بھی نہ دے سکے تو پورے اخراجات ہم خود برداشت کرتے ہیں......دوسری قسم ایسے بزرگوں کی ہے جو جنرل وارڈ میں نہیں رہنا چاہتے اور خراجات بھی برداشت کر سکتے ہیں ان کے لئے سیمی پرائیوٹ کمرے ہیں......ہر کمرے میں دو بیڈ ایک الماری اور ساتھ ہی غسل خانہ بھی ہے کمرے کے آگے کھانے کے لئے میز کرسی کا انتظام ہے اور ساتھ ہی چھوٹا سا ڈرائنگ روم بھی ہے. جس میں ایک ٹی وی

بھی رکھا ہے...... یہ سہولیات جنرل وارڈ کے ساتھ بھی ہیں...... وہ میاں بیوی بھی جو ساٹھ سال سے اوپر ہیں اور وہ صاحب حیثیت بھی ہیں...... لیکن ان کی کوئی اولاد نہیں ہے اور گھر پر کوئی دیکھ بھال کرنے والا بھی نہیں ہے...... ان کے لئے پرائیوٹ کمرے بنائے گئے ہیں اور ہر وہ سہولت میسر ہے جو کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں ملے گی...... اس کمرے کے ماہانہ اخراجات تمام سہولتوں کے ساتھ ڈھائی ہزار روپے ہیں...... ہم نے اسپتال کا دورہ کیا اور ان پرائیوٹ کمروں کو بھی دیکھا جو کسی طرح بھی فائیو اسٹار ہوٹل کے کمروں سے کم نہیں اور جن کا کرایہ تقریباً ڈھائی ہزار روپے روز ہوگا ہم نے اندازاً لکھا ہے کیونکہ مجھ جیسا غریب کیا جانے فائیو اسٹار ہوٹل...... ہم تو ہوٹل میں ٹھہرنے والوں کو اتنا ہی مشورہ دے سکتے ہیں...... بھیا...... اپنا سامان بغل میں دباؤ او سیدھے...... میڈیکو ہیلتھ سینٹر میں آ کر پرائیوٹ روم پر قبضہ کر لو...... مفت میں کھانا.. کپڑوں کی دھلائی تفریح کے لئے ٹی وی شام کو خوش گپیوں کے لئے بڑا سا باغ.. نماز پڑھنے کے لئے مسجد...... اور کیا چاہئے پھر ڈھائی ہزار روز کے بجائے......

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہمارے پاس ۵۰ بستر ہیں جن میں سے پچیس بستر مفت ہیں اور پچیس اسے لوگوں کے لئے ہیں جو مخیّر حضرات بارہ سو روپے دے کر ایک بزرگ کی اعانت کرنا چاہیں تو یہ صدقہ جاریہ کسی بھی نام سے کر سکتے ہیں اس کے علاوہ کمیونٹی پروگرام کے تحت پوری کراچی میں مفت طبی امداد بھی دی جاتی ہے آپریشن وغیرہ کی بھی سہولیات میسر ہیں...... وہیل چیر، ہیرنگ ایڈز ان ہیلر، آنکھوں کے لئے چشمے، بیساکھیاں غریبوں میں مفت دی جاتی ہیں ہم نے اس اسپتال کا دورہ کیا...... اور کچھ بزرگوں سے باتیں بھی کیں...... بڑے دکھی دل ہیں ان لوگوں کے ان کے ساتھ اولادوں نے کیا سلوک کئے ہر بزرگ کی الگ داستان ہے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی اولادیں ان سے پیار کرتی ہیں لیکن گھر میں ان بزرگوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے...... دونوں میاں بیوی اپنے اپنے کام پر جاتے ہیں...... اس مجبوری کے تحت انہوں نے اپنے والدین کو اپنے اخراجات پر داخل کیا ہے اور روز ملنے آتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی ہیں...... جن کی کوئی اولاد نہیں ہے...... اور خدا نے انہیں روپے پیسے سے نوازا ہے...... ان لوگوں نے اسی ہیلتھ سینٹر کو اپنا گھر سمجھ لیا ہے اور سکون و آرام کی زندگی گزار رہے

ہیں.....!!

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

....

ایک چہرے پر کئی چہرے
اصل دشت گرد کون ہے
ایک بھرپور عوامی آپریشن کی ضرورت

اب آپ ہی دیکھئے ہماری حکومت ایک چہرے پر کتنے چہرے لگائے پھر رہی ہے ایک منہ سے کچھ کہتی ہے اور دوسرے منہ سے کچھ......صدر لغاری صاحب ملک کے صدر ہیں اور بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں ان کے منہ میں دو زبانیں......اللہ اکبر......کچھ اچھا نہیں لگتا کہ ہم اتنے بڑے منصب کو نشانہ بنائیں......جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا......نیشنل لائبریری اسلام آباد میں جناح پیپرز کی تعارفی تعریف سے خطاب فرماتے ہوئے صدر صاحب نے کہا ہے کہ قائداعظم نے مہاجروں کو پاکستان کا بانی قرار دیا تھا......لہٰذا یہ ملک ان کا ہے......ہم مہاجروں کی قربانیوں سے بے خبر نہیں ہیں......جنہیں بھارت سے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا....اور انہوں نے پاکستان کو ہی مستقل سکونت کے لئے منتخب کیا....قائداعظم کی ولولہ انگیز تقریر میں کیا گیا کہ مہاجر پاکستان کے بانیوں میں سے ہیں انہوں نے پاکستان کے نصب العین کے حصول کے لئے اس کے جھنڈے کو سربلند رکھا......ہم ان لوگوں کا کھلے دل سے خیر مقدم کرتے ہیں......صدر صاحب نے یہ تقریر بھرے مجمع میں کی ہے جس پر ہمیں فخر ہے......انہوں نے وہی کہا جو سچ تھا اور آج بھی ایک سچی حقیقت ہے......یہ تو تھا صدر صاحب کا ایک چہرہ جو سچائی کے نور سے معمور تھا....اب ذرا صدر صاحب کا دوسرا چہرہ بھی دیکھ لیجئے جو انتہائی مختلف ہے......فرماتے ہیں وزیراعظم کے حالیہ بیانات سے مہاجروں کی دل آزاری نہیں ہوئی ورنہ کوئی جماعت متاثر ہوئی...... مسلح دہشت گردی میں ایم کیو ایم اور حقیقی ملوث ہیں......انہوں نے واضح طور پر وزیراعظم کی حمایت کی اور ان ہی الفاظ پر قائم رہے جو بی بی کی زبان سے ادا ہوئے تھے.....آپ نے صدر صاحب کے دونوں چہرے دیکھ لئے ہیں اور دو زبانیں بھی......اب آپ کا کیا خیال ہے......آپریشن کی ضرورت ہے یا نہیں......فیصلہ آپ پر چھوڑا......! کچھ مثالیں دے کر ہم

حکومت کو بتانا چاہتے ہیں کہ اصل میں دہشت گرد کون ہے...... تمہاری ایجنسیاں...... یا تم خود...... یہ واقعہ ۳۰ مئی ۱۹۹۵ء کا ہے...... پاک کالونی کا رہنے والا ایک شخص حفیظ الرحمان ولد حبیب الرحمان آصف کالونی میں رہتا تھا جس کی والدہ وفات پا چکی ہیں ۶ بھائی اور چار بہنیں ہیں...... خود حفیظ الرحمان گورنمنٹ اپوا بوائز اسکول نیو کراچی میں ٹیچر تھے...... وہ منگل کی صبح حسب معمول اپنی ڈیوٹی پر گئے...... یہ اسکول نئی کراچی میں سیکٹر 5-E میں واقع ہے پیلو کیب میں سوار متعدد مسلح دہشت گرد اسکول میں گھس گئے اور ایم کیو ایم کے کارکن حفیظ الرحمان کا کلاشنکوف کا برسٹ مار کر شہید کر دیا...... اس سے پیشتر بھی ۱۹ جون ۱۹۹۲ء کو ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع ہونے کے بعد حفیظ الرحمان کے خلاف ان کے گھر واقع پاک کالونی میں متعدد چھاپے مارے اور انہیں قتل کرنے کی کوشش بھی کی گئی جس کی وجہ سے وہ وہاں سے کہیں اور منتقل ہو گئے تھے...... عینی شاہدین کا بیان ہے کہ حفیظ الرحمان کو قتل کرنے کے بعد قاتلوں نے فاتحانہ انداز میں نعرے لگائے کہ...... ہمیں حکم ہے کہ ایم کیو ایم کے ایک ایک کارکن کو چن چن کر قتل کر دو...... اس طرح اسکول میں گھس کر حفیظ الرحمان کو قتل کیا گیا...... اور قاتل فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے...... اور ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ ایم کیو ایم کے تمام اسیر کارکنوں کا سینٹرل جیل سے بغیر کوئی وجہ بتائے اندرون سندھ کی جیلوں میں منتقل کر دیا گیا...... اور جنکا پتہ بھی نہیں ہے. خود حکومت کی بنائی ہوئی کمیٹی ہیومن رائٹس سیل نے جس کے سربراہ وفاقی مشیر کامران حیدر رضوی ہیں...... انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کراچی میں امن وامان کی بحالی کی آڑ میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں...... انہوں نے اس سلسلہ میں ایک رپورٹ وزیر اعظم کو بھی بھیجی ہے...... کراچی سیل کے کوآرڈینیٹر شاہد علی رعنا نے رپورٹ دی ہے کہ ۷ مئی کو نیو کراچی سے گرفتار ہونے والے اخباری ہاکر مامون رشید کی اہلیہ نے ہمارے دفتر میں ایک درخواست دی جس پر ہم نے نئی کراچی تھانہ سے رابطہ قائم کیا...لیکن پولیس اہلکاروں نے مامون رشید سے نہ ملنے دیا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع دی...... اس کو پولیس مقابلہ دکھا کر بری طرح زخمی کیا گیا...... جس کی رپورٹ سندھ کے وزیر اعلیٰ کو بھیج دی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ کراچی

کے شہریوں کو خوفزدہ کرنے کو پالیسی ترک کردیں..... بے گناہ شہریوں اور دہشت گردوں میں تمیز اختیار کریں.....

۷ مئی ۱۹۹۵ء کو نئی کراچی سے جن لوگوں کو بلا وجہ دہشت گردی اور ڈکیتی کے الزام میں گرفتار کیا گیا.....ان کے نام یہ ہیں.......جلیل بھائی ولد یم بیگ، شاہد ولد عبدالغنی، عبدالرزاق ول عبدالقادر، مامون رشید ولد باجو.....عمر ۲۷ سال.....ان پانچ نوجوانوں کو آنکھوں پر پٹی باندھ کر عدالت میں لایا گیا.....انسانی حقوق کمیشن کے سربراہ جسٹس ریٹائرڈ دراب پٹیل اور سیکریٹری جنرل مس زہرہ یوسف نے اس کی سخت مذمت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ بے جا تشدد اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر عدالت میں لانا.....سرکاری اہلکاروں کا یہ اقدام تعزیرات اور آئین کی دفعہ ۱۴ کی صریحاً خلاف ورزی ہے انہوں نے خصوصی عدالت کے جج سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ ایم کیو ایم کے کارکنوں کو حراست میں رکھنے ان پر تشدد کرنے اور غیر انسانی طریقے سے عدالت میں پیش کرنے پر سخت کاروائی کریں.....حالات آپ کے سامنے ہیں.....اب آپ فیصلہ کریں.......دہشت گرد کون ہے.......ظالم کون ہے.......یزید کون ہے......؟ وہ چہرے کس کے ہیں......ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ.....حکومت کے ان اقدامات کے خلاف ایک بھرپور عوامی آپریشن کی ضرورت ہے بس وقت کا انتظار ہے جو بہت جلد آنے والا ہے.....

....

پیر کرامات کی تلاش

محبت و اخوت کا سبق

ذکر پیروں فقیروں کا

ہمارا شوق کہہ لیجئے یا مشغلہ کہ ہم کسی نہ کسی پیر کرامات کی تلاش میں رہتے ہیں.........اور آج تک ہمیں کوئی بھی ایسا پیر فقیر نہ مل سکا جس سے ہم متاثر ہو کر خود بھی پیری مریدی شروع کردیں......اب یہ کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے.......بس آنکھوں میں موٹا موٹا کاجل لگا کر سر پر دوپٹہ منڈھ لیں بالکل اچار کے مٹکے کی طرح اور گلے میں موٹے موٹے دانوں کی دو چار تسبیحیاں مالاؤں کی طرح ڈال لیں اور ہاتھ میں اسٹیل کے کڑے پہن کر اور کلائیوں میں کالے ڈورے باندھ کر ایک مصلہ بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں.....اور جب کوئی آئے تو آنکھیں بند کر کے آنے والے کو نیم وا آنکھوں سے دیکھیں اور بھیانک سے بھیانک آواز نکال کر کہیں.......بول بچہ کیسے آنا ہوا.....آنے والے نے اپنے آنے کا ذرا سا بھی مقصد بیان کیا.....پھر آگے کی بات اس کے منہ سے خود اچک کر لام، قاف کہنا شروع کردیں لیجئے آپ کی ''پیروی'' پکی......اب مریدوں میں خود بخود اضافہ ہوتا جائے گا.....ایک ہفتے کی اس مشق کے بعد......دل روٹی کے چکر سے تو بہ آسانی نجات مل جائے گی.....ایک بات اور ہے آپ آنے والے سے کچھ نہیں مانگتیں.....آپ کے پاس ایک ہرے رنگ کا صندوقچہ ہونا چاہئے اور اس ڈبہ پر لکھدیں کہ اس میں چندہ حسب توفیق ڈالدیں......اللہ آپ کی مراد پوری کرے گا......بس اب آپ کمائیں.......کھائیں.....بلا روک ٹوک.......یہ آپ کا مقدر ہے کہ آپ کتنا کماسکتے ہیں.....ہاں ایک بات ضرور ہے کہ آپ کی کمائی میں انکم ٹیکس والوں کا کوئی حصہ نہ ہوگا.......

ہاں تو ہم بات کر رہے تھے باباؤں کی...........اور وہ بھی اس دور میں ایک سے ایک بڑھ کر کرامات موجود ہیں جن کی کرامت کے سلسلے ابھی تک جاری ہیں.......

ہم نے شام کے روزنامہ میں انہی پیروں اور بابوں سے متعلق قسط وار دو مضامین پڑھے ہیں پتہ نہیں

ہمارے قارئین کی نظر سے گزرے یا نہیں...... لیکن ہم ایک دو عاملوں کا ذکر ضرور کریں گے اور اپنی ناقص رائے میں انہیں کچھ مشورے بھی دیں گے کہ اگر وہ واقعی مرد مومن مرد حق ہیں تو پھر کسی کے کہنے میں آ کر یا کسی کا اقتدار بچانے کی خاطر خون خرابہ سے اجتناب کریں...... سنا ہے کہ اس ملک کے لولے لنگڑے حکمراں گورنر جنرل غلام محمد خان نے بھی اپنی حکومت ان ہی پیروں، فقیروں کے بل بوتے پر قائم رکھی تھی...... غلام محمد حاجی وارث شاہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے ان کی تصویر کو تکیہ سے نکال کر چومتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے بقول غلام محمد ان کی زندگی میں پیر آف دیول شریف کا بڑا دخل ہے ان کا ایک متولی گورنر جنرل ہاؤس میں آ کر رہ گیا...... بس وہ مراقبہ کے ذریعہ بابا جی سے مشورے کر کے بتاتا تھا...... اور غلام محمد اس کے بتانے پر قوم و ملک کے بڑے بڑے فیصلے کرتے تھے......

کراچی میں ڈیفنس سوسائٹی میں ایک ایسی خاتون بھی موجود ہیں جو شکل دیکھ کر انسان کے مستقبل اور حال کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہیں...... ہمیں بھی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے ایک مرحوم فیلڈ مارشل بھی پیروں، فقیروں کے بڑے رسیا تھے...... جین ڈکسن سے تو وہ ہر بات میں مشورہ کرتے تھے اور ان کی پیش گوئیوں پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے...... انہوں نے مرحوم کو بتا دیا تھا کہ ایک شان سے تم اقتدار میں آئے ہو لیکن بے عزتی کے ساتھ جاؤ گے اور کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ کبھی الحاق نہیں کریں گے بلکہ وہ خود مختاری کو زیادہ اہمیت دیں گے...... مرحوم کے مرشدوں کی تو ایک لمبی فہرست ہے...... ان کے جتنے بھی خوشامدی تھے وہ ایک ایک پیر اور مجذوب ضرور اپنے ساتھ لے کر ایوان صدر آتے تھے...... اسی طرح نواز شریف صاحب کے پیروں کی بھی کمی نہیں ہے...... ہر شہر اور ہر قصبہ میں ان کے پیر و مرشد موجود ہیں...... مانسہرہ سے لے کر اندرون سندھ تک ان مجذوبوں اور فقیروں سے نواز شریف صاحب بڑی ہی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں...... بے نظیر کے شوہر آصف علی زرداری ابرا سے متاثر ہیں اور ابرا بلا روک ٹوک آصف زرداری کے دست راست ہیں...... اس کے علاوہ ایک دلچسپ واقعہ یہ بھی ہے کہ مانسہرہ سے ۴۵ کلو میٹر فاصلہ پر ایک قصبہ ہے اور وہاں سے سات کلو میٹر

پہاڑی سفر طے کرنا پڑتا ہے پھر ایک درگاہ آتی ہے جو ننگے بابا کے نام سے مشہور ہے......وہاں پر ایک چبوترہ ہے......جس میں لنگوٹی باندھے اور واسکٹ پہنے ننگے بابا بیٹھے رہتے ہیں اور سامنے زائرین کی لمبی سی قطار ہوتی ہے......ننگے بابا اپنے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا بھی رکھتے ہیں خود بے تو بے چارے ننگے سے ہیں تو پھر موٹا سا ڈنڈا کیسے سنبھالتے ہوں گے بہر حال جو سنا تھا لکھ دیا جب نواز شریف کے دور حکومت میں ننگے بابا کی شہرت ہوئی تو ہماری بی بی نے بھی ان سے ملنے کی ٹھانی......کیونکہ وزیر اعظم بننے کی خواہش دل میں چٹکیاں لے رہی تھی وہ اپنے اسی جذبہ کو دل میں چھپائے اپنی سیکریٹری کے ساتھ بابا ننگے شاہ سے ملنے چلی گئیں......پھر کیا ہوا......وہ تو وزیر اعظم بن گئیں لیکن پوری قوم ننگے کی طرح بکھر گئی......دیکھنا یہ ہے کہ اب کون سا ایسا جناتی پیر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی ایک نظر ہی سے سارے ننگوں کو جمع کر کے ایک جھاڑو باندے ایسی جھاڑو باندے جس سے دشمنان پاکستان کا صفایا ہو جائے اللہ کے بے گناہ بندوں کا خون بے دردی سے بہنا بند ہو جائے.....خدا کے نزدیک مقرب بندہ وہ ہے جو اللہ کے بندوں سے پیار کرے اور حاکموں کو بھی پیار و محبت کا درس دے......اگر یہ نہیں کر سکتے تو شیطانی قوتوں کو استعمال کرنے کا انجام بھی بڑا بھیانک ہے دنیا میں بھی اور دین میں بھی......اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے جادو برحق ہے لیکن اسے کرنے والا کافر ہے......میں خدا اور رسولؐ کے نام پر ان سب بزرگوں سے اپیل کرتی ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نوازشوں سے نوازا ہے وہ کراچی مین خون خرابہ کے عمل کو نیست و نابود کر دیں......نفرتوں کا خاتمہ کر کے محبت و اخوت کا سبق دیں اور اپنی روحانی قوتوں کو ایک بار پھر ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے وقف کر دیں......

....

اپنے کعبہ کی حفاظت کیجئے

علما کرام متوجہ ہوں

خدارا کچھ تو بولئے

ہمارے تو سنتے سنتے کان پک گئے اور پڑھتے پڑھتے آنکھیں پتھرا گئیں وہ کیا...... کہ انقلاب کا راستہ کھلنے لگا..... تمام مظالم کا بدلہ لیں گے. اصغر خاں...... کراچی میں تھانے بکتے ہیں...... حکومت کے دن گنے جاچکے ہیں عوام الیکشن کی تیاری کریں...... بے گناہ مہاجروں کو گرفتار کر کے رشوت لینے کا دھندہ شروع...... امن کے قیام میں ناکام رہنے والے حکمرانی کا حق نہیں رکھتے...... اصولوں پر سودے بازی. نہیں کریں گے حکومت کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے...... کامیاب یوم احتجاج پر حکومت چراغ پا ہوگئی اندھا دھند چھاپے اور بے گناہ مہاجروں کی گرفتاریاں...... حکومت کراچی میں لاشوں کی سیاست کر رہی ہے..... حکومت انتقامی سیاست سے کراچی کو فتح نہیں کر سکتی...... کراچی میں ستمبر کے دوران بائیس دن کاروباری سرگرمیاں متاثر ہوئیں صرف آٹھ دن کام ہوا. ملک کو ۱۰۰ کھرب روپے کا نقصان..... ملکی حالات پریشان کن ہیں قوم کو اسکا نوٹس لینا چاہئے...... حکومت سے حساب لینے کا وقت آگیا ہے اپوزیشن جماعتیں مشترکہ جدوجہد کی راہ ہموار کریں...... کسی حکومت کو مقدمہ چلائے بغیر ملزم کو قتل کرنے کا حق نہیں...... پنجاب میں صوبائی مختاری کو مذاق بنادیا گیا صدر کو چاہیے تھا کہ وہ وزیراعظم کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج کراتے...... سندھ میں علیحدگی کی بات ہوئی تو قوم دیوار بند جائے گی...... کراچی میں فائرنگ اور دھماکے تھانے پر راکٹ سے حملہ ۱۲ گاڑیاں نذر آتش...... عدالت کے احکامات کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں احتجاج کے سوا کوئی چارہ نہیں تھانے مقتل بن گئے ہیں...... بے نظیر کو گھر بھجوانا میرے دینی فرائض میں شامل ہے...... حکومت ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات میں سنجیدہ نہیں..... پاکستان میں عدم استحکام کی وجہ سے امریکی سلامتی کو خطرات لاحق رہیں گے...... قصاص و دیت کے تحت قاتلوں سے ایک ایک جرم کا حساب لیں گے...... کراچی کا

مقدمہ پورے ملک کا مل کر لڑنا ہوگا...... مہاجروں کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلا جارہا ہے...... اور نگی سمت کراچی میں ہونے والا ظلم جلد ختم ہو جائے گا...... تشدد سے قمر منصور کی ٹانگ ضائع ہوگئی ریس فاطمہ اور شازیہ فاروق کا اب تک کوئی سراغ نہیں ملا...... قوم صدائے احتجاج بلند کرے کہ قوم کی بیٹیاں کس حال میں ہیں...... سیاسی مخالفین کو پولیس مقابلے میں ہلاک کرنے کو منصوبہ بے نظیر بھٹو نے غیر ملکی جریدے ایشیا ویک کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ایم کیو ایم کے تمام رہنماؤں کو پولیس مقابلے میں مرنا ہوگا...... رینجرز نے دہشت گردی کی انتہا کر دی...... بے گناہ مہاجروں کو پولیس مقابلہ دکھا کر مار دیا جاتا ہے...... عالمی تنظیمیں نوٹس لیں...... کارکن فیروز کو جعلی مقابلے میں تشدد کر کے قتل کر دیا...... حکومت پر اقدام قتل کے مقدمات قائم کیے جائیں...... وغیرہ وغیرہ...... کہاں تک پڑھو گے......! یہ تو وہ خبریں ہم نے آپ کے لئے دہرائی ہیں جنہیں آپ روزانہ ہی تھوڑے سے ردو بدل کے بعد پڑھتے ہیں...... آج تقریباً دو سال مکمل ہونے کو آئے ہیں ایسی خبریں پڑھتے پڑھتے آنکھیں چندھیا گئیں...... ایک ہی رٹ سنتے سنتے ہم خود میاں مٹھو بن گئے لیکن نتیجہ صفر سے بھی بدتر...... ہم نے پہلے بھی کئی مرتبہ لکھا ہے کہ جب تک پوری قوم متحد نہیں ہوگی ظلم و بربریت کے یہ سلسلے طویل ہوتے رہیں گے...... کیونکہ اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ہے...... مہاجروں پر بے پناہ تشدد...... اور سرکاری عقوبت خانوں میں بہیمانہ قتل پر صرف قائد تحریک الطاف حسین آواز بلند کرتے ہیں...... یا پھر تھوڑی بہت آواز مسلم لیگ کے صدر نواز شریف اٹھاتے ہیں اور کبھی کبھار یا برسوں کی برسات میں اصغر خان بھی بول دیتے ہیں...... مگر بڑی حیرت ہے جو لوگ اسلام کا نام لیتے ہیں اور ہر وقت اسلام کا ڈھنڈورہ ہی پیٹتے رہتے ہیں...... ان کو یہ ستم رسیدہ لاشیں نظر نہیں آتیں جن کے جوان جوان بچے تشدد کر کے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں شاید ان سیاسی رہنماؤں کی نظر میں حکومت کا یہ جائز اقدام ہے...... حیرت ہے بھئی حیرت ہے...... اسلام کے نام لیوا کتنے بے حس ہیں...... ہم علمائے کرام کا بڑا احترام کرتے ہیں...... ہم بالکل بدتمیز نہیں ہیں اور نہ غیر شائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جب ہم خود آنکھیں نکلی ہوئی لاشیں دیکھتے ہیں اور جسم سے رستا ہوا خون تو ہم سے نہیں دیکھا جاتا...... ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے بانیوں کی اولادیں مسلمان نہیں ہیں اور ان کا قتل جائز ہے بلکہ عین ثواب ہے......خدا ہی اسے مذہبی رہنماؤں سے سمجھے گا کہ ان کے دین و ایمان کا کچھ بھروسہ نہیں ہے......وہ علما جو کل تک عورت کی حکمرانی کے خلاف بڑھ چڑھ کر بولتے تھے......آج درباری حلقے میں شامل ہیں. الہیٰ خیر راج پاٹ سلامت رہے......یہ خبر ان علمائے کرام نے شاید نہیں پڑھی کہ......نارتھ ناظم آباد میں ایم کیو ایم کے زخمی کارکن کو گرفتار کرنے کے بجائے فائرنگ کرکے اس کا بھیجہ اڑا دیا......اس خبر پر کیا فتویٰ دیتے ہیں ہمارے علمائے دین سرکاری تحویل میں لاشوں کی بے حرمتی کرنا ان کی آنکھیں نکال لینا......یہ کس حدیث شریف میں لکھا ہے......ہم تو کچھ بھی نہیں کرسکتے......نہ ہم عالم ہیں اور نہ فاضل اور نہ ہی کسی اسمبلی کے ممبر ہیں......اور نہ ہی زیادہ پڑھے لکھے ہیں......اپنے باوا سے ایک ہی بات سنی تھی اور وہ پلو میں باندھ لی کہ ظالم اور جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا بھی جہاد ہے......اب جہاد کہاں......اس کے معنیٰ ہی کچھ اور ہوگئے ہیں ان لوگوں کی نظر میں مظلوم مہاجروں کے خلاف بولنا اور حکومت کی کاسہ لیسی کرنا عین عبادت اور جہاد ہے....خدا کے لئے مصلحتیں چھوڑ کر حقیقت سے آنکھیں ملانا سیکھیں......دنیا چند روزہ ہے......خاص طور سے وہ علمائے کرام جن کا عوام میں کچھ اثر ورسوخ ہے.........ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں لاشوں کی بے حرمتی پر بے حسی کا مظاہرہ ترک کردیں......خدارا بے گناہ نوجوان بچوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر یک جہتی کا ثبوت دیں......ایک دن سب کو مرنا ہے......خدا نہ کرے ایسی موت کسی کو نصیب ہو اور خدا نہ کرے کہ آپ کی مائیں بہنیں بھی جوان موت اپنی آنکھوں سے دیکھیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور حکمرانوں کے دلوں میں رحم ڈال دے اور ان کے دل کی سیاہی کو دھو ڈالے....دہشت گردوں ضرور پکڑیے لیکن خدارا بے گناہ بچوں کو پولیس مقابلہ دکھا کر مت ماریے انہیں گرفتار کرکے عدالت میں پیش کریں.....اگر جرم ثابت ہوتا ہے اور وہ سزا کے مستحق ہیں تو جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے یہی انصاف کا تقاضہ ہے........

اپنے کعبہ کی حفاظت تمہیں خود کرنی ہے　　　اب ابابیل کا لشکر نہیں آنے والا ہے

اپنی عمر سے بڑے بچے

ہر جگہ ایک ہی سوال

جذبات سے کھیلنے کا حق

کراچی کے حالات سے ہر شخص متاثر ہے سب کے سکون لٹ چکے ہیں چہرے بے رونق ہو گئے ہیں.. ہر شخص سنجیدہ بن گیا ہے بچے اپنی عمر سے زیادہ بڑے ہو گئے ہیں اور باقاعدہ سیاست میں حصہ لیتے ہیں اور اپنی معصوم زبانوں سے سوالات کرتے ہیں اور بعض بچے تو ایسے ایسے جوابات پیش کرتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ انہیں مذاکراتی ٹیم میں شامل کر دیا جائے بلکہ ان کے جوابات سن کر دل کہتا ہے کہ وزیر قانون این ڈی خان کی جگہ مذاکراتی ٹیم کا سربراہ کسی بچے کو مقرر کر دیا جائے کیونکہ مذاکرات کے حوالے سے وزیر قانون مذاکرات کو طول دینے کے لئے ایم کیو ایم پر الزام تراشیاں کرتے رہیں گے جبکہ ان کے جگہ بیٹھنے والا بچہ دس منٹ کے اندر مذاکرات کے اصل نکتوں پر بات کر کے مسئلہ کا حل تلاش کرے گا...... کیونکہ اتنے مظالم اور خون خرابہ دیکھنے کے بعد اب بچے بھی سمجھنے لگے ہیں کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون...... حالات دیکھتے ہوئے آج کراچی کا بچہ بچہ سیاستدان بن گیا ہے اور اپنے سوالات کے جوابات چاہتا ہے...... ایسے جوابات چاہتا ہے جو اسے مطمئن کر سکیں کل ہی ایک شادی میں جانے کا اتفاق ہوا...... شادی کا ہی تھی بنے سنورے لوگوں کی کراچی کے مسئلہ پر بھرپور کانفرنس تھی ہر شخص خوشیوں اور کھانے سے بے نیاز ایک دوسرے سے ایک ہی سوال کر رہا تھا کہ...... اب کیا ہوگا......؟ حالانکہ یہ شادی سیاسی خاندان کی شادی نہیں تھی..... بالکل غیر سیاسی اور نجی تقریب تھی...... اس کے باوجود بھی ایسا لگتا تھا کہ کسی نے گول میز کانفرنس بلائی ہے اور کراچی کے مسئلہ پر سب کو تقریر کرنے کی اجازت ہے...شاید پوری شادی میں ہم ہی ایک سیاسی شخصیت نظر آئے ہمارے گرد گھیرا ڈال کر بچوں بڑوں نے کراچی کے حالات پر تبصرہ شروع کر دیا...... تیرہ چودہ سال کا ایک بچہ بولا کی آنٹی میں کراچی میں امن و امان قائم کر سکتا ہوں اگر حکومت تھنگ ڈونگ خان کی جگہ مذاکراتی

میز پر مجھے بیٹھا دیا پہلے تو ہم حیران ہوئے کہ یہ کون صاحب ہیں.....؟ بچے نے بڑی سنجیدگی سے کہا کہ..... آنٹی وہی این ڈی خان وہ کیا مذاکرات کریں گے...... میں پوچھا....... بیٹا آپ چھوٹے سے تو ہیں...... پھر بھی ہمیں بتایئے کی آپ کیا کریں گے......؟ بچے نے بڑے پر اعتماد لہجہ میں کہا کہ مذاکراتی میز پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے میں ایم کیوایم کی مذاکراتی ٹیم سے کہوں گا کہ آج سے ہم نے اپنی ضد چھوڑ دی ہے اور ہم آپ کا الطاف گروپ کے بجائے ایم کیوایم کے نام سے مخاطب کریں گے...... پھر پھر آپ جانتی ہیں کہ میں کیا کہوں گا میں کہوں گا....... کہ ایم کیوایک کے تمام اسیر ارکان کے مقدمات کی چھان بین کی جائے اور جن پر واقعی جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے انہیں فوری طور پر واپس لینے کا اعلان کیا جائے۔.اور باقی کے فیصلوں پر بھی ہمدردانہ غور کیا جائے...... ایک...... آٹھ نو سال کی بچی بولی..... آنٹی میرے بھیا نے ایم اے پاس کیا ہے دو سال سے نوکری کی تلاش میں ہیں لیکن انہیں کسی سرکاری محکمہ میں نوکری نہیں ملتی.... بچے کی ماں بولی..... بہن ایک تو اس کے پاس سفارش نہیں ہے...... دوسری جو سب سے بڑی خرابی ہے وہ یہ کہ میرا بچہ صرف پاکستانی ہے اور مہاجر ہے...... ڈگری ہاتھوں میں دبائے دردر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے....... ایک لڑکی جو بڑی دیر سے کھڑی ہماری باتیں سن رہی تھی بڑے ہی زہریلے لہجے میں بولی کہ خالہ تمہارے بیٹے کا یہی قصور کچھ کم ہے کہ وہ مہاجر ہے..... اس سے بڑا الزام اور کیا ہوگا...... کون دے گا تمہارے مہاجر بیٹے کو نوکری....... لئے بیٹھا رہے اپنی ڈگریاں..... اس سے تو کہیں اچھا ہے کہ بریانی کا ٹھیلہ لگا کر اپنی ایم اے کی ڈگری کو بریانی کی دیگ کا ایندھن بنادے...... پھر دیکھو گھر کا چولہا جو ٹھنڈا پڑا ہے خود بخود گرم ہو جائے گا.......! ہم حیرانی سے اس لڑکی کا منہ دیکھ رہے تھے اور وہ تھی کہ بس بولے ہی جا رہی تھی تڑاخ سے بولی...... کس نے ان سے کہا تھا کہ اپنا سب کچھ لٹادو...... دیکھ لیا سب کچھ لٹانے کا انجام..... اپنا سب کچھ بچا کر رکھتے ان برے وقتوں کے لئے...... کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ہنستے کے سب ساتھی ہیں روتے کا کوئی ساتھی نہیں ہے ان ساہوکاروں کے عیش کرنے کے لئے ہی تو ہم نے اپنا سب کچھ برباد کرلیا تھا..... اچھے دنوں کی یاد کو دل میں بسا لیا تھا..... اللہ رسولؐ کے نام پر پاکستان بنایا تھا..... اب ان

ظالموں سے اللہ ہی نمٹے گا...... یہ کہہ کر وہ رونے لگی...... فضا میں اداسی چھا گئی...... میں نے اسے پیار کیا اور پوچھا بیٹی تمہارا نام کیا ہے...... کہنے لگی نام میں کیا رکھا ہے...... بس بنت مہاجر ہوں...... اس کا نام اور اس کی باتیں اور پھر اس کی عمر میرے لئے آج بھی حیرت کا باعث ہیں اور نہ جانے میں کن سوچوں میں گم ہو گئی...... پھر اسی بچے نے جس نے یہ ذکر چھیڑا تھا یہ کہہ کر سکوت توڑا کہ میرے پوائنٹ تو کوئی سنتا ہی نہیں..... ہم نے اپنی سوچوں میں سے نکلتے ہوئے کہا کہ نہیں بیٹا ایسی بات نہیں ہے..... آپ بولیے اور کیا کہنا چاہتے ہیں..... کہنے لگا میرا ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ پورے ملک میں ناانصافی ختم کرنے کے لئے اہلیت کی بنیاد پر ملازمتوں کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے...... رشوت، چور بازاری..... سفارش اس کا اس ملک میں کوئی تصور نہیں ہونا چاہئے...... ہاں ایک بات اور کہوں گا کہ کوٹہ سسٹم لگا کر جو پڑھے لکھے طبقہ کا قتل عام کیا گیا ہے...... اس کالے قانون کو بھی اب ختم ہو جانا چاہئے تا کہ لوگوں کے دلوں میں آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہو اور ہمارا ایسی ذہن اور اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال نوجوان طبقہ اپنی ذہانت فہم اور فراست سے ملک و قوم کی خدمت کرے...... اور حکومت سے یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ اپنی ایجنسیوں کو لگام دے خوشامدی اور بے ایمان افسروں کی سزا مقرر کی جائے اور اتنی خفیہ ایجنسیاں نہ قائم کی جائیں جو حکومت کے قابو سے بھی باہر ہو جائیں اور اپنی من مانی کریں...... پولیس کو عوام کے تحفظ کا ذریعہ بنایا جائے..... راشی اور بددیانت افسروں کو سرعام کوڑے مارے جائیں..... چادر اور چار دیواری کے وقار کو بلند کرنے کے لئے قوانین بنائے جائیں عورتیں اور بچوں کے کاروبار میں ملوث افراد کو سزائے موت دی جائے.....اس ترقی یافتہ دور میں ایسا کبھی نہیں سنا کہ سیاسی قیدیوں کے سروں کی قیمت مقرر کی جاتی ہے...... یہ بہت بڑا سانحہ ہے...... اس اعلان کو فوراً واپس لیا جائے...... محب وطن افراد کو غدار کہنے کی پالیسی ترک کی جائے حکومت یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے عوام کی خدمت کے لئے اسے چن لیا گیا ہے...... بچے کی باتیں سب ہی غور سے سن رہے تھے شادی کی محفل سیاسی کانفرنس میں تبدیل ہو گئی تھی بچہ بڑے جذباتی انداز میں بولا...... آنٹی اگر میرے نکات پر عمل کر لیا جائے تو خدا کی قسم فوراً امن قائم ہو جائے

گا اور یہ ملک پھر سے خوشیوں کا گہوارہ بن جائے گا........ بچے کے جذبات اور نکات مذاکراتی ٹیم کے سامنے رکھ دیتے ہیں..... شاید کوئی نکتہ حکومت کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ جناب این ڈی خان اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق ان نکات میں ردوبدل کر سکتے ہیں لیکن اب قوم انہیں عوام کے جذبات سے کھیلنے کا حق نہیں دے سکتی پھر وہی ہوگا جو قوم چاہتی ہے........

....

آیا لاٹھی کا زمانہ

غلیل بھی مقبول ہوسکتی ہے.

اجڑے دیار کی باتیں

غضب خدا کا پورا ایک ہفتہ گزر گیا......نہ محمودہ کی کوئی خبر ہے اور نہ ہی ان کے الٹے سیدھے کالم کا کچھ پتہ ہے......نہ معلوم اپنا قلم اور بقچہ لے کر کہاں چھپ گئیں......ضرور کچھ دھمکی وکی مل گئی ہوگی......ایسے ہی ٹیلی فونز سے محمودہ کا روز کا سابقہ ہے......اب ہم کیا بتائیں کہ ہم پڑھے لکھے ہیں پہلے کچھ پڑھتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں......اگر لکھے پڑھے ہوتے تو پہلے لکھتے بعد میں پڑھتے......سمجھ میں نہیں آتا کہ پہلے پڑھیں پھر لکھیں یا پہلے لکھیں پھر پڑھیں......اسی سوچ بچار میں پورا ہفتہ گزر گیا......اتفاق سے مہیشور دیال صاحب کی لکھی ہوئی ایک کتاب پر نظر پڑ گئی......جو ہمیں ہمارے منہ بولے بھائی مرزا واجد صاحب نے تحفہ میں دی تھی......کتاب کا نام ہے عالم عالم انتخاب میں......دلی......بس پر کیا تھا کتاب لے کر جو بیٹھے تو پورا ہفتہ گزر گیا......مصنف نے دہلی کا کیا نقشہ کھینچا ہے......پڑھ کر بہت روئی......دلی بہت یاد آئی ایسی یاد آئی جیسے اپنے اماں......باوا یاد آتے ہیں اور جن کو یاد کر کے آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں......یہ ہی کیفیت محمودہ کی ہوتی ہے حیران ہوں کہ دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں......دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب......جس کے لئے انگریزوں نے اعتراف کیا ہے کہ دلی کیا ہے بالکل جنت کا نشاں ہے......دلی کی عظمت اور تاریخی اہمیت سے فاتح انگریز بھی انکار نہ کر سکے......دلی کا لال قلعہ......خوبصورت جامع مسجد قطب مینار......دلی کے سلطان جی (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ جنہیں دلی والے سلطان جی کہتے ہیں)......دلی کو بھلایا نہیں جاسکتا......دلی......دلی والوں کی جان ہے......بائیس خواجاؤں کی چوکھٹ ہے......کتنی دفعہ دلی اجڑی......اور پھر اسی شان سے بسی......ایک مدت ہوگئی دل سے جدا ہوئے......جب سے پاکستان بنا ہے اس کے ہو رہے اور ایسے ہوئے کہ دلی جانا نصیب ہی نہ ہوا......اپنا

سب کچھ لٹا کر اپنے خوابوں کو چکنا چور کر کے پاکستان آئے تھے......اور پاکستان آ کر ہم نے کراچی کو بھی دلی بنانے کی کوشش کی اور اب اس کوشش میں ہم پوری طرح کامیاب بھی ہو گئے.......دلی کی طرح کراچی بھی جگمگانے لگی......کیونکہ دلی والے کرواچی ہی میں زیادہ آباد ہوئے اور چھوٹی سی کراچی کو......جو بندر روڈ سے کیاڑی تک تھی......میلوں تک پھیلا دیا.....کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد......کے مصداق نئی نئی بستیاں بنائیں اور انہیں بڑی خوبصورتی سے آباد کیا.....تین چار لاکھ کی آبادی کا شہر دیکھتے ہی دیکھتے ایک کروڑ کی آبادی میں تبدیل ہو گیا......مثل مشہور ہے کہ دلی کی دال والی......منہ چکنا پیٹ خالی.......جگہ جگہ نہاری کی دکانیں کھل گئیں.....جامع مسجد کی سیڑھیوں پر گرما گرم نان اور پشاوری کباب ایک عجب بہار دیتے تھے.......دلی والوں نے اس چٹخارے سے بھی روشناس کرایا.....جگہ جگہ میلے ٹھیلے بھی لگ گئے......یوں دلی والوں نے کراچی کو تقریباً دلی کے خدوخال میں ڈھال دیا.....کتاب کے مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "دلی کو بھلایا نہیں جا سکتا".
ہندوؤں کے لئے پانڈوں کی راجدھانی رہی ہے.....مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی کیا بات ہو گی کہ مغلوں کے پرانے دارالسلطنت کی شان و شوکت کو انگریزی حکومت کا صدر مقام بنا کر لوٹا دیا جائے.....دلی اتنی مشہور ہے کہ ہندوستان کے ہر بڑے شہر میں جہاں مغل گئے وہاں ایک دلی دروازہ ضرور ہے ہمارے اس فیصلے سے ہندوستانیوں میں خوشی کی لہر دوڑ جائے گی اب تو دلی کی ایک ایک چیز یاد آتی ہے.....دلی کی تو ہر ادا ہی نرالی ہے......ہر تقریب اپنی جگہ آپ ہی مثال ہے دلی کے رسم و رواج بہت سے گھرانوں میں آج بھی رائج ہیں دلی والوں کے محبوب مشغلوں میں پتنگ بازی.....کبوتر بازی......بٹیریں لڑانا اور پنجے لڑانا.....بھی شامل تھا.......نہ بندوق نہ تلوار بس ایک غلیل ہاتھ میں لی اور چلے گئے شکار کو اس سلسلہ میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ بہادر شاہ ظفر کا لڑکا مرزا شاہ رخ بہت ہی عمدہ شکاری تھا ایک دن وہ شکار کو نکلا آسمان پر پرندے کا جھنڈ دیکھا اور نشانہ باندھا.....گولی مارنے ہی والا تھا کہ وہ پرندہ اچانک پھڑ پھڑا کر نیچے گر پڑا.....ارد گرد شہزادے کو کوئی نظر نہ آیا اس نے حکم دیا کہ معلوم کیا جائے کہ پرندوں کو کس نے مارا ہے.....شہزادے کے آدمی چاروں طرف دوڑے تو انہیں

ایک گھسیارا نظر آیا اس سے پوچھا تو اس نے کہا ہاں میں نے ہی پرندے کو مار گرایا ہے...... اسے پکڑ کر شہزادے کے پاس لے گئے...... شہزادے نے اس گھسیارے سے پوچھا کہ میاں تمہارے پاس نہ بندوق ہے اور نہ تیر کمان پھر تم نے کیسے پرندے کو مار گرایا...... گھسیارے نے بڑے ادب سے جواب دیا...... حضور پرندے کو مارنے کے لئے تیر کمان کی کیا ضرورت ہے اس کے لئے تو غلیل ہی کافی ہے اور یہ رہی میری غلیل...... اگر اس مضمون میں کسی ڈاکو کا ذکر نہیں کرینگے تو مزا نہیں آئے گا ایک مشہور ڈاکو کا قصہ ہے کہ وہ لوگوں کو بتا کر ڈاکہ ڈالتا تھا اور اپنے ساتھ لوہے کی ایک بھاری سلاخ رکھتا تھا...ایک دن وہ ڈاکہ ڈالنے ایک امیر آدمی کے گھر میں گھس گیا...اس وقت وہ گھر میں نہیں تھا اس کی بیوی گھر میں تھی وہ بیچاری خوف کے مارے چھپ گئی اور ڈاکو نے گھر کا سارا سامان بٹورا اور ایک گٹھری میں باندھ کر اپنی عادت کے مطابق بولا...... کہ میں یہ مال لے جا رہا ہوں...... جس کا جو دل چاہے کر لے...... خاتون خانہ بولیں..... اگر "وہ" ہوتے تو یہ مال تو نہیں لے جا سکتا تھا......ڈاکو نے پوچھا "وہ" کب آئے گا...... خاتون نے کہا ایک ہفتہ کے بعد آئے گا......ڈاکو نے یہ سن کر سامان وہیں رکھ دیا اور کہا میں ایک ہفتہ کے بعد آؤنگا..... ایک ہفتہ کے بعد ڈاکو پھر آیا......اور سارا سامان گٹھری میں باندھ کر کہنے لگا......مال لے جا رہا ہوں جس ماں کے لال میں ہمت ہے روک لے.....امیر آدمی کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنی لاٹھی نکال کر گھمانا شروع کر دی چونکہ وہ لٹھ بازی کا ماہر تھا اس نے ایسی لاٹھی گھمائی کہ ڈاکو چاروں خانے چت ہو کر گر پڑا.....اسی لئے لاٹھی کے بارے میں کہاوتیں مشہور ہیں...... مثلاً...

ا. جس کی لاٹھی اس کی بھینس..............

۲ لاٹھی میں گن بہت ہیں سدا رکھئے سنگ
گہری ندی نالہ جہاں تہاں بچاوت رنگ
کہے گردھر کبیرا اے بات باندھ لے گانٹھ میں
سب ہتھیار کو چھوڑو. ہاتھ میں راکھو لاٹھی

ویسے بھی اب حکومت کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ سارے ہتھیار واپس کرنا ہو نگے ....جو لوگ لائسنس رکھتے ہیں ان سے بھی کسی نہ کسی بہانے اسلحہ چھین لیں گے.....اسی لئے بھائی کبیر کہتے ہیں ہاتھ میں لاٹھی رکھوا پنی حفاظت کے لئے لاٹھی چلانے کی ٹریننگ لینی ضروری ہے ہوسکتا ہے اب زمانہ لٹھ بازوں کا ہو. ......

....

عورت کے بغیر گھر مانند قبرستان

میڈیا کا مثبت کردار

عجب آزاد عورت

لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کی زبانیں بہت چلتی ہیں...... جس گھر میں خاموشی ہو سمجھو کہ وہاں عورت نام کی کوئی شے نہیں ہے گویا عورت کے بغیر قبرستان ہے...... اس پر بھی چین نہیں...... پھر کہتے ہیں کہ توبہ توبہ...... زبان کیا قینچی کی طرح چلتی ہے...... کبھی کہتے ہیں نوج! کوئی ایسی عورت سے پالا ڈالے زبان ہے کہ کندھوں پر پڑی ہوئی ہے...... اور تو اور کچھ اور تو یہاں تک کہتے ہیں...... کچھ اور کیوں...... ہم خود کہتے ہیں کہ اللہ بچائے ان کی تو زبان گٹوں پر پڑی ہوئی ہے...... یعنی بے حد منہ پھٹ...... زبان دراز...... وغیرہ وغیرہ ان کے جان جائے مگر زبان نہ جائے...... ایسی خواتین کو ہم سب دیکھ رہے ہیں بلکہ پوری دنیا دیکھ رہی ہے بنانے والا خالق بھی دیکھ رہا ہے...... مگر سب بے بس ہیں سوائے خالق حقیقی کے...... جب چاہے اور جیسا چاہے فیصلہ کر دے...... مرضی ہے اس مولا کی ...... ہاں ہم نے کچھ عورتیں ایسی بھی دیکھی ہیں جو بالکل بے زبان ہیں عرف عام میں اللہ میاں کی گائیں ہیں...... خاموشی سے اتنے ڈھیر سارے اچھے اچھے کام کر جاتی ہیں کہ عوام کو پتہ ہی نہیں چلتا...... ان ہی خواتین میں ایک معتبر نام ہے عظمیٰ ظفر کا...... آج کل صاحب فراش ہیں اللہ ان کو صحت دے ا (آمین) کسی زمانے میں جب ہم بلا مقابلہ کراچی میونسپل کارپوریشن کے ممبر منتخب ہوئے تھے ہم ان کو اس وقت سے جانتے ہیں ایک زمانہ بیت گیا.... لیکن ان کے خلوص..... ہمت..... لگن میں آج تک وہی جذبہ اور جوانی ہے..... جب تعلیم یافتہ خواتین کو اپنے مسائل کے حل کے لئے کسی پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس ہوئی تو بیگم سلمیٰ احمد (جو حکومت پاکستان میں ویمن ڈویژن کی سیکریٹری بھی تھیں آج کل ریٹائرڈ ہیں) اور چند خواتین کے ساتھ مل کر پاکستان بزنس اینڈ وویمنز پروفیشنل کلب کی بنیاد رکھی اور آہستہ آہستہ کام شروع کیا آگے چل کر خواتین کا ایک ہوسٹل

بھی قائم ہوا جو کلفٹن پر واقع ہے اور ملازمت پیشہ خواتین وہاں رہائش اختیار کرتی ہیں..... عظمیٰ ظفر نے دن رات انتھک محنت کر کے یہ ہاسٹل بنوایا...... جو خواتین کا سب سے خوبصورت ہاسٹل ہے اور اس میں آئے دن تقریبات ہوتی رہتی ہیں اسی طرح عظمیٰ ظفر صاحبہ نے دینی اور ملی جذبہ سے سرشار ہو کر ایک اور انجمن قائم کی جس کا نام ''ڈاٹر آف اسلام'' رکھا.... ان کی معاونین میں بیگم طاہرہ گلزار...... نیلوفر احمد ڈاکٹر نور افشاں امام یہ تحریک پاکستان کے نامور سیاستدان حسین امام کی بہو ہیں خود بھی ڈاکٹر اور ناظم آباد میں ''امام کلینک'' کے نام سے ان کا اسپتال بھی ہے.... ان کا دل بھی اسلامی جذبہ سے سرشار ہے...... یہ ادارہ سوسائٹی میں قائم ہے...... اس کی اپنی ایک لائبریری بھی ہے جس میں قیمتی کتابوں کا ذخیرہ ہے اور جو خواتین اسلام پر ریسرچ کرنا چاہیں ان کو ہر قسم کی مدد فراہم کی جاتی ہے..... ڈاٹر آف اسلام کی جنرل سیکریٹری نیلوفر احمد اس کی روح رواں ہیں جو امریکہ کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں لیکن کبھی ان کے سر سے چادر اترتی کسی نے نہیں دیکھی..... انجمن کے کاموں سے جب فرصت ملتی ہے تو یہ غریب بستیوں میں جاتی ہیں اور ماؤں کو پیار و محبت سے بتاتی ہیں کہ تعلیم کی کتنی اہمیت ہے...... غریب خاندان کاپیوں اور کتابوں کا خرچ نہیں اٹھا سکتے وہ ان بچوں کو کتابیں بھی مہیا کرتی ہیں اور اپنی ساتھیوں کے ساتھ ملکر انہیں مفت تعلیم بھی دیتی ہیں ساتھ میں ماؤں میں بھی تعلیم کے شوق کو اجاگر کرتی ہیں اس مقصد کر لئے انہوں نے شہر کے مختلف علاقوں میں تعلیم بالغان کے بارہ مراکز کھولے ہیں...... کسی سے کوئی امداد نہیں لی سب کچھ اپنی مدد آپ کے اصول پر عمل کرتی ہیں...... زبیدہ کرم علی صاحبہ ڈاکٹر مسز ایچ آر خاں...... محترمہ اکرم خاتون صاحبہ (چیرمین ویمن بینک) اور میں ناچیز محمودہ سب اس قافلے کے ساتھی ہیں آج کل ڈاٹر آف اسلام کی صدر محترم زیب نقوی صاحبہ ہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سلجھی ہوئی خاتون ہیں..... انجمن کے دفتر ہی میں عربی کی کلاسوں کا بھی اہتمام ہے..... اکثر وقتاً فوقتاً......... سیمنار بھی منعقد کئے جاتے ہیں جس سے مختلف مکتبہ ہائے فکر کے لوگ لیکچر دیتے ہیں جن سیمنار سے خالد الحق صاحب طاہر القادری صاحب بین الاقوامی شہرت یافتہ دیدات صاحب اور مشہور محقق ڈاکٹر عمران لیاقت صاحب نے بھی خطاب کیا..... یہ پاکستان میں

عورتوں کا پہلا اسلامک سینٹر ہے........ جس کی داغ بیل ۱۹۸۵ء میں محترمہ عظمٰی ظفر صاحبہ نے
ڈالی........ بین الاقوامی سطح پر بھی یہ انجمن بہت کام کر رہی ہے اس انجمن کی جنرل سیکریٹری نیلوفر احمد
صاحبہ نے اے ایم این اے میں بھی شرکت کی جس کا مطلب ہے ایشین مسلم ایکشن نیٹ ورک یہ تنظیم
انٹرنیشنل ہے وہاں مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں تبادلہ خیال کر کے اپنا اپنا موقف پیش کرتے ہیں
اس کا دفتر کولمبو میں ہے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے انہوں نے اپنا مقالہ پڑھا جس کا عنوان
تھا...... اسلام از ہے Perspective وضاحت و بلاغت کے لحاظ سے یہ مقالہ اپنی نظیر آپ ہے
جس کی کتابیں آج بھی لائبریری سے مل سکتی ہیں..... اس کے علاوہ خواتین نے ایک حج کمیٹی بھی بنائی
ہے جو حاجی کیمپ میں جا کر خواتین کو حج کی تربیت دیتی ہے اس کمیٹی میں مختلف زبانوں پر عبور رکھنے
والی خواتین شامل ہیں تاکہ اپنی اپنی زبان میں آسانی سے بات سمجھ سکیں اس مقصد کے لئے انہوں نے
سندھی...... اردو اور انگریزی میں حج سے متعلق معلومات پر ایک کتابچہ بھی شائع کیا ہے..... وہ ان کو
مفت دیا جاتا ہے...... نیلوفر احمد صاحبہ کے انٹرویو...... وائس آف امریکہ...... بی بی سی...... ٹی وی
پر بھی آچکے ہیں اس کے علاوہ امریکہ کی ایک کمپنی ہے IBA انہوں نے بھی انٹرویو لیا ہے جو تقریباً
پندرہ ممالک میں نشر کیا جائے گا...... اس میں نیلوفر نے کہا ہے کہ آپ کا میڈیا مثبت کردار ادا نہیں کر رہا
ہے انہوں نے اسلام کو اپنا دشمن تصور کر لیا ہے انہوں نے کہا کہ آئرلینڈ میں جب مارگریٹ تھیچر جس
ہوٹل میں ٹھہری تھیں اس ہوٹل کو بم سے اڑا دیا گیا تھا وہاں اس کو مذہبی شکل نہیں دی گئی...... اس کو
عیسائی تخریب کاری کا نام نہیں دیا گیا..... آئرش بم کا دھماکہ کہا گیا...... انہوں نے کہا کہ جب سے
کیمونزم ختم ہوا ہے بعض طاقتیں مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئیں ہیں.... اگر اسرائیل بم بناتا ہے تو وہ
اسرائیلی بم ہے...... انڈیا بم بناتا ہے تو وہ بھارتی بم ہے اگر پاکستان کے پاس بم ہے تو واویلا مچ جاتا
ہے...... حالانکہ شہزادہ چارلس نے کہا ہے کہ سب مل جل کر کام کرو...... کیونکہ شہزادے کی کوئی سیاسی
حیثیت نہیں ہے اس وجہ سے نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہے...... ہاں تو ہم کہہ رہے تھے کہ بعض اوقات
خواتین مردوں سے زیادہ کارنامے انجام دیتی ہیں چاہے کوئی مانے یا نہ مانے...... ان زبان دراز

عورتوں کے اتنے بہت سے کارنامے پڑھ لئے یہ تو ایک انجمن کی بات تھی......زندگی کے ہر شعبہ میں خواتین بڑی خوش اسلوبی سے کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں......ان کی شہرت نہیں ہے......ہاں ایک بات ہم کہنا بھول گئے.......ابھی حال ہی میں مقامی ہوٹل میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کانفرنس ہوئی تھی جس کا اہتمام بزنس اینڈ پروفیشنل ویمینز کی طرف بیگم سلمیٰ احمد نے کیا تھا اور جس کا افتتاح وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کیا تھا......اس کا مرکزی خیال آج سے سات آٹھ سال پہلے محترمہ عظمیٰ ظفر صاحبہ نے دیا تھا ان کا کہنا ہے کہ دنیا کی خاتون اول ہونے کا شرف صرف حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو حاصل ہے لہذا ہر سال ان کی یاد منائی جائے......عظمیٰ ظفر صاحبہ ان سب باتوں سے بے نیاز سخت علیل ہیں.....ایسے لوگ جو ایمانداری اور خودداری سے جیتے ہیں ہمیشہ گمانی کی زندگی بسر کرتے ہیں......لیکن ان کی محبتیں یادوں میں ڈھل جاتی ہیں.....ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں........

خدا زندہ رکھے عجب آزاد عورت ہے

....

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تقریر تھی کہ زہر میں بجھے تیر

اہل کراچی دہشت گرد نہیں

بہت دن سے ہم سوچ رہے تھے کہ کراچی میں دہشت گردی کے حوالے سے ہم بھی ایک قومی کانفرنس بلائیں۔ ایجنڈا ہم بار بار لکھتے اور پھاڑ دیتے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا ہر بات پرائی لگتی تھی...... ٹیلی ویژن پر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی تقریر سنی محترمہ جامنی کوٹ اور سفید شیفون کے دوپٹہ میں بالکل چینی گڑیا لگ رہی تھیں.... اللہ میاں نے اتنی اچھی شکل بنائی ہے کاش دل بھی ایسا ہی خوبصورت بنایا ہوتا...... تقریر کیا تھی تیر برس رہے تھے...... بس ہمیں ایجنڈا مل گیا..... لیکن کانفرنس بلانے کے لئے ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں تھی ہوٹل کا خرچ ہم برداشت نہیں کر سکتے. لہذا ہم نے اپنے کالم کی فرشی دری بچھا کر دیدہ دل فرش راہ کر دیئے ہیں...... ہاں تو محترمہ اپنی تقریر میں فرماتی ہیں "دہشت گردوں کے خاتمہ کے لئے کسی ایم ایس اے، ایم پی اے کو رکاوٹ نہیں بننے دیا جائے گا اور ایسے سرکاری اہلکاروں کو بھی برداشت نہیں کیا جائے گا جو کسی طرح بھی دہشت گردی کا ساتھ دیتا ہو... ہم سیاستدانوں اور دہشت گردوں میں فرق کریں گے جب ہم دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کریں تو سیاسی آواز نہ بلند کی جائے ہم خون بہانے اندھادھند فائرنگ کرنے والوں، گاڑیاں چھیننے والوں اور مسجدوں میں فائرنگ کرنے والوں کو نہیں چھوڑ دیں گے وزیراعظم نے کہا کہ گرفتار شدگان کے لئے کسی قسم کی سفارش قبول نہیں کی جائے گا...... وہ عدالت میں جا کر اپنی بے گناہی ثابت کریں..جرائم کا کوئی سیاسی حل نہیں جرائم کا بدلہ تو قانون کے مطابق صرف سزا ہے جب تک پاکستان میں سزا اور جزا کا نظام قائم نہیں ہوتا ہم معاشرے کو تشدد سے پاک نہیں کر سکتے...... ویسے تقریر تو محترمہ کی بڑی لمبی چوڑی ہے...... ہم اسے کے حوالے سے ان ہی نکات پر اکتفا کرتے ہیں. یا یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارا آج کا ایجنڈا یہی ہے...... ہم چونکہ میزبان ہیں اس لئے ایسی کانفرنس کی ابتدا بھی ہم اپنی چند گزارشات سے کرتے

ہیں...... محترمہ نے اپنی تقریر میں ایک ایک حرف صحیح کہا ہے بشرطیکہ دل کی گہرائیوں سے کہا ہو..... مگر ایسا نہیں ہے۔ جس گھر میں ملزم کی تلاش کے لئے چھاپہ مارا جاتا ہے اور اگر ملزم نہ ملے تو پولیس ان کے بے گناہ ماں باپ تک کو پکڑ لے جاتی ہے..... یہ کونسا انصاف ہے پھر محترمہ فرماتی ہیں کہ اگر بے گناہ ہو تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ....... میں محترمہ کو اتنا بتانا چاہتی ہوں کہ عدالت جانا اور آنا کیا کوئی آسان کام ہے..... اور پھر بے گناہی ثابت کرنا..... جب کہ پولیس ان کو مجرم بنانے میں بھرپور کردار ادا کر رہی ہے تاکہ سرکار سے شاباشی حاصل کر سکے..... ان حرکتوں کی وجہ سے پولیس نے اپنا کردار تو مشکوک کیا ہے لیکن حکومت کو بھی کہیں شکل دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا...... یہ کس قانون میں ہے کہ مجرم نہ ملیں تو معصوم اور نہتے شہریوں کو پکڑ کر ان کو مجرم ثابت کرو..... پھر غریب لوگ..... کہاں سے وکیل کی فیس لائیں اور کس کس اذیت سے گزر کر عدالتوں کے چکر کاٹیں وہی مثل ہوگئی بندر کی بلا طویلے کے سر محترمہ نے سارے جرائم کا ذکر کر دیا لیکن دو تین ایسے خطرناک جرائم ہیں جن کا ذکر وہ کرنا بھول گئیں...... پہلا جرم یہ کہ اگر کوئی جہاز اغوا کرے اور اس کا جرم بھی قبول کر لے..... تو اس کی کیا سزا ہے.....؟ دوسرا کمیشن کے نام پر سو صدفی صد رشوت لینا...... اس کی کیا سزا ہے...... تیسرے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فروخت کر دینے کی کیا سزا ہے..... یہ چند سوالات تھے جو ہمارے دماغ میں کھٹک رہے تھے...... پھر ہم نے قائد حزب اختلاف نواز شریف سے التجا کی کہ وہ کراچی کے حالات کے بارے میں کچھ فرمائیں..... انہوں نے کہا کہ کراچی کے حالات اس نہج تک پہنچ گئے ہیں کہ کراچی آتش فشاں بن گیا ہے وہ کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے....... بے نظیر مغرب اور امریکہ کو دھوکہ دینے کے لئے ڈرامہ بازی کر رہی ہیں انہوں نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ایم کیو ایم کے لوگوں پر سے جھوٹے مقدمات واپس لئے جائیں اور ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین سے قیام امن کے لئے مذاکرات کئے جائیں انہوں نے کہا کہ ہم سندھ میں بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں ہم بے نظیر حکومت کی تعصبات کی بنیاد پر سندھ میں تقسیم کرو اور حکومت کرو کی پالیسی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں...

ہم نے سینیٹر اشتیاق اظہر سے درخواست کی انہوں نے فرمایا کی بے نظیر کی تقریر سے کراچی کی صورت حال مزید پیچیدہ ہو جائے گی اور کراچی کے حالات صرف بھٹو دور کے لسانی معاہدے پر عمل کرنے سے حل ہو سکتے ہیں محترمہ کو تمام مہاجروں پر سے جھوٹے مقدمات ختم کرنا ہوں گے انہوں نے کہا کہ حکومت ایم کیو ایم کو انتقام کا نشانہ بنا رہی ہے جبکہ ایم کیو ایم نے صدراتی انتخابات میں صدر لغاری کی حمایت کی تھی اور بے نظیر صاحبہ نے ایم کیو ایم کے سینیٹروں کو ظہرانہ دیا تھا اور زرداری نے جناب الطاف حسین کا شکریہ ادا کیا تھا..... پروفیسر غفور نے کہا...... محترمہ اپنی خوشنما تقریر میں حقائق کی پردہ پوشی نہ کریں ان کا طرز مخاطب لوگوں کے دلوں پر مزید نمک پاشی کرے گا ان کے عمل سے صاف ظاہر ہتا ہے کہ وہ ووٹ نہ ملنے پر کراچی سے انتقام لے رہی ہیں..... سانگھڑ زون سے آئے ہوئے ایوب شیخ نے کہا کہ ہم پاکستان ٹیلی ویژن کے گمراہ کن اور اشتعال انگیز اور فتنہ انگیز تقریر کی مذمت کرتے ہیں. وہ ایک اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم کے بجائے جاگیردارنی کے انداز میں اپنے معصوم عوام کو دھمکیاں دے رہی تھیں ان کے لہجے سے نفرت اور بربریت کی بو آ رہی تھی انہوں نے کہا ہے کہ ایجنسیوں کی لکھی ہوئی تقریر پڑھتے وقت خود وزیر اعظم کا لہجہ ان کا ساتھ نہیں دے رہا تھا تین ہزار سے زائد معصوم شہریوں کا قتل عام اور پوری تہذیب کا ملیا میٹ کر دینے سے انصاف، جمہوریت اور انسانی حقوق کی کونسی مدد ہو رہی ہے نواب زادہ نصر اللہ نے کراچی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کا مسئلہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے اور کشمیر کی طرح اس مسئلہ پر قومی اتفاق رائے ضروری ہے اس مقصد کے لئے انہوں نے قومی رہنماؤں سے رابطے شروع کر دیئے ہیں انہوں نے کہا کہ کراچی کے امن و امان سے پورے ملک کی بقا وابستہ ہے اگر لوگوں کو دیوار سے لگا دیا جائے تو وہ باہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں اگر عوام کی نمائندگی ختم کر دی جائے تو حکومت عوام سے کیا توقع رکھ سکتی ہے..... بھیا مرتضیٰ بھٹو تو جیسے بھرے بیٹھے تھے اپنی بہن پر وہ اکثر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں..... کہنے لگے کہ جیل میں بھی کارکنوں پر تشدد کیا جاتا ہے.... اندھا دھند گرفتاریاں کی جا رہی ہیں..... جس کو جب چاہا پکڑ کر لے گئے..... اور میرے ساتھ یہ رویہ اس لئے رکھا ہے کہ میں واپس چلا جاؤں لیکن ان کا یہ

خواب کبھی پورا نہیں ہوگا....اب موجودہ حکومت نے مارشل لا کی صورت اختیار کر لی ہے......عدالتوں کی بے حرمتی کی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ ظلم و ستم کے باوجود اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے.....ہم نے قائد تحریک جناب الطاف حسین سے اظہار خیال کی درخواست کی تو وہ یوں گویا ہوئے ہم نے کوئی جرم نہیں کیا عام معافی کی بھیک نہیں مانگیں گے.....بے نظیر قوم سے معافی مانگیں کراچی میں قتل و غارت میں ملوث بعض حکام نے علیحدہ ریاست بنا رکھی ہے اب ظالم حکمرانوں کا عبرتناک انجام ہوگا انہوں نے ریاستی طاقت کے بے رحمانہ استعمال اور بے گناہ شہریوں کی بلاوجہ گرفتاریوں پر افسوس کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ صدر سرکاری ایجنسی کے حکام کی جعلی اور جھوٹی رپورٹوں پر یقین کرنے کے بجائے گلی گلی محلہ محلہ دورہ کریں اور شہیدوں کے لواحقین سے معلوم کریں کہ شہر کا امن کس نے خراب کیا ہے انہوں نے اپنی گرجدار آواز میں کہا کہ کراچی کے حالات خراب کرنے میں کوئی خفیہ ہاتھ نہیں بلکہ جو لوگ ملوث ہیں ان سے ایجنسیوں کے لوگ بھی واقف ہیں اگر کراچی سمیت پورے ملک میں امن قائم رکھنا ہے اور عوام کے جان و مال کا تحفظ کرنا ہے تو پھر ریاست کے اندر علیحدہ ریاست بنانے والے اور کراچی میں قتل و غارت کرانے والے حکام کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دینا ہوگی تاکہ کسی بھی ادارے کا کوئی بڑا یا چھوٹا شخص اپنے ملک کے خلاف آئندہ کوئی سازش نہ کر سکے...ابھی ہماری کانفرنس جاری تھی کہ دیکھا کہ حروں کے روحانی پیشوا مسلم لیگ کے صدر جناب پیر پگارا صاحب فل بوٹ پہنے کانفرنس روم میں داخل ہوئے اور انتہائی جذباتی انداز میں کہنے لگے محمود اپنی کانفرنس جلدی ختم کر دو بوٹوں کے ساتھ اب توپوں کی گھن گرج بھی سنائی دے رہی ہے....ملک میں جرنیل ایجنسیوں کو چلا رہے ہیں اذانیں دی جا رہی ہیں...انشاءاللہ فیملی پلاننگ آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے ماشاء اللہ اوپر والے وردیاں پہن چکے ہیں اب مارشل لا...انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ ہم انشاءاللہ...ماشاء اللہ اور مارشل لا کہتے ہوئے اپنی کانفرنس کی دری لپیٹ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے.......

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

....

مادر ملت عزم و حوصلے کی پیکر

یہ تقریباً سن ستاون یا اٹھاون کی بات ہے جب میں کراچی کے مشہور روزنامہ انجام میں برق و شرر کے عنوان سے کالم لکھا کرتی تھی میرے والد صاحب قبلہ سردار علی صابری (مرحوم) اس کے ایڈیٹر تھے اور کٹر مسلم لیگی تھے اخبار انجام کے مالک عثمان آزاد مرحوم بھی پرانے مسلم لیگی تھے میں چونکہ میں پہلی کالم نویس عورت تھی اس لئے میرا کالم بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا تھا حتی کے دلی کے مشہور اخبار روزنامہ پرتاب کے کالم نویس نیپالی صاحب بھی اپنے کالم میں ہر دوسرے تیسرے روز اچھے القابات سے نوازتے تھے ان کی نوازش تھی...... عرصہ گزر گیا...... ایک دن میں نے اپنے کالم میں گنگا میا کا پانی پینے والوں کو خوب سنائیں پاکستان کی محبت میں نہ جانے کیا لکھ گئی...... اب یاد بھی نہیں...... ہاں اتنا یاد ہے کی صبح ہی صبح ایک ٹیلی فون آیا کہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح اخبار انجام کی کالم نویس محمودہ سے ملنا چاہتی ہیں...... کہاں مادر ملت اور کہاں ناچیز...... بڑی حیرت ہوئی......... حکم حاکم ڈرتی ڈرتی ان کی کوٹھی پہنچی...... محترمہ فاطمہ جناح سفید لباس میں سر پر دوپٹہ اوڑھے بڑی تمکنت کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھی تھیں...... میں نے جھک کر آداب کیا...... مسکرا کر اٹھیں اور بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھایا فوراً ہی فرمانے لگیں ارے تم تو بہت چھوٹی ہو میں تو کچھ اور سمجھ رہی تھی...... میں مسکرادی...... بولیں چائے پیو گی میں نے اثبات میں سر ہلا دیا...... جتنی دیر میں چائے آئی انہوں نے مجھ سے بہت سے سوالات کر ڈالے...... تمہارے والد کون ہیں جب میں نے بتایا تو بہت خوش ہوئیں کہنے لگیں انہیں تو خوب جانتی ہوں...... پھر پوچھا کہ کہاں پڑھتی ہو......؟ میں نے کہا کی ویسم گرلز اسکول میں پڑھتی ہوں...... پھر پرنسپل کے بارے میں سوالات کرنے لگیں تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے میں ان کے ساتھ رہی...... انہوں نے ازراہ کرم اپنی گاڑی میں مجھے گھر تک پہنچوایا...... پھر تو اکثر وہ مجھے بلاتیں انہیں پرانے اخبار جمع کرنے کا بہت شوق تھا...... فرصت کے اوقات میں وہ اخبارات کی کٹنگ کیا کرتی تھیں کبھی کبھی مجھ سے بھی تراشے کٹواتیں اور نشان لگا کر دیتی جاتیں...... میں ان سے بلاوجہ ہی خوف زدہ تھی کیونکہ وہ بڑی جلدی برہم ہو جایا کرتی تھیں ایک روز میں نے ان سے پوچھا مادر ملت

آپ عملی سیاست میں کیوں نہیں آتیں..... غصہ سے بولیں کیوں آؤں؟ یہ قوم لولے لنگڑے غلام محمد کی غلام بن جاتی ہے اور کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ آواز بلند کرے .... میں آؤں ایسی سیاست میں...... پھر الٹا مجھ سے سوال کیا کہ تم کیوں نہیں آتیں...... میں نے کہا کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم...... فرمانے لگیں..... کیا مشکل ہے بس جس طرح تم سچ لکھتی ہو اسی طرح سچ بولو بھی........ جب بھی سوچو ملک اور قوم کے لئے سوچو...... میرے بھائی نے بڑے مشکل حالات میں سب کا مقابلہ کیا.....اور مسلمانوں کو پاکستان کی صورت میں ایک علیحدہ وطن دیا........ تم لوگوں نے ملک کیا کیا دیا.....؟ اس لمحہ وہ بڑی جذباتی ہو گئی تھیں وہ دیر تک بولتی رہیں اور میں گم صم سنتی رہی پھر بات کا رخ بدل کر بولیں اب کب آؤ گی.......؟ میں نے کہا جب آپ کا حکم ہوگا..... کچھ نہ بولیں...... میں واپس گھر آ گئی..... پھر کافی عرصہ جانا نہیں ہوا........ ایوب خان کا دور حکومت تھا نیا نیا مارشل لا سب ہی گھبرائے ہوئے تھے کتنوں کو تو ہارٹ فیل ہو چکے تھے....... ہر شخص اپنی جگہ سہا ہوا تھا...... اخبارات کے اداریے کالم سب ہی سوچ سمجھ کر لکھے جاتے تھے..... فضاء میں گھٹن تھی ایک خوف تھا...... پھر مسلم لیگ پر قبضہ ہوا...... اس کے دو ٹکڑے ہو گئے چوہدری خلیق الزماں صدر منتخب ہوئے اور منظر عالم جنرل سیکریٹری..... اسی دوران کسی شاعر نے کچھ اشعار لکھے...... جس کا ایک شعر ابھی تک یاد رہ ہے.....

رفتہ رفتہ دل میں غم ہوتا ہے تازہ لیگ کا
منظر عالم پہ رکھا ہے جنازہ لیگ کا

بڑی لے دے ہوئی پھر اسی زمانے میں چند مغرب زدہ بیگمات نے ایوب خان نے مل کر ملک میں عالمی قوانین نافذ کروا دیئے جس کی رو سے کوئی مرد بیوی کی بلا اجازت دوسری شادی نہیں کر سکتا جو کہ سراسر غیر شرعی اور غیر مہذب ہیں میں پہلی عورت تھی جس نے ایوب خان اور ان کے بنائے ہوئے عالمی قوانین کے خلاف آواز اٹھائی اور کراچی کے تاریخی خالقدینا ہال میں پریس کانفرنس کر کے ایک عظیم الشان جلسہ کر ڈالا اس وقت مولانا احتشام الحق تھانوی اور بیگم بشیر احمد عثمانی نے میرا ابھرپور ساتھ دیا جماعت اسلامی کی ام زبیر صاحبہ بھی پیش پیش تھیں بیگم احمد عثمانی کی قیادت میں ایک جلوس بھی نکالنے کی

کوشش کی لیکن اس وقت کے مجسٹریٹ احمد اللہ اور یزید الدین نے سخت اقدامات کیے دوسرے دن تمام اخبارات نے بھی اس خبر کو خوب اچھالا اسی دن مادر ملت کا فون آیا..... آ جاؤ..... بہت دن ہو گئے تھے...... میں چلی گئی..... بڑی خوشی ہوئی کہنے لگیں باقاعدہ سیاست میں آ جاؤ...... خیر میں نے تھوڑا بہت حصہ لینا شروع کیا کونشن مسلم لیگ کے مقابلہ میں کونسل لیگ بنی اور شعبہ خواتین بھی قائم ہوا...... خواجہ ناظم الدین (مرحوم) نے مجھے جنرل سیکریٹری نامزد کیا اور اس طرح مکمل طور پر سیاسی ہوگئی...... مادر ملت سے ملاقاتیں ہوتی رہیں...... لکھوں تو الگ کتاب بن جائے قصہ مختصر ۱۹۶۴ء میں معلوم ہوا کی مادر ملت انیوب خان کے مقابلہ میں الیکشن لڑ رہی ہیں...... خوشی کے مارے میری بری حالت تھی فوراً پہنچی ان کی کوٹھی پر میاں ممتاز محمد دولتانہ بھی موجود تھے شاید وہ کچھ بات چیت کر کے جا رہے تھے اخبار والوں کا ایک ہجوم تھا اور اس ہجوم میں یہ ناچیز بھی تھی..... اس وقت کوئی بات نہیں ہو سکی دوسرے دن خواجہ ناظم الدین (مرحوم) کا ٹیلی فون آیا کہ اسی وقت ملنا چاہتا ہوں..... میں فوراً ہی پہنچ گئی...... کہنے لگے کہ تمہارے والد اخبار انجام کے ایڈیٹر ہیں میں نے کہا جی کہنے لگے مادر ملت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ صدارتی انتخاب لڑیں گی..... اب ہم سب کو مل کر مادر ملت کیلئے کام کرنا ہے یہ ہماری موت و زندگی کا سوال ہے میں نے کہا میرے لئے کیا حکم ہے......؟ کہنے لگے اپنے والد کو میرا پیغام دینا کہ مادر ملت کے لئے اداریے لکھیں اور ہم نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ مادر ملت کی انتخابی مہم کراچی سے شروع کی جائے...... لیکن ڈپٹی کمشنر نے اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے..... اس سلسلہ میں تم کیا کر سکتی ہو......؟ میں نے عرض کیا کہ میں کل ہی ڈپٹی کمشنر امجد احمد شیخ صاحب سے ملکر بات کرونگی اس کے بعد ہی کچھ کہہ سکتی ہوں..... گھر آ کر ڈپٹی کمشنر کے دفتر ٹیلی فون کیا...... امجد صاحب موجود تھے میں نے کہا کہ میں فوراً ملنا چاہتی ہوں کہنے لگے کل آ جانا...... دوسرے دن میں ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملی اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا...... کہنے لگے یہ تو ناممکن ہے میں اجازت نہیں دے سکتا...... کیونکہ سیکیورٹی کا بھی معاملہ ہے اور اوپر سے آرڈر بھی نہیں ہیں...... میں بے بڑی منت سماجت کی اور درخواست کی کہ میں خواجہ ناظم الدین صاحب سے وعدہ کر کے آئی ہوں اور آپ کے

کہنے پر میں نے ایوب خان کے خلاف ابھی تک کوئی جلوس نہیں نکالا ..... مجھے اس کا بدلہ چاہئے..... امجد بھائی کچھ سوچتے رہے اور پھر کسی کو ٹیلی فون کیا اور کچھ دیر بات کرتے رہے پھر بولے مبارک ہو میں اپنی ذمہ داری پر یہ اجازت دے رہا ہوں کی میری تو خوشی کی انتہا نہ رہی امجد بھائی کے دفتر سے پھر میں خواجہ ناظم الدین (مرحوم) صاحب کے پاس پہنچی وہاں جسٹس لاری صاحب (مرحوم) بھی بیٹھے تھے. انہیں یقین نہیں آیا..... اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے فوراً ہی بھاگ دوڑ شروع ہوگئی..... اور مادر ملت کا انتخابی جلسہ کس شان سے کراچی میں ہوا لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا. سخت حفاظتی انتظامات...... رات کا وقت روشنیوں سے جگمگاتا پنڈال اور پھر مادر ملت کی پروقار اور بارعب آواز..... بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ گئے جمہوریت ایک بار پھر زندہ ہوگئی تھی مادر ملت نے اس میں ایک نئی روح پھونکی تھی ان کی تقریروں میں ایک عزم اور ایک حوصلہ تھا خود کا مٹا کر کچھ پالینے کا جذبہ تھا..... لیکن اس قوم نے قدر نہ کی..... الیکشن ہوا....... میں بھی ایک ادنیٰ ورکر تھی..... پھر جو کچھ ہوا پوری قوم اس کی گواہ ہے کہ مادر ملت الیکشن جیت چکی تھیں...... لیکن جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مطابق مادر ملت کو شکست دی گئی جس سے کوئی ٹکر نہ لے سکا ایک خاتون مگر حوصلہ مند خاتون مادر ملت نے ٹکر لی اور دنیا کو بتا دیا کہ اگر جذبہ صادق ہو تو منزل خود بخود مل جاتی گو کہ مادر ملت ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کے ذریں اصول ہمارے لئے آج بھی رہنما ہیں.....

مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں

....

کملی والے کی شان نرالی

اس کے دربار کا اچانک بلاوا

صراط مستقیم پر چلنا ایک مشکل کام

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا.....لاکھوں کروڑوں درود و سلام اس پاک ہستی پر کہ جس نے مجھ گنہگار اور حقیر ہستی کو اپنے دربار میں حاضری کی اجازت دی.....اور وہ بھی اچانک.....نہ معلوم میں نے کونسا گناہ کیا تھا جس کی بخشش کے لئے میرا بلاوا آگیا اور گڑگڑا کر گناہوں سے معافی مانگنے کا موقع ملا.....میری اللہ میاں سے یہی دعا ہے کہ ہر مومن مسلمان کو زیارت حرمین شریف نصیب ہو (آمین) عمرہ ادا کرنے کے بعد چار دن خانہ کعبہ کو دیکھ دیکھ کر گزارے یا پھر طواف کرتی رہی.....رخصتی کے وقت دل کی عجیب کیفیت تھی.....نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن.......رسول اللہ کے دربار میں حاضری کی بے تابی بھی تھی اور خوشی بھی.....اور اللہ میاں کے گھر سے جدائی بھی گوارا نہیں خانہ کعبہ کو دیکھ کر زارو قطار آنسو بہہ رہے تھے اور دل کہہ رہا تھا کہ اللہ میاں یہ آخری اور الوداعی طواف آخری نہ ہوا ے اللہ ہمیں اپنے دربار میں بار بار بلانا ہم گناہگاروں اور سیاہ کاروں کے لئے بخشش کا یہی در ہے.....ہمیں اپنے گناہوں کی معافی سے محروم مت کرنا.....پھر فرداً فرداً جو بھی یاد آتا گیا سب کے لئے دعائیں مانگیں.....خاص طور پر اپنے ملک اور اپنے پیارے وطن کے لئے دل کھول کر دعائیں کیں.....اے اللہ اس پاکستان کو سلامت رکھنا.....پاکستان میں رہنے والوں پر رحم فرما.......یا اللہ پاکستان سے ظلم و ستم کا خاتمہ کر دے.....اے اللہ تو بہتر جانتا ہے ہم نہیں جانتے کہ یہ ظلم کون کر رہا ہے.......اور کون کروا رہا ہے تو اس ظلم و بربریت کی اس کو عبرتناک سزا دے.....تیرے اور تیرے محبوب کے نام لیواؤں کی حفاظت فرما.......پاکستان میں بسنے والے ایک ایک مسلمان کی جان و سلامتی اور عزت آبرو کی حفاظت کی دعائیں مانگیں.......مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے دل چاہ رہا تھا کہ رو رو کر ساری دنیا سے کہوں کہ میری بات مانو تو میں کہوں.....میرے ساتھ سوئے حرم چلو.......اس فانی دنیا میں کچھ نہیں

رکھا..... مگر، فریب، جھوٹ، ظلم وستم..... بہتان..... فتنہ انگیزی....... کس کس چیز کا مقابلہ کیا جائے واقعی دنیا میں رہنا اور عزت سے دن گزارنا بہت ہی مشکل کام ہے اور اس سے بھی زیادہ مشکل حق کی بات کہنا ہے..... اللہ کے بندے بہت کم ہیں جو صراط مستقیم پر قائم ہیں..... اور ان ہی کے دم سے یہ دنیا رواں دواں ہے...... کعبہ شریف سے روانہ ہوتے وقت یہ سوچ سوچ کر عقل حیران تھی کہ اتنے اونچے اونچے پہاڑ اور سارا علاقہ ریگستان..... تپتا ہوا صحرا..... میرے رسولؐ نے کس طرح اسلام کی آب یاری کی ہے اور خداوند تعالیٰ کو واحد اور یکتا کہنے کی بنا پر کونسا ظلم ہے جو کافروں نے آپؐ پر نہیں کیا کونسا ستم ہے جس سے آپ نہیں گزرے..... پہلے نہ یہاں اتنی شاندار سڑکیں تھی اور نہ ہی عالی شان عمارتیں..... صرف پہاڑ تھے اور ریگستاں...... اس تپتے ہوئے ریگستان میں کس طرح آپؐ بھوکے پیاسے رہے..... آپؐ پر کوڑا پھینکا جاتا تھا... آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے کہ اے محمدؐ اب بھی ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دو..... ہم پوری دنیا کا خزانہ تمھارے قدموں میں ڈال دیں گے... آپؐ کا ایک یہی جواب تھا لا الہ اللہ..... اور اذیتیں دینے والوں کو بھی کبھی آپؐ نے بددعا نہیں دی...... بس زبان مبارک سے یہی فرمایا..... اے اللہ تو ان کو ہدایت دے...... اور اے اللہ میری امت کو بخش دے...... کبھی اللہ سے اپنے لئے کچھ نہ مانگا..... جب بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھے امت کی بخشش کے لئے اٹھے..... کس طرح اور کن کن مصیبتوں کے بعد پوری دنیا میں خدا کی واحدانیت پر یقین رکھنے والے پیدا ہوئے...... میرے آقا...... میرے رسولؐ نے اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے قربانیاں دی ہیں..... حتیٰ کہ اپنا گھرانہ اسلام کی سر بلندی کے لئے..... لٹا دیا...... کٹا دیا..... سوچو...... غور اور فکر کرو تو اسلام اتنی آسانی سے نہیں پھیلا ہے اس دین اسلام میں جتنی شہادتیں ہیں کسی مذہب میں نہیں ملیں گی اسلام اور دین کی بقا کے ل ء آج بھی سچے اور پکے مسلمان جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل پیرا ہیں قربانیاں دے رہے ہیں...... آپؐ خود ملاحظہ کریں...... پوری دنیا میں صرف مسلمان ہی ظلم وستم کا شکار ہیں..... ہماری ٹیکسی مدینہ شریف کی طرف جا رہی تھی زباں پر درود تھا اور دل مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا.... یقین مانئے اس وقت

دنیا کا کوئی خیال نہ تھا کوئی یاد نہیں آ رہا تھا..... صرف رابطہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تھا....... اور خیالات بھی یہی تھے کہ اسلام کیسے پھیلا......؟ کس نبی نے ہم کو بتایا کہ اللہ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے......! رسولؐ اللہ پر کئے ہوئے مظالم یاد آتے تھے اور آنکھیں ساون بھادوں بن جاتی تھیں...... کس طرح آپ نے ایک ایک فرد کو مسلمان کیا..... اور آج کس طرح مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے...... مدینہ کا سفر ہے اور میں ہوں نہ دیدہ نہ دیدہ...... راستے میں ایک جگہ ٹیکسی رکی..... کھانا کھایا نماز ظہر ادا کی....... اور ہمارا یہ چھوٹا سے قافلہ جو ہم میاں بیوی پر مشتمل تھا درودوں کی صداؤں کے ساتھ سوئے حرم روانہ ہوا....... عصر کے قریب قریب ہم مدینہ شریف پہنچ چکے تھے...... حرم شریف کے بالکل سامنے موذن ہوٹل میں کمرہ مل گیا...... اپنی خوش نصیبی پر جتنا بھی ناز کروں کم ہے...... دل بے چین تھا گنبد خضرا کی زیارت کے لئے....... سامان رکھ کر وضو کیا...... حرم شریف میں نماز عصر ادا کی اور پھر عشاء تک حرم شریف میں بیٹھے رہے..... درودوں کے ساتھ سب کے لئے نام بنام دعائیں مانگیں خواتین کے لئے زیارت رسولؐ اللہ صبح سات بجے سے دن کے گیارہ بجے تک کھلی رہتی ہے...... زیارت کے لئے رسولؐ اللہ کے قدموں میں جگہ ملی بے حد روئی...... شفاعت اور بخشش کے لئے دعائیں مانگیں اور جو بھی یاد آتا گیا ان سب کا نام بنام سلام پہنچایا...... اپنے والدین اور بہن کے لئے بخشش کے نفل پڑھے اور جو بھی یاد آتا گیا اس کی بخشش اور ثواب کے لئے نوافل ادا کرتی رہی..... اس وقت اس سے بحث نہیں تھی کہ وہ کون ہے اور کیوں پڑھوں.....؟ بس رسولؐ اللہ کا دربار ہے...... اور وہاں پر کسی کا خیال آنا بہت بری بات ہے...... فوراً ہی نوافل ادا کر دیتی تھی اور اس کے پیچھے یہ بھی مقصد تھا کہ شاید میں بھی کسی کا یاد آ جاؤں اور کوئی میرے لئے بھی دعائے مغفرت کر دے...... ویسے رسولؐ اللہ کے فرمان پر میرا ایمان ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی...... امن کے ادارہ میں سے صرف اجمل بھائی اور ولی رضوی صاحب کا نام معلوم تھا لہذا ان کا نام لے کر سلام پہنچایا صحت وسلامتی کی دعائیں مانگیں اللہ قبول کرنے والا ہے...... رسولؐ اللہ کو چھوڑنے کو کس کمبخت کا دل چاہتا

ہے......بہرحال واپس تو آنا ہی تھا......یہاں آئی میرے بڑے بھائی راشد علی صابری سخت بیمار ہیں......اتنے بیمار ہیں کہ ان کے لئے اب دعا کی ضرورت ہے....اس لئے میں بے حد پریشان ہوں......قارئین سے التجا ہے رسول اللہ کے صدقے سے ان کی صحت یابی کی دعا کریں....میں بھی آپ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گی.............

نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں

نہ مرنے کی باتیں نہ جینے کی باتیں
کرو ہم سفیرو مدینے کی باتیں

....

دیارِ حرم کا پہلا سفر

سرکار کا بلاوا کون روکے

آپ کے شوقِ زیارت کے لئے

آج جمعہ ہے...... مسلمانوں کے لئے بے حد مبارک دن..... ہم نے سوچا دنیا کی باتیں بہت ہوتی ہیں کیوں نہ ہم اپنا کالم صلوۃ وسلام کے ساتھ لکھیں...... ہم آپ کو ایسی حقیقت بتانا چاہتے ہیں کہ کس طرح اللہ اپنے بندوں کو گناہوں کی بخشش کے لئے اپنے دربار میں بلاتا ہے شاید ہمارا یہ واقعہ پڑھ کر بہت سے ناامید لوگ اپنے خدا پر بھروسہ اور یقین کرنے لگیں...... ہماری شادی کو آٹھ یا نو ہی سال گزرے ہو گئے کہ ایک دن ہمارے شوہر لیاقت حسین صاحب نے ہم سے کہا کہ عمرہ کرنے کو چلوگی...... دہران کے راستہ سے جائیں گے...... دہران سے ریاض اور پھر جدہ...... دہران میں چونکہ ان کی بہن رہتی ہیں ریحانہ انہوں نے سوچا ریحانہ سے بھی مل لیں گے اور عمرہ کر کے واپس آجائیں گے.. ہم نے ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے کہا کہ آپ چلے جائیں... ابھی عامر بہت چھوٹا ہے...... پھر کبھی چلے جائیں گے...... انہوں نے کہا میں تو کل جا رہا ہوں..... تمہارا ویزہ اور پاسپورٹ اور ٹکٹ سب رکھا ہے آنا ہے تو آجانا...... یہ کہہ کر وہ تو سوئے حرم روانہ ہوئے پھر دو تین دن کے بعد لیاقت صاحب کا فون آیا... کیا ارادہ ہے...... پرسوں صبح ایک فلائٹ ہے اس سے آجاؤ اس کے بعد ایجنٹ کا ٹیلی فون نمبر دیا کہ اس سے کہہ کر اپنی سیٹ بک کرالو اور مجھے تار دے دینا میں ایئر پورٹ پر تمھیں لینے آجاؤں گا یہ کہہ کر انہوں نے ٹیلی فون رکھ دیا...... پہلے ہی میں انکار کر چکی تھی...... سب ہی نے لعن طعن کی کہ کمبخت بلاوا آیا ہے اور تو انکار کر رہی ہے...... تجھے کیا ہو گیا ہے...... وغیرہ وغیرہ...... اچانک مجھے پتہ نہیں مجھے کیا ہوا.... فوراً ایجنٹ کو ٹیلی فون کیا اور کہا کی پرسوں صبح جو فلائٹ دہران جا رہی ہے اس میں میری سیٹ بک کرلیں..... ایجنٹ نے کہا کہ آپ اکیلی جا رہی ہیں آپ کے نکاح نامہ کی ضرورت پڑے گی اگر کل شام تک بھی آپ فارن منسٹری سے تصدیق کرا کر دے دیں تو آپ کی سیٹ بک ہوسکتی ہے

ورنہ نہیں......ہم بڑے پریشان کیونکہ نکاح نامہ کسی نے لیا ہی نہیں تھا.....دوڑی دوڑی (سردار علی صابری) کے پاس گئی کہ باوا میرا نکاح نامہ آپ کے پاس ہے..... باوا نے بھی نفی میں جواب دیا اور کہا کہ حکیم بشیر جن کا دواخانہ ہمارے گھر کے سامنے ہی تھا وہ کونسلر بھی تھے.....ان سے مل لو وہ دلوادیں گے ان کو سب معلوم ہے......ہم حکیم صاحب کے پاس گئے اور اپنی مشکل بیان کی.....وہ ہمارے ساتھ تو نہ گئے البتہ قاضی کا پتہ اور نام لکھ کر دے دیا قاضی کا گھر چند قدم کے فاصلے پر تھا.....قاضی کے گھر گئی دروازہ کھلا تھا سامنے ہی ایک دس گیارہ سال کی بچی کھڑی تھی.....دیکھتے ہی کہنے لگی.....اے بی.....کیوں آئی ہو......ہمارے بابا گھر پر نہیں ہیں.....اتنا سن کر ہمیں واقعی رونا آگیا اور ہم واپسی کے لئے مڑے کہ واقعی ہمارے مقدر میں یہ سعادت نہیں ہے.....ہم نے سوچا ہی تھا کہ وہ لڑکی پھر بولی اے بی ہمارے ابا سے تمہیں کیا کام ہے..ہم نے کہا ہمیں اپنا نکاح نامہ نکلوانا ہے.....بولی شادی کب ہوئی تھی ہم نے کہا ۳ جولائی ۱۹۶۴ء کہنے لگی مشکل ہے تم اندر آجاؤ میں اوپر مچان پر ابا کے رجسٹر دیکھتی ہوں یہ کہہ کر وہ ایک چھلانگ مار کر مچان پر چڑھ گئی اور ایک دو منٹ بعد ہی بولی.....تمہارا نام کیا ہے.....ہم نے نام بتایا تو آگے سے خود ہی بولی تمہارے میاں کا نام شیخ لیاقت حسین ہے اور تمہارے ابا کا نام سردار علی صابری ہے.....اس وقت ہماری حالت دیکھنے والی تھی.....فوراً ہی کہا......ہاں جلدی لاؤ. کہنے لگی گھبرانے کی کوئی بات نہیں تمہارا نکاح نامہ تو رجسٹر سے نکلا ہوا ہے اوپر ہی پڑا ہے.......یہ کیسے ہوا.....کیا اس سے پہلے بھی تم ہمارے ابا کے پاس آئی تھیں.....ہم نے کہا نہیں اور فوراً ہی اس کے ہاتھ سے نکاح نامہ لے کر سیدھے فارن آفس پہنچے اسی تگ ودو میں دن کے دو بجے چکے تھے آفس بند ہو گیا ہمارے پاس آج ہی کا دن تھا کیونکہ کل صبح جہاز کی روانگی تھی....وقت بہت کم تھا.....ہم پھر مایوسی کا شکار ہو گئے....سامنے سے آواز آئی کہ تم یہاں کیسے......؟ نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو رضوان بھائی کھڑے ہنس رہے ہیں (مولانا حسرت موہانی کے نواسے وہ منسٹری آف فارن افیئر میں ملازم تھے) ....ہم نے ان سے اپنا مدعا بیان کیا....کہنے لگے کون سی بڑی بات ہے ابھی کوئی نہ کوئی ہوگا میں ابھی تصدیق کرا کر لاتا ہوں......تم یہیں ٹھہرو.....نکاح نامہ رضوان بھائی لے کر آفس میں چلے گئے تقریباً

پانچ منٹ بعد ہی مسکراتے آ رہے ہیں کہ لو اپنا نکاح نامہ تمہارا کام ہو گیا......

زہے مقدر حضور حق سے سلام آیا پیام آیا

جھکاؤ نظریں بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

اب ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم بلاوجہ آنا کانی کر رہے ہیں واقعی ہمارا بلاوا آچکا ہے اس طرح نکاح نامہ لے جا کر ایجنٹ کو دیا اور اس نے فوراً ہماری بکنگ کرا دی.....گھر آئی خوشی سے بے قابو تھی.....باوا کو فون کیا میں صبح جا رہی ہوں......سارا گھر بے حد خوش کیونکہ میں پہلی ہستی اس گھر کی تھی جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے جا رہی تھی....جلدی جلدی تیاری کی بچوں کے لئے احرام خریدے اور باوا سے ملنے گھر گئی.....باوا کی آنکھوں میں آنسو تھے مجھے چمٹا کر اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں......کہنے لگے کہ غوثیہ تم بڑی خوش نصیب ہو...کاش ہم بھی تمہارے ساتھ جاتے......دیکھنا ایک دن ہم تمہارے ساتھ جائیں گے.....پھر رقت بھری آواز میں بولے آقاؐ کے دربار میں ہمارا سلام پہنچانا اور دعا کرنا کہ میرے باوا بھی آقاؐ کی قدم بوسی کے لئے جلدی حاضری دیں اور کہا کہ آقا آپ کا غلام گنبد خضرا دیکھنے کے لئے بے تاب ہے.....سرکارؐ اب صبر نہیں ہوگا.....بلوا لیجئے......اور نہ جانے جذبات میں کیا کیا کہتے رہے ایک دو نعتیہ اشعار بھی کہے واقعی رسول اللہؐ کی شان اقدس میں لکھی ہوئی باوا کی تحریریں آج بھی منہ سے بولتی ہیں......باوا عاشق رسولؐ تھے ہر وقت اپنے سامنے فریم کی ہوئی گنبد خضرا کی تصویر رکھتے تھے اور گھنٹوں اسے دیکھ دیکھ کر رویا کرتے تھے......واپس گھر آئی کھانا کھایا نماز عشاء ادا کی اور بچوں کو تیار کر کے خود بھی لیٹ گئی.....نیند کسے آتی ہے......شوق زیارت بھڑک اٹھا تھا.....بے تابی.....بے چینی.....عجب کیفیت تھی جس کی ادائیگی لفظوں میں ناممکن ہے......

ائیر پورٹ چھوڑنے سب ہی تو آئے.....باوا خوش بھی تھے اور غمگین بھی.....سب سے مل کر جہاز میں بیٹھی سب ہی نے تو آقاؐ کی خدمت میں سلام پیش کیا تھا اور حاضری کی اجازت طلب کی تھی.....عامر میاں اس وقت پونے دو سال کے تھے اور عمران میاں تقریباً آٹھ سال کے قریب تھے.....دونے دھونے سے جب فرصت ملی تو پھر کچھ ہوش آیا کہ اے اللہ کی بندی تجھے معلوم ہے تو کس سفر پر جا رہی

ہے کیا تو ان گناہگار آنکھوں سے خانہ کعبہ کی زیارت کر سکے گیا آقاؑ کے بڑے دربار میں کیا لب کشائی ممکن ہے.... میں بہت گناہگار ہوں عاشق رسولؐ تو کہہ نہیں سکتی یہ بہت بڑی بات ہے.... جو ہمیں زیب نہیں دیتی........ ہاں اتنا یاد ہے کہ شادی سے پہلے جب میں چھوٹی تھی تو مجھے میلاد شریف میں جانے کا بے حد شوق تھا..... کہیں بھی میلاد ہوتا میں اچھے سے اچھے کپڑے پہن کر جایا کرتی..... پھر میں اور میرا بھائی ارشد دونوں پیسے جمع کرتے اور انہیں ملا کر شیرینی منگاتے اور ہر جمعہ کو میلاد کرتے میلاد شریف میں پڑھتی تھی اور سب گھر والے..... محلے والے جو بھی آتے سب ادب سے بیٹھتے.... اور رسولؐ اللہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے بس یہی ہماری دلچسپی تھی..... شادی کے بعد بھی ہم ہر سال بڑے اہتمام سے عید میلاد النبیؐ مناتے ہیں..... دعوت عام ہوتی ہے...... ہمارا چھوٹا بیٹا عامر لیاقت جس کی آواز میں بے پناہ درد و سوز ہے وہ میلاد شریف پڑھتے ہیں..... بلکہ ربیع الاول کے مہینہ میں تو انہیں ایک منٹ کی فرصت نہیں ملتی دن میں دو دو میلاد پڑھتے ہیں..... خود ہی نعتیں پڑھتے ہیں اور خود ہی ذکر نبی کرتے ہیں... انکا میلاد سننے کے لئے دور دراز سے لوگ آتے ہیں..... بڑے بیٹے عمران لیاقت ہیں وہ بھی بہت زیادہ مذہبی ہیں ایم۔اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی ہیں پھر بھی مزید ڈگریاں حاصل کرنے کی فکر میں ہیں ایران یونیورسٹی سے انہیں ایک ڈگری پچھلے ماہ مل چکی ہے..... اللہ میاں نے دو ہی بیٹے دیئے ہیں..... دونوں ہی مذہبی ہیں..... مجھے میرے اللہ نے اس اس کے حبیبؐ نے بے حد نوازا ہے. اس کی شان کریمی کے صدقے جو مجھ ناچیز اتنا مہربان ہے کہ پہلے عمرے کے بعد دو حج کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی ایک آدھ سال ہی رہتا ہوگا جو میں حاضری سے محروم رہتی ہوں ورنہ ہر سال بلاوا آجاتا ہے...... ہمارے گھر کے ڈرائنگ روم میں خانہ کعبہ کی ایک بہت بڑی تصویر لگی ہے..... ہم صبح فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے خانہ کعبہ کو دیکھ کر تین دفعہ ضرور کہہ لیتے ہیں..... لبیک الھمہ لبیک..... آئندہ کالم میں وہ بتاؤنگی جو سعادتیں زیارت حرمین شریفین میں نصیب ہوئی ہیں......

دور دبھیجا ہے خود خدا نے
رموز کو کون ان کے جانے

یہ باتیں لکھنے کی نہیں ہوتیں.. لیکن ہم شوق زیارت کے لئے لکھ رہے ہیں (جاری ہیں)

دل دنیا سے بے زار

ایک جلالی کیفیت

آب زم زم باعث شفا

آج جمعہ ہے.... آیئے ہم سب اللہ میاں سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں.....اس کی رحمت کے آگے ہمارے گناہ کچھ بھی نہیں ہیں. وہ بخشنے والا پروردگار رب العالمین ہے......ہم نے پچھلے جمعہ کو آپ کو بتایا تھا کہ ہم جیسے گناہگاروں کو کس کس طریقہ سے اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں بلا کر بخشش اور اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے......ہم جہاز میں بیٹھے اور دونوں بچوں کو سلا دیا.....عامر میاں کہاں سوتے پورے جہاز کا چکر لگاتے رہے کبھی چلتے اور کبھی چلتے چلتے گر پڑتے...... پہلے تو جہاز میں مسافروں کی خاطر مدارات ہی ٹافیوں سے شروع ہوتی تھی جواب بالکل ناپید ہوگئی ہے.....اب یہی ریت ہوگئی ہے کہ اگر کھانے کا وقت ہوا تو کھانا ملتا ہے.....ورنہ چائے یا کافی......ہمارا جہاز چونکہ کافی تاخیر سے روانہ ہوا....لہٰذا اباوا ہم سب سے ملکر چلے گئے تھے......کیا رقت کا سماں ہے.....ایک طرف عزیز و اقارب کو چھوڑنے کا غم تو دوسری طرف دل گنبد خضرا کی جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب اللہ پاک یہ سعادت تمام مومنین کو نصیب کرے..آخر خدا خدا کر کے ہمارے جہاز نے پرواز کے لئے بڑی تیزی سے دوڑنا شروع کیا. جہاز میں ایئر ہوسٹس بار بار اعلان کر رہی تھیں کہ اپنی سیٹ بیلٹ اس وقت تک باندھے رکھیں جب تک جہاز پرواز نہ کر جائے.....راستے بھر رسولؐ اللہ کی شان اقدس میں نعتیں پڑھتی رہی اور دل ہی دل میں منصوبے بناتی رہی کہ اللہ کے دربار میں اس طرح حاضری دونگی اور رسولؐ اللہ کے دربار میں جملوں کی ادائیگی کیلئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر الفاظ جمع کر رہی تھی اپنی سوچوں میں تھی کہ ہمارا جہاز دوبئی کے خوبصورت ہوائی اڈہ پر اترا.اس سے پہلے ہم نے کبھی دوبئی کا ہوائی اڈہ نہیں دیکھا تھا اس وقت ہماری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ اتنی خوبصورت عمارت تو ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی. پوری عمارت ایئر کنڈیشن، طبیعت خوش ہوگئی.. یہاں میں نے ایک بے حد خوبصورت عورت

دیکھی جو اپنے دونوں بچوں کو لے کر آ رہی تھی ایسا لگا تھا کہ اس عورت کو اور اس کے بچوں کو اللہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے......لیکن بیچاری عورت ایک ٹانگ سے معذور تھی.....واہ رے شان کریمی اس حالت پر بھی وہ بیحد ہشاش بشاش نظر آ رہی تھی چہرے پر تازگی اور صحتمند زندگی کے آثار تھے......اور ایک ہم ہیں ہر وقت اللہ سے شکوہ ہی کرتے رہتے ہیں.....اللہ معاف کرے.......جہاز کی روانگی میں دیر ہے......عمران میاں کھیل رہے ہیں اور عامر تھک ہار کر سو گئے ہیں اور میں ڈائری لکھنے بیٹھ گئی ہوں.....آخر جہاز کی روانگی کا اعلان ہوا......تقریباً پونے سات بجے ہمارا جہاز ذہران کے ہوائی اڈہ پر اترا.....ہمیں لینے کے لئے لیاقت صاحب، ریحانہ، اقبال میاں (ریحانہ کے شوہر) اور بچے موجود تھے......کسٹم سے فارغ ہو کر ریحانہ کے گھر آئے شام کی چائے خاصی پر تکلف تھی......اسی گپ شپ میں عصر کا وقت ہو گیا.....یہ ہماری پہلی نماز تھی جو ہم نے سرزمین عرب پر ادا کی......دل کی اس وقت کی کیفیت تھی......بیان سے باہر ہے دل چاہتا ہے کہ عرب کی پوری سرزمین پر اپنے سجدے بکھیروں شاید میرے کسی سجدے کو شرف قبولیت حاصل ہو جائے اور میری بخشش کا سامان ہو جائے.....اب کس کا کھانا......کس کا پینا......دل مچل رہا ہے کہ جلدی چلو......جلدی چلو صبح فجر کی نماز پڑھکر ریحانہ سے دربار حرم جانے کی اجازت چاہی.....لیاقت صاحب پہلے ہی ریاض تک کیلئے ریل کی سیٹیں بک کرا چکے تھی ہم آپ کو ایک بات بتائیں کہ ہمیں جہاز میں بیٹھنے کا بالکل شوق نہیں ہے.....ریل میں سفر کرنے کو ہر وقت دل چاہتا ہے کیونکہ یہ سفر ہمیں بذریعہ ریل کرنا تھا.....اس لئے دوہری خوشی تھی.....اسٹیشن پہنچے اتنی خوبصورت اور مکمل ایئر کنڈیشن ٹرین ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی دیکھتی بھی کیسے.....؟ کبھی گھر سے نکلی ہی نہ تھی.....بس دلی سے کئی پٹی ٹرین میں آئے اس کے بعد کہیں گئے ہی نہیں.....بس اپنے پیارے وطن ہی میں گھوم پھر لیتے تھے.....اب یہ ڈائری ریل میں بیٹھی لکھ رہی ہوں اور دونوں بچے شرارتوں میں مصروف ہیں.....موسم بے حد گرم ہے.....ہر طرف ریت کے اونچے اونچے ٹیلے ہیں دھوپ بھی بیحد تیز ہے......ریل چونکہ ایئر کنڈیشن ہے اس لئے پورا سفر آرام سے گزر گیا.....تقریباً آٹھ بجے رات کو ریاض کے خوبصورت اسٹیشن پر پہنچے پورا اسٹیشن روشنیوں سے ایسا جگمگا رہا تھا کہ پتہ ہی نہیں لگتا ہے کہ دن ہے کہ رات.....لیاقت صاحب نے جدہ کیلئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ

خریدے اتفاق سے جہاز کی روانگی میں تھوڑا وقت باقی تھا.....ہم لوگوں نے نے جلدی سے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھے ہوائی اڈہ پہنچ گئے.....جہاز بالکل تیار تھا.....لیکن اتفاق سے جہاز کا ٹائم بدل گیا اور وہ دو گھنٹہ لیٹ ہو گیا عامر میاں سو گئے تھے.....اور عمران میاں اپنے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے ابو کے جوتے صاف کر رہے تھے.....میں نے وضو کر کے نماز عشاء ادا کی کیا بتاؤں ان سجدوں میں کتنا مزہ آیا ہے.....عجیب ہی کیفیت تھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیفیت ہماری ہی تھی یا سب ہی کو ایسا محسوس ہوتا ہے.....آخر سعودی ایئر لائن سے جدہ کے لئے روانہ ہوئے.....اب ہمارا خوبصورت طیارہ ہوا میں پرواز کر رہا ہے.....دو گھنٹہ کا سفر پلک جھپکتے ختم ہو گیا..... کسٹم کی چیکنگ سے فارغ ہو کر ٹیکسی لی.....اور ہوٹل مشرق وسطی میں کمرہ مل گیا.....رات بڑی بےچینی سے گزاری کیونکہ صبح ہمارا اصل سفر شروع ہونے والا تھا.....لیاقت صاحب نے بہت کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے لیٹ جاؤ.....سارا دن ہی سفر میں گزر گیا ہے.....صبح عمرہ کے لئے تیاری کرنا ہے.....نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہے.....نہا دھو کر نماز فجر ادا کی......جدہ کی سرزمین پر پہلا سجدہ......دل کھول کر سب کے لئے نام بنام دعائیں مانگیں.....خاص طور سے اپنے پیارے پیارے باوا کے لئے بے حد دعائیں کیں.....اللہ تعالیٰ سے رحم اور کرم کی بھیک مانگی.....بس اب کچھ ہی دیر بعد ناشتہ کر کے احرام باندھیں گے.....اور پھر عمرہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے. یا اللہ یہ کیا ہے......جو کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ میرے ساتھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ وہ نظارے ہمیں آنکھوں سے دکھائے گا......جو ہمارے ایمان کے ستون ہیں.....واہ اللہ تیری شان کریمی کے صدقے اتنا کہہ کر خود آنکھیں چھلک پڑیں.....باوا بے حد یاد آئے......لیاقت صاحب عمران میاں کو وضو کرا کے دو نفل پڑھوا رہے تھے.....اور اس کے بعد عمران میاں کے احرام باندھا.....کتنا رقت آمیز منظر تھا......چھوٹا سا بچہ احرام پہنتے ہی اتنا سنجیدہ ہو گیا تھا کہ حیرت ہو رہی تھی کہ کیا یہ وہی شریر بچہ ہے.....پھر عامر میاں کو زبردستی پکڑ دھکڑ کے احرام باندھا گیا.....کیونکہ وہ ابھی پورے دو سال کے بھی نہیں تھے اس لئے مشکل سے قابو میں آئے ادھر عمران احرام پہن کر مستقل......لبیک اللھم لبیک پڑھ رہا تھا لیاقت صاحب نے عامر کے احرام باندھنے کے بعد اگلی طرف سے دو نفل ادا کئے......آخر میں میں نے احرام باندھا......آنسو تھے کے رکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے ہچکی بندھ گئی......کہ یہ ناچیز اور اتنا بڑا دربار اپنے گناہوں کی گڑگڑا کر معافی مانگی......احرام

باندھتے ہی دنیا سے دل بیزار ہو گیا.....ایسا لگتا تھا کہ جیسے میں اسی سرزمین کی رہنے والی ہوں جدہ سے مکہ شریف تک کیلئے ٹیکسی لی اور سوئے حرم روانہ ہوئے......ٹیکسی میں کیسٹ لگا ہوا تھا.....لبیک اللھمہ لبیک......ہم سب نے بھی پڑھنا شروع کر دیا لبیک اللھمہ لبیک......حرم شریف تک پہنچتے پہنچتے زبانوں پر لبیک لبیک تھا.....سنسان اور ویران سڑکیں جگہ جگہ اونچے پہاڑ اور تھوڑی تھوڑی دور پر بڑے بڑے سائن بورڈ لگے ہوئے تھے کسی پر لکھا.....اللہ جل جلالہ.....اللہ اکبر......یا غفار یا کہیں کلمہ شریف.....سارا راستہ عجیب بے خودی کے عالم میں گزرا اونچے اونچے پہاڑ دیکھ دیکھ کر دل پر ایک ہیبت طاری ہو رہی تھی کہ آدھے گھنٹہ بعد ہی مکہ شریف کے بازار آنا شروع ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد حرم شریف کے مینار نظر آنے لگے.....مینار دیکھ کر روح تک کانپ گئی......فوراً ہی زبان سے اللہ اکبر نکلا، اور بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا......پہلے حرم شریف اتنا وسیع عریض نہ تھا یہ تقریباً بیس بائیس سال پرانا واقعہ ہے.....اس وقت خانہ کعبہ کے سامنے کا فرش سنگ مرمر کا نہ تھا بلکہ کچا فرش تھا چھوٹی چھوٹی کنکریاں پڑی تھیں اور لوگ تپتی دھوپ میں بھی اسی طرح ننگے پاؤں طواف کرتے تھے.....ہم بھی بچوں کے ساتھ باب عمرہ سے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے.....لیاقت صاحب نے دعائیں پڑھوانا شروع کر دیں.....کعبہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا ایک جلالی کیفیت تھی دل لرز اٹھا....ہم نے بھی انہی گرم گرم کنکریوں پر طواف شروع کیا.....کچھ احساس ہی نہ تھا......بس آنسوؤں کا سیلاب تھا اور لب پر گناہوں کی معافی تھی.....عامر میاں کو لاکھ چاہا کہ گود میں اٹھا کر طواف کریں.....لیکن وہ ضدی بچہ ہمیشہ یہی کہتا رہا.....کھد یعنی خود میں طواف کرونگا نہ اس کے پاؤں جل رہے تھے اور نہ اسے کچھ احساس تھا......لیاقت صاحب نے گود میں لیکر کہا کہ بیٹا یہ حجر اسود ہے اس کو چوم لو.....اپنی توتلی زبان میں بولا......شاباش قائداعظم شاباش.......نہ معلوم وہ کیا سمجھ رہا تھا.....طواف سے فارغ ہو کر دو نفل مقام ابراہیم پر ادا کیے....زم زم پیا اور پھر سعی کیلئے روانہ ہو گئے......اتنا وسیع و عریض علاقہ......اس کے سات چکر لگانا کوئی معمولی بات نہ تھی فوراً ہی حضرت حاجرہ کا خیال آ گیا کہ کس طرح اپنے معصوم بچے کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلی تھیں لیکن خدا کی شان بچے نے ایڑیاں رگڑیں اور چشمہ جاری ہو گیا اور آج تک زم زم جاری ہے......یہی کہہ سکتے ہیں.....ان کے قدموں کا دھون سے آب حیات......جس نے زم زم پیا اور صدق دل سے پیا شفا پا گیا......

جب جیل جانا باعث سعادت تھا

شائستگی واحترام کا دور

جلال بابا کی ضرورت

سیاسی تحریکیں تو ہمیشہ سے چلتی ہیں اور قیامت تک چلتی رہیں گی...... یایوں کہیے کہ ہم لوگوں نے آنکھ ہی تحریکوں کی گود میں کھولی ہے تحریک خلافت ہو...... سودیشی تحریک...... کھدر پوشی کی تحریک ریشمی رومال کی تحریک...... بھوک ہڑتالیں...... جلسے...... جلوس یہ سب تو جمہوریت کا حصہ ہے...... عوام کی آواز حکمرانوں کے ایوانوں میں پہنچانے کیا یہی تو طریقہ ہے...... اور تحریکیں چلانے ہی کی وجہ سے ہمیں پاکستان جیسی عظیم الشان مملکت ملی ہے...... اور پاکستان بننے کے بعد بھی سینکڑوں تحریکیں بحالی جمہوریت کے لئے چلائی گئی ہیں اور جب سے ہم نے سیاست میں قدم رکھا ہے تو ہم نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ہی تحریک آزادی کشمیر سے کیا تھا...... اس سلسلہ میں بڑے بڑے فلوس نکالے کشمیریوں کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے بڑے بڑے جلسے بھی کئے...... حکومت کے خلاف بھی بہت کچھ کہا، لکھا...... تقریریں کیں سب ہی کچھ تو کیا لیکن حکومت کے مزاج میں اس وقت شائستگی تھی...... کسی کی جان لینا تو بہت دور کی بات ہے لاٹھی چارج کرتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ کہیں عوامی ریلے میں کوئی شدید زخمی نہ ہو جائے...... بہت ہوا تو لیڈران کرام کو پکڑ کر جیلوں میں یا تھانے لے گئے اس وقت تھانے عقوبت خانے نہیں تھے اور نہ ہی تھانے کا عملہ اپنی حد سے گزرتا تھا...... سیاسی قیدیوں کے ساتھ بے حد ادب واحترام سے پیش آتے تھے...... درندگی اور بے حرمتی کا کوئی تصور نہ تھا قوم وملک کے مفاد میں جیل جانا باعث سعادت تھا اور حکومت بھی انکا احترام کرتی تھی......

غالباً یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے کراچی میونسپل کارپوریشن کے الیکشن ہو رہے تھے ہمیں بھی سیاست کا شوق چرآیا...... اپنے باوا (سردار صابری مرحوم) سے ضد کی کہ ہم بھی الیکشن لڑینگے...... پہلے تو باوا حیران رہ

گئے کہ اس کے دماغ میں یہ کیا سمائی ہے۔ بہت ہنسے کہنے لگے محمودہ بیگم

الیکشن کا اس کا بھی دورہ پڑا   نہ گھر جس کے ہانڈی نہ چولہا توا

یہ رئیسوں کے کھیل ہیں...... کہاں ہم اور کہاں الیکشن اور ابھی تمہاری عمر بھی اس لائق نہیں ہے کہ تم میدان سیاست میں کود پڑو پہلے پڑھائی مکمل کرلو پھر اس طرف سوچنا..... ہم نے بہت ضد کی اور باوا کو منانے کے لئے وہی پرانا حربہ استعمال کیا یعنی بھوک ہڑتال..... اور رونا دھونا...... باپ اور پھر چاہنے والا باپ یہ سب نہیں دیکھ سکا..... اور کہا کہ مجیع عثمان آزاد (اخبار انجام کے مالک) سے مشورہ کر کے جواب دونگا قصہ مختصر الیکشن کے فارم منا گئے گئے...... خواتین کی صرف ۳ نشستیں تھیں..... امیدوار بہت اور ایسی ایسی خواتین جنکا اس زمانے میں طوطی بولتا تھا...... خیر ایسا بھی نہیں ہے.... طوطی تو ہمارا بھی بولتا تھا ایک کالم نویس کی حیثیت سے ایک دنیا جانتی تھی..... جب میں نے الیکشن کمشنر کے دفتر میں فارم داخل کیا تو میرے فارم سے پہلے دو فارم داخل ہو چکے تھے ان میں ایک بیگم اصغری رحیم اور دوسرا فارم بیگم سروری عرفان اللہ کا تھا اور تیسرا فارم اس ناچیز کا تھا دوسرے دن دو فارم اور داخل ہو گئے ایک بیگم شریف صاحبہ مرحومہ (جو انجمن ترقی اردو کی صدر تھیں) اور دوسرا فارم بیگم اصغری رحیم کی بہن امتیاز بیگم کا بیگم عرفان اللہ نے جب دیکھا کہ اصغری رحیم نے اپنی بہن کا فارم بھی داخل کر دیا ہے تو پھر انہوں نے بھی اپنی ایک نوکرانی کا فارم داخل کر دیا...... اس طرح تین سیٹوں کے لئے چھ فارم داخل ہو گئے..... جتنی بھی الیکشن کی امیدوار خواتین تھیں باوا نے ان سب کی انجام اخبار کے دفتر میں میٹنگ بلائی اسی اثنا میں بیگم شریف نے اپنا فارم واپس لے کر الیکشن سے دستبرداری کا اعلان کر دیا...... اب رہ گئیں پانچ خواتین...... میٹنگ میں کافی بحث و مباحثہ ہوا..... آخر یہ طے پایا کہ کل صبح الیکشن کمشنر کے دفتر میں جب انٹرویو کے لئے جائیں گے تو بیگم اصغری رحیم اپنی بہن کا فارم واپس لیں گی اور بیگم عرفان اللہ اپنی خاتون کا نام واپس لیں گی اور اس طرح تینوں سیٹیں بلا مقابلہ جیت لیں گے...... اس بات پر بیگم رحیم کی بہن امتیاز آپا راضی نہ ہوئیں...... ہم چاروں جب آفس گئے تو کمشنر صاحب نے ایک ایک کا نام لے کر پوچھا کہ آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے..... سب نے کہا نہیں اور جب امتیاز آپا

کا فارم آیا ان کے لئے بھی پوچھا کہ کوئی اعتراض ہے تو بیگم رحیم نے بڑی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا..... ہاں مجھے اعتراض ہے..... امتیاز آپا کا چہرہ ایک دم زرد پڑ گیا کہ سگی بہن مجھ پر اعتراض کر رہی ہے.....؟ کمشنر صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کیا اعتراض ہے.....؟ کہنے لگیں یہ میری سگی بہن ہے فارم میں ان کی ولدیت غلط لکھی ہے..... اب جو دیکھا واقعی ولدیت میں غلطی تھی کیونکہ ووٹر لسٹ میں والد کا نام غلط چھپ گیا تھا امتیاز آپا نے اسے درست کرانے کے بجائے وہی نام لکھ دیا جو ووٹر لسٹ میں تھا..... اس طرح ان کا فارم خارج ہو گیا اور ہم تینوں خواتین بلا مقابلہ کراچی میونسپل کارپوریشن کا الیکشن جیت گئیں..... اور ہماری سیاست میں آنے کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی..... اس وقت ملک میں افراتفری کا عالم تھا..... فیروز خان نون کی حکومت تھی اور کراچی میں سکندر مرزا کا طوطی بولتا تھا اس وقت مسلم لیگ کے صدر خان عبدالقیوم خاں تھے ہم خاندانی مسلم لیگی..... کسی اور جماعت کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے....... مسلم لیگ اور نون حکومت میں چل رہی تھی....... خواتین کیسے پیچھے رہتیں..... لہٰذا ہم لوگوں نے بھی ایک میٹنگ بلائی اور حکومت کے خلاف ایک ایزولیشن تیار کیا..... جس میں ایک یہ بھی نکتہ تھا کہ کشمیر کے بارے میں حکومت اپنی واضح پالیسی کا اعلان کرے ورنہ ہم خواتین حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گی..... دوسری میٹنگ میں ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ حکومت کے خلاف خواتین ایکشن کمیٹی کی طرف سے جہانگیر پارک میں ایک جلسہ ہوگا اور اس کے بعد شہر کا جلسہ جلوس نکالیں گی....... جس وقت یہ خبر دن اور تاریخ کے ساتھ اخبارات میں شائع ہوئی حکومت کی طرف سے نشتر پارک کو پولیس نے اپنے گھیرے میں لے لیا..... لیکن اس وقت خواتین کا جوش وخروش دیکھنے کے لائق تھا دیکھتے ہی دیکھتے جہانگیر پارک میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی....... کشمیر کی حمایت میں اور حکومت کے خلاف سخت تقریریں کیں اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا زبان بھی سخت استعمال کی..... جلسہ ختم ہوا اور خواتین نے ہاتھوں میں جھنڈے اٹھائے اور جلوس کے لئے روانہ ہوئیں....... خواتین کا جم غفیر اور چاروں طرف سے پولیس کا گھیرا..... جیسے ہی جلوس نے اپنا رخ سکندر مرزا کے گھر کی طرف کیا..... پہلے تو پولیس نے روکنے کی بہت کوشش کی..... کیونکہ خواتین کا جلوس تھا اس لئے زنانہ پولیس

زیادہ تعداد میں تھی ادھر پولیس نے ہمیں روکنے کی کوشش کی ادھر خواتین نے آگے جانے کے لئے زرو لگایا......لاٹھی چارج ہوا......خواتین نے زنانہ پولیس کو مارا پیٹا......زنانہ پولیس نے بھی خواتین پر لاٹھی چارج کیا......یہ ڈرامہ کوئی دس منٹ جاری رہا اتنے میں پولیس کی گاڑی آگئی اور ہم پانچ چھ خواتین کو پکڑ کر گاڑی میں ڈال دیا......ان خواتین میں بیگم رحیم، محمودہ سلطانہ، عشرت، نجمہ صابری اور طلعت اشرف تھیں جن کا اب انتقال ہو چکا ہے......ہمیں تھانے لے جایا گیا......صدر تھانے کے ایس ایچ او نے ہمارا بڑا پرتپاک استقبال کیا بڑی ہی عزت اور احترام سے بٹھایا فوراً ہی ہم لوگوں کے لئے چائے منگائی......رات چونکہ تھانے میں گزارنی تھی صبح چالان پیش کر کے جیل بھیج دینے کا پروگرام تھا......ہم نے ایس ایچ او سے اجازت لے کر گھر سے اپنے بستر اور کھانا منگایا اس وقت کے وزیر داخلہ جلال بابا کو جب پتہ چلا کہ کراچی میں خواتین کو گرفتار کر لیا گیا ہے......یہ تو بڑی شرم کی بات ہے وہ فوراً ہی تقریباً رات کے گیارہ بجے تھانے پہنچے اور ہم لوگوں سے ملاقات کی اور معذرت بھرے انداز میں یہ کہتے ہوئے ہمیں تھانے سے باہر لے آئے کہ اگر میری بہنوں کو کوئی تکلیف ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں......اس وقت کے وزیر داخلہ جلال بابا بہت یاد آتے ہیں......کہ کس طرح حکومت کے لوگ عوام کے دل مسخر کر لیتے تھے......یہ تو تھی ایک تحریک کی داستان......اس ناچیز نے کراچی میں چلنے والی تحریک میں حصہ لیا ہے مگر بڑے عزت اور وقار کے ساتھ......ان تحریکوں میں ہمارے ساتھ بھوپال کی ولی عہد شہزادی عابدہ سلطان صاحبہ، شیخ لیاقت حسین، میاں ممتاز دولتانہ مرحوم، جسٹس ظہیر الحسن لاری مرحوم بہت سے زعما شامل رہے ہیں خدا کرے ہمارے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر سے جلال بابا بن جائیں ”آمین“ .....

....

دیارِ حرم میں

صفیٰ ومروئیٰ کے درمیان

جہاں لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا

جس نے منہ پر ملی وہ شفا پا گیا　　　خاکِ طیبہ تیری دھول اللہ ہی اللہ

صفیٰ و مروئیٰ کے درمیان خوبصورت سنگ مرمر کا ایک وسیع و عریض ہال ہے جس کے دونوں کناروں پر اب صرف صفیٰ و مروئیٰ کی پہاڑیوں کے نشانات ہیں..... سنگ مرمر کے خوبصورت ہال کے بیچ میں ایک کافی چوڑا راستہ بنایا گیا ہے اور اس راستے کے دونوں طرف سنگ مرمر کے ہی کٹہرے بنے ہوئے ہیں یہ راستہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بہت زیادہ ضعیف معذور یا بچے ہیں وہ اس راستہ پر کرسی پر بیٹھ کر سعی کرتے ہیں اور اس کرسی کو خادم چلاتا ہے ہم ان ہی نظاروں میں کھوئے ہوئے تھے. کبھی صفیٰ کی طرف دیکھتے کبھی مروئیٰ کی طرف اور بیچ میں کرسی پر سعی کی سعادت حاصل کرتے ہوئے اللہ کے ان بندوں کی طرف بھی دیکھتے جو واقعی چلنے پھرنے سے معذور یا پھر اپنے بڑھاپے کی وجہ سے پیدل سعی نہیں کر سکتے تھے..... لیکن شوق اور لگن سب کا ایک جیسا...... جو دعائیں بھی یاد تھیں پڑھتے رہے اور سب کے لئے نام بنام دعائیں بھی مانگتی رہی.... کچھ حاجی ایسے بھی تھے جو معلم کے ہمراہ اپنے ارکان ادا کر رہے تھے...... وہ ٹولیوں کی شکل میں تھے جب ان کا غول گزرتا تھا تو لوگ پس کر رہ جاتے تھے لیکن یہ لوگ سب سے بے پروا اپنی لگن میں تھے..... ہم لوگ بھی اپنی دھن میں مست اللہ سے لو لگائے اس کی مہربانیاں مانگ رہے تھے.......

اے اللہ ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے محبوب کی محبت سے منور کر دے..........

ہمارا چھوٹا سا قافلہ بھی سعی کرنے والوں میں شامل ہو گیا...... لیاقت صاحب عامر کو گود میں لئے سعی کر رہے تھے کہ اچانک عامر صاحب گود سے اتر کر خود...... خود کی رٹ لگاتے ہوئے بھاگنے لگے یقین مانئے اس نے اپنی بھاگ دوڑ میں ہم کو پیچھے چھوڑ دیا تھا نہ تھکاوٹ نہ بھوک نہ پیاس خوشی خوشی بھاگ

بھاگ کر سعی کے ارکان ادا کر رہا ہے...... آخر ہم لوگوں کے بھی سات چکر پورے ہوئے..... مروہ کی پہاڑی پر چھوٹے چھوٹے لڑکے کے ہاتھوں میں قینچیاں لئے کھڑے تھے عمرہ کی ادائیگی کے بعد عمرہ پورا کرنے پر بال کاٹنا بے حد ضروری ہیں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اپنا سر منڈوا رہے تھے...... میرے پرس میں چونکہ ایک چھوٹی قینچی تھی...... لیاقت صاحب نے اپنے بال تراشوانے کے بعد اس قینچی سے عمران، عامر کے اور پھر میرے بال تراشے...... پھر دو نفل عمرہ کے ادا کئے اس طرح ہمارا پہلا عمرہ پورا ہوا..... عشاء کی نماز پڑھ کر ہوٹل آئے کھانا کھایا اور سو گئے کیونکہ صبح دوسرے عمرہ کی تیاری کرنا تھی...... طے یہ پایا تھا کہ تہجد کے وقت اٹھ کر حرم شریف کے لئے اپنے اپنے احرام ساتھ لے لیں گے اور فجر کی نماز ادا کر کے میقات کے لئے ٹیکسیاں چلا کرتی تھیں...... لہٰذا..... ہم لوگوں نے بچوں کو سوتا چھوڑا اور نہا دھو کر حرم شریف چلے گئے..... پروگرام کے مطابق فجر کی نماز ادا کر کے ٹیکسی میں بیٹھ کر میقات کے لئے روانہ ہو گئے...... میقات میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے جہاں حاجی صاحبان آ کر احرام باندھ کر دو نفل ادا کرتے ہیں اور پھر حرم شریف دوسرے عمرے کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں...... کیونکہ پہلے عمرہ کا احرام...... ارکان پورے ہونے کے بعد جب کھل جاتا ہے تو پھر دوسرے عمرے کا احرام باندھنے کے لئے حرم شریف سے چند میل دور جانا ہوتا ہے اور اس جگہ کا نام میقات ہے ہم نے اپنا دوسرا عمرہ فجر کے بعد ہی شروع کر دیا تھا اور تقریباً دو ڈھائی گھنٹہ میں اللہ نے دوسرا عمرہ بھی پورا کر دیا تھا...... نفل ادا کر کے ہوٹل آئے تو دیکھا کہ دونوں بچے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں...... ہمیں دیکھتے ہی عمران میاں بڑے ہی غصہ سے بولے کہ اب تو ہم کافر ہو گئے...... ہم یہاں آپ کے ساتھ عبادت کرنے آئے تھے...... بچے پالنے نہیں آئے تھے...... ہم حیران کہ یہ اتنا سا بچہ باتیں کیسی کر رہا ہے..... ہم نے پوچھا آپ کافر کیسے ہو گئے..... کہنے لگے ہم حرم شریف جا کر نماز جو نہیں پڑھتے...... اس وقت ہمارے دل پر ایک چوٹ سی لگی...... اس کے بعد ہم کبھی عمران کے بغیر حرم شریف نہیں گئے..... ظہر کی نماز پڑھ کر سب لیٹ گئے...... میں نے لیاقت صاحب سے کہا کہ مجھے تو نیند نہیں آ رہی ہے..... ساری ہی عورتیں ملکر میقات جا رہی

ہیں......میں بھی ایک عمرہ اور کرونگی اس لئے میقات جا رہی ہوں.....لیاقت صاحب کہنے لگے ابھی صبح ہی تو عمرہ کر کے آ رہی ہو اب کل پھر کر لینا....میں نے کہا نہ معلوم آنا نصیب ہو یا نہ ہو......میں بالکل نہیں تھکی ہوں اگر آپ کہیں تو میں چلی جاؤں کہنے لگے اس معاملہ میں کیا کہہ سکتا ہوں.....اگر ہمت ہے تو چلی جاؤ اس وقت میری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا جلدی جلدی وضو کیا اور احرام باندھ کی میقات کے لئے چلی گئی......احرام کے دو نفل پڑھ کر سیدھی حرم شریف آئی اور تیسرا عمرہ شروع کر دیا......ہر بار حجرہ اسود کو چومنے کا موقع ملا......دو عمرے تو کر ہی چکی تھی......تیسرے عمرے کا پتہ ہی نہ چلا کہ کب ختم ہو گیا......مغرب کی نماز ادا کر کے ہوٹل میں آئی تو معلوم ہوا کہ لیاقت صاحب دونوں بچوں کو لیکر حرم شریف گئے ہوئے ہیں آتے ہی ہونگے......آتے ہی کہنے لگے اب کیا ارادہ ہے......ہم نے کہا کہ اگر آپ ہمارا ساتھ دیں تو عشاء کے بعد بچوں کو سلا کر ایک عمرہ اور کر لیں......کہنے لگے کیا تم واقعی نہیں تھکیں......؟ انسان ہو یا جن......

ہمارا جذبہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہاں میں دن میں بھی لیٹ گیا تھا اب بالکل تازہ دم ہوں ٹھیک ہے عشاء کے بعد عمرہ کرنے چلیں گے......کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ جو مزہ جوانی کی عبادت میں ہے وہ مزہ بڑھاپے کی عبادت میں کہاں......؟ کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا نہ تھکاوٹ......نہ درد نہ بخار کچھ بھی تو نہیں......نہ کھانے کا ہوش نہ کسی اور بات کا جتنے دن بھی رہی یہی دل چاہتا رہا کہ عمرہ کئے جاؤں......اور زم زم پیتی جاؤں......چوتھے عمرے کی ادائیگی کے بعد میں باب العزیز سے نکل رہی تھی کی اچانک دماغ میں خیال آیا کہ یہ عرب کے لوگ تو بہت ہی ظالم تھے لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیتے تھے......کوئی تو جگہ ہو گی جہاں یہ لڑکیاں دفن کی جاتی ہونگی......یہی سوچیں لے کر ہم حرم شریف سے جیسے ہی باہر آئے......ایک باریش بزرگ جن کی عمر تقریباً ۸۰ سال سے کم نہ تھی......میں نے ان سے سلام کے بعد پوچھا کہ چچا میاں کیا آپ وہ جگہ جانتے ہیں جہاں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا......پہلے تو انہوں نے ہمیں عجیب وغریب نظروں سے دیکھا پھر بولے کہ تم یہ سب کچھ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہو......میں نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ ان مظلوم لڑکیوں کی قبر پر فاتحہ پڑھوں اور

ان کو اپنا سلام پہنچاؤں......اور ہاں انہیں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ اے بدنصیب حوا کی بیٹیوں تمہارے وجود مٹ جانے کے بعد اس عرب کی سرزمین پر ایک ایسا پیغمبر آیا تھا جس کا وجود خدا کی نہیں نورانی تھا جو اللہ کا آخری نبیؐ تھا آج اگر تم زندہ ہوتیں تو یہ سن کر کتنی خوش ہوتیں کی جس نے لڑکیوں کو رحمت کے لقب سے نوازا.....اور فرمایا جس نے دولڑکیوں کی ایک ساتھ پرورش کی وہ میرے ساتھ اس طرح جنت میں جائیگا پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر دکھائیں......میری معصوم ستم رسیدہ بہنوں اس نور کے ٹکڑے نے تو جنت جیسی عظیم جگہ بھی ہمارے قدموں میں ڈال دی......اور نہ جانے میں کیا کیا کہتی رہی......

ان بزرگ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم وہ پوچھ رہی ہو جو آج تک کسی نے نہیں پوچھا......وہ مجھے اپنے ساتھ لیکر چند ہی قدم چلے تھے اور ایک گڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے بیٹے......یہ ہیں وہ ستم رسیدہ بچیاں......ہماری ہچکی بندھ گئی......فاتحہ سے فارغ ہو کر اٹھی تو وہاں کوئی بزرگ نہیں تھے......چاروں طرف دیکھا سامنے ہی خانہ کعبہ پر نظر پڑ گئی اللہ اکبر کہتی ہوئی اٹھی اور رسولؐ اللہ کی شان اقدس میں نعتیں پڑھتی ہوئی واپس ہوٹل میں آئی......لیاقت صاحب ناشتہ پر انتظار کر رہے تھے......نہ انہوں نے کچھ پوچھا نہ ہم نے کچھ بتایا.........

....

کس شان سے بلایا مولا نے

آنسو زبان بن گئے

اللہ کے در کے فقیر

نام محمدؐ صلی علیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی جلا
آؤ ان کا ذکر کریں جو ہیں شافع روز جزا

اس ناچیز گنہگار محمودہ نے بھی حرم پاک میں بیٹھ کر رمضان شریف کی بہاریں لوٹی ہیں.... کتنا دلفریب اور روح پرور نظارہ ان آنکھوں نے دیکھا ہے..... پہلے عمرہ کا حال تو ہم آپ کو سنا ہی چکے ہیں اس کے بعد بھی اللہ میاں نے ہر سال ہی عمرہ کی سعادت عطا فرمائی ہے. ہم نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے باوا جناب سردار علی صابری (مرحوم) کو زیارت حرمین شریف کا کتنا شوق تھا.. تڑپتے تھے رسولؐ اللہ کی زیارت کے لئے بڑے ہی بے چین تھے خانہ کعبہ پر ایک نظر ڈالنے کے لئے روتے تھے کہ مجھے زندگی میں یہ سعادت نصیب بھی ہوگی یا نہیں..... بعض اوقات تو جب دل کی بے چینی بڑھتی تھی تو پوری پوری رات درود وسلام پڑھتے پڑھتے گزار دیتے تھے صبح جب ہم اٹھ کر باوا کی صورت دیکھتے تھے تو سرخ سرخ آنکھیں دیکھ کر سمجھ جاتے تھے کہ آج پھر باوا ساری رات سو نہیں سکے ہیں.. رسولؐ اللہ کی محبت نے انہیں بے چین رکھا ہے..... رمضان شریف کا مہینہ باوا سخت بیمار تھے لیکن اپنی مگن میں مست...... لیاقت صاحب نے کہا کہ آج باوا کی بے قراری دیکھی نہیں جارہی ہے چلو باوا کا پاسپورٹ لے آؤ عمرہ کرنے چلتے ہیں..... اور رمضان کے عمرہ کی تو بات ہی کچھ اور ہے...... میں خوشی خوشی باوا کے پاس گئی لایئے باوا اپنا پاسپورٹ دے دیجئے..... ہم عمرہ کرنے چلیں گے...... باوا نے بڑی بے یقینی سے کہا کہ...... ارے جاؤ تم کیا لے جاؤ گی...... کرتی ہو وعدہ قیامت کا...... اور نہ جانے قیامت کب آئے گی...... میں نے بڑے ہی پیار سے کہا نہیں باوا رمضان شریف میں عمرہ ہم آپ کے ساتھ کریں گے... اور ہاں باوا اس عمرہ میں رسولؐ اللہ بھی ساتھ ہوں گے اور آپ بھی کتنا مزہ آئے

گا روح کو ایک نئی تازگی ملے گی.......نئی امنگوں کے ساتھ ہم حرم شریف میں جائیں گے جب باوا کو یقین آ گیا تو انہوں نے اپنا پاسپورٹ ہمیں دے دیا..اور بھیا (چھوٹا بھائی دلشاد صابری) سے کہا دیکھنا بیٹا میرے بینک میں کتنے پیسے ہیں وہ لا کر غوثیہ کو دے دینا اگر پورے ہو گئے تو ٹھیک ہے اگر کم پڑ گئے تو غوثیہ باپ کا حق سمجھ کر پورے کر دے گی.... باوا باتیں کرے رہے اور میں جلدی جلدی باوا کا پاسپورٹ لے کر گھر آ گئی...... لیاقت صاحب کو پاسپورٹ دیا اور انہوں نے تینوں پاسپورٹ ایجنٹ کو دے دیئے تاکہ سفری کاروائیاں مکمل ہو سکیں...... باوا نے شام تک دلشاد کے ہاتھ پیسے بھجوا دیئے جو ان کے ٹکٹ سے بہت زیادہ تھے جس میں ان کا خرچ بھی نکل سکتا تھا......ہمارے باوا چونکہ پرانے وقتوں کے تھے اس لئے بیٹی کے گھر کا پانی بھی پینے میں گریز کرتے تھے لیکن چائے کے بڑے شوقین تھے جہاں مل جائے پی لیتے تھے...... خیر ہم نے جانے کی تیاریاں شروع کر دیں کل ہفتہ دس دن کا پروگرام تھا اس لئے کہ باوا سخت بیمار تھے ڈاکٹر شفقت کے زیر علاج تھے اور انہوں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا اب اس کا کیا کیا جائے جب اس در سے بلاوا آ جائے تو سب بیماری اور آرام دھرا رہ جاتا ہے...جس کے مہمان ہیں وہ ہی سنبھالتا ہے......ادھر باوا کی تیاری بھی ہماری بڑی بہن چشتیہ صابری مرحومہ کر رہی تھیں کہ کہیں کوئی چیز رہ نہ جائے. جب ہم باوا کا احرام خرید کر لائے تب کہیں جا کر باوا کو یقین آیا کہ ہم بھی اس راستے کے مسافر ہیں جس کے مقدر میں منزل لکھ دی گئی ہے..... اپنی خوش بختی پر بڑے نازاں تھے روتے جاتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے رہتے تھے ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ جلد از جلد حرم شریف پہنچ جائیں...... رمضان شریف کے آخری ہفتہ میں ہمارا جانا ہوا..... باوا ہمارے ہی گھر آ گئے تھے اس لئے سب بہن بھائی راشد علی صابری (مرحوم) جن کا کچھ ہی دن پہلے انتقال ہوا ہے..... چشتیہ صابری (مرحوم)، نجمہ، ارشد صابری دلشاد میں سب ہی تو ہیں اماں مرحومہ حسرت سے دیکھ رہی تھیں کہ کاش یہ دن میرے نصیب میں بھی ہوتا...... علامہ عباس حیدر عابدی (مرحوم) جو بالکل ہمارے سگے بھائیوں کی طرح تھے اور جنہوں نے ہمیں لکھ کر دیا ہے کہ اگر کائنات میں میری کوئی بہن ہے تو وہ محمودہ بہن ہے......اور ان کی یہ تحریر ہمارے پاس اب تک محفوظ ہے.....وہ بھی آ گئے

تھے...... باوا نے احرام پہنا دو نفل پڑھے اور اتنا روئے کہ دیکھنے والے بھی رو رہے تھے...... گھر میں ایک عجیب سماں تھا...... باوا چونکہ سخت بیمار تھے لہٰذا سب کے دل میں دوسرے تھے لیکن زبانیں گنگ تھیں کوئی کچھ بول بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس سفر کا تو معاملہ ہی دوسرا تھا اس زمانے میں ہم چونکہ مجلس شوریٰ کے وائس چیئر مین تھے لہٰذا ہمارا بڑا رعب ودبدبہ تھا دیر سے پہنچے...... جہاز بھر چکا تھا ہم چونکہ تین لوگ تھے اور وی آئی پی تھے لیکن اللہ کے در کے حقیر فقیر تھے...... اپنے فقیروں کو اللہ تعالیٰ کس شان سے بلاتا ہے ہمارے وی آئی پی روم میں ایک آفیسر جن کا نام غالباً انیس صاحب تھا وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جہاز تو بالکل بھر چکا ہے فرسٹ کلاس میں تین نشستیں ہیں آیئے آپ لوگ فرسٹ کلاس میں تشریف رکھیں...... ہم کبھی اپنی زندگی میں فرسٹ کلاس میں نہیں بیٹھے دل میں بہت خوش تھے...... جلدی جلدی لبیک الھم لبیک کا ورد شروع کر دیا...... پورا جہاز حاجیوں سے بھرا ہوا تھا اور جہاز میں کسیٹ لگا ہوا تھا جس کے ذریعہ برابر تلقین کی جا رہی تھی لبیک الھم لبیک...... سارے جہاز میں لبیک کی صدائیں گونج رہی تھیں بڑا ہی رقت آمیز منظر تھا میرے ایک کندھے پر خود میرا بوجھ تھا یعنی میرا پرس جس میں الم غلم بھرا ہوا تھا دوسرے کندھے پر باوا کی دواؤں کا بیگ تھا...... کہ نہ جانے کس وقت کس دوا کی ضرورت پڑ جائے ہمارے جہاز نے جیسے ہی رینگنا شروع کیا لبیک کی صدائیں اور بھی بلند ہو گئیں...... جیسے ہی جہاز نے فضا میں پرواز شروع کی ہمارے ہوائی میزبانیں حاجیوں کی میزبانی میں لگ گئیں...... رمضان شریف تھے لہٰذا سب ہی مسافر روزہ دار تھے اور سب ہی خوش تھے کی آج ہمارا روزہ حرم شریف میں کھلے گا...... خدا خدا کر کے سفر ختم ہوا اور ہم سب جدہ کے خوبصورت ہوائی اڈہ پر تھے...... باوا چونکہ پہلی مرتبہ آئے تھے لہٰذا ایک ایک چیز کو بغور دیکھ رہے تھے اور اپنے دماغ کے نہیں دل کے گوشوں میں محفوظ کر رہے تھے راستہ میں اونچے اونچے پہاڑ دیکھ کر بے ساختہ سبحان اللہ کہتے اور پھر تلبیہ شروع کر دیتے...... اس وقت ان کے آنسوان کی زبان بن گئے تھے...... کوئی کسی سے کچھ کہنے سننے کے لائق نہیں تھا...... بس ہمارے سامنے ہمارے گناہوں کے انبار تھے اور دوسرے طرف رحمتوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جس میں ہمارے گناہ کتنے چھوٹے اور حقیر تھے لگتا تھا کہ تنکے کی طرح

سارے گناہ اس رحمت کے سمندر میں غرق ہو جائیں گے.....ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ یہ ہمارا یقین ہے......ہم نے ٹیکسی والے سے کہا کہ بھیا ہمیں پاکستان ہاؤس لے چلو........وہیں جگہ مل جائے گی ٹیکسی والا چونکہ پاکستانی تھا.....وہ سب جانتا تھا.....ہم کو لے کر سیدھا پاکستان ہاؤس پہنچا......وہاں جا کر ہم نے اپنا مجلس شوریٰ کا کارڈ دکھایا......کمرے خالی تھے منیجر صاحب نے فوراً ہی ایک بڑا کمرہ ہمیں دے دیا......واہ میرے مولا۔ آئے بھی فرسٹ کلاس میں اور بغیر کسی حجت کے کمرہ بھی شاندار مل گیا ہم نے باوا سے ازراہ مذاق کہا کہ دیکھا باوا اللہ میاں نے کس شان سے بلایا ہے باوا نے بھی بذلہ سنجی کی مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ارے ہم جو آئے تمہارے ساتھ.....ایسی ہنسی مذاق میں ہم لوگوں نے وضو کیا پاکستانی ہاؤس سے حرم شریف کافی دور ہے تھا باوا اتنی دور چل نہیں سکتے تھے لہٰذا پانچ ریال میں ٹیکسی کی اور ہمارا قافلہ حرم شریف کی طرف روانہ ہو گیا.............

....

دعاؤں کی قبولیت

آلِ رسولؐ کے مزار

غوث الاعظمؒ کے دربار میں

بلخی کو جانے والے میرا سلام لے جا...... بقرعید کا مہینہ ...... ہمیں ایک عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے...اس ماہ مبارک میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے لاکھوں فرزندان توحید اپنے مالک حقیقی خدائے ذوالجلال کے گھر جمع ہو کر اپنے گناہوں کی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں..... ہم نے بھی یہ سعادت حاصل کی ہے...... دو مرتبہ..... عمرے تو ہم بہت کر چکے ہیں اس رب العزت کی مہربانی ہے جو گنہگاروں پر بھی مہربان ہے ہم نے رمضان شریف میں اپنے باوا کے ساتھ عمرہ کیا تھا.....اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے دوران ہم نے رو رو کے رسول کریمؐ سے درخواست کی تھی کہ اے آقا آپؐ کے روضے کی زیارت کے بعد دل چاہتا ہے کہ آپؐ کے خاندان کے مزارات کی بھی زیارت کریں....کوئی سبیل پیدا کر دیجئے اور یہ التجا کر کے ہم آ گئے...... پھر کچھ عرصہ بعد باوا نے بھی دنیا سے پردہ فرمالیا...... ہم اپنے غم میں اتنے منہمک ہوئے کہ اپنی مانگی ہوئی دعا بھول گئے...... یہی دن تھے اور یہی بقرعید کا مہینہ...... ہمارا حج پر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا...... لیکن اچانک ہی پروگرام بن گیا..... لیاقت صاحب نے کہا کہ دل چاہتا ہے کہ عراق میں زیارتیں کرنے کے بعد حج کی سعادت حاصل کریں..... پاسپورٹ دے دو کوشش کرتے ہیں کہ پہلے عراق کا ویزہ لگ جائے پھر حج کے لئے کوشش کریں گے ہم غمزدہ تو تھے ہی بے دلی سے پاسپورٹ دے دیئے کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے دن ہی کتنے باقی رہ گئے ہیں...... مگر بندہ کچھ سوچتا ہے خدا کچھ اور چاہتا ہے...... عجیب اتفاق تھا کہ عراق کے ویزے ایک ہی دن میں لگ گئے...... کیسے......؟ کچھ نہیں معلوم راجہ ظفر الحق صاحب اس وقت مذہبی امور کے بھی وزیر تھے انہوں نے فوراً ہی حج پر جانے کے لئے بھی وزارت مذہبی امور کو بھی ہدایات جاری کر دیں اور اس طرح ہمارا حج پر جانا بھی ایک معجزہ تھا..... خیر ہم

نے تیاری شروع کردی اور دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا......حج پر جانے کی خوشی میں سارے غم بھول گئی...... پہلے عراق جانا تھا......وہاں پر چار پانچ دن ٹھہرنا تھا تاکہ زیارتیں کرلیں اور پھر حج کے لئے بیت المکرم جائیں...... حسب روایت عراق روانگی سے پہلے باوا کے مزار پر گئی......اس وقت دن کے بارہ بج رہے تھے اور تین بجے ہماری روانگی تھی...قبرستان بالکل سنسان تھا ہو کا عالم، سخت گرم آدم نہ آدم زاد ہم جلدی فاتحہ پڑھ کر واپس آنا چاہتے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ باوا کی قبر پر ایک صاحب سر سے پاؤں تک سبز لباس پہنے باوا سے باتیں کر رہے ہیں اور زور زور سے قہقہے لگا رہے ہیں ہم پر جھرجھری طاری ہوگئی...... یکبارگی انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی کہا ''غوثیہ تم کیسی ہو...؟'' ہم بڑے حیران ہوئے کہ انہیں ہمارا نام کیسے معلوم ہوا......ہم نے حیرت سے پوچھا......آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا...... مسکرا کر کہنے لگے باوا ہی نے تو بتایا ہے کہ دیکھو غوثیہ آگئی ہے......ہم نے اپنے حواس یکجا کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ باوا کو جانتے ہیں......؟ کہنے لگے ارے یہ تو ہمارے دوست ہیں ان سے باتیں کرنے تو ہم حیدرآباد سے آتے ہیں....میں سمجھی کی شاید یہ کشف قبور کے ماہر ہیں.....میں نے ان سے کہا کہ باوا سے کہہ دیجئے کہ میں بہت پریشان ہوں.....میرے لئے دعا کریں......پھر انہوں نے اپنی زبان میں کچھ بات کی کہنے لگے باوا کہہ رہے ہیں پریشان مت ہو سب چیزیں عارضی ہیں ہمیں معلوم ہے کہ تم زیارتوں کے لئے جا رہی ہو.....مبارک ہو......ہماری تمہاری ملاقات کسی نہ کسی جگہ ضرور ہوگی......ان کی باتیں سن کر میں حیران تھی کی ابھی تک تو میں نے تو اپنے جانے کی بات بھی نہیں کی اور یہ سب بتا رہے ہیں......میں نے کہا کہ باوا سے کہئے کہ غوثیہ کہہ رہی ہے کہ میں گمنامی اور رنج و غم کی وادیوں میں گم ہوگئی ہوں...... تھوڑی دیر بعد کہنے لگے.....غوثیہ سے کہہ دو......ناامید نہ ہو سورج مشرق سے نکلتا ہے اور پھر مغرب میں ڈوب جاتا ہے تم بھی کسی دن سورج کی طرح ابھرو گی...... تمہیں تکلیف بھی ہوگی مگر تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا......! مجھے ذرا سکون ہوا تو میں نے پوچھا کہ حضرت آپ کا نام کیا ہے.....کہنے لگے عبدالوہاب......میں حیدرآباد میں رہتا ہوں.....آپ حیدرآباد میں وہاب صاحب کی درگاہ کسی سے پوچھ لیں.....ہم مل جائیں گے......ہم

چونکہ جلدی میں تھے اور جانا بھی تھا..... لہٰذا کچھ سوچے سمجھے بغیر واپس ہوئے وہ ہمیں چھوڑنے قبرستان کے گیٹ تک آئے اور چلتے چلتے کہنے لگے بادایہ بھی کہہ رہے تھے کہ غوثیہ سے کہو کہ قبرستان کم سے کم آیا کرے..... یہاں پہ اچھے برے سب ہی ہوتے ہیں.....وہ تو اتنا کہہ کر چلے گئے.....کچھ ہی لمحہ بعد ہم نے پلٹ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا......وہی سنسان قبرستان آدم نہ آدم زاد جلدی جلدی ہم نے قدم بڑھائے اور ہانپتے کانپتے گھر آئے گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا کیوں کہ سب ہی دعاؤں کے لئے یاد دلانے آئے تھے....ہم نے کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا اور تیار ہو کر ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئے..... جہاز کے پرواز کرتے ہی ہمیں یاد آگیا کہ ہمارا عراق کا بلاوا ہماری درخواست پر ہوا ہے ہم نے یہی تو روضہ پاک پر اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم رسولؐ اللہ کے خاندان سے ملنا چاہتے ہیں...... اتنا سوچ کر ہماری سوچیں پرواز کرتی ہوئی کبھی مولا مشکل کشا کے دربار میں تو کبھی حضرت غوث الاعظم دستگیر کے آگے عاجزی کا دامن پھیلائے فریاد کر رہی ہوتیں........ انہی سوچوں میں گم تھی کہ عراق کا خوبصورت ایئر پورٹ آگیا...... اتنا خوبصورت ایئر پورٹ.... آئینہ کی طرح چمکتا ہوا فرش قدم رکھتے ہوئے بھی سنبھلنا پڑتا ہے کہ کہیں یہ آئینہ ہمارے قدموں سے چکنا چور نہ ہو جائے..... ائیر پورٹ سے باہر آئے اندھیرا چھا چکا تھا...... راستوں سے بے خبر تھے.... ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور سے کہا کہ کسی ہوٹل میں پہنچا دو...... ڈرائیور ایک عالیشان ہوٹل میں لے آیا..... کسی کو جانتے نہیں تھے سوچا رات اسی ہوٹل میں گزار لی جائے صبح کوئی جگہ تلاش کریں گے..... تھکے ہوئے تھے عشا کی نماز پڑھ کر سو گئے....... صبح اٹھ کر کمرے کی کھڑکیاں کھولیں تو نیچے کا منظر بے انتہا سحر انگیز تھا.....ہوٹل کے سامنے ہی نیلگوں رنگ کا ایک دریا بہہ رہا تھا چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا....... بیرا ناشتہ لے کر آیا ہم نے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہے.....؟ اس نے بتایا کہ اس کا نام دریائے دجلہ ہے..... دجلہ کا نام آتے ہی ہم نے پوچھا کربلا کتنی دور ہے....؟ اس نے کہا کہ زیادہ دور نہیں ہے آپ ایک ٹیکسی کر لیں وہ ٹیکسی والا آپ کو ساری زیارتیں کرا دے گا ہم نے جلدی جلدی ناشتہ کیا ہوٹل چونکہ بہت مہنگا تھا ہماری استطاعت سے باہر.... پہلے ہم نے سستا ہوٹل تلاش کیا اور سامان رکھ کر ٹیکسی لی اور

زیارتوں کے لئے روانہ ہو گئے....... حضرت غوث پاکؒ کا مزار چونکہ بالکل قریب تھا اتنا قریب کہ پیدل بھی جا سکتے تھے اس نے پہلے غوث پاکؒ کے مزار مبارک پر گئے...... ہلکے بھورے اور سفید رنگ کا گنبد دور ہی سے نظر آ رہا تھا...... میناروں پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے...... دائیں جانب صحن تھا...... ڈیوڑھی میں ایک بہت بڑا گیٹ تھا جسے پھاٹک بھی کہہ سکتے ہیں پھاٹک کے بائیں جانب ایک مزار تھا وہ مزار شاید حضرت غوث پاک کے صاحبزادے کا تھا..... اس کے بعد بڑے وسیع دلان سے گزر کر جب ہم گئے تو بہت تھوڑے سے لوگ تھے ظہر کا وقت ہو چکا تھا..... نماز پڑھی..... زیارت ظہر کی نماز کے بعد کھلتی ہے.... بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ اندر گئے فاتحہ پڑھی اور دیر تک مزار شریف کے اندر بیٹھے رہے..... جب باہر آئے تو لنگر جاری تھا...... ہم نے بھی لنگر کھایا..... اس کھانے کو سریہ کہتے ہیں...... بالکل گھٹے ہوئے چاول شوربہ کی طرح اس پر گوشت کا (تقریباً آدھ کلو) ایک بڑا سا بوٹا پڑا ہوا ت اس سریہ میں نمک کی علاوہ کچھ نہیں ڈالتے...... بے حد لذیذ تھا ایک پلیٹ میں پیٹ بھر جاتا ہے...... ہم لوگ لنگر کھا کر باہر نکلے...... سامنے ہی ٹیکسی کھڑی تھی اس سے دام طے کر کے مولا علیؑ کے مزار کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے.... کیا بتائیں کیا کیفیت تھی........

شب کو قبر حیدرؑ پر جو جلتا ہے چراغ صبح کو وہی آفتاب ہو جاتا ہے

....

اونچی دکان

پھیکا پکوان

کراچی کا سب سے سستا اور مشہور بازار کسی زمانے میں بوہری بازار کہلاتا تھا جس کسی کو دیکھو اے بی کہاں جارہی ہو؟ ذرا بوہری بازار جارہی ہوں کچھ بچوں کے کپڑے وغیرہ لینا ہیں کچھ خریداری گھر کے لئے بھی کرنا ہے اے بہن بوہری بازار میں سوئی دھاگہ سے لیکر کپڑے جوتے برتن ہر چیز مل جاتی ہے اور پیسوں میں بھی کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا یہ جملہ تو کچھ اس انداز سے کہا جاتا ہے کہ جیسے ان کے گھر میں پیسوں کا پیڑ لگا ہوا ہے آم توڑیں روٹی توڑیں روٹی آم کھالیں بالکل اس طرح پیسے توڑیں بوہری بازار جائیں اور پھر سب سے اترا اترا کر کہیں بھئی ہم تو بوہری بازار کے علاوہ کہیں سے شاپنگ کرتے ہی نہیں چاہے کمبخت کسی اجڑے فٹ پاتھ سے ہی خریداری کی ہو کون دیکھ رہا ہے یا پھر لنڈا بازار کیا کہنا ہے ایک سے ایک نایاب مال زندہ باد لنڈا بازار کردیا پھر وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہم شاپنگ بوہری بازار سے کر کے آئیں لنڈا کے کپڑے کی مہک دور ہی سے آجاتی ہے لاکھ عطریات میں چھپاؤ یہ مہک نہیں چھپ سکتی کپڑے تو کپڑے اب تو ایک سے ایک شاندار قسم کے پردے بیڈروم کے پردوں کا سیٹ ڈرائنگ روم کے پردوں کا سیٹ الگ پھر سلے سلائے ہینگ لگے نہ چکری رنگ رنگ تو بہت چوکھا قیمت ہم سے نہ پوچھو تم لے لو جو ہم نے خریدے ہوں خیر پھر بھی بتائے دیتے ہیں رہتے تو ہم بھی کراچی میں ہیں بیڈروم کا سیٹ ساڑھے تین سو روپے کا ہے اور دل کیوں دھک سے رہ گیا؟ ابھی تو ڈرائنگ روم کے پردوں کا بھاؤ بھی سن لو ساڑھے چھ سو روپے یہ کمبخت ساڑھے ضرور لگاتے ہیں بالکل باٹا کے جوتوں کی طرح پچیا نوے پیسہ بات ہورہی تھی بوہری بازار کی کراچی کا سب سے فیشن ایبل بازار تھا اور آج بھی ہاتھی مرے پر بھی سوا لاکھ کا فیشن ایبل عورتوں کی بھی جو نانیاں ہیں نا ان کے لئے بھی ایک بازار کھلا ہے طارق روڈ جس طرح بوہری بازار کا نام لینا فیشن تھا اب اسی طرح طارق روڈ ہے بہن تم کہیں بھی شاپنگ کرو مگر لوگوں پر رعب ڈالنے کیلئے نام لے دو طارق روڈ کا.... کراچی کا سب

سے مہنگا بازار جو چیز آپ کو کسی اور بازار میں پانچ روپے کی ملے گی طارق روڈ پر دس سے کم نہیں ملے گی کمبخت محمودہ اس کان سنتی اور اس کان اڑا دیتی ہمیشہ محلے کے قصائی سے گوشت منگاتی اور دروازہ پر سبزی والے سے سبزی لے لیتی اللہ اللہ خیر صلی کام چل ہی رہا تھا ایک دن میاں صاحب نے ذرا غصہ سے کہا تمہیں دو دو پیسے کا سودا منگاتے اچھا لگتا ہے خیر سے گھر میں فرج بھی ہے طارق روڈ سے ہفتہ بھر کا گوشت ترکاری لے آؤ اس دفعہ آنا کانی کی ہمت نہ پڑی اے ہے خدا کو بھی تو منہ دکھانا ہے ہر وقت میاں کی نافرمانی.... کچھ خدا کا خوف کر کے محمودہ طارق روڈ چلی گئی محلے میں بکری کا گوشت 52 روپے سیر آتا ہے اور گائے کا 32 روپے سیر اب ذرا بھاؤ 55 سیر بکری کا گوشت جسکو صاف کر کے تولا گیا تو سیر کا تین پاؤ اسی طرح گائے کا گوشت 36 روپے کلو اور قیمہ میں برابر چھیچھڑے سبزی کوئی بھی آٹھ روپے سے کم نہیں گوبھی..... اروی لی سبزی والے نے پیسے تینوں چیزوں کیلئے اور آنکھ بچا کر تھیلے میں دو سبزیاں ڈال کر ایک سبزی گھوٹ گیا..... گھر آ کر...... محمودہ بہت خوش ہوئی کہ آہا اس ہفتے تو طارق روڈ کا لایا ہوا گوشت پکے گا اور جب کھانا میاں صاحب کے سامنے آیا تو ڈش میں ہڈیاں اور چھیچھڑے میاں صاحب نے ہماری طرف دیکھا ہم نے کہا یہ دو پیسے کا سودا نہیں ہے طارق روڈ کا 55 روپے سیر والا گوشت ہے طارق روڈ اونچی اونچی دوکانیں پھیکے پھیکے پکوان میں تو اب بھی یہی کہوں گی کہ بہنوں کو چاہیے کہ اپنی کھال میں مست رہیں جتنی چادر دیکھیں اتنے ہی پر پھیلائیں پھر پڑوسی کا بھی بڑا حق ہے محلے میں جو دوکاندار ہے اپنی دوکان کرے بیٹھے ہیں وہ اپنے محلے والوں کی خدمت کر رہے ہیں اور ایک طرح سے آپ کے پڑوسی ہیں جب سب ہی اپنے اپنے محلوں سے ہی خریداری شروع کر دیں گے تو بڑی بڑی مارکیٹوں کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی قیمتیں خود بخود زمین پر آجائیں گی بلکہ زیر زمین چلی جائیں گی....

....

شریعت نافذ کرنے کا پروگرام

بہنوں کے سر سے چادر کھینچنے والے

کرے داڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا

پاکستان کے وزیراعظم محمد نواز شریف نے نفاذ شریعت کا اعلان کر دیا ہے یہ بظاہر تو بہت اچھی بات ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پاکستان تو حاصل ہی اسی لئے کیا گیا تھا کہ اس اسلامی حکومت میں قرآن وسنت کے مطابق قوانین بنائے جائیں گے اس پچاس سالہ دور حکومت میں جتنے بھی سربراہ آئے سب ہی نے عوام کو اسلام کے نام پر بے وقوف بنیا اور پھر اتنا بے وقوف بنایا کہ ایسا وقت بھی آیا کہ منہ سے روٹی تن سے کپڑا سر چھپانے کا ٹھکانہ بھی چھین لیا اور تو اور چادر اور چار دیواری کا تحفظ کرنے والوں نے اپنی ہی ماں بہنوں کے سروں سے چادریں بھی کھینچ کر انہوں نے ان پاک چادروں کو پیروں تلے روند ڈالا یہ ملک کو لوٹنے والے بے گناہوں کو قتل کرنے والے غریبوں اور بھوکے عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والے ملک میں عصبیت پھیلانے والے بھائی کو بھائی کے ہاتھوں قتل کروانے والے بے انتہا جھوٹ بولنے والے بے گناہ ہلاکتوں پر طفل تسلیاں دینے والے ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے والے عوام کے ساتھ جھونپڑی مین رہنے کے بجائے اپنی ایک علیحدہ سلطنت بنانے والے اور بھی بہت کچھ کرنے والے کیا کبھی بھی اسلامی نظام لا سکتے ہیں؟ بالکل نہیں یہ بھی ایک لطیفہ ہے جہاں حکومت رات دن لطیفے سنا سنا کر عوام کو بہلاتی ہے تو وہاں ایک کام کا جذباتی لطیفہ بھی سنا دیا حکمرانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی یہ جذباتی تقریریں جھوٹے بیانات سنہری خواب دکھانا امن وامان قائم کرنے کے لئے درندگی پھیلانا دہشت گردوں کو کھلی چھوٹ دینا یہ سب حکمرانوں کے اسلامی قوانین ہی تو ہیں اب کون سا اسلام لائیں گے وفاقی شریعت کورٹ کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن نے بالکل صحیح اور واضح الفاظ میں نفاذ شریعت کے بارے میں کہا ہے کہ قرآن وسنت اور شریعت کی بالادستی کے تعلق سے ہماری عدالتوں کا کردار کبھی بھی قابل

رشک نہیں رہا کچھ تو دستور کی مجبوریاں تھیں اور کچھ جج صاحبان نے مصلحتوں اور بعض خدشات کے پیش نظر اجتناب و گریز سے کام لیا صاحب کردار اور صاحب علم ججوں کے بغیر شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ہے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے شریعت عدالت تشکیل دیتے ہی اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں جو آج تک قائم ہیں لیکن یہ لوگ شاید ٹوپے پہنا کر پھانسی پر لٹکانا چاہتے ہیں۔ اگر نواز شریف واقعی اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں تو انہیں پہلے آپ کو بدلنا ہوگا عوام سے جھوٹ بولنا اور ان کو تسلیاں دینا وہ بھی جھوٹی بہت بڑا گناہ ہے جو جتنا بڑا ہوتا ہے اس کی اتنی ہی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے بقول شخصے خود تو روٹی کی جگہ کیک کھائیں اور عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیں پیاز روٹی تو کجا اب تو کھانے کو سوکھے ٹکڑے بھی میسر نہیں ہیں ان کچلے ہوئے عوام کو مہنگائی کے بوجھ تلے پیس کر رکھ دیا ہے دالیں سبزیاں گھی آٹا چینی کس کس کا رونا روئیں ان کی ہوشربا گرانی نے جینا دوبھر کر دیا ہر سال بجٹ لانے کے بعد دعوے کئے جاتے ہیں کہ اب کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا مگر کیا کہیں ان کے جھوٹ کو کہ دس پندرہ دن کے بعد ہی بجٹ پر بجٹ آنا شروع ہو جاتے ہیں پھر دیدہ دلیری دیکھو کہتے ہیں کہ اگر بھیک کا کشکول پھینکنا ہوگا تو پھر عوام کو قربانی دینا پڑے گی ارے میں پوچھتی ہوں کہ کیا عوام ہی رہ گئے ہیں کہ وہی اس وقت قربانی کا بکرا بنتے رہیں اور تم بکرے کے بجائے ظالم بن کر مظلوم عوام کا شکار کرتے رہو جو اسلامی نظام قائم ہے اور جس کے تحت شریعت کورٹس چل رہی ہیں ان کے ہوتے ہوئے یہ سارے کام جو ہمارے حکمراں کر رہے ہیں کیا یہ اسلامی نظام کا حصہ ہیں اگر واقعی یہ درباری مسخرے سچ بول رہے ہیں اور ان کے دلوں کی سیاہی دور ہو چکی ہے تو انہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرنا ہوگا ملک اور قوم سے لوٹی ہوئی دولت ملک کو واپس کرنا ہوگی ضرورت سے زیادہ اپنے اپاس کچھ بھی نہ رکھنے کی قسم کھائیں زائد دولت واپس کر کے ملک کو قرضوں سے نجات دلائیں بھائی کا خون بھائی پر حرام ہے اس حرام کاری کو روکیں ایجنسیوں کی جھوٹی رپورٹوں پر یقین کرنے کے بجائے خود تحقیقات کریں قاتلوں کی پردہ پوشی کرنا اور بے گناہوں پر جھوٹے الزامات لگانا بند کریں ملک سے رشوت خوری کا خاتمہ کرنے کے لئے سخت سے

سخت اقدامات کریں کو ہ سسٹم فوراً اٹھائیں تا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو حق تلفی بھی بہت بڑا گناہ ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ جیسے حکمران عوام کے ساتھ کیسے انصاف کر سکیں گے چوروں کو سزا دینا حکومت کا اولین فرض ہے اگر حکومتی کارندے خود ہی چور ہوں تو چوری صرف جیب کاٹنے کا ہی نام نہیں ہے ملک کے خزانے چوری کرنا عوام کے پیسے جو زکواۃ کی مد میں لئے جاتے ہیں ان سے سرکاری افسروں کی عیاشیاں اور ان کا خرد و برد کرنا یہ بھی چوری ہے شرعی فیصلہ تو یہ ہے کہ چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اور اس کام کے لئے قاضی حسین احمد کا نام ہمارے سامنے آتا ہے اگر انہوں نے بابا اور بی بی سے لے کر سب کے ہاتھ کاٹنا شروع کر دیئے تو آدھے سے زیادہ حکمران رشوت خور نظر آئیں گے اور پھر وہ سب قاضی حسین احمد کی قیادت میں باجماعت کہیں گے دیکھو ہمیں جو دیدہ عبرت نگاہ ہو.... پھر ان کی اسلامی شریعت کچھ اس قسم کی ہے کہ کرے داڑھی والا..... پکڑا جائے مونچھوں والا.........

....

امریکی سنڈیوں کا عذاب
جھوٹوں کا بخار بھی نہیں آتا
وطن کی فکر کر ناداں

کمبخت امریکی سنڈیوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے جینا حرام کر دیا ہے..... کبھی کھیت تو کبھی کھلیان سب ہی کی تباہی انکو پیاری ہے...... اب انہوں نے اپنا رخ شہروں اور اسلامی ملکوں کی طرف موڑ دیا ہے...... سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کے جھوٹ سے اپنے کالم کا آغاز کروں پہلے تو جھوٹوں کو بخار چڑھ جاتا تھا...... بقول شاعر کوا بھی کاٹ لیتا تھا لیکن اب تو ہر چیز الٹ پلٹ کر رہ گئی ہے...نہ کوا کاٹے اور نہ بخار چڑھے بلکہ اب تو جو جتنا زیادہ جھوٹ بولے وہ اتنا ہی بڑا سیاستدان ہے غضب خدا کا اتنا بڑا واقعہ ہو گیا امریکی میزائلوں نے مسلم ممالک کو نشانہ بنایا اور پاکستان کی سرزمین استعمال کی گئی اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم کبھی بھی اور کسی وقت بھی امریکی سنڈیوں کا شکار ہو سکتے ہیں یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ امریکہ کبھی بھی پاکستان کا دوست نہیں رہا اگر پاکستان سے ہاتھ ملاتا ہے تو دوسرے ہاتھ کی آستین میں زہریلے میزائل چھپے ہوتے ہیں...

قاضی حسین احمد ایک ذمہ دار آدمی ہیں انہوں نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ افغانستان پر حملے سے پہلے پاک بحریہ نے میزائل بردار امریکی جہاز کی سمندر میں موجودگی سے اگاہ کیا تھا لیکن وزارت خارجہ نے اس بات کا نوٹس نہ لے کر امریکہ کو پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کی اجازت دی اور افغانستان پر حملہ کا موقع دیا...

پاکستانی حدود میں گرنے والے میزائلوں کے شواہد موجود ہیں اب انہیں سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ کہیں یہ ریہرسل پاکستان پر حملے کے لئے تو نہیں کی گئی کیونکہ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہماری ہی زمین استعمال ہو اور ہمیں ہی خبر نہ ہو ناممکن ہے پھر حملے سے پہلے وزیراعظم صاحب نے ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک امریکی صدر سے ٹیلی فون پر گفتگو کی ہم پہلے بھی بہت بھگت چکے ہیں ایسی امریکی سازش

سے چپکے چپکے آدھا پاکستان فروخت کردیا گیا گوادر کا معاملہ بھی سب کے سامنے ہے بے نظیر کے دور حکومت میں اسمبلی میں جب گوادر کے معاملہ پر شور شرابا ہوا تو بیگم صاحبہ نے بڑے طمطراق سے کہہ دیا تھا کہ گوادر بیچنے نہیں تو کیا تحفہ میں دے دیتے یہ الفاظ ریکارڈ پر موجود ہیں اب بی بی نے افغانستان اور سوڈان پر حملے کی جواب میں جو سر کے بل قلابازی کھائی ہے اس سے وہ پوری ننگی ہوگی ہیں بار باران کا یہ کہنا کہ پاکستان کی وزیراعظم تو کیا اب تو میں صدر پاکستان بنوں گی اب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ پاکستان کے ساتھ کھیل کھیلا جارہا ہے اب بی بی کا ترجمان کچھ بھی کہتا رہے مگر بی بی کو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکیں عوام کو سوچنا ہے کہ پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں کتنے بڑے ملوث ہیں....... پاکستان چند بڑوں نے نہیں عوام نے اپنا خون دے کر بنایا ہے........عالم اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب کرنا ہوگا... اس کے لئے ایک مضبوط اور مشترکہ اسلامی اتحاد کی ضرورت ہے..... جس طرح یہ یہود ونصاری مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں اور اس خونی کھیل میں ہمارے اپنے بھی برابر کے شریک ہیں کرسیوں کی خاطر...... چند سکوں کی خاطر خدا انہیں عقل سلیم عطا کرے اکیلے ہی جانا ہے سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ.......

کمال کی بات تو یہ ہے کہ وہ ایجنسیاں جو کراچی کے نہتے عوام کو اپنی بربریت اور دہشت گردی کا نشانہ بناتی رہتی ہیں وہ بھی خواب خرگوش کے مزے لوٹتی رہیں اور انہیں بھی علم نہ ہوسکا انکا علم صرف اس حد تک محدود ہے کہ پاکستان بنانے والے اور پاکستان کو بچانے والے دہشت گرد ہیں اور انہیں مارنا ثواب ہے...... جب رینجرز کو شہریوں کی ہلاکت پر مامور کردیا جائے گا تو پھر جس کا دل چاہے سرحد پار کرکے آ جائے اور جو مرضی کرکے چلا جائے کیونکہ ہماری حکومت کورنگی اورنگی عزیز آباد لیاقت پر زیادہ نظر رکھتی ہے..... رینجرز نے ان علاقوں میں ایسا گھیرا ڈالا ہے کہ دل خون کے آنسو روتا ہے جو بھی نظر آتا ہے اسے گولی ماردو..... شاید یہی ان کا منشور ہے..... ملکی حالات اور غیر ملکی حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں.... جس کا اندازہ ہم سے زیادہ حکومت کو ہے..... ہمارا تو جو حشر ہو رہا ہے وہ پوری دنیا کے سامنے ہے...

کوئی سرے محل بنا رہا ہے تو کوئی رائے ونڈ میں سلطنت قائم کرنا چاہتا ہے..... سرزمین پاکستان خداوند کریم کا دیا ہوا عطیہ ہے جو بھی ملک کے ساتھ غداری کرے گا وہ خدا کے عذاب سے اور اس کے قہر سے نہیں بچ سکتا..... بھٹو اور مجیب کا حشر ہمارے سامنے ہے..........

(وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے)

....

روپے کی قدر میں کمی اور قومی مفاد

قرضوں کی مالیت بڑھنے لگی

۹ ماہ میں ۱۳ فیصد ڈی ویلیوایشن

آؤ کوڑی کوڑی کھلیں"........

نہیں ہم تو ڈالر ڈالر کھیلیں گے"......

"وہ کیوں.......؟

"انجان کیوں بنتی ہو"........

"کیا ساری باتیں بھول گئیں...... پہلے کیا ہوتا تھا......

"ہمیں کیا معلوم کیا ہوتا تھا......

"کوڑیاں ایسے جمع کر کے رکھی جاتی تھیں..... جیسے آج کل لوگ ڈالر خرید کر جمع کر رہے ہیں....

"کیا کوڑیوں کی کوئی حیثیت تھی.....؟

ارے حیثیت......! اتنی بڑی حیثیت کہ ایک کوڑی کی تو آٹے کی پوری بوری آجاتی تھی.....اور پھر جس کے پاس دس بیس کوڑیاں ہوتی تھیں...... وہ تو امیر آدمی ہوتا تھا.....ہم کو لطیفے سنا کر مت ہنساؤ.....آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو"ہم تو صرف یہی کہہ رہے ہیں کہ آؤ کوڑی کوڑی کھلیں اچھا اب میں سمجھی..... آج کل تم پھر باہر جانا چاہتی ہو......ایک جگہ تو ٹکتی ہی نہیں ہو......

میں پوچھتی ہوں...... میرے باہر جانے سے کوڑیوں کا کیا تعلق.....؟

ارے تعلق ہے اور بالکل تعلق ہے.....تم ہمیں کیا بے وقوف سمجھتی ہو.....؟

"اچھا بتاؤ تم کیا سمجھیں......"

ارے ہم کیا پوری دنیا سمجھتی ہے...... اور پاکستان کے لوگ تو اپنے مقدر کو رو رہے ہیں..... کہ بظاہر تو پاکستانیوں کی حکومت ہے لیکن سکہ امریکہ کا چلتا ہے.....تم کیا اخبارات نہیں پڑھتیں کہ حکومت ہر روز

یہی اعلان کرتی رہتی ہے کہ پاکستانی روپے کی قیمت میں آئندہ کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور اس بات کو کہے ہوئے ہفتہ بھی نہیں گزرتا کہ کہ خبر آ جاتی ہے کہ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی جارہی ہے......وہ بھی ملکی مفاد میں ارے میں پوچھتی ہوں کہ یہ کیسا ملکی مفاد ہے کہ ہم بندر کی طرح امریکہ کی ڈگڈگی پر ناچ رہے ہیں امریکہ نے کبھی بھی پاکستان کے مفاد کے بارے میں نہیں سوچا اس نے ہمیشہ ایسی چالیں چلی ہیں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے......ہمارے ملک میں دخل اندازیاں کر کے ملک کو دولخت کیا......اب معاشی اور اقتصادی طور پر پاکستان کو تباہ کرنا چاہتا ہے......گزشتہ روز اسٹیٹ بینک نے ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں ۴.۳۳ فیصد کی کمی کر کے اپنے پچھلے بیانوں کی خود ہی نفی کر دی ہے......جس میں کہا گیا تھا کہ آئندہ روپے کی قیمت میں کمی نہیں کی جائے گی......سرکاری طور پر روپے کی قیمت میں کمی سے ڈالر کی قیمت ۵۱ روپے اور پونڈ کی ۸۵ روپے ہو گئی ہے......خدا کا خوف تو بالکل ہی اٹھ گیا ہے......حکومت کیوں نہیں سوچتی کہ جو ہم نے اربوں روپے کے قرضے لئے ہوئے ہیں ان پر سود کی ہی رقم اتنی ہو جائے گی کہ ہماری نسلیں بھی اس کی ادائیگی نہ کر سکیں گی......اور اصل رقم برقرار رہے گی......اس سے قبل اکتوبر ۱۹۹۷ء میں روپے کی قدر میں ۸.۷ فیصد کمی کی گئی اور پھر اعلان آ گیا تھا کہ اب روپے کی قیمت میں مزید کمی نہیں کی جائے گی اس طرح اکتوبر ۱۹۹۷ء سے لے کر اب تک ۹ ماہ میں ۱۳ فیصد کمی ہو چکی ہے......

ایک طرف حکومت نعرے لگاتی ہے کہ قرض چکاؤ ملک بچاؤ اور پھر خود ہی اپنے ہی روپے کی قدر میں کمی کر کے قرضوں میں ۱۱۵ ارب کا اضافہ کر لیا ہے......بار بار یاد دہانیوں کے وجہ سے حکومت نے خود اپنا وقار مجروح کر لیا ہے......عوام ایک چیز کے لئے ترسنے پر مجبور ہو گئے ہیں......آٹا ہے تو دال نہیں دال ہے تو سبزی نہیں......دنیا بھر میں آلو اور پیاز دو ایسی چیزیں ہیں جن سے غریب آدمی گزارہ کر لیتا ہے لیکن اب ان کی قیمتوں کے بارے میں نہ پوچھو تو اچھا ہے......روپے کی قیمت میں کمی کر کے ملک کو معاشی بدحالی کی طرف دھکیل دیا گیا ہے......اور ممالک تو اپنے ملک اور عوام کی خوشحالی چاہتے ہیں......اپنی کرنسی میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنی کرنسی کی قدر بڑھا کر ملک کو معاشی

بدحالی سے نکال کر عوام کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کرتے ہیں......عوام کو بتایا جائے کہ آخر روپے کی قیمت میں کمی کر کے معاشی بدحالی پیدا کر کے......امن وامان کی صورت حال خراب کر کے ملک کی کون سی خدمت کی جارہی ہے......

....

گھاس کھانے کا تجربہ کیسا رہے گا
کراچی میں خونی کھیل بند کیا جائے
صرف مہاجروں کا قتل عام کیوں؟

آؤ گھاس کھانے چلیں.....

تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا ہے کیا واقعی گھاس کھا کے آئی ہو.....

ابھی تک تو نہیں کھائی.....لیکن جب میاں صاحب گھاس کھائیں گے تو پھر ہم کیا سب ہی ایک دوسرے کی گھاس سے خاطر مدارات کریں گے.....!

اور جن کے گھر گھاس ہی نہ ہوگی وہ کیا کریں گے.....؟

وہ پاس پڑوس کی کوٹھیوں سے گھاس ادھار لیں گے اگر اس پر بھی بس نہ چلا تو یہ ننگی بھوکی قوم سارے بڑے گھرانوں کو واقعی ویران کر دے گی..... کیونکہ شہباز شریف کے بیان کے بعد ان کے گھروں کی ویرانی ان کا مقدر بن چکی ہے.....ان لوگوں سے جو.....نہ سوچتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں..... غیر ممالک میں بیٹھ کر اپنے غریب عوام کو ایسی ایسی سناتے ہیں کہ وہاں کے لوگ بھی ان کو صحیح الدماغ نہیں سمجھتے.....اگر سمجھتے تو صحافی بھائی ان کو گھاس کا نذرانہ پیش نہ کرتے کہ پہلے میاں صاحب خود تو گھاس کھانے کا تجربہ کرو.....اگر یہ تجربہ کامیاب ہو جائے تو پھر ہمیں بھی اس نسخہ پر عمل کرنے کی ہدایت کرنا.....شہباز شریف اور اخباری نمائندوں کے درمیان جو بھی مکالے بولے گئے ہیں وہ دیکھنے والوں کے لئے بے پیسے کوڑی کی ایک مزاحیہ فلم کا سین تھا.....یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ جن صحافی بھائی نے برجستہ ان کو عملی جواب دیا ہے وہ پاکستان میں نہیں ہے.....ورنہ واپسی پر ان کا زن بچہ کولہو پلوا دیا جاتا یا بیچارے ایجنسیوں کے ہاتھوں جعلی مقابلے میں کب کے شہید ہو چکے ہوتے...ہم اپنے ہم قلم بھائی کو یہ بتاتے چلیں کہ ہم بھی جب بھی کھلم کھلا لکھتے ہیں تو اپنے آپ کو شہید تصور کر لیتے ہیں... کیونکہ شہید کبھی مرا نہیں کرتے بس وہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہو کر سارے کام نمٹاتے رہتے ہیں سو

ہم بھی عقل اندھے اور گانٹھ کے پوروں کو بار بار سبق پڑھاتے رہتے ہیں کرسی پر بیٹھنے والو... اونچی اڑان اڑنے والو... کبھی نظریں نیچی بھی رکھا کرو ایک ہی طرف ٹکٹکی لگانے کے بجائے آس پاس بھی دیکھ لیا کرو... گھاس کھانے کا مشورہ دینے والوں اپنے باغ باغیچوں کی خیر مناؤ.. کہیں تمہارے گلشن میں خزاں نہ آ جائے... ڈرو اس وقت سے جب تمہیں کھانے کے لئے واقعی گھاس بھی نہ ملے.. دیکھ لینا ایک دن تمہارے یہی یہودی دوست تم سے کام نکالنے کے بعد تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑیں گے.

یہ دنیا مکافات عمل ہے..... کل تک تم لوگ ہمارے بچوں کے سروں کی قیمتیں مقرر کرتے تھے...... آج ایک ایسا مائی کا لال پیدا ہو گیا ہے. جس نے تم لوگوں کے سروں کی قیمتیں بھی مقرر کر دی ہیں..... اس کے بے آواز لاٹھی کی آواز کیا اب بھی نہیں سن رہے ہو..... کب سنو گے.....؟ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے... ہر وقت کے ظلم و ستم ... معصوم بچوں کا قتل عام..... عورتوں کی بے حرمتی..... جوانوں کے لاشے .....یتیم بچوں کی آہ و زاری..... سہاگنوں کی سونی کلائیاں کیا یہ حقیقت نہیں ہے..... سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی نہ دیکھنا اور سب کچھ جاننے کے باوجود انجان بننا..... کس کے اشارے پر..... اس کے اشارے پر جو دنیا میں سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے..... امریکہ..... اس کی شیطانی انگلیوں پر رقص کرنا مسلمان حکمرانوں کو زیب نہیں دیتا قوم کو اتنا بے وقوف بناؤ جتنا قوم بن سکے..... اس گھناؤنے کھیل سے اب ملک کا بچہ بچہ واقف ہے..... دہشت گردی کی گود میں پلنے والے حکمرانو... کراچی میں اپنا یہ خونیں کھیل بند کر دو.... سمجھ میں نہیں آتا کہ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو".....

پوری کراچی کو چھوڑ کر جنازے بھی مہاجر بستیوں سے اٹھائے جاتے ہیں.. بوری میں بند لاشیں اور گولیوں سے چھلنی جسم... کسی اور قوم کے کیوں نہیں ملتے... کراچی تو منی پاکستان ہے یہاں پر ساری ہی قومیں آباد ہیں. کبھی آپ نے سنا کہ کسی قوم کے بچے اجتماعی طور پر گولیوں سے بھون دیئے گئے ہوں..... یا کبھی مسخ شدہ لاش ملی ہو.. کبھی ایسا نہیں ہوا اور اللہ کرے کسی کے ساتھ ایسا نہ ہو...... جیسا ظالمانہ اور ہتک آمیز سلوک ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے... ہم کتنا ہی رو لیں اور کتنا ہی اپنی بے بسی اور بے چارگی کا مظاہرہ کریں... حکومت کی طرف سے ایک ہی جواب آتا ہے... جس کو سن کر کان پک

گئے ہیں... کہ ہم کراچی کا امن وامان تباہ کرنے والوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے.... خدا جانے وہ آہنی ہاتھ کس کا ہے... خود ایجنسیوں کا یا حکومت کا..... آج تک یہ آہنی ہاتھ گوشت پوست کے قاتلوں کو نہ پکڑ سکے... حکومت کی طرف سے صرف تسلیاں ہی تسلیاں ہیں.... جب ہمارے بچے ہی محفوظ نہیں ہیں... کلیاں کھلنے سے پہلے یہ مرجھا جاتی ہیں... ایک دن میں دس دس جنازے اٹھ جاتے ہیں... ہماری کوئی شنوائی نہیں ہے تو پھر حکومت میں رہنے کا فائدہ.....؟

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

....

اسٹیٹس مسلم لیگ کی شروعات

سردار علی صابری کی منفرد خدمات

پیڑ بنے خاموش کھڑے ہیں کیسے کیسے لوگ

آج تو جی چاہ رہا ہے کہ گزرے مردے اکھیڑیں پرانی یادوں کو تازہ کرنا یا پھر تاریخ پڑھنا گڑے مردے اکھاڑنے کے برابر ہی تو ہے.. جہانگیر ایک بادشاہ تھا.. ہاں ضرور ہوگا اس کی بیوی ملکہ نور جہاں تھی.. وہ بھی ہوگی.. پھر انار کلی کا چکر.. وہ بھی چلا ہوگا.. اس سے ہمیں کیا فائدہ.. بس ہمیں تو گڑے مردے اکھاڑنے میں جو مزہ آتا ہے. اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے اور ہم تاریخ اسی پڑھتے بھی ہیں کہ شاید ہمارے مطالعہ میں کوئی چیز نظر سے گزرے اور ہماری معلومات میں اضافہ ہو.

یہ تقریباً سن ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے کہ مسلمانان جے پور اپنی جامع مسجد کے تنگ دروازے کو اونچا کرنا چاہتے تھے تاکہ اندر سے باہر آنے میں لوگوں کو دشواری نہ ہو.....اور بوقت ضرورت جنازے بھی مسجد کے اندر بغیر کسی تکلیف کے آ جاسکیں مسجد کے دروازہ کو اونچا کرنے کیلئے مہاراجہ جے پور کی اجازت حاصل کرنا بے حد ضروری تھا.....جے پور کے مسلمانوں نے مہاراجہ سے درخواست کی کہ ہم کو ہماری عبادت گاہ کا دروازہ اونچا کرنے کی اجازت دی جائے.....کیونکہ ہمیں مسجد کے اندر آنے جانے میں اور اپنے جنازے بھی لانے میں جو وقت اور پریشانیاں ہیں وہ دور ہو جائیں اور ہم مسلمان اپنے ارکان آسانی سے ادا کرسکیں مہاراجہ جے پور نے اجازت دینے سے صاف انکار کردیا اس بات پر مسلمانان جے پور نے سخت احتجاج کیا تو مہاراجہ نے گولی چلانے کا حکم دے دیا....جس کے نتیجے میں سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں مسلمان جے پور سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے اور ہجرت کر کے دہلی آ گئے اور انہوں نے مسلم لیگ سے امداد طلب کی اس زمانے میں دہلی سے مسلم لیگ اور مسلمان ہند کا ترجمان روزنامہ انجام نکلتا تھا...جس کے ایڈیٹر سردار علی صابری تھے....اور مسلم لیگ کے بھی سرگرم کارکن تھے تاہم صابری صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مسلم لیگ مہاجرین کی امداد کے لئے

تیار نہیں تو صابری صاحب نے جامع مسجد دہلی کے امام شمس العلماء جناب سید احمد (مرحوم) کے ساتھ بات چیت کی اور ان کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اگر مسلم لیگ ان بے خانماں افراد کا ساتھ نہیں دے گی تو کم از کم ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے ان کے دکھ اور درد میں شریک ہونا چاہیے امام صاحب جامع مسجد نے اتفاق کرتے ہوئے مہاجرین کیلئے خیمے نصب کرنے کا خرچ اپنے ذمے لے لیا اور کھانے پینے کا خرچ سردار علی صابری کے ذمہ ٹھہرا لہٰذا امام صاحب جامع مسجد نے سنگھاڑوں کے باغ میں مہاجرین کے خیمے لگا دیئے اور صابری صاحب نے ہزاروں مہاجرین کیلئے دال اور روٹی کا بندوبست کیا اور یہی نہیں بلکہ مہاجرین جے پور کی انجمن بھی بنائی جس کا صدر جے پوری مہاجر جلال خان کا بنایا ادھر جلال خان کے اثر ورسوخ سے کچھ پیسہ جے پور سے بھی آتا رہا اور کچھ امداد صابری صاحب نے اجمیر جا کر جناب مرزا عبدالقادر سے حاصل کی اور مہاجرین جے پور کی حمایت میں تقریریں بھی کیں اور دورے بھی کئے مرزا عبدالقادر بیگ اس وقت اجمیر میں ٹریڈ یونین کے صدر بھی تھے اسی دوران سردار علی صابری صاحب نے مہاراجہ جے پور کے خلاف ستیہ گرہ شروع کر دی نیلی پوشوں نے مہاجرین جے پور اور سردار علی صابری کا بھرپور ساتھ دیا اور پھر جتھے جے پور جانے لگے پانچ سو زیادہ رضا کار جے پور جیل میں بند ہو گئے صابری صاحب کو بہت تشویش ہوئی اور وہ مرزا قادر بیگ کو لے کر جے پور روانہ ہو گئے تا کہ تصفیہ کی کوئی صورت نکل آئے جے پور کے آئی جی پولیس مسٹر ڈوڈے سے ملے اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا مسٹر ڈوڈے نے ان لوگوں کی ایک نہ سنی اور یہ لوگ ناکام دہلی واپس آ گئے اسی زمانے میں سید سردار اختر جو ایک اچھی مقررہ تھیں ان کا مہاراجہ جے پور نے اچھی خاصی رقم کھلائی اور ان کو واپس جے پور لے کر آئیں انہوں اپنی تقریریں میں مہاجروں کو مشورہ دیا کہ مسجد کا دروازہ جیسا ہے ویسا ہی رہنے دو اور سب لوگ واپس جے پور چلے جائیں اور لڑائی جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں صابری صاحب نے سنا تو وہ کہاں خاموش رہ سکتے تھے اپنے وقت کے جذباتی مقرر تھے اور پھر جوانی کا جوش انہوں نے سیدہ اختر کو اٹھا کر باہر پھینک دیا اس پر سیدہ سردار اختر نے بہت شور مچایا کہ تم نے ایک عورت کو ہاتھ کیسے لگایا....؟ اور اتنی بڑی جرات کیسے کی ان کے سوال پر صابری

صاحب کا یہ تاریخی جملہ جو اس روز کے سارے اخبارات کی زینت بنا یہ تھا کہ عورتوں کو مرد ہی ہاتھ لگاتے ہیں اس جملہ میں کتنی شائستگی اور طنز ہے یعنی جب بیٹی ہوتی ہے تو باپ سینے سے لگاتا ہے اور جب رخصت ہوتی ہے تو بھائی بڑے پیار سے گود میں اٹھا کر ڈولی میں بٹھاتا ہے صابری صاحب نے ایک نظم مہاجرین جے پور کے حق میں لکھی جو بچہ بچہ کی زبان پر تھی جس کا ایک شعر آج بھی ہمیں یاد ہے......

خواب بیدار ہو اور دامن جے پور پر
خون مسلم کی ذرا گلکاریاں بھی دیکھ

اس وقت سردار علی صابری کا اپنا ذاتی اخبار آزاد نکلتا تھا اور سردار علی صابری صاحب آزاد خبار کے مالک اور ایڈیٹر تھے اپنے اخبار میں انہوں نے دل کھول کر مہاجرین جے پور کی حمایت کی اور اسلام کے اس سرفروش مجاہد نے بہادر یار جنگ سے خط و کتابت شروع کر دی اور انہیں مشورہ دیا کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ قائم کی جائے جو ریاستوں میں بھی کام کرے خط و کتابت کامیاب ہوئی اور نواب بہادر یار جنگ نے اپنی زیر صدارت آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ قائم کر دی اس طرح سردار علی صابری نے مہاراجہ جے پور سے مستقل دشمنی مول لے لی آج بھی آفتاب تازہ کے نام سے لکھی ہوئی یہ تاریخی کتاب ہندو پاکستان میں مل جاتی ہے۔ جس میں سردار علی صاحب اور نواب بہادر یار جنگ کی خط و کتابت آج تک محفوظ ہے۔ جس سے لوگوں کو صحیح حالات زندگی پڑھنے کو ملتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ کس طرح لوگوں نے اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں کی آبیاری کی.... میرے پاس کتاب کے دو صفحات موجود ہیں جو بھائی بہن چاہیں میں فوٹو اسٹیٹ کرا کے بھیج سکتی ہوں مگر وہی مثال ہے کہ بقول شاعر

سر پر چڑھ کے بول رہے ہیں بونے جیسے لوگ
پیڑ بنے خاموش کھڑے ہیں کیسے کیسے لوگ

جے پور میں مسجد کا دروازہ انچا کیا گیا
اسٹیٹس مسلم لیگ قومی ضرورت قرار پائی

سردار صابری کو بہادر یار جنگ کا خط

سردار علی صابری کی نظم کا ایک شعر گزشتہ روز قارئین پڑھ چکے ہیں کہ

خواب سے بیدار ہو اور دامن جے پور پر
خون مسلم کی ذرا گلکاریاں بھی دیکھ لے

ادھر دہلی میں بچہ بچہ کی زبان پر یہ مصرعہ تھا اور اب صابری صاحب کی روحانیت ملاحظہ فرمایئے کہ مہاراجہ جے پور کے محل میں ساری رات بڑی ہی سریلی آواز میں کوئی غیبی آواز یہ نظم گاتی رہی مہاراجہ جے پور بہت پریشان ہوئے کہ ہمارے محل میں کون گھس آیا ہے.....؟ سارا محل مہاراجہ صاحب نے چھان مارا پوری رات جاگتے گزری خیر صبح ہوئی تمام ملازمین کو بلا کر پوچھا گیا سب نے لاعلمی کا اظہار کیا بلکہ یہاں تک کہ سب نے اقرار کیا ہم نے ایسی کوئی آوز نہیں سنی بات آئی گئی مگر دوسری رات پھر وہی عالم سریلی غیبی آواز راجہ کے محل میں گونجتی رہی....

یہ آواز دل کے ٹکڑے کیئے دے رہی تھی مہاراجہ رات بھر نہ سو سکے صبح اٹھ کر انہوں نے سردار اختر کو بلا لیا اور کہا کہ صابری صاحب سے جا کر یہ معلوم کرو کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ کس قسم کا انسان ہے جس نے میری راتوں کی نیندیں حرام کردی ہیں سردار اختر مہاراجہ جے پور کے اشارے پر دہلی آئیں اور صابری صاحب سے ملاقات کی متمنی ہوئیں صابری صاحب کو معلوم ہوا کہ سردار اختر صرف ان سے ملنے کے لئے اور مہاراجہ جے پور کی بھیجی ہوئی آئی ہیں تو ان کو ملنے کا وقت دے دیا.... ملاقات ہوئی اور یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی آخر سردار اختر اپنے مطلب پر آئیں اور گویا ہوئیں کہ صابری صاحب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی نظم کا یہ ایک شعر مہاراجہ کے محل میں کون گاتا ہے؟ اس پر آپ ذرا کچھ روشنی ڈالیں گے صابری صاحب نے ایک غصہ کی نظر سردار اختر پر ڈالی اور کہا محترمہ اب آپ

جاسکتی ہیں اگر آپ کا ضمیر مسلمان کی لاشیں دیکھتے دیکھتے اتنا مردہ ہو چکا ہے تو میرے پاس نہ اس کا علاج ہے اور نہ ہی کوئی جواب اس جواب پر سردار اختر بہت شرمندہ ہوئیں اور واپس چلی گئیں اب آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں کہاں دہلی اور کہاں جے پور پھر سردار علی صابری ہی کی نظم کے اشعار کیوں مہاراجہ جے پور کبھی بھی یہ معمہ حل نہ کر سکے مہاراجہ کا کہنا تھا کہ آج تک میں نے اتنی سریلی آواز بھی نہیں سنی جس آواز میں اتنا درد بھی ہو کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے آخر مہاراجہ جے پور پر اتنی دہشت بیٹھی کہ وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ میں کیا واقعی غلطی پر ہوں آخر بڑے سوچ بچار کے بعد مہاراجہ کو اپنا فرمان واپس لینا پڑا اور مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ مسجد کا دروازہ اونچا کر سکتے ہیں اسطرح نواب بہادر یار جنگ اور سردار علی صابری نے ریاستوں میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جس نے ثبوت میں کتاب آفتاب دکن کے ان اوراق کی نقول پیش کرتی ہوں جس میں نواب بہادر یار جنگ نے سردار علی صابری کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا کہ ریاستوں میں مسلم لیگ بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے نواب بہادر یا جنگ سارے ہندوستان میں مقبول ترین شخصیت بن چکے تھے برطانوی ہند کے مختلف شہروں اور مختلف ریاستوں میں آپ کو مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی حالات کے مطالعے کا موقع ملا برطانوی ہند کے مسلمان بیدار ہو چکے تھے لیکن ریاستی مسلمانوں کو کوئی علاج تجویز نہیں کیا گیا تھا قائداعظم محمد علی جناح سے تفصیلی گفتگو اور تائید کے بعد آپ نے تہیہ کر لیا کہ مسلمانان ریاست ہائے ہند کی قیادت کا حق بھی ان مسلمانوں کو حاصل ہو جانا چاہیے چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک خط سردار علی صابری ایڈیٹر روزنامہ آزاد دہلی کو تحریر فرمایا خط کی نقل درج ذیل ہے نواب صاحب کا خط سردار علی صابری ایڈیٹر روزنامہ آزاد کے نام حیدرآباد مورخہ 9 ستمبر 1939

میرے عزیز اور دینی بھائی

اس خط کی ترسیل سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان رعایا کی بیداری اور تنظیم کے لئے انڈین اسٹیٹس مسلم کانفرنس کے قیام کی جانب آپ کی توجہ مبذول کروں انڈین اسٹیٹس پیپلس کانفرنس کی موجودگی میں ایسے مرکزی نظام کی ضرورت اس لئے محسوس کی جارہی ہے کہ اولاً مسلمانوں

کو کانگریسی پرجا منڈل اور جاپر مشید کے چنگل سے بچایا جائے ثانیاً مسلمانوں کی موجودہ حیثیت وموقف کی حفاظت کی جائے ثالثاً مسلمانوں کے لئے معاشرتی اقتصادی مذہبی اور سیاسی حقوق حاصل کئے جائیں علاوہ ازیں انڈین اسٹیٹس مسلم کانفرنس چونکہ مسلم لیگ کی ایک ملحقہ جماعت ہوگی اس لئے اس کے قیام سے ہمیں اپنے قومی مستقبل قومی وجود کو برقرار رکھنے میں مدد ملے گی.....

وقت آ گیا ہے کہ اب ہم کمر باندھ کر ان ہندوستانی ریاستوں کے مسلمانوں کو مصائب سے بچائیں جہاں ان پر سیاسی غلامی مسلط ہو چکی ہے اور ان کو اقتصادی اعتبار سے پامال کیا جا رہا ہے اور ان کا تمدن خطرہ میں ہے اس تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے ایک آل انڈیا کانفرنس منعقد کی جائے گی اور اس سے پیشتر پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ پرزور پروپیگنڈے کی ضرورت ہے مسلمانوں میں تنظیم کے ابتدائی کاموں کو فوراً وسیع پیمانے پر شروع کر دینا چاہیے تھوڑے عرصہ بعد مسلم لیگ کی طرح ہندوستانی ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت کا معائنہ کرنے لئے انڈین اسٹیٹس مسلم کانفرنس کا ایک وفد مقرر کیا جائیگا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پیش نظر مقصد کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا اثر ورسوخ صرف کیجئے براہ کرم ایسے افراد اور جماعتوں سے مطلع فرمایئے جنہیں اس مسئلے سے دلچسپی ہو اور اپنے حلقہ میں رفقاء اور احباب میں گرم جوشی کا بلاک قائم ہو کیجئے آپ کا بھائی بہادر یار جنگ...

روزنامہ آزاد ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء

پھر اس کے بعد ہی آپ نے ریاستی مسلم لیگ کے قیام کا اعلان فرمایا اس خط کے لئے ہم کتاب آفتاب دکن کے شکر گزار ہیں جس کے مصنف حمید اللہ خان شیدا صاحب ہیں اس طرح نواب بہادر یار جنگ اور صابری صاحب کی کوششوں سے اسٹیٹس مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور آج بھی جونا گڑھ بھوپال مانا وادر اور بہت سی ریاستیں پاکستان میں شامل ہونے کے لئے تڑپ رہی ہیں ریاست حیدرآباد دکن نے جتنی کوشش کی اور باقاعدہ ہندوستان کے ساتھ جنگ لڑی کہ ہم پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں ہم تو صرف دکھ اور درد کے ساتھ ہی ہندوستان کی ریاستوں میں رہنے والے مسلمانوں کے دعائے خیر ہی کر سکتے ہیں ویسے کل کیا ہو جائے خدا جانے...

قومی اسمبلی میں قومی زبان سے گریز
اردو ہماری پہچان کیوں نہ بن سکی
انگریزی بولنا بڑائی کی علامت سمجھی گئی

بی مدہ ذرا سیلانی طبعیت واقعہوئی ہیں پاؤں میں تو گلہری کا خون لگا ہے ایک جگہ ٹک کر تو بیٹھنا جانتی ہی نہیں گھر سے نکلے کافی عرصہ ہوگیا تھا میاں صاحب خیر سے اسمبلی کے ممبر ہیں وہی مثل ہے کہ سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا ہے پھر بھی میاں سے ڈرتے ڈرتے بولیں کہ خاوند صاحب اب کی ہم بھی تمہارے ساتھ اسلام آباد چلیں گے اور قومی اسمبلی کے اجلاس کی کاروائی بھی دیکھیں گے اس طرح مدہ بیگم اسلام آباد چلی گئیں ابھی گئے ہوئے خیر سے چار دن بھی نہ گزر رہے تھے کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی دوسری طرف سے مدہ بیگم دھاڑ رہی تھیں ہم حیران کہ الہی یہ ماجرا کیا ہے کہنے لگیں اب تم ذرا جلدی آجاؤ ان اسمبلی والوں نے تو قائداعظم کے قول کی بھی لاج نہیں رکھی میں نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا خیر تو ہے میں ابھی آرہی ہوں اور میں نے رکشہ لیا اور سیدھی مدہ کے گھر پہنچ گئی دیکھا کہ بی مدہ سروتہ ساتھ ہی لئے ٹہل رہی ہیں اور جلدی جلدی منہ میں پان چبا چبا کر اگلدان پر بیل بوٹے بنا رہی ہیں ہمیں دیکھتے ہی کہنے لگیں اے سدو باجی ذرا یہ بتاؤ کہ قومی اسمبلی کس کو کہتے ہیں ہم کہا کہ مدہ بہن قومی اسمبلی اس کو کہتے ہیں جہاں پر سارے ملک کے منتخب نمائندے ایک جگہ جمع ہو جائیں وہی قومی اسمبلی کہلاتی ہے.....

جھلا کر بولیں.....ارے یہ بھی تو کہو کہ پھر وہی نمائندے ملک اور قوم کی تقدیر سے بھی کھیلتے ہیں.....

بلکہ ان کرسیوں پر بیٹھ کر بڑے بڑے کھیل کھیلتے ہیں.....!

ہم نے پوچھا بات کیا ہے.......آپ تو نواز شریف صاحب کی تقریر سننے گئی تھیں کچھ غلط کہا ہے.....

ارے نہیں وہ تو شریف ہی شریف ہے خدا کے لئے اس کے آگے پیچھے کچھ مت لگاؤ.....رہا نواز.....تو اللہ کی بندی اللہ ہی تو نواز تا ہے.......میں کچھ اور کہنا چا رہی ہوں.....

تو کیسے نا کس نے منع کیا ہے......

پہلے یہ بتاؤ کہ ہماری قومی زبان کیا ہے......؟

بھئی قائداعظم کے قول کے مطابق کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی تو پھر قومی زبان اردو ہی ہوئی نا......

بے شک اردو ہماری قومی زبان ہے......

اسی بات کو تو صدمہ ہے کہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس دیکھنے گئی.... اللہ بھلا کرے اپنے وزیراعظم کا...... کیا خوبصورت تقریر کی تھی...... اور اردو میں یعنی قومی زبان میں دل خوش ہو گیا...... کیا بتاؤں سدو باجی وزیراعظم کی تقریر ختم ہونے کے بعد تو ایسا معلوم ہوا کہ ہم پاکستان کی قومی اسمبلی میں نہیں بلکہ اقوام متحدہ کی اسمبلی میں بیٹھے ہیں ساری کاروائی دیکھ رہے ہیں...... وزیراعظم کی تقریر کے بعد ایمرجنسی پر بحث چھڑ گئی مجال ہے کسی نے اردو میں بات کی ہو...... پوائنٹ آف آرڈر...... انگریزی میں....اس کا جواب انگریزی میں...... گرما گرمی انگریزی میں .... ہاتھا پائی انگریزی میں ....اس کے بعد وقت آیا حزب اختلاف کے لوگوں کا احتجاجا ہال سے باہر جانے کا....وہ بھی انگریزی میں بڑبڑاتے ہوئے دومنٹ کے لئے باہر نکل گئے واپس آئے تو انہی انگریزی روایات کے ساتھ معلوم ہوتا تھا کہ قوم کے نمائندے قومی زبان بولنا اپنی توہین سمجھتے ہیں.... انگریزی زبان ضرورت کے لحاظ سے ٹھیک ہے جیسے کہیں قانونی پیچیدگیاں ہیں اور قانونی حوالے دینا ضروری ہیں ...تو پھر آپ ضرور انگریزی میں سوال جواب کریں جبکہ آپ کو اردو آتی ہے جو آپ کی قومی زبان ہے اور اسمبلی بھی قومی ہے تو پھر اس اسمبلی میں بیٹھ کر اردو زبان کی توہین کرنا کون سی شان وشوکت کی بات ہے

ارے سدو باجی میں نے سندھ اسمبلی کے اجلاس کی بھی کاروائی دیکھی ہے لیکن میں نے اپنے سندھی بھائیوں کو اتنی خوبصورت اردو بولتے دیکھا ہے کہ طبیعت خوش ہو گئی اور اپنے آپ سے شرم آنے لگی یہ سندھی ہوتے ہوئے قومی زبان میں بات کرتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ پچاس سال گزر جانے کے بعد بھی ٹوٹی پھوٹی سندھی بھی نہیں بول سکتے لیکن سندھ اسمبلی میں وہ حضرات بھی انگریزی بولنے کی

کوشش کرتے ہیں جو انگریزی صحیح بول نہیں سکتے بس اپنا رعب جھاڑنے کیلئے الٹی سیدھی انگریزی بولنے کے بعد اپنے اردگرد نظریں بھی گھما کر یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کون کون ہماری انگریزی کی داد دے رہا ہے جو پڑھے لکھے لوگ ہیں صرف مسکرا کر ان کی بچکانہ حرکتوں کو دیکھتے ہیں تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری انگریزی کی ہم کو داد مل رہی ہے اب تم ہی بتاؤ سدو باجی قومی اسمبلی میں بیٹھ کر قومی زبان کی توہین کوئی اچھی بات ہے اسکے بعد بھی قائداعظم کا پیروکار ہونے کا دعویٰ کریں اور کہیں کہ قومی تشخص ہمارے ہی دم سے قائم ہے تو پھر ہم اتنا ہی کہیں گے اللہ تجھے میری طرح صاحب ادراک کرے......

....

عورت سے ناراض خاں صاحب کا خط

ایک خاتون کا دوسری پر ظلم

عورت کے حقوق کا احساس کرنے کی ضرورت

کس قیامت کے نامے میرے نام آتے ہیں........

پشاور سے بھائی خلیل خاں لکھتے ہیں..... محمودہ بہن.... سلام ہم تمہارے کالم پڑھتا ہے ہمیں بہت اچھا لگتا ہے... مگر قسم خدا کی جب تم کسی عورت کی تعریف لکھتا ہے تو ہمارا خون ایک دم گرم ہو جاتا ہے.. اور تم زہر کے موافق لگتا ہے... ہم ہمیشہ تم کو ماں.. بہن.. بیٹی سمجھتا تھا کہ تم ہمیشہ اچھی باتیں لکھتی تھیں اور تم زیارتیں کر چکی ہو... مگر اب تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے عورتوں کی مظلومیت بیان کرنا شروع کر دیا ہے جسے سے ہمارا منہ ایک دم کڑوا ہو گیا.... خدا کی قسم اگر تم سامنے ہوتا تو ایک دم گولی مار دیتا.... ہم تو عورت کو ماں، بہن کے بعد بالکل پاؤں کی جوتی سمجھتا ہے.. ایک کالم میں تم نے عورت کی اتنی تعریف کی کہ ہم سب پاگل ہو گئے اور تمہیں بہت برا بھلا کہا.... جب تک عورت بیٹی رہتا ہے قسم خدا کی ہم اس کی پہریداری کرتا ہے کہ ہماری عزت پر حرف نہ آئے.. ماں ہوتا ہے تو ہم دل کھول کر محبت کرتا ہے... بس یہی تو ایک رشتہ ہے جو ہم کو اچھا لگتا ہے چلو بہن کی بھی چوکیداری ٹھیک ہے.. مگر یہ سالی بیوی ہے نا... اس کے تو دماغ ہی خراب ہو جاتے ہیں... اب ہم تم کو کیا بولے ہر وقت فرمائش کرتا ہے چار کتابیں کیا پڑھلیں کہ ہمارے منہ کو آتی ہے اپنا حق مانگتی ہے بولتی ہے کہ خدا اور رسول نے اس کو بہت حق دیا ہے تم لوگ ظالم لوگ ہے ہمارا حق مارتا ہے اور ہم کو مارتا بھی ہے... اور جب ہم اپنی پہلی بیوی کو مارتا تھا تو اف بھی نہیں کرتا تھا اور نہ کبھی روٹھتا تھا یہ سالی تو ہر وقت نخرے کرتا ہے... یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے.... تم جو مولوی لوگ کو برا لکھتا ہے کہ یہ الٹے سیدھے فتوے دے کر مذہب سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں..... محمودہ بہن عورت ہونا اسی لئے عورت کی حمایت کرتی ہو.... ارے ہم لوگ تو مجازی خدا ہیں جس طرح چاہیں عورت کو رکھیں ایک شادی کریں یا دو کریں وہ بولنے والی کون...؟ دیکھ لیں گے دھمکی مت

سمجھنا ہم کراچی ضرور آئے گا.... اور تم سے دو دو بات بھی کرے گا.....

بھائی خلیل خاں.... آپ کا خط پڑھا اور شائع بھی کر دیا ہے بھائی اتنا غصہ ٹھیک نہیں ہے.... ایک تو تم دوسری شادی کر کے پہلی بیوی پر ظلم کرتے ہو اور اس کو اتنا بھی حق نہیں دیتے کہ وہ اپنے حق کے لئے لڑ سکے..... دوسری بیوی جب ناکوں چنے چبواتی ہے نت نئی فرمائشیں کرتی ہے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اور نت نئے الزامات لگا کر پہلی بیوی سے دل برا کر دیتی ہے..... اس وقت وہ آپ کو جنت کی حور لگتی ہے.... اب آپ کا دل کسی پر آ ہی گیا ہے تو برداشت کریں اب غصہ کرنے کی ضرورت نہیں نے آپ لوگ قرآن وسنت کا سہارا لے کر جو چار چار شادیاں کرتے ہیں... یہ بہت غلط بات ہے قرآن وسنت میں کہیں بھی دوسری شادی کو ضروری قرار نہیں دیا ہے... اگر قرآن شریف کی اس آیت کا ترجمہ پڑھیں جہاں ایک سے زیادہ شادیوں کا ذکر ہے.. وہاں پر اگر کی شرط ہے کہ اگر تم انصاف کر سکو وہ تم نہیں کر سکتے اس لئے ایک ہی بہتر ہے لفظ اگر کی اتنی کڑی شرط ہے کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے تو مرد دوسری شادی باآسانی نہیں کر سکتا ہے آپ نے خود ہی لکھا ہے کہ ہم نے اپنی پہلی بیوی پر بڑے ظلم کئے اور ہماری ماں بہن نے بھی کئے لیکن وہ کبھی نہیں بولا اب آپ اپنے ایمان سے بتاؤ تمہاری دوسری بیوی تمہاری ماں اور خاندان والوں کی کتنی خدمت کرتی ہے سوائے ناز نخرے اٹھوانے کے یا پھر بقول آپ کے یہی رٹ لگاتی ہے... کہ پہلی بیوی کو طلاق دو کسی کا دل دکھانا خدا کے گھر کو ڈھانے کے برابر ہے جب آپ اپنی بیوی پر سوکن لائے ہیں وہ بھی بلا قصور تو اس بیچاری کے دل پر کیا گزری ہو گی... میرا مشورہ تو یہ کہ خان صاحب اب آپ تیسری شادی بھی کر ہی ڈالیئے تاکہ دوسری بیوی کو بھی پتہ چلے کہ دل کیسے ٹوٹتا ہے اور پھر عورت کس طرح بکھر جاتی ہے اور پہلی بیوی کے دل پر کتنی قیامتیں ٹوٹتی ہیں اس پر بھی وہ مظلوم عورت اپنا مقدر سمجھ کر سارے دکھ سہہ لیتی ہے جب مرد کی نظر میں کوئی دوسری عورت آجاتی ہے تو اس کی اپنی پہلی بیوی اور بچے زہر لگنے لگتے ہیں وہ گھر سے فرار ہونے کی راہیں تلاش کرتا ہے اور وفا شعاری بیوی رات دن اپنے شوہر کا انتظار کرتی ہے صرف انتظار ہمارے پاس ایک دکھی بہن کا خط آیا ہے.... اس کی داستان پڑھیں گے تو آپ خود روئیں گے اور پھر خود سمجھیں گے کہ ہم

مرد واقعی ظالم ہیں مجازی خدا ہونے کا نا جائز فائدہ اٹھاتے ہیں مجازی خدا ہونے کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ عورت کو پیر کی جوتی سمجھیں اور اس پر نا جائز دباؤ ڈالیں اور اگر وہ بچاری اپنے دفاع کے لئے کچھ بولے تو طلاق کی تلوار سے اس کا گلا کاٹ دو مجازی خدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا کی وحدانیت کا پرچار کریں خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے کا درس دیں دین کا پرچم بلند کریں اسلام کی تبلیغ کریں یہ نہیں ہے کہ آپ شادیوں پر شادیاں کر کے دین اسلام کو مکمل کر دیں اب آپ بیشک ہم کو گولی ماردیں......فقط آپ کی بہن محمودہ سلطانہ..

....

پاکستان کے خلاف زہر اگلتے والے ماموں
بھارتی مسلمانوں پر مظالم کیئے گیے
ہم امریکی بحری بیڑہ کی راہ تکتے رہے

نکلے ماموں.... پرنام.... نمستے..... جے جے کار.... ہم نے آپ کو ماموں اس لئے لکھا ہے کہ مغلیہ دور سلطنت میں آپ کی بیٹیاں ہمارے بادشاہوں کی مہارانیاں بنیں اور انکے بطن سے اولادیں بھی پیدا ہوئیں..... مہارانی جودھابائی کے فرزند شہزادہ سلیم کے ماموں بھی تو آپ ہی لوگ تھے..... اس لئے ہم نے بھی آپکو ماموں ہی کہہ کر مخاطب کیا ہے.... پاکستان کے خلاف زہر اگلنے والے ماموں نے گنگا میا..... کا پانی پی کر کچھ زیادہ ہی چڑھالی..... جب ہی تو سب کے چپ کرانے کے باوجود ہرزہ سرائی پر اتر آئے ہیں.... فرماتے ہیں کہ ابھی ہمارے پاس ایک اور بڑا بم اور کنٹرول سسٹم موجود ہے..... دھمکی دیتے ہوئے.... ماموں جان فرماتے ہیں کہ ہم کسی کے دباؤ مین نہیں آئیں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کریں گے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کا لب ولہجہ بھی ان کے دل کی طرح بہت ہی کڑوا اور کسیلا تھا.... اور انہوں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ بھارت سی ٹی بی ٹی پر ہرگز دستخط نہیں کرے گا اور نہ ہی کبھی ہم نے یہ کہا ہے کہ یہ ایٹمی دھماکہ پرامن تھے.... اور میں سمجھتا ہوں کہ ایٹمی دھماکوں کا فیصلہ عظیم تر قومی مفاد میں تھا آگے چل کر ماموں صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کسی کی پابندیاں اور دباؤ قبول نہیں کریں گے.... ماموں جان..... بھارتیہ جنتا پارٹی اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو مضبوط کرنے کیلیے یہ دھماکہ کر رہی ہے تا کہ عوام کے دلوں پر بھی اپنی ہیبت او جارحیت کا سکہ بٹھا سکے ورنہ کون سی ایسی قیامت بھارت پر ٹوٹ پڑی تھی کہ جس کیلیے ایٹمی دھماکہ ناگزیر ہو گیا تھا دھوتی چوٹی والوں کیلیے پاکستان ایک شہتیر بن کر ان کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا ہے.... کون سا ظلم ہے جو ان لوگوں نے بھارتی مسلمانوں کے ساتھ نہ کیا ہو.... آئے دن کے ہندو مسلم فسادات ... مسجدوں کی شہادت...... پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی یہ تو عام اور ظالموں و جابروں کیلیے معمولی

باتیں ہیں.... پاکستان کو دولخت کر کے بھی ان ماموؤں کو چین نہیں آیا..... ہر ظلم اور جبر کے جواب میں بھارت نے ہمیشہ یہی راگ الاپا کہ ہندوستان میں مسلمان بڑے عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں....اب بھارت کے اس ایٹمی دھماکہ پر چین اور فرانس نے صاف کہہ دیا ہے کہ ہم اس دھماکہ کے خلاف ہیں بلکہ فرانس نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ فرانس بھارت کے خلاف ضروری اقدامات کرے گا پاکستان اور فرانس کے اعلی سطحی مذاکرات میں فرانس نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں سے پاکستان کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں اور فرانس ایٹمی تجربات کی پاداش میں بھارت کے خلاف ضروری کارروائی کرے گا....ادھر پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف پر عوام کا دباؤ بڑھتا جارہا ہے کہ بھارت کو اس کے کرتوتوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے...اگر پاکستان نے کوئی کمزور فیصلہ کیا تو تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی...مضبوط پاکستان ہی قوم کی امیدوں کا مرکز ہے ہمیں امید ہے کہ اگر بھارت کو منہ توڑ جواب دیا جائے..تو چین فرانس اور دوسرے ممالک ہماری ضرور مدد کریں گے..امریکہ پر ہم اعتبار نہیں کر سکتے ۱۹۷۱ کی جنگ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ روزانہ یہی خبریں آتی تھیں کہ پاکستان کی مدد کے لئے امریکی بحری بیڑہ روانہ ہو چکا ہے اور آج کل میں پہنچنے والا ہے اور وہ آج اور کل کبھی نہ آیا حتی کہ پاکستان کے ٹکڑے ہو گئے..ہم امریکی حکومت پر کسی طرح پر بھی اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہیں آزمائے ہوئے کو آزمانا انتہائی بے وقوفی ہے ہاں امریکہ بہادر نے تسلیاں اور تھپکیاں ضرور دیں....جو آج تک جاری ہیں پاکستا کے وزیر اعظم محمد نواز شریف نے جو دوٹوک فیصلہ کیا ہے اس سے پاکستانی قوم کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں...محترم وزیر اعظم نے امریکی مطالبہ مسترد کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستانی قوم اپنی بقا کیلئے ہر ممکنہ اقدامات سے نمٹنے کا حوصلہ رکھتی ہے پوری قوم کو افواج پاکستان پر فخر ہے کہ وہ اپنے عزم اور حوصلہ سے بھارت کو منہ توڑ جواب دیں گی پاکستان کی بقا اور سلامتی پوری قوم کی بقا ہے خدانہ کرے اگر وطن عزیز پر ذرا سی بھی آنچ آئی تو پاکستان کا بچہ بچہ ایٹم بم ثابت ہوگا وزیر اعظم نے کہہ کر کہ مراعات کے عوض ملکی سلامتی داؤ پر نہیں لگا سکتے اور نیز پاکستانیوں کو غیر ملکی یقین دہانیوں کا تلخ تجربہ ہے مذاکرات کے دوران جنرل جہانگیر کرامت وزیر خارجہ گوہر ایوب

بھی شامل تھے امریکی وفد نے کچھ مراعات کی بھی پیشکش کی ان مراعات مین ایف 16 طیاروں کی رقوم کی واپسی اور جدید ریڈار کے نظام سمیت مراعات پر مشتمل پیکج پیش کیا گیا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ امریکی وفد کے ساتھ حکومت پاکستان کو قرضوں اور اس پر ادا ہونے والے سود پر بھی بات چیت کرنا چاہیے آئے دن ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میںکمی یہ بھی ایک مسئلہ ہے اس کی وجہ سے قرضوں پر جو سود کی رقم ہے وہ اصل قرضوں سے زیادہ ہوگئی ہے... پاکستان ایک غریب ملک ہے ...اور ابھی ترقی کی راہ پر گامزن ہے عوام مزید منہگائی اور قرضوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے....ایک طرف تو پاکستانی قوم اپنی جنگ خود لڑ رہی ہے...دوسری طرف ماموں کی دھمکیاں بہرحال ہمیں اپنی بہادر افواج پر ناز اور اعتماد ہے

....

ملک کے باہر کے مالک
ملک دشمنی کی باتیں کرنے والے
دھمکی کے بجائے احتساب کی ضرورت

کسی پر الزامات عائد کرنا تو بہت ہی آسان بات ہے لیکن ان الزامات کو ثابت کرنا بے حد مشکل اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ ثبوت بھی موجود ہوں اور پھر بھی الزامات ثابت نہ ہوسکیں تو پھر چور چوری سے کیوں ڈرے ڈاکو ڈاکہ ڈالنے میں کیوں جھجک محسوس کرے اور قتل کرنے والا مجرم ہونے کے باوجود کھلے عام دندناتا کیوں نہ پھرے کیونکہ قانون صرف کتابوں کی حد تک ہے محترم نواز شریف کو بھی حکومت چلاتے تقریباً سوا سال کا عرصہ گزر چکا ہے.... اس وقت سے لے کر آج تک بے نظیر حکومت جیالوں پر کرپشن... قتل... اغوا... ڈکیتیوں.... رشوت ستانی... ملک کے راز دشمنوں تک پہنچانے کے الزمات ہی الزامات ہیں.. سوئس بینک لندن بینک میں کڑوڑوں اربوں ڈالر اور پونڈ جمع ہیں ہر ملک میں کوٹھیاں کیا محلے دو محلے کھڑے ہیں مگر ابھی تک ثبوت جمع ہو رہے ہیں... نہ انہیں ڈر ہے اور نہ خوف مثل مشہور ہے کہ دبتے کو سب دباتے ہیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنا اور جوتیوں سمیت آنکھوں میں گھس جا سب پچھ ان ہی محترمہ کا وطیرہ ہے... ہم کو اچھی طرح یاد ہے کہ پاکستان بنانے والوں کی اولادوں کو جتنا پاکستان کی سرزمین پر رسوا کیا گیا ہے شاید ہندوستان میں بھی مسلمانوں کو اتنی تذلیل نہیں کی گئی.... اگر ہندوستان میں فسادات ہوتے ہیں تو دو قوموں کے درمیان یعنی ہندو مسلم فسادات کہلاتے ہیں یہاں تو اپنوں کا ہی خون بہا کر مجاہد اور غازی بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں ہم کو علیحدگی پسندی کا طعنہ دیا جاتا ہے ہمیں را کے ایجنٹ جیسے حقیر خطابات سے نوازا جاتا ہے ہم پر ظلم کرنے والوں کو بھرپور تحفظ مہیا کیا جاتا ہے سرکاری ایجنسیاں ان کی سرپرستی کرتی ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ سندھ سے کراچی کو علیحدہ کر کے جناح پور بنانے کا الزام لگاتے ہیں کہنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اگر ہم علیحدہ وطن کا مطالبہ کر رہے ہیں... تو پھر اس کا نام.. جناح پور....

کیوں رکھیں گے پھر تو ہم.. الطاف پور.. یا... الطاف نگر...نام کیوں نہ رکھیں مگر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی لئے منافقوں کے دماغ میں اتنی سی بات بھی نہ سمائی ہمیں نہ تو ان حکومتوں نے جو کہنا تھا کہہ لیا اور ہم نے ہر ستم سہہ لیا اب کیا کہتے ہیں علماء دین قادر مگسی کے اس بیان پر کہ جس طرح انہوں نے پاکستان اور پاکستانی حکومت کے لئے زہر اگلا ہے اور یہ کوئی نہ بات نہیں ہے قادر مگسی صاحب تو ہمیشہ ہی سے زہر افشانی فرماتے رہے ہیں مگر کبھی بھی ان پر علیحدگی پسند لیڈر کا الزام نہیں لگایا گیا اور نہ ہی ان کے کسی بیان پر لے دے ہوئی جب ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو ڈیم بنتے ہیں ہوائی اڈے بھی تعمیر ہوتے ہیں پل بھی بنتے ہیں سڑکیں بھی تعمیر کی جاتی ہے نئی نئی آبادیاں بھی بنتی ہیں ویران زمین کو آباد بھی کیا جاتا ہے ٹیلی فون... پانی... بجلی... گیس... کی فراہمی بھی لازمی ہوتی ہے مگر ترقی پسند پارٹی کے چیئرمین قادر مگسی کو ترقی کی یہ بات پسند نہیں آئی فرماتے ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا تو نواز شریف کو سندھ میں نہیں آنے دیں گے اگر سندھ کے وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی نے ان کا ساتھ دیا تو سندھ کی مٹی بھی انہیں قبول نہیں کرے گی اور سب سے زیادہ غور و فکر کی بات یہ ہے کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ سندھ آنے کے لئے پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت پڑے وہ اپنے تین نکاتی پروگرام لانگ مارچ کے سلسلہ میں سکھر میں منعقد کئے گئے جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے اپنا اقتدار بچانے کے لئے معاشی اور اقتصادی ترقی کو داؤ پر لگا دیا ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر سندھ میں بہاریوں کو بسایا گیا یا کالا باغ ڈیم بنایا گیا پنجاب کے کارخانے آباد کئے گئے اور سندھ کی دولت لوٹ کر موٹر وے جیسے منصوبے بنائے گئے تو نواز شریف کے ہیلی کاپٹر کو سندھ کی سرزمین پر ہرگز نہیں اترنے دیں گے... آخر میں انہوں نے کہا کہ سندھ کے عوام اب ترقی پسند پارٹی کے جھنڈے تلے متحد ہو چکے ہیں اب ہم کسی رکاوٹ کی پروا کئے بغیر اپنا پروگرام جاری رکھیں موصوف کا یہ بیان نمایاں طور پر اخبارات کی زینت بن چکا ہے قادر مگسی صاحب کے بیان کی روشنی میں ہم حکومت سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ محترم اپنے تیروں کا رخ کسی اور طرف بھی.... ہم بہت نشانہ بن چکے... بہت چھان بین کے بعد بھی آپ کو ہمارے پاس کچھ نہ ملا سوائے

مظلومیت کے قادر مگسی کا یہ بیان پوری پاکستانی قوم کے لئے ایک تازیانہ ہے اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ حکومت ان کے بیان کی روشنی میں کون سالائحہ عمل تیار کرتی ہے یا پھر طفل تسلی کے لئے دو چار دھمکیاں جیسا کہ اب تک... محترمہ بے نظیر صاحبہ کے ساتھ ہو رہا ہے صرف ہوائی فائرنگ وہ بھی ڈرانے دھمکانے کیلئے ورنہ کوئی حکومت ایسے لوگوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی....

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

....

کرپٹ سیاستدان اور سمندر

نوگو کنٹریز بھی دیکھے گئے

خدا ایسی بہن بیٹی سے بچائے

بولو..تو مصیبت.....نہ بولو..تو مصیبت...سچائی کو چھپانا بھی گناہ..اور حق بات کہنا عین عبادت ہے تو ہم بھی عبادت ہی کرتے رہتے ہیں...اپنے اوپر لاٹھی پڑے تو لاٹھی کی جگہ لاٹھیاں کہلائیں اور دوسروں پر تم لاٹھیاں برساؤ تو وہ پھول ہمارے ہاں یہی تو مصیبت ہے کہ اپنی بات کے آگے کسی کی چلنے ہی نہیں دیتے کوئی غریب آدمی سو روپے بھی لے تو رشوت پورا ملک کھا جاؤ تو کمیشن یہ کیسی اندھیر نگری ہے ہم اپنے پیاروں کے لئے آنسو بھی بہائیں تو دہشت گرد اور وہ قتل بھی کریں..تو چرچا نہ کرو..پاکستان سے محبت ہمارا جرم عوام سے محبت ہماری غداری کہلاتی ہے..اسی لئے کہتے ہیں کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال ارے نیکی کیا چیز ہے..محمودہ کا بس چلے سارے کرپٹ سیاستدانوں کو ایک ہی آن میں سمندر میں پھینک دے اللہ اللہ خیر صلی چھٹی ہوئی میدان کرپشن سے صاف ہو اب جسکا دل چاہے کرسیوں کیلئے اپنا مقدر آزمائے نوگو ایریاز کی کیا بات کرتے ہیں ہم نے تو پچھلی حکومت میں نوگو کنٹریز بھی دیکھے ہیں اچھے بھلے مسافروں کو جہاز کی سیڑھیوں سے گھسیٹ کر لائے ہیں کہ آپ فلاں ملک نہیں جاسکتے اگر جارہے ہو...تو کیوں....سینکڑوں لوگوں کے پاسپورٹ ضبط کر لئے گئے ہیں مگر خبردار جو اخبار میں بیان دیا..اگر بیان دیا تو سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے..محکمہ داخلہ کے سربراہ کا کیا کہنا سبحان اللہ پورے کا پورا عملہ دہشت گردی تھا.....ہمیں ایک تقریب میں بے نظیر صاحبہ کی ایک رشتہ دار خاتون مل گئیں...پھر تو ہم کہاں چوکنے والے اور پھر وقت موقع کی تلاش میں اس سے اچھا موقع کب ملتا ہم بھی بے نقط سنائیں بولیں کہ بے نظیر سب الزامات ہیں بے نظیر کے دور میں کبھی کسی کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر نہیں مارا گیا اس نے تو دہشت گردی کا خاتمہ کیا ہے...ان کے اس جواب پر تو میں بھری ہوئی شیرنی بن گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو جھوٹے ہیں.....یہی کیا قومی اخبارات بھی جھوٹے ہیں...ان کی تصویریں خبریں

سب جھوٹی ہیں... پورے کراچی کو قبرستان بنادیا اس کے بعد بھی وہی ڈھٹائی جوتیوں سمیت آنکھوں میں گھستا اور کسے کہتے ہیں پھر بڑی غرائی ہوئی آواز میں بولیں اگر ایسا ہی تھا تو ہمارا لیڈر تمہیں بچانے پاکستان کیوں نہیں آتا میں نے کہا کہ بس بی بی اب چپ ہی ہو جاؤ تو بہتر ہے کہ بے نظیر جب اپنے بھائی کو نہ بچا سکیں...اور قاتل بابر کے ساتھ ان کے میاں آصف نے ساز باز کر کے ان ہی کا خاندان تباہ کر دیا اور ماں کو یرغمال بنائے بیٹھی ہیں...خدا ایسی بہن...ایسی بیٹی کسی دشمن کو بھی نہ دے.... بلکہ ملک کی باگ ڈور بھی ایسی سنگ دل اور ظالم عورت کو نہ دے میں تو لڑلڑا کر چلتی بنی.... جب میں اس دور کو یاد کرتی ہوں تو ہر شخص آزاد ہے اب اتنی آزادی بھی اچھی نہیں کہ ملک خطرہ میں پڑ جائے آج ہی اخبارات میں پڑھا ہے کہ ترقی پسند پارٹی کے رہنما تین نکاتی جدوجہد کے سلسلہ میں سکھر سے لانگ مارچ کرتے ہوئے جمعرات کو کراچی ڈویژن میں داخل ہو جائیں گے ان کا جلوس دھابیجی گلشن حدید قائد آباد اور اسٹار گیٹ سے ہوتا ہوا ۲۰ مارچ کو اپنی آخری منزل گورنر ہاؤس پہنچ کر ختم ہو جائے گا جب آپ تک یہ کالم پہنچے گا تو اخبارات کے ذریعہ اس لانگ مارچ کا نتیجہ بھی آپ تک پہنچ چکا ہوگا...اس کے بعد ۲۶ اپریل کو قادر مگسی کی زیر قیادت یہ لانگ مارچ ایک بڑے جلسے میں تبدیل ہو جائے گا یہ تحریک تقریباً ایک ماہ سے چل رہی ہے مگر حکومت سندھ نے قادر مگسی صاحب کو ساری منزلیں طے کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی جتنی بھی وہ ہرزہ سرائی کریں کوئی گرفت نہیں ہے میں قادر مگسی سے صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اپنی منزل کراچی کو کیوں چنا... پورے پاکستان میں انہیں اور کوئی شہر نظر نہیں آیا کراچی میں پہلے ہی قتل و غارت گری کیا کم ہے..اتنی جدوجہد اور خون خرابے کے بعد اب جا کر ایم کیو ایم اور حکومت کا معاہدہ ہوا ہے اور ابھی اس پر عملدرآمد بھی شروع نہیں ہوا کہ آپ ایک اور مصیبت لے کر کھڑے ہو گئے..ہم پر تو الزمات ہی الزمات تھے مگر اب وہ عناصر کھل کر سامنے آ گئے ہیں..جو سندھ کی تقسیم چاہتے ہیں مگر ہمارے ہوتے ہوئے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا..پاکستان کو بھی ایک سازش کے تحت تقسیم کیا گیا تھا مگر سندھ کی تقسیم کی اگر بات کی گئی..تو ہم لوگ خاموش نہیں بیٹھیں گے کیا پھر کراچی کی سرزمین پر خون کی ہولی کھیلی جائے گی...میں حکومت سندھ سے اور وفاقی حکومت

سے بھی مطالبہ کرتی ہوں کہ قادر مگسی صاحب کے بیانات کا فوری نوٹس لیا جائے...اور لانگ مارچ کے دوران انہوں نے جتنی تقریریں کیں ہیں ان کا سب ریکارڈ رکھا جائے اس کے بعد حکومت فیصلہ کرے کہ غدار وطن کون لوگ ہیں.....!!

....

محرم الحرام کا متبرک مہینہ

حسینؑ نے کربلا میں بے مثل قربانی دی

اہلبیتؑ کی محبت جزو ایمان ہے

محرم الحرام کا متبرک مہینہ... ایثار و قربانی کا مہینہ اللہ کی وحدنیت قائم رکھنے کا مہینہ.. نوک سناں پر نانا کے دین کا پرچم بلند کرنے کا مہینہ.. ایسی بے مثال قربانی جو حسینؑ نے کربلا میں دی.... جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی... مارنے والے کون...؟ ظلم وستم کرنے والے کون...؟ چھ ماہ کے معصوم بچے کے حلق پر تیر چلانے والے.. اور.. شہید کرنے والے کون...؟ ارے وہ بھی تو مسلمان تھے مگر نام کے اگر سچے مسلمان ہوتے تو رسولؐ کے نواسے کو اس طرح بھوکا پیاسا شہید نہ کرتے... کچھ تو آنکھ میں شرم ہوتی ...کہ ارے ہم کس کے خون کے پیاسے ہیں... یہ آل محمدؐ ہیں ...نواسہ رسول... ہیں ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں... سیدانیاں ہیں یہ وہ سیدانیاں ہیں جن کے چہرے دیکھ کر چاند سورج بھی سلامی دیتے ہیں... اگر وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیں تو قسم خدا کی سوکھی کھیتیاں بھی لہلہا اٹھیں.. سوئے نصیب جاگ جائیں... یہ اس نانا کے گھر کی بہو بیٹیاں ہیں.. جن کے در پر جبرائیل بھی دستک دے کر آتے تھے.. یہ آل رسول کا گھرانہ ہے... وہ رسولؐ.. جس نے گالیاں کھا کر بھی دعائیں دیں... پتھروں کے جواب میں پھول برسائے.. جن کی زبان پر ہمیشہ یہی رہتا تھا... یا رب لی امتی اے اللہ میری امت کو بخش دینا حسینؑ کس کا نواسہ اس نانا کے نواسے تھے.. جو تخلیق کائنات تھے... جن کا نام اللہ تعالی نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا تھا.. آدم علیہ السلام نے بھی جب پہلی بار آنکھ کھولی تھی.. لوح محفوظ پر یہی نام نظر آئے تھے.. اگر آدم کو سجدہ کرنا مقصود ہوتا.. تو پھر ہر اولاد اپنے باپ کو سجدہ کرتی.. وہاں تو مسئلہ ہی دوسرا تھا.. سجدہ اس نور کو تھا جو آدم کی پیشانی میں چمک رہا تھا.. لیکن ابلیس نے جب اس نور کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا.. تو وہ شیطان ملعون بن گیا.. اور اس نے یہ عہد کر لیا کہ اے اللہ میں قیامت تک تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا... یہ وہی گمراہ اور منافقین تھے جنہوں نے کربلا کے تپتے ہوئے

میدان میں آل رسولؐ کا بے دریغ خون بہایا.. سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالی ہے کہ اے پیغمبران نصاری سے کہہ دو ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں...تم اپنے بیٹوں کو لاؤ...ہم اپنی عورتوں کو لائیں..تم اپنی عورتوں کو لاؤ....ہم اپنے نفسوں کو لائیں...تم اپنے نفسوں کو لاؤ..ہم باہمی مباہلہ کریں..جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو..واقعہ مباہلہ ایک اہم واقعہ ہے جب نصاری نے آنحضرتؐ کے مقام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بلا کسی معقول دلیل کے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے رہے..تو خداوند عالم..نے مذکورہ آیت کے ذریعہ فرمایا..کہ دونوں طرف سے بیٹے...عورتیں..اور..نفوس جمع ہو کر مباہلہ کریں..اور ایک دوسرے کیلئے بدعا کریں جھوٹے کو لعنت کا مستحق قرار دیں..تاریخ طے ہوئی اور آپ نے حضرت سلمانؓ فارسی کو سرخ کمبل دے کر خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا...وہ گئے اور انہوں نے خیمہ نصب کر دیا آنحضرتؐ اپنے بیٹوں کی جگہ..حسنؑ حسینؑ..کو اپنی عورتوں کی جگہ..حضرت فاطمہؑ..کو اور اپنے نفوس کی جگہ..حضرت علیؑ..کو لے کر اس شان سے آئے کہ امام حسین کو اپنی گود میں لیا..امام حسنؑ کا ہاتھ تھاما جناب سیدہ..کو اپنے پیچھے لیا اور حضرت علیؑ..کو ان کے پیچھے اور جب آپؐ میدان مباہلہ میں پہنچے اور نجران کے سردار شفف یا عاقث کی نگاہ ان انوار مقدسہ پر پڑی تو..وہ بے ساختہ بول پڑا..اے میرے ساتھیو..میں ایسی شکلیں دیکھ رہا ہوں کہ..اگر وہ پہاڑ سے کہہ دیں..کہ..چل پڑو تو بلا تامل چل پڑے گا..ان سے مباہلہ مت کرنا اگر کیا تو تمہاری پوری قوم تباہ ہو جائے گی..سورہ احزاب میں ارشاد باری تعالی ہے آیت نمبر ۳۳ میں کہ" اے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے"......

کیا یزید کی قوم یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ وہی آل رسولؐ ہیں جن کی مدحت قرآن نے کی ہے..جو اس رسولؐ کے نواسےؑ ہیں...جن کے لئے کائنات تخلیق کی گئی ہے...اور جن کی محبت ہمارا ایمان ہے...اور جن کی محبت ہمارا ایمان ہے...اور جب تک ہم اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کے اہلبیتؑ سے محبت کا اظہار نہیں کریں گے....ہمارا ایمان پختہ ہو ہی نہیں سکتا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی...کہ رسولؐ اللہ کے اصحاب سے محبت کرنا تو جزو ایمان ہے...اور نواسے کو بھوکا پیاسا شہید کر دینا....ثواب....خدا کی قسم حسین علیہ

اسلام کی بے کسی پر میرا سارا گھرانہ قربان جب ہی قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ..ایسے ہیں
کہ اللہ کی محبت میں محتاج یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں.....
مفسرین اہل بیت نے اس آیت کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت
ہے کہ ایک دفعہ امام حسینؑ بیمار ہوگئے آنحضرت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کو ساتھ لے کر امام
حسین کو دیکھنے گئے صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ امام حسینؑ کے لئے نذر مان
لیں تو بہتر ہے تو حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ اور اماں فضہؓ نے تندرستی پر تین روزوں کی منت مانی ..جب
شہزادے صحت یاب ہوگئے ..تو سب نے مل کر روزے رکھے گھر میں کچھ نہ تھا.. جناب امیر المومنینؑ
سے جو کے تین پیمانہ قرض لئے پہلے دن کی پانچ روٹیاں پکائیں ..جب افطار کرنے بیٹھے ..تو فقیر نے
صدا دی بھوکا ہوں ..اور آپ اہل بیت محمدؐ ہیں ..کچھ دیں یہ سن کر سب نے اپنا اپنا کھانا اسے دے دیا...
اور خود بھوکے سو رہے ...دوسرے دن بھی جب روزہ افطار کرنے بیٹھے ..تو پھر فقیر نے صدا لگائی ..کہ
میں یتیم ہوں آپ اہل بیتؑ ہیں ...میں بھوکا ہوں پھر سب نے اپنا اپنا کھانا اس یتیم کو دے دیا ...اور خود
اسی طرح بھوکے سو رہے ..پھر تیسرے دن ایک شخص نے صدا لگائی .. میں قیدی ہوں ..اور یہ محمدؐ
کا در جہاں سے کوئی بھوکا نہیں جاتا ..اسی طرح پھر تینوں نے اپنا اپنا کھانا اس اسیر جہاں کو دے دیا ...صبح
جناب امیر المومنینؑ ..امام حسنؑ ...و.... حسینؑ.. کا ہاتھ پکڑ کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں لے گئے تو امام
حسنؑ ..اور ..امام حسینؑ چلنے میں لڑکھڑا رہے تھے جناب سیدہ کا پیٹ پیٹھ سے لگ چکا تھا ...آنحضرت کو
یہ دیکھ کر بہت ملال ہوا ..اسی وقت جبرائیل تشریف لائے ..اور کہنے لگے یا محمدؐ ...خدا تعالیٰ آپ کو ..آپ
کے اہل بیت کی نسبت سے تہنیت دیتا ہے ..سورۃ شوریٰ .....ترجمہ
اے رسول تم مسلمانوں سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت
(مودۃ) کے سوا تم سے کوئی اجرت اور صلہ نہیں مانگتا ..اگر اس آیت مبارکہ کی تشریح کی جائے تو مدحت
اہل بیت کے سوا کچھ نہیں ہے ہم حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قطعہ پر اپنا مضمون ختم
کرتے ہیں...

خوش رحمتیں یا ران صلوة بر محمد — گوئیم از دل و جان صلوة بر محمد

بے شک علی ولی بود پروردۂ بر محمد — شاہ ہمہ علی بوذ صلوة بر محمد

....

محمد علی جناح سے قائد اعظم تک

۲۶ مارچ کے روز نامہ ''جنگ'' کے صفحہ اول پر رضوان احمد صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے... انہوں نے اپنے بیان میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ محمد علی جناح کو قائد اعظم کا خطاب سردار علی صابری نے نہیں بلکہ کسی اور نے دیا تھا لیکن تاریخ کو مسخ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی سردار علی صابری برصغیر کی ایک نامور شخصیت ہیں تحریک پاکستان میں انہوں نے مسلم لیگ اور قائد اعظم کی محبت میں متعدد بار جیلیں کاٹی ہیں اور صعوبتیں برداشت کی ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں چھوٹی سی تھی اور باوا کے ساتھ الامان کے دفتر گئی وہاں عبداللہ شمیم مرحوم مدیر روز نامہ چنگاری... ابوالبیان آزاد مرحوم... مفتی خواجہ محمد شفیع مرحوم بیٹھے تھے بحث یہ چھڑی تھی کہ گاندھی جی کو تو مہاتما کا خطاب دیدیا گیا ہے محمد علی جناح کے لے سوچ بچار ہو رہی تھی اچانک سردار علی صابری بول پڑے ہمارا قائد اعظم ہے سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے چونکہ یہ میٹنگ الامان اخبار کے دفتر میں تھی اور مولانا مظہر الدین شہید بھی رونق افروز تھے یہ بالکل حقیقت ہے کہ انہوں نے بھی اپنے اخبار میں محمد علی جناح کو قائد اعظم لکھا ہوگا جبکہ باوا نے اپنے اخبار انجام میں اداریہ تحریر کیا تھا کہ ہمارا قائد اعظم ہے اب ذرا سردار علی صابری کی سیاسی زندگی پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں ملک کے نامور بیرسٹر اور سیاست داں شریف الدین پیرزادہ نے ایک کتاب لکھی ہے Foundation of pakistan اس کتاب کے صفحہ نمبر 546 میں لکھتے ہیں 30 دسمبر 1921 میں احمد آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا چودھواں اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا حسرت موہانی نے تحریک آزادی کا ریزولیشن پیش کیا ریزولیشن کافی بڑا ہے جس کو نقل نہیں کرسکتی اس ریزولیشن کے تائید کنندگان میں سردار علی صابری مرحوم... مولانا آزاد سبحانی مرحوم... ایس اے عباسی مرحوم... طیب جی مرحوم اور مولوی سید مرتضی صاحب تھے اس وقت اتنا جوش وخروش تھا کہ سینکڑوں لوگوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی 1921ء میں شمولیت کرنے والوں میں سردار علی صابری مرحوم نے عملی طور پر سیاست میں حصہ لینا شروع کردیا اخبار انجام میں اپنی تحریروں سے مسلم لیگ میں ایک نئی روح پھونک دی یہ سب جانتے ہیں کہ اس وقت دہلی سے نکلنے والا اخبار

انجام بہت بڑا اخبار تھا یہ کہانی ذرا لمبی ہو جائے گی بہر حال سردار علی صابری نے قائد اعظم اور مسلم لیگ کی محبت کے جرم میں جیلیں بھی کاٹیں اور صعوبتیں بھی برداشت کیں اب سردار علی صابری کی برسی کے موقع پر یہ شوشا چھوڑنا سردار علی صابری کی شخصیت کو متنازعہ بنانے کے مترادف ہے آج بھی کتنی نامور شخصیات کی تحریریں موجود ہیں جنہوں نے قائد اعظم سے خود سنا ہے کہ سردار علی صابری نے مجھے قائد اعظم لکھا تھا مسلم لیگ اور قائد اعظم اور بہادر یار جنگ سے سردار علی صابری مرحوم کا کیا تعلق تھا پھر کبھی تاریخی حوالوں سے لکھوں گی....

....

قومی اتحاد کی چند یادیں
جب عالمی رائے بھٹو کے خلاف ہوگئی
شرمیلا اور شرمیلی کا فرق

خدا جانے آج ہمیں ذوالفقار علی بھٹو شہید بہت یاد آ رہے ہیں شہید کا لفظ ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ شاید بے نظیر صاحبہ خوش ہو جائیں کیونکہ ہم نے ارے ہم نے ہی کیا پوری قوم نے ہی ان پر تھوکی ہے ورنہ ہم تو بھٹو مرحوم ہی کہتے رہے ہیں خدا بخشے تھے زندہ دل آدمی ان کی دل کی تو رگ رگ زندہ تھی عجیب طبیعت کے مالک تھے بس اپنی ذات میں مست ان کے سامنے نہ ہی کوئی انسان تھا سب جانور حقیر کیڑے اور نہ ہی کوئی صاحب حیثیت سب کچھ تو وہ ہی تھے بادشاہ بننے کا بہت شوق تھا وائے قسمت یہ شوق پورا کئے بغیر ہی سدھار گئے خدا مغفرت کرے ان کے قصے تو بہت مشہور ہیں لیکن نہ جانے کیوں جب ہم انہیں یاد کر رہے تھے اور ساتھ ہی مسلم لیگ کو بھی پس فوراً میاں ممتاز محمد خان دولتانہ مرحوم کی یاد آ گئی شاید رمضان کا مہینہ تھا بھٹو صاحب ملک کا دورہ فرما رہے تھے ریلوے اسٹیشن سے وہ ٹرک میں بیٹھے ایک جلوس کی شکل میں آ رہے تھے اور جگہ جگہ عوام سے خطاب فرما رہے تھے تقریر کرتے کرتے کہنے لگے بھائیو میرے ساتھ ریل میں ایک پوپلا بڈھا بھی تھا وہ سیاست دان بھی ہے رمضان کے مہینہ وہ پوپلا کیلا کھا رہا تھا اور پھر جلدی سے ایک کیلا نکال کر خود بھی پوپلوں کی طرح کھانے لگے اور جب کیلا کھا چکے اور مجمع ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا تو کہنے لگے کہ اب میں بتاؤں کہ وہ کون تھا وہ دولتانہ تھا اسی طرح صدر پاکستان چوہدری فضل الٰہی کو انہوں نے ہمیشہ فجو کہا ایک دفعہ دونوں ایئر پورٹ ساتھ ساتھ جا رہے تھے بیچارے فجو صاحب شاید ایک دو قدم بھٹو صاحب سے آگے نکل گئے بھٹو صاحب نے فوراً ان کی گردن میں چھڑی ڈال کر پیچھے کی طرف کھینچا اور خود دو قدم آگے بڑھ گئے اب وہ واقعہ ہم کیا یاد دلائیں جس واقعہ سے متاثر ہو کر شاعر صاحب نے ایک نظم لکھی تھی جس کا عنوان تھا "لالہ! کاکا نہ تے چلو ورنہ تھانے چل" اس نظم پر شاعر صاحب کا جو حشر ہوا ہے وہ بھی عوام جانتے ہیں اسی

طرح 1977ء میں ان کے خلاف قومی اتحاد بنا اور ساری جماعتوں نے متحد ہو کر ان کے خلاف تحریک چلائی اصغر خان قومی اتحاد تحریک کے صدر تھے چونکہ میں بھی سیاست میں تھی اور خواتین مسلم میں تھی قومی سطح پر خواتین کا بھی اتحاد کی صدر مجھ ناچیز کو رکھا گیا ممبران میں بیگم پروفیسر غفور صاحب بیگم محمود اعظم فاروقی صاحب محترمہ بلقیس صوفی صاحبہ زبیدہ علوی صاحبہ اقبال صاحبہ اور بہت سی خواتین شامل تھیں بھٹو صاحب بھی کھل کر میدان میں آ گئے جتنا ظلم کر سکتے تھے کرتے رہے سارے لیڈران کو بھی گرفتار کر کے ملک کی مختلف جیلوں میں ڈال دیا حتی کہ ننھے ننھے بچوں کو بھی گرفتار کر لیا جتنا یہ صاحب ظلم کرتے تھے اتنا ہی تحریک زور پکڑتی جا رہی تھی عالمی رائے عامہ بھی ان کے خلاف ہو گئی جب سارے جتن پورے کر لئے تو ایک انہوں نے یہ مثل بھی پوری کر دکھائی ایک زبردست تقریر کر ڈالی فرمانے لگے کہ اپوزیشن والوں کے پاس سب زنانیاں ہیں کوئی مرد کا بچہ نہیں ہے یہ تحریک جلد ہی دم توڑ دے گی پھر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے پاس مودودی نورانی غفوری اور اصغری ہیں وغیرہ وغیرہ اس پر میں نے بھی اپنی تقریر میں کہا کہ بھٹو صاحب آپ تو خود زلفی ہیں آپ کسی کو کیا کہہ سکتے ہیں بہرحال کہانی طویل ہے اب تو ان کا داماد بھی زرداری ہے زرد آرا نہیں ہے کیونکہ جہاں چھوٹی ی لگی ہوتی ہے لفظ مونث ہوتا ہے باقی سب ٹھیک ٹھاک اس طرح ایک لیڈررانی کا اور ظہور ہو رہا ہے بڑے ڈھنگ طریقے سے حکومت کو ڈانٹ پلا رہی ہے پہلے مثل مشہور اس طرح تھی کہ دکھ سہیں بی فاختہ کوے انڈے کھائیں آج کل حساب کتاب کا سارا زمانہ ہی الٹ گیا ہے اب کچھ اس طرح ہے کہ دکھ سہے بیچارہ کوا اور فاختائیں انڈے کھائیں بہت بڑے آدمی ہیں آج کل حکومت کے شکنجہ میں ہیں ایک بھائی تو ساز باز کر کے ملک سے فرار ہو گئے دوسرے پکڑے گئے شکر ہے کہ پکڑے گئے ورنہ پاکستان اسٹیل مل کی بولی لگ چکی ہوتی میرا مطلب ہے کہ عثمان فاروقی اب کیا کریں ان کے نام کی آگے بھی بقول بھٹو مرحوم چھوٹی ی لگی ہوئی ہے ان کی بیٹی شرمیلا اور ان کی بیوی انیسہ آج کل حراست میں ہیں انیسہ بیگم نے تو منہ میں گھنگنیاں ڈال لی ہیں کروڑوں کی جائیداد اور ہیرے جواہرات سب منہ میں بھری بیٹھی ہیں

سب کچھ انیسہ فاروقی کے منہ میں ہے اب کیا بتائیں عثمان فاروقی نے بیٹی کا نام غلط رکھا کیونکہ یہ نام

مذکر ہے لڑکوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لہذا شرمیلا اس نام سے فائدہ اٹھا کر حکومت کو کھلے عام دھمکیاں دے رہی ہیں کہ وہ بھی بہت کچھ جانتی ہیں اور سب کچھ کرسکتی ہیں قومی اخبارات ان کے بیانات صفحہ اول پر شہہ سرخیوں کے ساتھ شائع کر کے پاکستانی قوم کوایک اور لیڈی لیڈر دے کر احسان کررہے ہیں اگر ان کا نام جنس کیا اعتبار سے شرمیلی فاروقی ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا پوری قوم جانتی ہے کہ بھٹو کی گرفتاری کے بعد بے نظیر کو بھی اسی طرح اخبارات کے صفحہ اول پر جگہ دی جاتی تھی اگر ان کے کان میں بھی درد ہوتا تھا تو بڑے بڑے نامی گرامی اخبار صفحہ اول پر شہہ سرخیوں سے بے نظیر کی خبریں شائع کرتے تھے آج وہی بہن شرمیلی ارے بہن شرمیلا کے ساتھ دہرایا جارہا ہے ایسا لگتا ہے کہ اب پاکستان کی لیڈرشپ ہر مجرم کی بیٹی کے ہاتھ میں ہوگی یہ سب کیا ہورہا ہے

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

....

بجلی کے معاہدوں پر نظر ثانی کی ضرورت

سفید بلی اور بھورا بلا

بالا چٹ سے صفا چٹ تک

ہمارے منتخب وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف صاحب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں بہت پریشان ہیں ملک چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور ملک لوٹنا ٹکڑے کر دینا شاید زیادہ آسان ہے محترم وزیر اعظم صاحب فرماتے ہیں....

حالات خراب ہیں ملک سنگین بحران سے دوچار ہے خزانہ خالی ہو چکا ہے آگے فرماتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ملک کے حالات درست کرنیکے لئے کسی طرح آگے قدم بڑھائیں جائیں بجلی کے معاہدوں پر نظر ثانی کر رہے ہیں بجلی کے بلوں میں اضافہ پر دل خون کے آنسو روتا ہے اب تو نوبت بہ ایں جارسید کہ ریلوے کی زمین بیچ کر قرضے ادا کریں گے واہ بھئی واہ زمین بیچنے کے بارے میں میرا نیک مشورہ وزیر اعظم صاحب کو یہ ہے کہ زمین کا تھوڑا سا ٹکڑا بیچنے کے بجائے بھٹو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے ڈالئے آپ ہی لوگوں کے یعنی حکومتی بیانات ابھی تک آتے رہے ہیں کہ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور انکے محبوب شوہر آصف علی زرداری نے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا اربوں کھربوں ڈالر ملک کے باہر بیرونی ممالک کے بینکوں میں جمع ہیں لندن میں سرے محل لاکھوں پونڈز میں خریدا گیا ہے سوئزرلینڈ میں بے نظیر کے اکاؤنٹ منجمد کر دئے گئے ہیں بقول سیف الرحمٰن صاحب کے کورٹ میں بھی ریفرنس داخل کر دیئے گئے ہیں جب اتنی دولت کا پتہ چل چکا ہے تو قرضہ اتارنے میں دیر کس بات کی اس بات کو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اتنی تاتوں کے باوجود بھی محترمہ بے نظیر صاحبہ آزادانہ بیان بازی بھی کر رہی ہیں غیر ممالک کے سفر بھی روانہ ہو جاتی ہیں ان کے ہاتھ اتنے لمبے ہو چکے ہیں کہ بڑے آدمیوں کے گریبانوں تک جا پہنچے ہیں نہ معلوم محترمہ کی پشت پر کون سا آہنی ہاتھ ہے جس کے آگے سب بے بس ہیں صرف واویلا ہی کر سکتے ہیں اس کے اگے

آیت ہے جسے توڑ نا ممکن نہیں ورنہ معنی بدل جائیں گے ہم وزیر اعلی صاحب سے بھی بڑے ادب اور احترام سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ قرض چکاؤ اور ملک بچاؤ کی جو تحریک حکومت کی جانب سے چلائی گئی تھی اس تحریک کے نتیجے قوم نے کیا دیا اور آپ نے اس سرمایہ سے کتنا قرض لیا کیونکہ آئی ایم ایف کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے قرضے کی ایک بھی قسط ادا نہیں کی گئی مضمون لکھتے لکھتے مجھے ایک کہانی یاد آ گئی جو ہمارے حالات سے مطابقت رکھتی ہے..

کہانی کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک سفید بلی تھی ایک بھورا بلا تھا ان دونوں میں گہری دوستی تھی صرف اندر سے لیکن سب کے سامنے لڑتی رہتی تھیں ان میں ایک سفید بلی تھی اور ایک بھورا بلا تھا ایک دن دونوں سیر کرنے گئے راستے میں انہیں بالائی سے بھرا ہوا ایک پیالہ ملا دونوں دیکھ کر بہت خوش ہونے لگے اتنی بالائی تو ہم ایک ساتھ کھا نہیں سکتے لہذا اس پیالہ کو کہیں چھپا دیتے ہیں جب دل چاہے گا کھا لیں گے یہ سوچ کر انہوں نے بالائی کا پیالہ ایک جھاڑی میں چھپا دیا اور دنوں گھر چلے گئے آئے ایک دن سفید بلی نے بھورے بلے سے کہا کہ میری بہن کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے میں چلی جاؤں بھورے بلے نے کہا شوق سے جاؤ کس نے منع کیا ہے؟ سفید بلی سیدھی اس جھاڑی کے پاس گئی اور پیالے کے اوپر کی ساری بالائی کھا کر منہ ہاتھ پونچھ کر گھر آ گئی بھورے بلے نے پوچھا کہ تمہاری بہن کا بچہ کیسا ہے سفید بلی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیا بتاؤں کیسا ہے بہت خوبصورت بالکل سفید رنگ کا بہت ہی پیارا بھورے بلے نے پوچھا نام کیا رکھا ہے سفید بلی نے جواب دیا بالا چٹ کیونکہ وہ اوپر کی بالائی کھا چکی تھی اسی طرح کچھ دن اور گزر گئے پھر اچانک سفید بلی نے کہا کہ آج میری دوسری بہن کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے میں چلی جاؤں...؟ بھورے بلے نے اسی طرح جواب دیا کہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے.... سفید بلی پھر جھاڑیوں میں گئی اور پیالے میں سے آدھی بالائی کھا کر منہ ہاتھ دھو کر گھر آ گئی بھورے بلے نے حسب روایت پوچھا.... بیٹا کیسا ہے..... سفید بلی نے کہا بہت ہی پیارا بڑا ہی خوبصورت ہے اس کا نام صفا چٹ ہے.....اور یہ کہہ کر اطمینان سے اپنے گھر چلی گئی.... کافی دن گزر گئے ایک بھورے بلے نے کہا یاد ہے ہم نے ایک بالائی کا پیالہ چھپایا تھا آؤ چل کر دیکھتے ہیں

اور دونوں مل جل کر کھائیں گے.... سفید بلی نے ڈھٹائی سے کہا چلو کون منع کرتا ہے..... خیر دونوں وہاں پہنچے تو دیکھا خزانہ خالی ارے خزانہ نہیں پیالہ خالی اب تو بھورا بلا ساری بات سمجھ گیا.... اس نے اس کی دم پکڑ کر یہ کہا کہ اچھا پیالہ تو کھا گئی بہانہ یہ کرتی تھی کہ میری بہن کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے... بالائی کھا گئی تو بلا چٹ آدھا کھا گئی تو آدھا چٹ سارا کھا گئی تو نام رکھا صفا چٹ.... اب بتا میں تیرا کیا علاج کروں ایک تو پیالہ خالی کر دیا... اوپر سے ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولتی رہی... تو نے پوری قوم کو جھوٹ بول کر دھوکا دیا ہے میں بھی میٹنگ بلاؤں گا اور تجھے پیالہ لوٹنے کے جرم میں ایسی سزا دی جائے گی... کہ تو نشان عبرت بن جائے گی... سو ابھی تک بھورا بلا سوچ میں ہے کہ کس طرح اس کا جرم ثابت کرے اب آ گئے ہم کیا لکھیں لوگ بہت سمجھدار ہیں خود بھی سمجھ چکے ہیں رہا تنخواہ دار طبقہ وہ تو اپنے نصیبوں کو مدتوں روئے گا اللہ ملک کو اپنی حفظ و اماں میں رکھے (آمین).....

....

خانقاہ اولیاء سے ایک خط

شبلی صاحب کے 23 نکات

باہمی اتفاق کا مسئلہ

ہماری شخصیت بھی عجیب وغریب ہے.... لکھتے ہیں تو لکھتے ہی چلے جاتے ہیں اور جب دل نہیں چاہتا تو اپنے قلم کو ساتھ لے کر سنیاسی بابا کی طرح کسی کھوہ میں جا بیٹھتے ہیں.... اب لاکھ پرچے کتوا لومدہ بیگم حل کر نہیں دیتیں.... عرصہ ہو گیا خطوں کے جواب دیئے ہوئے.... خطوں کے ڈھیر ہیں اور محمودہ.... آخر سوچ کر ایک خط اٹھا ہی لیا.... لفافہ پر جلی حروف میں لکھا ہے.... خانقاہ اولیاء رشیدیہ.... یہ لفافہ دیکھتے ہی دل پر ایک دہشت سی بیٹھ گئی کہ ہو نہ ہو مجھ سے ضرور کوئی گستاخی ہوئی ہے جس کے لئے مجھے تنبیہ کی گئی ہے ڈرتے ڈرتے لفافہ کھولا لفافہ میں ایک مضمون تھا مضمون پڑھتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یا اللہ خانقاہوں میں بیٹھنے والے یہ بزرگا دین اللہ کے بندوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ ملک وقوم پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں میں تو مدتوں سے کیس ایسے بندے کی تلاش میں ہوں جو راہ حق دکھائے کیا معلوم کس کی دعا سے تقدیر بدل جائے میں سوچ ہی رہی تھی کہ اب میں اتنی بخت آور ہو گئی کہ اللہ کے ولیوں کی نظریں بھی مجھ پر پڑ گئیں خوش نصیبی پر ناز کرتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ لفافہ کھولا شاید اس میں میرے لئے کچھ دعائیں اور کچھ نصیحتیں ہوں گی....

لفافہ چاک کرنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگان دین بھی پاکستان کی بقا اور سلامتی کیلئے اتنے ہی پریشان ہیں جتنا کہ ہم اور آپ بلکہ کچھ اس سے بھی زیادہ اپنی خانقاہ میں بیٹھ کر پاکستان کی بھلائی اور بہتری کیلئے سوچنا بہت بڑی بات ہے ورنہ ہم نے ایسے بھی لوگوں سے ملاقات کی ہے جو دین کی آڑ میں اپنے حلوے مانڈے کا انتظام کرتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جھونپڑیوں میں رہنے والے محلوں میں جا بستے ہیں ایسے ولی صفت انسان آپ کو بہت کم ملیں گے جو لوگوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ ملک کی خدمت بھی کرنا چاہتے ہیں یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ یہ ملک پاکستان دین کی بنیاد پر حاصل

کیا تھا کہ یہاں پر قرآن وسنت کے مطابق قوانین رائج کیے جائیں گے مگر ہونہ سکا اور اب یہ عالم ہیکہ بات ہاتھوں سے نکل چکی ہے کیا علماء کیا سیاست داں سب ہی ایک ہی چکی میں پس چکے ہیں سب کو اقتدار چاہیے صرف اقتدار یہ اقتدار امریکہ سے ملے بھارت سے ملے یا پھر اسرائیل سے اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر صرف تگنی کا ناچ ناچنا ہے یہ ناچ کوئی بھی نچائے ہاں تو ہم خانقاہ اولیا رشیدیہ کے بانی حضرت شبلی معاذ رشیدی کا ذکر کر رہے تھے جنہوں نے بڑے ہی سوچ بچار کے بعد 23 نکات پر مبنی ایک خط بھیجا ہے جس کے کچھ نکات میں قارئین امن کیلئے پیش کر رہی ہوں جو دینی نکتہ نظر سے حکومت کیلئے کارآمد ہو سکتے ہیں......

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سرکاری اسلامی عقیدہ واضح ہونا ضروری ہے اگر واضح مسلکی عقیدہ نہیں تو ملک کے تمام فارغ التحصیل سند یافتہ علمائے دین کی کثرت رائے سے طے کرلیا جائے مگر رائے دہندگان لازما فارغ التحصیل کسی مستند درسگاہ سے ہوں حکومت مملکت خداداد تمام مکاتب فکر کے دو دو یا تین تین جس قدر کے ضروری ہوں مستند علمائے دین کو منتخب کر کے حلوی سطح پر سپریم کونسل تشکیل دے جو مملکت اسلامیہ میں باہمی اتفاق ورواداری سے نظام شریعت کو سپریم لاء کی حیثیت سے مملکت میں رائج کر سکے اور ان تمام اصلاحات کو فوری طور سے نافذ العمل کر سکے جس سے فرقہ واریت کی راہیں مسدود ہوں اسلامی حوالے سے یہ سپریم کونسل تمام مذہبی اور مسلکی فیصلوں میں خود مختار ہو

ملت اسلامیہ کی تمام مساجد میں امام اور خطیب حضرات کا لازما فارغ التحصیل عالم ہونا ضروری ہے اگر کسی جگہ ایسا نہ ہو سکے تو اسی جگہ کے نمازیوں کے اتفاق رائے سے محلہ کا کوئی شخص امام بنا دیا جائے مگر کہیں اور سے امام درآمد نہ کیا جائے تمام مساجد اللہ کا گھر ہیں حکومت اسلامیہ کے تحت محکمہ اوقاف ان کا نگران ہے اس لئے ایسی تمام مساجد کے دروازوں سے مسلکی پہچان کے آویزاں بورڈوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے جن کا ہٹا دینا ضروری ہے مملکت اسلامیہ میں تمام خواص وعوام فرد کی عزت وناموس پر کسیطرح بھی کیچڑ نہیں اچھالا جائیگا اور ذاتیات یا گھریلو جھگڑے کو تذلیل کیلئے تحریر وتقریر کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے عمل میں لانا قابل سزا جرم اسلامی اصول کے مطابق ہو......

حضرت شبلی معاذ رشیدی صاحب نے بہت سے اسلامی نکات تحریر فرمائے ہیں جس کے پڑھنے سے ہم سب کا فائدہ ہوگا ہمیں افسوس ہے کہ شبلی صاحب کے تمام نکات نہیں لکھ سکتے کیونکہ ہمارا کالم بہت چھوٹا ہے حضرت شبلی معاذ صاحب نے نکاح سے لے کر طلاق تک کے باریک نکات پر روشنی ڈالی ہے جو خواتین و حضرات شبلی معاذ سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ہم ان کا پتہ تحریر کئے دیتے ہیں تاکہ جو اصحاب انکے اسلامی اور مذہبی جذبہ سے سرشار دینی نکات پڑھنا چاہیں وہ اس پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

......

خانقاہ اولیاء رشیدیہ

R-70 سیکٹر 8 نارتھ ناظم آباد کراچی

شبلی معاذ صاحب سے ہم ایک بار پھر معذرت خواہ ہیں کہ ان کے تمام نکات نقل نہیں کر سکے ہم ایسے بزرگان دین کی بے حد عزت کرتے ہیں جو عوام کی بھلائی کے کاموں کے ساتھ ساتھ ملک کے مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اللہ انہیں لمبی زندگی عطا فرمائے تاکہ وہ دین کی خدمت کر سکیں اور دکھی انسانیت کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لیں.........

....

انڈین فلمیں اور ہماری سیاست

شاہد حامد کا قتل ایک سازش

مقتول کی کار سے فائلیں غائب ہوگئیں

اب گھر میں وی سی آر آ ہی گیا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ فلمیں بھی دیکھیں گے ایکشن اور مار دھاڑ سے بھر پور انڈین فلمیں کیا کیا ترکیبیں بتائی جاتی ہیں دہشت گردی کی حکومتوں کو کس طرح ذلیل اور رسوا کیا جاتا ہے اور جب چاہیں حکومتیں بدل دیں یہ تو ان بزیگروں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کس کو کس طرح زندگی سے آزاد کیا جاتا ہے اس کی بھی ترکیبیں ہیں جس سے جرائم پیشہ حضرات پورا استفادہ حاصل کرتے ہیں نیتا جی بن کر الیکشن بھی لڑتے ہیں اور دوسری طرف اپنے مخالف امیدوار کو کچلنے کیلئے کیسے کیسے حربے استعمال کرتے ہیں اور جب بات کورٹ کچہری تک آتی ہے تو یہی قوم کے لیڈر اپنے زرخرید پالتوں کتوں کو مٹھی گرم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صبح تک اس کا نام ونشان بھی مٹ جائے اور یہ عدالت میں نہ پہنچنے پائے بس زرخرید غلام تاک میں ادھر ادھر بیٹھ جاتے ہیں اور جیسے ہی مخالف آدمی باہر نکلتا ہے اسے گولیوں سے بھون کر لاش سڑک پر اس طرح ڈال دیتے ہیں کہ ٹریفک حادثہ معلوم ہو اور پھر یہی آنکھوں پر کالا چشمہ لگا کر مرنے والے کی سمادھی پر دو پھول ڈال کر اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر اس کی آتما کی شانتی کیلئے بھگوان سے پرارتھنا بھیکرتے ہیں اور گھر آ کر ناچ گانے کی محفلیں سجاتے ہیں یہ ملک دشمن کیا چاہتے ہیں کچھ نہیں معلوم ان کا ایمان دھرم سب پیسہ ہے چاہے ملکی راز بیچ کر یا حکومتیں الٹ کر یہ پیسہ حاصل کیا جائے ہمارے پاکستان میں بھی آج کل ہندوستانی فلمیں چل رہی ہیں بلکہ پچھلے تین سال سے یہ سلسلہ جاری ہے کہیں اقتدار بچانے کیلئے دہشت گردی کی جاتی ہے تو کبھی اقتدار حاصل کرنے کے لئے خونی ڈرامہ رچایا جاتا ہے بی بی کے دور حکومت میں جو المناک واقعات رونما ہوئے ہیں اور جس کے میں باس جنرل بابر تھے جو ابھی تک خوشیوں کے جھولوں میں جھول رہے ہیں ثبوت ہوتے ہوئے بھی ثبوت ناپید ہیں ان کے دور سے لے کر آج تک وہی جھوٹ

کے پلندے بیانات کی شکل میں محفوظ ہیں اب مسلم لیگ جو پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور دوسری جماعت کو عوام کی حمایت حاصل ہے ایم کیو ایم ہے اور ان دونوں جماعتوں میں معاہدہ ، ہو چکا ہے یہ معاہدہ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ ملک کی بقا و سلامتی کیلئے یہ عہد کیا گیا ہے کہ اس ملک سے دشمنوں کو نیست و نابود کرنا ہے عوامی تکلیفیں اور پریشانیاں دور کرنے کے لئے جدو جہد کرنا ہے اس ملک میں رہنے والے تمام انسانوں کو خواہ انکا تعلق کسی بھی فرقے یا زبان سے ہو ان کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے اور دونوں جماعتیں بالکل خلوص اور سچائی سے اس معاہدے پر عمل پیرا ہیں حتی کہ ایم کیو ایم کے لوگ آئے دن ہی دہشت گردی کا شکار ہو رہے ہیں اس کے باوجود بھی ان لوگوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہم تو کہتے ہیں کہ جو بھی دہشت گرد پکڑا جائے اس کا تعلق چاہے کسی جماعت سے ہو وہ قابل سزا ہے اس کے ساتھ کسی رعایت کی ضرورت نہیں ہے کراچی میں کیا اب تو پورا پاکستان ہی دہشت گردی کی لپیٹ میں آ گیا ہے یہ کام صرف ان لوگوں کا ہے جو پاکستان کو اپنی جاگیر سمجھ کر نسلاً در نسلاً اس پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے

اور جنہوں نے قسم کھائی ہے ملک کو کبھی مستحکم نہیں ہونے دیں گے چاہے انہیں صیہونی طاقتوں کی گود میں بھی بیٹھنا پڑا تو گوارہ ہے محمد نواز شریف کو وزیر اعظم بنے ہوئے چند ماہ گزرے تھے کہ آٹے کا بحران پیدا کر دیا گیا اس بحران سے خدا خدا کر کے نکلے تو دہشت گردی کا بازار گرم کر دیا گیا پہلے معصوم شہریوں کو مار مار کر دہشت بٹھائی اور الزام لگایا کہ حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے......

اس پر بس نہیں چلا تو افسران کی باری آ گئی محترم شاہد حامد کے قتل کے بعد الزمات ایم کیو ایم پر لگنا شروع ہو گئے لیکن ہماری حکومت بھی اتنی نااہل نہیں کہ سنی سنائی باتوں پر یقین کرے شاہد حامد کا قتل ایک بہت بڑا سانحہ ہے اس کے لئے جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے نہایت ایماندار افسر تھے یہ بھی اطلاعات ہیں کہ شاہد حامد مرحوم صاحب نے کے ایس سی میں تین کروڑ روپے کے غبن اور گھپلوں کا بھی سراغ لگا لیا تھا اور جولائی کے کسی ہفتہ میں اخبار والوں کو اس کی بریفنگ دینے والے تھے ملک شاہد حامد مرحوم نے جن لوگوں کے خلاف تحقیقات کی تھی اور انکے کالے دھندے پکڑے تھے کیا وہ لوگ

شاہد حامد مرحوم کے دوست ہو سکتے ہیں جن لوگوں نے یا ان کی بیگم صاحبہ محترمہ شہناز نے جس تنظیم کا نام لیا ہے کیا اس تنظیم کے لوگ تین کروڑ کے گھپلے میں شامل تھے یا وہ رشوت خور افسران بھی انکے دوست تھے جو شاہد حامد کی نظروں میں آ چکے تھے کیا بجلی کا روز روز کا بحران عوام کے اشتعال کے لئے کافی نہ تھا بعض علاقوں میں بجلی ہفتوں غائب رہتی ہے پانی نہ ہونے کی وجہ سے لاشیں بھی بغیر غسل کے دفنائی جا رہی ہیں اور پھر سب سے ضروری بات یہ بھی نظر میں رکھنی چاہیے کہ ان کا گاڑی میں چند اہم سرکاری فائلیں بھی تھیں جو کہ غائب ہیں اور جن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ فائلیں بھی قاتل اپنے ساتھ لے گئے ہیں اب ظاہر ہے کہ ان تین چار سالوں میں ایم کیو ایم کو دہشت گرد جماعت ثابت کرنے کی بے پناہ کوشش کی گئی اگر بی بی کی حکومت نے جتنی کوشش ایم کیو ایم کو دہشت گرد ثابت کرنے کی ہے اگر وہ اپنی یہ توانائیاں ملک اور قوم کی بھلائی پر خرچ کرتیں تو آج بھی وہی برسر اقتدار رہتیں عوام میں دہشت گردی پھیلا کر اور لوگوں کے دلوں پر خوف و ہراس بٹھا کر اقتدار حاصل نہیں کر سکتیں ملک شاہد حامد صاحب کے قتل کا پلان ایک سوچی سمجھی سازش ہے کسی بڑے افسر کو اتنی آسانی سے دہشت گردی کا شکار نہیں بنایا جا سکتا......

حکومت کو چاہیے کہ دہشت گردی کے ذمہ داروں کو چھان بین کے بعد ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ وہ نشان عبرت بن کر رہ جائے ہاں ایک بات اور بی بی کے اس بیان کو بھی سامنے رکھ کر تحقیق کی جائے جس میں انہوں نے ایک قومی حکومت بنانے کی تجویز پیش کی تھی اور وہ نواز شریف حکومت کا ناکام کر کے ہی بن سکتی ہے......

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں......

....

زندگی میں ہل چل

شہرت کی دیواریں پھاندنا

سنجیدگی میں مزاح

کرامات اولیا برحق ہیں مدتوں سے سنتے چلے آرہے ہیں اولیاء کرام کی کرامات کے بارے میں بہت پڑھا ہے اور بہت کچھ سنا بھی ہے خدا کے نیک بندے اس کے دین کو فروغ دینے والے اور اسلام کی بقا کے لئے جدوجہد کرنے والے کبھی نہیں مرتے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی ان بزرگوں کا فیض جاری رہتا ہے او فیض اٹھانے والے ان بزرگوں سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں ہمیں تو اتنا بھی یاد نہیں کہ کب سے لکھ رہے ہی بس ہوش سنبھالا تو اپنے ہاتھ میں قلم اور سامنے کاغذات بکھرے نظر آئے لیکن کسی نے بھی نہ کہا کہ محمودہ بہت بڑی لکھنے والی مزح نگار خاتون ہیں ایرے کے تذکرے سن لو غیرے کی اچھائیاں بیان کی جائیں گی نتھو خیرے کا بھی ذکر ہو جائیگا لیکن خاک پڑے محمودہ پر جو اس کا تذکرہ بھی ہو جائے حتی کہ الف بے کا قاعدہ لکھنے والے کا نام بھی چمکتا ہے دمکتا ہے نظر آئے گا لکھت پڑھت کے پچاس سال گزرنے کے باوجود بھی ہم نے بے نشاں رہے لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایک کالم سے ہماری زندگی میں ہل چل مچ جائے گی اور ہم شہرت کی دیواریں پھاندتے چلے جائیں گے ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ ہم نے گزشتہ کالم میں ایک بزرگ شبلی معاذ صاحب کا ایک خط شائع کیا تھا ہمارا ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا بس ان کی تحریر دیکھی اور ان کی اپنے حق مس دعائیں سنیں بس صرف ٹیلفون پر رابطہ ہے.... آواز سنتے ہی آپ کی زندگی کا کچھ نہ کچھ احوال تو بتا ہی دیتے ہیں... ہمیں ان کا ٹیلیفون نمبر لکھنے کی اجازت نہیں ہے ورنہ ہم لکھ دیتے دکھی اور پریشان انسان ان سے استفادہ کرتے پر اس معاملے میں ہم مجبور ہیں یقین جانیئے.... کالم کیا شائع ہوا خطوط کے انبار لگ گئے اس ہفتہ ڈاک سے ایکسو چھتیس خطوط موصول ہوئے.... جنکا فرداً فرداً ذکر کرنا مشکل ہے پھر بھی ایک دو خطوط ضرور شائع کریں گے اور باقی حضرات وخواتین سے معذرت چاہیں گے زیادہ تر حضرات نے

شبلی صاحب کے نکتہ طلاق کے بارے میں پوچھا ہے بلکہ سارے نکات شائع کرنے کیلئے کہا ہے جو ممکن نہیں ہے طلاق کے بارے میں شبلی معاذ صاحب کا نکتہ کچھ اس طرح ہے کہ نکاح نامہ میں ..... دیئے گئے اٹھارویں نمبر پر طلاق کا حق جو دلہن کو تفویض کرنیکا ذکر ہے اس حق کو حکومت اسلامیہ قانونی طور سے وقت نکاح از خود دلہن کا حق ہونیکا قانون نافذ کر کے خواتین میں احساس محرومی کو دور کرے اور تحفظ فراہم کیا جائے........

ایک اور نقطہ شبلی صاحب نے اٹھایا ہے مملکت اسلامیہ میں تمام خاص و عام فرد کی عزت و ناموس پر کسی طرح بھی کیچڑ نہیں اچھالا جائے گا اور ذاتیات یا گھریلو جھگڑے کی تذلیل کیلئے تحریر و تقریر کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے عمل میں لانا قابل سزا جرم اسلامی اصول کے مطابق ہوگا ہمارے کالم کے جواب میں سب سے پہلے تو خانقاہ اولیاء رشیدیہ کی انتظامیہ نے شبلی معاذ صاحب کے نکات پیش کرنے پر شکریہ ادا کیا ہے الحرم فیضان رسولؐ انجمن کے صدر طلعت عروج صاحب دعاؤں کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ محترمہ بہن صاحبہ آپ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں کیونکہ ادیبہ ہونے کے ساتھ

ساتھ آپ ملکی سطح کی ایک کہنہ مشق سیاستدان ہیں آپ نے حضرت شبلی معاذ صاحب کے تین نکات شائع کیے ہیں جب بھی اسلامی تاریخ میں خانقاہ نشین اکابرین نے ملک و قوم کی ہدایت و رہنمائی کیلئے خطوط ارسال کیئے اور ارباب اختیار نے ان پر دھیان نہیں دیا قوم کا مقدر تباہی اور بربادی ہوتا ہے خدا ہم سب اہل وطن کو ایسے عوامل سے اپنی پناہ میں رکھے (آمین) مملکت اسلامیہ خداداد کے مسلکی عقیدے کا قبلہ آج تک واضح ہی نہیں ہوا ایسی صورت میں فرقہ واریت کا ہر بحران مملکت اسلامیہ کے کھاتے ہی میں رہے گا اور یہی ایک حقیقت ہے لہذا آپ بعد اخلاص خراج تحسین کی حقدار ہیں کہ آپ نے مسلکی بحران کے انتہائی پریشان کن وقت میں ایک بزرگ شخصیت کو متعارف کرایا بلکہ ان کے فیضان بصیرت کے نکات پر بھی روشنی ڈالی اللہ آپ کو اس کی جزادے گا دوسرا خط محمد وسیم صاحب اور انکے ساتھیوں نے تحریر کیا ہے لکھتے ہیں زمانہ گزر گیا کسی صاحب بصیرت بزرگ کے بارے میں سنتے ہوئے سوچتا تھا کہ کیا پاکستان میں ایسی کوئی بزرگ ہستی نہیں ہے جو حکمرانوں کو عقل و فہم کا مشورہ

دے کر رہنمائی فرمائے لیکن 6 جولائی کے روزنامہ امن میں آپ کا کالم پڑھا آپ نے باہمی اتفاق کے مسئلے پر جو طبع آزمائی فرمائی ہے یقین کیجئے دل بہت خوش ہوا ایک زمانہ تھا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حکمرانوں کو اپنے علم و عقل سے فیضیاب کرتے تھے کہ مملکت کے معاملات کو بطریق احسن نمٹایا جاسکے اور آج اپنے بزرگوں کے طفیل ہم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہوگئے اولیا اللہ کے علم و تجاویز سے مستفیض ہوسکیں ہم جاننا چاہتے ہیں کہ ولی گھرانے کے چشم و چراغ حضرت شبلی معاذ کے وہ 23 نکات کیا ہیں ہم بے تابی سے اپ کے اگلے کالم کے منتظر رہیں گے وسیم صاحب نے اور بہت کچھ لکھا ہے خط خاصا طویل ہے انکا کیا بلکہ سارے خطوط بہت طویل لکھے گئے ہیں جن کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اور یہ جان کر اور بھی خوشی ہوئی کہ "امن" اخبار عوام میں کتنا مقبول ہے ہم اتنے سارے خطوط میں سے صرف دو خطوط کا انتخاب کیا ہے باقی بہن بھائی ہم سے ناراض نہ ہوں کیونکہ جگہ کی کمی کی وجہ سارے خطوط کے جوابات دینا ہمارے لئے ناممکن ہے ہم تو مزاحیہ کالم نگار ہیں سنجیدگی تو ہمارے پاس سے گزری تک نہیں ہے پھر بھی ہم نے سنجیدہ بننے کی بہت کوشش کی ہے اگر کہیں پر کوئی مزاحیہ جملہ نظر آجائے تو اسے ہماری فطرت سمجھ کر درگزر کر دیجئے کیونکہ یہ معاملہ بزرگوں کا ہے اس لئے ہم نے بڑی احتیاط سے اپنے قلم کو استعمال کیا ہے شبلی معاذ کا پتہ ایک بار پھر تحریر کر رہی ہوں جو خواتین و حضرات ان سے استفادہ کرنا چاہیں جوابی لفافہ بھیج کر جواب حاصل کرسکتے ہیں.....

حضرت شبلی معاذ صاحب

خانقاہ اولیا معاذ صاحب

R-۴۰۷ سیکٹر ۸ نارتھ کراچی

....

مستقل حل کا طلب گار

کچی آبادیوں کا مسئلہ

پہلے جگہ دو پھر آشیانہ اجاڑو

کچی آبادیوں کا رونا روتے برسوں گزر گئے یہ مسئلہ نہ آج حل ہوتا ہے اور نہ کل...... پاکستان کو وجود میں آئے پچاس سال گزر چکے ہیں مگر یہ خانماں برباد جس طرح پچاس برس پہلے آکر آباد ہوئے اور آدھی صدی گزرنے کے بعد بھی مشکلات کا شکار ہیں...... جب بھی اس ملک میں الیکشن ہوئے امیدواروں نے ہمیشہ کچی آبادیوں کو اپنی ڈھال بنایا...... کیونکہ یہاں پر ووٹروں کی بہتات اور ان خانماں بربادوں میں سے ایک بھی اس لائق نہیں جو الیکشن لڑ سکے یا الیکشن کے اخراجات برداشت کرسکتا ہو سردی، گرمی، برسات یہ سارے ہی موسم تو انہوں نے اپنی چھپروں والی جھونپڑیوں میں گزارے ہیں...... جہاں نہ پینے کا پانی ہے اور نہ ہی صفائی کا معقول انتظام...... اپنی مدد آپ کے تحت اور پاکستان سے محبت کی بنا پر ان لوگوں نے سیوریج کا اور پینے کے پانی انتظام بھی بہت مشکل حالات میں کیا..... میں چونکہ خداداد کالونی میں رہتی ہوں.... یہ بھی پہلے کچی آبادی تھی...... یہ کالونی بھی اپنی مدد آپ کے تحت ان لٹے پٹے مہاجروں نے آباد کی تھی جو پاکستان کے عشق میں اپنا سب کچھ لٹا کر صرف اس لئے آئے کہ اپنی زمین پر سکھ اور آزادی کا سانس لے سکیں گے...... پہلے کراچی صرف بندر روڈ تک تھا.... باقی سارا علاقہ ویران اور پتھریلی پہاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا، ہر طرف ریت ہی ریت نظر آتی تھی.....آزادی کے بعد مسلمانوں کے لٹے پٹے قافلے آئے تو جس کو جہاں جگہ ملی جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گیا.....ان مہاجروں نے کسی کے گھروں پر قبضہ نہیں کیا بلکہ ویرانوں میں اپنے ٹھکانے تلاش کئے آج یہی ویرانے مہاجروں کی وجہ سے گلستان بن گئے ہیں..... جب الیکشن ہوئے امیدواروں نے اپنا حلقہ انتخاب وہی بنایا جہاں پر کچی آبادیاں تھیں اور ووٹر لسٹ بھی ان ہی مہاجروں کے ناموں سے بھری پڑی تھی.....اور پھر خوبصورت نعرے اور لچھے دار تقریریں کرنے کے لئے بھی یہی

جگہ مناسب تھی.....دھواں دار تقریریں ہوئیں..... پرکشش نعرے لگے کہ ہم کو اگر آپ نے ووٹ دیئے تو آپ کے کٹھن دن رات بہاروں میں بدل جائیں گے یہاں جھونپڑیوں کی جگہ آپ کو پکے مکانات دیں گے.....اور ساتھ میں روٹی کپڑا ابھی ہم دیں گے....... لٹے پٹے لوگ جو بہت سیدھے سادھے تھے ان نعروں کے فریب میں آتے رہے جھوٹے اور غداروں کو اپنے ووٹ سے ایوانوں میں پہنچاتے رہے..... الیکشن جیتنے کے بعد تو کوئی شکل بھی نہیں دکھاتا تھا...... کیونکہ لوٹ کھسوٹ سے چھٹی ہی نہیں ملتی تھی جو غریبوں کی طرف دیکھیں یا ان سے کئے ہوئے وعدوں کی پاسداری کریں..... کسی حکومت نے یہ بھی نہ سوچا کہ کچی آبادیوں میں رہنے والے بھی کوئی جانور نہیں ہیں یہ بھی انسان ہیں لٹنے سے پہلے یہ بھی تمھاری طرح انسانوں کی زندگی بسر کرتے تھے ان کے بچے بھی اسکولوں میں جاتے تھے صحت وصفائی کے معقول انتظام کے ساتھ رہتے تھے.....ارے اگر یہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کے آئے ہیں..... کس لئے آئے ہیں.....ان لوگوں نے گھر بار کی قربانی کے علاوہ جانوں کا نذرانہ بھی پیش کیا ہے.....مادر وطن کی جڑیں مظبوط کرنے کے لئے پانی کی نہیں ان ہی مہاجروں کے خون کی ضرورت تھی جوان سر پھروں کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا تھا...... وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں پر گندی نالی کا کیڑا سمجھ کر بدسلوکی کی جاتی ہے ہمارے بچوں کے مقدر میں تعلیم بھی نہیں ہے.....نہ پینے کا ستھرا پانی......اور نہ سر چھپانے کے لئے کوئی چھت.....اس پر بھی خدا کا شکر ادا کر کے اس ملک کو اپنی اپنی بساط کے مطابق خدمت کرتے رہے.....ان ہی جھونپڑیوں میں اور اسی تاریک ماحول میں دو تین نسلیں پلی اور بڑھیں.....لیکن کسی کو ان کا خیال تک نہ آیا ان ہی کچی آبادیوں میں ایک آبادی لائنز ایریا کے نام سے بھی مشہور ہے.....کہتے ہیں کہ یہ سب سے بڑی کچی آبادی ہے.....ان پچاس سالوں میں یہاں کے رہنے والوں نے اپنے جھونپڑے پکے کرالئے.....اپنے بچوں کی شادی بیاہ کی اور اسی زمین کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے.....سال دو سال میں یہ آوازیں آتی رہیں کہ یہاں کے لوگوں کو بیدخل کر کے کوئی خوبصورت سی سڑک بنائی جائیگی......بہت شور وغوغا اٹھا تو کارپوریشن نے یہ بل پاس کیا کہ یہاں کے رہنے والوں کو اسی جگہ پینتالیس گز کا پلاٹ دیا جائے

گا۔۔۔۔۔۔یہ بھی شور کئی سال تک مچا۔۔۔۔۔۔اور پھر ۱۹۸۱ء میں اعلان ہوا کہ جو لوگ اے کیٹیگری کا پلاٹ چاہتے ہیں یعنی جس جگہ پر ہیں اسی بنیاد پر بینکوں میں ساڑھے سات سو روپے جمع کردیں اور بی کیٹیگری کے تقریباً نصف روپے تھے ان لوگوں کے لئے پلاٹ کی جگہ اورنگی یا کورنگی مخصوص کی گئی تھی ۱۹۸۲ء سے آج ۱۹۹۶ء شروع ہو چکا ہے لیکن بدقسمت لوگ اے کیٹیگری کی رسیدیں ہوتے ہوئے بھی پلاٹ سے محروم ہیں اور ان کو ایک سازش کے تحت بھیڑ بکریوں کی طرح پھینکا جارہا ہے حالانکہ لائنز ایریا کمیٹی بن چکی ہے سربراہ کراچی کے کمشنر ہیں اور پس پردہ ایسے نام بھی ہیں جو لائنز ایریا ٹھیکیدار بن بیٹھے ہیں یعنی ان کی مرضی کے بغیر لائنز ایریا کا پتہ بھی نہیں مل سکتا۔۔۔۔۔۔سب حساب کتاب بالا ہی بالا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ایک کوئی پلیجو صاحب ڈائریکٹر ہیں وہ لائنز ایریا کے خدا بنے بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔۔جن کے پاس ۱۹۸۱ء کی بینک کی رسید بھی ہے وہ بھی دھتکارا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اب پلاٹ ختم ہو چکے ہیں سرجانی ٹاؤن یا کورنگی جانا ہو تو سات ہزار روپے لے آؤ ساٹھ گز کا پلاٹ مل جائے گا ہمارے پاس تو ایسی رسیدیں اور ثبوت بھی موجود ہیں جو لوگ لاتے ہیں اور زار و قطار روتے ہیں۔۔۔۔۔آج کل لائنز ایریا کی یہ حالت ہے کہ لوگوں کو متبادل جگہ دیئے بغیر ان کے گھر پر بلڈوزر چلادیئے ہیں بجلی پانی کی لائین کاٹ دی گئیں ہیں لوگ اپنی جوان لڑکیوں اور بچوں کو کھلے آسمان کے نیچے لئے بیٹھے ہیں جائیں تو کہاں جائیں۔۔۔۔۔۔دہشت گردی کے الزامات کے بعد مہاجروں پر یہ دوسرا ظلم توڑا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔جس وطن کے لئے بے گھر ہوئے تھے اسی وطن میں ان بے چاروں پر زمین تنگ کردی گئی یہ نگراں حکومت جہاں بہت اچھے کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔وہاں لائنز ایریا کے لوگوں کہ بے گھر کرنے کا حساب بھی لیا جائے۔۔۔۔۔۔اگر پچاس سال بعد بھی ان لوگوں کو اجاڑنا مقصود تھا تو ان کے لئے کسی جگہ بھی دو کمروں کے مکان بنا کر قیمتاً دے دیئے جاتے جہاں پر پانی اور بجلی کی سہولت تو ہوتی۔۔۔۔۔خدا کے لئے کچھ تو خدا کا خوف کرو ان خانماں بربادوں کو کب تک اجاڑتے رہو گے۔۔۔۔۔۔کبھی پاکستان کے نام پر۔۔۔۔۔۔کبھی قائداعظم کے نام پر اور کبھی شہر کو خوشنما بنانے کے نام پر۔۔۔۔۔۔ہم کہتے ہیں شہر میں سڑکوں اور پلوں کا جال بچھادو کون کمبخت ہے جو ترقی سے خوش نہ ہوگا لیکن دل میں خوف خدا رکھ کر کام کرو۔۔۔۔۔یہ سردی کا

زمانہ ہے......بے حال اور پریشان لوگ بغیر کسی وسیلہ کے کہاں جائیں؟ کورنگی میں جس جگہ زمین دے رہے ہیں وہاں نہ پانی کا انتظام ہے اور نہ بجلی کا ہر طرف بڑے بڑے گڑھے کھدے پڑے ہیں یہ لوگ حکومت سے کوئی پیسہ نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ ۱۹۸۱ء میں اپنی رقوم جمع کرا چکے ہیں.....ان کو وعدہ کے مطابق جیکب لائن میں ہی پلاٹ ملنا چاہیئے.....تم ان غریبوں کی زمین ہتھیا کر رہے ہو معلوم نہیں تمھارے ظلم کے سبب تمہیں دو گز زمین بھی ملتی ہے یا نہیں.....ہماری سندھ حکومت سے بھی التجا ہے کہ جیکب لائن کے رہنے والوں پر جس نے بھی ظلم کیا ہے اور سردی کے دنوں میں انہیں گھر سے بے گھر کیا ہے.....ان لوگوں سے جواب طلب کیا جائے ......تا کہ بہت سے پردہ نشیں سامنے آجائیں.....ہماری یہی استدعا ہے کہ پہلے جگہ دو پھر آشیانہ اجاڑو۔۔۔!!

....

آصف میاں اور ان کی مونچھیں

مرتضٰی کے قتل کا ذمہ دار کون

لاشوں کی بے حرمتی انسانیت نہیں

بیٹھے بٹھائے ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی...... بی بی کا بھائی...... وزیر اعظم پاکستان کا بھائی...... بھٹو کا جانشین...... غنوی کا سہاگ...... پیارے پیارے تین بچوں کا باپ...... ماں کا اکلوتا لال...... بہن کا اکلوتا بھائی...... اپنے گروپ کا لیڈر...... صوبائی اسمبلی کا ممبر...... آج منوں مٹی کے نیچے چین کی نیند سو رہا ہے...... وہ بھی جعلی مقابلے میں مارا گیا...... ہمارے ہی کیا سب کے دل رو رہے ہیں اس جواں سال موت پر...... حتیٰ کہ صدمے سے بہنوئی نے یعنی آصف میاں نے اپنی مونچھیں بھی مونڈ دیں...... مونچھ جو مرد ہونے کی علامت ہے...... اور پھر آصف میاں کی مونچھیں دیکھ کر تو ویسے ہی لرزہ طاری ہو جاتا تھا...... انہوں نے وہ نشانی ہی ختم کر دی نہ ہو گی مونچھ...... اور نہ ہو گا خوف...... چلو چھٹی ہوئی...... سینگ کٹا کے بچھڑوں میں شامل ہو گئے...... ویسے بھی سالے بہنوئی کی لڑائیاں طشت ازبام تھیں...... وہ اپنے بہنوئی سے نالاں تھے تو وہ اپنے ''سالے'' سے...... خیر گھریلو جھگڑوں سے ہمارا کیا واسطہ وہ جانیں ان کی اربوں۔ کھربوں روپے کی جائیدادیں اور ان کے جھگڑے...... ہمارا کام تو سمجھانا تھا...... سو ہم پورے ڈھائی برس بی بی کو بھی سمجھاتے رہے اور اشاروں کنایوں میں یہ بھی بتاتے رہے کہ اے بی بی! تیری خیر...... جان و مال کی خیر...... اب بھی سمجھ جاؤ لیکن کوئی نہ سمجھا...... ہم تو پاگل تھے جو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ بی بی پولیس اور رینجر کے اختیارات کم کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اختیارات پا کر وہ کسی کے بھی جوابدہ نہ ہوں...... اور کہیں آپ کے لئے مسئلہ نہ بن جائیں...... میر مرتضٰی بھٹو کے قتل کی ذمہ داری قبول کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں ہے...... صوبائی حکومت...... سانپ سونگھ گیا...... وفاقی حکومت...... کچھ ایسے گول مول بیانات ہیں...... جن کا سر ہے نہ پیر...... جب ہم نے ٹی وی پر بی بی کو روتے دیکھا تو یقین

ماہے..... ہم بھی نہت روئے یہ قدرتی بات ہے، جب کسی پر کوئی سانحہ ٹوٹتا ہے تو اپنے غم بھی ہرے ہو جاتے ہیں...... میر مرتضیٰ بھٹو کی لاش کا تڑپنا اور انہیں دیر تک طبی امداد کا نہ مہیا ہونا..... ہمیں بھی بیچارا فاروق پٹنی یاد آ گیا..... اس کی لاش بھی تڑپتی رہی اور اس کی بیوہ کو گھسیٹے ہوئے لے گئے...... یہی رینجرز اور پولیس والے..... پھر اس بیوہ پر جو کہ حاملہ بھی تھی کتنا تشدد کیا...... اور عرصہ تک یہ بھی نہ بتایا کہ وہ مظلوم لڑکی ہے کہاں...... جب بہت ہی شور شرابہ مچا تو اتنا بتایا کہ رئیس فاطمہ اور شازیہ فاروق ہماری تحویل میں معصوم لڑکیوں کو رکھا ہے...... جب یہ رہا ہوئیں تو رئیس فاطمہ کی حالت قابل دید تھی...... اسکی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ لنگڑا لنگڑا کر چل رہی تھی...... مجھے وہ بیوائیں بھی یاد آ گئیں جن کے سروں سے کس بے دردی کے ساتھ ان ہی پولیس اور رینجر والوں نے چادریں گھسیٹی تھیں...... اور سروں پر بندوقوں کے بٹ مار مار کے ادھ موا کر دیا تھا...... بیویوں کے سہاگ ان کی آنکھوں کے سامنے چھینے گئے..... ایک ایک اعضاء کاٹ کر بھی انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی..... "بی بی" بھی ہماری ایک با عزت بہن ہیں..... مگر ان ہزاروں بہنوں کا کیا کروں..... جن کا رواحد سہارا بھائی تھا...... ان بھائیوں کو بھی جعلی مقابلے میں مارا گیا..... ارے ابھی تو ان کے سہرے کے پھول بھی نہ کھلے..... ۲۲ سال اور پچیس سال کے درمیان ان کی عمریں تھیں..... مجھے ان بہنوں کی سسکیاں آج بھی تڑپاتی ہیں اور بار بار یہی سوال دہراتی ہوں ان کا قصور کیا تھا..... آنکھوں پر پٹی۔ پاؤں میں بیڑیاں...... ہاتھوں میں ہتھکڑیاں..... کیا جعلی مقابلے اسی طرح ہوتے ہیں............ ہمارے اور دوسرے بیٹے اور بھائیوں کی لاشوں کی اتنی بے حرمتی کی گئی کہ سوچ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں..... کہیں کسی لاش کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تو کہیں کسی بے جان انسان کی آنکھیں نکال کر میت کے سینے پر رکھ دی گئیں...... جسم چھلنی ہے...... گولیوں سے بھی...... ڈرل مشینوں سے بھی...... اعضاء کٹے ہوئے ہیں...... لاشیں لینے جاؤ تو خوف و ہراس...... تھانوں میں راشی بیٹھے ہیں لاش دینے کی بھی رشوت طلب کی جا رہی ہے کہ جاؤ ۱۰ ہزار لے آؤ اور لاش لے جاؤ...... خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ یہ سب میرے بھائی مرتضیٰ کے ساتھ نہیں

ہوا...... آخر پولیس اور رینجرز والوں نے کچھ تو لحاظ کیا کہ یہ وزیر اعظم پاکستان کا بھائی ہے مجھے اس وقت الطاف حسین کا بھائی اور بھتیجا بھی یاد آ گیا......وہ ۶۶ سال کا بوڑھا بیمار......ریٹائرڈ ناصر حسین......گھر میں گھس کر بغیر وجہ بتائے بستر سے یہی رینجرز اور پولیس والے گھسیٹتے ہوئے لے گئے......اور ساتھ ہی ان پیارے کے جواں سال بیٹے عارف کو بھی نہیں چھوڑا......ان بہنوں اور ماؤں کی دردناک چیخیں آج بھی میرے دل کو ہلائے دے رہی ہیں......کوئی قصور نہ تھا......گرفتاری کی کوئی وجہ نہ تھی......صرف اس لئے یہ ظلم وستم ہوا کہ وہ الطاف کا بھائی تھا......بھتیجا تھا الطاف کا خون تھا......اور پھر جس بے دردی سے ان باپ بیٹوں کو شہید کیا گیا......پوری دنیا نے یہ اندوہناک خبر پڑھی......پل بھر کے لئے سکتہ طاری ہو گیا......ہو سکتا تھا کہ موومنٹ کمزور پڑ جاتی لیکن لندن سے الطاف حسین کے بیان نے ایک دفعہ پھر مہاجر قوم کی روح میں ایک تازہ روح پھونک دی......اور اس طرح یہ قافلہ پھر چل پڑا......اسی طرح نعیم شری کی موت بھی دل ہلا دینے کے لئے کافی ہے......ایک کمزور سا لڑکا جس کی تصویریں اخبارات میں شائع ہوئیں......کہیں سے بھی دہشت گرد نہیں لگتا تھا......اس کو مارنے کے لئے جب رینجرز گھر میں داخل ہوئے تو وہ دہشت گرد بقول حکومت کرنے لگا مجھے مت مارو میں بے قصور ہوں......ہاں تم مجھے گرفتار کر لو......لیکن ظالموں نے ایک نہ سنی اور اس کوئی۔وی کے پیچھے ہی ایک کونے میں گولیوں سے بھون ڈالا......اور پھر فخر سے حکومت کی طرف سے ایک اور تمغہ مل گیا......داستانیں تو لکھنے کو بہت ہیں......جعلی مقابلے......عورتوں کا اغوا......ان کی آبروریزی اور وہ بھی باپ بھائی کے سامنے......توبہ استغفار......اب بھی توبہ کے دروازے کھلے ہیں......بی بی ہم تو آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں معصوم بچے زندہ ہیں اللہ انہیں لمبی عمر دے......اب بھی میں ایک بہن ہونے کے ناطے آپ سے کہنا چاہتی ہوں کہ......ذرا ہوشیار رہیں......جنھوں نے آپ کے بھائی کو مارا وہی لوگ اسے "دہشت گرد" ثابت کرنا چاہتے ہیں......ہم تو اس خاردار وادی سے گزر رہے ہیں کہیں آپ کے نازک پاؤں بھی زخمی نہ ہو جائیں......اب بھی وقت

ہے پچھلے غم بھلا کر ایک نئی اور تازہ روایت قائم کریں..................

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں   ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

....

کراچی صوبے کی تحریک

بھنگڑا کلچر کیسے آیا

محسنوں اور مہربانوں کی یاد

ہم نے اپنے پچھلے کالم میں لکھا تھا کہ کراچی صوبہ کی تحریک کو آگے بڑھانے کیلئے ہم لوگوں نے کراچی کے ہوٹل جبیں میں ایک میٹنگ بلائی تھی اور اس میں تمام جماعتوں کے ذمہ دار افراد نے شرکت کی تھی ہماری جدوجہد مہاجرین کے علاوہ کراچی میں رہنے والے ہر مظلوم شخص کے لئے تھی.........اسی ضمن میں ہم نے حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم سے بھی ملاقات کی انہوں نے ہمیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا.........مولانا صاحب سے ہماری خاصی سلام دعا تھی تعلقات اس حد تک تھے کہ ہر سال عید پر مولانا ہمیں عیدی دیتے تھے اپنے نام کے چھپے ہوئے لفافے میں ۱۰۰ روپے رکھ کر دعاؤں کے ساتھ ہمارے ہاتھ میں لفافہ دیتے اور ہم سلام کر کے وہ لفافہ خوشی خوشی لے لیتے کیونکہ مولانا احتشام الحق مرحوم ہماری بہت عزت کرتے تھے.........ایوب خاں کے عائلی قوانین کے خلاف جب ہم نے تحریک چلائی تو اس وقت مولانا نے ہماری بڑی مدد کی تھی.........خالقدینا ہال کا کرایہ بھی مولانا ہی نے ادا کیا تھا.........جب ہم نے مولانا صاحب سے کراچی صوبہ کی بات کی تو مولانا صاحب بے حد خوش ہوئے اور ہر ممکن امداد کا یقین دلایا.........رمضان شریف کا مہینہ تھا اس لئے طے پایا کہ میٹنگ شام ۵، بجے رکھی جائے اور یہ میٹنگ آپ اپنے گھر ۲۱ اے خداداد کالونی میں رکھیں.........ہمارے اصرار پر مولانا صاحب نے میٹنگ کی صدارت بھی قبول کر لی.........شیخ لیاقت حسین صاحب نے تمام سیاسی لیڈروں سے رابطہ کیا.........سب ہی نے حامی بھر لی.........آخر وہ دن بھی آگیا جب میٹنگ ہونی تھی سب سے پہلے پروفیسر غفور احمد صاحب تشریف لائے کیونکہ پروفیسر صاحب وقت کے بہت پابند ہیں ُنکے بعد دیگرے لوگ آتے رہے.........کافی وقت گزر گیا لیکن مولانا صاحب تشریف نہ لائے آخر انتظار کر کے ہم نے مولانا

احتشام الحق صاحب کے گھر ٹیلی فون کیا..........ادھر سے خلاف توقع..........مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ جلسہ کی صدارت پروفیسر غفور صاحب نے صاحب سے کرالیں.......میں نہیں آسکتا کیونکہ کراچی صوبہ کا نعرہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگادیا..........ہم حیران کہ الٰہی یہ کیا ہوگیا..........مولانا صاحب نے تو وعدہ کیا تھا..........ہم نے مولانا صاحب کا جواب سب کو بتادیا لہٰذا صدارت کے فرائض پروفیسر غفور صاحب نے ادا کئے........

غالباً ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ کو نشتر پارک میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا..........جلسہ کی صدارات خان بہادر حبیب اللہ مرحوم نے کی.....جلسہ توقع سے زیادہ کامیاب رہا سائیں جی ایم سید کا گھر چونکہ نشتر پارک کے سامنے ہی ہے۔ لہٰذا پیر علی محمد راشدی مرحوم اور سائیں جی ایم سید نے ہمارے جلسہ کی کاروائی گھر بیٹھ کرسنی........جلسہ کے دوسرے ہی دن سائیں جی ایم سید نے ہم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی..........ہم ایک چھوٹا سا وفد لے کر حیدر منزل گئے.......ہمارے ساتھ شیخ لیاقت حسین صاحب آزاد بن حیدر صاحب اور دو چار ساتھی اور تھے.......سائیں نے مسکرا کر ہم سب کا استقبال کیا.......اور کراچی صوبہ بنانا ہم لوگ کیوں چاہتے ہیں اس پر مفصل بحث ہوئی.....سائیں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا.......بلکہ اس کے لئے جدوجہد بھی کی ....غرضیکہ جلسے جلوس ہوتے رہے......آخر وہ دن آگیا جس دن کراچی صوبہ کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا.......ہمیں پورا یقین تھا کہ جس طرح ہم نے تحریک شروع کی ہے اور جس انداز میں ہمارے زعما نے اسے پیش کیا ہے....انشاءاللہ کراچی صوبہ ضرور بنے گا........یہ ۱۹۶۹ء کا زمانہ تھا اور جون کی ۲۵ تاریخ تھی کہ اچانک رات کے ساڑھے گیارہ بجے فون کی گھنٹی بجی ہم نے فون اٹھایا دوسری طرف سائیں جی ایم سید تھے......بڑی مایوسی سے بولے.......بیٹا ہم لوگ ہار گئے کراچی صوبہ نہیں بن سکا.........عین وقت پر مبین الحق صدیقی.......غفار پاشا، احتشام الحق تھانوی، حسین امام، جسٹس لاری اور نواب مظفر حسین.......یحیٰی خان کے قدموں پر گر پڑے کہ خدا کے واسطے ایسا غضب نہ کریں کراچی صوبہ ہرگز نہ بنائیں ورنہ ہم سب تباہ ہوجائیں گے.......اتنا سن کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے.......بیساختہ یہ

مصرع زبان پر آ گیا

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم تھک ہار کر بیٹھ رہے.........لیکن کراچی صوبہ کی تحریک جاری رہی ۲۲، دسمبر کے جسارت اخبار میں عبدالکریم عابد صاحب نے جی ایم سید صاحب کا ایک انٹرویو لیا تھا............جس میں ان سے کراچی صوبہ کے بارے میں بھی سوال کیا گیا.........جواب میں سائیں نے فرمایا کہ مہاجر صوبہ ضرور بنے گا.......اس وقت بن جاتا تو ٹھیک تھا بعد میں بہت خون خرابہ ہوگا.....اسکے بعد بھی جلسے جلوس نکلتے رہے آخر اپریل ۱۹۷۲ء میں تحریک استقلال نے بھی کراچی صوبہ کی حمایت میں توثیق کر دی.......ہم صرف تحریری کام کرتے رہے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر بانٹتے رہے......جلسے بھی کرتے رہے......آزاد بن حیدر صاحب پیش پیش رہے کراچی صوبہ کے حوالے سے پورا ریکارڈ ہمارے بھائی آزاد بن حیدر صاحب کے پاس موجود ہے......ان کے وہ مدلل دلائل بھی موجود ہیں جن کا اظہار وہ اپنی تقریروں میں کرتے رہے ہیں۔ اعداد و شمار انہوں نے بڑی مشکل سے اکٹھا کیے ہیں اسی سلسلہ میں آزاد بن حیدر صاحب کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں.........آج بھی وہ کراچی صوبہ کی بات کرتے ہیں حقائق اور دلائل کے ساتھ.........کٹر مسلم لیگی ہیں اور اپنی جماعت آزاد بن مسلم لیگ کے نام سے الگ بنائی ہے.........پیشے کے لحاظ سے وہ ایک وکیل ہیں.....انہوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ پورے حقائق سے قوم کو ضرور آگاہ کریں گے......یہ تو تھی ہماری کوشش جو ہم نے کراچی صوبہ کے قیام کے لئے کیں اور مارشل لاء کے دور میں نہیں کیں.........بھٹو مرحوم کا دور آیا سول مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے.....انہوں نے مہاجروں سے گن گن کے بدلے لئے......ممتاز بھٹو صاحب نے سندھ اسمبلی میں اردو زبان کے خلاف تحریک پیش کی..بڑی واویلا ہوا غرضیکہ اردو زبان سے نفرت کا اظہار کر کے مہاجروں کو پھر عتاب میں لے ڈالا گیا......بھٹو صاحب کا دور حکومت.........اللہ! اللہ ....کیسی جمہوریت کہاں کا قانون.......جو لفظ بھی بھٹو مرحوم کی زبان سے نکل گیا وہی قانون بن گیا......اس سب ظلم و ستم کو دیکھتے ہوئے حبیب جالب نے ایک نظم لکھی تھی جس کا ایک مصرع،

لاڑکانے چلو..........ورنہ تھانے چلو

غرضیکہ بھٹو کا دور...............دور جمہوریت کہلاتا ہے مگر جمہوریت کا یہ عالم تھا........ملک کے صدر کو رہا کرنے کی اپیل کی جاتی تھی.....میاں ممتاز خان دولتانہ کو پوپلے چوہے کا خطاب دیا تھا........غرضیکہ کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہ تھی کیونکہ ملک میں پہلی بار جمہوریت آئی تھی.......ایسی جمہوریت کے چکر میں ملک ٹوٹ چکا تھا........ہماری ایک لاکھ فوج مشرقی پاکستان میں گروی پڑی تھی.......شملہ معاہدہ ہوا......کیا ہوا کسی کو اصل حقائق نہیں معلوم.....؟ بہر حال گرفتار فوجی واپس آئے.....اور بھٹو زندہ باد کے نعرے لگے۔ بھنگڑا کلچرل روشناس ہوا.......بھٹو آ گیا میدان میں ہو جمالو کی دھنیں تیار ہوئیں........نوجوان لڑکے اور لڑکیاں "ہو جمالو" کی دھن پر تھرکتی رہیں.....اور بھنگڑا کلچرل پروان چڑھتا رہا۔

....


misdeeds of Bhutto era
جلسہ عام